



الْمَكْرَمَةُ النَّبَوِيَّةُ

فِي

الْفَتَاوَى الْمُصْطَفَوِيَّةُ

شهداء: حضرت علامہ مفتی اعظم ہند

حضرت علامہ مصطفیٰ رضا قادری نوری مدظلہ

متوفی (۱۴۰۲ھ / 1981ء)

تصنیف

تقدیم

از فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی

بانی مرکز تربیت افتادہ اہل کتب ضلع جی، لاہور

بسمہ تعالیٰ والصلاة والسلام على رسولہ الاحقر

نائب سید المرسلینؐ، امین المصطفینؐ، قاضی الامام، آفتاب رشد و ہدایت، واقف اسرار شریعت، دانائے دیونہ طریقت، امام الفقہاء، مخدوم العلماء، قطب عالم حضور مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا قادری برکاتی قوری علیہ الرحمۃ والرضوان، جن کے قضاوی کا مجموعہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ وہ دنیا کے اسلام میں اگرچہ مفتی اعظم ہند کے نام سے مشہور ہیں لیکن وہ صرف مفتی اعظم ہند نہیں تھے بلکہ اپنے زمانے کے مفتی اعظم اسلام تھے اس لئے کہ آپ کے افتادہ اور تلمذ فی الدین کی عظمت صرف ہندوستان تک محدود نہ تھی بلکہ عرب، افریقہ اور اٹلی وغیرہ کے ائمہ کی غیر ذریعہ بہت سے باہری مکتول میں بھی تسلیم کی جاتی تھی۔

افتاء

لفظ افتاء کا لغوی معنی ہے جواب دینا۔ اسی معنی کے افتاء سے قرآن مجید میں بادشاہ مصر کا یہ قول منقول ہے: **يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ الْأَثَرُ فِي فِرْعَوْنَ قَرَأَ** یعنی اسے دربار لو! میرے جواب کا جواب دو! اور اس طرح میں افتاء کا معنی ہے حکم مسئلہ اور شرعی فیصلہ جیسا کہ حضرت سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: **الافتاء بیان حکم المسئلة حکم مسئلہ کے بیان کہنے کو افتاء کہتے ہیں**۔ اور حضرت علامہ شاہی قدس سرہ السامی لکھتے ہیں: **الافتاء بیان افادۃ المسئلة الشرعیۃ** یعنی شرعی فیصلہ سے آگاہ کہنے کو افتاء کہتے ہیں۔ افتاء کی اہمیت و عظمت اس سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ خدا کے عہد نبی نے قرآن مجید میں افتاء کی نسبت خود اپنی جانب فرمائی ہے۔ **اِذَا دُعِيَ بِكَ لِفَتْوَىٰ فَاسْتَجِبْ**۔ **فَإِنَّ الْاِثْمَ وَالْكَذِبَ اِلَيْهِ**۔ اے محبوب تم سے فتویٰ پوچھتے ہیں۔ تم فراد کہو کہ اللہ تمہیں کلام کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے۔

خداوند قدوس نے سب سے پہلے افتاء کے منصب سے اپنے منظرِ اتم حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مقرر فرمایا۔ آپ کے وصال فرمانے کے بعد صحابہ کرام میں سے جو لوگ اس منصب پر فائز ہوئے ان میں

جس پر مشہور حضرات کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علی نقیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت ابوداؤدؓ، حضرت اشعثیؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت ابن کعبؓ، حضرت زید بن ثابتؓ اور ام المؤمنینؓ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اربعین۔

پھر صحابہ کرام کے بعد تابعین کے دور میں حضرت طلحہ بن قیسؓ، حضرت سعید بن المسیبؓ، حضرت ابراہیم بن یزیدؓ، حضرت سہاد بن مسلمؓ اور حضرت نعمان بن ثابتؓ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اسمائے مبارکہ سر فہرست ہیں جو اقتدار کے عظیم منصب پر فائز ہوئے۔ لیکن ان میں حضرت امام اعظمؒ نے غن کی صورت میں اقتدار کا انکار فرمایا اور آپؒ نے سب سے پہلے تدوین فقہ کا کام کیا اور اقتدار کے قواعد و ضوابط بھی مقرر فرمائے اور جب تیج تابعین کا دور آیا تو اقتدار کی ذمہ داری ان کے سر آئی۔ اس زمانہ میں جن حضرات نے اس فریضہ کو انجام دیا ان میں سے مخصوص لوگوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں: حضرت امام مالکؒ، حضرت امام احمد بن حنبلؒ، حضرت امام شافعیؒ، حضرت امام ابو یوسفؒ اور حضرت امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

حضرت امام اعظمؒ کے مقرر کردہ اصول و قواعد سے مسائل و احکام کے استنباط کو آپ کے شاگرد حضرت امام ابو یوسفؒ ہی نے فرما دیا۔ اور امام اعظمؒ کے اصول فقہ پر سب سے پہلے آپ ہی نے کتابیں لکھیں پھر پھر مذہب حنفی حضرت امام محمدؒ نے اسے تسبیح و تہذیب کے بعد اتنے امام عروج پر پہنچا دیا کہ پھر اس میں کسی اضافہ کی حاجت نہ رہی۔

صحابہ کرام سے تیج تابعین تک مذکور بالا حضرات جو منصب اقتدار پر فائز ہوئے سب مجتہد اور مفسر مطلق تھے۔ پھر حضرت امام شافعیؒ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد کوئی مفسر مطلق نہیں ہوا۔ سب مفسر متبہ ہوئے مگر غلطی سے جو دلیل نے ان کو بھی حسب درجہ ایک طرح کی اجتہادی قوت سے سرفراز فرمایا اس نے کس کے بغیر دین کے مسائل کو حل ہی نہیں کر سکتے۔ حضرت علامہ شافعیؒ قدس سرہ السانی تحریر فرماتے ہیں: انصاف ان اہلنی فی الواقعہ لاجلہ من جناب اتحاد و معارفہا حوالہ الناس یعنی فوسید مسائل کو حل کرنے کے لئے مفسر کو ایک طرح کے اجتہاد سے متصف اور لوگوں کے احوال سے باخبر ہونا ضروری ہے۔

دشواری اقتدار یہ کام تمام دینی خدمات میں بہت زیادہ دشوار ہے۔ ترتیب یوں ہے کہ ان میں سب سے پہلے جو حکم اقتدار کے لئے مفسر کی اجتہاد کی ایک گونہ صلاحیت سے متصف ہونا لازمی ہے اس

زادہ آسان ہے تقریباً اس سے مشکل ہے نہ دیکھیں۔ اور نہ دیکھیں سے مشکل ہے تصنیف و تالیف اور اس سے بھی مشکل ہے اقتباس۔ کیونکہ فتویٰ معلوم کرنے والے عبادات اور معاملات وغیرہ کے بہت سے نوید ہوا نئے متعلقہ مسائل کے سوا اس کے کہتے رہتے ہیں اور فتویٰ کو ان کے جوابات دینے پر تیار نہیں۔ اسی لئے اس میں دیر معزی و تاخیر و قطاعات و معاندانہی اور غیر علمی کے ساتھ ایک طرح کی قوت ایسا ہی ضروری ہے شائع بخاری فقیہ عمر حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب قبلہ اجدی تحریر فرماتے ہیں۔

فتویٰ دینا ساری دینی خدمات میں سب سے اہم سب سے مشکل اور سب سے پیچیدہ کام ہے۔ اور ایسا کام جس کی کوئی انتہا نہیں۔ فقہائے کرام نے اگرچہ ہم پر اسان فرماتے ہوئے لاکھوں جزئیات کی تصریح فرمادی ہے مگر حواصت محدود نہیں۔ آتے دن سیکڑوں واقعات ایسے ہوتے رہتے ہیں کہ جس کے بارے میں کوئی تحریر کسی ایک میں نہیں ملتا۔ یہی وہ وقت ہوتا ہے کہ ایک فیضانِ نبی بالغ نظری انگہ نبی و دقیقہ بینی کی بدولت ہلکی ہلکی سے مسجح حکم انداز کر لیتا ہے مگر یہ کام کتنا مشکل ہے اسے بتایا نہیں جاسکتا جس کے سر پر تکی ہے وہی ہائیکہ کے لیکن آج کل لوگ اس فن کو بہت آسان سمجھنے لگے ہیں کہ ہر جیسے والے دارالافتاء کا پورا دارالافتاء کو مفتی بنائے بیٹھاتے ہوتے ہیں جن میں سے اکثر کے قوائے دیکھ کر بے انتہا افسوس ہوتا ہے کہ وہ غلط فتاوے دیکھ کر سناٹوں کو گرا کر دیتے ہیں۔ اور خود آسان و زمین کے ملائکہ کی لعنت کے مستحق ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے **مَنْ افْتَى بِغَيْرِ عِلْمٍ لَعَنَهُ اللَّهُ** واللہ اعلم بالصواب یعنی جو غیر علم کے فتویٰ دے اس پر آسان و زمین کے ملائکہ کی لعنت ہے۔

عالم اور خود مدرسے والے یہ سمجھتے ہیں کہ درس نظامیہ کا ہر وہ فارغ التحصیل جس کی کچھ صلاحیت ہو وہ فتویٰ دے سکتا ہے۔ حالانکہ درسی کتابیں پڑھنے سے علم الفتویٰ حاصل نہیں ہوتا مگر جس پر اساتذہ کرام کا خاص فضل ہو جائے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی عنہ رب الفتویٰ تحریر فرماتے ہیں۔
اگرچہ کل درسی کتابیں پڑھنے سے پڑھانے سے آدمی فقہ کے دروازہ میں داخل نہیں ہوتا بلکہ۔۔۔ اور تقریباً فرماتے ہیں کہ علم الفتویٰ پڑھنے سے حاصل نہیں ہوتا جب تک کہ مددِ باطلیبِ حاذق کا مطلب نہ دیکھا ہو۔ لہٰذا مفتی صاحب قبلہ قدس سرہ نے اس گھر میں آنکھ کھولی تو تقریباً ڈیڑھ سو سال سے فقہ اور فتاویٰ کا عظیم مرکز ہوا کہ آپ کے والد گرامی اعلیٰ حضرت کے جدِ امجد امام العلماء حضرت علامہ مفتی رضاعلی خان بریلوی قدس سرہ (توفی ۱۲۷۲ھ)۔ اور آپ کے جدِ امجد امام الشکلیں حضرت علامہ مفتی علی علی خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ رضوی ۱۲۹۷ھ نے سرسوی ہجری ہیں کہ فتویٰ نویسی کا اگر تقدیر فیض انجام دیا بلکہ اپنے اپنے زمانہ کے مفید کام و علمائے عظام سے اپنی علمی صلاحیت اور فقہی بصیرت کا لوہا منوار مرجع فتاویٰ ہے۔

اور آپ کے والد ماجد اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام احمد رضا بریلوی رضی عنہ رب العزت (متوفی ۱۳۴۴ھ) نے ۱۲۱۳ھ میں کس کی عمر میں پہلا فتویٰ رضاعت کا لکھا اور پھر ایسے فیصلانہ و عقیدانہ فتویٰ فارسی اور غاص کرادو میں سبے شمار فتاویٰ لکھے کہ علمائے عرب و عجم کو حیرت میں ڈال دیا انھوں نے امام احمد رضا کو دل کھول کر خراج عقیدت پیش کیا اور آپ کو چودہویں صدی کا مجدد قرار دیا۔ اعلیٰ حضرت کی تصنیف لطیف الصفا بالذبح فی الفتاویٰ القندیہ کی بارہ صفحہ جلدیں اور بہت سی کتابیں و رسائل آپ کی فقہی مہارت و بصیرت پر گواہ ہیں۔ اور حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہ پراشد رسول جلت عظمتہ و علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاص فضل و کرم رہا اور پھر مورشد سید الشاخ حضرت سیدنا شاہ ابوالحسن احمد کوری علیہ الرحمۃ والاعتراف (متوفی ۱۳۲۲ھ) کی خصوصی دعائیں میں جن کی برکت سے آپ نے ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ھ میں فراغت کے سال ہی اٹھارہ برس کی عمر میں کسی کتاب کی مدد کے بغیر پہلا فتویٰ تحریر فرمایا۔ اور وہ اتنا اہم تھا کہ جس کو لکھنے کے لئے ملک العلماء حضرت ملا مفتی نظیر الدین صاحب بہاری رضوی دیکھ رہے تھے۔

اور پھر اس فتویٰ میں نہ ایک لفظ بڑھانے کی ضرورت تھی اور نہ گھٹانے کی۔ اسی لئے اصلاح کی خاطر جب اس فتویٰ کو اعلیٰ حضرت کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ اسے دیکھ کر بے انتہا مسرور ہوئے بھلا فرمائی۔ آپ کو انعام دیا۔ فتویٰ لکھنے کی عام اجازت دی اور آپ کے نام کی مہر بنو اگر عنایت فرمائی۔ فقیر پھر شارح بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب کبلا احمدی اس فتویٰ کے متعلق فرمایا ہر۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے بھی پہلا فتویٰ رضاعت ہی کا لکھا تھا۔ اور ان کے آئینہ جمال و کمال مفتی اعظم نے بھی پہلا مسئلہ رضاعت ہی کا لکھا اور غاص بات یہ ہے کہ اس پہلے فتویٰ پر اعلیٰ حضرت نے نہ ایک لفظ گھٹایا اور نہ ایک لفظ بڑھایا۔ کوئی اصلاح نہ کی۔ پہلا فتویٰ ہی حضرت مفتی اعظم ہند نے ایسا صحیح اور مکمل لکھا کہ اس میں کہیں اگلی رکھنے کی جگہ نہ تھی۔ سچ انار کا جبید عالم با تمام غلام لکھا تھا اور پھر فرماتے ہیں کہ ذہن سے ذہن علماء برہا برس تک مشائی کرنے اور بارہویں مفتی سے اصلاح لینے کے بعد اس پر قادر ہوئے ہر کہ وہ ایک مکمل فتویٰ لکھیں۔ مگر ہجرات و حج ذہن و فطین اور ذکی علماء کو برہا برس میں تنقید اصلاح اور مہارت کے بعد حاصل ہوتی ہے وہ حضرت مفتی اعظم کو پہلے ہی دن ماحصل تھی۔ علیہ

اور حضرت مفتی اعظم قدس سرہ رضوی دارالافتاء میں اس موقع پر پہنچے تھے جبکہ اس سے پہلے ملک العلماء حضرت علامہ مفتی ظفر الدین بہاری اور حضرت علامہ مفتی سید عبدالرشید عظیم آبادی رضاعت کے اس مسئلہ پر تبادلہ خیالات کر چکے تھے اور بات کچھ الجھنے پر ملک العلماء رضوی نے اس وقت حضرت مفتی اعظم بہار کی کتاب کی مدد کے بغیر فتویٰ لکھ کر رضوی دارالافتاء کے مفتیان کرام پر سبقت لے گئے تھے۔ یہ اس بات کی گواہی دہاں ہے کہ آپ روز اول ہی مفتی اعظم اور فقیر اعظم تھے۔

فقہ فی الدین احکام شرعیہ کے علم حاصل کرنے کو فقہ فی الدین کہتے ہیں۔ خدا نے تعالیٰ نے اس کے بارے میں یوں حکم فرمایا ہے۔

فَلْيَتَلَوْنِ الْقُرْآنَ حَتَّىٰ يُفَرِّقَ بَيْنَهُمَا وَلَئِنَّمَا لَكُمُ اللَّهُ بِمَا عَمِلْتُمْ فَاعْلَمُوا
 اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلِّمْ
 اور خدا نے عزوجل یہ عظیم نعمت اسی کو بخش ہے جس کے ساتھ جہاں کا ارادہ فرماتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے۔

عن ابیہ اللّٰہ بن عبد اللّٰہ بن عمر بن الدین
 اللّٰہ تعالیٰ اس کے ساتھ جہاں کا ارادہ کرتا ہے اسے منتقلی الدین عطا فرماتا ہے۔

خداوند قدوس نے حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ قدس سرہ کو اس نعمت عظمیٰ سے مہر نور قرار فرمایا تھا البتہ ملک العلماء رضوی نے الٰہی آبادی آپ کے ضمیر پر آپ کی سرشت و فطرت کو فقہ فی الدین کے مسلک میں جو حال کر اسی فطرت پر آپ کو پیدا فرمایا تھا۔ اس مختصر جہد میں آپ کے فقہ فی الدین کی چند مثالیں سامنے آ رہی ہیں۔

انجکشن سے روزہ ٹوٹنے نہ ٹوٹنے کا مسئلہ جہد پہلی بار مفتیان کرام کے سامنے آیا تو بیشتر حضرات متروک رہے، کچھ حضرات نے یہ فتویٰ دیا کہ روزہ کی حالت میں انجکشن لگوانے سے روزہ فاسد ہو جائیگا کیوں کہ انجکشن کی سیال دوائیں معدہ میں بھی پہنچتی ہیں۔ اور خازن کے کسی چیز کا معدہ میں پہنچنا مفید روزہ ہے۔

اور کچھ حضرات نے یہ فتویٰ صادر فرمایا کہ گوشت میں انجکشن لگوانے سے روزہ فاسد نہیں ہو گا ہاں اگر گھن لگوا دیا جائے تو فاسد ہو جائے گا کیوں کہ دوائیں گوشت سے معدہ میں نہیں پہنچتی ہیں۔ اور اگر گھن

پہرہ بھائی ہیں۔ اح۔ لیکن مختصر اعظم ہند نے ارشاد فرمایا۔

انگلش گوشت میں لگایا جاتے خواہ رنگ میں کسی بھی صورت میں اس کی روایتیں معدہ تک منفعت کے ذریعہ نہیں پہنچتی تھیں بلکہ مسامات کے ذریعہ پہنچتی تھیں۔ اس سلسلے میں وہ فاسد مادہ اور کچھ شے پانی سے غسل کرنے میں اس کی تری مسامات کے ذریعہ بسا اوقات معدہ تک پہنچ جاتی ہے اور ذرا کم نہیں ہوتا ہے۔ آنکھوں میں دوا ڈالنے سے سر درد لگنے سے اس کا ذائقہ سلق میں محسوس اور رنگت تھوکتا دکھائی دے تو ذرا فاسد نہیں ہوتا۔ اح۔

اور جب پہلے پہل لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ سنی گئی آواز برا اختیار کا مسئلہ درپیش ہوا تو بعض مالوں نے اسے حقیقت اور مکمل طرح امام کی عین آواز سمجھ کر اختیار کر لیا۔ مگر حضرت مفتی اعظم ہند قید قدس سرہ نے حقیقت اور مکمل طرح لکھنے سے لاؤڈ اسپیکر کی آواز کو مشکوک کی آواز کا غیر قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ لاؤڈ اسپیکر کی آواز امام کی آواز نہیں۔ مثال آواز امام ہے۔ اور نہ تار میں فیر کی آواز کرنے پر قصد ہے۔ (التفصیل الاورصلہ)

اور ایک دوسرے فتویٰ میں تحریر فرماتے ہیں۔ اعتبار حکم کی اس آواز کا ہے جو اس کے دہن سے نکلی اور فضا کی ہوا متحرک کرتی ہوئی کسی کی قوت دافعہ کے کان تک پہنچی اس کی وہی آواز جو کسی قاسم کے ٹھکانہ کو سکون پاگئی۔ اور اس قاسم کے ٹھکانہ کی قوت سے جو متحرک ہو کر پٹی اس آواز کا اعتبار نہیں۔ جسے گنبد سے ٹھکانہ ہو آواز پٹی ہے۔ یا کنویں کی پٹی ہوئی آواز یا سحر کی صلائے بازگشت نامعتبر ہے۔ آیت بحدہ پٹی ہوئی آواز ہے جسے سمجھو اس پر سجدہ اسی لئے واجب نہیں ہوا کہ اب یہ تو پٹی ہوئی آواز ہے۔ یہ اگرچہ دہن قاری سے نکلی ہوئی ہے مگر قاسم کے ٹھکانے سے یہ اس حیثیت کی نہیں۔ اب قاسم کی ٹھکانہ کی قوت سے کان تک پہنچی ہے۔ یہ نہیں نہ کہ کبھی کی قوت سے فضا کی ہوائے قاسم جہاں تک دفع ہو گئی ہے۔ بے کسی اور قاسم سے ٹھکانے ہوئے ہے اس قاسم کی قوت دفع کے شامل ہوئے محض بجلی کے اس فعل سے کان تک پہنچی ہے۔ (التفصیل الاورصلہ)

اور جب جان پر پہلا قدم رکھنے کے لئے روئے و امر کے ایک دوسرے پر بہت تھے ہانے کی جدوجہد کر رہے تھے تو جان کو خدائی درجہ دینے اور اس کی عبادت و زندگی کرنے والوں کے ساتھ ساتھ بعض مقتدا کرام بھی اسے روس و امر کے جانوں و کجواں کہہ رہے تھے ان کا استدلال یہ تھا کہ۔

چاند آسمان کے اندر ہے اور آسمان تک کسی غیر مسلم کا پہنچنا محال شرعی ہے اس لئے روم کی امامیہ کے چاند پر پہنچنے میں کامیاب ہوجانے کا خیال اسلامی اصول کے خلاف ہے۔ اور بیشتر علماء کرام کو گولہ کی کیفیت سے دوچار خاموش تھے لیکن محسنی اعظم نے فرمایا۔

جب چاند کی طرف نگاہ اٹھائی جاتی ہے تو وہ آسمان کے نیچے دکھائی دیتا ہے۔ صومالی رسول
رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر کے مطابق بھی سورج چاند اور ستارے
کبھی زمین و آسمان کے درمیان مسخر ہیں جیسا کہ تفسیر دارکرم میں ہے عن ابن عباس ان الشمس والقمر
والنجوم مكلها مسخرات بين السماء والارض۔ الفجر مشاہدہ اور روایات دونوں اس بات پر
متفق ہیں کہ چاند آسمان کے نیچے ہے اور وجہ آسمان کے نیچے ہے تو چاند پر پہونچنے سے آسمان پر پہونچنا
کہاں لازم آئے گا کہ چاند پر پہونچنا محال شرعی ہو جائے۔ یہاں سے نزدیک انسان کا چاند تک پہونچنا ممکن ہے اور
اور اگر کسی پیشینہ ذریعہ سے انسان چاند تک پہونچ جائے تو اس سے اسلام کا کوئی اصول و عہد نہیں ہرگز۔
اور اسی زمانہ میں جبکہ امریکہ والوں کے چاند پر جانے کا جہاز تھا ایک روز حضرت علامہ قاضی محمد شمس الدین

صاحب جو شہری اور عظیم الشان عالم اہل لسانی صاحب میر تقی علیہ السلام اور دوسرے علماء حضرت مفتی اعظم قس
کی خدمت میں حاضر تھے۔ چاند سورج وغیرہ کی باتیں بھل رہی تھیں حضرت نے فرمایا کہ میں وہ انسان دو فوٹ لمبا
ہوں۔ اور چاند سورج جلتے ہیں۔

اس پر علامہ رحمہ اللہ صحابہ نے فرمایا کہ قرآن مجید میں ہے: **وَالْفُتُوحُ حَتَّىٰ يَبْلُغُوا الْبَحْرَ الْمَعْدِيَّ سِوَرِ ١٠٩**
 مستقر میں جا رہا ہے۔ تجزی سے معلوم ہوتا ہے کہ چلتا ہے۔ اور مستقر نہ اسے معلوم ہوتا ہے کہ ایک
 جگہ ٹھہرا ہوا ہے۔ تو چلتے رہنا اور ایک قرار گاہ میں ٹھہرا رہنا یہ دونوں باتیں کیسے صحیح ہوں گی۔
 اس پر حضرت نے فوراً جواب دیا کہ۔ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت عوالم رضی اللہ تعالیٰ عنہا
 کو فرمایا **وَالْفُتُوحُ حَتَّىٰ يَبْلُغُوا الْبَحْرَ الْمَعْدِيَّ** تو کیا وہ زمین کے ایک حصہ پر ٹھہرے رہتے تھے؟ چلتے نہیں تھے
 اپنے مستقر میں رہتے کامطلب یہ ہے کہ اپنی جگہ کے رقبہ کے۔ اپنی منزل کے باہر نہیں ہوتا۔ چلتا
 ہے مگر اپنے دائرہ حرکت میں۔ اس پر حضرت میر تقی میر صاحب فرمایا **ہو گئے**۔

مذکورہ بالا فتاویٰ اس بات پر شاہد عدل ہیں کہ حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ قدس سرہ نے شک و تھقی فی الدین کی فطرت پر مبنی رائے کی گئی تھی۔

تطبیق اقوال

فقہائے کرام کے اقوال کو بظاہر ایک دوسرے کے خلاف معلوم ہوتے ہوں ان کے درمیان موافقت ثابت کرنے کو تطبیق کہتے ہیں جو فقہ فی الدین کا ایک اہم عنصر ہے۔ حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہ کی لاسٹ مگر ای حد یہ منصوص ہے کہ ہم ہر اہل اقتدار میں ہر اس کی ایک مسئلہ ملاحظہ ہو۔

بہار شریعت حصہ دوم میں ہے۔ اگر بے وضو شخص کا ہاتھ یا انگلی یا پولیٹاخن یا بدن کا کوئی ٹکڑا ہو جو منویں دھو لیا یا ہو تو قصداً یا غلطیاً قصداً قرۃ سے کم پانی میں بے دھوئے ہوئے پڑ جائے تو وہ پالنے و منو اور غسل کے لائق نہ رہا۔

ہاتھ ڈالنے سے پانی مستعمل ہو جائے گا کسی نے بہار شریعت کے اس مسئلہ کو غلط قرار دیا اور اپنے دعویٰ کے ثبوت میں فتاویٰ قاضی خاں مع مالگیری حیدر آباد کی اس عبارت کو پیش کیا۔ المسئلۃ اول الحب اذا دخل بیدہ فی الاناء لا یغترف ولیس علیہ نجاسة لا یفسد الماء وکذا اذا وقع الکوفی فی الحب وادخل بیدہ فی الحب اوی المرفق لا یخروج الکوفی لا یفسد الماء مستعملاً ۵۱۔

حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہ سے جب اس کے متعلق سوال کیا گیا تو اس کی تطبیق میں آپ نے جو تحریر فرمائی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ۔ بہار شریعت کا مطلب یہ ہے کہ جب بے ضرورت وہ درد سے کم گھرے ہوئے پانی میں ہاتھ ڈال دے گا تو وہ مستعمل ہو جائے گا۔ اور فتاویٰ قاضی خاں کا مطلب یہ ہے کہ اگر ضرورت سے ڈالے گا تو مستعمل نہ ہوگا۔ لہذا دونوں کتابوں کا مسئلہ صحیح ہے۔ ایک دوسرے کے خلاف نہیں۔ جواب کی پوری تفصیل دلائل کے ساتھ اس مجموعہ فتاویٰ کے قسط پر ملاحظہ ہو۔

دیوبندی فتوے کا رد کسی شخص نے دیوبندی مفتیوں سے پوچھا کہ جب سوود مطلقاً حرام ہے تو اس ملک کے اندر بینک میں روپیہ رکھے ہوئے پر منافع لینا کیسا ہے؟

دیوبندیوں کے مشہور مولانا انور شاہ کشمیری نے جواب دیا کہ۔ جس ملک میں عملداری مسلمانوں کی نہ ہو اور فیصلہ مقدمات کا شریعت پر نہ ہو اس ملک کو حنفی مذہب میں دارالحرب کہتے ہیں۔ اور یہ دارالحرب قانون شریعت سے امام ابوحنیفہ کے نزدیک خارج ہے۔ دارالحرب میں مسلم اگر غیر مسلم سے سود لے تو حنفی مذہب میں ہرگز نہیں۔ لوگوں سے کہتے ہیں کہ بینک میں سے سود لے لو اور غریبوں پر صدقہ کرو گا کہ پادریوں کے مشن پر خرچ نہ ہو۔

اور مدد رسایہ دینی کے مفتی حبیب الرحمن نے جواب لکھا کہ۔ ہند کے علاقہ میں سود کا لینا مطلقاً ناجائز ہے مگر غیر مسلم کی بینک میں سود کی رقم چھوڑنی نہیں چاہیے بلکہ ان سے نہ کر ایسے عتاہوں پر صرف کرنی چاہئے کہ جن کا ذریعہ بظاہر کچھ بھی نہ ہو اور انھیں غالباً یہ بات ثابت ہو کہ اگر یہ مال مستحق نہیں کھائیں گے تو ان کی جان تلف نہ ہوگی۔

حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ قدس سرہ سے ان جوابات کے متعلق دریافت کیا گیا آپ نے جواب کا رد فرمایا اس کا خلاصہ ملاحظہ ہو پہلے نے مفتی مذہب میں بعض جگہ سود کو حلال بتایا مالاںکہ وہ حرام قطعی ہے کہ میں بھی حلال نہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مطلقاً حرام فرمایا ارشاد ہے خیرم انزلناہ اور لطف کی بات یہ ہے کہ ہندوستان کو دارالحرب قرار دے کر مسلم کا غیر مسلم کو روپیہ دے کر اس سے نفع لینا چاہے سود کہا خفیوں کے نزدیک جائز یا اگر کہا کہ لے لے اور اپنے طرف میں نہ لائے غریبوں کو دے دے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ان کے نزدیک سود لینا ناجائز ہے تو اس کا اپنے اوپر خرچ کرنا کس نے حرام کر دیا اور پھر جب وہ سود ہے تو اس کا لینا ایسا ہی ہے جیسے شراب اپنے پینے کے لئے نہ لے دوسروں کو پلانے کے لئے تو ان کے نزدیک جائز مگر جب کہ مفت لے یعنی کوئی کاروباری خوشی سے کسی مسلمان کو شراب دے تو ان کے نزدیک اس کو چھوڑنا نہیں چاہئے بلکہ اسے لے لے خود نہ پیے ان غریب مسلمانوں کو پکا دے جو کافروں کی بھٹی سے خرید کر پیئے ہیں اور اپنا پیسہ کافروں کو دیتے ہیں۔ یا یوں کہے کہ کسی بھٹی سے خریدتے ہوں جس کا روپیہ کسی مشن کے لئے ہو یا مشن ہی کی تجارتی شراب کے دوکان سے۔ لاجول دلاقۃ الخبائثۃ لعل العظلمہ۔ اور دوسرے کا جواب بھی محض یہ ہوا ہے اور اس پر بھی وہی مواخذات ہیں جو پہلے شخص کے جوابات پر ہیں بلکہ اس سے زائد ہیں۔

حضرت مفتی اعظم قدس سرہ کی اس تحریر سے ان کے تخریطی کی گہرائی کا پتہ چلتا ہے اور وہ بوندی مسک کے یہ مشہور مولوی آپ کی جلال علی کے سامنے طالب علم معلوم ہوئے ہیں۔ تفصیلی جواب مزید مواخذات کے ساتھ اس کتاب کے مشاہیر ملاحظہ ہو۔

سنی فتویٰ کا رد کسی نے سنی مدرسہ کے مفتی سے سوال کیا کہ زید نے اپنی منکوہ سے کہا کہ تو میرے نکاح سے باہر ہے میری بیوی نہیں رہی اور زید نے کام کی ہے۔ پھر اس کو گھر سے نکال دیا دو سال سے وہ اپنے میکہ میں ہے۔ تو ایسی صورت میں اس کی زوجہ نکاح میں رہی یا نہیں؟

سنی مفتی نے چار عالموں کی تصدیقات سے فتویٰ لکھا کہ زید کی زوجہ کو طلاق ہو گئی۔ اور تین جنس گندہ سے غیر حاملہ کی حالت گزرتی ہے۔ دوبارہ نکاح بغیر حلالہ ہو سکتا ہے۔

جب یہ فتویٰ حضرت مفتی اعظم ہند کی خدمت میں پیش ہوا تو آپ نے تحریر فرمایا کہ سوال اگرچہ بہت گول (مسل) تھا مگر سوال دیکھتے ہی یہ خیال ہوا کہ شوہر نے یہ الفاظ بطور اشارہ نہیں کہے ہوں گے بلکہ انجرا کے مسائل سے واقعہ کی تفصیل پوچھی تو یہی معلوم ہوا کہ اس نے یہ اس لئے کہے تھے کہ عورت اس کی باہر جاکر چلی گئی تھی۔ باہلوں میں یہ غلط بات مشہور ہے کہ اگر عورت بے اجازت شوہر کے قدم ٹکائے تو وہ نکاح سے باہر ہو جاتی ہے۔ شوہر نے اس باطل بات پر وہ کہا نہ یہ کہ اسے طلاق دینا مقصود تھا اور اس وقت طلاق دینے کے لیے یہ لفظ کہے۔ ظاہر ہے کہ اس صورت میں اصل طلاق نہ ہوئی۔

اور اگر یہ واقعہ نہ بھی ہوتا بلکہ بطور خود اس نے یہ الفاظ کہے ہوتے جب بھی علی الاطلاق حکم طلاق صحیح نہیں ہوتا کہ یہ کنایات ہیں اور کنایہ محتاج نیت..... تو علی الاطلاق حکم طلاق یقیناً محض باطل۔ کچھ صورت نے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں فقہائے کرام کی عبارتوں کو پیش فرمایا۔

حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہ کے اس فتویٰ میں بھی آپ کی وسعت نظر و شان فقہائے کبارہ نظر آتا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ فقہائے کرام کا یہ قول بالکل صحیح ہے من بعد یعرف اہل زمانہ فہم جاہل یعنی جو اپنے زمانہ والوں کے احوال و اقوال کو نہ سمجھتے وہ جاہل ہے۔ یہ فتویٰ دلائل و براہین کے ساتھ اس مجموعہ کے مسند پر طبع ہے۔

ایم جی دور کا ایک یادگار فتویٰ | ۱۳۹۶ھ مطابق ۱۹۷۷ء ایم جی کے دور میں جب حکومت نے قسندہ کی کاجری قانون نافذ کیا تو لوگوں کو کچل کر زبردستی ان کی قسندہ کی جانے لگی اور گورنمنٹ کے ملازمین کو سخت تاکید کی گئی کہ خود قسندہ کی کڑاؤ اور پانچ دس آدمیوں کو کچل کر بھی لاؤ ورنہ سختی سے روک دی جائے گی اور اتنا مزاحمت سے نکال دیتے تھے کہ حکومت کے اس ظلم و زیادتی کے سبب پورے ملک میں کھلبلی مچ گئی۔ کنگریسی مفتی جیو سید انگریز اور دیگر لوگوں کے اشارہ اور دباؤ پر کام کرتے رہے۔ انھوں نے حکومت سے سوزا کر لیا اور قسندہ کی جان بچانے کا فتویٰ دے دیا۔

حکومت نے اس فتویٰ کو ذریعہ بنا کر قسندہ کی میں اور شدت پیدا کر دی۔ گاؤں اور دیہات میں گھوم

کے بعد فرمایا کہ مسئلہ تو صرف اتنا تھا کہ شہادتِ خدا و رسول سے نکاح کر کے تو یہ نکاح منعقد نہ ہوگا کہ شرطِ انصاف
نکاح گواہوں کا نہ رہنا ہے حدیث میں ہے لانکاح الا بشہود۔ اس میں جانیل نے اتنا اور اضافہ کیا کہ وہ
مسلمان شخص کا فرزند ہو جائے گا۔ ظاہر تو یہ ہے کہ بعض جانیل معسری ہوگا۔ اس نے اپنے مذہب کا یہ عقیدہ
میں جوڑ دیا۔ پھر یہ بتا دیا کہ علم ذاتی بعض حنفیہ نے بھی اپنی تصانیف میں نقل کر لیا۔
اس کے بعد حضرت منشی اعظم قبلہ نے اس قول کا ضمیمہ جو نا فقہائے کرام کے اقوال سے ثابت کیا
پھر رد المحتار معصنات و خزانہ الروایات اور معدن الحقائق کی عبارتوں کو پیش فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ شخص
کا فرزند ہوگا اس لئے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علم غیب جانتے ہیں۔ اس طرح اور بھی بہت سے
ائمہ کرام کے اقوال سے مسئلہ مذکور کو منعق فرمایا۔ یہ فتویٰ مسئلے سے ۱۱۰ تک پھیلا ہوا ہے جو بڑی اہمیت
کا حامل ہے۔

اور حضرت کی خدمت میں یہ سوال پیش ہوا کہ جس نے عشاء فرض جماعت سے نہیں پڑھی مگر تراویح
یا جماعت پڑھی۔ وہ وتر کی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وتر کی جماعت میں
وہ شامل ہو جائے اگرچہ فرضوں میں شامل نہیں ہوا کیونکہ وتر کی جماعت تراویح کی جماعت کے تابع ہے اس
واسطے وتر کی جماعت نہ پڑھو (مستثنیٰ)

حضرت منشی اعظم قبلہ قدس سرہ کے جواب کا ابتدائی حصہ ملاحظہ ہو۔ جس نے فرض یا جماعت
نہ پڑھے ہوں وہ وتر کی جماعت میں شامل نہ ہو کہ اس میں جماعت نہیں مگر یہ بتا کہ وہ من جاہل نفل ہے۔ وتر کی
جماعت رمضان ہی میں یا بتجہیت فرض ہے۔ یا بتجہیت رمضان۔ یا بتجہیت تراویح۔ اور مشہور یہی ہے کہ
بتجہیت جماعت فرض یا بتجہیت جماعت تراویح ہے۔ علماء کرام میں اختلاف ہے کہ جس نے فرض جماعت
سے پڑھے وہ تراویح بھی یا جماعت پڑھے یا نہ پڑھے۔ اگرچہ صحیح یہی ہے کہ وہ تراویح کی جماعت پڑھ سکتا ہے۔
جماعت فرض کے تابع ہے جب تو ظاہر ہے کہ اگر فرض جماعت نہ پڑھے ہوں تو وتر جماعت میں شامل
نہیں ہوگا اور بتجہیت رمضان ہے تو اس کے معنی نہیں کہ رمضان میں وتر جماعت ہی سے پڑھے بلکہ یہ کہ رمضان
میں جماعت سے پڑھ سکے ہیں۔ بہر صورت جماعت ہی سے پڑھنا اس سے کہاں نکلتا ہے۔ یوں اگر بتجہیت
جماعت تراویح ٹھہرائیں جب بھی۔ اور میں کہتا ہوں جمعیت فرض سے جماعت وتر کی کہو نہیں نکلتی۔
رمضان کے تابع کو تو اس کے یہی معنی ہیں کہ رمضان ہی میں وتر کی جماعت بتجہیت عشاء یا بتجہیت تراویح

ہوگی۔ یہ نہیں کہ رمضان میں اس میں جماعت علی الاستقلال ہے فائدہ لہذا نقل بہ احد۔۔۔ یہ علمی فتویٰ مخصوص سوا لوں کے ساتھ مسئلہ ۱۲۸ سے مسئلہ ۱۵۶ تک تو تصنیفات پر مشتمل ہے جو تحقیقات کا بحر خاں ہے۔

حضرت مفتی اعظم ہند طیبہ الرحمۃ والرضوان کی ولادت باسعادت ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۲ جولائی ۱۸۹۳ء میں جمعہ کے دن کو قوت صبح صادق ہوئی۔ اور ۹۲ سال کی عمر میں ۱۲ غرم الحرام ۱۴۰۲ھ ۱۲ نومبر ۱۹۸۱ء کو رات میں ایک بج کر چالیس منٹ پر وصال ہوا۔ آپ کے حالات ۷۵۵ سے ۷۷۷ تک تصانیف مصنف کے تحت ملاحظہ ہوں۔

تصنیفات و ترتیبات

حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہ درس و تدریس اور ہدایت و ارشاد وغیرہ طرح طرح کی مصروفیات کے باوجود مختلف موضوعات پر تصنیفات و ترتیبات کا ایک بے بہا خزانہ چھوڑ گئے ہیں جو آپ کے سب سے بڑا علم و فضل، ذہانت و طبائی اور علمی عبقریت پر شاہد عدل ہیں۔ ان کے متعلق مولانا افتخار احمد مصباحی رقم طراز ہیں۔۔۔ وہ حضرت مفتی اعظم ہند ایک عظیم محقق و مصنف بھی ہیں۔ ان کی تحریریں ان کے والد امین علیہ السلام احمد رضا قدس سرہ کے اسلوب کی جھلک اور ذرف بنگا ہی نظر آتی ہے۔ تحقیق کا کمال بھی نظر آتا ہے اور تدقیر کا جمال بھی۔ فتاویٰ کے ترتیبات پر عبور کا جلوہ بھی نظر آتا ہے اور علامہ شامی کے فقہ کا انداز بھی۔ تصانیف میں امام غزالی کی تحقیق اور امام رازی کی تدقیر اور امام سیوطی کی تلاش و جستجو کا جلوہ گری نظر آتی ہے۔

حضرت مفتی اعظم قدس سرہ کی جن تصنیفات و حواشی کا ایک ایک جلد دو سو کا درجہ درج ذیل ہیں۔

① فتاویٰ مصطفویہ اس کتاب کا پورا نام ہے المکرمۃ النوریۃ فی الفتاویٰ المصطفویۃ یہ پہلے چھوٹے چھوٹے تین حصوں میں طبع ہوا تھا۔ (۱۳۲۹ھ)۔

اس کا پہلا حصہ ایمان و اعتقاد کے بارے میں بغیر فرست مضامین ایک رسالہ سمیت تمام فتاویٰ کا مجموعہ تھا جو ۱۲ تصنیفات پر مشتمل تھا۔ اور دوسرے حصہ میں بھی بغیر فرست نماز اور احکام مسیبت سے متعلق فتاویٰ

تھے جو ۱۲ صفحات پر پھیلے ہوئے تھے۔ اور اس کے تیسرے حصہ کا آغاز بھی طہارت و نماز کے بقیہ مسائل سے ہوا تھا۔ اور پھر ابواب فقہ کی ترتیب پر سنانا ترک کر دیا اور فقہ، حج، نکاح و طلاق، بیوع اور وقف، اجارہ و غصب اور حظ و اباحات وغیرہ کے مسائل پر مشتمل فہرست مضامین کے ساتھ کل ۳۵۴ فتاویٰ کا گنبد تھا۔ یعنی پہلے تین حصوں میں کل ۳۹۷ فتاویٰ تھے۔ اور اب یہ مجموعہ فتاویٰ مکمل فہرست کے ساتھ تین رسائل اور ۳۹۷ مسائل پر مشتمل ہے۔

جناب قمران علی صاحب حامدی بمیل پوری کی تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ پہلے کے تین حصوں میں ۱۳۴۹ حصے سے ۱۳۵۹ حصے تک کے فتاویٰ ہیں مگر لیکن مابعد کے کچھ فتاویٰ بھی اس میں شامل ہیں جیسے کہ حصہ سوم میں کا وہ فتویٰ کہ جس میں حضرت مخی اعظم ہند قدس سرہ نے دیہات میں بنام جمعہ و درکت فرماتے والوں کو غلط فرض باجماعت پڑنے کا حکم فرمایا ہے۔ اس لئے کہ اس فتویٰ کے سوال میں حضرت مخی اعظم صاحب مولفہ کی علیہ الرحمہ کے بڑے دارالافتاء سے لکھے گئے فتویٰ کا ذکر ہے اور وہ ان دس برسوں میں بیرونی شریعت موجود ہی نہیں تھے۔

حضرت مخی اعظم ہند علیہ الرحمہ والرضوان کے فتاویٰ بے شمار قمرانی دلائل محدث شریف کے بے بہا شاہکار اور فقہائے عظام و فاضلہ کرام کی عبارتوں کے حوالہ جات سے الامال ہیں لیکن فتاویٰ میں حضرت سید صاحب بحث فرما کر کلام کو انتہا تک پہنچا دیا ہے۔ اور کچھ فتاویٰ اگرچہ مختصر ہیں مگر وہ بھی بہت جانت ہیں جو آپ کے فقہی ذخیرہ پر شاہد عدل ہیں۔

② اشرف العزائب علی عابد الناس (۱۳۲۸ھ)۔ مولوی قاسم نانوتوی (جن کو دارالعلوم دیوبند کا بانی جھوٹ مشہور کیا گیا ہے) سے اس رسالہ میں ان کی تصنیف و تخریر اناس کا ذکر ملتا ہے۔

③ وقعات السنان فی مطلق المساء بسط البنان (۱۳۳۰ھ)۔ یہ کتاب ۳۷ صفحات پر مشتمل ہے اس میں مولوی اشرف علی خان نانوتوی کی تصنیف بسط البنان اور مولوی قاسم نانوتوی کی تخریر اناس پر پھر پور تقید کی گئی ہے۔ پھر اس کے اندر نانوتوی صاحب اور ان کے ہم خیال لوگوں سے ۱۳۷ سوالات لگے گئے ہیں۔ جو ہر دیر و شبی فتاویٰ صاحب کے پاس بھیجے گئے۔ جن کے جوابات سے وہ پوری زندگی عاجز رہے اور انتشار اللہ تعالیٰ ان کی پوری جماعت قیامت تک عاجز رہے گی۔

④ الریح الدیانی علی راس الوساوس الشیطانی (۱۳۳۹ھ)۔ یہ رسالہ گویا سامان الحشرین کا غلام

وجہ ہے۔ اس میں تفسیر قرآنی کے مؤلف پر حکم کفر و ارتداد ہے۔ اعلیٰ حضرت اور حضرت عبدالرشید علیہما السلام والرضاوان و غیر جماعتی اس کتاب پر تصدیقات تھیں۔

⑤ الکلیۃ علی الترادف کلکتہ (۱۳۳۶ھ) — یہ رسالہ مسئلہ اذان سے متعلق ہے۔ جو ۸ صفحات پر مشتمل ہے اس میں حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ نے بیان فرمایا ہے کہ اذان حد و حدود مسجد اقلیہ کے مسجد میں ہو۔ داخل مسجد مکروہ و منکوح ہے۔ یہی ائمہ کرام کی تصریحات ہیں۔ اور یہی حدیث شریف سے ثابت ہے۔ حد و حدود مسجد میں مسجد کی دیوار میں قسطنطین اور دروازہ سب داخل ہیں۔ اس رسالہ میں حضرت نے آخر عقلم کی دس تصریحات پیش کی ہیں اور ان کی روشنی میں اذان سے متعلق علمائے کلکتہ کے شبہ کو دور فرمایا ہے۔

⑥ صلیم الدیان منقطع جلالہ الشیطان (۱۳۳۶ھ) — مولوی عبدالغفار خاں رام پوری نے اپنی کتاب انصار المتمدنین میں مسئلہ اذان سے متعلق سو کتبوں کا مجموعہ نام دے کر مسلمانوں کو دھوکا دے کر فریب میں ڈالا تھا۔ یہ رسالہ اسی کتاب کا پہلا اردو ہے۔ حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ نے اس میں مسئلہ اذان کو اپنی تحقیق و تدقیق سے ثابت کیا اور مولوی مذکور کے جھوٹ سے مسلمانوں کو آگاہ فرمایا۔

⑦ سیف الغبار علی عبدالغفار (۱۳۳۶ھ) — یہ کتاب آثار المبدعین کا دوسرا اردو ہے۔ مولوی عبدالغفار خاں رام پوری نے بریلی شریف کے ایک مطبوعہ قنادی پر کمال نا اہلی کی۔ اس رسالہ میں اس کی بھرپور پردہ دہی کی گئی ہے۔

⑧ نفی السامعین صاحب المولوی عبدالغفار (۱۳۳۶ھ) — یہ رسالہ ۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں جمعہ کی اذان ثانی کے متعلق مولوی عبدالغفار خاں رام پوری کی تیسری تحریر کا حضرت مفتی اعظم قدس سرہ نے مدلل رد فرمایا ہے۔ جس میں قاضی عطاء علی صاحبہ میل پوری اور مولوی سید ظہیر حسن صاحبہ الآبادی کی تحریریں بھی گمہ شامل ہیں۔

⑨ مقتل کذب و کید (۱۳۳۶ھ) — یہ رسالہ ۶ صفحات پر محیط ہوا ہے۔ اس میں بھی مسئلہ اذان کے متعلق مولوی عبدالغفار رام پوری کی تحریر کا رد ہے۔

⑩ مقتل کذب و اہبل (۱۳۳۶ھ) — یہ رسالہ بھی مسئلہ اذان سے متعلق ہے جو ۱۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں حضرت مفتی اعظم قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے مولوی عبدالغفار خاں رام پوری کی اپنی تیسری تحریر کا رد فرمایا ہے۔ اور مولوی صاحب رام پوری کی اس تحریر کو پہلی تحریروں سے بھی زیادہ اہل و اہل ہونا

اظہار میں اٹھس کر دیا ہے۔

(۱۱) ادخال السنان فی الخلق بسط البنان (۱۳۳۲ھ)۔ یہ کتاب ۸۸ صفحات پر مشتمل ہے جو حفظ الایمان کی کفری عبارت کی صفائی میں لکھے گئے رسالہ بسط البنان کا دوسرا رد و جواب ہے۔ اس کے متعلق خود حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں۔ اس میں تھانوی صاحب سے ایک سوساٹھ قاصر سوال نہیں (بلکہ) سو بائیس پر ایک سوساٹھ جہاں ہیں۔ پھر سال ہوئے کہ تھانوی صاحب کے یہاں چوتھی شدہ گیا ہے اور آج تک محمد ادر اللہ جواب ہے۔

(۱۲) وقایہ اہل السنۃ عن مکروہ و بند و التنبہ (۱۳۳۲ھ)۔ یہ رسالہ ۸۴ صفحات پر محیط ہوا ہے۔ جمعہ میں اذان ثانی کے متعلق کسی کانپوری دیوبندی نے ایک کتاب لکھی تھی۔ اس میں اس کی جہالتوں اور سفاہتوں کا دو حصوں میں رد ہے۔ پہلا حصہ میں حضرت مفتی اعظم قدس سرہ نے اپنے کسی بھائی سے گزارش کی ہے کہ وہ ہر بدین گمراہ سے دور رہیں اور ان کو اپنا دینی دشمن سمجھیں۔

(۱۳) الہی مغرب باہل الحرب (۱۳۳۲ھ)۔ یہ رد کا دوسرا حصہ ہے جو وقایہ اہل السنہ کے ساتھ ہے اور اس کے منہ سے شروع ہو کر سب اس میں حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ قدس سرہ نے دیوبندیوں پر قہر کی بارش کی ہے اور کانپوری تحریک کا کھجور پر درخشاں فرمایا ہے۔

(۱۴) الموت الا حلال کل الجہنم الا کفر (۱۳۳۲ھ)۔ بقول تائب مفتی اعظم ہند شارح بخاری حضرت مفتی محمد شریعت علی صاحب قبلہ اجمدی اس کا دوسرا نام ہشتاد و بند پر کار دیوبندی ہے۔ یہ کتاب ۸۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں دیوبند کے مسلک پر پھر پورے تنقید و تبصرہ کیا گیا ہے۔ اور حق کی حقانیت کو خوب واضح کیا گیا ہے۔ اور مذہب دیوبند پر بڑے شہوس اعتراضات اور مضبوط مواخذے کیے گئے ہیں۔ اس کے اندر کئی اسی سوالات و مواخذات ہیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے اور مولوی اسماعیل دہلوی کی فتنی تکفیر کی ہمیش بھی تہا ریت تحقیق سے پیش کی گئی ہیں۔

(۱۵) الملقوظا پر حصے (۱۳۳۸ھ)۔ یہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ عنہما بقوی کے علوم و معارف کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہے جو ان کے ارشادات و ہدایات اور کلمات طلیات پر مشتمل ہے۔ یہ اعلیٰ حضرت کی تصنیف نہیں بلکہ ان کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے علم و حکمت کے جواہر ہیں جن میں حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ نے مجمع فرما کر نشان کیا۔

(۱۶) اقول العیوب فی جواز التوب (۱۳۲۹ھ) — یہ رسالہ اذان کے بعد صلاۃ و سلام پکارتے کے متعلق چند فتاویٰ کا مجموعہ ہے۔ جو حج کے اعتبار سے توبہ تہ چھوٹا ہے کہ صرف ۱۲ صفحات پر مشتمل ہے لیکن مفادیم و معانی کے لحاظ سے نہایت قیمتی ہے۔

(۱۷) الطاری الداری لہجوات عبد الباری (۱۳۳۹ھ) — یہ کتاب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمہ اللہ بریلوی اور مولانا عبد الباری رحمہ اللہ کی محنت و کوشش کے درمیان ہونے والی جملہ مراسلت کا مجموعہ ہے۔ اعلیٰ حضرت نے مولانا کو ان کے غلط نظریہ سیاست کے متعلق ۲۲ خطوط لکھے اور انھوں نے جواب میں ۱۶ — حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ نے ان سارے خطوط کو اس کتاب میں جمع فرما کر ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۱ء میں جسی پورس بریلی شریف سے تین حصوں میں شائع کیا۔ اور ۱۳۸۸ھ/۱۹۸۸ء میں شاہ پیر محمد احمد صاحب قادری کی ترقیب مجدد اور ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نقشبندی کی تنقیدات و تصدیقات کے ساتھ لاہور سے ایک جلد میں طبع ہوئی جو ۲۳۶ صفحات پر مشتمل ہوئی ہے۔

(۱۸) طوق الہدی والارشاد الی احکام الامارۃ والجماد (۱۳۳۲ھ) — اس رسالہ میں جہاد و خلافت، ترک موالات، ناک کو آئینش اور قربانی کا ذکر وغیرہ کے متعلق چھ سوالات کے جوابات ہیں اس میں صفیہ خیر کے ساتھ کتاب تذکرۃ الرشید کے وہ جملے بھی جو انگریزوں کی تعریف اور مسلمانوں کی توہین میں کہے گئے ہیں درج ہیں۔ اور اس پر حضرت علامہ ابو الشرف محمد شرف الدین اشرف الہامی کا ایران افروز ۱۴ صفحات پر مشتمل پیش لفظ ہے۔ آخر میں حضرت صدر الشریعہ مولانا محمد علی صاحب اعظمی، حضرت صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی، شیعہ پیشہ الہند حضرت مولانا حسنت علی خاں صاحب لکھنوی، حضرت مولانا مفتی سید اولاد رسول محمد میاں قادری برکاتی مارہروی اور حضرت مولانا حسین رضا قادری نوری بریلوی وغیرہ جلیل القدر مفتیان کرام و علمائے عظام علیہم الرحمۃ والرضوان کی تصدیقات ہیں۔ یہ رسالہ اس مجموعہ فتاویٰ کے ۵۵۵ سے ۵۸۹ تک پہنچا ہوا ہے۔

(۱۹) فصل الخلافہ — یہ رسالہ ۱۳۴۱ھ میں پایہ تکمیل کو پہنچا۔ اس کا القاب سوراج و در سوراج ہے۔ اس رسالہ میں مسئلہ خلافت اور ترکوں کے ہاتھوں ختم خلافت پر بحث کی گئی ہے۔

(۲۰) محبت و اہرہ جوہر الحبۃ المحمدیہ (۱۳۴۲ھ) — یہ رسالہ ۸۸ صفحات پر مشتمل ہے بعض ایڈیٹرز نے حج بیت اللہ سے رکنے کی کوشش کی تھی جس کی وجہ انھوں نے یہ بتائی تھی کہ شریف مکہ ظالم ہے اور اس

کے مظالم قلمسطح جیسے ہیں۔ اور اس وقت علمائے راج کی ممانعت فرمائی تھی۔ لہذا اس وقت بھی اس کی نمانت ہوئی چاہئے۔ حضرت مفتی اعظم قدس سرہ نے اس رسالہ میں اس کا ردِ مبلغ فرمایا۔ اور حج فرض ہونے کے بعد فوراً اس کی ادائیگی واجب ہے۔ اس کو واضح دلائل سے ثابت فرمایا۔

(۲۱) انصوری علیٰ اور دارالعلوم الکفرہ (۱۳۲۶ھ)۔ اس کا لغوی نام منظر کفری رہتا ہے۔ جس سے ۱۹۲۵ء کا ردِ چکلتا ہے۔ اور عربی نام سیف الجبار علی کفر زمیندار ہے۔ اس میں حضرت مفتی اعظم قبلہ نے نے اخیر زمیندار میں شائع ہونے والے مندرجہ ذیل تین کفری اشعار کا ردِ مبلغ فرمایا ہے۔

یہ سچ ہے اس پر خدا کا چلا نہیں تھا ابو
مگر ہم اس بت کا فر کو رام کریں گے
بجائے کہہ خدا آج کل ہے لندن میں
وہیں پہنچے کہ ہم اس سے کلام کریں گے
جو مولوی نہ سنے گا تو بانوی ہی سہی
خدا خدا نہ سہی رام رام کریں گے

اس رسالہ پر تہجد رحید حضرت مولانا سید ابو البرکات میردا احمد رضوی صدر اہل حق حزب الاحناف لاہور کی ہے۔ جو بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ اس فتویٰ پر حضرت صدر الشریعہ مولانا محمد علی صاحب اعظمی حضرت صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی حضرت شیر شاہ سنہ سنت مولانا محمد شمس علی صاحب لکھنوی اور حضرت مولانا مفتی محمد علی صاحب رضوی بریلوی وغیرہ ۱۹ کبار اہلسنت کی تصدیقات ہیں۔ اور حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہ کی ہند میں حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم صاحب صدر الدین اہل اسلام بدایوں، حضرت مولانا مفتی اولاد رسول محمد ریاں قادری برکاتی سجادہ نشین آستانہ عالیہ برکاتیہ دارہ فطہ ہر حضرت مولانا مفتی عبدالکرم صاحب مدرس السنوی المفتی گرجا اور حضرت مولانا مفتی محمد ریحان حسین صاحب مدرس ارشاد العلوم رام پور کے فتاوے بھی علمائے اہلسنت کی تصدیقات کے ساتھ آخر میں شامل ہیں۔ یہ رسالہ اس مجموعہ فتاویٰ میں ص ۱۱۱ سے ۱۱۲ تک پھیلا ہوا ہے۔

(۲۲) سامان بخشش (۱۳۲۴ھ) عرف گلستانِ نعت نوری (۱۳۵۲ھ)۔ یہ حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ قدس سرہ کا نعتیہ دیوان ہے۔ جو ۴۴ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ اس میں حمد باری تعالیٰ اور نعت و مناقب کے ساتھ غزل و رباعیات بھی ہیں۔ آپ کی شاعری میں جگہ جگہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محمد شریک بریلوی رضوی منہ ربہ الفتویٰ کی شاعری کا نہج پر عکس نظر آتا ہے۔ یہ دیوان ۱۳۲۴ھ سے ۱۳۵۲ھ کے درمیان مکمل ہوا اس نے حضرت نے دونوں سنوں کے حساب سے اس کا دو نام رکھا۔

(۲۳) طوق الشیطان (مدۃ البیان) — اس کے متعلق جناب ڈاکٹر عبدالنعیم صاحب عزیزی رقم طراز ہیں کہ تہذیبی حکومت نے (ماجیوں پر جو ٹیکس لگایا تھا اس کے رد میں حضور منشی اعظم قدس سرہ نے یہ نکتہ تحریر فرمایا۔

(۲۴) مسائل سماع — یہ رسالہ ۲۲ صفحات پر پھیلا ہوا ہے جس میں محفل سماع و سرور رنگ و رقص اور مزامیر و محازف کے متعلق پہلا جواب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی عنہ و رہ القوی نے نہایت جامع و مفصل طور پر تحریر فرمایا ہے جو ۱۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ اور دوسرا جواب حضرت منشی اعظم ہند قدس سرہ نے تحریر فرمایا ہے جو ۱۳ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔

(۲۵) مسلک مراد آباد پر حضرت شاہ ولی شاہ علی صاحب رام پوری رقم طراز ہیں کہ مولانا امیر علی پور کی فہرست مطبوعات اردو و مذاہرہ فرقہ کے ۲۲۰ مطبوعات میں اس کتاب کو حضرت منشی اعظم قدس سرہ کی تصنیف تحریر کیا ہے۔ اندراج ۲۹۷ ہے۔ مگر کتب طلب کرنے پر مدلل کی۔

(۲۶) نہایت انسان (۱۲۲۲ھ) — یہ مولوی اشرف علی تھانوی کے رسالہ بطلان کاتیر اور ہے۔ ادغال انسان کے آخر میں پائیل پر اس رسالہ کا اعلان ہے۔

(۲۷) شفاہ النبی فی جواب سوال نبوی — اس رسالہ میں کیا تہامی آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ پر عمل ممکن ہے؟ اور کیا اجماع امت و قیاس و حدیث اصول مذہب سے ہیں؟ اگر ہیں تو ان کے منکرین کا حکم کیا ہے؟ اور کیا کتب فقہ کے احکام کی تعمیل کے بغیر اسلام کامل ہو سکتا ہے؟ اور کیا اہل قرآن و اہل حدیث اہل سنت و جماعت سے ہیں؟ اسی طرح کے گہبی سے آئے ہوئے چند سوالوں کے ایک استفادہ کا جواب ہے۔ جو اس مجموعہ فتاویٰ کے حصہ ۵۳ سے حصہ ۵۴ تک پھیلا ہوا ہے۔

(۲۸) الکاوی فی العاوی والفاوی۔ ۱۳۳۰ھ (۲۹) النعم القاسم للام القاسم ۱۳۳۲ھ (۳۰) نور النور من جنات اللہ و احزاب الشیطان۔ ۱۳۳۰ھ (۳۱) تنویر الخیر بالتقاریر الخیر (۳۲) واپس کی تفسیر باری (۳۳) الجواب لہ (۳۴) نور العرفان (۳۵) واپس کا مسئلہ۔

یہ آٹھ رسالے حضرت منشی اعظم ہند قدس سرہ علیہ الرحمۃ والرحمن کی تصنیفات میں شمار کئے گئے ہیں مگر واقعہ الحروف کو ان کے متعلق کچھ تعارف حاصل نہ ہو سکے۔

حواشی

(۳۶) کشف مضال و چونبد و حکایات الاستدلال۔ ۱۲۳۷ھ۔ — یہ کتاب ۱۸۲ صفحات میں ہے جو کہ ۳۶ اشعار پر مشتمل اردو میں ایک تصدیق ہے جسے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہ رب العالی نے نظم فرمایا ہے۔ ان اشعار پر حواشی اور ان کی شرح حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے تحریر فرمائی ہے۔

(۳۷) حاشیہ فتاویٰ رضویہ جلد اول۔ حضرت مولانا مفتی محمد اعظم صاحب رضوی شیخ الحدیث مظہر اسلام بڑی شریف کی روایت کے مطابق یہ حاشیہ حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان ہی کا تحریر فرمودہ ہے۔

(۳۸) حاشیہ فتاویٰ رضویہ جلد پنجم۔ یہ ترتیب جدید کے لحاظ سے ہے۔ اور سابق ترتیب کے اعتبار سے یہ جلد چہارم کا حاشیہ ہے۔ اس کے کہ موجودہ جلد پنجم کے حصہ پر یوں تحریر ہے۔ "الاعطایا الذویہ فی الفتاویٰ الرضویہ کی ۱۲ جلدات سے کتاب النکاح کا حصہ چہارم قطع و اضافہ فوائد فقہیہ اور البرکات محی الدین جیلانی آل الرکن محمد مصطفیٰ رضا قادری برکاتی نوری رضوی نور اللہ انوار الصوری والمعنوی وحقق المصلح علیہ۔"

نوٹ۔ بعض لوگوں نے فتاویٰ رضویہ جلد دوم کی ترتیب حضرت مفتی اعظم کی طرف منسوب کی ہے مگر وہ صحیح نہیں۔ شارح بحاری فقہیہ حضرت مفتی محمد شریف الحق صاحب قبلہ احمدی تحریر فرماتے ہیں۔

کسی نے فتاویٰ رضویہ جلد دوم کی ترتیب بھی حضرت مفتی اعظم ہند کی طرف منسوب کر دی جبکہ یہ کام حضرت صدق الشریعہ قدس سرہ کا ہے۔ حضرت صدر الشریعہ نے خود مجھ سے بیان فرمایا کہ جب میں الجیر جانے لگا تو مجھ کا قلم مطہر اہلسنت میں موجود تھا۔ میں نے جلدی جلدی فتاویٰ رضویہ جلد دوم کو مرتب کیا اور چھوڑا۔ عجالت میں نہ فہرست بنا سکا اور نہ فوائد لکھ سکا۔ تاہم یہاں تک کہ حضرت جیلانی میاں نے چھوڑا کہ اس کے ساتھ لکھو۔

(۳۹) حاشیہ تفسیر احمدی۔ — حاشیہ فتاویٰ رضویہ۔ بقول حضرت مفتی محمد اعظم صاحب رضوی شیخ الحدیث مظہر اسلام یہ دونوں حاشیے رضوی دارالافتاء بریلی میں قلمی موجود ہیں۔

نوٹ۔ تصنیفات و حواشی کے یہ تعارف کتاب مفتی اعظم ہند و ان کے خلفاء اور انوار مفتی اعظم سے

محترم جناب قربان علی صاحب حامدی میل پوری اور جناب مولانا ڈاکٹر فیضان علی صاحب کی خوشنویسی سے جب قتاوی مصطفویہ صدر اول و دوم مکتبۃ الرضا میل پور ضلع پٹی جھیت سے پہلی بار طبع ہو کر منظر عام پر آئے تو انھیں دیکھ کر بے انتہا افسوس اور بے پایاں رنج ہوا کہ حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے خلفاء اور ان کے مریدین و مستفیدین نے ان عجیب و غریب پاروں کے ساتھ بڑی بے اعتنائی اور لاپرواہی سے کام لیا ہے ورنہ یہ قتاویں اتنی خراب کتبت ایستحوطیاعت اور معمولی کاغذ پر نہ طبع ہوتے۔ انھیں دیکھ بھی محترم کے والد المارمیدوں کو غیرت نہیں آتی یہاں تک کہ تیسرا حصہ بھی میل دو حصوں کی طرح انھیں مجبوراً خراب ہی چھپوا تا پڑا جنہیں کسی کو دکھا کر یہ کہتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے کہ یہ حضور مفتی اعظم ہند کے قتاویں ہیں اس لئے میری بہت دنوں سے ترغیب تھی کہ حضرت کے قتاویں ان کی شان کے لائق اچھی کتابت اور میناری طباعت کے ساتھ عمدہ کاغذ پر طبع ہو جائیں۔ اس سلسلے میں ہم نے کئی لوگوں سے کوششیں کیں یہاں تک کہ حضرت مفتی اعظم قبلہ کے ایسے والد المارمیدوں پر یاد بھی ڈالا گیا ہے آپ کو حضرت کا بہت بڑا شیدائی و قدرا کی خاطر کرتے ہیں۔ لیکن ان میں کوئی بھی قتاوی مصطفویہ چھپوانے کے لئے تیار نہ ہوا۔ یہ بہت بڑے افسوس کی بات ہے کہ حضرت مفتی اعظم قبلہ کے عرس میں کھانے پینے اور اشج کی جہاڑ وغیرہ پر پالیس پچاس ہزار بلکہ لاکھ دو لاکھ تک خرچ کر دیا ان کے مریدین کے لئے کوئی بڑی بات نہیں۔ لیکن جب حضرت کی کوئی تصنیف چھپوانے کے لئے ان سے کہا جاتا ہے تو یہ بات ان کے طلق سے نہیں آرتی۔ قتاوی مصطفویہ اعلیٰ چھپانے پر چھپوانے کے لئے رضا اکیڈمی ممبئی کے فداں و متحمس سکریٹری جناب الحاج محمد سعید رضا صاحب پوری سے بھی ہم نے کہا مگر جب ان کی طرف سے بھی خاموشی رہی تو ہمیں سخت حیرت ہوئی کہ وہ رضا اکیڈمی کی طرف سے بہت سی کتابیں چھپوا کر مفت بھی تقسیم کرتے رہتے ہیں تو اپنے پروردگار کے قتاویں چھپوانے کے لئے کیوں نہیں تیار رہتے۔ یہاں تک کہ مجھے ان سے ایک طرح کا طائل ہو گیا۔ پھر جب ۱۰ اشوال ۱۸ ۱۴۱۸ ھ کو رضا اکیڈمی کی جانب سے امام احمد رضا ایوانہ لینے کے لئے ہم بھی گئے تو قتاوی مصطفویہ چھپوانے کی وجہ ان سے دریافت کی۔ انھوں نے کہا کہ فلاں مفتی صاحب کا مشورہ ہے کہ اس کتاب کی ساری عربی عبارتوں کا اردو ترجمہ ہو جائے اس کے بعد طبع ہووے۔ ہم نے کہا جس

طرح فتاویٰ رضویہ کی ساری جلدیں پہلے اپنی اصلی حالت پر چھپ گئیں اور اب وہ عربی عبارتوں کے اردو ترجمہ کے ساتھ طبع ہو رہی ہیں۔ اسی طرح اصل فتاویٰ مصطفویہ آپ کریمؐ کے ساتھ اعلیٰ بیوانے پر چھپوا دیں۔ پھر بعد میں ان کی عربی عبارتوں کا ترجمہ ہوا کہ ہے گا۔

بمجدہ تعالیٰ یہ بات ان کی سمجھ میں آگئی۔ انھوں نے کہا اس کے چھپوانے پر تو ہم پیسے خرچ کر سکتے ہیں لیکن ہم کوئی ملکی کام نہیں کر سکتے۔ اس کے جواب میں ہم نے کہا کہ ترتیب جدید اور اس کی کتابت کی تکمیل وغیرہ کا سارا کام مرکزِ تربیتِ افتادہ و بھانج سے فی سبیل اللہ ہو جائے گا۔

واپسی میں اس کے تیئوں سے وہ ہمیں اسٹیشن بھجوا دئے۔ وطن پہنچ کر دارالافتار امجدیہ کے بہت سرحدی کاموں سے فارغ ہو کر کتابت کی غلطیاں تصحیح کرنے کے لئے ہم اس کو بغور پڑھنا شروع کر دیا۔ ۶ ذوالقعدہ ۱۳۱۸ھ مطابق ۲۶ مارچ ۱۹۹۸ء بروز جمعہ دن میں ملے جیسے اس کا حکم مطالعہ کرنے کے بعد ہم سوچے تھے تو خواب دیکھا کہ حضورؐ قیامِ قدس سرہ دارالافتار امجدیہ اور بھانج میں تشریف لائے ہیں اور بہت خوش ہیں۔

جب خواب سے بیدار ہوئے تو اس کی مسرت انفرادیت سے ہم شراور تھے۔ خواب کی تعبیر بالکل ظاہر ہے کہ حضرت ہمارے اس کام سے بہت مسرور ہیں اور وہ بھی چاہتے ہیں کہ ہمارے فتاویٰ نئی آنے ہان کے ساتھ طبع ہو جائیں۔

اس قبلہ ایک خواب نے ہمارے کام میں تیزی پیدا کر دی۔ کتابت پرانے انداز کی تھی ہم نے جدید طرز کے طور پر جگہ جگہ اس میں پیرامندی کی، عزیز مولا امام شافعیؒ محمد ابراہیم احمد امجدیؒ نے ہماری نگرانی میں نئے ترتیب سے اس کو آراستہ کیا۔ اور آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ، اقوال فقہاء اور افکار ائمہ کو کثرتِ جہت و جہان کے ساتھ حوالوں سے مزین کیا۔ اس کام کے لئے علیہ الامیر بری جمہ شامی کا دوا بار اخصیہ سبزی کرنا پڑا۔ ہم نے اس کی فہرست تیار کی اور کتابت کا مکان چونکہ اور بھانج سے دور ہے اس لئے بار بار وہاں جانے آنے کی دشواریوں اور طرح طرح کی پریشانیوں سے گزرنے کے بعد اس کی کتابت مکمل ہوئی۔ پھر الحاج محمد سعید صاحب ٹوری کے اہتمام اور رضا اکرمدی مجھی کے تخریج سے طبع ہو کر یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں آئی۔

کتابت مکمل ہونے کے بعد جو فتاویٰ موصول ہوئے وہ قصیدہ کے تحت اس مجموعہ میں شامل

کے گئے ہیں اور مبادیات کے صفات اصل کتاب سے الگ کر دیئے گئے ہیں تاکہ ضرورت پر ان میں بہرہ رسانی
حذف و اضافہ کیا جاسکے۔ پرانی طباعت اور نئی کتابت کے اختلاف کی تصحیح کے لئے پوری کتاب تین بار
پڑھی گئی، پھر بھی اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو آگاہ کیا جائے۔ آئندہ اڈیشن میں اسے صحیح کر دیا جائے گا۔

جناب صوفی قربان علی صاحب حامدی اور جناب مولانا ڈاکٹر فیضان علی صاحب نیسل پوری کمرہ بن کی
کوششوں سے حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ کے کچھ فتاویٰ کے کتابی شکل میں شائع ہوئے۔ اور وہ تمام حضرات کہ
جنہوں نے فتاویٰ مصطفویہ کی ترتیب قدیم و جدید میں کسی طرح کا بھی تعاون پیش کیا۔ خدا کے غفور و عل ان
سب کو اجر جزیل و جزا سے جلیل سے سرفراز فرمائے۔ اور رضا الہی دی بجائی کے بانی الحاج محمد سعید صاحب نوری
اور اس کے جملہ اراکین و معاونین کی ساری دینی و ملی خدمات کو شرف قبول عطا فرمائے اور انہیں صحت
مفتی اعظم ہند قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی ساری تعصیفات کو زیادہ سے زیادہ شائع کرنے کی توفیق مرحمت
بخشے۔ آمین بحرحرۃ سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰہم اجمعین۔

جلال الدین احمد امجدی

۲۲ رزوالحجہ ۱۴۲۰ھ

۲۹ مارچ ۱۴۲۱ھ

تعارف مصنف

از حضرت علامہ مولانا محمد حنیف خاں صاحب رضوی
صدر الدین کجامکہ نوریہ رضویہ بریلی شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرجع العلماء والفکر السیدی حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب
قدس سرہ قلم نورانیہ کی ولادت باسعادت ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۱۸ھ بروز جمعہ صادی کے وقت بریلی شریف

ولادت

میں ہوئی۔

پیدائشی نام محمد مصطفیٰ رضا ہے۔ مرشد ربی حضرت شاہ ابوالحسن نورانی قدس سرہ نے اکل الکریم
جو ایک کائنات نام جو فرمایا اور بچاؤ کی عمریں بریلی شریف تشریف لاکر جملہ سلاسل عالیہ کی اہانت و خلافت عطا فرمائی
لہذا یہ بچہ ہی امام احمد رضا قدس سرہ کو یہ بشارت عظمیٰ سنائی کہ

یہ بچہ دین و ملت کی بڑی خدمت کرے گا اور مخلوق خدا کو اس کی ذات سے بہت فہمیں پہنچے گا۔ یہ بچہ وہی
حصولِ علم

آپ کے والد ماجد سید امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ فرمودہ کہ یہ بچہ اسلام حضرت علامہ شاہ
محمد جاد رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ والرضوان استاذ الاساتذہ علامہ شاہ درگاہی منگھوری شیخ العلماء علامہ شاہ سید
بشیر احمد علی گوی شمس العلماء علامہ ظہیر الحسن فاروقی رام پوری سے ماسٹری کیے اور ۲۵ سال کی عمر میں تیسرا پاپا ہیں
معلم و مفتون حاصل کر کے سند فراغت حاصل کی۔

تدریس
افراغت کے بعد جامعہ رضویہ مظاہر اسلام بریلی شریف ہی میں مستدرس و تدریس کو روئی بخشی تقریباً
تیس سال تک علم و حکمت کے دریا بہا گئے۔ برصغیر پاک و ہند کی اکثر درس گاہیں آپ کے تلامذہ
و مستفیدین سے الامال ہیں۔

تلامذہ

بعض مشہور تلامذہ کرام کے اسماء اس طرح ہیں جو بچائے خود اساتذہ الائمہ شمار کئے جاتے ہیں۔
 ۱) شیرین شاہ اہلسنت حضرت علامہ محمد رحمت علی خاں صاحب قبلہ قدس سرہ ۱۹ محدث اعظم پاکستان
 حضرت علامہ مفتی سر دار احمد صاحب علیہ الرحمۃ والرحوان ۲۱) فقیہ عصر مولانا مفتی محمد اعجاز علی خاں صاحب بریل
 شریف علیہ الرحمۃ والرحوان ۲۲) فقیہ عصر شراج بخاری مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی دامت برکاتہم
 مستفیدین اور درس افتاء کے تلامذہ کی فہرست نہایت طویل ہے جن کے اساطح کی اس مختصر میں گنجائش
 نہیں صرف اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ آسمان افتاء کے آفتاب و امساب بن کر چمکنے والے مفتیان عظام اپنی بخوبی
 شخصیت کے خواں کو رکے خوشتر ہیں اسے جس سے زیادت روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ حضور نبی اکرم
 ہند کو افتاء سے وسیع و عظیم فن میں ایسا تبحر اور یدِ بطون حاصل تھا کہ ان کے دامن فضل و کرم سے وابستہ ہو کر
 دوسرے ماہتاب بن گئے۔

درس افتاء

فن افتاء کی مثالی تعلیم کا خاکہ خود تلامذہ ہی کی زبانی سنئے۔ نائب مفتی اعظم حضرت مفتی محمد شریف الحق
 صاحب امجدی مدظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں۔

میں گیارہ سال میں ماہ خدمت میں رہا اس مدت میں چوبیس ہزار مسائل لکھے جن میں کم از کم دس ہزار
 وہ ہیں جن پر حضور نبی اکرم کی تصحیح و تصدیق ہے۔ میں گھسا پٹا نہیں بہت سوچ بچ کر جانچ پڑھ کر مسئلہ لکھتا۔ مگر
 واہ سے متنبی اعظم اگر ذرا بھی غلطی ہے۔ یا الوجہ ہے یا یہ رٹنی ہے یا فقیر غیر مناسب ہے یا سوال کے ماحول کے
 مطابق کتاب میں کی روشنی ہے یا نہیں ہے کوئی غلط آئی کا ذرا سا بھی انداز ہے تو فوراً اس پر تنبیہ فرماتے اور دعا
 اصلاح فرماتے انسان ہے مگر اصلاح دشوار مگر ستر سال مفتی اعظم کا داغ اور طرہ ایسا جوان تھا کہ تنقید کے بعد فوراً
 اصلاح فرما دیتے اور ایسی اصلاح کہ پھر قلم ٹوٹ کر رہ جاتا یا اس پر مگر کوئی غلطی میں کوئی عبارت نہ متنبی تو میں اپنی
 مصواب دیتے مگر کچھ تباہی دور دوری کی عبارت سے تائید لانا مگر مفتی اعظم ان کتبوں کی عبارتیں جو دلائل افتاء
 میں پیش فرمائی تھیں وہاں سے میں حیران رہ جاتا۔ یا اللہ کبھی کتاب کا مطالعہ کرتے نہیں یہ عبارتیں تباہی کیسے یاد رہیں۔
 مفتی محمد طبع الرحمن صاحب پورنوی رقمطراز ہیں۔

آپ درس افتاء میں محض نفس حکم سے آگاہ نہیں فرماتے بلکہ اس کے مال و اسطح کے تمام فضیلت و قدر و
 نشین کرتے پہلے آیات و احادیث سے استدلال فرماتے پھر اصول فقہ سے اس کی تائید دکھاتے اور پھر قواعد فقہ
 کی روشنی میں اس کا جائزہ لے کر کتب فقہ سے جزئیات پیش فرماتے پھر مزید ملتان کے لئے فتاویٰ رقمطراز ہیں۔

امام احمد رضا کا ارشاد نقل فرماتے۔ وغیرہ وغیرہ۔

یہ امتیاس آپ کی شان تھابت اور کمال بخیر کا بین ثبوت اور اس بات کا روشن بیان ہے کہ آپ مفتی ہی نہیں بلکہ مفتی سزا اور نقیض ہی نہیں بلکہ قید النفس تھے۔

مجاہدانہ زندگی

آپ کی ۹۲ سالہ حیات مبارکہ میں زندگی کے مختلف موڑ آئے کبھی شدی شکر یک کا قلع قمع کرنے کے لیے سب سے کفن باندھ کر میدان خاڑ ماریں کو دڑے، لاکھوں انسانوں کو کلمہ پڑھایا اور بے شمار مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت فرمائی۔ قیام پاکستان کے فوراً بعد اور خلافت کیٹی کی آواز میں بھی آپ کے دور میں انھیں اور بیارولت شخصیات اس سے متاثر ہوئیں۔ بس ہندی کا طوفان بلاخیز آپ کے آخری دور میں رونما ہوا اور بڑے بڑے ثابت قدم سربزول ہو گئے لیکن ہر روز میں آپ استقامت فی الدین کا جیل عظیم بن کر ان حوادث زمانہ کا مقابلہ بخند و بیشتانی سے فرماتے رہے۔

وصال

۱۳ محرم ۱۳۸۷ھ کا دن گذار کر شب کو ابیکر پالیس منٹ پر واصل بحق ہوئے۔ ان شاء اللہ العالیہ و ما جود۔

فتویٰ نویسی کی مدت

آپ کے خاندان کا یہ طرہ امتیاز ہے کہ تقریباً ڈیڑھ سو سال سے فتویٰ نویسی کا گراں قدر فریضہ انجام دے رہا ہے۔ ۱۸۲۱ء میں سیدنا علی حضرت قدس سرہ گراں قدر فریضہ انجام دینے پر سزا دقت کی بنیاد رکھی۔ پھر علی حضرت کے والد ماجد حضرت علامہ مفتی نقی علی خاں صاحب قدس سرہ نے یہ فریضہ انجام دیا اور متحدہ پاک و ہند کے عظیم القدر علماء میں آپ کو سرفہرست مقام حاصل تھا۔ ان کے بعد امام احمد رضا قدس سرہ نے تقریباً نصف صدی تک علوم و معارف کے دریا بہاتے اور فضل و کمال کے ایسے جوہر دکھائے کہ علماء ہند ہی نہیں بلکہ فقہاء عربین و عیسین سے بھی خراج تحسین وصول کیا اور سب نے بالاتفاق جوہر یوس صدی کا مجدد اعظم تسلیم کیا۔

آپ کے وصال اقدس کے بعد آپ کے فرزند اکبر محمد الاسلام نے اس منصب کو عزت بخشی اور پھر واقعہ دینڈا حضور مفتی محترم کو یہ عہدہ تفویض ہوا جس کا آغاز نور امام احمد رضا کی حیات طیبہ ہی میں ہو چکا تھا کہ آپ نے مسئلہ رضا مکت سے متعلق ایک فتویٰ نوٹری کے زمانے میں بغیر کسی کتاب کی طرف رجوع کے خود فرمایا تھا تو اس سے متاثر ہو کر امام احمد رضا نے فتویٰ نویسی کی امام اجات مرحمت فرمادی اور ہمہ تنوار بھی مرحمت فرمائی جس پر یہ بات کہہ تھی۔

۴۱
"ابوالبرکات محی الدین جیلانی آل الرحمن محمد عرف مصطفیٰ رضی اللہ عنہ"

یہ چہرہ جی مشہور کی سند اور اصابت فکر کا اعلان تھی۔ بلکہ خود امام احمد رضا نے جب پورے ہندوستان کے لئے دارالافتاء شرعی کا قیام فرمایا تو قاضی و مفتی کا منصب صدرالشریعہ مفتی اعظم ہند اور مفتی برائے اعلیٰ جبل پوری کے قدس اسرار کو عطا فرمایا۔

غرض کہ آپ نے نصف صدی سے زیادہ مدت تک لاکھوں فتاویٰ لکھے۔ اہل ہند پاک اپنے اچھے بڑے مسائل آپ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوتے اور ہر سیدھا ہونے والے مسئلہ میں فیصلہ کے لئے نگاہیں آپ کی طرف اٹھتی تھیں۔ آپ کے فتاویٰ کا ذخیرہ محفوظ رہا اور آج وہ اپنی مناسبت و جملدات کے اعتبار سے دوسرا فتاویٰ رضویہ ہو گیا۔

یہ بھی عالی مرتبت الحان قرآن علی صاحب کی محنت و لگن اور تلاش و جستجو کا نتیجہ و ثمر ہے کہ آپ نے کچھ سواہر ہائے دھرم لکھائے اور ان کو شائع کر کے ہم سب پر احسان عظیم فرمایا اور اس ذخیرے کی شایعیت مسئلہ کو کچھ سی ہفتہ نہ آتا۔

پوری کتاب حقائق و دقائق کا خزینہ اور علوم و معارف کا ذخیرہ ہے۔ بعض فتاویٰ اگرچہ مختص ہیں لیکن نہایت جامع اور بعض پر سیر حاصل کنندہ کے کلام کو نہایت تکمیل بخشنا دیا ہے۔ انداز بیان نہایت عام فہم لیکن دلائل کثرت فراوانی اور براہین کی کثرت ایسی کہ بیشتر مقامات پر شبہ نہ رہتا ہے کہ یہ علم تو جہد و اجتهاد امام احمد رضا کا ہے۔ گویا آپ کے فتاویٰ "الولد سہ لایب" کی کجی تصویر اور روشن تفسیر ہیں۔

فتاویٰ رضویہ جلد نهم کتاب النکاح باب الحورات میں ایک فتویٰ حضور مفتی اعظم کا فارسی زبان میں دیکھا تو میں حیران رہ گیا کہ امام احمد رضا کے قلم کی جلالیت و روانی بعینہ اس شخص میں نمود ہے۔ اور پھر جو محل شہادتیں اور اپنے مسلک کے اثبات کے ساتھ مخالفت کی جہالت و سفاہت کی نقاب کشائی تیرا اس کا نہایت کھنکھاتا ہے۔ اور یہ سب کچھ بلاشبہ حضور مفتی اعظم ہند آپ کے والد ماجد امام احمد رضا قدس سرہ کا علمی فیضان تھا کہ ان کی صحبت نے آپ کو مفتی ہی نہیں بلکہ مفتی اعظم اور نقیب انفس بنا دیا تھا۔

زیر نظر کتاب کے بارے میں کچھ کہنا آفتاب کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے لیکن قارئین کی مزید دلچسپی کے لئے چند محکمات سے کچھ نشاندہی کر دینا ضروری خیال کیا گیا۔ لہذا ملاحظہ فرمائیں۔
باب جنازہ ۲۶ پر ایک مسئلہ افان قبر سے متعلق ہے کہ کسی بدعتیہ کے اس کو ملامت شامی وغیرہ کی جہالت

کھاؤ نہ کر بدعت کہا تھا جس سے اس کا مطلب عدم حجاز ثابت کرنا تھا۔

حضرت نے اس کی تردید باصن و دعوہ فرمائی اور اس کی جہالت کا پردہ فاش کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جس کو عدم حجاز کی دلیل سمجھا تھا وہ عبارت تو خود حجاز کا پتہ دے رہی ہے۔ اسی کو کہتے ہیں جہل مرکب۔ اور فرقہ وہاں عام طور پر اس دلدل میں پھنسا ہوا ہے۔

اسی باب چنانچہ مسئلہ پر ایک سوال یہ تھا کہ آگے نعت وغیرہ پڑھتے ہوئے چلنے کے بارے میں ہے کیا کیا ہے یا نہیں اس کا جواب نہایت طویل اندر تحقیق کا بحر تو خارج ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب خاص اسے ذکر کی ممانعت شروع مطہر سے ثابت نہیں تو حجاز میں شرک نہیں۔ بلکہ یہ فعل بدعت حسنہ ملحق بالنسب ہے کہ اختلاف مذہب و مکان سے بہت احکام بدل جاتے ہیں۔ پھر بدعت سے متعلق تفصیلات درج فرمائیں اور حق تحقیق ادا کر دیا بعض متقدمین علماء کہ اس فعل کو مکروہ لکھ چکے تھے ان کے اقوال کی توجیہ و تاویل اور پھر اس پر فقیہانہ بحث۔ یہ تمام چیزیں دیکھ کر بے ساختہ کہا جاتا ہے گا کہ بلاشبہ آپ منصب افتاء کے عظیم ترین برقرار تھے۔

مظاہر اہانت کے باب میں ۳۹۹ پر ایک سوال ہے بسا اوقات امام اعظم کے قول کے سوا امام ابو یوسف یا امام محمد کے قول پر فتویٰ ہوتا ہے جبکہ ہم امام اعظم کے عقائد میں تویہ کیونکر درست ہے۔

یہ اہم سوال امام احمد رضا کی خدمت میں بھی پیش ہوا تھا اور آپ نے اس کے جواب میں ایک رسالہ ۱۰۱ جلی الامام و مشمول قضاوی رضویہ جلد اول تصنیف فرمایا اس مسئلہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ صاحب مجسمہ نے فرمایا کہ یہ ایسا عظیم اشکال ہے کہ ایک طویل زمانہ تک میرے ذہن میں رہا میں اس کا جواب معلوم نہ کر سکا مگر اب احمد کے کام سے میرے ذہن میں آیا۔ اس مسئلہ پر امام احمد رضا نے تحقیق و تحقیق کے دریا بہا دیے لیکن وہ تحقیق ایسی ہی منطوق و مجتہدانہ ہے کہ عوام تو عوام اکثر غفلت از زمانہ کی فہم سے بھی بالاتر ہے۔

مضمون مفتی اعظم نے اپنے فتویٰ میں جو موطر تحقیق پیش فرمادہ سن کر گونہ سے میں بھر دینے کی اعلیٰ مثال ہے۔ فرماتے ہیں۔ فتویٰ ہمیشہ قول امام پر ہوتا ہے۔ ان کے اصحاب کے اقوال پر بھی فتویٰ ہونا اور ریتیت قول امام ہی پر فتویٰ ہے کہ قول و طرح پر سب سے ضروری۔ تو سناؤ کہ قول مفتی با اگر وہ امام کا قول سمجھیں نہیں لیکن مضمون ضروری ہے کیونکہ وہ امام ہی کے اصول پر متفرع ہے۔ پھر مثالوں کے ذریعہ اس کی توضیح اور شواہد کے ذریعہ اس کی توثیق فرمایا کہ اس عظیم و اہم مسئلہ کی ایسی وضاحت فرمادی کہ کوئی گوشہ نشین تحقیق نہ چھوڑا۔

۳۹۹ پر ایک سوال امام احمد رضا کے ایک مصرع۔ یا حضور کی قسم غفلت پیش ہے تم سے متعلق ہے کہ ذلت

وصفات باری تعالیٰ کے علاوہ کسی کی قسم کھا ہنگامہ ہے بھراٹھی حضرت نے یہ قسم کیوں یاد فرمائی۔
 جواب میں نہایت تفصیل اور مختلف حیثیات سے اس کا اثبات ہے لیکن ایک گوشہ اس طرح ہے کیا اوشو
 ذکر رسول ہے اور ذکر رسول بلاشبہ ذکر خدا ہے اور ذکر خدا صفت باری تعالیٰ ہے تو لا محالہ یہ صفت باری کی قسم ہونی لاو
 یہ جائزہ لہذا اعتراض ہے محل اور مترسق کے قسم کا تصور ہے یہ تو چند مثالیں جسے نمونہ از خود اسے کے قبیل سے
 ہیں۔ لہذا پوری کتاب پڑھ کر یہ نظر اٹھائی گئی جاسکتا ہے کہ یہ کتب علم و فن اور فقہ و فتاویٰ کا ایک بہکستا ہوا گشت
 ہے۔

مولیٰ تعالیٰ حضور مرفعی اعظم کے علمی فیضان سے ہم سب کو سرفراز فرمائے۔ آمین بحاء النبی الکریم و صل
 اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

محمد رفیع خاں نوری
 بامد فوریر رضویہ بریلی شریف

نقش سراپا حضور مفتی اعظم ہند

از حضرت مولانا مفتی سید شاہد علی صاحب رضوی رام پوری

گلوں کو مکھڑا جلوے جس پر آکر پھرتے ہیں

اور تم کو بھی ہم صورت ایک ایسی دکھاتے ہیں

لباس نورانی — سیرت نورانی — صورت نورانی — رنگت سرخی ناک سفید — قد سیانہ
 بدن — نحیف — سر بڑا گول — اس پر عمامہ کی پہنا — چہرہ گول — روشن و تابناک — نور برسانا ہوا، جیسے کچھ
 کر خدا کی یاد آجائے — پیشانی کشادہ بلند تقدس کے آثار لگتے ہوئے — بھوس — گنہگار بالہ لگتے ہوئے —
 پکس گھنی بالکل سفید بالہ نسا — آنکھیں بڑی بڑی، کالی، چمکدار گہرائی و گیرائی لگتی — رخسار بھرے بھرے گلہ
 روشن و جلال و جمال کا آئینہ — ناک — متوسط قد کے اٹھی ہوئی — مونچھ بہت بہت نہ اٹھی ہوئی —
 لب چستہ گلاب کی پتی کی طرح آنجم کے آثار لگتے ہوئے — دندان — چھوٹے چھوٹے جھوڑے جھوڑے دانتوں کے
 لڑی کی طرح جب مجسم دیکھتے ہوئے — کان متناسب قدرے ہڈائی لگتے ہوئے — گردن — معتدل —
 سینہ — فراخ کچھ روئیں لگتے ہوئے — کمر — عیدہ ناکل — ہاتھ — لمبے جو بخوات و فیاضی میں ضرب النعل
 کا آئینا — تھوڑی روئیں دار — ہتھیلیاں — بھری ہوئی گداز — انگلیاں — لمبی لمبی — مونڈوں و کشادہ
 پاؤں — متوسط — اڑیاں — گول — مونڈوں —

لیاس

ٹوٹی۔ دوپٹی گڑھی چوٹی۔ عمامہ بڑے عرض کا سیاہ و ترسقا۔ بادامی۔ پروشاک۔ کڑا کاٹا۔
اس پر سردی، اجنبہ۔ پاجامہ۔ چوٹی مہری کا طلی گڑھی۔ ہوتا ناگرہ۔ بے پوری۔ پتھر کی سیٹنگ
الکڑی کی۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۳۹	جین پر زکاة فرض ہے اور زکاة نہیں دیتے ایسوں کے	۱۳۹	میں کے بیچ میں غبار کا کھانا ہے تو وہ زکوٰۃ ہے یا نہیں
۱۴۰	بچے نماز کر کے جو کھانا کھا دے کہ بچہ چھٹی گناہ اور	۱۴۰	موتوں کا پتہ پانی نہیں ہوا تو جب تک وہ سب نہ لگے کنواں
۱۴۱	واجب ہے	۱۴۱	بلک نہ ہوگا۔
۱۴۲	اسلام کو شروع میں نماز کس نے پڑھائی اور کس نے	۱۴۲	جیسے بعض دولٹاس والی عورت کے ہاتھ کا چھو لینا
۱۴۳	مقلدوں کی پڑھائی؟	۱۴۳	پارٹر میں کہتے ہیں تو؟
۱۴۴	رفیق پرین اور یامین ابوبکرس موقع پر کسی اور کس موقع پر پڑھنا	۱۴۴	نایک کو کاشی اندر سے نہیں دھوئی گئی تو؟
۱۴۵	مکتبہ نائب فقہیات میں یمن بالیقین ہے۔		
۱۴۶	رفیق یدین کی حدیث متشکک شراویہ کے متعلق اختلاف کے		
۱۴۷	چندہ کو ات۔		
۱۴۸	اکال کے بعد صلاۃ و سلام پکارنا اور تہنیر اذان و اذان و اذان و اذان		
۱۴۹	اور حضور و صلاۃ سے ثابت ہے؟		
۱۵۰	جواب کا دوسرا رقع		
۱۵۱	ایک امام نے دو کھیلوں میں جوئی پوری نماز کو اذان کی پڑھائی اور		
۱۵۲	دو بیوں میں جہد و غیرہ لفظی تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟		
۱۵۳	اور دوسری سیدہ النور کی نماز میں جوئی یا نہیں؟		
۱۵۴	خبر اور عصر کی نماز کے بعد قضا پڑھنا یا نہیں؟		
۱۵۵	بارش کی صورت میں اذان جوئے کے اندر سے پڑھے یا بعد میں؟		
۱۵۶	جوئی میں گونجنا جو اس کو اذان کرنا یا نہیں؟		
۱۵۷	جو صلاۃ پڑھنے پر حاضر ہو کر اس کے کہہ کر گونجنا یا نہیں؟		
۱۵۸	بلک کیا حکم ہے؟		
۱۵۹	بلک کا پڑھنا نہیں کرنا کرنا کہہ دیتی ہے؟		
۱۶۰	کیا جوئی میں زمین پر سے کوپا کر کے نماز پڑھیں؟		
۱۶۱	کیا دو زمین پر پڑھنا استعمال کریں تو کیا کہہ کر نماز پڑھیں؟		
۱۶۲	اذان خواب سے دامن نماز پڑھیں ہلکے یا نہیں بجانب؟		
۱۶۳	حیدر میں دو ماٹن سنت ہے یا مستحب؟ اور خطبہ سے		
۱۶۴	پہلے دعا مانگنے یا بعد میں؟		
۱۶۵	اگر کوئی امانت کے طور پر روکا کھانا کرے تو؟		
۱۶۶	امام بعد نماز فرمے جو خطبہ یا خطبہ پڑھ کر کے دعا مانگے یا		
۱۶۷	کے کہا گیا سابق اور بعد اذان و اذان نماز پڑھ کر کے دعا مانگے		

کتاب الصلاۃ نماز کا بیان

امام کہتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا اگر تم سب کا مرتبہ
مجھ سے زیادہ ہے اگر تم سب کا مرتبہ بڑا ہو تو میرے بڑا ہو اگر تم سب کا مرتبہ
اس میں حضور کی جو نہیں ہے یا نہیں؟ اور جو لوگ اس کی
تہیں ان کے لئے کیا حکم ہے؟ اور اس مقررہ امام کی
کے بغیر دوسرے امام کے پیچھے نماز پڑھنا یا نہیں؟
امام مذکور بیان کرتا ہے کہ حضور نے پہلے اذان کے بعد کو
کہے کہ میں کسا نے اللہ تعالیٰ سے شکایت کی تو کہنے
دن اسی پھر سے حضور کا حالت کو لو کہ اگر اگلے بدل لیا۔ تو
اس سے حضور کی کوئی ہوتی ہے یا نہیں؟
جو بعد رکعت تلاوت کرنے کے بعد تہا نماز پڑھ کر اذان سے
ہوا اور تلاوت پڑھ کر تہ کی حالت میں شریک ہو یا پسند بھیجی ہو
تلاوت پڑھ کر درتین پڑھے؟
(منہل تحقیق جواب از مسئلہ ۱۵۷)

بوسیدہ کا قابل تلاوت قرآن مجید کے تلاوت کی جویمت ہوگی وہی
استطاعت حساب میں آئے گی اور ایسا قرآن پڑھنا یا عیال کو
دے تو متعدد حاصل نہ ہوگا۔
مستحق نماز نہیں ہوگا تو نماز و غیرہ کا فہر صحیح نہ ہوگا۔
جو اگرکے خطاب ہو کر حدیثات واجبہ لیتے ہیں وہ اپنے بیٹ
میں آگ بھیجے ہیں۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۰۷	ہر ایک کے ہندوئی مذہب کے لوگوں کو کہی ہے جیسے وہ اپنی اور قادیانیت کے بچے نہ بنائیں۔	۱۹۳	مرد و عورت کی امانت سے کوئی اپنی عداوت نہیں تو کیا
۲۰۸	جس نے مانگو کوش گایاں دس کیا اس کے بچے نماز ہوگی؟	۱۹۴	کاشی کسی دوسرے اہل کو خطابت پر مقرر کر سکتا ہے؟
۲۰۸	مناٹیس کو ظالمین پر مٹنے والے کے بچے نماز ہوگی؟	۱۹۵	خطابت و خطابت سے مراد کیا ہے؟
۲۰۸	وہ عقائد باطل بھی رکھتا ہے۔	۱۹۵	آؤنریات و خطابت شامی جو شرط خدمت و عداوت وغیرہ میں کیا
۲۰۹	جس کی ہندوئی مذہب کے لوگوں کو کہی ہے جیسے وہ اپنی اور قادیانیت وغیرہ ان سے سلام و کلام اور آواز و دم حرام ہے۔	۱۹۵	وہ قابل اہل ہے؟
۲۰۹	حق اللہ کا حق علیہ السلام نہ ہو وقت کر کے رکھ کر کیا	۱۹۵	جو خطابت اور مقررہ کی وغیرہ کی خدمات پر مقرر کیا جاتے کہ
۲۱۰	میں خیل میں قیام الیہ نہیں کرنا ہوتا؟	۱۹۵	وہی ایسی مشروط خدمت ہے کہ ہر آدمی کو مستحق ہے یا نہیں
۲۱۰	عزت و وقت کی قبول علیہ الوقت کا محض ہے	۱۹۵	مسلما بین تمام و در بھی؟
۲۱۰	صلو الوصل اولیٰ کا محض ہے۔	۱۹۵	اگر مذکورہ اہل اہل اہل نہیں اور خطیب و غیرہ کا کوئی
۲۱۰	جو شخص چوری کا سرانہ نہ ہو اور نہ کارہ اس کے لئے	۱۹۵	رشتہ دار نہیں حکومت سے قابل اہل نہ ہو کر تسمیہ رکھتے
۲۱۰	کی حمایت کرے والوں پر کیا حکم ہے؟ وہ امانت کے	۱۹۵	تو؟
۲۱۰	سے یا نہیں؟	۱۹۵	کاشی یا خطیب و غیرہ کی اطلاع کو کو قاضی یا خطیب کہل سکتی
۲۱۲	وہ اپنی اپنے مقام پیش کے سبب اسلام سے غارت ہیں	۱۹۵	ہے یا نہیں؟
۲۱۲	مسلمانوں کی مسجد میں آنے سے روکا جائے	۱۹۵	شخص جنازہ پر نہ جانا ہوتا ہے مگر نہیں پڑتا کہ ہلے نہ
۲۱۲	آمین اور رفع یدین شوافع کی تو انہیں منع کیا جاتے	۱۹۵	عراق کے حقوق کے ہیں تب نہ تھا اولیٰ کا تو؟
۲۱۲	کفار و بدین کو مسجد کی کعبہ پر ناچار نہیں۔	۱۹۵	عراق کی زمین پر نہ ہو کر اور چھوڑ کر معلوم ہو
۲۱۲	وہ اپنی غیر مقلدین اور شافعی میں کیا فرق ہے؟	۱۹۹	کی نسبت کی تھی تو؟
۲۱۲	سنی مسجد میں وہ اپنی اگر گاہ جاغت کریں تو؟	۱۹۹	اگر اسی منہ سے کو قادیان ہلاک اور گھیر کر نہا کر ہے؟
۲۱۲	شرابی اور گدھے والے کے درمیان کوئی چیز	۲۰۰	میں گاہ میں منبر کے قریب کہ کبھی نہیں تو نہ اس کے قریب
۲۱۳	نہیں۔	۲۰۰	کبھی ہے؟
۲۱۳	حافظت عورت صرف عورتوں کی جماعت کو تو اور بچہ نہا سکتی	۲۰۱	منبر کا کہ لا کھڑے ہو کر جو تو کی نماز میں غواہی آئے گی؟
۲۱۳	سے یا نہیں؟	۲۰۱	بعد نماز نام کو کس رات پر پڑھ کر دیا گئی جیسے؟
۲۱۳	عورت نہت ہانڈے میں ہاتھ کہل ایک اٹھائے اور بیٹیاں	۲۰۳	خطیب نے خطیب کے درمیان کہا فلاں کو سنت پڑھنے سے
۲۱۳	والگیاں کیسے رکھے؟	۲۰۳	روک کر تو کیا یہ جائز ہے؟
۲۱۳	عورت رکوع اور رکوع کیسے کرے؟	۲۰۳	جو بعد اذان صلا کا کھائے اس کے کہ اگر ایسی چیز ہے تو
۲۱۳	قیام میں عورت ہاتھ کس طرح ہانڈے؟	۲۰۳	ہم بعد نماز صلا پڑھیں گے پھر وہ ایسی ہی کتے تو؟
۲۱۵	مقدری اگر امام سے پہلے لکھنا اور درود و دعا سے فارغ ہو	۲۰۵	جو ولا الف الفین کو خط کی آواز سے پڑھے اس کے بچے
		۲۰۵	نماز ہوگی یا نہیں؟
		۲۰۵	مقررہ قابل امام جو ہے تو کیا نماز پیش کی امانت صحیح ہے؟

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۱۶	حقیق رضوی کو قنوت اذان قبل رکوع کی چڑھا اظہر ہے	۲۱۵	ہلے تو کیا کہے؟
۲۱۸	حقیق رضوی کو تسبیح کچھ مسنون ہے واجب نہیں۔	۲۱۵	بالغزل کی صفت میں کچھ شامل ہوں تو؟
-	تسبیح رکوع اور بعد از رکوع کا بعد سنت اور تسبیح کا ادنیٰ درجہ	۲۱۵	تکبیر ادنیٰ کا وقت کب تک ہے؟
۲۱۹	یا علی یا کریم اور رات بیکار ہے۔	۲۱۵	کتنی نماز پڑھنے پر صحت ہلے کا مستحق کہتا ہے؟
۲۱۹	گلاب میں جھنڈا ہانڈا ہے اور جیال جوتا ہو دکان بچا کے	۲۱۵	امام کے سلام پھیرنے پر اتنی بات آئے اور اسے کچھ نہ ملے
۲۱۹	کچھ نہیں مل جاتے۔	۲۱۸	سبوت کی نماز میں غلط ہو کیا حکم ہے؟
۲۲۰	جہو سے شفق اُلی حضرت قدس سرہ کے ایک قوسے کی تسبیح	۲۱۸	جہو تو بول کر مسلمانوں میں جہو تو ڈالنے والے کے کیا
۲۲۱	ہندوستان دارالاسلام ہے۔	۲۱۸	عکس ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھا گیا؟
۲۲۱	جانکھار گراؤں کے چھوٹے چھوٹے شریک ہو تو اس کا	۲۱۸	کاجہوٹ ظاہر ہوئے پر اس کا نام لے کر یا بغیر نام لے
۲۲۱	خون کا وطر ہزار گراؤں کا ظاہر کہے اور خود بھی پڑھے۔	۲۱۸	لحنت اللہ علیہ اٹھنا نہیں کہنا کیا؟
	احکام مسجد	۲۱۸	تقلو و تح میں دو رکعت پر قعدہ نہ کیا اور جو تحی میں بعد ہوا
۲۲۱	مسجد کی دیوار کو اپنے استعمال میں لانا حرام ہے۔	۲۱۹	مسلم پھیر تو؟
۲۲۱	مسجد میں دیو کی پوجا یا غیر کی پوجا کو اس طرح نہ کیا جیسے	۲۱۹	بحالت خطبہ جب حضور علیہ السلام کا نام سننے دل میں درد
۲۲۱	چو پائو گھاس کو۔	۲۱۹	شرع میں تہمت نہ لانا ہے۔ آیت درود میں کریم علیہ السلام
۲۲۱	چھوٹے چھوٹے مسجد کا کھانے کی اجازت نہیں۔	۲۱۹	کہے۔
۲۲۱	بعد شام مسجد میں دیوار مسجد کو اس میں بھی نہیں لائے۔	۲۱۹	خطبہ میں ہر دو بات حرام ہے ہر نماز میں حرام ہے۔
۲۲۱	دیوار مسجد پر کڑا پاں رکھنا ناجائز اور قائلے مسجد میں بھی بعد شام	۲۱۹	دیوار میں مولوی صاحب نے بچوں کو پھیلے کرنے کا
۲۲۱	مسجد میں دوکان نہیں بنائی جاسکتی۔	۲۱۹	تو ایک صاحب نے کہا ہاں ایک نہیں سنے گا لہے والوں
۲۲۱	مال حرام مسجد میں لینا دینا ناجائز نہیں۔	۲۱۹	کو ہم نے بہت دیکھا ہے تو اس میں حکم شرع کی مخالفت ہے
۲۲۱	مسافر خانہ بھی خلاف شرع واقع بنا حرام۔	۲۲۱	تو جن علماء نے یہ نہیں؟ اور اس شخص کے لئے کہ حکم ہے؟
۲۲۱	کسی کی زمین اس کی اجازت کے بغیر مسجد کے تصرف میں لانا	۲۲۱	سودا یا جائیداد میں کی نماز میں کسی نہ کسی میں اس کو شیعہ نہیں
۲۲۱	کیا؟	۲۲۱	کہ نہیں اور فرض نماز کا وقت ہو تو کیا کرے؟
۲۲۱	کیا تھے دواخانہ اور دکانوں کی تعمیر کی زمین کے عوض مسجد	۲۲۱	گزارش کی نماز میں نماز کا مقدم کی کہاتے
۲۲۱	کے لئے دواخانہ ایک مسجد میں گھر میں آویزاں کیا ہے؟	۲۲۱	کیا امام کو مسجد میں داخل ہونے کے بعد نماز کا مقدم بنانا ہے؟
۲۲۱	دواخانہ کا مقدم مسجد کی امام خانہ کو مسجد امام خانہ کی مسجد کی	۲۲۱	کیا امام کا مقدم بعد از نماز ہے؟
۲۲۱	مسجد میں کسے کہیں؟	۲۲۱	کی فرض ہے کہ بعد نماز میں کھٹے سے پہلے سنت پڑھ جائے؟
۲۲۱	دواخانہ مسجد کی دکان کے متعلق ایک سوال کا جواب۔	۲۲۱	کی نماز کے بعد فضل پڑھ کر نماز پڑھنا ہے؟

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۸۰	وہ خود ساری دنیا کے مسلمانوں کو انور و شریک جانتے ہیں۔	۲۵۸	سجد میں لگائے ہوئے رخت سجد کی ہے۔
۲۹۱	اذان کے خلاف شت ہوئے سے خطبہ و نماز کی صحت میں غلط نہیں آتا۔	۲۵۸	مسجد کے اندر اذان دینا جائز ہے یا نہیں؟
۲۹۲	خطبہ میں کسی اور زبان کا خطبہ اسامت ہے اور اذان مسجد کے اندر بدعت راجع سنت ہے۔	۲۵۹	حق تعالیٰ پر اذان کی سجدہ کچھ کچھ کا ایک درجہ جملہ نماز و غیرہ بنانے کے لئے چھوڑ دینا کیا ہے؟
۲۹۳	قاضی شریعہ اولی الامر میں سے ہے۔	۲۶۰	لما ابازت دوسرے کی زمین پر کوفہ بنانا حرام اور دھنسی سہو
۲۹۴	مردہ سنت کے زندہ کرنے والے کو رو شیدوں کا ثواب کیوں ملے گا؟	۲۶۱	قوس سے وضو ملتا نہیں۔
۲۹۵	رواضی کو منیوں کی مسجد سے کوئی مرد کا نہیں۔	۲۶۲	مسجد کی قبر کو دیوار چھت کر اور پرنے بن کر کیا سبک قبر نہ ہے
۲۹۶	بعد تمام مسجد میں صحت مسجد کے لئے وضو نہیں۔	۲۶۳	محفوظ ہو۔
۲۹۷	سنگر کے بناتے وقت ضرورت سے زیادہ چکر مشغول نہ کی جائے	۲۶۴	کیا مسجد کی اس جگہ جس کے نیچے قبر ہے چلنا چھڑنا اور تڑپنا
۲۹۸	دو کافروں کے اوپر مسجد بنانا گناہ جائز ہے؟	۲۶۵	جائز ہے؟
۲۹۹	مسجدوں میں مذہبی چیزیں اور مجلس میلان منع کرنا درست ہے	۲۶۶	مسلمان جو مسجد میں آئے اسے روکنے والے ظالم ہیں۔
۳۰۰	سب میں پڑھنا جوں کا تو جائز ہے۔ امر و نہی	۲۶۷	پانچ نماز خانے کا پیشہ حرام ہے۔ اس کا چھوڑنا فرض ہے۔
۳۰۱	سے میلان نہ کرنا جائز ہے۔	۲۶۸	مسجد شہید گناہ ہوئے متعلق چند سوالات کے جوابات۔
۳۰۲	بنائے حال نا جائز ہے۔	۲۶۹	مسجد شہید کو دینے سے اس کی مسجدیت باطل نہیں ہو جی چلے
۳۰۳	مسجد قیامت تک مسجد ہے گی اس کی تعمیر زمین پوری مدت کے لئے بھی نہیں چھٹی جاسکتی۔	۲۷۰	کافر و کفر شہید کی مسجد کی جگہ کی جاسکتی۔
۳۰۴	غیر مسلم مسلمانوں کو روپیہ دینے اور عداوت بن کر مسلمانوں کو دینے پر مسلمان مالک ہو کر بنا نہیں جاسکتا کو قیامت	۲۷۱	مسجد بننے والی کی حفاظت میں جو مال ملے وہ بھی شہید
۳۰۵	قوس مسجد کے لئے گورہ مسجد کا ثواب نہیں ملے گا۔	۲۷۲	اذان ملکر فرض ہے اور مسجد شہید زمین ہے اس کا گڑا ہو سکتا
۳۰۶	ایک مسجد کا کھلی اور غریب و غیرہ دوسری مسجد میں نہیں لگایا جاسکتا۔	۲۷۳	انداز اذان آتی جائز ہے؟
۳۰۷	مسجد کے تل سے پانی لینے کا شرعی حکم۔	۲۷۴	محل اذان خطبہ پر لے کر ساتھ مخلوط اذان میں خطبہ وغیرہ
۳۰۸	کتاب الجنائز	۲۷۵	متعلق چند سوالات۔
۳۰۹	جنازہ وغیرہ کا بیان	۲۷۶	جوابات از ۲۷۵ تا ۲۷۹
۳۱۰	لکھنؤ میں بس کی کابالت مدت دفن کر کے تو خاک کو	۲۷۷	اذان خطبہ کی اور اذان الہیہ جو حضور علیہ الصلاۃ والسلام اور
		۲۷۸	شیرین کے بعد میں خطبہ کے سامنے نماز مسجد کی پائی کی
		۲۷۹	حرام علیہ کرام کے نزدیک مسجد میں موضع صلاۃ میں اذان کرنا
		۲۸۰	سجد اور خطبہ کی اذان اس سے مستثنیٰ نہیں۔
		۲۸۱	اصل حضرت نے صرف ان لوگوں کی تکفیر کی ہے جنہوں نے حضور
		۲۸۲	دین کے لئے کسی ایک ملت کا انکار کیا۔
		۲۸۳	دو بھائی اصل حضرت پر کفر مسلمین کا بھی اختیار کرتے ہیں البتہ

مضمون

۳۰۱۔ عہد کی تفصیل۔
 اگر واقعی رذہ سے نصائح کا صحیح انداز نہ ہو تو اس کے
 رکھنے کی رخصت۔ اور قدر سے اچھلے سے متوجہ نہ رہے
 ہو جائے تو جمع قضا کا رذہ رکھے۔
 مرض برابری اور موت آگئی تو قضا نہیں۔ صحت کے جدوت
 کی گمراہی آئی تو قضا کی تفصیل۔
 عداوت اور اعدائے الظہور پر باہر شرت نامت سے ازال
 ہوا تو قضا کی گمانہ نہیں۔
 عہد کو رذہ کے لئے خاص کرنا منہ ہے تو اس کا سبب کی
 ہے؟

کتاب الحج

حج کا بیان

۳۰۲۔ چار میں تری دیکھی پھر یہ مثل طواف کیا اس کا حکم اور کھانا

کتاب النکاح

نکاح کا بیان

۳۰۳۔ جب زفاف میں غلطی سے زید و عمرو دونوں بھائیوں کی بیویاں
 بنا لیں تو کیا حکم ہے؟
 ہے گواہوں کے نکاح ہو بیعت ہو چکے پر صحت سے کہا نہیں
 اذان و اقامت سے کہا۔ منہ سے نکاح ہو گیا ہو گیا؟
 ولی اقرب کی خبر ہو چکی ہیں ولی ابھد کے نکاح کا حکم۔
 وقت زفاف و عہد نکاح کا حکم۔
 زید و عمرو کی نکاح ہے گواہ فاسق ہیں اور صحت کا حکم کرتی ہے
 تو کیا حکم ہے؟
 بیوی کی سوتیلی ماں سے نکاح حرام نہیں۔
 کیا سیدہ ابیہ کا نکاح قرآن سے جائز ہے؟

مضمون

۳۰۱۔ عہد کی تفصیل۔
 اگر واقعی رذہ سے نصائح کا صحیح انداز نہ ہو تو اس کے
 رکھنے کی رخصت۔ اور قدر سے اچھلے سے متوجہ نہ رہے
 ہو جائے تو جمع قضا کا رذہ رکھے۔
 مرض برابری اور موت آگئی تو قضا نہیں۔ صحت کے جدوت
 کی گمراہی آئی تو قضا کی تفصیل۔
 عداوت اور اعدائے الظہور پر باہر شرت نامت سے ازال
 ہوا تو قضا کی گمانہ نہیں۔
 عہد کو رذہ کے لئے خاص کرنا منہ ہے تو اس کا سبب کی
 ہے؟
 ۳۰۲۔ چار میں تری دیکھی پھر یہ مثل طواف کیا اس کا حکم اور کھانا
 ۳۰۳۔ جب زفاف میں غلطی سے زید و عمرو دونوں بھائیوں کی بیویاں
 بنا لیں تو کیا حکم ہے؟
 ہے گواہوں کے نکاح ہو بیعت ہو چکے پر صحت سے کہا نہیں
 اذان و اقامت سے کہا۔ منہ سے نکاح ہو گیا ہو گیا؟
 ولی اقرب کی خبر ہو چکی ہیں ولی ابھد کے نکاح کا حکم۔
 وقت زفاف و عہد نکاح کا حکم۔
 زید و عمرو کی نکاح ہے گواہ فاسق ہیں اور صحت کا حکم کرتی ہے
 تو کیا حکم ہے؟
 بیوی کی سوتیلی ماں سے نکاح حرام نہیں۔
 کیا سیدہ ابیہ کا نکاح قرآن سے جائز ہے؟

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۲۰	بجائے نسب میں حرام ہے نہ رضاعت میں حرام ہے۔	۳۲۰	شوہر باہر ہے۔ محبت کے لئے نکاح کیا ہے ؟
۳۲۱	کتاب الطلاق	۳۲۰	بائی کے نکاح۔ اور خود منکاری
۳۲۱	طلاق کا بیان	۳۲۱	مستور خیمہ کا نکاح باہر کے اسوں زاد بھائی کے کر دیا۔ اس
۳۲۱	اس کو طلاق دینا ہوں مجھ کو اس سے کوئی تعلق نہیں اور طلاق	۳۲۲	کافی اور شوہر طلاق کے یہاں بھی تو ؟
۳۲۲	باقی ہو گئیں۔	۳۲۲	لوگ ناقابل حرام ہو تو شادی کیا کیا ممکن ہے ؟
۳۲۲	محبت خیمہ ہو لے نکاح سے باہر میں ہوئی اور	۳۲۵	شوہر مرد مال کے قتل سے نہ نکستے نہ بچتا ہے۔
۳۲۲	کے نزدیک یہ ہو جائے ان کے نزدیک بھی ایسی شوہر سے	۳۲۵	چاکے ہوئے تیر کا نکاح وادی کے کر دیا بعد از شوہر
۳۲۲	نکاح پر مجبور کیا جائے گی۔	۳۲۵	ایک طلاق جسے دی پر چاکا کی تو نے طلاق واقعی
۳۲۲	دو بچوں کے احوال کوئی پر مطلع ہو کر انھیں دو مسلمان	۳۲۵	یہاں تو نکاح کیا ہوا اور طلاق کیسی ؟
۳۲۵	طریقہ ہے۔	۳۲۵	نکاح سے بہت زیادہ تمہیں کر لیا کیا اس سے اور جو کر
۳۲۵	کے کوئی تین گھر ہے۔	۳۲۵	اور مرد نہ شکہ وہ کس کس کو کس داسے ؟
۳۲۵	بیشین کے نزدیک یہ منسوب فصیح نکاح نہیں امام محمد کے	۳۲۸	کی ماس حال ہے اگر اپنی ناپی نہ ہو۔
۳۲۶	نزدیک ہے اس کی تحصیل۔	۳۲۸	نکاح کیا کرے ؟
۳۲۶	غفلت روز ترقی سے ہوگی۔	۳۲۸	افراد ان کے مسلمان ہو کر محمد اس سے نکاح کیا کرے
۳۲۶	یہاں مسلمان حکام نہ ہوں وہاں کسب سے بڑھتی مگر شرح	۳۲۸	نے اسے بند باب کے قبضہ میں دیا تو یہ مداخلت فی العی
۳۲۶	ہے۔	۳۲۸	ہے جس پر استقامت لازم۔
۳۲۶	جنوں شوہر کو ترقی کے نہ راندگی کی ضرورت اس وقت	۳۲۸	قریب محبت کا شوہر ہوگی مگر فاقہ ہو گیا تو ؟
۳۲۸	جو کہ نکاح لازم ہو گیا تھا اور کوکوت ہو کر نکاح		
۳۲۸	شوہر کر دینی ہوئی کے ساتھ اس کے کے زنا کی		
۳۲۸	اگر خط ہو تو محبت اس پر لازم ابھی ہو جائے گی مگر نکاح سے		
۳۲۹	ممانعت نہ ہوگی۔		
۳۲۹	شوہر کے جنوں ممانعت و شوق پر مگر ترقی کی تفصیل۔		
۳۲۹	نامہ اور اس کی بڑی میں ترقی کی محبت۔		
۳۲۹	جہاں ترقی کرنے کے علاوہ اس کے کوئی حکم۔		
۳۲۹	رضا حق کی محبت و محبت اپنی وہ انھیں میں سے ہے		
۳۲۹	شاد کا اگر جو ترقی و قبول کے لئے کہ اگر ہو جائے گا اور		
۳۲۹	بانت۔		

کتاب الرضا

رضاعت کے رشتہ کا بیان

رضاعت کے لئے دو عامل ہونا چاہئے کہ وہ مرد و عورتوں کی گواہی ضروری ہے۔ دوسرے ہائے گواہی مقبول نہیں۔ صاحبین کے نزدیک رضاعت رضاعت دو سال ہے اولیام اکثر کے نزدیک آٹھ سال۔ فتویٰ دونوں ہائے یہ ہے مگر امتیہ نظام صاحبین کے قول پر عمل کیے۔ رضائی چاہی کسی کا نکاح حرام ہے۔ فوری کی محبت کا یہ ہے سے رضاعت ثابت ہو جائے ہے پہلے وہ شادی شدہ ہو جائے ہو۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۲۳	عشر پر پناہ کر نہیں پاؤ وہ خود بیچ کر اس کا سوا لے تو اس کی حرج نہیں۔	۴۰۹	باب الربوا سود کا بیان
۴۲۳	حرج کا فرض ہے اور وہ جہدی حوالے سے لینا یا نہ لینے والے کی نیت کی گنجی ہو۔	۴۱۰	جو سود پر دوسرا سود لے سکے تو قفس ہے اسے بطور قرض لے سکے کہ جس پر سود پر قرض لے کر سود لے اور اس آمدنی کے مدد میں کوئی نفع دینا کیسا؟
۴۲۳	اٹلی حضرت قدس سرہ کے ایک جواب کی تصحیح۔	۴۱۱	سود کی کام میں حرام ہل کا خرید کر حرام اور اس پر سود کی امید حرام بر حرام۔
۴۲۳	سید شمس مختلف جو کتبہ والی سود نہیں۔	۴۱۲	دس کا قوت خود چھ یا سطلان۔ آدھا سطلان نقد۔
۴۲۵	پانچ سو کی خلاف قانون اور اپنی عزت کو خطر میں ڈالنے سے استنہاد نام۔	۴۱۳	سود حرام مطلق ہے نہ سطلان سے لینا سطلان نہ کا فرض ہے۔
۴۲۶	ذاک خلیفہ عربی کا اسکے ایک کی ذوات سود نہیں۔	۴۱۴	حضرت لاہور بیت المسلمہ والہ ربی والہ عرب میں دارالہرب لقیہ لافانی ہے احتروی نہیں۔
۴۲۶	مدین کی خواہ سنی مذہب شافعی کے ایک روایت اس کے نام میں جنت کہتے رہنا اور میر اس پر کہ مال لانا اسلاف و ہوا۔	۴۱۵	گفتہ سے جو سود روپیہ کی ہے وہ سود نہیں۔
۴۲۶	تاش میں سود کا حرام ہے۔	۴۱۶	دارالہرب کے گتے ہیں؟
۴۲۶	ہاں مذہب سودی فرض تو اس کی آمدنی حرام نہیں اور شریعت کی بدعت۔	۴۱۷	جیکے کے شافع نے تعلق اور شافعی کی اور دوسرا سنیہ دبی کا فتویٰ۔
۴۲۶	آزیت پر مال کا کوئی سود لینے والوں سے لینا یا نہ لینا اور نہ اس کی صورت۔	۴۱۸	جو شافعی سود نہیں روپیہ کے کو کہ روپیہ سے حقیقہ سود نہیں۔
۴۲۶	سودی قرض لینا اور دینا دونوں حرام۔	۴۱۹	ابن عطاء کا فرضی وصول کہل اگرچہ وہ نام سود کہہ کر جسے قادیانی جہنمی ایک حیات کی تصحیح۔
۴۲۸	باب القرض قرض کا بیان	۴۱۹	دارالہرب سے سنان پوچھا حرام۔
۴۲۸	جو اپنے وطن سے دور تھا وہاں پر کوئی قرض سے قرض لینا اور شافل کر گیا۔ قرض حجتہ والوں کو ان کا قرض کیے اور کیا کہتے تھے ان کے نام اس وقت بھی معلوم نہیں۔	۴۲۰	دارالہرب کے مذکورہ غلط قاضی کا۔
۴۲۸	قرض دینے والے فوت ہو گئے اور یہ معلوم نہیں کہ ان کے حلقہ میں کس صورت میں قرض کیے ان کے۔	۴۲۱	ہر کا قرض سے دوسرا سود نہیں جو دو طرح کے وہاں سے ہے۔
۴۲۹	کتاب الہبۃ ہبہ کا بیان	۴۲۱	موت سے کوئی مدد ملنا کہ نہیں اور اس نے حالت مذکورہ کا دارالہرب والی کا ہے۔
۴۲۹	قرض الموت میں ہر صورت سے کم میں ہر ہبہ ہر ہبہ کا ۲	۴۲۲	پسٹ آفس اور کاروں کے بینکوں کا قرض سود نہیں۔
		۴۲۳	کا قرض کی گاہل غیر محصور وہاں سے قرض کا نہیں۔
		۴۲۳	ہندوستان کے گھانا عربی ہیں۔
		۴۲۳	ناگرب کے یہاں قرض نہ ہو تو اس کی وصول دہانی کے لئے ان کے

مضمون

۴۸۹ ہندو کو تو گھبراہٹ ہو رہی ہے۔
 ۴۹۰ سیدنا جابرؓ نے ان کے پاس سے حضرت محمدؐ کو دیکھا۔
 ۴۹۱ فرشتہ کو تو الٰہ کا کشت دیا تھا کہ میں اس کو دیکھوں گا۔
 ۴۹۲ انسان کی صورت انویٰ میں الٰہ کی صورت سے کتنی مختلف ہے۔
 ۴۹۳ سرگمنا کا چہرہ اسے منور بنا دیتا ہے۔
 ۴۹۴ ان کو انسانی صورت سے بہت زیادہ ملتا ہے۔
 ۴۹۵ کو سلام کرنا درست نہیں ہے۔
 ۴۹۶ مورتوں کو کھڑی آڑی کا چہرہ بنانا کیسا ہے۔
 ۴۹۷ دودھ کو بند نہ کرنا، پانی کا زور نہ دینا اور کھن باندھنا کیسا ہے۔
 ۴۹۸ دھواں کو جسے اندک لے کر اس کا حکم۔
 ۴۹۹ مرد کو کھوت کی وضاحت نہیں ہے۔ سلاساہن کا حکم۔
 ۵۰۰ جندو سے دوزخ بنانا ہے کہ اس سے نفع نہ ہو نہ زیان۔
 ۵۰۱ سینچے کا اندیشہ ہے۔
 ۵۰۲ سونے کی خوشبو میں دھوپ نہ دینا اور چاندی کی خوشبو میں ایک
 ۵۰۳ والی سانس سے چار سانس کے برابر ہے۔
 ۵۰۴ سونا پانی کی چوبیس روک کر ہزار بھنا درست ہے۔
 ۵۰۵ ہندوؤں کا کھانا جو اس کے سامنے رکھا افضل ہے یا اٹھو۔
 ۵۰۶ ہاشم کھینا حرام ہے اور ہاشم میں جو کھینا حرام و حرام۔
 ۵۰۷ قاتل کی چیز ہندو کو دینا درست نہیں۔
 ۵۰۸ ہندو کی شہریت پر قاتل کو موتی ہے یا نہیں ہے۔
 ۵۰۹ عورت کو قریب میں نہیں ہونا چاہیے۔
 ۵۱۰ کیا تیس کے پنے ہانڈے دل کا ہوا ہے۔
 ۵۱۱ قریب کا سارے کھانے کو قریب میں نہیں ہونا چاہیے۔
 ۵۱۲ جرنیل کے ہزار روپے ہار کی چیز ہونا کیسا ہے۔
 ۵۱۳ سلسلہ مدارس کے سوخت ہونے کا سوال۔
 ۵۱۴ جو مداری سلسلہ میں ہوتے ہیں ان سے کونسی بات کہیں کہیں
 ۵۱۵ بے کراحت کا نتیجہ ملتا ہے فساد کے اور کچھ نہیں۔
 ۵۱۶ عورتوں کا کھانوں کے سامنے پردہ ہونا حرام ہے۔
 ۵۱۷ رات بھر کھانا کھانے والوں کا ایک تواجہگ ہے۔

مضمون

۴۸۹ ہندو کے لیے یہ نہیں کہ میں ہم ہلا چکے گا۔
 ۴۹۰ قتل کا کیا اور سزا دہنوں کا کیا ہو گا۔
 ۴۹۱ ہلا و ہشرقی مسجد و صحنہ کا کچھ ہونے والا ناسخ ہے۔
 ۴۹۲ بے مذہبی جو ہے وہت ہونا یا نہ نہیں۔
 ۴۹۳ ہندو کے لیے لاشہ ہمارا مسجد الا فی المسجد کا مطلب۔
 ۴۹۴ ہندو کا مال ہار لینا ہمارا نہیں۔
 ۴۹۵ ماق ذل انرا ہے کہ حکم۔
 ۴۹۶ اس باب میں والدین کا نام نہ دینا درست ہے۔
 ۴۹۷ ہندو بولنے میں عربی لفظوں کا استعمال اور ان سے محبت کرنا کیسا ہے۔
 ۴۹۸ راقصین ہندو سے اس سے صورت و حالت بھی حرام ہے۔
 ۴۹۹ چاندی سے کھانا بنانا نہیں ہے۔
 ۵۰۰ اپنا تھوکر نہ دینا کہ حکم دینا کیسا ہے ورنہ کو موت نہیں۔
 ۵۰۱ ہندو کے خلاف حدیث امام حسن کا نہ ہونے کی نسبت صحیح ہے۔
 ۵۰۲ ہندو کے خلاف حدیث امام حسن کا نہ ہونے کی نسبت صحیح ہے۔
 ۵۰۳ ہندو کے خلاف حدیث امام حسن کا نہ ہونے کی نسبت صحیح ہے۔
 ۵۰۴ ہندو کے خلاف حدیث امام حسن کا نہ ہونے کی نسبت صحیح ہے۔
 ۵۰۵ ہندو کے خلاف حدیث امام حسن کا نہ ہونے کی نسبت صحیح ہے۔
 ۵۰۶ ہندو کے خلاف حدیث امام حسن کا نہ ہونے کی نسبت صحیح ہے۔
 ۵۰۷ ہندو کے خلاف حدیث امام حسن کا نہ ہونے کی نسبت صحیح ہے۔
 ۵۰۸ ہندو کے خلاف حدیث امام حسن کا نہ ہونے کی نسبت صحیح ہے۔
 ۵۰۹ ہندو کے خلاف حدیث امام حسن کا نہ ہونے کی نسبت صحیح ہے۔
 ۵۱۰ ہندو کے خلاف حدیث امام حسن کا نہ ہونے کی نسبت صحیح ہے۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۰۲	دیر ہوں دو دروں ہے۔	۵۰۲	مکر کے حکم کو کر کے مطلع ہونے کے باوجود اس کے
۵۰۳	قرآن مجید سے طلب شفاء کا وقت ہے۔	۵۰۳	حکام کے احکام کا درجہ۔
۵۰۴	داروں میں نہ لڑتے واکا اور جماعت چھوڑنے والا ناقص ہے۔	۵۰۴	حقوق اہل کے کسی بھی شے کی اجازت نہیں۔
۵۰۵	سیر ہر ہونا جائز نہیں۔	۵۰۵	خارج مسجد و رخت میں کے سایہ میں لوگ وضو نہ کرتے
۵۰۶	شرائط پیری کے متعلق مع سائل شریف کی عبارت۔	۵۰۶	الاشکاء کیا ہے۔
۵۰۷	ہر روز نماز میں لکھ ہوا قرآن شریف کی اجازت ہو گا یا نہیں؟	۵۰۷	سب طہارت کی دیر احرام اگرچہ وہ صحیح نکلے۔
۵۰۸	غیر محرم تکسہ آواز نہ جائے تو غوروں کو کیا لا شریف پڑھنا جائے؟	۵۰۸	حمار تو نام کسی بھی مسلمان کو یا خلیفہ کو یا احرام ہے۔
۵۰۹	علماء اور اولیاء کی قدم بوی یا نہیں ہے۔	۵۰۹	احرام مکہ کی دانے قرآن سے کر کا طریقہ کر کے تو جو کر کر خواہ اس
۵۱۰	بقول شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سب پر کھڑا ہونا نہیں ہے۔	۵۱۰	کے یہاں نہ جائیگا۔
۵۱۱	پیر کو خدا گناہ یا اس کی صورت کو خدا یا کافر یا نص اور شرک میں سے	۵۱۱	اللہ کی کیا کو کر جانے والے کا حکم۔
۵۱۲	ہر مفسد کا رویہ یا نہ جانے کیا ہے؟	۵۱۲	لوگ تو ان شریف غلطی کرتے رہا اور سنا لے تو یہ نہیں کی تو؟
۵۱۳	اسے نہ جانے کیا ہے اور کیا اللہ کی گناہ یا نہ کرے تو کیا اور	۵۱۳	تباہ کر کے نہ جانے کرے۔
۵۱۴	اسے نہ جانے کیا ہے یا نہ جانے کیا ہے؟	۵۱۴	بالی جرات نامہ اور جوڑی صورت۔
۵۱۵	پیر بزرگان دین اللہ تعالیٰ سے دعا گناہ کیا ہے؟	۵۱۵	بچوں کا گناہوں سے کھینچا نہیں ہے۔
۵۱۶	اسے نہ جانے کیا ہے اور کیا اللہ کی گناہ یا نہ کرے تو کیا اور	۵۱۶	صحنہ طہارت و اسلام کے ماسخ از سے تین تھے یا بارہ اور
۵۱۷	اسے نہ جانے کیا ہے یا نہ جانے کیا ہے؟	۵۱۷	ان کے نام کیا کیا ہیں؟
۵۱۸	اسے نہ جانے کیا ہے یا نہ جانے کیا ہے؟	۵۱۸	صحنہ طہارت اسلام کے فصل شریف نہ جانے کیا ہے متعلق
۵۱۹	اسے نہ جانے کیا ہے یا نہ جانے کیا ہے؟	۵۱۹	فرقہ فاعل کو شرف گئے فالے کو حکم اور فاعل کا شرف
۵۲۰	اسے نہ جانے کیا ہے یا نہ جانے کیا ہے؟	۵۲۰	حجرات پر چار پرشی کا ثبوت۔
۵۲۱	اسے نہ جانے کیا ہے یا نہ جانے کیا ہے؟	۵۲۱	قیام میلاد شریف و فاعل قرانی جائز ہے۔
۵۲۲	اسے نہ جانے کیا ہے یا نہ جانے کیا ہے؟	۵۲۲	کیا حقوی شرف جو شرف نالک و حضرت امام شافعی کے نزدیک
۵۲۳	اسے نہ جانے کیا ہے یا نہ جانے کیا ہے؟	۵۲۳	جائز ہے؟
۵۲۴	اسے نہ جانے کیا ہے یا نہ جانے کیا ہے؟	۵۲۴	محبت پر استناد اور ہر حق پر مے پر وہ فرض ہے۔
۵۲۵	اسے نہ جانے کیا ہے یا نہ جانے کیا ہے؟	۵۲۵	یہ وہ متعلق ایک کی کی محبت۔
۵۲۶	اسے نہ جانے کیا ہے یا نہ جانے کیا ہے؟	۵۲۶	امیر المومنین اور ان کے بقدر قدرت سے فرض ہے۔
۵۲۷	اسے نہ جانے کیا ہے یا نہ جانے کیا ہے؟	۵۲۷	کا حکم پر اسلام کو ملین کی دین ہے اس کے کسی مسلمان کو
۵۲۸	اسے نہ جانے کیا ہے یا نہ جانے کیا ہے؟	۵۲۸	کوئی نام نہ نہ ہوگا۔
۵۲۹	اسے نہ جانے کیا ہے یا نہ جانے کیا ہے؟	۵۲۹	فرضیت سے زیادہ علم ہے جو فرض میں نہ ہو۔
۵۳۰	اسے نہ جانے کیا ہے یا نہ جانے کیا ہے؟	۵۳۰	جس میں اخلاق نامہ بول وہ شریف ہے اور جس میں اخلاق
۵۳۱	اسے نہ جانے کیا ہے یا نہ جانے کیا ہے؟	۵۳۱	محبت کی آواز میں خوب ہے۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۳۷	وراثت گناہ کے سبب وراثت سے محروم نہیں ہوگا۔	۵۳۷	بیت تحنک نہیں، طلبہ یمن اگر کھاسے۔
۵۳۸	شوہر کی وصیت کے بعد جائیداد بیوی کی ملکیت کی اور بیوی کی وصیت کے بعد شوہر کی ملکیت کی۔	۵۳۸	سودا کی بخشش مستحب ہے، سودا میں حضرت عقی مجاہد، بل غاس طبرستان کے کچھ اشارہ چاہئے کے سبب ان کے متعلق سوال اور اس کا مفصل جواب۔
۵۳۹	ماں باپ کے لئے سبب وراثت وراثت سے محروم نہیں ہوگا۔	۵۳۹	کتاب الوصایا
۵۴۰	بیوی کے شوہر کو جائیداد کے حصے سے محروم نہیں ہوگا۔	۵۴۰	وصیت کا بیان
۵۴۱	بیوی زندگی میں جائیداد تقسیم کی اور زندگی میں محروم رکھا تو گناہ گار ہوگا۔	۵۴۱	وراثت کے لئے وصیت جائز نہیں کہ کسی وصیت کی ابتدا پر
۵۴۲	نفس میراث سے محروم کر دیا۔	۵۴۲	سے شروع ہو، کی حدیث شریف میں اس کی تائید۔
۵۴۳	مردہ میراث کے لئے گروہ مسلمان کی وصیت نہیں اگرچہ مذہب شیعی ہو۔	۵۴۳	وراثت کے لئے میراث سے قطع کرنا حرام جس پر سخت وعیدیں آئی ہیں۔
۵۴۴	باپ کی گستاخی سخت حرام ہے، اس حرکت سے توبہ کرے۔	۵۴۴	وراثت کے لئے گناہی وصیت اگرچہ شرعاً جائز ہے توجہ توجہ
۵۴۵	بیوی سے صافی مانگنا سبب بہانہ گناہ گار نہ ہوگا۔	۵۴۵	ہر وصیت کا لفظ اگر ضروری نہیں۔
۵۴۶	ماں باپ کی نافرمانی سے سزا گناہ گار نہ ہے۔	۵۴۶	کتاب المیراث
۵۴۷	والدین کی نافرمانی پر محروم نہیں۔	۵۴۷	وراثت کا بیان
۵۴۸	ماں باپ کی نافرمانی سے سزا گناہ گار نہ ہے۔	۵۴۸	میراث کے شرائط ہوئی تو وراثت کا امر میں شریک ہوا
۵۴۹	قطع میراث کو بعض علماء نے گناہ گار نہ فرمایا۔	۵۴۹	اس کی ابتدا سے کام لینی کہ تو اصل اولیٰ وراثت سے
۵۵۰	ضمیمہ	۵۵۰	حصہ کے متعلق فرقی رکھنا ہے۔
۵۵۱	مفتی بھائی کی دعا علیٰ ذی النبی سے شائع کن گیا ہے	۵۵۱	جو دوکان مال شریک سے خاص نہیں ہے کوئی بھی اس میں
۵۵۲	کتاب بنگالیان	۵۵۲	دیکھ کر وراثت اصل کے کسی استحقاق میں محروم نہ ہونے والا
۵۵۳	بیمہ فوری دنیا حرم اور ایسا کرے والا ملعون ملکہ آسمان	۵۵۳	نامناسب ہے اس تجارت میں جو دوسرے کا حصہ ہے وراثت
۵۵۴	زین کا گناہ و گناہ کرے۔	۵۵۴	کرنے اور جو بزرگ کو دیکھے۔ اور یہ ہے۔
۵۵۵	فرقہ ظاہری و حق الفیاض اور بدو تمام مجتہدین ہے۔ ان کے امام	۵۵۵	شرک سے جو فراموشی کے لئے کوئی گناہ اس میں کن
۵۵۶	وفاقہ ہو کر کوئی نہ جانتا ہے ان کی مخالفت ہے۔ وہ بزرگ حضرت	۵۵۶	وراثت کو وراثت میں مگر یہ کہ کسی میں لذت و فساد کی
۵۵۷	فرقہ ظاہری کی مخالفت کا کچھ اعتبار نہیں انسان میں سے کسی	۵۵۷	مقتضیٰ ہوں اور اس کے مدعی ہوں کہ انھوں نے کوئی کھانا
۵۵۸	تقلید کے اثر ظاہری سے سبب عقل ہے کوئی جس عقل کے منکر	۵۵۸	میں نہیں رکھا۔
۵۵۹	فرقہ مذہب عقل کے منکر میں جائیداد ہوتی ہے۔	۵۵۹	
۵۶۰	نسبت عقلی نہ ناجوہر و ذوالجہد امام اعظم عقل باطل ہے۔	۵۶۰	
۵۶۱	نسبت عقلی نہ ناجوہر و ذوالجہد امام اعظم عقل باطل ہے۔	۵۶۱	
۵۶۲	نسبت عقلی نہ ناجوہر و ذوالجہد امام اعظم عقل باطل ہے۔	۵۶۲	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۴۶	کتاب تذکرۃ اشراف کے درجے میں جو لوگوں کے ساتھ جو لوگوں کے	۵۴۷	امام ہانک کی جانب ملت متشکک نسبت صحیح نہیں۔
۵۴۷	۱۰۰ مسلمانوں کی کوئی چیز میں کہے گئے۔	۵۴۸	امام ہانک متذکرہ کے واسطے پر زنی حد لگاتے ہیں۔
۵۴۸	حجۃ العلماء اور خلافت نبوی سے سوال	۵۴۹	میں اور دیگر ائمہ کے نزدیک متذکرہ نام ہے مگر زانی حد
۵۴۹	حجۃ انگریزی سلطنت میں اپنے اسوے فرجاً اکتاہ وانی	۵۵۰	لگائی جائے گی۔
۵۵۰	میں اور اب کچھ اور میرے	۵۵۱	ابن علیہ ایک جمعہ میں مجتہد نہیں۔
۵۵۱	پہلے وہ انگریزوں کے ہاں تیار تھے اور اب دوسرے پر مرتے	۵۵۲	خلافت متذکرہ اجماع میں قادر نہیں۔
۵۵۲	ہیں۔	۵۵۳	ظاہر ہے متذکرہ میں اجماع میں ان کے خلاف کا کچھ اعتبار نہیں
۵۵۳	میرزا حسن بعد قدرت و بشرط استطاعت ہے۔	۵۵۴	اجتہاد صحت اجماع سے نہیں۔
۵۵۴	خلافت مجتہد شریعہ کا سستی کون ہے؟	۵۵۵	ان الفقہاء من الفروع ماحرر میں القسب حدیث شہود
۵۵۵	ترک والات و ترک معاملات میں کیا فرق ہے؟	۵۵۶	ہے اور حد اسلام سے اس وقت تک ملتا رہتا ہے بالقبول ہے؟
۵۵۶	کیا ان کی پریشانی شریعت ترک والات نہیں ہے؟	۵۵۷	خلاف ملت شہود حکم نافذ نہیں۔
۵۵۷	میں نے کہا قرآنی دلائل میں اس کا رد خلاف	۵۵۸	حکم خلاف کتاب و سنت شہود و اجماع صحت ہو رہا ہے۔
۵۵۸	میں اسے دوا اور کائے کی قرآنی دوا نہیں جیسا کہ	۵۵۹	قول ضعیف و مرجوح پر حکم کوئی فرق اجماع ہے۔
۵۵۹	کے متنبولے کوئی دوا ہے۔ جو اس کے سامنے میں کیا	۵۶۰	حق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ
۵۶۰	علائے حق کی نذر نہیں اور ان کے حق کو بولے اور حق مٹنے سے	۵۶۱	میں اور حق العالی والادب والانی احکام الامامہ والجمہور
۵۶۱	جیسے کہ گئے۔	۵۶۲	الخط الامامہ محمد شرف الدین باہمی قدس سرہ والادب والجمہور
۵۶۲	حدیث الخلافۃ بعدی ثلاثون سنۃ سے خلافت راستہ	۵۶۳	القرآن کا وہ ہے لا ینکحوا ولا یتخذوا اولاداً متکونین کو
۵۶۳	کا نام دیا ہے۔	۵۶۴	پیر مسلمانوں کی تنزیل کیوں ہے؟
۵۶۴	قرآنی کائنات دوم ہے اس کا رد پر فقرہ و فقرہ کو دینے سے اواز	۵۶۵	میں جو دور کرنا اور اس کے سبب کو باقی رکھنا سخت کاوانی ہے
۵۶۵	اور جو کوئی فیوض محمد کہنے سے بھی نہ ہوگی۔	۵۶۶	مسلمانوں نے اپنی حالت دنیا کو بہت برلاقت دیکھیں گے
۵۶۶	ہے ظلم کوئی دیکھے لائے پر مسلمان دنیا میں کے خوشیوں کی لذت	۵۶۷	استغفار اور شکر ہے جس سے دور اور اس کے غضب کو بخود بخیر
۵۶۷	سنت سے ثابت ہے کہ حضور علیہ السلام نے گائے کی قربانی نہ کی	۵۶۸	اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد فرمائے گا۔
۵۶۸	ہے۔	۵۶۹	دین و مذہب سے بے خبری مالک کائنات سے بدعتوں کا نتیجہ
۵۶۹	قرآنی کاوشا مارا ہے کہ مسلمانوں پر اس کا نکرانہ جاری رکھنا	۵۷۰	ہے۔
۵۷۰	واجب ہے۔	۵۷۱	جان کی حفاظت اجماع و ائمتہ سے ہے یہاں تک کہ نہ تو ہے
۵۷۱	اور اسے نہ کہتا کارن ملک فقیر ہے یہ فقیر کو دینے والا نہ ہوگی	۵۷۲	اجماعت ہے۔
۵۷۲	آقا رسالت چند طلبے کے کام دوزی الا حرام	۵۷۳	ایک بیان اسلام کو کفر کہنا ہے بدعت ہے۔
۵۷۳	آقا رسالت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم	۵۷۴	سہواً و کسباً نہیں مسلمان مسلمان اور سنی
۵۷۴	رضوی جیل پوری رستہ اٹھایا۔	۵۷۵	انصاف کی کوئی الامام کو جس سے شکر کرنے والے کون تھے؟

[illegible]

فقہ اور فقہاء کی فضیلت

فقہ کا لفظ عرف شرع میں اکثر احکام شرعیہ کے علم پر بولا جاتا ہے۔ اور فقہ کے جاننے والے کو فقہ کہتے ہیں۔ فقہاء اس کی جمع ہے۔

① **مَنْ يَرْوِ النَّاسَ بِهِ خَيْرَ الْعَمَلِ فِي الدُّنْيَا**۔
مستحق طبع

اگر تمہاری جس کے ساتھ بولائی جاتا ہے اسے دین کا فقیہ بنا دیتا ہے (امام شریف بلدا املا)

② **فَيَنْتَهِ وَاجِدًا أَسْكَنَ كُلَّ الشَّيْطَانِ مِنْ الْغَيْبِ**
بخاری۔ رواہ الترمذی

ایک فقیہ شیطان پر ہر زمانہ بدلے سے زیادہ ہماری ہے۔ (ترمذی۔ مشکوٰۃ ص ۳۳)

③ **أَفْضَلُ الْفِعَالِ وَالْفِعْلِ**۔ رواہ الطبرانی

عبادت میں افضل فقہ ہے (کنز العمال ج ۱ ص ۳۸)

④ **وَكَيْفَ يُنْفِذُ وَعَامَّةُ دُعَاةِ هَذِهِ الدُّنْيَا الْفَقِيهُ**
رواہ الطیب

ہر چیز کے لئے ایک کھپا ہے۔ اور اس دین کا کھپا فقہ ہے (کنز العمال ج ۱ ص ۳۸)

⑤ **كَلِمَاتُ الْفَقِيهِ وَكَثْرَتُهُنَّ كَثِيرٌ الْجَوَابُ وَكَثْرَتُهُ كَثِيرٌ**
فیہما اذا عتبت الكلمة۔ رواہ الطبرانی

تھوڑی فقہ زیادہ عبادت سے بہتر ہے اور انسان کو فقہ کا فائدہ ہے سیکر وہ اگر فقہائی کی عبادت کرے (کنز العمال ج ۱ ص ۳۸)

⑥ **كَلِمَاتُ الْفَقِيهِ وَكَثْرَتُهُ كَثِيرٌ**
رواہ الحاکم فی المستدرک

فہم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت ضروری ہے واجب ہے (کنز العمال ج ۱ ص ۳۸)

⑦ **خَيْرُ الْجَوَابِ وَالْفَقِيهِ**۔ رواہ البراء بن

بہتر جس عبادت فقہ ہے (کنز العمال ج ۱ ص ۳۸)

⑧ **لَا يَجِبُ إِذَا كَانَ يَجِبُ وَيَجِبُ إِذَا كَانَ يَجِبُ**
بخاری۔ رواہ الدارقطنی

فقہ کے بغیر کوئی عبادت نہیں۔ اور فقہ کی مجلس ساتھ رکھ کر عبادت سے بہتر ہے (کنز العمال ج ۱ ص ۳۸)

⑨ **عِلْمُ دِينٍ فَخْرٌ وَحَدِيثٌ** ہے۔ منطوق و فلسفہ جاننے والے علماء نہیں۔ یہ اس مسئلہ متعلق یہ فقہ ہیں۔ تو جو فقہ میں زیادہ ہے وہی بڑا عالم دین ہے اگرچہ دوسرا حدیث و تفسیر سے زیادہ اشتغال رکھتا ہو (ترمذی۔ جلد چہارم ص ۳۵)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہاتے ہیں مابین ایدیم و ما خلفیم کو۔ اور علیہما السلام انما لکنا فیہما اللہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سکھادیا جو وہ نہ جانتے تھے۔ وغیرہ آیات شریفہ اس معین کا یہ ملعون انکار کا ویرث شریفہ کثیرہ شیرہ شہرہ کا انکار ہے۔

حدیث میں ہے ان اللہ قدس سرہ علی الدنیا فانما انظر الیہا والی ما ہو کا عن فیہا الی یوم القیامۃ کاغذا انظر الی کفی ہذا۔ بیشک اللہ عزوجل نے میرے لئے دنیا اٹھائی (میرے پیش نظر فرمادی) تو میں اسے اور جو کچھ اس میں روز قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس کف دست مقدس کو اور حدیث میں ہے۔ اخبرنا عن ہذا الخلق حتی دخل الیہم اهل الجنة من اهل اللہ و اهل النار و اهل اللہ انما انزلہم ہمیں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابتدائے آفرین سے جنتیوں کے اور جہنمیوں کے اپنے اپنے منازل میں داخل ہونے تک کی خبر دی۔ اور حدیث میں ہے۔ ان اللہ عزوجل الی الارض من۔ خبر آیت مشارقہا و مغاربہا۔ تحقیق اللہ عزوجل نے میرے لئے دنیا کو سمیٹ دیا تو میں نے اس کے مشارق اور مغارب کو ملاحظہ فرمایا۔ اور حدیث میں ہے۔ یفعل فی کل شیء و عرفت۔ ہر چیز پر روشنی ہوئی اور میں نے پہچان لی۔ اور حدیث میں ہے۔ علمت ما فی السموات و الارض من۔ میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے۔ اور حدیث میں ہے۔ قطرت فی خلق قطرة فخلعت ما کان و ما یکون۔ میرے خلق میں ایک قطرہ ٹپکایا تو میں نے جان لیا ما کان و ما یکون کو (جو کچھ ہو گیا اور جو کچھ ہوئے والا ہے سب کو)۔ اور حدیث میں ہے۔ ما من شیء کنت لحد اسوہ الا قدس آیتہ فی مقامی ہذا احق الجنة و النار۔ اور حدیث میں ہے۔ تحقیق لی ما بین السماء و الارض۔ اور حدیث میں ہے۔ علمت ما بین المشرق و المغرب۔ اور حدیث میں ہے۔ اخبرنا ما کان و ما ہو کا عن فافعلنا الحفظنا۔

اللہ عزوجل ہمارا ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول کو غیب کی خبریں دیں۔ ہم نے رسول مجتبیٰ کو غیب پر مطلع فرمایا۔ رسول تعزلی کو غیب پر مسلط کر دیا اور رسول کو سکھادیا جو کچھ وہ نہ جانتے تھے۔ اور ان پر اللہ کا فضل عظیم ہے۔ ہم نے رسول پر وہ کتب انکاری جو ہر شے کا روشن بیان ہے۔ ہمارا رسول ہر شے کا علم ہے۔ ہمارا رسول مابین ایدیم و ما خلفیم (مابین آفرینش سے) اور ما خلفیم (روز قیامت تک) جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارا اعلان سے فرماتا ہے۔ میں اپنی کف دست مبارک کی طرح دنیا و فیہا تمام روز قیامت سب کو دیکھ رہا ہوں۔ میں جو کچھ آسمانوں زمینوں میں ہے سب کو جانتا ہوں۔ میں ہر شے کو پہچانتا ہوں ہر شے پر روشنی

ہو گئی ہے۔ کوئی چیز جو میری دیکھی دیکھی وہ ایسی باقی نہ رہا جو میں نے اس مقام میں دیکھ نہ لی جو کہ مشرق و مغرب میں ہے سب کو میں نے ہاں لیا۔ مگر بے ایمان و دہانی نہ رسول کے فرمانے پر یقین لانا ہے نہ خدا کے ارشاد پر ایمان وہ کافر دونوں کے کہہ کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ رسول غیب کو نہیں جانتے تھے اور یہ اٹالی اور دوہ کے اور فریب سے ان فصوص کو اپنی برہان بنا گیا ہے جن میں علم ذاتی مراد ہے۔ اس سے کہو کہ بے ایمان عبارت میں "الغیب" سے مراد علم ذاتی ہے۔ اور یہ تیری سمجھ میں نہیں آتا تو اسے بھی مطلقاً علم غیب کا انکار کرنا ہے۔ تو تو بحرِ ایمان رکھتا ہے مگر رسول کے فرمان اور اللہ عزوجل کے قرآن کا سنکر جب اللہ و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد و فرمان کے آگے بحر کی عبارت پیش کرنا اس کے مجبور و رسول کے علم سے مطلقاً انکار کرنا یہ تیرے ہی جیسے بے حیابہ ایمان کا ملعون کام ہے۔ اسے لعن تو ان ملعون منافقوں کی طرح قرآن تو اس سے کافر ہے جنہوں نے کہا تھا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں فلاں کا ناقہ فلاں دادی میں ہے اور انہیں غیب کی کیا خبر وہ غیب کیا جانیں اور جو منکر ہوئے اور جو کھوتے بہانے بتائے سکے جس پر قرآن عظیم کا وہ قہری فتویٰ نازل ہوا اور جدا کیا گیا وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ اتَّخَذُوا آلِهَتَهُمْ آلِهَةً دُونَكُمْ فَلا تَنفَعُكُمْ آلِهَتُهُمْ وَتَنْفَعُكُمْ هُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

مومن باطل اور خرافات سے ہے (تساوی رشیدیہ ج ۳ ص ۲۱) اور لکھ دیا جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے مانگا کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا (تقویت الایمان ص ۱۲) اور لکھا اللہ کا علم اور ربیت کما سوا اس عقیدہ سے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا ہے خواہ یہ عقیدہ انبیاء اولیاء سے رکھے خواہ پیرو شیعہ سے خواہ امام و امام زادہ سے خواہ مجوس و پری سے پھر خواہ ولی سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہو سکتا ہے (تقویت الایمان ص ۱۲) اور ہر جہاد ان کے مذاہب اور جملہ علماء پر اقتدار کرتے ہوئے نکلا۔ اس میں ہر جہاد رائے مذاہب و جملہ علماء متفق ہیں کہ انبیاء علیہم السلام غیب پر مطلع نہیں۔ (مسئلہ علم غیب ص ۱) غیب کی بات اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا نہ قریش نہ آدمی نہ جن (تقویت الایمان ص ۱۲)

اللہ اللہ۔ اللہ عز و جل اپنے حبیب و محبوب طالب و مطلوب و امام کے غیب کو علم غیب عطا فرماتے، اور اپنی کتاب مجید میں اس عطا کا اعلان فرمادے، اور جو ملعون یہ کہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب کیا جاتا اس کے کفر کا وہ قبری فتویٰ دے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بار بار ہر مجلس خطبات میں اپنے رب کے اس عظیم نعمت کا اظہار فرماتے اور طاعتین کا رد علی رؤس الانبیاء ارشاد فرماتے۔ حدیث میں ہے قال علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ و علیہ السلام ما ہال اقوام طعنوا فی علی الا تمثلوا فی شیئی فداہب بکرم و من الساعۃ الان لا تمکد بہ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام من رب العزیز الودود الغفور نے منہر مقدس پر قیام فرمایا اللہ عز و جل کی حمد و ثناء کیا فرمائی پھر فرمایا کیا حال ہے ان اقوام کا جو میرے علم شریف میں طعن کرتی ہیں تم مجھ سے نہ پوچھو گے کسی شئی کو جو تمہارے اور قیامت کے درمیان ہے مگر یہ کہ میں تمہیں اس سے خبر دار فرما دوں گا مگر وہ الی مردود و منافق مطرود کی طرح یہی کہے جاتے کہ انھیں غیب کی کیا خبر وہ علم غیب کیا ہائیں۔ رسول غیب نہیں جانتے تھے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ ﷺ إِنِّي لَا أَعْلَمُ غَيْبًا۔ آیات و احادیث جن سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے علم غیب کا ثبوت ہے اور بھی ہیں مگر وہاں سے دس اشعار کے مقابل دس آیات و احادیث پر بس کر دیں۔ مشہور ہے الغریب یستعین بالشیئین ذوہ تباہ سوار یکجا کہے ہے اے اہل و ابائی جب بکر کفر میں غوطے کھانے لگا اور کفر میں ڈوبا تو چھانے کے لئے بکر اراکین کی اس عبارت کو کچھ اس طرح قول سے سہا لایا جس کا غیر صحیح ہونا بالکل واضح اور آشکارہ اور باریک دلوں پر یہ گامروان چکا کہ وہ شرک و کفر سے تساوی فی القوت ہے جس جواب میں اتنا کافی ہے کہ راجح کے ساتھ

مرحوم ساقط و متروک ہے اور ادب یہ ہے کہ مرحوم میں تاویل مناسب کی جائے۔ (بسط البیان) اس مرحوم قول میں مناسب تاویل نہ کر کے والا اسے اپنی سند بنانے والا ہے ادب گستاخ ہے۔ ساقط و متروک و مرحوم کو قرآن و حدیث کے تفصیل کے رد کے لئے پکڑنے والا ہے اور اپنے ساتھ کفر کے گڑھے میں صاحب بحر کو بھی ڈبا دینے والا ہے اور طائف کے گرو گشتال کی معقول بات کو بھی رد کرنے والا ہے۔

جب طائف کے استاد کو بھی یہ سلم ہے کہ ایسی جگہ تاویل مناسب کرنی چاہئے تو لازم تھا کہ بحر وغیرہ علم کی ایسی عبارت میں یہ سمجھا کہ ان کی مراد علم ذاتی ہے نہ کہ اس عبارت کو قرآن و حدیث کے رد کے لئے دلائل والہیہ اللہ تعالیٰ کیا یہ علماء دین کے ائمہ جن کی وسعت نظر جم جیسوں کے حسابوں سے بے استہوا جس کی حد تک ہمارا مراد ہم بھی یہ وارنہ کر سکتے تھے کہ کوئی مسلم انھوں اس ادنیٰ عالم میں ان آیات و احادیث پر جس کی نظر ہودہ مطلقاً انکار علم غیب ہلانے انبیاء کریم کے کالامہ الا اللہ المستبرہوں اللہ کیا کسی ادنیٰ سے ادنیٰ عقل والے کو یہ دہم ہو سکتا ہے کہ یہ اکابر ان آیات و احادیث پر نظر نہ رکھتے تھے یا ان کو دیکھتے ہوئے متنبہوں اور دہیوں کی طرح ان کو رد کرتے تھے۔ یا یہ کہ ان آیات و احادیث پر نظر تو رکھتے تھے اور یہ اعتقاد بھی رکھتے تھے کہ انبیاء کریم کو اللہ تعالیٰ نے غیب کی خبریں تو اس انھیں غیوب پر مطلع تو فرمایا وہ ایسے امور سے واقف تھے جن کا بہت عقل اقتضا نہ کرے جو کسی طرح حواس سے معلوم نہ ہو سکیں جس تک مراد عقل کتنا ہی اٹھے ہرگز نہ پہنچ سکے جو بے اطلاع الہی معلوم نہ ہو سکیں مگر اسے علم غیب کہنا جائز نہ رکھتے تھے۔ اسے علم غیب اعتقاد کرنے کو کفر ٹھہراتے تھے یا دھوکہ اللہ عز و جل نے اسے غیب ہی فرمایا۔

اور عقلاً بھی یہ ظاہر ہے کہ وہ امور غیب جن کا علم فعلی نے منشا غائب سے حاضر نہ ہو گئے۔ علم غائب نہ کہ غائب کو حاضر اور جو چپکا اور جو ابھی تک نہ ہوا اسے زمانہ حال میں موجود کر دیا۔ امکان و یحیون کو معلوم و مشہور فرمایا نہ کہ غائب میں حاضر و موجود اور ہر کس و انکس کے لئے مشہور۔ تو علم غیب عطا فرمانے سے غیب غیب ہی رہا شہادت نہ ہو گیا۔ اور اپنے حسب عالم کے لئے معلوم فرما دینے اور اپنے محبوب شاہد کے لئے مشہور کر دینے سے غیب شہادت ہو گیا غیب باقی نہ رہا یہ کہا جائے تو کیا معاذ اللہ یہ جہلایہ بھی کہیں گے کہ خدا کو بھی غیب نہیں کہ وہاں تو سب شہادت ہی ہے اس سے کوئی شے غائب نہیں۔ شہادت وہ ہے جو حواس سے معلوم ہو سکے وہ موجود کہ ہر ایک کے لئے مشہور ہو سکے یہی بطلان الہی ہے اور ان کے لئے ایک ذرہ شہادت کا علم عطا بھی دوسرے کو ناممکن جس طرح علم غیب کے ساتھ اللہ تعالیٰ منقرض ہے یوں علم شہادت کے ساتھ جس طرح

علم غیب اس کی صفت ہے یوہیں علم شہادت۔ قال تعالیٰ عَلَّمَ الْقُرْآنَ وَالشَّجَادَہَ اور غیب وہ ہے جو بے
اعلام الہی معلوم نہ ہو جس کے علم کو اس عقل کی رسائی کسی طرح بے تعلیم الہی نہ ہو سکے جو ذاتی طور پر خدا ہی کو
ہے اور اس کی عطا سے اس کے محبوبوں کو ہر کسب ہر کار کو نہیں ہوتا۔

مقرر یہ کہ شہادت وہ جو ہر کار کے لئے عقل و حواس سے ظاہر فرمادیا ہے اور غیب جو اس کے ساتھ
خاص ہے۔ اپنے محبوبوں کو اس سے جتنا جتنا چاہا بنتا ہے اور ان کو نہیں دیا ہے جو اس سے معلوم کر لینے پر
قادر نہیں کیا ہے۔ اصل یہ ہے کہ غیر خدا کے لئے مطلقاً انکار غیب یہ عقیدہ باطلہ بعض معتزلہ ہے اور یہ وہاں ہوں
ہی کا اب سے پہلا نام ہے اس سے پہلا نام اس طائفہ باطلہ کا خارجی تھا۔ جیسے اب دیوبندی وہاں اپنے آپ کو
حنفی کہتے ہیں اور نجدی وہاں اپنے آپ کو جلی کہتے ہیں دیوبندی فقہ حنفی میں کتابیں لکھتے اور اس میں اپنے
مذہب کی رعایت کرتے ہوئے مسائل ٹھونسے جس یوہیں معتزلی اپنے آپ کو حنفی کہا کرتے اور فقہ حنفی میں نصیحت
کیا کرتے اور اس میں اپنے مذہب اعتزال کی رعایت کرتے ہوئے بعض مسائل ٹھونس دیا کرتے تھے انھیں
مسائل سے یہ مسئلہ بھی ہے بعض نے اسے اخذ کیا اور ان کے ساتھ حسن نعت بھی ہو سکتا ہے کہ انھوں نے اس
سے علم ذاتی مراد لیا۔ پھر ان حضرات صاحب کبر و دیر نے بھی یہی سمجھے ہوئے اپنی تصانیف میں نقل کیا۔ اور یہ بھی
ہوتا ہے کہ بعض جاہل اقوال ہر گز نہ اقوال نقل کرتا ہے مثلاً مجمع الانہر میں لکھا کہ لو شہد حیوانا کوئی اللہ حمد
بکلمۃ البسمۃ بحدیج الانہر میرے پاس اس وقت نہیں اور میری نہیں آسکتی یاد پر یہ عبارت کبھی ہے
نکس ہے کہ عبارت میں کچھ فرق ہو پھر اس سے اور ول نے نقل کیا۔ اور ایسا ہوتا ہے۔ تو بعض کا نقل کردہ
قول جب کہ اس میں مطلقاً انکار علم غیب مراد ہو جو معتزلہ کے عقیدہ باطلہ کے موافق ہے یا اس کا اپنا بھی بیکہ
وہ حنفی ہو معتزلی نہ ہو اس نے ذاتی مراد لیا ہو اسے دیکھنا اور اسے عطائی پر ٹھکانا اور اگر طیار جہادۃ ائمہ
کا اس قول کے ضعف و مرجوحیت کا جو اشارہ فرمایا اسے دیکھ کر اُن دیکھا کر لینا کس درجہ یاد داری ہے؟ ولاحظول
ولاقوۃ الاحیاء المعنی العقیدہ۔ میرا اس سے بھی وہاں کا نظر چلنا بلکہ بعض خبیثا رو ہا یہ کہ اس اشعار ذاتی کو سمجھتے
مطلقاً انکار کی سند ظہر ان کس قدر ڈھٹائی ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

مسئلہ دوم صرف اتنا تھا کہ اگر کوئی شخص شہادت خدا و رسول سے نکاح کرے تو یہ نکاح منقذ نہ ہوگا
کہ شرط انعقاد نکاح گواہوں کا رہنا ہے حدیث میں ہے لَا نِكَاحَ إِلَّا بِشَہُودِ مُسْلِمَانِ کے نکاح میں دو مردوں
یا ایک مرد اور دو عورتوں کا حضور شرط ہے جو ماقبل بالحق ہوں اور یہ سمجھیں کہ نکاح ہو رہا ہے وہ کون سا نکاح

ہے جو نہ اسے غائب ہوا اگر محض خدا کی شہادت سے بکھار کر تیار فرشتوں مثلاً گروہا کا تین کی شہادت سے
 کرتا جب بھی باطل ہو تاکہ شرطا صحت بکھار نہ پائی گئی۔ اس میں بعض مجاہدین نے اتنا اور اضافہ کیا کہ وہ مسلمان
 شخص کا فرج ہونے کا کیونکہ وہ معتدلم غیب برائے رسول ہوا ظاہر قویہ ہے کہ یہ بعض مجاہدین معتزلی ہو گا۔ اس
 نے اپنے مذہب کا یہ بتا دیا کہ جو مذہب یہ بتا دیا کہ بعض حنفیہ نے بھی اپنی تصانیف میں نقل کر
 لیا مگر اس کی مرجوحیت کو ظاہر کرتے ہوئے کہ علم ذاتی ہی نہیں ہوتا۔ دوسری قسم علم عطائی بھی ہے تو جب یہ
 احتمال ہے تو کافر نہیں کہہ سکتے اس احتمال کے ہوتے ہوئے تکفیر صحیح نہیں۔ امام فقیہ النفس قاضی خان رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ وادخلہ فی الجنان نے اپنے فتاویٰ میں فرمایا اس سہل ترویج اسرۃ بشہادۃ اللہ ورسولہ کان باطلا
 لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا نکاح الا بشہود وکل نکاح یكون بشہادۃ اللہ وبعضہ وجعلوا ذلک کذلک لایہ
 یعتقد ان الرسول صلی اللہ علیہ وسلم بعلم الغیب۔ امام فقیہ النفس نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ کفر ہے بلکہ یہ فکر
 کہ بعض نے اسے کفر ٹھہرا دیا اس کے ضعف کا اشارہ فرمادیا۔ فتاویٰ خلاصہ میں یہ مسئلہ دو جگہ جہاں اولیٰ ذکر کیا گیا
 میں تو تحریر سے اتنا لکھا کہ ترویج بشہادۃ اللہ ورسولہ لایعتقد وہل یکفر عرف فی الفاظ الکفر۔ اور جہاں دوسرا
 الفاظ الکفر میں تحریر فرمایا سہل ترویج ولہ بعض شہاد فقال خدا اور رسول خدا گواہ کروم یکفر فی الفاظ
 لایہ یعتقد ان الرسول والنف عا لایہ الغیب بخلاف قولہ فرشتہ دست راست را و فرشتہ دست چپ را
 گواہ کروم حیث لا یکدر لایہا یعلمان۔

فتاویٰ امام حافظ الامین محمد بن محمد بن شہاب المعروف بابن برازہ کردی میں فرمایا ترویج بشہادۃ اللہ
 تعالیٰ جل جلالہ ورسولہ علیہ الصلاۃ والسلام لایعتقد ویناف علیہ لکھو لایہ یوہمانہ علیہ الصلاۃ
 والسلام بعلم الغیب وعند صفاتیج الطیب الایۃ وعا اعلم اللہ تعالیٰ لحنیاد عبادہ بالوق والاکھام لہ جی بعد
 الاصلام غیبا الخرج عن حصر میں المستفاد میں من تقابل فی المسند والمحصر لایہ یخاف علیہ الکفر نے صاف فرمایا

عہ اس عبارت میں اگرچہ اشارہ ضعف و مرجوحیت نہیں مگر کلام کے کام سے ثابت ہے نیز اس کا اندازہ اس کے گزرنے
 تک الودت بلکہ انیس کے بھی علم غیب کے اور علم میں سے ثابت ہے تو قطعاً ظاہر کہ اس عبارت میں کسی علم ذاتی کا اشارہ ہے بلکہ
 ہر مذہب کے علماء اسے ذکر علم معانی سمجھتے ہیں۔ یہ عبارت بطور قسوت نقل کی کہ یہ ممکن ہے کہ قدیم نسخہ کی عبارت میں ضعف و مرجوحیت
 کی طرف اشارہ کے الفاظ بھی ہوں جو اس میں کتب کرنے والے نے نکال دیے ہوں۔ اس میں کتب کرنے والے نے چند عجائبات کی یہ ہے جو نسخہ قدیم
 قدیم میں ہیں اور جو قطعاً نقل محض اہل مذہب ۱۲ منہ

کہ مراد امام ہزاری علم ذاتی ہے کہ اگر عوطانی ماننا بھی کفر ہوتا تو کجاف نہ فرماتے اور سداً اعلمنا اللہ تعالیٰ بالوحی والاھدنا
لخیر امر بنیادہ کہہ کر خیر عباد کے لئے منجانب اللہ وحی والہام سے علم ہونے کو تسلیم نہ کرتے۔ لہٰذا غیب پر وہ اپنے
بہت بظنیں بجاتے ہیں اور قول ہزاری دکھا دکھا کر مسلمانوں کو اکثر فریب میں ڈالا کرتے ہیں۔ مگر چاری تقریر بالا
سے روشن ہو گیا کہ لہٰذا غیب خود اسی طرف مشیر ہے کہ یہاں مراد امام غیب سے غیب ذاتی ہے۔ اہل ان مطلب
یہ ہے کہ وہ غیب بعد اعلام باقی نہ رہا جو خدا کے ساتھ خاص ہے۔ علماء اہل فہم کی فہم پر اعتقاد کرتے ہوئے اسی
قیود و ضروریہ اکثر ترک فرما دیا کرتے ہیں جنہیں شرح و معنی نہ دیکھتے ہیں لہٰذا غیب اسی مختصاً باللہ تعالیٰ
اور مختار میں ہے توجہ بشیادۃ اللہ در سولہ لہٰذا یجوز بل قبل بتفہیم اس قبل نے ضعف و مرجوحیت تکفیر
کا اشارہ فرمایا علامہ شامی قدس سرہ السامی نے اس قول پر رد المحتار جلد ۲ میں تحریر فرمایا قال فی التکثار خاتمة
وفی المسئلة ذکر فی المشتہات لہ لیکف لان الاشہام تعرض علی روح النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وابت
المرسل یعنی فکون بعض الغیب قال تعالیٰ فلا یظہر علی غیبہ احد الا من اراد علی من رسول یعنی ہاں ہاں غایہ
اور جو میں فرمایا کہ مطلق میں ذکر کیا کہ وہ کافر نہ ہوگا اس لئے کہ اشارہ روح نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر پیش کش
جاتی ہیں اور بیشک رسل علیہم السلام بعض غیب کی معرفت رکھتے ہیں۔

جانی ہیں اور بیشک رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے بارے میں
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا فلا یظہر علی غیبہ احد الا امری من رسول پھر قلم لکھ کر مقطع کا بند فرمایا
 جس نے وہاں کو بالکل جی ذوق کر دیا ان کی رگ گردن یکسر قطع فرمادی بل نہ صرف وہی کتب العقائد ان میں
 جسد کلمات الاولیاء الاطلاع علی بعض المغیبات ورد و احوال المعترلة المستدلین بطلان الایۃ علی نفعها
 بان المراد الاظہار بلا واسطۃ والذکر من الرسول الثالث لا یظہر علی غیبہ بلا واسطۃ الا للہ اما النبی
 والاولیاء فیظہر ہر دو واسطۃ الملک او غیرہ وقد بسطنا الکلام علی ہذا فی الثالثۃ فی رسالتنا السراۃ ص ۱۸۵
 الہندی لیسرۃ سیدنا خالد القشندبی فرامجبہا فان فیہا فوائد نفیسہ۔ یعنی میں کہتا ہوں کہ بعض علماء
 نے کتب عقائد میں ذکر فرمایا کہ اولیاء کو کلمات سے بعض مغیبات پر اطلاع ہے اور ان ان کے نے معترضوں کا رد
 فرمایا جو اس آیت سے نفی غیب پر دلیل لاتے تھے کہ مراد آیت اظہار بلا واسطہ ہے اور مراد رسول سے ملک سے
 یعنی نہیں مسلط فرماتا اپنے غیب پر کسی کو بلا واسطہ مگر ملک کو کیونکہ نبی اور اولیاء تو غیب پر انھیں جو واسطہ ملک یا
 کسی اور واسطہ سے مسلط فرماتا ہے اور بیشک ہم نے اس مسئلہ پر کلام مبہوت کیا ہے اپنے رسالہ سلحجام ص ۱۸۵
 لغرضۃ سیدنا خالد القشندبی میں تو اس کی مراجعت کرو اسے دیکھو کہ اس میں فوائد نفیسہ ہیں۔

امام برہان الدین مرینی صاحب ہدیہ نے تجنیس والہیہ اور علماء کرام اصحاب فتاویٰ مالگیری کے فتاویٰ
ہندیہ میں اس قول کے ضعف یا بطلان کی طرف اس کے ترک سے اشارہ فرمایا کہ مسئلہ صرف اتنا ہی لکھا شکت
تزوج امرأۃ بشہادۃ اللہ ورسولہ لا یجوز النکاح۔ وہ کلام لا اعتقادہ ان النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام علیہ الغیب
چھوڑی دیا۔ قیل لکرا بھی نہ لکھا مضمرات وغیر ذلک الروایات اور معدن الحقائق میں ہے والصحیح انہ لا ینکح
لان الاتیان علیہم الصلوٰۃ والسلام یعمون الغیب وفعرض علیہم الانبیاء فلا یكون تکفرا۔ اور صحیح یہ ہے
کہ تحقیق وہ شخص کافر نہ ہوگا اس لئے کہ انبیاء علیہم السلام غیب جانتے ہیں اور ان پر اشارہ پیش کی جاتی ہیں۔ تو
ان کو علم غیب کا اعتقاد کفر نہ ہوگا۔ وہابیہ بحر الرائق کی عبارت ہی دھوکہ کو نہیں دکھاتے اکثر شرح عقائد و شرح
فقہ اکبر و بزاز کی عبارتیں بھی غریب دینے کو پیش کیا کرتے ہیں۔ عبارت بزاز یہ تو اوپر گذر چکی۔ شرح عقائد ک
عبارت یہ ہے۔ العلم الغیب لغیرہ اللہ تعالیٰ لا سبیل الیہ للعباد۔ مگر عبارت اتنی ہی نہیں اس کے
ساتھ اسی میں یہ بھی ہے الا باعلوانہ او الہام تو یہ عبارت علم عطائی ثابت کر رہی ہے نہ کہ علم عطائی ماننے
والے کو کافر و شرک ٹھہرا رہی ہے۔ یہ وہی شرح فقہ اکبر کی یہ عبارت ذکر الخ الحنفیہ تصریحاً بالاعتقاد
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم جعل الغیب آئی پیش کرتے ہیں اور اس کے متصل اس سے اوپر کا اتنا لکھا
ہضم کر جاتے ہیں۔ شرعاً عن ان الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام یعمون الغیب الاما اعلمہما اللہ تعالیٰ احیاناً اس کے
بعد ہی وہ عبارت ہے۔ وذكر الحنفیۃ الخ۔ اوپر کی عبارت نے روز روشن سے زیادہ واضح و آشکار کر دیا کہ
علم عطائی کا اثبات کفر نہیں۔ وہ تو عقیدہ اسلام میں ہے ذکر الحنفیہ تصریحاً بالاعتقاد الخ میں علم ذاتی کے
اثبات پر کھڑے ہیں۔ علم عطائی تو اعلمہما اللہ تعالیٰ کہہ کر مصنف نے خود مانا۔ تو کیا آگے خود اپنی تکفیر کا ذکر کیا۔
و ذکر المعنی الخ۔ وہابی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہمارے پیشواؤں کے کلام میں بھی علم ذاتی کے اثبات پر حکم کفر و شرک
ہے کہ وہابیہ کے پیشواؤں کی عبارتیں جو اوپر گذر رہی ہیں صاف تصریح ہے کہ علم ذاتی ماننے یا عطائی ہر
طرح شرک ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

کیا معاذ اللہ یہ اکابر علماء اور دین کے ائمہ قدیم و جدید فوات احادیث اور خود اپنے اوپر اپنی عبارتوں
میں حکم کر رہے ہیں؟۔ صحابہ و اہل بیت اطہار اور علماء و علماء دین کی تصریحات سے آفتاب سے زیادہ روشن
کسانوار و اولیاء علوم غیب پر مطلع ہیں۔ حضور تو حضور ہیں صلی اللہ علیہ وسلم و علی الہ و صمیمہ و بارک و علم جمیع النبی
میں ظہار شتوائی فرماتے ہیں وقد ورد ان اللہ تعالیٰ لم یخج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتی اطالع

[illegible]

میں فرمایا ہے کہ ہر نیچے خدا را ناموودہ دل والی لحظہ خود مشغول بود۔ تفسیر ترجمہ البیان میں زیر کرمہ ما انت
بنعمة ربك بحقوق فرمایا بل انت عالم بما كان۔ خبر بحاسنوں نسیم الریاض شرح شفا فی فیاض جلد ۳ میں
فرمایا الانبیاء صلاة الله وسلامه عليهم اجمعين من جهة الاجسام والنظواهر مع البشر وبواطنهم و
قواهم الروحانية ملكية ولذا انزى مشارق الارض ومغاربها وجميع اطراف السموات وشدة حبه وشيل
عليه الصلاة والسلام اذا اراد النزول اليهم سب اعتبار بنظر ظاهري اجسام بشری کے ساتھ ہیں اور ان کے باطن
اور روحانی قوتیں ملائکہ کی سی ہیں اسی لئے مشارق الارض ومغارب زمین ان کی نظر میں ہوتے ہیں اور آسمان
کی چوڑا ہٹ سننے اور چہرہ شیل امین علیہ الصلاة والسلام کی خوشبویج وہ انبیاء کی طرف نزول کا ارادہ کرتے ہیں
اسی وقت سے سوچنے لیتے ہیں۔

عارف کبیر سیدی حضرت سید احمد رضائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر امام شعرائی قدس سرہ النورانی طبقات کبری
بندہ کامل کے بارے میں فرماتے ہیں انطعم علی غیبہ لا تخبت شعرة ولا خفن، ورقة الاظفر، مولیٰ تقائلے
اپنے غیب پر اسے مطلع فرماتا ہے یہاں تک کہ کوئی پیر نہیں آگتا کوئی بہت نہیں پہنچتا ہے مگر اس کی نظر کے
سامنے حضرت عارف سامی مولیٰ باقی قدس سرہ نفحات الانس شریف میں فرماتے ہیں سلسلہ الیقین نقشبندیہ
کے امام جلیل الشان حضرت سیدی عزیزان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمادے کرتے زمین و در نظر ایں طائفہ جو سفر الیستہ
نیز نفحات میں ہے کہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عزیزان رضی اللہ عنہ النان
کا وہ کلام شریف نقل فرماتے پھر فرماتے وہاں کو تہم چوں روی ناسنے است چچ چہرا ز نظر ایشاں غائب نیست
حضور پر نور سید الاسیاد غوث الاغواث قطب الاقطاب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے قصیدہ خمیرہ مبارکہ
میں اپنی نسبت ارشاد فرماتے ہیں نظرت الی بلادہ الله جمعاً کحدرة علی حکماء ابدال حضرت سیدی شریف
عبد العزیز پیر حافظ الحدیث بھلاسی اپنی کتاب مستطاب البریز میں فرماتے ہیں ما انعمت الی السبح والاضواء
السبح الا کحفرة ملقاة فی فلاة من الارض۔ اولیاء کی نظر میں زمین مثل دسترخوان ہے عارف کی نگاہوں
روئے ناخن کی طرح کہ کوئی چیز ان کی نظر سے غائب نہیں۔ سید العرفان کی نظر قدس کے حضور رائی کے دانے
کے مانند مومن کامل کی نظر میں ساتوں آسمان ساتوں زمیںیں ایسی جیسے کسی لسی وادی میدان میں چھلا پڑا ہوا
وایں بے دین تو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے عطائی علم غیب کے اعتقاد کو کھرکتا اور
منغیہ معقد علم غیب عطائی کی تمکیر کا اقترا و بہتان کرتا ہے کیا حقیقہ کے نزدیک معاف اللہ ہے علم اور اولیاء عرفا جنہوں

اس کے کسی لفظ سے یہ مترشح نظم کائنات سے اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ نظام دنیا ابدی ہے یوں ہی ابدی ہے بلکہ اس کا یہ لفظ کائنات اس نے انھیں اصول کا نام رکھا جن پر نظام کائنات برقرار ہے جن پر نظام کائنات کا مدار ہے۔ راہ پر گرنے کا اصول کو وہ دائمی و مستحکم و ابدی کہتا ہے۔ یہ اس عبادت مقولہ میں نہیں وہ بھی مقول ہوتے تو ان کا حکم بتایا جاتا مگر ایسے اصول ہیں جنہیں ابدی کہہ سکتے ہیں بلکہ وہ بھی جواز لے لیں اور ابدی بھی ہمیشہ سے ہے اور ابدی آباد تک اس کے گارہ اصل کیا ہے لہذا اس نظام جس پر نظام کائنات کا مدار ہے کہ **مُسْتَلْک** **وَمِنْهُمَا مَنْ لَا يَفْقَهُهُ إِلَّا اللَّهُ** اور یوں بھی کہ جب عالم میں کوئی **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** محمد رسول اللہ کہنے والا باقی نہ رہے گا جب ہی قیامت قائم ہوگی اور یہ نظام عالم درجہ برجم اور عالم تہجد والا نیست و نابود ہو جائے گا فنا کی گھاٹ اتر جائے گا تو اسے ابدی دائمی کہتے ہیں کیا حرج کہ قطعاً ابدی دائمی ہے۔ اصول کے دائمی و ابدی ہونے سے عالم و نظام عالم ابدی و دائمی نہ ہو جائے گا۔ **وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ بِعِلْمِهِ جَلَّ جَلَالُهُ وَأَكْبَرُ**

مسئلہ یہ کہ کتاب ہے کہ ہندو جنوں کو سجدہ کرتے ہیں اور ہم کہہ دیتے ہیں ہاں کہ سجدہ کرتے ہیں اور ہندو پتھر پر پانی پھول چڑھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ پانی پھول دھواؤ کو پھونکتا ہے تو ہم کہہ دیتے ہیں ہاں کہ سجدہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شیطان کو چوٹ لگتی ہے پھر ہم میں اور ان میں کیا فرق ہے۔ اس کا جواب ایسا سمجھ کر دیجئے کہ مجھ کو سیری ہو۔

الجواب یہ شخص جلد تر تو بہ کرے۔ کوئی مسلمان کعبہ کو سجدہ نہیں کرتا جہت کہ کعبہ خدا کو سجدہ ہے کافر جنوں کو سجدہ کرتا ہے۔ ان کی پرستش و بندگی و عبادت کرتا ہے۔ کعبہ ہاں کہ سجدہ کرتے ہیں مسلمانوں پر بعض اعتراض ہے جیسے کعبہ سے دور سمت قبلہ سجدہ ہوتا ہے یوں ہی وہاں ہاں کہ سجدہ قبلہ کا استقبال کیا جاتا ہے سجدہ یہاں وہاں سب جگہ خدا ہی کے لئے ہوتا ہے کیا کوئی ادنیٰ کعبہ والا بھی یہ کہہ سکتا ہے کہ یہاں مسلمان مسجداں دیواروں کو سجدہ کرتے ہیں اور ہر مسجد میں نماز نہیں پڑھتے تو وہ گھر کی دیوار کو سجدہ کرتے ہیں مسجد کو مسجد ولا ظہر کہ فرق اسلام کو کفر گناہیسی شدیدات ہے ولا حول ولا قوة الا باللہ۔ اس شخص پر تو یہ فرض ہے۔ مسلمان رگی جمار بعض امتثال امر کرنے کرتے ہیں۔ حکیم کے ہر کام میں مصالح ہوتے ہیں فہل انہی سے لا حول ولا قوة الا باللہ۔ آدمی بہت کام کسی اپنے عقیدہ کے کہنے سے ایسے کرتا ہے جس کی حکمت خود نہیں سمجھتا ہاں کہ سجدہ کہ میں اپنے جہل سے اپنی نادانی سے اس کا فائدہ نہیں سمجھتا مگر کچھ فائدہ ہے ضرور جب تو میرے اس کے کرنے کا حکم دے رہا ہے تو اس حکیم حقیقت عزت و جلال و جلال کے جس کی شان ہے لایسے

نے پانچ آدمیوں کے سامنے اقرار کیا کہ میں نے یہ کہا تھا کہ اگر میرے سسرال والے اسی طرح میری دشمنی پر آمادہ ہو تو میں اگر یہ ہو جاؤں گا پھر میرا کیا کر سکیں گے اور یہ کلمات میں نے ہنسی مذاق کے طور پر کہے تھے۔ عالم دین نے فتویٰ دیا کہ تم اسلام سے خارج ہو گئے اور تمہاری بیوی نکاح سے خارج ہو گئی اور اسی وقت عمرے تو بہ کراچی اور انیسویں مئی ۱۹۷۱ء کو اس کی اس فتویٰ پر عمرہ کے طہاروں نے شور و غوغا مچا رکھا ہے۔ کوئی کہتا ہے ہے اعلان کر دو آج سے ہماری برادری کا کوئی آدمی مولوی صاحب کے وعظ میں نہ جائے۔ کوئی کہتا ہے آج ایسے ہی فتوؤں کا زور دے دو دنیا بھر کے نکاح فسخ جائیں گے۔ کوئی کہتا ہے زید پر برادری کی طرف سے دباؤ ڈالا جائے کہ وہ پھر میری لڑکی کا نکاح عمرہ کے ساتھ کر دے اور اگر نہ مانے تو زید کا حق پانی بند کر دیا جائے کوئی کہتا ہے کہ بکرے مشو سے خالدا اور زید عالم دین کے پاس عمرہ کو لے کر گئے اگر یہ لوگ ایسا نہ کرتے تو فسخ نکاح کا فتویٰ کیوں ملتا لہذا اب عمرہ کا دوبارہ جو نکاح ہو اس کا سارا خرچ بکرا اور خالدا اور زید سے وصول کیا جاوے اگر یہ عینوں نہیں تو ان کو برادری سے خارج کر دیا جائے۔

سوال یہ ہے کہ سنی عالم دین کا فتویٰ صحیح ہے یا غلط؟ اگر صحیح ہے تو عمرہ کو اپنی بیوی سے دوبارہ جبر نکاح کرنے کا شرعاً اختیار ہے یا نہیں؟ اور پہلا عمرہ عمرہ کے ذمہ فی الغور واجبہ الاصل ہے یا نہیں اور دوسرے نکاح کا ہر پہلے عمرہ کے علاوہ اسی قدر ہوگا یا نہیں جس مقدار پر عورت راضی ہو؟ شور و غوغا مچانے والوں کے کلمات شرف کیا حکم رکھتے ہیں؟ بدینوا توجروا۔

الجواب عالم دین کا فتویٰ حق و صحیح و صواب۔ اور اس پر شور و غوغا مچانے والے اور یہود و غوغا کرانے والے باطل پرست شک ہے ازنیاب متحق غالب مستوجب قہر و غضب حضرت رب الارباب۔ فی الواقع صورت مسئلہ میں عمرہ پر قہر و تجدید ایمان و تجدید نکاح لازم تھی اسی کا عالم دین نے حکم دیا اگر عمرہ اپنے اس بیان میں سچا بھی ہو کہ اس نے یہ بات لکھا تھا جب بھی یہ حکم ہے۔ جب لفظ معنی کفر میں ظاہر ہو تو نیت و عدم نیت کا فرق نہیں ہوتا۔ اس کے قائل پر قہر و تجدید ایمان و تجدید نکاح ہی کا حکم ہوتا ہے۔ امام ابن حجر کی قدس سرہ۔ الملکی اعلام الاحوال بقواعظ الاسلام میں فرماتے ہیں انما یحکم بالکفر باعتبار الظاهر وقصد کفر وعلمہ انما شرط بہ الاحتیاط باعتبار الباطن اسی میں فرمایا حکمتا انما ہو باعتبار الظاهر فلا یبحث عن المراد اسی میں ہے نحن حکم بالظاہر فلذلک حکمتا بعد مرمانہ اسی میں ہے اللفظ ظاہر فی الکفر وعند ظہور اللفظ فی الاحتمال انما یحکم بالکفر من فروع کثیرۃ اسی میں فرمایا المداس فی الحکم بالکفر علی الظواہر ولا یحکم بالکفر علی

ولانظر لقراء حاله۔ یہ وہاں ہے جہاں لفظ متعل ہو مگر معنی کفر نہیں ظاہر ہو چاہا دوسرا احتمال راہا
ہی نہیں اس کا کیا ہو چنانہ عرف کے قول میں تو یہ ہے کہ میں آریہ ہو جاؤں گا جو عمر البیوم بتا رہا ہے جس میں
اصلاً کوئی اور احتمال نہیں۔

علامہ کرام نے اس سے پہلے اقوال پر بھی حکم کفر فرمایا جیسا کہ بعض عبارات آئندہ سے ظاہر ہے۔
تھاوی برآریہ میں ہے لوقال دل تنگ شدم کہ خواہم کافر شدن یکسر اسی میں ہے وعظافا سقاوند بہ الی
النبیہ فقال بعد البیوم اصنع علی رأسی فلسفۃ المجوس یکسر لان وضع کلکھ الفلسفۃ کشد التناہار
حلاۃ الکفر فاخریہ یکسر بعد حید فزالی الصدیق المستقر ہل العزیر قتاوی ظہیر یہ امام ظہیر الدین
مرفیانی و شرح فقہ اکبر علی قاری میں ہے شین وعظوف ولاموہ علی العصیان فقال اکتوب لہذا لیوم فلسفۃ
المجوسی وان عنی ہذا المعنی مع استقلۃ القلب ککولانہ وعد بالاختیار عن الانکاس بھضد الاقرار
المعتبر فی کونہ الشرح الامیان اسی میں فرمایا قالت ان جنوتی کفرت اوقالت ان لعشقری کسد
کفرت فی الحال شرع فقہ اکبر علی قاری میں جو اہر سے ہے شین قال لوکان کد اعداوا الکفر کفرون شہا
اسی میں محیط سے ہے شین قال فاناک فوا کفر یعنی فی جزاء الشرطیۃ المبتدأ أو مطلقا قال ابو القاسم
ہو کا فہ من ساعۃ اسی میں ہے اوقال الاخری تعشی حق امدت ان کفر فقلت وھذا ظاہر لان
اس اذۃ الکفر کفر اسی میں محیط وجمع تھاوی سے ہے شین عزیر علی بان بصر احد ابا الکفر کان بعزمہ کافرا
اسی میں ہے لوقال ما امرنی فلان ای من المشایخ والعلماہ والامراء الفعل ولو کفر اوقال ولوکان کلمۃ
کفر کفر ای لانہ نومی الکفر فی الاستقبال فیکفر فی الحال اسی میں قونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہے لوقال
بکلمۃ الکفر طاعا غیر معتدل یکسر لانہ اس میں بشارتہ وان لمریر من حکمہ کا لہا نل بہ فائزہ
یکسر وان لمریر من حکمہ ولا یعد بہ بالہول وھذا عند عامۃ العلماہ خلافا للبعض۔

تھاوی امام فقیہ النفس قاضی خاں میں ہے شین قال دعنی اصبر کا کفر قتاوی ظاہر سے اسی
شرح فقہ اکبر امام اعظم میں طالی قاری ناقل میں عزیر علی الکفر ولو بعد ما کسبہ یکسر فی الحال اسی تھاوی
خانیہ میں ہے من قال کدت ان الکفر کفر اوقال دعنی فقد کفر کدت کفر ای بظاہر کلامہ وان احتمل
انہ امر ادا کمریت الکفر وفیہ ما نقلہوا اللہ اعلم بمعنی الاثر میں ہے من اصر الکفر او ہوبہ فہو
کافر ومن کفر یسألہ طاعا قلبہ مطمئن بالایمان فہو کافر ولا ینفعہ ما فی قلبہ لان الکافر یصر ف

بما یطابق بہم الکفر فاما انطلق بالکفر کان کافر اعندنا وعند اللہ تعالیٰ اس کی مراد ہے اذا عزم علی الکفر
 بعد حدیث تکفیر فی الحال لئلا یرد النصد بین المسلم والکافر من حقہ فلا ینکفیر بقولہ فلا ینکفیر من حقہ او قال لیس
 صیدا ہی حتی یسود ان الکفر او کلمت ان الکفر او کان اقرب الی کفر اعلام میں فرمایا فمن ذلک الغرم
 علی الکفر فی یمن بعد او قریب و تعلیقہما باللسان او القلب علی شیء ولو لم یحکم الا عقلیاً فیمایا یظهر و یکون
 ذلک کفر فی الحال کما نقلہ الشیخان عن التتمة و جزوہ بہ البغوی وغیرہ کا حل ہی و مصححہ الروایاتی
 اس کے بعد یہ شبہ نکھر کر و قول ان فی نفسہ الغیشری عندنا لا یتصور العزم علی الکفر الذی ہو البہل باللہ
 اذ لا یصح من العالم باللہ ان یعزم علی البہل اس کا جواب فرماتے ہیں بجاوب عنہ بان المراد بالکفر فی
 ہذا الباب ما اشعر بالبہل وان کان قلب من صدر منہ شیء مساو کم وما یاتی متلثا ایمانا الاستری ان
 الاستسار و الغفل لغیرہا و کذلک الفعل الا انی فان اسرا د ابو نصرانہ وان عزم لا یكون کافرا فغیر
 سلبہ ذلک بل لا وجه کلامہ خیر و ان اذا حقیقۃ الکفر الذی ہو البہل لا یجاء بحقیقۃ العلم
 فیسلم تکن لا مدخل لہ فی فیما نحن فیہ۔ اس کی مراد ہے ان الایمان التصدیق و هو مفت مع العلم
 اس کی مراد ہے من نطق بحکمة الترویۃ و نہ عدا نہ اخص توریۃ کفر ظاہر او باطنی ہر حال و اس سے زیادہ
 کہہ ہی کیا سکتا ہے کہ میں نے تو ہنسی دل کی میں ایسا کہہ دیا تھا میرا یہ قصد نہ تھا کہ و انشی آریہ ہو جاؤں گا بس
 یہی عذر بن سکتا تھا اگر اس عذر باوجود گردن اگرچہ بعض عبارات مذکورہ سے کٹ چکی پھر بھی خاص جزئیہ لیجئے
 مجمع الانہر میں فرمایا لیکن حکمہ بحکمة الکفر ہا نہ لا ولا علی کفر عند النکل ولا اعتبار باعتبارہ۔
 جب بغضتہ تعالیٰ عروسے عالم نے توبہ لے لی کہ نہ تعالیٰ الزم کفر اللہ کیا فان التائب من الذنب
 کمن لا ذنب لہ کما فی الحدیث۔ مگر اس تجدید اسلام سے اسے عورت پر دسترس حاصل نہ ہوتی کہ اس
 کو کفر سے جو نکاح فرط کیا وہ اس تجدید اسلام سے جو نہ گیا نہ اس سے عزم کو عورت پر کوئی جبر کا موقع۔
 عورت اگر راضی ہو تو اس سے نکاح حدید کرے اور راضی نہ ہو تو وہ مثل اجنبیہ ہے۔ اس کا اس پر کوئی تہیز
 و اختیار نہیں اور جب وہ عروسی کے گئے سے اجنبیہ نخعہ ہو چکی تو اگر برہنہ کے نہ کہ عمر اس سے نکاح جائز
 کرے گا تو ہر بھی حدید ہو گا اور نہ اس کی ہر گاجتہ پر حرمت راضی ہو اعلام میں فرمایا من اتی بلفظ الکفر حیا
 مسئلہ و وقع الفرقة بین الزوجین و بعد الدکاح برضام الزوجۃ ان کان الکفر من الزوج و لکن
 بعد تجدید الایمان والتبری من لفظ الکفر حتی ان من اتی بالشہادۃ عادیۃ ولم یرجع عما قالہ لا

[illegible]

قرآن تو کلام اللہ صفتہ من صفات اللہ ہے۔ کوئی اس کا مثل کیونکر لائے جو شی بھی اللہ عزوجل کے یہاں سے ہو حال ہے کہ تمام عوالم دل کر بھی اس کا مثل بنا سکیں پانی کا قطرہ قطرہ مٹی کا ذرہ ذرہ ہوا کا ہر ہر جھہ آگ کی ہر ہر چمکامری نور کا ہر ہر جلوہ غرض کہ عوالم کی ہر ہر شے کا ہر ہر جزو فیض اس پر لگا ہوا ہے نہ اصل کی مثل کو لاسکتا ہے نہ فرع کی مثل کوئی بنا سکتا ہے اصل و فرع روح جسم کا مثل کیا معنی کوئی معنی صورت کا مثل بھی نہیں بنا سکتا وہ رنگ و روپ نہیں لاسکتا۔ ایسی جوچہ عوالم میں نظر آتی ہے یا محسوس ہوتی ہے جس کا مثل عوالم میں کسی سے ممکن نہ ہو عقل و شعور رکھنے والا لکھنا پڑھنا بھی اسے اللہ عزوجل کی محض قدرت سے جانتا اور سچے دل سے اسے اللہ عزوجل کا حقوق ماننا ہے تو قرآن عظیم جو اس خالقِ بیکِ محمد کی صفت ہے جس کی کسی حقوق کا مثل تمام عالموں میں کسی شے سے ممکن نہیں تو اس کی صفت کا مثل کوئی کیونکر کس طرح لائے قرآن کا مثل ناقص ہوتا باطنی ندارد مادی کہ قرآن منجانب اللہ ہے۔ علماء و بلغا عرب جس کے مقابلہ سے عاجز ہوئے ان میں بہت وہ جن کے نصیب میں ہدایت تھی اسے سن کر بھی ہدایت یاب ہوئے اور پکارا ٹھہر کر یکلام کلام بہشت نہیں اور سچے دل سے اسے کلام اللہ اعتقاد کر کے ایمان لائے اور بد نصیب جن کے قلوب پر شراد و

جہالت کے غطاہتھے اگرچہ دل سے وہ بھی ساتھ لفظ البشیر مجبوراً مانا گئے مگر غناؤں ہی کہتے رہے کہ لوٹنا
لقد امتثلنا هذا

مگر عقابے شک ہی داند کہ اگر انھیں کچھ مخفی قدرت ہوتی تو کس دن کے لئے اٹھا رکھتے قرآن اگر کلام
بشر ہوتا تو کیا وہ زبان داں جواپنے آگے تمام دنیا کو گونگا ہلاتے وہ نصیامارہ بلغار جن کے آگے فصاحت و بلا
باغضاب سے کھڑی رہتی جن کی لونڈیاں برجستہ قعاڈ پڑھا کرتیں قرآن کے آگے کیوں گونجے ہو جاتے؟ قرآن
اگر کلام بشر ہوتا تو اس میں ایسی گزشتگی ایسا جذبہ ایسی خوبی ایسی خوش اسلوبی یہ صحن یہ ملاحیت یہ سلاست یہ
لطافت کہاں ہوتی یہ اگر کب ہوتا کہ معاندوں کو جب کچھ نہ رہنا پڑتا تو کہتے لا تفتخوا بالدين الا بقوله الله فانكوا
تفتخون بغيره فانكوا تفتخون۔ اس قرآن کو نہ سنو نہ کسی کو سننے دو کہ جو سے گا اسی کا ٹکڑے ٹکڑے گا ہم سے ٹوٹ کر لڑی کا ہو
رہے گا جب قرآن پڑھا جائے تو غل شور مچاؤ غل بل غل بل کر کہ تم غالب آؤ کہ نہ لوگ تم ان میں گئے نہ ایمان
لا تیں گے۔ ظاہر ہے کہ اگر وہ کلام بشر ہوتا تو وہ فنی و بلیغ اس کے مقابلہ سے کیوں عاجز و سامدہ رہتے۔
خود ہی ہر شخص عیادہ علیحدہ مستقل قرآن اس کے مقابل بنا کر پیش کرتا پھر جب کہ قرآن کی وہ تہدی دیکھتا
جب تو جان توڑ کوشش سے مقابلہ کرتا جب کا فراس تہدی پر بھی اس کی سی ایک صورت نہ بنا کر لائے جب
معاند اس کے سننے سے دسے اور اوروں کو روکا اور اس کی آواز کان میں نہ پڑ جائے غل شور مچائے غل بل غل
بل کر لے لے کر توروں روشن سے زیادہ روشن و آشکارا ہو کر قرآن ایسی بے مثل کتاب ہے جس کا مثل کسی سے
ممکن نہیں جو ایسی چیز ہو جس کا مثل ممکن نہ ہو وہ خدا ہی کی ہوتی ہے تو آفتاب نصف النہار کی طرح روشن
و تاباں کہ قرآن کلام اللہ ہے۔ ہرگز کلام بشر نہیں۔

پھر قرآن کے اہل احکام لم یزل اودامروا ہی حکم قواعد قوانین اپنے خیالوں کو بھی مجبور کر کے کہلوا
لیتے ہیں کہے شک یہ خداوندی ہے ہرگز بشری نہیں۔ اعلیٰ سے اعلیٰ عقلا راجع ہو کر جو قوانین وضع کرتے ہیں
کبھی تو ان کبھی کہ دن بعد مذاہن انھیں مجبور کرتا ہے کہ وہ ان میں تسلیم کریں یا پس منوع کر کے نئے قوانین بنائیں
مگر قرآنی قوانین ایسے قوانین نہیں جن میں کوئی تبدیلی کو بغیر ذرا بھی تسلیم کسی عورتی سی تسخیر کی حاجت ہو
وہ آج سے تیرہ سو برس پہلے جیسے ضروری تھے ڈیڑھ ہزار برس کے قریب نہ گزرتا ہے آج بھی ویسے ہی
ضروری ہیں۔ اور تاقیامت ان کی اسی طرح حاجت و ضرورت رہے گی۔ دنیا بھر میں قرآنی قوانین کا شہر ہے
قرآنی قوانین عالمگیر و ہرگز قوانین ہیں۔ دنیا بھر کے سلاطین انھیں قوانین کی سرکار کے حکمرانی ہیں یہ اور بات

تھے کہ وہ منافق سے تسلیم نہ کریں یا کسی قرآنی قانون کی منافی صورت بنالیں۔ قرآن حکام کا کام ہونے کے
ثبوت میں کسی کے کہنے کا حرج نہیں کہ دنیا کے معتبر لوگ کہیں کہ یہ کام غلط ہے تو اس کا کام کلام خدا ہوتا ہے
ہو وہ خود آپ اپنی دلیل ہے۔ شک آنست کہ خود ہوید کہ عطار گجوید۔ واللہ تعالیٰ هو الموفق للصواب
واللہ تعالیٰ اعلم وحفہ جل جلالہ العفو والحد۔

مسئلہ۔ زید ایک کافر کو چاہت مسجد میں امام مسجد کی خدمت میں جو مولوی اور مفتی بھی ہیں مسلمان
کرنے کی غرض سے لایا اور مسلمان کرنے کو کہا امام صاحب نے فرمایا بعد جمعہ مسلمان کروں گا مالاںک جمعہ کی
نمائش مافی تاخیر حق کی امام صاحب نے کہہ دیا بیٹے کہ جمعہ سنہیں پڑھیں اور نصف گھنٹہ وغیرہ فرمایا پھر غصب
پڑھا زید نے کہا کہ کافرو کو عطا کر لیا ہوں ابھی مسلمان کر دیجئے تو وہ جمعہ بھی پڑھے امام صاحب نے فرمایا
اسلام لانے کے بعد مثل اس پر فرض ہے لہذا بعد جمعہ بہتر ہو گا اب دریافت طلب امر ہے کہ بعد اسلام
تحدید مثل فرض ہے یا نہیں نیز امام صاحب اس تاخیر کرنے میں حق بجانب ہیں یا نہیں۔ بینوا و تعجبوا

الجواب زید اور اس مولوی پر تو بعد اسلام و تحدید نکاح لازم۔ عورت نے زید سے جس وقت
کہا تھا کہ میں مسلمان ہونا چاہتی ہوں اسی وقت زید پر لازم تھا کہ اسے مسلمان کرنا تفصیل سے تلقین اسلام
پر اگر وہ قادر تھا تو کل طریقہ تو چڑھا سکتا تھا لہذا ضرورت کی توجہ اور حضور علیہ السلام کی رسالت کا اقرار
تو لے سکتا تھا یہ ایمان بمل کی تلقین اس کے اسلام کو کافی تھی تاں کہ اسے بعد پھر مالک کے پاس لے جا کر وہ
مفضل تلقین کرتا۔ جتنی دیر اس نے اسے مثل کر لیا پھر مالک کے پاس لے گیا اتنی دیر کا اس کے ذمہ مضایعہ بقا الکفر
کا لازم ہے۔ عالم کے پاس جب وہ پہنچی تھی عالم پر فرض تھا کہ فوراً اسے مسلمان کر لے فیہ نے تو ایک وجہ سے
یہ تاخیر کی تھی مگر اس عالم نے بالکل بے وجہ تاخیر کی۔ اس پر اس نے فیہ سے نا اہل لازم ہے۔ زید پر تو مکمل خلافت فیہ
ہے مگر اس عالم پر کم میں کوئی امتداد نہیں معلوم ہوتا۔ اور عطا بھی اس پر لازم شدت ہے کہ باطل کے لئے
جہل اگرچہ شرعاً مذموم مگر عقلاً مذہم ہو سکتا ہے۔ نماز اگر قائم ہوتی جب بھی قطع صلا کی اس امام کے لئے شرعاً
اہانت تھی۔ خلاصہ یہ شرح فقہا کی طاری میں ہے کافر قال لسلما من علی الاسلام فقال اذهب الی
فلان یحکم۔ شرح فقہ اکبر میں اس کی وجہ یہ بھی لائے رافق بہقاہ فی الکفر الی حین ملازمة العالم و
لغلقہ اولیہ لہ۔ تحقیق الایمان لیسرہ القور کا بحکم الشہادۃ ذات الایمان الاجمالی صحیح لجماعت
وقال احوالہ ان فہمہ الی عالم لا یکن لان العالم ربما یحسنہ ما لا یحسن الیہا اهل فہم ینکون

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مُحَمَّدٌ وَفَضْلٌ عَلَى سَائِرِ الْمُرْسَلِیْنَ

جواب حق و صواب۔ و عجیب مصیب و متاب ہے۔ بلاشبہ صورت مستغفرہ میں جب کہ زید سے نہا کہہ دیا تھا کہ عورت کو نہلا کر مسلمان کرانے لایا ہے کہ نماز جمعہ بھی ادا کر لے پھر کون وجہ اسے اسلام سے روکنے محروم رکھنے کی سعی آہ معنی نے اتنی دیر لے کر کفر پر رکھا اور کفر پر راضی رہا۔ والیہا ذی اللہ تعالیٰ موت کا وقت معلوم نہیں کوئی حادثہ بالکشمش آجایا اور عورت مر جاتی یا شیطان خناس کوئی دوسرا اس کے دل میں پیدا کر دیتا تو عورت جہنم پہنچ کر مرقی اور نعمت اسلام سے محروم ہو جاتی اور یہ کفر زید اور مفتی صاحب کے نام اعمال میں لکھا جاتا۔ ان مفتی کے مفتی صاحب کو بعض غلط اگر تفتین اسلام سے بھی کوئی اشد واہم کام تھا تو کلمہ توحید کے دو حرف پڑھائے کیا تھیں پھر لگتے تھے کسی کے خواہش اسلام کے وقت تو نماز میں ان فضل واہم عبادت کا تو زودیا اور اسے مسلمان کرنا حسب تقریحات فقہائے کرام جائز ہے۔ پھر جس میں معطل بیٹھے رہنا اور سنتیں پڑھنا آدھ گھنٹہ خطبہ جمعہ سے پہلے وعظ گوئی میں گذران کون اہم فریضہ تھا کہ دو حرف کلمہ شہادت کے نہ پڑھا گئے اور پھر مذہبی کتنا معقول کہ اسلام لانے کے بعد غسل اس پر فرض ہے۔ لہذا بعد جمعہ بہتر ہے۔

سبحان اللہ اسلام بعد جمعہ بہتر ہے قبل جمعہ اچھا نہیں؟ اعدوہ باللہ من حمزات الشیاطین وان یحضر۔ یہ عجیب منطق الطیر ہے۔ ہمیں عقل و دانش برپا ید گریست۔ غسل بالرحمن اگر فرض تھا تو نماز کے لئے نہ اسلام لانے کے لئے۔ بغیر غسل اتنا ہی تھا کہ نماز ترک ہوئی کیا کلمہ پڑھنا بھی ہے غسل کفر و حرام تھا اور بعد اسلام اگر اس پر غسل فرض بھی ہو جاتا تو وہ فرض غسل ادا کرتی یا نہ کرتی مفتی صاحب پر تو اس تاخیر تعلیمت اسلام سے کفر لازم نہ آتا اور نجاست کفر سے تو وہ پاک ہو جاتی پھر اتنا وقت بھی تھا کہ وہ فریضہ غسل بھی ادا کر لیتا لطف یہ کہ یہ مسئلہ ہی غلط کہ پاک ہو کر بھی کوئی اسلام لانے تو اس پر بھی غسل فرض۔ وہ عورت نہا کر پاک ہو کر قبول اسلام کے لئے بقصد نماز آئی تھی اس پر کون حدیث حکمی یا تنہا جس پر فرضیت غسل کا جبروتی حکم جاری کیا۔ عامہ کتب فقہیہ میں تصریح ہے کہ اسلام لانے سے پہلے اگر نہ پایا اور پاک ہو کر قبول اسلام کیا تو وہ بارہ نامائے کفر فرض نہیں۔ صرف نظافت کے لئے نہا لے تو اچھا ہے۔ محبوب و مندوب ہے فرض نہیں۔ درمختار میں ہے ان اسلم طاهر افسند وہ۔ علامہ شافعی نے فرمایا من الجنابة والحیض والنفس بان كان اغتسل او اسلم صغیرا فتامل۔

میرے علامہ عبد الغنی النابلسی نے تصریح نقل فرمائی دربارہ اعتقالات اربعہ مذکورہ میں فرمایا حاصلہ انہم صرحوا بان هذه الاعتقالات الاربعة للظافة لا لظہارہ۔ یعنی نہ ہاگرا سلام لانے اور پورے پندرہ برس کا جو کرایا ہونے اور نماز جمعہ و نماز عیدین کے لئے غسل بتصریح ائمہ محض نظافت کے لئے نہ بغیر صورت طہارت ملانے کرام نے سولہ چیزیں گناہیں۔ جن کے بعد غسل مستحب فرمایا ایک انہیں میں سے یہی قبول اسلام ہوتا ہے۔ اور تصریح فرمادی کہ یہ سب غسل بغرض نظافت ہیں نہ بغیر صورت طہارت مرقی الفلاح اور نور الایضاح میں ہے ویندب الاعتقال فی سنة عشر شیخنا الحسن اسلمہ طہارۃ الخ اس پر علامہ شرنبلالی نے فرمایا منک اسلمہ طہارۃ الخی من جنابة وجبہ ونفاس للتعطیل عن شواکان منہ تو طہارت تو اسے حاصل تھی پھر کیوں اسے کمر نہ چڑھا کر جھوٹے جملہ بہانوں سے شرک عبادت نہ ہونے دیا گیا۔ یہ نیت اسلام جو غسل ہوا اس سے انزال کدھشت ملکی نہیں ہوتا جنابت و حیض و نفاس سے پاک نہیں ہوتا طہارت نہیں ہوتی مگر اس سے حرام ہے و لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ بالکل ظاہر قبول اسلام کے بعد ہر غسل فرض نہیں ملتی و مغلطی امام متکبر حرام اور مستحق آیتام۔ اس پر اور زید پر توبہ و تجدید نکاح و تجدید اسلام کا حکم ضرور صحیح و صواب۔ بلا شک و بلا کلام۔ واللہ الموفق المتعادل والہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد حامد رضا ناصحاب غفرلہ قادری نوری

مسئلہ کہا فرماتے ہیں علامہ دین و مقیمان شرع متین اسی کتاب کے بارے میں جس کا مصنف اپنے کو عالم اہلسنت و جماعت کہتے ہوئے مندرجہ ذیل تیالات و عقائد کا اظہار کرے اور صحابہ کے متعلق یہ الفاظ استعمال کرے اور ان پر مصر ہو؟

(۱) "حق یہ ہے کہ ابوالہ بشری اولاد میں حضرت علی جسی صفات حسنہ مجتہد کا انسان پہلا ہی نہیں ہوا اس امر میں تو کوئی شبہ نہیں کیا جاسکتا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد اہل بیت تمام صحابہ سے افضل و اعلیٰ تھے۔ اہل بیت کا انحصار موافق حدیث و تشریح آیتہ تطہیرہ و آیتہ مباہرہ جناب امیر و حضرت فاطمہ و حضرت حسین میں ہے اہل بیت کے بعد یقینی و قطعی خلفائے ثلاثہ تمام صحابہ سے افضل و اعلیٰ تھے۔"

(۲) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخالفین خصوصاً معاویہ اور ان کے ساتھیوں کو ہرگز سے بد فعل کو فالسا الوجه اللہ ثابت کرنے کی کوشش میں مصروف رہنا مقصدانے منیت دے لیا گیا ہے۔

(۳) معاویہ نے سمجھ لیا کہ قیس و ام میں نہ آئیں گے یہ جناب امیر کے سچے ہمدرد اور مطیع ہیں تب دوسرا

جال پھیلا یا۔ ان کے بعد عمر بن عاص کی پالیازیوں نے خوب ترقی کی۔

(۴) حضرات طلحہ و زبیر کی شرکت نے آتش و فتنہ و فساد کو اور بھی مشتعل کر دیا۔ آنحضرت کی محبت حضرت معاویہ کو کم نصیب ہوئی تھی۔ اور ان کے فیض سے مستفیض ہونا یہاں بالکل مفقود رہتا۔

(۵) حضرت امام حسن کی شہادت میں بھی مردان ملعون درمیانی ہے۔ یہ ذہنیت بجز معاویہ کے اور کسی کی نہیں ہو سکتی۔ اگر معاویہ سے ناامید مبتلائے معاصی کوئی شخص معاویہ کی جگہ پر جوتا تب بھی امام حسن اس کو خلافت سپرد کر دیتے۔ معتبر تاریخیں معاویہ کے معائب سے بھری معلوم ہوتی ہیں۔ غرض کہ معاویہ کی دنیا طلبی نے دین سے چھڑا کر تمام رعایا کو دنیاوی خواہشات میں مبتلا کر دیا۔ مسلمانوں کو ان کے حال سے عبرت کزنا پانچے اور خدا سے پناہ مانگتے رہنا چاہتے۔ جو واقعات جناب امیر کی خلافت میں پیش آئے اس میں معاویہ کی خواہش حکومت میں ہندہ انتقام بھی پہنچا تھا۔ اس قدر مسلمانوں کا خون معاویہ نے محض حکومت حاصل کرنے کی خواہش میں کر لیا تھا۔

الجواب وہ شخص باوصف ادمار سنیت، نہ سنیت بلکہ ادمار بشروائی اہل سنت ایسے بہبودہ اقوال و کلمات ہیں جنہیں مذہب رفض کی جان کہا جائے تو بجا ہو و رافض کا دین و ایمان ہیں۔ اس شخص پر ان اقوال سے توبہ و رجوع لازم۔ اس کے اس قول نے کہ ابوالبشر کی اولاد میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی صفات حسنہ مجتمعہ کا انسان پیدا ہی نہیں ہوا۔ حضرت سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو تمام صحابہ ہی نہیں جمیع انبیاء خود سرور عالم سیدنا عظیم مولائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بھی بڑھا دیا۔ و لا حول و لا قوۃ الا باللہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی سیدنا لا اس والجان ہیں اور انہی اولاد کو رام حضور ابوالبشر علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اور اس قول میں ہے کہ مولیٰ علی جیسی صفات حسنہ مجتمعہ کا ابوالبشر کی اولاد میں کوئی انسان پیدا ہی نہیں ہوا۔ تمام صحابہ سے حضرات شیعین کریمین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر و حضرت سیدنا عمر فاروق عظیم بھی ہیں حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو افضل بتانا ہی تشلیل و تفضیل کو کافی۔ تو ابابہ ایسا قول جس میں ان کی تمام انبیاء پر بھی تفضیل بخیل کے ساتھ کچھ ہو گا۔ اس پر کہ حکم رب جلیل ہو گا۔ پھر ایسے سے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز حضرت سیدنا طلحہ و حضرت سیدنا زبیر و حضرت سیدنا عمر بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر تبرہار کی کیا شکایت؟ یہ شخص مدعی سنیت ہے اور نہیں جانتا کہ اہل سنت حضرات صحابہ کے ساتھ کیسا ادب رکھتے ہیں ان کے آپس کے مشاجرات میں اپنی کیا روش رکھتے ہیں۔

بحمد اللہ تعالیٰ ارباب سنت، افراط و تفریط دونوں ملاؤں میں مبتلا نہیں، دونوں سے پاک ہیں۔ وہ حضرت مولیٰ علی کی اسے محبت جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب، حضرت سیدنا مولیٰ علی کے اصحاب سے کسی کی تعظیم کریں کہ مولیٰ علی کا دامن تھامنے کے مدعی نہیں اور اوروں کو کچھ کر لقب الانضیر اختیار کریں۔ نہ اوروں کی اس میں محبت مانتے ہیں کہ معاذ اللہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کت اہانت کریں اور دائرہ مذہب، ہندو سے قدر باہر کر کے گھرا کر جی کہلاتے ہیں۔

اہانت کریں اور دائرہ مذہب تہذیب سے دور ہا ہر گز مگر عربی ہوں۔
 حسن حسنی ہے پھر افراط و تفریط اس کے بیچ کھڑا رہنا۔ ادب کے ساتھ دوستی ہے روش ماریب سنت کی
 باپ چپاکی لڑائی میں باپ کی طرف ہو کر چپا کے ساتھ گستاخی کرنے والا چپا کو گالیاں دینے والا کسی ذہنی
 کے نزدیک راہ صواب پر نہیں ہو سکتا اگرچہ چپا خطاب پر ہر خصوصاً ایسا جس کی پریشانی سے قرون پہلے جگہ چپکی
 ہو جس کے حالات جس کے وجہ و علل و اسباب سے یہ محض بے خبر ہوں۔ قطعی طور پر کوئی خبر سے نہ ہو چکی ہونہ
 پہونچ سکتی ہوں۔ یہ محض اپنے تعلق کی بنا پر باپ کو مظلوم چپا کو ظالم باپ کو حق پر چپا کو ناحق پر بتانے چپا کو گالیاں
 سناتے۔ یا محض اس لئے کہ اکثر لوگ باپ کو حق پر بتاتے ہیں چپا کو خطاب پر چپا کی نیت پر حملہ کرے اور برا کہے۔
 تو ان ائمہ دین و عالم ملت کے باہمی مشاجرت میں کسی ایک طرف ہو کر دوسرے سے تبری، ایک جانب ہو
 دوسرے پر تبرکات کیوں کر دیا اٹھ کرے گا اور کیوں کر محنت و ترہن نہ ہوگا۔ کیا اللہ عز و جل معاذ اللہ ان کے مشاجرت
 سے واقف نہ تھا جس نے سب سے بھلائی کا وعدہ فرمایا جو قبل فتح ایمان لائے۔ اور جو بعد فتح قہر فرمایا
 و الحمد للہ الحسنى جس کے ارشاد و کبار متضی اللہ عنہم و در ضوا عنہم، اللہ ان سے راضی ہے اور
 وہ اللہ سے راضی۔

وہ عالم الغیوب والہ الشہادۃ عزوجل جب ان کی تمام کیفیات سارے حالات معاملات مشاہرات ان کی نیات و خطرات سب سے واقف ہے۔ اور جو کچھ سنیت سے جس سے جو اس سے سب کا عالم ہے اور جو فضل و محبت کی بنا پر اپنے فضل و کرم سے ان سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا ہے تو پھر کسی کو ان پر شک و شبہ کیا کیسا منع ہے۔ ان کے اعمال پر اعتراض کرنے کا کیا منہ ہے۔ صحابہ کو معصوم کون کہتا ہے۔ معصوم ہر بشر معاویہ سے نہ اور حضرت زہرا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا جمیع۔ یا یہ مدعی پیشوائے اہل سنت حضرت ولی علی کوروا فیض کی طرح معصوم ہونا ہے۔ اور حضرت معاویہ وغیرہ کو غیر معصوم۔ اگر ایسا ہے تو اس کا سہی ہونا معدوم۔ اس تبرک کو کسی طرح اس پر محمول کر لیا جاتا کہ ناواقفی سے ایسے کلمات کہہ دیے۔ روافض کی محبت

ان کی کتابوں کے مطالعہ کا یہ نتیجہ ہوا مگر اسے کاسے پر محمول کیا جاتے؟

اللہ تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو ارشاد فرماتے ہیں: **اللَّهُ تَعَالَى لَمْ يَجْعَلْ فِيهِ قُلُوبًا فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ** اللہ تعالیٰ نے اس میں دلوں نہیں بنائی ہیں۔ اسی لیے وہ سمجھ نہیں سکتے۔ اور یہ بدیہی اور یہ بدیہی ہوتی ہے کہ اہل سنت، امیر معاویہؓ، حضرت طلحہؓ وغیرہ سے یہ بغض رکھیں۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو ارشاد فرماتے ہیں: **سَبَّ أَصْحَابِي فَعَلِيهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ**۔ نیز فرماتے ہیں: **سَبَّ أَصْحَابِي جُلْدًا** اور یہ عالم اہل سنت کہلانے والے اہل صحابہ کو یوں گالیاں دیں۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو فرماتے ہیں: **لَا تَسُبُّوا أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِي فَلَوْ أَنَّ أَحَدًا انْفَعَقَ مِثْلَ أَحَدِهِمْ مَا أَدْرَكَ مِنْهُ أَحَدٌ وَلَا نَصِيفُهُ** نیز حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہوا: **لَا تَسُبُّوا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَعْنَةُ أَحَدِهِمْ سَاعَةٌ** ومع الذبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خیر من عمل أحدکم من بعین سنة۔ ایک روایت میں ہے: **خیر من عبادہ أحدکم عسره**۔ اور یہ بدیہی صاحب ایک حضرت معاویہؓ ہیں اور بھی کتنے صحابہ عظام پر تبرائیاں کریں۔ ع..... میں تفاوت یہ از کیا است تا کجا۔ حضرات اہل بیت طہارت واصحاب سرکار زہدات علیہ الصلوٰۃ والتہنیت سے ہماری محبت ان کی ذوات و نفوس کی حیثیت سے نہیں بلکہ اس لئے ہے کہ وہ حضور علیہ السلام کے اہل بیت واصحاب ہیں۔ تو ہمارے نزدیک جو محبوب وہاں تاثیر بر سر کار تبریکار ہو گا وہ ان سب کا محبوب ودوست دار ہو گا۔ اور جو ان میں کسی سے بعض رکھے گا ظاہر ہو گا کہ وہ اس سرکار بلکہ اہل علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی سے بغض رکھتا ہے۔ یہ میں نہیں کہتا ابھی خود ارشاد حدیث سے معلوم ہو چکا تو جو حضرت سیدنا مولیٰ علیؓ کی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی محبت وعلمت کا اظہار کرتا ہے اور حضرت امیر معاویہؓ وغیرہ سے سو رکھتا ہے وہ حضرت علیؓ کی ذات پر شک سے محبت کا مدعی ہے۔ مولیٰ علیؓ ان ابی طالب کا دوست دار ہے۔ نہ مولیٰ علیؓ ان الرسول کا وطن وامنی قول الخوفی مولانا جلال الدین الترمذی قدس سرہ فی المثنوی

اسے گرفتار پاؤں بیکر و علی توجہ دانی سرچ کر عن علی

کما فی التعمید المستند لشیخنا المحجد وسندنا الوالد الامجد قدس سرہ۔ عجب اس عالم اہل سنت کہلانے والے بزرگ سے جسے نہ مذہب اہل سنت کی خبر نہ مسلک اہل سنت معلوم۔ مولیٰ علیؓ کی تعریف پر کرتے تواضیں برخلاف مذہب اہل سنت کے شہرہ تمام صحابہ سے مطلقاً افضل واعلیٰ بتاوا کہ دائرہ مذہب اہل سنت کے

نکل کر مذہب تفضیلیہ میں قدم رکھ دیا۔ بلکہ اس قول نے انھیں برخلاف اسلام سید الانبیاء سے بھی بڑھا دیا۔ حضرت امیر معاویہ پر نزلہ گرا تو انھیں کیا اور کیا کہہ ڈالا۔ مروان کو تو ملعون تک کہا گیا سنیوں کا یہی مذہب ہے۔ سنیوں کا یہی مسلک ہے، کوئی مسلمان کیسا ہی فاسق و فاجر ہو سنی مسلمان کے نزدیک تو اس پر لعنت جبار نہیں۔ بلکہ کسی خاص کا تو کوئی ملعون کہنا نہ چاہئے سوائے ان کفار کے جن کا کفر پر خاتمہ قطعا معلوم ہو گیا جیسے ابولہب یہ تو جو کہ تھا مگر عہد ہتھکے تھے دبا ہے دامن۔ حضرت امیر معاویہ پر جو طعن اچھل اچھل کر گئے تھے وہیں پھر حضرت سیدنا امام حسنؑ ان طاعن صاحب کی عنایات و مہنت سے کیوں کر بچ سکتے ہیں کیا انھوں نے ایسے اور ایسے کو خلافت دے دی۔ اور معاذ اللہ اسلام و مسلمین کے ساتھ خیانت کی بلکہ خود حضور تک یہ طعن پہنچا کر حضور نے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس تفویض امانت با امیر معاویہ کو پسند فرمایا معاذ اللہ ایسے با فاعال معین مضبوطی فرمے جو کہ با حیلہ ساز مبتلا کے معاصی، ذیاطلب، خود مطلب، اپنے مطلب کے لئے مسلمانوں کے خون بے دریغ بہانے والے مسلمانوں کو دین سے چھوڑ کر دنیاوی فاحشات میں مبتلا کرنے والے کو امام حسن نے خلافت دی اور حضور اسے پسند فرماتے ہیں۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔

یوں نظر دوڑے نہ رہی تان کر اپنا بیگانہ ذرا بچ جان کر

ان صاحب مدی صحابہ نے تو صاف کہہ دیا کہ اگر معاویہ سے زائد مبتلائے معاصی کو کسی شخص معاویہ کی جگہ پر ہوتا تب بھی امام حسن اس کو خلافت سپرد کر دیتے۔ یہ مدعی صاحب اسے امام حسن کے حق میں تبرائے جانیں مگر زمانہ تو اسے تبرائی جانے لگا کہ اتنی عظیم امانت ایسا عظیم مرتبہ مسلمانوں کی جانوں تک کا فیصلہ اسلام کا بڑے سے بڑا چھوٹے سے چھوٹا نازک سے نازک معاملہ اہم سے اہم فیصلہ ایک خاتن ایک فاسق ایک فاجر اور نہیں وچال کے سپرد کر کے خود چین کی زندگی گزارنے، سکھ کی نیند سوئے کو سبکدوش چوں کہ ایک فاسق کی فلازمان سے مدد کرنے یا کسی طرح کوئی تعظیم کرنے پر توجہ پیش میں فرمایا اذہمذح الفاسق غضب الزہب داہتر لذات العرش۔ یا سب اس قدر اعظم عزت و عظمت و ارفع مرتبہ دنیا مسلمانوں کی سب سے اعظم سیادت و نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیادت و خلافت پر تشاہد کیوں کر کسی طرح روا ہو سکتا ہے خصوصاً امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک اور اسے اپنے لئے کیوں کر جائز رکھتے۔

اور پھر اس الزام کا کیا جواب ہو گا کہ بڑے بھائی نے باوجود قوت و شوکت و شوش امیر خلافت پر کیا کہ خود پناہ بخلا ایک ایسے دیے کو خلیفہ کر بیٹھے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور چھوٹے بھائی صاحب رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے اپنے اور اپنے بچوں اور عزیزوں سب کی جان پر بنوالی مگر نزدیک ہی نہ کی۔ اب دونوں میں
 سے ایک پر توبہ کی صاحب ضرور الزام رکھیں گے۔ ان کے نزدیک جب امام حسن حضرت معاویہ سے نالہ کو
 دے سکتے تھے اور حضور نے امام حسن کی اس بات پر کہ انھوں نے خلافت حضرت معاویہ کے سپرد کر دی ان
 کی تعریف فرمائی تو امام حسین کو بھی راہ چلنا تھی جس کی حضور نے تعریف فرمائی تھی خصوصاً ایسی حالت میں کہ
 وہ ایک آن کو بھی خلیفہ نہ ہونے تھے اور یہ ظاہری شوکت و قوت کے سامان نہ رکھتے تھے۔ اس میں وہ اور
 ان کے بچے اور اہل خاندان اور مسلمان ہر ایک سب محفوظ رہتے۔ کابے کو اپنے انھوں میں مصیبتیں اپنے سر نہیں
 اور اگر امام حسین نے جو کچھ فرمایا وہی انھیں کرنا تھا۔ وہی ان کی شان رفیع کے لائق تھا۔ ایک فاسق فاجر سے
 ان کی بیعت دین میں رخصت ہوتی۔ بیعت نہ کرنے پر اپنی اور اپنے بچوں اور ہزاروں کی جان مال پر پنی جو بی
 بیعت کہہ لیتے تو جان دین و ایمان پر تری بن جاتی۔ تو امام حسن نے کیوں عن الدی ایک فاسق فاجر کو خلافت
 سونپ دی؟ وہ بھی لڑنے کی پوری قوت رکھتے ہوتے۔ یا حضرت شاہزادہ گلگلوں قبا مظلوم کر لیا سیدنا امام حسین
 شہید ہو کر جفا، ایک بے نظیر شجاع سب سے شجری و دلیر نہایت بلند پایہ اہل و درجہ کے بہادر تھے۔ اور مدائن
 حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ..... تھے۔ واستغفر اللہ العلی العظیم۔

ان دونوں شہزادگان کے محل درآمد میں نے فیصلہ کر دیا کہ یہ علیہ ماعلیہ فاسق فاجر مرتکب کبار تھا
 اور نالائق و اہل خلافت۔ اور حضرت سیدنا امیر معاویہ خلافت کے اہل۔ یوں ہی حضرت شاہزادہ کلان نے
 ان کے پسر فرمادی اور شاہزادہ خورد نے نزدیک کے ہاتھ پر بیعت بھی اپنے نے جائز نہ رکھی۔ مدعی صاحب اگر ان
 صاحبزادگان سرکار ویشان کے اس بھل ہی پر نظر غور و قائل کریں تو گریبان میں منہ ڈالیں کیا انھوں نے کس پر
 تیرا کیا ہے اور کس عظیم کو کیا کیا کہا ہے؟ و لا حول و لا قوة الا باللہ۔ یہ مدعی صاحب جو واقف سے سیکھ کر
 حضرت امیر معاویہ وغیرہ کبار صاحب پر تبرک کی بوجھا کر رہے ہیں کیا غار جیوں کے مطاعن کے جواب کو بھی تیار
 ہیں۔ جیسے بے ثبوت دعوے انھوں نے کئے ہیں وہ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ و جلالہ کے لئے انھیں
 کو دہرا دیں گے تو کیا جواب ہوگا؟ کیا وہ نہیں کہہ سکتے کہ قتل حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ بخدا
 حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مشورہ سے ہوا۔ انھوں نے ہی ساری کارروائی کرانی۔ دل سے حکومت کے
 طالب رہے اور اس کے لئے کچھ کی مگر زبان سے تقیہ انکار ہی کرتے رہے۔ یوں ہی ہر مہربان اگر فادائی
 حضرت مولیٰ علی کے لئے بکے تو اس کی زبان کون روک لے گا؟

رہا نبوت تو جیسے تم اس سے بے نیاز بنے ہو ایسے ہی وہ بھی۔ تم نے انکل بچہ کو چھوٹے دعوت کے لئے
 اور حضرت معاویہ وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے جو سو رہ گئے ہو اس کی کچھ بھڑاس نکال لی۔ یوں ہی وہ بھی
 یہ بے سرو پا باتیں اپنے جلے دل کے بچھوٹے پھوٹنے کو کہہ بھاگا سا بے پشوائے الحسنات کے مدعی مذہب
 مسلک اہل سنت پہلے تو معلوم کر لیا ہوتا پھر ہی عالم اہل سنت کا حلیل لقب اختیار کیا ہوتا۔ تمام کتب اہل سنت
 دیکھ جائیے تمام صحابہ کا تذکرہ کرتے ہیں۔ سب کو مدول بتاتے ہیں اور اس تذکرہ صحابہ کو پانڈ مہب شہرہ لے لیا
 مولیٰ تعالیٰ ان صاحب کو علم دے اور اس پر عمل کی توفیق۔ اور چاسنی عالم بنائے۔ آمین۔ واللہ وہ الموفق۔
 سوال نمبر ایک میں جو اس کی عبارت نقل کی گئی ہے وہ صراحۃً مولیٰ علی نیز تمام اہل بیت کو خلفا سے
 افضل واعلیٰ بتا رہا ہے۔ شیخین پر حضرت مولیٰ علی کو جو فضیل دی عجب کہ وہ کیوں کر مدعی پیشوائے اہل سنت
 ہو سکتا ہے وہ ردِ افض کا پیشوا اگر اپنے آپ کو کہے تو کیا ہے۔ الحسنات کے نزدیک تو یہ فضیل کھلی گمراہی اور نرس
 کی پہلی بڑھری ہے۔ وہ کتاب ہرگز کسی نئی کے مطالعہ کے قابل نہیں۔ اسے تو ردِ افضی ہاتھوں ہاتھ لیں گے مولیٰ
 مدوہل منیوں کو اس تبرک پر پٹ سے محفوظ رکھے۔ واللہ الہادی وھو تعالیٰ اعلم

مسئلہ مسلمانوں کو کافر کہنا کیا ہے؟ مثلاً وہ بڑھے بھی تو مسلمان کہلاتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کسی کو بڑا
 کہنا نہیں چاہئے؟

الجواب وہابی مسلمان نہیں۔ مسلمان کو کافر کہنا بہت محنت شدید جرمِ عظیم ہے۔ خود اپنے اوپر بے وجہ
 کی تکفیر عود کرتی ہے۔ جو کہتے ہیں کسی کو بڑا کہنا چاہئے وہ اسی وقت تک کہہ رہے ہیں جب تک ان کا معاملہ دنیا
 انھیں یا ان کے باپ بھائی یا کسی عزیز کو کوئی "تم سے" "تو" کہہ دے لگد آپ سے تم کہہ دیں تو دیکھیں کہ کیسے آپ سے
 یاہر بڑھتے ہیں قرآن وحدیث کو کافروں کو کافر فرمائیں اور یہ ایسا کہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ واللہ تعالیٰ

مسئلہ اللہ تعالیٰ کو خدا کہنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب اللہ عزوجل پر ہی خدا کا اطلاق ہو سکتا ہے اور راجع سے کے کر خلعت تک ہر قرن میں
 تمام مسلمانوں میں بلا تفریق اطلاق ہوتا رہا ہے۔ اور وہ اصل میں خود آتے ہیں جو خود موجود کسی
 ان کے موجود کے موجود ہوا ہے۔ اور وہ نہیں مگر اللہ عزوجل ہمارا سچا خدا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ اللہ تعالیٰ کو اللہ کہنا درست ہے یا نہیں؟ جو اللہ موال کہتے ہیں ان پر کس قدر لگاتار ہے؟

اور کہے میں نے اس سے قاصد پیمائی ہونے کا ارادہ کیا تھا اس کی یہ تاویل مردود ہوگی ہرگز نہ سنی جائے گی
کہ ہر شیخ لفظ میں تاویل کا دعویٰ نہ کر سکتا ہے۔ ورنہ کوئی کفر کفر نہ رہے اپنے آپ کو خدا کہے اور اللہ بتا
کہ میں نے یہ ارادہ کیا تھا میں خود آیا ہوں۔ غلط تصورات عمادی و جامع الفصولین و فتاویٰ عالمگیریہ وغیرہ
کتب متعمدہ میں ہے واللہ اعلم بالصواب قال اننا رسول اللہ اوقال بالغا مریسیہ من پیغمبر مردی
بہ من پیغمبرانی بروریکھن۔ علما مریسیہ کی نسبت فرماتے ہیں لایقبل (شفا شریف) نیز فرماتے ہیں ہو
مردود عند القواعد الشرعیۃ (شرح الشفا للعلما علی قاضی) اور فرماتے ہیں لایستلزم لفظہ وبعد ہذا
(نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض) یوں ہی ہماری زبان میں بے اضافت اگر مثلاً یوں کہیں کہ میں رسول
ہوں یا رسول ہے عمادیہ وغیرہ کی عبارت چھوڑ کیجئے اوقال بالغا مریسیہ من پیغمبر بالغ ہاں غیر مولیٰ تھا
کی طرف اس لفظ کی جب اضافت ہوتی ہے تو وہاں اس لفظ کے لغوی معنی ہی مراد ہوتے ہیں اور یوں ہی
اس کا استعمال شائع ہے خود حادثہ میں بھی موجود ہے۔ اردو میں بھی اگر کوئی یوں کہے کہ میں فلاں شخص
کا رسول ہوں۔ اور قاصد کا ارادہ کرے تو اس میں کوئی غلطی نہ ہوگا۔ اگر شخص مذکور نے اس سے کہے
رسول بالمعنی القاصد کہہ سکتے ہیں یہی ارادہ کیا تھا کہ غیر مولیٰ تعالیٰ کی جانب مضاف کر کے جب توضیح
ہے۔ اسے بھی رسول نہ کہے یا عمادیہ وغیرہ اگر کوئی کہے تو مواخذہ نہ ہوگا۔ اور اگر اس کی یہ مراد نہ تھی تو اسے تو
چاہیے اور تجدید ایمان و تجدید نکاح بھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از ذریعہ غازی خاں ہلاک نمبر ۱۲ امر علیہ حافظ محمد حبیب اللہ صاحب تاج کتب۔

مکرم معظم جناب حضرت مولانا ابوالفضل اولیائنا دام ظلہم وبرکاتہم علی سائر المسلمین بعد از تسلیم نیات آن کر
شہر ذریعہ غازی خاں میں ایک شخص بنام جدید اللہ علیہم شرم سے بے بہرہ ہے اور اخبار و رسائل مبتدیین
کا مطالعہ کر کے امور حسب ذیل کا اعتقاد کہہ کر لوگوں میں ترویج دیتا ہے۔

۱) جن الفاظ کو علمائے کرم باہت سو یا رب یا موم سو یا رب فرماتے ہیں ان کا اطلاق حضور علیہ الصلاۃ
والسلام پر کیا حتماً بولنا پرنا ایمان سمجھتا ہے۔ بلکہ منع کرنے والوں کو کمال گستاخی سے ذکر کرتا ہے اور کہتا ہے
حقیقت محمدی بشریت ہے۔

۲) صوفیاء کرام کو کفر و غالیہ کے ساتھ تخریج کر کے ان کو بھی یہودی و نصرانی کا فخر کبھی ابن سلاہودی
کا خصم الخواص سے تعبیر کرتا ہے۔

(۳) صوفیاء کو کم خصوصاً وجودیہ عقائد کے کلمات نہ سمجھ کر ان کو اہل شرک سے سمجھتا ہے۔

(۴) اطاعت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حقیقتہً اطاعت اللہ تعالیٰ نہیں سمجھتا۔

(۵) آیات شریفہ و احادیث کریمہ کے معانی غلط لکھ کر مولویوں کا نام مصنوعی لکھ کر لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے۔

(۶) فتویٰ لکھ کر مولویوں کا نام مصنوعی لکھ کر مسلمانوں کو غلطی میں ڈالتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ بنا بریں

التماس ہے کہ ایسا شخص مومن صالح ہے یا فاسق؟ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہ؟ اور اس کے ساتھ تعلقات برادرانہ یا دوستانہ رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ فقط

الجواب بیشک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بشر ہیں مگر لا کا البشر۔ اللہ وحدہ لا شریک لہ ہے نظیر

وہ ہے ہوتا ہے اپنے اس حبیب و محبوب طالب و مطلوب رسول اکرم سید بنی آدم سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کو بے نظیر اور بے مثل وہ ہے عدل و یکتا وہ ہے ہمتا سمعوت فرمایا اس باذن ایمان و ایمان جان کو وہ عطا

کمالیہ عطا فرماتے۔ جن میں اس کا شریک کسی کو نہ فرمایا اپنی ہر صفت کا مظہر تمام اپنی ذات۔ متبع الصفات کا آئینہ

ایمان بنا کر بھیجا۔ خود وحدہ لا شریک لہ ہے تو اپنے اس حبیب پاک صاحب لوا کو بھی اس کی صفات میں

وحدہ لا شریک چما دیا۔ پاک ہے شریک سے اس بیور و قدوس واحد و کتب ہے نظیر وہ ہے ہمتا وحدہ لا شریک لہ

جل جلالہ و عزت شائد تبارک و تعالیٰ کو جس نے اپنے اس سب سے اعلیٰ محبوب کو ایسا واحد و یکتا بے نظیر و بے

مدیم المثل فی الصفات العلیا کو بھی شریک سے مترہ و پاک فرمایا۔ امام محمد بن قسری قدس سرہ فرماتے ہیں کہ

منہ عن شریف فی محاسنہ فجوہر الحسن فیہ غیر منقسم

سور ادب سخت بد نصیبی ہے۔ توہین کرنے والا تو بالاتفاق کافر ہے۔ اندازہ توہین بشر بشکر کرنے والا

و ابائی انہیں کافروں کی طرح ہے جو انبیاء کو بشر بشکر کہتے تھے۔ مثنوی شریف میں حضرت عارف رومی قدس سرہ

فرماتے ہیں کہ

کافران دیدند احمد را بشر

چوں نہ دیدند ایلے آں شئی اتم

خاک زن بودید من بین خویش

دیدہ حسن و شمن عقل مت کوش

دیدہ من و اخدا اعماش خواند

بت پرستش خواند چند ماش خواند

زانکہ او گفت دید دیدار ما ندید

زانکہ مالی دید و فردا ما ندید

خواہ فرود مالی پیش او

اونمی بیند ز کئی خبیر بتو

بخشے۔ توفیق تو یہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مکتبے۔ لائبریری کو بے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
(۳) حضرات صوفیاء کرام کو ان کا کلام سمجھ کر بعض مشرک کہنے والا اس سے ذمے معاذ اللہ اس کا کافہ
برآ ہوا اور وہ اس وبال میں مشرک ہو کر مرے۔ زمانہ حال کے مجتہد، صوفی بننے والے متصوفہ نقال کی بعض
تہذیبیہ ہرکات اور راجی تباہی شہمی کلمات کا حکم آخر ہے۔ تہذیبیہ حضرات صوفیاء میں داخل نہ ان کے
کلمات کو کلمات صوفیاء کرام کا حکم شامل۔ بلکہ اگر باہل، صوفی بننے والا حضرات صوفیاء کے وہ کلمات حوائج کی
اصطلاح پر بالکل حق و صدق ہیں۔ بے سمجھے، بے ادراک کے ظاہری معنی مراد لے تو زندگی ہے۔ کہ صوفی
محقق ہے۔ اور اس کا باہل مقلد نقال زندگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) جو ایسا ہے کہ قرآن اطاعت، رسول کو اطاعت، الہی فرما رہے کہ فرماتا ہے مَن یطیع الرسول فقد اطاع اللہ۔ یہ آیت اگر نازل نہ ہوتی ہوتی جب بھی اطاعت رسول قطعاً اطاعت الہی تھی کہ رسول کو اطاعت یوں ہی کی جاتی ہے کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ نیز اللہ عزوجل نے رسول کی اطاعت کا حکم دیا ہے اَطِيعُوا اللہَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ۔ پھر اگر حضور کی اطاعت کو غیر اطاعت الہی جانتا ہے تو قرآن بھی ماننا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کافر ہے کہ قرآن عظیم نے ان کی اطاعت فرض فرمائی کہ ارشاد ہوا اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔ اور اگر فرض ماننا ہے اور اسے غیر اطاعت خداوندی ماننا ہے تو بھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) جو ایسا کہ اسے مستحق نامرغوب، غضب جبار، مبتلائے قہر، جاسے۔ قرآن عظیم فرماتا ہے لا تَقْرَبُوا عَلٰی اللہِ مَکْرَہًا فِیْہِ سَکْرٌ مُّجَدَّبٌ اَوْ اَوْفَرٌ فَمَا یَسْخَرُ الْاَعْمٰی اَنْ یَّکْفُرَ بِاللّٰہِ وَکَذَبَ الْاٰیٰتِ الْمُنُوْنِ۔ حدیث میں ہے مَنْ کَذَبَ عَلٰی تَعَدُّی اَفْلَحْتُ بِمَا مَقْعَدُہُ مِنَ النَّارِ۔ اللہ عزوجل اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عداوت کرنا مسلمان کا کام نہیں۔ وہ کلام دینا حرام ہے۔ حدیث میں ارشاد فرمایا ایسے منافقین غنڈہ

واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۶) حرام کا کہنا ہے مغفرتی ہے۔ کیا ہے۔ مکان ہے۔ شدید گنہگار ہے۔ حق اللہ اور حق العباد دونوں میں گنہگار ہے۔ سخت شدید عجز غامی، غلط کار کا عالم سب گنہگار کھلے فساد و فحش میں اس کا شمار ہے۔ بلکہ اپنے ان بعض کفریات کی بنا پر وہ داخل زمرہ گنہگار ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم۔ اس کے لیے ہم نماز سے احتراز کیا جانتے جب تک توبہ نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئله از کجرات پنجاب مدرسه پر ولایت شاه صاحب مسئول جناب مولانا مولوی عبدالمظفر صاحب

چشتی ہزاروی مدرسہ اول مدرسہ مذکورہ۔ ۴۴ رجب ۱۲۵۴ھ۔

فرزندہ راہت شریعت و مروج احکام فطرت و امانت عظمیٰ۔ بعد سلام سنت و اسلام معروفین کی امتیاز
خمسہ کاظم بن کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیا گیا ہے یا نہیں؟ اگر دیا گیا ہے تو کون سی صحیح حدیث یا آیت قرآن حکم
یا تفسیر معتبر میں اس کا ثبوت ہے۔ اور اصل حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے متعلق کوئی کتاب تحریر فرمائی
ہے یا نہیں؟ اور اگر نہیں دیا گیا ہے تو جہلاً جب گل کی بات نہیں جانے تو قیامت کی باتیں کیسے کہتے ہوں گے۔
دوم یہ کہ حدیث معراج میں ہے کہ حضور فرماتے ہیں فضیحتی لی علی شیعی۔ یا فعلت ما فی السموات والارض من
اوکما قال۔ جب شب معراج میں سب کچھ آپ نے جان لیا تو جہلاً بعد میں مدینہ منورہ میں کئی ایک ایسے واقعات
ہیں جو آپ سے پرچھے گئے آپ نے وحی کا انتظار کیا اور اسی وقت نہ بتایا بلکہ یہ فرمایا کہ انشاء اللہ العزیز وحی کے
آئے پر بتاؤں گا۔ ان سوالات کا مفصل جواب مرحمت فرمایا جائے۔ والسلام۔

الجواب الشریب دہولہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب و محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ان غیوب
کا بھی علم عطا فرمایا اور ان سے بھی پوشیدہ تر نہایت مخفی و اخفی خاص اسرار کا علم بھی بخشا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سائر الانبیاء و بارک و سلم۔ یہ پانچ قوسے شمار قبول کی بر نسبت اخف ہیں ان کی خصوصیت جو حدیث میں ارشاد
فرمائی گئی اس کے یہ معنی ہیں کہ ان کو کسی طرح خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا بلکہ معنی یہ ہیں کہ خدا کے بے مثلے
ان کا علم کسی کو نہیں ہو سکتا۔ جب ان کو بھی بے تعلیم الہی کوئی نہیں جان سکتا تو جو ان سے اخفی ہیں وہ بے خدا
کے بتائے کسی کو کیوں کر معلوم ہو سکتے ہیں۔ یہ مطلب تو کسی عاقل کے نزدیک نہیں ہو سکتا کہ یہ غیوب خمسہ
ایسے ہیں کہ انہیں کوئی اور کسی طرح جان ہی نہیں سکتا۔ ان کے سوا اور غیوب تو خدا دے سکتا ہے یہ ایسے
ہیں کہ کسی کو نہیں دے سکتا یا نہیں دیتا۔ علما راہبست نے اپنی تصانیف مبارکہ میں ان غیوب کا علم حضور
نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں کے لئے بھی علما راہبست امام کرام کی تصریحات سے ثابت کر دکھایا۔
حضور و حضور میں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ملاحظہ ہو اللہ و اللہ الملکیہ بالمادۃ الغیبیہ ما فی الخسائر من
کما یرہ علیہ ادخال السنان، النکتۃ العلیا وغیرہ۔

یہاں بھی کہ مختصر طور پر ثبوت پیش کریں۔ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا عَلَّمَکَ مَا لَمْ یَكُنْ یَعْلَمُکَ
مَا کَانَ عَلَیْکَ عَظِیْمًا عَلَیْکَ مَا لَمْ یَكُنْ یَعْلَمُکَ مَا لَمْ یَكُنْ یَعْلَمُکَ۔ اور اللہ کا تم پر فضل عظیم
ہے اسب اس جو کہ میں کیا کہہ نہیں آگیا ہمدردوں میں بکثرت ثبوت موجود ہے۔ حدیث بھی دیکھ لیئے ارشاد

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ قد مرّ علی الدنیا فانما انظر الیہا وانی ما ہوکاش فیہا الی یم
 القیامۃ کا منظر انظر الی کفی خلد ۴۔ بلکہ عمر و بن الخطاب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے صلی اللہ
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوما الظہر و یوما المغرب و یوما العین (یعنی صعد علی المنبر لخطبنا الی) و یوما صعد علی المنبر حتی غبت
 الشمس فاحسبنا بما ہوکاش فی الیوم القیامۃ فانما انظر الیہا وانی ما ہوکاش (ص)

آیت کریمہ میں تو کج بخوشی کو اتنا زبردستی کا موقع تھا جیسا کہ وہ کلمہ مائیں کچھ کلمہ جہاں کر کے کہ اس سے
 مراد ہے۔ یہ مراد نہیں کہ حضور کو علم غیب عطا ہوا۔ مگر ان حدیثوں نے تو قسم لگا کر رکھا۔ یہ علوم شاید وہابیوں
 کے طور پر دنیا سے الگ ہوں گے؟ و دنیا میں نہ پانی بہرے سا ہے، نہ دنیا میں مال کے پیٹ میں بچہ نہ زادہ ہوتا
 ہے، نہ دنیا میں کل ہوتی ہے، نہ کل میں کچھ ہوتا ہے، نہ دنیا میں کوئی مرتبہ ہے؟ جب حضور نے صراحتاً بالکل
 وضاحت کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ میں، دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے اور ہونے والا ہے اسے اپنے کف دست
 مبارک کی طرح دیکھ رہا ہوں۔ تو پانی بہرے سے اور مال کے پیٹ میں بچے اور کل کی بات اور موت وغیرہ حضور کے
 پیش نظر ہے۔ اور سب کچھ جانتے اور پہچانتے ہیں۔ علیہ الصلوٰۃ والسلام مراد امت اللہ الی والایام

اللہ عزوجل فرماتے ہیں وہ سب اپنے حبیب کو سکھادیا جو وہ نہ جانتے تھے۔ اور حضور فرماتے ہیں
 نے دنیا کا کائنات سب میرے پیش نظر فرمادیتے ہیں۔ اس سب کو جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے مثال
 کف دست ملاحظہ فرمادیا ہوں۔ صحابی فرماتے ہیں کہ حضور نے قیامت تک کی ساری کائنات کی ہمیں خبر دی
 ہم میں زیادہ اعلم وہ ہے جسے زیادہ یاد رہا۔ مگر وہابی کو کسی طرح یقین نہیں آتا۔ نہ صحابی کا اعتبار نہ رسول
 کریم کا کہ ارشاد پر یقین، نہ خود پروردگار عزوجل کے ارشاد پر ایمان۔ وہ یہی کہتے ہیں کہ حضور کو کل کی بات
 معلوم نہیں، حضور پیٹ کے حال سے بے خبر ہیں، حضور کو یہ علم نہیں کہ کون کہاں مرے گا؟ انتہا یہ کہ گنگوہی
 چنکا رٹا کہ معاذ اللہ حضور کو دیوار کے پیچھے کا بھی حال معلوم نہیں۔ اور اس کو شیخ محقق کے سر نہ ہوا کہ
 انھوں نے اسے روایت کیا۔ حالانکہ شیخ محقق محدث دہلوی قدس سرہ نے اسے روایت نہ کیا۔ بلکہ اس کا
 رد فرمایا کہ روایت بنالیا۔ حد یہ ہے کہ وہابی نے یہ کہہ دیا کہ حضور کو اپنے خاتمہ کا بھی حال معلوم نہیں۔
 مفسرین کلام کے اقوال اگر وہ سب جمع کئے جاتیں جو ہر ہر کثرت علم غیب کے پیچھے ہیں جب تو ایک مہسوکا کتا
 طیار ہوا جائے۔ اور اس کی حاجت نہیں۔ علم اپنی تصانیف مبارکہ میں بہت سے اقوال پیش فرما چکے ہیں
 تو صرف اسی آیت کریمہ مذکورہ بالا کی تفسیر میں جو کچھ فرمایا گیا ہے وہ زیادہ نہیں دو ایک عبارت پیش کریں۔

ملائک میں زیر آیت کریمہ مذکور فرمایا مِّنْ أَمْرِ الدِّينِ وَالنَّارِ أَوْ مِنْ خَفِيَّاتِ الْأُمُورِ وَمِنْ أَمْرِ
 الْقُلُوبِ فَأَنَّ مِنْ سِرِّهِ قِيلَ عَلَيْكَ مِنْ عِلْمِ الْغَيْبِ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ وَقِيلَ مَعَهُ وَعَلَيْكَ مِنْ خَفِيَّاتِ
 الْأُمُورِ وَأُطْلِعَكَ عَلَى سِرِّ أَسْرَارِ الْقُلُوبِ وَعَرَّفَكَ مِنْ أَحْوَالِ لَمَّا فَتَحْتَ وَكَيْدِ هُمُومِهَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ بِسِرِّهَا وَ
 سِرِّهَا مِنْ خَفِيَّاتِ الْأُمُورِ - خاص شخص کے بارے میں امام ابن حجر کا ارشاد بطور نمونہ ذکر کروں - جسے
 اور زیادہ درکار ہوں وہ اہل حق کے رسائل کا مطالعہ کریں۔ جن سے آفتاب کی طرح روشن کہ یہ شخص مجھ کو حضور
 حضور کے غلام بھی باعطاء الہی بطقیل سرکار رسالت پتا ہی جاسکتے ہیں۔ امام ابن حجر کی شیخ الملکیہ شرح قصیدہ
 ہمزہ میں فرماتے ہیں۔ اکثر علوم نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تتعلق بالغیبات بدلیل فعلت علم
 الاولین والآخرین فی الحدیث المشہور۔ ولانہ تعالیٰ اختص بہ لکن من حیث الاحاطة بہ والغول
 لعلمہ بالکلیات والخیرات فلا ینافی ذلک اطلاق اللہ تعالیٰ لبعض خواصہ علی کثیر من الغیبات حتی
 من الخمس النبی قال فیہن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خمس لا یعلمن الا اللہ تعالیٰ لانہا خیرات
 معدودۃ لا غیر۔ وانکسر المعتزلۃ لذلک مکابرة فقد وقع للانبیاء والاویام من ذلک ما لیس عنہ
 لا یماماً وقع لنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وسیاتی بسط حجة ما اخبر بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 یہ "سیاتی" جہاں کے لئے فرمایا وہاں بہت اخبار غیبیہ کا بیان فرمایا فرماتے ہیں (ثانیہما) فی بیان ما الشار
 الیہ الناظر من کثرة ما اخبر بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من الغیوب ما فی القرآن منها ما لا یحیط
 بہ حد۔

وخبر الطبرانی ان اللہ قدر فی الدنیا فانا انظر الیہا والی ما ہو کاش فیہا الی یوم القیامۃ
 کما انظر الی کفی ہذا فی وغیر الی داود قام فینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقاما فاتفق شیا
 الی قیام الساعة الاحد ثابہ فی الحدیث الصحیح فعلت علم الاولین والآخرین۔ وضح انہ صلی
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اخبر بموت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالحبشة وعلی علیہ باصحابہ۔ وانہ واباکہ
 وعمر وعثمان صعدوا احداً فصرخ فیہ بوجہ وقال لہ اثبت فانما علیک نبی وصدیق وثمیداً
 فاستشهد۔ وان ملک کسری وقیصر یقطع بعدہ من العراق والشام۔ فکان کذلک فی زمن عمر
 وانہ قال سراقۃ کیف ہذا اذ البست سوارى کسری فالیس ہما عمر لہما زال ملک کسری فی
 زمانہ تحقیق ذلک۔

واخبر بكتاب حاطب الى اهل مكة . وبموضع ناقته حين ضلّت وتعلقت بعظامها في الشجرة .
وبان قريشا بعد الاحزاب لا يغفرونه . وباستشهاده امرؤ الجيش الذي امره لموتة بلد بارض الشام
يوم قتله يزيد بن حارثة فجعق بن الي طالب قعيد الله بن الزبير واحدة مرضى الله تعالى عنهم .
وبان فاطمة اول اهله تحو قابه فعاشت بعد ثمانية اشهر اوسمة وبان اشقي الاولين والاخرين
قاتل على كرم الله تعالى وجهه يضربه في يافوخه فيبذل من دمها الحية . فضر به الشقي ابن ملحور
ضربه كذلك فمات منها وبان معاوية مرضى الله تعالى عنه على امرأته وبان لم يغلب رواها
ابن حساس . ومن ثم قال على كرم الله وجهه يوم صفين لودكرت هذا الجدل يا ما قاتلته . وبان عثمان
يقتل مظلوما . وبوقعة الحرة من عسكر يزيد عامله الله بعد له بالمدينة فاستحييت قنوس اهليها
وابناءهم واموالهم وقتل سبع مائة يحفظون القرآن . منهم ثلثمائة صحابي واقنع منها الف عدله
وبواقعة الجمل وصفين وقتال عائشة والزبير يعلى مرضى الله تعالى عنهم ولذا قال على
الزبير يا زلمة يوم عتي انشدك الله هل سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يقاتله و
انت له ظالم فاضرب الزبير وقال على وتكون نسي . وقد يشكل الوصف بالظلم مع ان الزبير
مجتهد . فخاية انه غفل وله اجر ينص الحديث الصحيح ومحيا بان اصل الظلم وضع الشيء في
غير محله وان لم يكن فيه اشرف المراد وانت قد وضعت القتال في غير محله خطأ منك لا تقبل او
فانت له ظالم حقيقة لو نظرت في الدليل حق النظر بقريضة ما تقر بان المجتهد المخطئ له اجر ويقول
في الحسن بن علي كرم الله وجهه ان ابني هذا اسيد وسيصلح الله به بين قسطين عظيمين من المسلمين
فكان كذلك فانه بويج بعد امية فكث خليفة ستة اشهر شرسا لمعاوية باربعين الفاقل اتوا
الجمعان علم كثرة الغريتين وانه لا يغلب احد هما حتى يقتل الفريق الاخر فيكون على المسلمين وجههم
ورفض الملك في جنب ذلك ابتغاه لوجه الله تعالى كما لجأ عنه مرضى الله تعالى عنه شرسا
لمعاوية ليشترط عليه شر وظا ويقر له عن الخلافة قارسا اليه قراسا ابيض وقال اشترط ما
شئت فاشترط ونزل له عن الملك فصار معاوية من يومئذ خليفة حقيقة .

ويقتل الحسين بن علي كرم الله تعالى وجهه بالطن . واخرج بيد تربية وقال فيها اضحية
ومع خبر لسان ملك الظلم به ان يزور النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فاذن له فكان في يوم امية

فأمر صلى الله تعالى عليه وسلم أن تحفظ الباب فجاء الحسين فاقبضه فقبضه صلى الله تعالى عليه
وسلم فقال له الملك انصبه قال نعم قال ان امسك سوقك وان شئت امسك يدي المكان الذي
يقتل فيه فأمره فجاء بسيفه بالكسر رمل خشباً وتراباً أحمر فاخذ فجعلته في ثوبها فقال الراوى
كنا نقول انهما كبريلام ولى واية انه فقال لها اذا صار دما فاعلى انه قد قتل واخبر عنه انه سعى
لما رأى جبريل معه في صورة قهرجل واخبر ام عبد الله بن عباس بانها سئدة وباتت ابو الخلفاء
وبان منهم السفاح والمهدي واخبر بان الترقى ستغلب على العرب حتى تلحقها بمنابت الشج والقمص
وبقول يونس القس ان نصير بواكب الابل فلا يجدون عالما يعلم من عال المدينة قال ابن
عبينه وغيره هو الملك ابن النسر ومن شرب كان الناس يزعمون على بانه لاخذ العود حتى يقتلوا
ومن روى عنه من الاكابر الزهرى والشيخان والشافعي والاوزاعى امام اهل الشام واللبث امام
اهل مصر وابو حنيفة وصاحبه ابو يوسف ومحمد ودة والنون المصرى والفضيل وابن المبارك وابن
ادهر ومحمد بن عبد الله تعالى وبالعراق في ارض بلخ في ارض علم قال احمد وغيره نراه الشافعي
لانه لم ينتشر في طباق الارض لقرشي صحابى او غيره ما انتشر للشافعي اى والذى انتشر لعل وابن
عباس ونحوهما سائل قبله جدا كما يعلم ذلك من سير اعلامهم واطلع عليه -

واخبرنا بالخواارج الذين خرجوا على كبره الله تعالى وبه وان فيه رجل اسود احد
عنه يد مثل شدى المرأة فقاتلهم على وخرج ذلك الرجل حتى ساء الناس بالوصف الذى وصفه
به صلى الله تعالى عليه وسلم واخبرنا بالرافضة وانهم يرفضون الاسلام وبالقدادية والمرجئة
وبان اسمهم تفرق على ثلاث وسبعين فرقة وبانها تكون كلها فى النار الا الفارقة التى تكون على ما
كان عليه هو واصحابه وهم الطائفة الذين اخبر عنهم بانهم لا يزالون على الحق لا يضرهم من
خالفهم الى قيام الساعة اى قربه بقليل - وبامارات الساعة الكثيرة جدا فوقع كثير منها وينظر
وقوع الباقي وما وقع منها النار التى قال عنها صلى الله تعالى عليه وسلم كما رواه الشيخان
لا تقوم الساعة حتى تخرج نار من ارض المحباز تضئ لها اعناق الابل بصري فخرجت نار عظيمة فى
فى نحو مرحلة من المدينة المشرفة وتقدمت نار نزلت عظيمة بعد عشاء الاربعة ايام ثالث جهادى
الاخرة سنة اربع وخمسين وستمائة ولم تنزل تشتد ولعل كغليان البحر الى ان اُسْمِتَتْ منها

الارض ومن عليها حتى ايقن اهل المدينة بالهلاك وكثرت الزلازل حتى وقع منها في يوم واحد ثمان عشرين نزلت فكان مبعثه صلى الله تعالى عليه وسلم كان بغشى المدينة فسيبها ساردا وبرايت من مكة جبال بصرى وانطأنت ليلة الارض ثم سابع عشرة ثم جبه ۛ

قصيدة برزہ کے حاشیہ علامہ یحییٰ میں ہے ۛ "نہر یخرج من الله تعالى عليه وسلم من الدنيا الا بعد ان اعلمه الله تعالى بهذا الامور الخمسة ۛ تفسیر روح البیان میں زیر کرمیر ۛ "يسئلونك عن الساعة ۛ قريبا قد ذهب بعض المتأخرين الى ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم كان يهرف وقت الساعة باعلام الله تعالى وهو الان في الحصر في الآية كما لا يخفى ۛ ترجع مشكوة اشقة اللغات میں حضرت محقق مطلق مولانا الشیخ عبدالحی محمد دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں ۛ "مراد انت کہ تفسیر الہام بحسب عقل اینہا را ندانند ۛ انہا غیب اند کہ جز خدا کے ال لا ندانند گمراں کہ دے تعالیٰ از نزد خود کے را بوحی و الہام بدانند ۛ فتوحات و ہدیہ شرح الزبیرین نویر میں ہے ۛ "والحق كما قال جميع ان الله سبحانه وتعالى لم يقعن نبينا عليه الصلوة والسلام حتى اطلعه على كل ما ايجبه عنه الا انه امره بكتهم بعض والاعلام ببعض ۛ

یہاں تک کہ علامہ کرام نے ان پانچوں کا علم حضور کے نہام کے لئے فرمایا اور فرمایا کہ اہل تصرف عالم میں ہے ان علوم کے تصرف نہیں کر سکتے ۛ کتاب الامیر شریف میں ہے ۛ "كيف يخفى امر الخس عليه صلى الله تعالى عليه وسلم والواحد من اهل التصرف من امته الشريعة لا يمكنه التصرف الا بمعرفة هذا الخس ۛ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے رسالہ مبارکہ "الدولة المكيه بالمادة الغيبية" نیز اردو کے ایک مختصر رسالہ "انتائے حرمین کا نازہ عطیہ" میں جس کی بحث ہے ۛ

بمحدث تعالیٰ قرآن عظیم و احادیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام و التعلیم نیز ارشادات ائمہ کرام و علماء اعظام سے ہر صحیحہ والے پرورش و تراءد کس و امین من الامس ہو چکا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اندر و جبل نے بہت کثیر علوم غیبیہ عطا فرمائے جن کا احصاء نہیں ہو سکتا ۛ اور انہم ہوا کہ علوم خمسہ حضور تو حضور کے غلاموں کو عطا فرمائے جاتے ہیں ۛ اب یہ سب دیکھ کر پھر خاص قصہ مولاج میں حضور کا ارشاد علت مافی الغیوت و مافی الارض ہاں پر پڑھو وہ شبہات مسلمان کی شان نہیں ۛ یہ تو اس حدیث سے متاثر ہوا اور اس کے بھی بخفی ہوئے کہ حضور نے ایسا فرمایا ۛ حالانکہ حضور کے فرمانے کے بعد جو کچھ پوچھا گیا تو جواب نہ دے سکے ۛ وہی کا

انتظار فرمایا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ مسلمان تو کبھی یہ خیال نہیں لاسکتا کہ معاذ اللہ یہ ارشاد غلط ہے اور جب وہ اسے غلط نہیں سمجھ سکتا تو یقیناً اسے حق جانتے ہوئے بھی کہہ گا کہ بے شک حضور کو شب معراج مافی السحاب والارض کا علم ہو گیا۔ اس کے بعد اگر یہ ثابت ہو کہ حضور نے کوئی سوال کیا گیا اور حضور نے جواب فوراً عطا نہ فرمایا یہ قطعاً اس لئے نہیں کہ حضور کو اس کے جواب کا علم نہ تھا۔ بہت سوال ایسے ہوتے ہیں کہ جواب معلوم ہوتا ہے مگر فوری جواب نہیں دیا جاتا جس میں مصلحت ہوتی ہے۔

وہی کا انتظار جیسے اس صورت میں ہوتا جب کہ علم نہ ہوتا ایسی ہی اس کی صحت یہ بھی ہے کہ خود جواب عطا ہو اس سے بہتر یہ ہے کہ وہی خداوندی سے جواب ہو۔ جیسا کہ حضرت سیدنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت کے واقعہ میں ہوا۔ حضور اگر اس کے متعلق خود سے کچھ ارشاد فرماتے اس سے بہت بہتر یہ ہوا کہ حضور نے وہی کا انتظار فرمایا۔ اور وہی میں ان کی طلب امت بیان فرمائی۔ پھر وہی کا انتظار اس لئے بھی ممکن کہ اس سوال کا جواب باطام الہی معلوم ہے۔ اس کا اظہار اذون ہو فتوحات و ہیبت کی عبارت پھر نظر کیجئے کہ اللہ عزوجل نے ہر شے پر حضور کو مطلع فرمایا مگر بعض کے کتم کا مکرم فرمایا بعض کے اعلام کا جو ذرا بھی سمجھ رکھتا ہے وہ اس سے کہ بعد معراج جب حضور نے معراج کا بیان فرمایا اللہ نے بیت المقدس کے متعلق کچھ سوال کئے حضور نے فوراً جواب عطا نہ فرمائے اتنا سمجھ سکتا ہے کہ علم ہوتے ہوئے بھی بعض اوقات جواب میں تردد ہوتا ہے اور فوراً جواب نہیں دیا جاتا۔ یا وہابی یہ کہہ گا کہ حضور کو بیت المقدس کا بھی علم تھا یہ تو سوا وہابی کے کوئی پاگل بھی نہیں کہہ سکتا۔ جب حضور بیت المقدس تشریف لے گئے تو ضرور حضور کو بیت المقدس کا علم تھا۔ وہاں کے متعلق سوالات کا جواب فوری عطا نہ فرمایا کسی حکمت پر مبنی تھا یا یہ کہ اس وقت اس کی جانب التفات خاص نہ ہونے پر۔ جیسے موزہ و عقاب کے واقعہ میں ادھر التفات نہ تھا۔ مولانا رومی قدس سرہ نے مثنوی میں تحریر فرمایا کہ سے

گر چہ ہر فیض خدا دادا نمود دل در آں لحظہ حق مشغول بود

ملک العلماء بحر العلوم نے شرح میں فرمایا "از بہت استغراق بعض عنیبات ہر تائب مستور شونہ پھر فرمایا معنی بیت جنیں ست کہ بسبب استغراق توجہ باکوان نبود پس بعض اکوان مغفول عنہ اندوایں وجہ وجہ است۔"

وہابی تو دشمن ہے وہ تو بزرگ نقص ہی چاہے گا۔ اللہ و رسول و علماء کچھ فرمائیں وہ ڈھونڈ ڈھونڈ

کر ایسی باتیں لائے گا جس سے عوام کو دھوکہ دے سکے۔ ولاحول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم واللہ

مسئلہ از درو ضلع بنی مال مسئولہ ارسال پیشاوری و حافظ عبد اللہ رام مسجد و عبد اللہ صاحب رضوی۔ ۳۲۱۱ القعدہ

زید عقیدہ رکھتا ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب عطا کی تھا۔ بالذات نہ تسمی بالذات سوار خلع کے دوسرے کے واسطے حال حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم غیب اور حضور، حادث۔ خداوند کریم قدیم، اس کا علم بھی قدیم۔ عزمینہ عقائد رکھتا ہے کہ حضور پر نور شافع یوم نشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم غیب بالذات ہے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں جو صفات الہیہ ہیں ان صفات کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مقدرہ قدیم ہے۔ حادث نہیں۔ دونوں سوالوں کے جواب سے بحوالہ کتاب مشرف فرمائیے۔ فقط

الجواب زید کا قول حق و صحیح اور عذر کا باطل و فسخ ہے۔ عمر و اور اس کے ہم عقیدہ پر تو باری مجرب و جان اور بیوری رکھتا ہو تو تجدید نکاح فرض ہے۔ اللہ عزوجل کا علم ذاتی کہ جو اس کی ذات سے ہے وہ اس کی صفت قدیمہ ہے کسی کا دیا ہوا نہیں۔ اور اس کے حبیب و ولیب علیہ الصلاۃ والسلام کا علم عطا ہی ہے کہ اللہ کا عطا فرمایا ہو ہے۔ ایک ذرہ کا علم بھی جو ہے عطا الہی ماننا ہے اس پر توبہ فرض ہے۔ از سر نو ایمان لانا لازم محال ہے کہ بے خدا کے بتائے حضور کو ذرہ سے کم تر ہے کہ ترشے کا علم بھی ہو۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "الدولۃ الکبیرہ" میں تصریح فرمائی "العلم الذی فی شخص یا مولیٰ جہنہ و تعالیٰ لا یکن لغیرہ ومن اثبت شیئاً منہ ولو ادنی من ادنی من ذرۃ لاحد من العلمین فقد کفر و آمن بک"۔ علم ذاتی اللہ عزوجل سے خاص ہے۔ اس کے غیر کے لئے محال ہے۔ جو اس میں سے کوئی چیز اگرچہ ایک ذرہ سے کم تر ہے کم تر ہے خدا کے لئے ماننے وہ یقیناً کافر مشرک ہے۔ جو ان کے سوار کسی مخلوق کو قدیم جانے کا کفر ہے۔

بے شک حضور علیہ الصلاۃ والسلام اللہ عزوجل کے مخلوق اور عظیم ترین بندہ ہیں۔ اور ان کا علم اور ہر وصف خدا کا دیا ہوا ہے۔ وہ بھی حادث ہیں اور ان کے اوصاف کریمہ صفات عظیمہ بھی۔ "الدولۃ الکبیرہ" ہی میں فرمایا فی الموضوعات من اعتقد نسوبۃ علماء اللہ و رسولہ یکفر بجہانہما کما لا یجفی اہ افول ان اسناد

المشوبۃ من کل وجه فتمداد یلزم قد مر غیرہ تعالیٰ و غناء سند عزوجل عموماً اپنے اس قول سے بھی تو نہ چاہئے کہ حضور میں جو صفات الہیہ ہیں کہ اس کے ایک برسے معنی بھی ہیں وہ یہ کہ خود صفات قدیمہ الہیہ بہ ذات حضور قائم ہوں اس نے بالذات عطائی کے مقابل اور قدیم حادث کے مقابل کہہ کر اس تیسری راہ بند کر دی کہ بالذات سے مراد یہ ہے کہ حضور کو بے واسطہ علم عطا ہوا اور قدیم کے یہ معنی کہ حضور کو نزول قرآن ہی سے علم حاصل نہیں ہوا بلکہ حضور کو پہلے سے علم بظلمت الہی حاصل تھا نزول قرآن عظیم سے حضور کے علوم میں اضافہ ہوا اگر اس کی مراد بالذات سے یہ ہوتی تو بالکل حق ہوتی مگر وہ تو عطائی کے مقابل کہہ رہا ہے تو یہ مراد ہرگز نہیں ہوتی بلکہ اگر قدیم سے وہ مراد ہوتی تو کفر سے اسے بجا ایسی مگر وہ تو حادث کے مقابل کہہ رہا ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اللہ عزوجل عمر و ادراک کے ہم عقیدہ کو توفیق تو بہ و استقامت علی الحق عطا فرمائے۔ آمین۔ واللہ ہوا توفیق و ہوا العادی الی الصراط المستقیم ولا الہ الا هو مجتہد و تعالیٰ شانہ لیس کم مثله شیئ و ہوا السبح العلیہ

مسئلہ از بنارس رام نگر سکسٹر جناب محمد رضا خان صاحب۔ ۱۸ ذی قعدہ ۱۳۵۶ھ

علمائے دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں قوم بہتر جن کے یہاں حسب ذیل پیشہ و نام و کام ہوجتے ہیں و طریقہ و رسوم اجراء ہیں۔

(۱) شہنائی بجانے کا کام ہوتا ہے (۲) ڈکٹر بجانے کا کام ہوتا ہے (۳) جو کہ لگانے کا کام ہوتا ہے (۴) حرام پیشے کی ناست بہائی جاتی ہے (۵) حرام ناست سے سو پ و غیرہ بنایا جاتا ہے (۶) ان کے گھروں کی عورتیں جملہ اقوام یعنی مسلم و غیر مسلم کے یہاں پانڈا نکاتی ہیں و غلط بیگیتی ہیں (۷) ان کے گھروں کی عورتیں علماء مسلمان کے دیگر اقوام کے یہاں کا کھانا بکھانا دنا یا تہنہ رسم کالاتی ہیں اور سب اس کو کھاتے ہیں شہنائی و ڈکٹر بجانے کے سلسلہ میں مندروں کا چڑھاؤ و پوجا وغیرہ کی چیزیں لاتے ہیں اور استعمال کرتے ہیں (۸) ان کے یہاں کے مردوں کو غسل دینے کے لئے کوئی مسلمان حجام نہیں جاتا ان کے یہاں کسی کی مندر و نیانیا فاتحہ خواہ محفل میلاد وغیرہ نہیں ہوتی (۹) ان کے یہاں کبھی قرآن خوانی نہیں ہوتی (۱۰) کسی مسلمان کے یہاں ان کی یا ان کے یہاں کسی مسلمان کی آمد و رفت یا شرکت نہیں ہوتی (۱۱) ان کی برادری میں سے جو شخص داخل اسلام ہو پیشہ اپنا ترک کرنا ہے اس سے یہ لوگ کھانا پینا چھوڑ دیتے ہیں (۱۲) ان کے یہاں مردوں کے نام بچو۔ ڈھونڈے۔ بکریدہ۔ جو کران۔ چرو۔ رجب۔ بھگیلو۔ قتل۔ ہینگو۔ پلو۔ تلوا وغیرہ اور عورتوں کے نام گلیا۔ مانگی۔

مولیا سکوتی وغیرہ ہیں ان کی امور وادعات کے قائم گزار رہتے ہوئے کیا وہ قوم ہتر مسلمان کہے
جیں اور ان کی آمد ورفت فرش مسجد پر ہو سکتی ہے اور وہ مسجد کے بندھنے اور پانی وغیرہ کو چھو سکتے ہیں اور وہ
مسلمان نمازیوں کی صف میں شانہ مل کر نماز پڑھ سکتے ہیں؟

الجواب بیان سائن سے معلوم ہوا کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ اگر فی الواقع وہ لوگ
یہاں کے سے ہیں تو نہیں لال گروہ کے پر دلال کتاب کے ماننے والے نہیں، محض گھائے کا گوشت کھا
پرائے آپ کو ہند نہیں سمجھتے مسلمان کہتے ہیں، بلکہ واقعی وہ تمام ضروریات دین اسلام پر ایمان اور
سچے مسلمان کے سب سے عقائد رکھتے ہیں اور کسی حرام قطعی کو حلال نہیں جانتے احرام شیعہ کو حرام سمجھ کر کھاتے
ہیں، مسلمان ہونے پر اعتراض نہیں کرتے، تو وہ مسلمان ہیں اور پاک صاف ہو کر مسجد میں جماعت میں
حاضر ہونے کا ہر مسلمان کی طرح حق رکھتے ہیں کوئی انہیں اس سے نہیں روک سکتا۔ جو روکے گا وہ خود
شرع کا حرم گنہگار ہوگا۔ مسجد بیت اللہ ہے کسی کی ملک نہیں اس میں ہر مسلمان آئے گا سگسار طرح جس
طرح شرعاً حاضر ہو سکتا ہے۔ ناپاک یا بدبو کی چیز لے کر کوئی اس پاک طاہر بقعہ میں قدم نہیں رکھ سکتا اگرچہ
سلطان بنی کیوں نہ ہو اگرچہ قوم کا سید ہی کیوں نہ ہو ہینگ بیچنے والا پٹھان یا ٹی کا تیل فروخت کرنے والا
مسلمان جو کسی قوم کا بھی ہے اگر مسجد میں اس حال داخل ہو کہ اس کے کپڑوں سے ہینگ کی یا ٹی کے تیل
کی بدبو آ رہی ہے اسے مسجد سے روکا جائے گا۔ اور ہتر مسلمان ہے اگر پاک صاف پڑے ہیں کر آیا
ہے مسلمانوں کے برابر کھڑا ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال میں جو امور مذکور ہیں ان میں سے کوئی کفر نہیں ہے۔ ہاں نمبر میں اس وقت حکم کفر
ہو سکتا ہے جب کہ یہ ثابت ہو کہ وہ کسی حرام قطعی کو حلال جان کر کھاتے ہیں اور نمبر ۱۳ میں اس وقت جب کہ
یہ ثابت ہو کہ وہ مسلمان ہونے کو معیوب جانتے اور جرم قرار دیتے ہیں مگر یہ کیوں کہ مقتول جب کہ وہ خود
اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ وہ نام مسلمان سے نہ چڑھتے ہوں گا
کا گوشت کھا لیں کہ مسلمان سمجھتے ہوں۔ واقعی مسلمان ہونے کو برا جانتے ہوں اگر معاذ اللہ اس سے تو
بے شک وہ مسلمان نہیں۔ جیسے ملک نے کو وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں مسلمانوں کے نام بھی رکھتے
ہیں اور سچا مسلمان ہونے کو سخت عجیب جانتے ہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ انجیلی ہیئت محلہ میاں صاحب سکولہ جناب الذونوین صاحب ۳۰ ربیع الآخر ۱۳۵۴ھ

بکرم امام ہیں ہم لوگوں کے اور قاری صاحب سے جامع مسجد میں قرأت کیجئے جایا کرتے ہیں
ایک دن نہیں ان سے پوچھا کہ تم کہاں جایا کرتے ہو بکر یعنی امام صاحب نے کہا کہ میں جامع مسجد میں
قاری صاحب سے قرأت کیجئے جایا کرتا ہوں تاکہ قرآن شریف صحیح طور سے پڑھ سکوں۔ اس کے بعد
زید نے کہا کہ قرأت کیجئے جگہ ٹال ہے اس کو چھوڑ دو اور سادہ طور سے قرآن شریف پڑھتے رہو پس زید کا یہ قول
کیسا ہے؟ اور زید کے لئے شرعی کیا حکم ہے اور وہ امام بنانے کے قابل ہے یا نہیں؟
(نوٹ) اور جو شخص ان سے میل جول رکھے ان کو بھی نماز پڑھے اس کے واسطے کیا حکم ہے؟
اور محمد بن لوگوں کے سامنے زید نے ایسے ناگفتہ بہ الفاظ کہے ان کے تمام درج ذیل ہیں۔

الانقرض علی بیعت عبد اللطیف خاں۔ حاشی علی خاں۔ میز الدین خاں۔ اسفر نور خاں۔
گواہان مذکور بالا کے سامنے زید کے دیگر اقوال یہ بھی ہیں کہ نمازیں سورۃ فاتحہ کے بعد جو سورت
قرآن عظیم کی پڑھی جائے اس میں ہم اللہ پڑھنا شریعت سے منع ہے اہام صاحب سے کہتا ہے نماز غریب
اور مشائخ چھوٹی سورتیں پڑھا کر وندید کے ان اقوال کا شرعی کیا حکم ہے؟

الجواب ائی قرأت کیجئے جس سے آدمی قرآن عظیم پڑھے فرض ہے جس نے اس سے منع
کیا اس نے فرض سے روکا اور ایک فرض کو جھگڑا بتایا اس پر تو یہ فرض ہے۔ اسے تجدید ایمان و تجدید نکاح
وغیرہ بھی چاہئے۔ بہت بد کہ اس کی زبان سے نکلا۔ والعیاذ باللہ۔ اس بات سے میں اختلاف ہے کہ اول
سورت نماز میں ہم اللہ پڑھے یا نہ پڑھے؟ امام اعظم و امام ابو یوسف رحمی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک نماز میں
اول سورت حمل تسمیہ نہیں نام محمد رحمی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک بعد فاتحہ سورت ہے پہلے تسمیہ کا عمل ہے
اول سورت تسمیہ جائز نہیں بہتر ہے غیر تسمیہ۔ اما التسمیۃ عند اجتراء التورۃ بعد الفاتحۃ
فانہ عند ابی حنیفہ لایاتی بہ الا فی حال المہجر ولا فی حال الحافظۃ وکذا عند ابی یوسف لما تقدم
انہا ليست باہم من اول السورۃ ولہم یروشی فی الاتیان بہا اول السورۃ وعند محمد باقی بہا فی
اول السورۃ اذا خافت لاداء جہولان المشرع فیہا الاختلاف كما تقدم فلما فی بہا حال المہجر معافۃ
بالہ وجود سکۃ فی اشام القراءۃ ولہم یروی لا یزید شذو فی الحافظۃ فطناً قال الشیخ المہد درمۃ اللہ تعالیٰ
عند علی قول الغنیۃ لدورۃ القول علی ما اثر فی الصحاح فالصحيح انہ یجوز بل یحسن التسمیۃ اول
کل سورۃ مطلقاً۔ نماز غریب میں بہتر سورہ تعادلی ہیں عشرہ نمازیں غلط کہتا ہے۔ عشرہ میں بہتر اساط ہیں۔

اس میں اصل حضرت سیدنا امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم کا ارشاد ہے انھوں نے حضرت سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تحریر فرمایا اُمّاً فی المغرب بقصاص المنفصل وفي العشاء بوسطا المنفصل وفي الصبح بطول المنفصل۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از شہر بریلی محلہ قاضی ٹولہ متصل درخت کیت اقبال حسین پسر نذاحین جمادی الاولیٰ ۱۲۵۸
 زید کہتا ہے کہ خلاوند قدوس کو ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھنے اور کہنے والا مگر وہ اور بے دین ہے یہ صفت
 خلاوند قدوس کی نہیں ہے بلکہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت کہتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ
 اولیاء کرام کی ہر ایک فی جہاں مرنے کے بعد ان کے ساتھ قبروں میں رہتی ہیں اور دنیا کے تعلقات قبر میں رہتے
 ہیں اور یہ بھی پیدا ہوتے ہیں۔ شریعت مطہرہ کا زندکے واسطے کیا حکم ہے۔ بدینو انوجہ

الجواب حاضر و ناظر لفظ دربار الوہیت کے لائق نہیں کبھی کسی مسلمان کو یاں کہ "حضور" اپنے آپس
 میں ایک جڑا عقلی لفظ ہے مگر اللہ کو حضور سے تعبیر کرتے نہنا ہو گا۔ اور اگر کوئی تعبیر کرے تو مسلمان کا ذہن غلط
 کی جانب انتقال نہ کرے گا۔ بے شک اللہ عزوجل ہر شے سے بڑی چھوٹی سے چھوٹی ہر ایک سے باہر ایک کو
 روشنی اور اندھیری میں ہر وقت ہر آن، جب وقت و آن نہ تھے انھیں سب کو دیکھنے والا اور سب
 اس کے علم میں حاضر وہ ہر بہت سے بہت آواز کا سننے والا ہے، ہمیشہ سے اور ہمیشہ تو وہ شہید و سمیع و بصیر
 ہے۔ حاضر و ناظر کے لفظ سے ممانعت اور بات ہے۔ اور اس مطلب کا انکار اور بات۔ کون مسلمان ہے
 جو معاذ اللہ اللہ عزوجل کو شہید و سمیع و بصیر نہیں مانتا۔ تو شہید و بصیر جو اسے مانے وہ لفظ حاضر و ناظر سے منکر
 ہے کہ یہ لفظ دربار الوہیت کے لائق نہیں نہ بولا جائے۔ نہ کہ سرے سے مطلب ہی کا پھر خدا جگہ سے پاک
 ہے اور ہر جگہ حاضر کا لفظ بظاہر جگہ میں موجود ہونے کو بتاتا ہے۔ اس لئے اور اس سبب سے جو اس لفظ کو
 اس دربار عزت کے لائق نہیں بتا اور منع کرتا ہے، شکیک کہتا ہے۔

والی ہمیشہ انکار کیا کرتے ہیں ان کا یہ افتراء ہے کہ اولیاء کرام کی بی بیایاں ان کے ساتھ مزاروں میں
 رہا کرتی ہیں اور یہ بھی پیدا ہوتے ہیں صرف اتنا بیان کیا گیا ہے جو امام علامہ سیدی محمد زرقانی رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ نے فرمایا ہے کہ انبیاء پر قبور میں ان کی ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں۔ شرح مواہب لدنیہ امام علامہ
 سیدی محمد عبدالباقی زرقانی قدس سرہ التورانی کی عبارت یہ ہے نقل السبکی فی طبقاتہ عن ابن فورق
 انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فی قبرہ ابد الابد علی الحقیقۃ لا العباد لعلباتہ فی قبرہ یصل فیہ

بآداب واقفۃ۔ قال ابن عقیل الحنبلی ویساجع امر واجه ویستمع بحسن اکل من الدنیا وحلف علی ذلک
 وهو ظاهر ولا مانع منه۔ باقی کئی پھندے یہ وہابیہ کے ہیں۔ خدا لہذا اللہ تعالیٰ۔ جیسے ماضی و مستقبل کے
 لفظ اور بارالوہیت میں بولنے سے ماضیت و دربار رسالت میں کہنے کی اعانت کا وہ بنالہ کہ یہ خدا کی صفات
 نہیں حضور کی صفت ہے۔ اور اس کا مطلب یہ ظاہر کیا کہ خدا پناہ بخدا شہید و بصیر رجبے وہابیہ ماضی و مستقبل
 کہتے ہیں، ہی نہیں۔ حضور حاضر و ناظر ہیں ازواج مطہرات کے چہرے ہونے پر خواہ اعتراض کئے گئے ہیں اور
 جو کچھ مذاق اڑایا ہے وہ دین کے معتدلام سیدی زرقانی کا اڑایا ہے۔ اور روزی و رزق پہونچنے پر جو مذاق
 اڑایا ہے۔ وہ خود حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات کا حضور نے فرمایا ہے انبیاء زندہ ہیں اپنی
 قبروں میں نماز پڑھتے ہیں حضور نے فرمایا ہے اللہ نے زمین پر انبیاء کے اجسام کا کھانا حرام فرمایا۔ فہنی
 اللہ صلی برزق۔ اللہ کا نبی زندہ ہے روزی دیا جاتا ہے۔ اب وہابی اپنے گندے جھٹھے کی ساری گنگول
 سب اعتراضوں کی بوجھ اردوں مذاق اڑانے کو دیکھیں اور خود اپنے آپ ہی سے ان کا جواب لیں واللہ
 تعالیٰ اعلم

مسئلہ مرسلہ جناب مولوی عظیم الرحمن صاحب نجفی گورہی مسجد ڈاکا انکس منسلح ہو گئی۔

بجسور سرالطوفت مرکز دائرہ کرامت سرچشمہ وجود و عنایت مافی سنت مافی بدعت سیدی و مولار
 الانقرادامت برکاتہم العالیہ اوست الانجہ بعد تسلیمات افلاص و تنسکے قدم ہدی معرفت ہارگاہ آج کل
 افتخار الحق و رتقی مصنف ماضی الانسان اس امر کی بڑی پرندہ رشااعت کردہ ہے کہ دنیا میں میری تکفیر
 کرنے والی صرف شاہ علی حسین صاحب کی ذات ہے۔ جو صاحب فتویٰ نہیں ہیں اور ایک شخص کی
 عدلانہ قابل توجہ اور نہ قابل اعتماد۔ ہاں وہ علماء ربیہ کی حق گوئی اور افتاب جن کا حق و حصہ ہے اور ان کے
 فکر اس حق گوئیوں میں ششہ ربیہ نیام ہیں اور اظہار حق اور اذہار باطل میں سب سے پیش پیش ہیں۔ اس کے
 ہیں اس سے معاملہ میں اور ان حضرات کی تحریر و تقریر سے میرا کفر و گنہگار نہیں ہے۔ اور یہ قدر نہایت خوش
 کے ساتھ ملکات میں گشت کردہ ہے۔ لہذا اللہ ولی الکفریم دست امانت بڑھا کلاس عنایت کو سرفرازا جائے اور
 تحریر و تقریر سے اس شہید کا اذہار فرمایا جائے۔

الجواب افتخار الحق صاحب رتقی کی یہاں سے تکفیر ہوئی اور شائع ہوئی۔ یہاں کا راز الہی شائع
 چپ کر ملک میں شائع ہو چکا ہے۔ آؤ زمانہ کی حالت اب یہ ہے کہ ایسے واضح واضح کفریات پر بھی تبسب

کوئی شخص کفر کا فتویٰ نہ دے لوگ انہیں کفر اور قاتل کو کافر نہیں جانتے۔ نہیں نہیں ایک دو نہیں لاکھ کفر کے قصبے دیکھتے مگر پھر بھی لوگ نہیں ملتے۔ اور یہی کہے جاتے ہیں سو میں سے نانوے آیتیں بھی کفر کی ہوں ایک اسلام کی ہو جب بھی کافر نہیں کہنا چاہئے۔ اس غلط و باطل دعویٰ کو دین کا فتویٰ سمجھا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ والیہ المشتکی، فتویٰ دینے والے ہی کے سر ہوتے ہیں اسی کو مجرم ٹھہراتے ہیں گویا ان کے نزدیک کفر کہنا کوئی جرم نہیں کافر کہنا جرم ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ وہ امر جس کا کفر ہونا یا یہی ہو روز خدا کی طرح آشکارا ہو وہ جب ہی کفر ٹھہرے گا جب کوئی صاحب فتویٰ ملے کفر بتائے گا؟ صاف صاف غیر خدا کی خدائی کا ادا مارا قرار بھی کفر نہیں تو ایسا ب اور کفر کیا ہو گا؟ شاہ علی حسین صاحب صاحب فتویٰ نہیں تو مسلمان تو ہیں انہیں کفر و اسلام میں امتیاز تو ہے ایک بات جو کھلی کفر ہے جو کسی طرح اسلام نہیں اسے ہر مسلمان کفر کہے گا۔ عالم وغیر عالم اس میں برابر ہیں۔ اور یہی کفر تو اخبث کفر ہے۔ جسے ایک عالمی بھی کفر بتائے چہ جائیکہ شیخ و عالم فرعون و عمرو کے کفر کو کون کفر نہیں جانتا پھر کیا ان کا کفر ان کی شخصیتوں کے ساتھ خاص تھا کہ وہ انھوں نے کیا تو اس کے کہ وہ فرعون نے کیا کفر ہوا دوسرا کوئی بھی وہ کفر کرے کفر نہیں کہ وہ خاص فرعون و عمرو نہیں۔ حضرت شاہ صاحب مدظلہم کی خلافت تو معتبر اور دستاویز بنانے کے لائق تھی مگر جب انھوں نے حقیقت حال سے اطلاع پا کر خلافت بوجہ کفر و فرادی تو یہ لائق اعتبار نہیں حضرت شاہ صاحب لائق اعتماد نہیں۔ مفتی کا فتویٰ تو اکثر بعد استفتاء ہوتا ہے۔ پھر کیا اگر کسی کھلے سے کلمہ اشد واخبث کفر کہنے والے کے کفر کے متعلق کوئی استفتاء ہو مفتی کو اس کے کفر کہنے کی اطلاع نہ ہو اور وہ فتویٰ کفر نہ دے اس سے وہ کفر کفر نہ ہو گا؟ کفر تو کفر ہی ہے اگرچہ عالم پھر میں کوئی فتویٰ اس کے متعلق نہ ہو۔ بہت وہ کفر بات ہوتے ہیں جنہیں جاہل سا جاہل بھی جانتا ہے۔ وہ لائق استفتاء نہیں ہوتے تو ایسے تمام اخبث ترین کفر بات کفر نہ ہوں گے کہ ان کے کفر ہونے کا مفتی نے فتویٰ تو دیا ہی نہیں ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مسئلہ انسانی کسبت منقطع المورثہ مسکولہ طالب حسین صاحب۔ ۲۰ ذی قعدہ ۱۳۵۴ھ
 پیر و مرید کے درمیان گفتگو ہو رہی تھی اس میں ایک شخص نے کہا کہ قرآن عظیم کی قسم کھاؤ کہ بیات
 حلیک ہے میرے کہ اگر قرآن کی قسم کھانے کی ضرورت نہیں ہے اگر یہ کہے تو اس کا قرآن میں خود ہوں
 پیر کا یہ کہنا کیسا ہے؟ بیخدا تو جہر دہا۔

الجواب پیرے جو وہ کلمہ کہا کر لیا اگر وہ جاہل ہے عالم ہو جب بھی ایسا کہنا چاہئے قرآن اللہ عزوجل کا کلام اس کی صفت غیر مخلوق ہے۔ پر اگر صاحب مرتب بھی چوہ کو کتنا ہی بلند پایہ رکھتا ہو اللہ کا بندہ اس کی مخلوق ہے۔ قرآن کی جگہ کیوں کر ہو سکتا ہے یا اگر سچ عالم ہے اور اس نے وہ کلمہ یاس مئی کہا کر اگر یہ سچے تو میں اس کا ہادی اور قرآنی تعلیم کرنے والا خدا تک رسائی کا واسطہ ہوں، تو مطلب ٹھیک ہے۔ مگر لفظ برے ہیں۔ اور اگر جاہل ہے تو ہرگز اس مطلب کا وہم بھی اسے نہیں ہو سکتا۔ اور اگر چوتراں شخص جھوٹ۔ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الالحاقی نے قرآن اپنے آپ کو نہ کہا قرآن کی جگہ اپنے آپ کو نہ رکھا، مصنف فرمایا کہ فرمایا ہذا مصنف صاست وانا مصنف ناطق۔ واما قال رضى الله عنه۔ اس میں اس میں بلا فرق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبت هذا التقية لشر بعد زمان راجعت الحدیقة النذیبة شرح الطریقة المحمدیة لیسیدی المولیٰ عبد الغنی النابلسی قدس سرہ القدسی فی مسئلة فوجدت فیها بحمد اللہ ما یؤید هذا القولی ولله الحمد۔ وهذا انصه لعدم الخلوة وهمة الشیخ الصادق العارف الکامل فی تحقیق العلم والعمل الجامع بین علی الظاهر والباطن کافیه للمریدین ومغنیة لهم عن قراءۃ الکتاب والمطالعة والاشتغال فی العلوم اذ همته وحدها وغیرته الالهیة لا تتركهم علی جهل فی حکم من الاحکام مطلقاً وحيث دخلوا تحت تسميته فهو کتاب لهم وناداة لان عندنا جميع ما يحتاجون اليه مما لی الکتاب وبرزنا کانت قراءتهم ومطالعتهم ودلاستهم علی امتداد غیره ما نفع لهم من الذخیر الثقی امره ونهیہ فیما یعلم من صلاح احوالهم علی مقتضى الشریعة المحمدیة فهو یحتاجهم عن طلبها العلم ولا تألف قلوبهم الا کما من العلم مع ترک العمل به فیکون علمهم حجة علیهم وعلوهم ما ینفعهم شیئاً فشیئاً لانه اعرف بمصالحهم واما اذا کان شیخهم قاصراً اما هلالاً یعلم حکم الله تعالیٰ علیه ولا یعلمه وقد امره بذلك فهو مثال معضل ام واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علماء دین و متقیان شرع متین ان مسئلہ میں۔
مذہب فیدل ووجود کو مکی ہوتے ہوئے یہ کہتا ہے کہ نماز میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیال لانا بیل و گدھے سے برا ہے۔

مذہب فیدل کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے مگر بولے گا نہیں۔ فیدل کے ان قولوں پر سر

و غیر ہم کہتے ہیں کہ زید نے اللہ و رسول کی توہین کی۔ اور عوام میں گڑبڑی ہو گئی ایسی صورت میں تین مولویوں نے یہ فیصلہ کیا کہ بیل گدھے کا اطلاق خیال لانے والے پر ہوتا ہے نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر۔ اور خدا جوت بول سکتا ہے مگر اس کی شان کے خلاف ہے۔ ان کلمات کے اندر ہرگز توہین اللہ و رسول کس نہیں لازم آتی ہے۔ انھیں مولویوں کے کہنے سے زید نے کہا کہ میرے قول میں ہرگز توہین نہیں ہوئی۔ اگر عوام سمجھتے ہوں تو میں توبہ کرتا ہوں۔ اب ایسی صورت میں تردید نام ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب بے شک ان اقوال بدتر از ابوال میں اللہ و رسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین ہے۔ اور ضرور کذب پر قدرت ماننا، اللہ عزوجل کو عیب لگانا ہے۔ کذب عیب ہے یہاں بھی وہی نہیں جو عیب میں ملوث ہو۔ مولوی غزوہ جل کے سر پر وہ عزت تک عیب کی رسانی ہو سکتی ماننا بھی اسے سببی بتاتا ہے اور جو سببی ہو سکے ہرگز خدا نہیں۔ علامہ اسلام کتب عقائد و کلام میں تصریح فرماتے ہیں کہ انکذب علی اللہ تعالیٰ محال۔ صدق اللہ عزوجل کی صفت ہے۔ قال تعالیٰ و من کان من اللہ قیلا و قال عزوجل من صدق من اللہ حدیثا۔ اور اس کی صفات واجب کذب، ممکن ماننا صدق کو غیر واجب ماننا ہے۔ والاحول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اس مسئلہ کو تفصیلات سے سلجھنا السبوح عن عیب کذب مقبور میں ملاحظہ کیجئے۔ زید کو ہرگز نام نہ بنایا جائے۔ اس کے چچے نماز حرام ہے۔ وہ مولوی بھی ملکوں سے پرلی طرف ہیں جنھوں نے کہا کہ بیل گدھے کا اطلاق خیال لانے والے پر ہے۔ ان کا یہ قول شیعہ ہمارے بدتر ہے اور صوت حمیر سے انکم ہے۔ قائل صاف یک دہا ہے کہ "خیال لانا بیل گدھے سے برا ہے" نہ کہ خیال لانے والا۔ پھر یہ بولی بول کر بھی کیا بنالیا؟ اب یہ ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال نماز میں لانے والا ایسا ہے کہ بیل گدھے اس سے اچھے ہیں، حضور کا خیال معاذ اللہ اس درجہ شنیع ہے کہ خیال کرنے والا اس سے تیز روں کے نزدیک بیل اور گدھے سے بدتر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ و لا حول و لا قوۃ الا باللہ و اللہ هو الموفق للهدی و هو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۲ از فرید پور بنگال۔ مرسلہ مولوی عبدالجبار صاحب قادری رضوی سلمہ ماہی الاولیٰ سلمہ صبح کیا فرماتے ہیں علمائے دین مقتیان شرع میں اس مسئلہ میں کہ مطابق مذہب شنیع اشرف علی تھاوی کو کیا کہنا چاہیے؟ بیضا و توجہ رہا۔

الجواب علامہ عرب و عجم نے شخص مذکور کو اس بنا پر کافر کہا کہ اس نے حضور پر نور محبوب رب العالمین محمد رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں ایسی صریح گستاخی کی اور کھلی کالی دی جس میں اصلاً تاویل ممکن نہیں۔ برہنہ برس سے وہ اور اس کے حواری سب سر جوڑ کر تاویل کی کوشش کیا کہ مگر کام نامور اور در کوئی کچھ کہتا ہے، اور کوئی کچھ۔ اور سب یہودہ یاور ہوا، محض لغو و باطل پوچ پوچ کر اس کی اس صریح توبین پر کہ اس نے اپنے حفظ الایمان صکت پر کی یہ پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صبیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس سے مراد بعض ہے یا کل۔ اگر بعض ہے تو اس میں حضور کی کیا خصوص ہے ایسا علم غیب تو نذیر و وعید و حکم ہر مہی و مجنون بلکہ صحیح حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ لہذا یہ یہ کہ غیر صریح ہے اور سنت تردد نام حضور سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام وادامت الیالی والایام کی شان رفیع میں شخص مذکور نے مدتیہ ہدایت بعد ایک چورق کتاب شائع کی جس کا نام "بسط البیان تکلف الفسان عن کتاب حفظ الایمان" اس میں لغو باطل تاویلات کہیں کہ غیر واضح و قلع سے توبہ نصیب نہیں ہوتی۔ اس کتاب کے دور و جوبھی مستند میں وقعات السنان۔ "ادخال السنان" یہ شائع کر دینے گئے جو کچھ کتاب اب تک لا جواب ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک لا جواب رہیں گے۔ اور حق کے مقابل باطل کب جہم مکتا ہے۔ آفتاب حق کے طلوع کرتے ہی ظلمات باطل دور ہو جاتی ہیں، لہذا الحق و نہ حق ابی جلال ان النبی جل کائناتہ و خلائفہ کا جلوہ آشکارا ہوتا ہے۔ "وقعات السنان" اور "ادخال السنان" میں مفندو شن سے نامداس قول قبیح کا کفر صریح ہونا واضح کر دیا۔ واللہ الحق العالی علماء حررین عزیزین نے کفر مذکور کی نہایت فرمایا ہے جو اس کے اس قول بدتر از بولی پر مطلع ہو کہ اس کے کافر و بدعتی غلاب ہونے میں شک کہے خود کافر من مذکوف کفر، وعدا ابہ فقد کفر۔ علماء حررین کا فتویٰ جیسے کیا ہو وہ "حسام الحرمین" دیکھئے اور ہندو سندھ و پنجاب وغیرہ کے علماء کا مستفق فتویٰ جیسے ملاحظہ کرنا ہو وہ "الصوامع الہندیہ" ملاحظہ کرے۔ اور شخص مذکور اور اس کے حواریوں کے دھوکے اور فتنوں سے جیسے بچنا اور ان کی تاویلات کو ریکہ باطلہ کی دھجیاں جیسے اڑانا ہو وہ "وقعات السنان" وغیرہ دیکھئے۔ واللہ التوفیق وهو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۳ از مجلی مجوسازی محلہ چرخ انور پوٹل مرسل منشی مصطفیٰ خاں قادری برکاتی
بھارتی کی جامع مسجد کا مقدمہ علماء سے ضروری استفسار حضرات مقلدین علماء اہلسنت سے جو
کی جامع مسجد کے مقدمہ کے متعلق ایک ضروری استفسار ایک ایسی جماعت نے جو اس کی قائل ہے کہ

دین کا معاملہ اس دن سے سچی اور شکل ہو گیا جب سے علمائے طریقہ نبوی صلی علیہ وسلم سے روگردانی کی اور کتب فقہ کے جادلات اور قیل وقال کو اپنا شیوہ بنالیا پھر تم یہ کیا کہ مخلوق خدا کو مجبور کرنے لگے کہ دین کو ان کتابوں سے حاصل کریں یہ خود دشمنانہ طور پر کار بند ہوں جو انھوں نے اپنی عقل و دماغ سے قرار دے رکھے ہیں بے شمار قیدیوں اور شرطیں ہیں انسان دیکھتے ہی گھبرا جاتا ہے اور کسی طرح نہیں سمجھتا کہ ان میں حق کتنا ہے اور باطل کتنا علاوہ انہیں ان کتابوں میں طرح طرح کے ایسے مسائل موجود ہیں جو کبھی واقع نہیں ہوتے وہ محض فرض و تخمین کی پیداوار اور دین و دماغ کے اختراع ہیں ان سے کوئی علم بھی حاصل نہیں ہوتا البتہ دماغ پریشان اور فکر پر آگندہ ہوتی ہے اور جب سے بڑی یہ بات ہے کہ وہ نہ تو خدا کے احکام میں اور نہ ان پر کار بند ہونے کا اس نے حکم دیا ہے۔ کوئی مضائقہ نہیں کہ یہ کتابیں کتب خانوں میں بطور تاریخی یادگاروں کے محفوظ رکھی جائیں یہ تو کسی حال میں بھی درست نہیں کہ ہم ان کتابوں کو مقدس مان کر ان کی عبادت شروع کر دیں ان کی سطر سطر کو وحی سمجھیں اور اختلاف کو ناقابل معافی گناہ سمجھیں۔ علمائے تقلید کو شیوہ بنالیا ہے پھر تم یہ کہ تمام مسلمانوں پر ان کتابوں کے اتباع اور ان کے مصنفین کی تقلید ضروری ٹھہراتے ہیں اگر کوئی روگردانی کرے اور کہے کہ میرے لئے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کلمات کرتی ہے اس پر نہ یقین اور خروج عن الملت کا فتویٰ لگا دیتے ہیں۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب بیس امام مسجد کھڑک سے تھانہ کے کورٹ میں سوال کیا کہ صرف قرآن حدیث پر چلنے والا آدمی مسلمان ہے یا نہیں؟ مولوی صاحب موصوف نے جواب دیا کہ "صرف قرآن حدیث پر چلنے والا آدمی کامل مسلمان نہیں ہوتا اسلام کی تمام ضروری باتیں قرآن و حدیث میں تفصیلاً نہیں ہیں ان میں سے اکثر باتیں جاتی ہیں مسلمانوں کو اتنا اچھے کی تقلید کی ضرورت ہے جو ان کی تقلید نہ کرے وہ دائرۃ اسلام سے خارج ہے سنی نہیں ہے۔"

آیہ جواب مولوی صاحب موصوف کا صحیح و درست ہے یا خلافت دین و ملت اور کیا اتنی آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ پر کسی کو عمل ممکن ہے اور کیا اجماع امت اور قیاس مجتہدین اصول مذہب و دین سے نہیں ہیں؟ اگر ہیں تو ان کے منکرین کا کیا حکم ہے اور کیا بغیر کتب فقہ کے احکام کی تعمیل کے کسی کا اسلام کامل ہو سکتا ہے؟ اور جماعت مذکورہ بالا اور جو کہ اپنے کو اہل قرآن و اہل حدیث کہتے ہیں اہل سنت و جماعت سے ہیں یا نہیں؟ و بیخود توجہ دو!

الجواب اصول شرع چار ہیں۔ کتاب اللہ، سنت رسول اللہ، حل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم

[illegible][illegible]

ابی سافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا الغین احدکم متکبرا علی امریکمہ یا تہیہ من امری مما امرت بہ او نخبیت فبقول الادری وما وجدناہ فی کتاب اللہ اتبعناہ ایک اور حدیث ہے عن العربیہ بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ایحب احب احب احب علی اریکتہ یظن ان اللہ (تعالیٰ) لہ یحرم الا ما فی ہذا القرآن الا ذاتی قد امرت ووعظت ونخبیت عن اشیاء انما مثل القرآن او اکثر وان اللہ لہ یجل ان تلخلوا بیوت اهل الکتاب الا باذن ولا ضرب فسا شہر ولا کل ثمار ہما اذا اعطو کما الذی علیہم۔

یوہی جب تک اکثر بہترین علماء دین متین جب تک بہ نظر غور و کامل قرآن و حدیث کو دیکھ کر ہیں ان کے مطالبہ سے آگاہ نہ فرمادیں، ناسخ منسوخ وغیرہ نہ بتادیں، کلیات سے نئے نئے حواث و جزئیات کا حکم استنباط کر کے نہ سمجھادیں اس وقت تک مامت الناس کو دین کا عمل پر کامل عمل ممکن نہیں جیسے سنت حضرت سرکار رسالت و صحابہ کرام علیہم السلام و الصلاۃ والسلام سے دین کی تکمیل غیر متقدیر ہی مانتے ہیں۔ یوہی اہل سنت و انہما بن حضرت رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکثر کرام علماء اسلام کے بیان و ایضاح مطالب کتاب و سنت سے ان کے ارشادات کوئی اور چیز نہیں، عمل کی تفصیل کلیات سے احکام جزئیہ کی تشکیل ہیں جس طرح سنت کوئی دوسری چیز نہیں کتاب اللہ کی تفصیل و تفسیر و اہل اور جزئیات کے احکام کی تشکیل ہے۔ جو کتاب اللہ میں مخصوص نہیں۔ ظاہر تکمیل دین کے یہ معنی نہیں کہ دین بعد نزول قرآن ناقص تھا جسے سنت نے کامل کیا بلکہ یہ معنی ہیں کہ کتاب اللہ کو سنت کی عینک سے دیکھنے کا تو کمال پائے گا چنانچہ سنت ہاتھ میں لے گا تو پوری طرح اسے نظر آئے گا۔ یاہ سنت پہنچے گا تو بروہ کمال مقصد تک پہنچے گا۔ اسے چھوٹے گا تو کامل طور پر دین نہ سکے گا اس کا دین ناقص رہے گا۔ عورتوں سے زیادہ کر ان کے لئے اعتبار رہا بعض امور میں خود شرع نے کمی رکھی ہے۔ اور اس نے خود اپنے آپ عمل میں کمی کی عورتوں کا دین فی نفسہ کامل ہے اس میں نقصان اعتبار نہیں ہے۔ اور اس کے دین میں نقصان حقیقی۔ سنت پر عمل کرنا تو دین کا عمل ہے اور اگر سنت سے منہ موڑے گا جب تو کتاب اللہ ہی سے روگرداں ہو گا۔ سارے دین پر نہ آدھے پر کسی پر بھی عامل نہ ہو گا۔ ایسے کو عاقبت ناکستہ و ناسخ نامہ احادیثہ اور وثقہ من الی ما عدلوا من عمل فجعلناہ ہباء منثورا کا شروہ لے گا۔ اور وہ بھی ہرگز ناسخ

قرآن کا ارشاد سنایا کہ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحِبِّکُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ اور یا قَوْمُ اتَّبِعُواْ اَمْرَیْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ اللّٰہُ اور مَتَّعْکُمُ اللّٰہُ مِنْ حَسَنَاتِہٖ ۚ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ بعد نزول آیت کریمہ اللّٰہُ تَعَالٰی نے ارشاد فرمایا کہ اب تمہارا دین تو کامل ہو چکا ہے قرآن سے ہی اپنے سامنے دینی احکام دیکھ لیا کرو۔ دیکھو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہاں کر سنت اسے کتاب اللہ کے اجمال کی ضروری تفصیل فرمادی ناسخ منسوخ کی امام خاص وغیرہ کی تعلیم دے دی یہی ارشاد فرمایا اَنْتُمْ لَیْکُمْ فِیْہِمْ اَقْدَبُ مَا اَنْتُمْ بِنہِمْ اَھْدٰی نہِمْ۔ صحابہ کی پروری و تعلیم کا حکم ہوا یہ نہ فرمایا کہ جہاں سے ارشادات جمع کئے جائیں قرآن کے ساتھ شائع کر دیئے جائیں کہ اہل قرآن بننے والے قرآن ہی سے اپنا دین سمجھ لیں اور اہل حدیث بننے والے قرآن و حدیث دونوں سے اپنے دین کی تعلیم حاصل کر لیں۔ بلکہ جمع حدیث کی تو ممانعت فرمائی تھی اگرچہ وہی حدیث نہ تھی۔

دیکھو؛ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کے ساتھ اپنی منت کی پیروی کا حکم فرمایا اپنی منت کے ساتھ منت خلعاری کی پیروی کا حکم دیا کہ فرمایا **عَلَيْكُمْ بِسُورَةِ الْاَنْزِلَانِ** بین من بعدی اس کے ساتھ آخر صحابہ کا حکم فرمایا۔ مودا اعظم کے اتباع کو ارشاد فرمایا۔ نیز اجماع امت کو حق بتایا، تنقید و اجتہاد کو سزا تکمیل دین کی یہ راہ ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتائی جو اس سلسلہ کو بھٹکے رہے گا وہی وہی راہ منت پر مستقیم رہے گا۔ جو اسے چھوٹے گانٹ سے منحنی موڑے گا۔ اپنا نقصان و خسارہ کرے گا۔ تحصیل و تکمیل علم و عمل کی اس راہ پر چلے گا تو دین کا مل پاسے گا۔ قرآن و حدیث کو ان کے علماء سے حاصل کرے ان کی پیروی کرے۔ ورنہ ڈوبے کہ کسی گڑھے میں نہ گرے۔ شیطان اسے دھکا دے دے قرآن و حدیث سے ہلارت پانے والے ہلارت پاتے ہیں۔ اور گمراہ ہو جاتے والے گمراہ ہو جاتے ہیں۔ خود قرآن عظیم کا ارشاد ہے **يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهٰنٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاسْتَمِعُوْا لِهٰذَا كَلِمَةً تُخْرِجُ مِنَ الْاَلْمِیْنِ اَوْ تُدْخِلُ فِيْهَا لَكُمْ اَلْسِنُۢم مِّنْ بَعْدِهَا فَاُولٰٓئِكَ لَا يَصْلٰحُ لَهُمْ الشَّيْءُ مِنْ اَلْمِیْنِ** ۵۔

یوہی حدیث کے لئے فرمایا گیا الاحادیث معصنۃ الالفاظ فقہار صحابہ کی اقتدار صحابہ غیر مجتہدین تابعین پر لازم ہوئی کہ ان کی اقتدار حضور علیہ الصلاۃ والسلام ہی کی اقتدار ہے۔ تابعین کی اقتدار تبع تابعین پر۔ کہ وہ نہیں مگر اقتدار صحابہ جو اقتدار سرکارِ مہرِ عالم علیہ افضل الصلاۃ والتیمت ہے۔ صحابہ میں بوجہ اختلاف حدیث اور اپنے اپنے اجتہادات کی بنا پر اختلاف جاری ہوا۔ وہ اختلاف ان کے پیروں مقلدوں میں ساری ہوا۔ تابعین و تبع تابعین میں اپنے اپنے اصول سے نئے حوادث کے احکام استنباط کرنے

وقت و ذوق اللہ بتائے دے، ہماری تو ہماری شوکانی بلکہ قومی و صہبائی پر سر منڈانے والے خود اپنے آپ کو اس کا مصداق کیوں نہیں جانتے؟ اسے ہماری وغیرہ کو اپنے طور پر ارباب میں دون انٹر ٹینر لے ڈالو لام ہماری وغیرہ محدثین جی کی مانو تقلید و تعلقہ واجباً کو حق جانو۔ دیکھو تحصیل و تکمیل دینی علم و عمل کی راہ یہ ہے جو اس راہ پر چلو گے تو دین کامل پاؤ گے۔ قرآن و حدیث کو علماء کتاب و سنت سے لو، ان کی پیروی کرو ورنہ قیامت کی عین گڑھے میں نہ گر پڑو۔ بلکہ شیطان نے دکھا دیا اور تم گر چکے ہو۔ اگر اس گہرے گڑھے سے نکلنا چاہو تو اس کی ایک ہی صورت ہے کہ تقلید کرو۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب تک اس عالم ظاہر میں جلوہ افروز تھے اختلاف رہ ہی نہیں سکتا تھا جب حضور نے اس عالم سے رحلت فرمائی صحابہ کہ سب مجتہد تھے جو جو امور مجمع علیہ تھے ان کے سوا بہت امور تھا اپنے اجتہاد سے مختلف ہو گئے۔ جیسے وہ سب حکم حدیث حق و ہدایت پر ہیں یوہیں سارے ائمہ مجتہدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ جیسے صحابہ کی اقتدار کمال دین ہے یوہیں ائمہ مجتہدین کی تقلید۔ جو وجوہ اختلاف صحابہ کے ہیں وہی وجوہ ان کے اختلاف کے۔ بے شک وہ کامل الاسلام نہیں جو سنت سرکار رسالت کو چھوڑے اس پر عمل پیرا نہ ہو۔ پیروی صحابہ، قرآن کے ارشاد و فاسخ و اہل الذمہ پر عمل نہ کرے اور وہ مسلمان نہیں جو اوامر قرآنہ، احکام حدیثہ سے منہ موڑے انھیں نہ مانے اس کا دین کامل نہیں۔ اس کا دین باطل ہے ترک تقلید گمراہی ہے۔ بے شک وہ شخص سنی نہیں۔

غیر مقلدین زمانہ پر جو حکم کفر ہے اور وجوہ سے ہے نہ بوجہ ترک تقلید ہماری اس تحریر سے اگرچہ سوال کا جواب کافی ہو گیا ہے جو دو کی غیر مقلد کا اگرچہ جواب کچھ ضرور نہیں مگر اسے آگے آئینہ بھی دکھا دیا گیا گا جس میں اسے اس کی کردہ صورت نظر آجائے گی یہاں اپنی تائید اور مسلمانوں کے نفع مزید کے لئے تمہا وقت جو دو ایک کتاب میں سامنے موجود ہیں ان سے بعض عبادات پیش کریں۔ حدیقہ مدیہ شرح طریقہ حمیرہ میں حضرت عارف بالله سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی زیر حدیث حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ **وَمَثَلُهُ مَعَهُ وَهُوَ السَّنَةُ الذَّنْبِيَّةُ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى بَاتِلَا يَأْهَابُهَا أَيْضًا كَمَا آتَاهَا الْكِتَابُ** پھر مدخل امام بیہقی سے نقل فرماتے ہیں **وَمَثَلُهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ثَلَاثَةِ أَوْبِهِ أَحَدُهُمَا نَزَلَ اللَّهُ تَعَالَى فِيهِ نَصٌ كِتَابُ فَنَصِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَثَلِ نَصِ الْكِتَابِ وَالثَّانِي مَا نَزَلَ اللَّهُ تَعَالَى فِيهِ جُمْلَةُ كِتَابِ فَبَيْنَ عَنِ اللَّهِ مَعْنَى مَا رَأَاهَا بِالْجُمْلَةِ وَاضْ**

والرشوة ونعموه) أى احكموا شئكم به ايضا واتركوا العمل به. وهذا القول من قائدة ذلك الرجل المذكور
فيه قصور واضح إذ لا يمكنهم أن يجحدوا فى القرآن كما حلف الله تعالى لهم وجوبه عليهم وان كان
القرآن بما جاء فيه صحيح والله فلا بد من النظر فى السنة النبوية ايضاً فان فيها بيان ما شفى فى القرآن
ايضاح بمحمد وتفسير مقتضياته - اى من زير جديش الخرافة رضى الله تعالى عنه سب لالعين اى
اجدن والمعنى لاجعلنى الله تعالى اجدن احده كموتك على اريكته ياتيه امرى اى شافى ما اى من
جهة الامور الذى امرت به الامة بطريق الخلافة عن الله تعالى فى الامراض وانتهت الامة عنه
بالتبابة عن الله تعالى فيقول لا ادرى هذا الاوامر دأى من الامر والنعى وما اى الحكم الذى وجدناه فى
كتاب الله تعالى من الامور التى اتبعنا لا غير وهذا قول من طبع الله على قلبه فاماد ان يفرق
بين الله ورسوله ولن يصل الى ذلك ابداً - قال ليعطى فى المدخل زيادة ابو عبد الله فى رايته
بهذا الاسناد عن الشافعى رضى الله تعالى عنه قال وفى هذا تشييت الخندق عن رسول
الله صلى الله تعالى عليه وسلم وعلامته انه لازم لهم وان لم يجحدوا له نص حكمه فى كتاب
الله عز وجل -

اى من زير جديش عراض بن سارير رضى الله تعالى عنه سب احده كموتك على اريكته
يقن ان الله تعالى لم يصير على الامة شيئاً الا ما اى الذى فى هذا القرآن من المحرمات الظاهرة منه
لكل احد ولا فقد قال تعالى ما فرطنا فى الكتاب من شئ - وفى الحديث قال قال رسول الله صلى
الله تعالى عليه وسلم الحلال ما احل الله والحرام ما حرم الله فى كتابه وما سكت عنه فهو مما عفا
عنه - اخرجه السيوطى فى الجامع الصغير - فان فى القرآن من الاحكام ما لا يظهر بالبداهة لغالب
الانصار ولهذا المادى نظر امامنا الى حقيقة رضى الله تعالى عنه فى استنباط المسائل من القرآن ما لم
يعثر عليه اكثر المجتهدين فنسب اليه القاصرون القول بالرأى فان من وجد الحكم فى كتاب الله
تعالى لا يعدل عنه الى السنة ومن لم يجد له فى الكتاب عدل الى السنة الا وان قد امرت
بالعروف الذى وجدته فى كتاب الله تعالى ما لم يجد لا غيرى وهى الحكمة التى قال الله تعالى
عنها وانزل الله عليك الكتاب والحكمة وهى السنة النبوية كما قد ساء فان امره صلى الله تعالى
عليه وسلم من الله تعالى لانه نبيه ورسوله -

روى البيهقي في المدخل باستادهم عن ابي جعفر عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم
 انه دعى اليهود والنصارى فقالوا يا عيسى عليه السلام فمعد النبي صلى الله تعالى عليه
 وسلم المنبر فغلب الناس فقال ابن الجديف سيفش في التاكيد عن يوافق القرآن فهو عنى وما التاكيد عنى بخالف
 القرآن فليس عنى . وقال الشافعي رضى الله تعالى عنه وليس بخالف الحديث القرآن ولكن حديث
 رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وبين معنى ما امر اذ خاصا و عاما وناسخا و منسوخا ثم يلزم الناس
 ما من بقرض الله تعالى فمن قبل عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فعن الله قبل . وعن على
 رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم انها تكون بعدى ساعة يروون
 عنى الحديث فاعرضوا احد بشهر على القرآن فما وافق القرآن فخذوا به وما لم يوافق القرآن فلا تخذوا
 به ووعظت اى ذكرت التعريب والترهيب وطرحت واستدركت اخذنا من كتاب الله تعالى بوجه
 لم يتكشفت لغيرى . ونهيت الامة عن اشياء من الاقوال والاعمال والاعتقادات والاحوال التى وصلت
 الى من كتاب الله تعالى وولده محمد الى طريقها احد من المجتهدين اصلا لان طريق الوصول اليها التوقيف
 والنبوة لا الاجتهاد وان اقر النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قول المجتهد المخطئ ووعده بالثواب عليه
 موقوفة فقد ان الوحي والنبوة انها اى ثلاث الاشياء التى نهيت عنها مثل المناهى الظاهرة لكم من
 القرآن لاني اخذتها منه بالوحي والنبوة ولا امر وبنى الاما في القرآن .

يدل عليه ما رواه البيهقي في المدخل باستادهم عن ابن طاوس عن ابيه قال قال رسول الله
 صلى الله تعالى عليه وسلم في مرضه الذى مات فيه لايها الناس لا تمسكوا على بشئ فاق لا احل لنا
 احل الله ولا احرم الاما احرم الله في كتابه ام وجميع علم النبي صلى الله تعالى عليه وسلم من القرآن
 فكذلك من وجه الوحي والنبوة فلهذا لا يمكن انه يصل اليه غيرى ونهى الاولياء وان كان في القرآن امرا
 كذلك فكذلك من وجه اخر غير وجه الوحي والنبوة وكذلك علم المجتهدين ونكحوا زواياهم
 من بيان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم الذى هو السنة ويروى غيرهم من المؤمنين الذى
 هو الاجماع والتأمل بالمقاييس فى الكتاب والسنة والاجماع الذى هو التيسر والكل يجمعون فى
 اصل واحد هو محمد وهو القرآن اخذ منه النبي سنته والولى فقهه والمجتهد علمه . واكثر من
 المناهى الظاهرة لكم من القرآن لزيادة اطلاع النبي صلى الله تعالى عليه وسلم على كتاب الله تعالى

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گفت پس اگر گنہگار بنی در سنت رسول خدا گفت معاذ کار می بندم عقل و فکر خود را و تقصیر نمی کنم در اجتهاد طلب مباح پس دست نزد پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در سینه معاذ از برای تنبیه و انقضائے زیادت علم گفت آن حضرت پیاس و ستایش هر خطی را که توفیق داد رسول خدا و رسول خدا را پیچیزے که را حنی و خوشنود ست بوسے رسول ۔۔۔ و در این حدیث دلیل ست بر شریعت قیاس و اجتهاد بر خلاف اصحاب فطوهر که منکر قیاس اند۔۔۔ اسی میں زیر حدیث انما سئل عن کتاب اللہ الخ سبے آنچه بدانند از کتاب خدا و بر سر علم شما بدان پس بگوید و میال بکنید و آنچه ندانید و نزد علم شما پس بسیار بدان را بدانند و ائمنی اللہ تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔۔۔ و چنانچه گفته اند مراد علمے ست که علم کتاب و تفسیر آن وارو۔

اسی میں زیر حدیث انزل القرآن علی سبعة احرف الخ ہے۔ نیز در فرستاده شده است قرآن بر هفت حرف۔ حرف در لغت بمعنی طرف ست و ایسا چاهفت نوع و هفت طریق و آنچه مناسب این معنی اقتضای دست هر آیتی را از آن حروف سبده که قرآن بر آن مترل ست ظاهر ست و باطنی مراد بظاہر آنچه جدا اهل زبان می فهمند و باطن آنچه بندگان خاص حق تعالیٰ بر آن مطلع اند یا مراد بظاہر آنچه بیان می کنند از تفسیر و باطن آنچه کشف می نمایند یا را تا و ایل و تفسیر آنچه متعلق بر وایت ست و تا و ایل و آنچه متعلق بر وایت ست و بعض گویند مراد بظاہر ایمان و بطن عمل یا بظاہر و ایت و تا و ایل و بطن تفهم و تفسیر بظاہر لفظ و بطن معنی یا مراد آنست که قصص قرآن در ظاهر اخبار ست و در باطن اعتبار و لکن حد مطلع بضمیمه فتح طامشده هار بلند که بر آن بر آید و بر پان و ست مطلع شوند و معنی طرف و نهایت از ظہر و بطن را حد و نهایت ست و هر حد و نهایت را مقلے ست که ترقی و صعود بر آید بنام اطلاعی واقع می شود بر آن حد و نهایت پس مطلع ظہر تعلم هویت ست و ملوکے که ظاهر معنی قرآن بدان متعلق ست و معرفت اسباب نزول و تاریخ و نسخ و و ایشاک و مطلع بطن ریاضت و اتباع ظاهر و عمل بمقتضائے آن و تزکیه نفس و تصفیه قلب و تحلیه سر که بد حصول آن بر بطن قرآن اطلاع اقتضای و بعض گفته اند که مراد بحد و احکام شریعت ست که تعین نموده و حد و مرده است و هر یک از احکام اولی سبب ست که بدان اطلاع اقتضای بر هر یک و تمام آن حدود و احکام و موافق اطلاع بر آن حاصل نبود مگر حضرت رسالت را صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علماء از احادیث طبقات و منازل و مقامات نیست چنانچه فوق بعض احوال مقرر۔

اسی میں زیر حدیث العبد ثلاثۃ الخ سبے علم اصول دین و شریعت سہ است یکے کے کہ علم است

اشارت بکتاب الشریعت و تخصیص آیات مکرر بہمت آنست کہ این ام الکتاب و اصل اوست و محفوظ است از اذیت و اشتباہ و ہر چہ جزا و ہست از شا بہت محمول بر آنست و طوئے کہ ہادی و دوساں آنست متعلق است بدان یا سننے کہ ثابت است بمعظمتوں و اسانید آن یا فیضہ ایست کہ شکیل و عدیل کتاب و سنت است و اشارت است باجماع و قیاس کہ مستند و مستبط اندازان و باین اعتیاد آن اسامی و صواب کتاب و سنت و اشارت و تعبیر از آن بغیر فیضہ کردند تفسیر بر آن کہ عمل بر آنہا واجب است چنان کہ بکتاب سنت پس حاصل معنی حدیثش آن شد کہ اصول دین چہا راست کتاب و سنت و اجماع و قیاس و ہر چہ کہ ہست از مواد علوم جزوئ پس آن فعل است و لایعنی۔ تفسیر شرح جامع صغیر میں اکی حدیث کے نیچے ہے۔ او فرایضہ عادلۃ ای مساویۃ للنظر آن فی وجوب العمل بہا و فی کونہا صمد قاصو صوابا۔

تفسیرات احمدیہ میں قاضی بیضاوی سے زیر کریمہ فولانظر الایۃ ذکر کیا فی اللایۃ دلیل علی ان الفقہ من فروض الکفایۃ۔ اسی میں قرایا التفقہ هو الاجتہاد ومن المعلوم انه فرض کفایۃ اسی میں ہے التفقہ هو الجہاد الاکبر اسی میں زیر کریمہ مثنیۃ تحلیلاً ثانیۃ ہے فذلک عکس بہ الامام فخر الاسلام البزدوی وغیرہ علی کون اجماعہم حجتہ لانہ من ثمرات خیریتہم فی الدین وقال القاضی الاجمل يستدل بهذا الآية على ان الإجماع حجة لانها يقتضي كونهم أميون بكل معروف ناهين عن كل منكر اذا الامر فيها الاستعراق ولو اجمعوا على باطل كان امره على خلاف ذلك۔ اسی میں زیر کریمہ لکن ذلک جعلنا کثرۃ ائمتہ و سطۃ الایۃ ہے۔ قد استدلی الشیخ ابوالمنصور الماتریدی بالآیۃ علی ان الإجماع حجة لان الله تعالى وصف هذه الامة بالعدالة والعدل هو المستقن بقوله فاذا اجمعوا على شیء وشهدوا به لزم قبوله هکذا فی المسامک والیہ مآل القاضی البیضاوی و تمسک الشیخ الامام فخر الاسلام البزدوی ایضاً بہ و بآیتین التخریجین قوله تعالى کنتم غیر امة وقوله تعالى ومن یطاع الرسول الایۃ۔

اسکئی میں زیر کریمہ و اطیعوا الله الایۃ ہے۔ قبل المراد باولی الامر علماء الشریع فکأنه امر الجاهلین باطاعة العلماء والعلماء باطاعة المجتہدین۔ لقوله تعالى ولورودہ الی المرسل والی اولی الامر منهم لعلمہ الذین یتطلبونہ منهم وقد یضعت هذه التوجیہ بقولہ تعالیٰ

فان تنازع عظم في شيء لان معناه ان تنازع عظمنا متعمدا ولو الامر وليس للقليل ان ينازع العظمي
حكمه الا ان يقال ان معناه ان تنازع عظمه بينكم يا اولي الامر مع اولي الامر وبالمجمل قد استدل
به منكر والقياس على ان القياس ليس بحجة لان الله تعالى اوجب ما اختلف الي الكتاب و
السنة دون القياس ولنا اننا قد دفع شبهتهم بان اذ اختلفت الى الكتاب والسنة انما هو القياس
عليها يدل عليه لفظ الرد ولما امر به بعد اطاعة الله تعالى واطاعة الرسول دل على ان الحكم
ثلاثة مثبت بظاهر الكتاب ومثبت بظاهر السنة ومثبت بالرد عليهما على وجه القياس فكانت حجة
لنا في ان القياس حجة هكذا في البيضاوي. والحق ان المراد به كل اولى الحكم ما ما كان او اميرا مسلطا
كان او حاكما على ما كان او محجبا قاضيا كان او مفتيا. على حسب مراتب التابع والمتبوع لان النص مطلق
فلا يقيد من غير دليل مخصوص.

القياس ^{على} ليس تركيزه فلهذا يفرق بينه وبين القياس في قوله تعالى يا اولي الامر سمعوا من الله تعالى امرنا بالاعتبار وهو انما في
الثلث المذكورة والقياس نظيره بعينه لان الشرع شرع احكاما على اشرار اليها كما انزل مثلثات
باسباب قصصها ارج يكون اثبات حجة القياس عقليا اي ثابتا بدلالة النص المشابه للقياس لا اثباتا
بعين القياس والالزام والرد وانقول ان الله تعالى امرنا بالاعتبار والاعتبار رد الشيء الى نظيره
وهو عام شامل للقياس والمثلثات وحيث يكون اثبات حجة القياس بعبارة النص فهذا دليل جامع بين
العقل والنقل ولذا لله ترى اهل الاصول يجعلونه تسمية عقليا واخرى نقليا وقد عرفت به صاحب
المدارك والبيضاوي وايضا الحجة العقلية ما روي عن معاذ بن جبل قال قال له رسول الله صلى الله
تعالى عليه وسلم سمعتموه نقضوا ما عدا الحديث.

القياس ^{على} ليس تركيزه ومن يشاقق الرسول الآتية سمعنا معا ومن يشاقق الرسول اي يخالفه
ويطيع غيره سبيل المؤمنين من عمل واعتقاد قوله ما تولى اي تسلط على ما احبه من الردة والكنف
والضلال ونضله جهنم اي ندخله فيها وسامات الجنة ومصير الاله والاصل ان هذه الآية هي التي
تدل على ان الاجماع كالكتاب والسنة كما ذكره اهل الاصول والمفسرون جريما وذلك لان الله
تعالى جعل اتباع سبيل المؤمنين كشافة الرسول عليه السلام حيث جعل كلاهما شرا في ميزان العدل
وهو قوله ما تولى ونضله جهنم والجزاء المذكور جزء لكل منهما بالاستقلال كما قال في البيضاوي والآية

تدل على حرمة مخالفة الاجماع لانه تعالى رتب الوعيد الشديد على مخالفة اتباع غير سبيل المؤمنين وذلك اما الحرمة كل واحد منهما او احدهما والجمع بينهما والثاني باطل اولاهما ان يقال من شراب الخمر واكل الخنزير استوجب الحد وهكذا الثالث لان مخالفة حرمة ضم اليها غيره اوله ضم واذا كان اتباع غير سبيلهم محرما كان اتباع سبيلهم واجبا لان ترك اتباع سبيلهم ممن عرف سبيلهم اتباع غير سبيلهم هذا الفظ فاعلم ان اتباع سبيل المؤمنين اى ما عليه المؤمنون باجماعهم واجب وذلك يسمى بالاجماع فيكون الاجماع حجة قطعية يكفر جاحدا كالكتاب والسنة المتواترة ويكون مقدما على الخبر المشهور والاحاد اذا انتقل اليها بجماع كل عصر في نقله واما اذا انتقل اليها بالافراد كان كقول السنة بالاحاد ولا بد في الاجماع من داع مقدم وهو قد يكون من خبر الواحد والقياس يعنى لابد ان يثبت الحكم من خبر الواحد او القياس ثم يجمع عليه الامة والعزيمة فيه ان يعقل كل واحد اجمعا في هذا الحكم ويشترط كل واحد على الفعل والرخصة فيه ان يتكلم البعض او يفعل البعض دون البعض واهل الاجماع من كان مجتهدا غير روى هوى ولا فسق وقيل لا اجماع الا للصحابة وقيل لا اجماع الا لاهل المدينة والصلابة فيه طويل مذكور في اصول الفقه ان شئت فراجع اليه.

ملفوظات ميرزا محمد باقر آقا خان
 من قوله تعالى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ
 وشكركم يريد بهم امراء المسلمين في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وبعدة وبنده
 فيهم الخلفاء والقضاة وامراء السرية وقيل علماء الشريعة وقوله تعالى ولوروده الى الرسول و
 اولى الامر منهم ذكره البضاوى وقال الواحدى اطيعوا الله واطيعوا الرسول اتباع الكتاب
 والسنة واولى الامر منهم قال ابن عباس في رواية الوالىهم بعض الفقهاء والعلماء اهل الدين
 يعلمون الناس معالم دينهم اوجب الله تعالى طاعتهم ركبا قال جابر وهو قول الحسن
 والنجاشي ومجاهد وقال الزجاج وجملة اولى الامر من يقوم بشان المسلمين في امر دينهم
 وجميع ما ادى اليه صلاحهم وقال شئنا زادنا في حاشيته على البضاوى عند قوله تعالى و
 علم آدم الاسماء كلها المراد من اولى الامر العلماء في اصح الاقوال لان الملوك يجب عليهم
 طاعة العلماء ولا يتعكس.

وقال الشيخ العيني رحمه الله تعالى في شرح الكنتز قوله وللشباب العالم ان يتقدم على
 الشيخ الجاهل في مسائل شتى اخر الكنتز لانه افضل منه قال الله تعالى قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْكَافِرُ يَنْفَعُكَ
 وَالْمُؤْمِنُ لَا يَنْفَعُكَ لَوْلَا ذَلِكَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولَى الْأَمْرِ مِنْكُمْ والمراد
 بأولى الامر العلماء في اصح الاقوال فان تنازعنا في عظم انتم وأولى الامر منكم في شيء من امور الدين
 وهو يؤيد الوجه الاول يعني من المراد بأولى الامر الاسراء اذ ليس للمقلد ان يمانع المجتهد في
 حكمه بخلاف الرؤس الا ان يقال الخطاب لأولى الامر على طريقة الالتفات قاله البيضاوي وقال
 الخازن تنازعنا في اختلاف في شيء من امور دينكم والتنازع اختلاف الاراء واصلها من انتزاع
 المحبة وهو ان كل واحد من المتنازعين يترفع المحبة لنفسه فر دوا الى الله والرسول ام لا والاول
 الامر الذي تنازعنا فيه الى كتاب الله عز وجل وإلى رسوله صلى الله تعالى عليه وسلم مادام حيا و
 بعد وفاته الى سنته فان وجد ذلك الحكم في كتاب الله اخذ به فان لم يوجد ففي سنة رسول
 الله صلى الله تعالى عليه وسلم فان لم يوجد في السنة فسيده الاجتهاد وقول الرد الى الله و
 رسوله ان تقول لما لا تعلم الله ورسوله اعلم وقال البيضاوي فر دوا فر اجعوا فيه الى الله الى
 كتابه والرسول بالسؤال عنه في زمانه وامر ارجعة الى سنته بعد وفاته واستدل به منكر القياس
 وقالوا انه تعالى اوجب رد المختلف الى كتابه وسنته دون القياس واجيب بان مراد المختلف بالمتفق
 عليه انما يقول بالثقل والبناء عليه وهو القياس ويؤيد ذلك الامر به بعد الامر بطاعة الله و
 طاعة رسوله فانه يدل على ان الاحكام ثلاثة مثبت بالكتاب ومثبت بالسنة ومثبت بالرد اليهما
 على وجه القياس ام لم يقرر -

اكتفى من سببه ومن يشاقق الرسول اى يخالفه ويتبع غير سبيل المؤمنين اى غير ما صهر
 عليه من اعتقاد وعمل ذكره البيضاوي قوله ما تولى اى يخلفه واليا من قول من الضلال ونحو بينه
 وبين ما اختاره وتصله جهتم وساءت مصيرا قال البيضاوي الآية تدل على حرمة مخالفة
 الاجماع لانه تعالى رتب الوعيد الشديد على الشاقة واتباع غير سبيل المؤمنين الخ اى مراعاة
 حديث كى شرح عن الحارث بن الاعور رضى الله تعالى عنه انه قال سررت بالمسجد فاذا الناس
 يخوضون في الاحاديث فلما دخلت على رضى الله تعالى عنه فاعبرته فقال اوقد فعلوا هاتفت

نعم قال اما اني سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يقول الا انما استكون قننة قلت فما
المخرج منها يا رسول الله قال كتاب الله فيه نبأ ما قبلكم وخبر ما بعدكم وحكم ما بينكم وهو الفصل ليس
بالمعزول من تركه من جبار قصمه الله ومن ابتغى الهدى في غيره أضله الله الحديث فقرأته
اي قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم والمخرج منها كتاب الله تعالى اي التفصيل به وترت
الامر ام العقلية فان فيه بيان حكم هذه المسألة في كتاب الله بيان حكم كل شيء حتى المسألة المذكورة
في التكليف المساجد بسلام اهل الدنيا ودية المعافاة من كل داء والسلاسة من كل فتنة وكل محنة
ظاهرة او باطنة فيه اي في كتاب الله نبأ أي خبر ما أي الذين قبلكم وخبر ما بعدكم يعني علوم الانبياء
والآخرين وهي قصص الأمم الماضية وحديث هذه الأمة الى يوم القيامة وحكم ما بينكم في الدنيا
من حلال وحرام وسند وب ومنكره ومباح وصحيح وفاسد وفي الأخرى من ثواب وعقاب وعتاب و
نزال وحساب وخلود في نعيم وفي عذاب اليعر هو يعني كتاب الله تعالى الفصل ليس هو المعزول
من تركه اي لم يعمل به ولم يفتن عند حلاله وحرامه ولم يتعظ بمواعظه من جبار بيان لمن
تركه وهو كل عات قصمه الله تعالى اهلكه الله ودمره في كل امر شرع فيه بكونه ترك الاحتكام
والإلتجاء لكتاب الله تعالى وتبع رأييه وعقله ومن ابتغى الهدى الى طلب الهدى الاتصال الى الحق في غير
اي في غير كتاب الله تعالى واما السنة والاجماع والقياس التابع لذلك ففي من الكتاب البين ليل
قوله تعالى وَمَا أَعْطَاهُمُ اللَّهُ شَوْعًا فَاسْتَفْهَمُوا وَقَوْلُهُ وَلَا تَقْرَؤُوا قَوْلَهُ وَلَا تَقْرَؤُوا
وقوله تَقْرَؤُوا قَوْلَهُ يَمِينًا بِالْقِيَسِ وقوله فَاسْتَفْهَمُوا أَيَا قَوْلِي الْأَبْصَارُ فان لا اعتبار هو القياس كما ان لا
عن التفرقة والتمايز يقتضي المنع عن الاجماع وذكر الخائف في تفسير قوله تعالى ومن يشاقق
الرسول الآية قال روى ان الشافعي رحمه الله تعالى سئل عن أبيه من كتاب الله قول علي ان الاجماع
حجة فقراء القمات ثلث مائة مرة حتى استخرج هذه الآية وهي قوله وَتَنجِيحُ عَمْرِو بْنِ لُطَيْمٍ وَالْمُؤْمِنِينَ وَ
ذلك لان اقتراح غير سبيل المؤمنين مفارقة الجماعة وهو حرام فوجب ان يكون اتباع سبيل
المؤمنين ولو مرجحاً عنهم واجبالان الله تعالى الحق الوعيد لمن يشاقق الرسول ويتبع غير
سبيل المؤمنين فثبت بهذا ان اجماع الأمة حجة وذكره الشافعي اي ايضا في تفسير الآية المذكورة
اي من اس حديث عن عائشة رضي الله تعالى عنها ان رسول الله صلى الله تعالى عليه

وسلم قال ستة لعنهم ولعنهم الله وكل نبي يجاب الدعوة النازلة في كتاب الله الحديث كمن
 نفي كنهه من الزنادي يعني الذي يتراد في كتاب الله تعالى ما ليس منه عامدا متعمدا بان وضع
 كلمة مثلا زائدة عليها لمن لم يقرأ القرآن بعدوا فكتب كلمة تراشدت وادخلها في كلام الله تعالى
 او اخترع كيفية عمدا او قرأ بها آية من كتاب الله تعالى او زاد احكاما من احكام الله تعالى بمجرد
 قياس عقله وطبعه كمن حرروا العبيد من الله تعالى في كتابه او اباح ما لم يحرمه الله تعالى في
 كتابه ولا يدخل في ذلك من حرروا اباح بالسنة او الاجماع او القياس في حق المجتهد فانه حكم
 بالكتاب ايضا لانها منه كما قد منا وكذا ذلك من اخترع بعقله وما آية معنى الآية من كتاب الله
 تعالى لا يليق بالشريعة كما روى عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما انه قال قال رسول الله
 صلى الله تعالى عليه وسلم من قال في القرآن بغير علم فليتبوء مقعده من النار وفي رواية من
 قال في القرآن برأيه اخرجته الترسدي وقال حديث حسن - قال العلماء انهم عن القول في
 القرآن بالرأي انما ورد في حق من يتأول القرآن على مراد نفسه وما هو تابع للحوال وهذا لا يخلو
 ما ان يكون عن علم ولا فان كان عن علم كمن يمتنع ببعض آيات القرآن على تصحيح بدعته وهو يعلم
 ان امره من الآية غير ذلك لكن غرضه ان يلبس على خصمه بما يقوى حجته على بدعته كما يستعمله
 الباطنية والنواصب وغيرهم من اهل البدع في المقاصد الفاسدة ليعرّبوا بذلك الناس - وان
 كانت القول في القرآن بغير علم تكسر عن جهل وذلك ان تكون الآية محتملة لوجه فيفسرها بغير
 ما تحتمله من المعاني والوجوه فهذا ان الضمان مد مؤمان وكلاهما داخل في النفي والوعيد الوارد
 في ذلك - فاما التاويل وهو صرف الآية على طريق الاستنباط الى معنى يلبس بها محتمل لما قبلها وما
 بعد ها وغيره فالتاويل للكتاب والسنة - فقد رخص فيه اهل العلم فان الصحابة رضي الله تعالى
 عنهم قد فسروا القرآن واختلفوا في تفسيره على وجوه وليس كل ما قالوه معروفا من النبي صلى
 الله تعالى عليه وسلم ولكن على قدر ما فهموا من القرآن فكلموا في معانيه وقد دعي القسبي
 صلى الله تعالى عليه وسلم لابن عباس فقال اللهم فقهه في الدين وعلمه التأويل - فكان اكثر
 ما نقل عنه التفسير كما قاله ابو محمد النازلي في اول تفسيره -

يحيى طاهر محمد أنكرى روى بر كل طريقه محمدية او عارف بالتفسيرى عبيد الغنى نالسى دمشق

قدس سرہ القدسی اسی حدیقہ ندریہ میں اس شبہ کے جواب میں کہ جب ادھر فصل الاعتصام بالکتاب
والسنة اور اس کے بعد کی فصل میں یہ گذر چکا ہے کہ کتاب عزیز قرآن اور سنت نبویہ محمدیہ امر دینی میں
ہر مکلف کو کافی ہیں وہ ظاہر و باطن کسی میں ان دونوں کے غیر کی طرف محتاج نہیں انھیں کے انور
اسے کافی ہیں۔ وہ کسی اور روشنی کا محتاج نہ نہیں ہو سکتا۔ اس سے ظاہر ہو کہ جو امر کتاب و سنت
سے ثابت نہیں بدعت مکر وہ ہے اور گمراہی و ضلالت۔ جب یہ بات ہے تو فقہ کا یہ ارشاد کہ اولہ
شرعہ چار ہیں یہ کیوں کہ مستقیم ہو گا۔ امام نسفی نے منار میں فرمایا اصول شرع تین ہیں کتاب، سنت،
اجماع امت اور چوتھی اصل قیاس ہے۔ امام فخر الاسلام نے فرمایا اصل رابع انھیں اصول سے مستنبط
قیاس ہے۔ مرقاة الوصول میں فرمایا "اولہ چار ہیں کتاب، سنت، اجماع، قیاس، کہ دلیل یا وحی
ہوگی یا غیر وحی۔ وحی متکو ہوگی تو یہی کتاب ہے یا مستلزم ہوگی یہی سنت ہے۔ اور غیر وحی اگر ایک
زمانہ کے سارے مجتہدوں کا قول ہے تو یہی اجماع ہے اور اگر سب کا نہیں یہی قیاس ہے۔

فرماتے ہیں فلتأني الجواب عن ذلك نعم ادلة الشريعة اربعة ولكنها ترجع الى اثنين الكتاب
والسنة اذ لابد للاجماع من سند اى دليل يستند قول اهل الاجماع اليه قال فى شرح مرقاة
الوصول لاليد للاجماع من سند اى دليل او امارة يستند الاجماع اليه لامتخالة الاتفاق بلا داع
عادة ولان الحكم الذي لم ينفذ به الاجماع ان لم يكن عن دليل معني كان عن عقل وقد ثبت ان الحكم
له عندنا وفي شرح المنار لابن مفلح وقيل يستند الاجماع لامن دليل بل بالهام وتوفيق بان يخفى
الله تعالى فيهم علانهم وما يادون ففهم لا خفاء بالصواب كبيع التعاطى والجرعة المحماة ولكن نفعل ذلك
اسد لان العود الى الاستصحاب منها للاجماع على حكم من الحكم الله تعالى جزا فابل بناء على حال
او معنى من النصوص وانه مؤثر او ما ذكره من بيع التعاطى واجرة المحماة فالاجماع فيها ما وقع
عن دليل لا منه لعدم نقل اليها انتظام بالاجماع كذا في جامع الاسرار۔

وقال التتائاني في التلويح والجمهور على انه لا يجوز الاجماع الا عن سند ولما رآه لان عدم
السند يستلزم الخطأ اذا الحكم في الدين بلا دليل خطأ ومجتمع اجماع الامم على الخطأ وايضا
اتفاق الكل من غير داع مستحيل عادة كالاجتماع على احمل طعام واحد وفائدة الاجماع بعد
وجود السند سقوط البحث وحرمه المخالفة وصبر وروية الحكم قطعيه شرعا خلتها في السند

فذهب المجاهدون الى انه يجوز ان يكون قياسا وانته واقع كالاجماع على خلافة ابي بكر رضي الله
تعالى عنه قياسا على امامته في الصلوة حتى قيل مراضية رسول الله صلى الله عليه وسلم لا مردنا
اطلا منضاه لامر دنياء وذهب الشيعة واداد الظاهري ومحمد بن جرير الطبري الى المنع من ذلك
واما لو امكن السند خبر واحد مستغن عليه كذا في عامة الكتب وقد وقع في الميزان واصول ائمة
الشرعية ان المذكورين خالفوا في القطع قياسا كان او خبر واحد ولم يجوزوا والاجماع الاعنى قطعي
لانته قطعي فلا يمتنى الاعنى قطعي لان القطع لا ينفيد القطع وجوابه ان تكون الاجماع حجة ليس
مبنيا على دليل بل هو حجة لذاته كرامة لهذا الامة واستدامة لاحكام الشريعة والدليل على
بطلان سذجهما انه لو اشتراط كون السند قطعيا لوقع الاجماع لغواضروا وشيخو الحكم قطعي
بالدليل القطعي من احدهما اي من الكتاب والسنة حال ايان كان صريح اية او حديث ولو خبر
واحد او ما لا ي مرجع يرجع الى كتاب او سنة وهو القياس كما قد ساء على القول بالصحيح اذ في اشتراط
السند الاجماع خلاف ذكرنا وكذا في كون القياس وخبر الواحد سنداً الخلاف الذي سؤ ولابد
للقياس ايضا من اصل ثابت باحد هما اي بالكتاب او السنة فانه اي القياس مظهر للحكمة الثابت به
لا مثبت له قال في شرح سرقات الوصول القياس مظهر لا مثبت والمثبت ظاهر ا دليل لاصل وحقيقة
هو الله تعالى شرع قال في شروط القياس وان يكون المعدى حكما شرعيا ثابتا باحد الاول الشئفة
الكتاب والسنة والاجماع اذ لو كان حسيا ولغو لم يعجز الم

ا كما يرس في شرح المنار لابن مفلح قدما الكتاب لانه حجة من كل وجه واعقبه بالنسبة
لان حجيتها ثابتة بالكتاب وانما الاجماع لتوقع حجيتها عليها شرعا والقياص اصل بالنسبة الى حكمه
فخرج بالنسبة الى الشئفة ام تكون حجة السنة موقوفة على الكتاب لقوله تعالى وما حكمكم من شئ
تخلفوا وما حكمكم من شئ فالتفتوا وتوقف الاجماع عليهما بسبب اشتراط السند له وهو من احدهما
حالا او ما لا ف الكتاب اصل من كل وجه والسنة والاجماع اصول من وجه وفروع من وجه
رفرجع الاحكام الشرعية كلها (ومبنيها) اي الحكم باشياءها اثنان فقط في الحقيقة وهما الكتاب
والسنة والادلة الباقية مراجعة اليهما واما شرائع من قبلنا فلصقة بالكتاب والسنة والعرف
والعامل مطبق بالاجماع والاستصحاب والتفري عمل باحد الامربعة والعمل بالظاهر والاظهار

عمل بالاحتساب والاخذ بالاحتیاط عمل بقوله عليه السلام مع ما يربك الى ما لا يربك والفرقة
لتطبيب القلب بالسنة والجماع وانما الصحابة وكبار التابعين بشبهة الحديث او بقوله عليه السلام
اصحابي كالنجوم بعضهم اقتل بدماء هتديتم وقوله عليه السلام خير القرون قرني الذين انا فيهم
شوالذين يلوونهم الحديث۔

وفي شرح ابن مفلح على المناس فان قلت قد ثبت بالحكم بشرائع من قبلنا وبمعامل الناس
وبالاخذ بالاحتیاط والتحرى وباتخاذ الصحابة فكيف حصرنا الاصول في الابعة قلنا هذه الاحكام
غير خارجة عنها الماشرة مع من قبلنا فقد صارت شريعة لنا لان نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم
قصها علينا ولم ينكرها والتعامل لمحقق بالجماع والعلم والاخذ بالاحتیاط العمل باقوى الدلائل كما
في الاصول الثلاثة والعمل بالتحرى عمل بالسنة لانها وردت في جوانب عند الحاجة والعمل بالانذار
عمل بقوله صلى الله تعالى عليه وسلم اصحابي كالنجوم انتهى۔ والمحال ان كل ما ذكره راجع الى الاصول
الاربعة والاصول الاربعة مراجعة الى الكتاب والسنة۔ والسنة شرح الكتاب وبيان معنى الجملة
اليه۔ قال البيهقي في اول المدخل ووضع يعنى الله تعالى رسوله صلى الله تعالى عليه وسلم في دينه
موضع الابانة عنه ما راد بكاتبه عائدا وخصوصا وفرا وندا يا ويا حجة وارشادا ووقفا وعددا۔ فقال
جل ثناؤه وَأَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ الَّذِي كَرَّمَهُ بِخَبَرٍ لِّتُبَيَّنَّ لِلنَّاسِ مَا نَزَّلْنَا فِيهِ وَلِكُلِّ فِتْنَةٍ مِّنْهُمْ كُتِبَ ثَوْبٌ وَأَمَّا فَالْصَّلَاةُ
الحقيق هو كتاب الله تعالى لا غير فظهر لك ايها المصنف ان اصول الشريعة اربعة اربعة ترجع الى اثنين
هما الكتاب والسنة اه باختصار يسير۔

بجهد الشريعة وتعالى شأنه بجهال بروج اتم آيات كرمه وادارته فقيه واقوال علماء وائمه
آفتاب بصفت النباهه سمى زياده روشن وقبال هو اكمل اصول شرع چاردين بے ان چار اصولي كے
شرعت پر عمل ممكن هي نہیں۔ جو چار اصول نہ مانے وہ كتاب اللہ و سنت رسول اللہ کا نام ہی ليتا
ہے در حقيقت كتاب اللہ و سنت رسول اللہ پر عمل نہیں۔ اور نہ غیر محمد کو بے تقليد كتاب و سنت
پر عمل ممكن۔ وہاں یہ بھی آشکارا ہو گیا کہ علماء و ائمہ محض اپنی رائے سے دين ميں کچھ نہیں کہتے نہ اسے جائز
کہتے ہیں وہ قواسے حرام و کبیرہ جانتے ہیں کذاب غیر مقلدوں کا یہ ظلم عظيم ہے کہ وہ ان پر یہ بہتان اٹھا
سمت شديد خيست، انفر کرتے ہیں۔ جسے یہ غیر مقلدین اختراع فی الدين کہتے ان کی رائے بتاتے ہیں ہرگز

وہ ان کا اختراع نہیں ہرگز وہ ان کی رائے محض نہیں تفقہ واجتہاد کو رائے اور اختراع کہتے والے آنکھیں کھولیں اگر نزولِ عائد نے ابھی انھیں بالکل ہی اندھا نہ کر دیا ہو تفقہ واجتہاد کے متعلق علماء و ائمہ کے جو ارشادات اور بیان کی عبارت میں گزرے انھیں دیکھیں اور عقل رکھتے ہوں تو ہمیں کہ تفقہ واجتہاد اور چیز ہے اور عقل گدے اور اپنی رائے محض کے ڈھکوسلے اور اپنی خواہش و ہوائے نفس و طبیعت کے منسوب ہے اور حیز ہے۔

اد پر کی عبارت میں اس مطلب کے اشارات نہ سمجھ سکیں یا اس مطلب کے صریح ارشادات تلاش کرال جائیں تو ”طریقہ محمدیہ حدیقہ ندیرہ کا بارشاد ہی دیکھ لیں۔ فرماتے ہیں لایخونک مطالعات الجہل المتسکین الفاسدین المضلین الضالین بقیرہم الی قولہ خارجین عن مناہج علماء الفیقہ المحمدیۃ لیسکھم باحکام عقولہم الضعیفہ و امر ائہم السخیفہ و علماء الشریعۃ یمسکون باحکام کتاب اللہ و سنتہ و رسولہ و لجماع الامۃ المہدیۃ بین و نعیم الدلیل بحکم القیاس فی الثابت بالیقین“ تفقہ واجتہاد کا فرض ہوتا علمائے ثابت فرمادیا اور خبر و قیاس عقل و ہوائے نفس و خواہش طبیعت کے کوئی حکم کرنا ہے نہ ہی عنہ، ناجائز و حرام بتا دیا۔ تفقہ واجتہاد کا سنت صحابہ نہ نقطہ صحابہ بلکہ سنت رسول علیہ السلام ہونا آشکارا کر دیا۔ علمائے ارشادات پر اگر غیر مقلد عناد انظار التفات نہ کرے تو اس پر سخت آفت غضب مصیبت تو یہ ہے کہ حدیثوں میں بھی فقرائے موجود ہے اور پردوں و حلیوں میں گذریں۔

ایک ائمہ اقصیٰ بینکا ہر اسی فیما لہ ینزل علی فیہ دوسری حضرت فاروق عادل اعظم کا فرمان ان الراۃ بانما کان من رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعبی الا ان اللہ تعالیٰ کان یوریه انما ہونما النقص و لا التکلف یہاں رائے کا لفظ دیکھ کر غیر مقلد معلوم نہیں اپنی اذنی اندھی سمجھے حضرت سینا فاروق بلکہ خود حضور سیدنا سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے کیا رائے قائم کرے۔ کیا غیر مقلدان حدیثوں کو بھی مختصر ہوتا دینے کی جرأت کرے گا یا معاذا اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس رائے کی بنا پر مختصر فی الدین ٹھہرائے گا۔ غیر مقلد سے یہ جرأت تو عجب نہیں مگر اس پر قہر پلا اور سخت قیامت تو خود قرآن عظیم نے قائم فرمائی ہے کہ یہ فرما کر واد و دسلین و الذی یحکم فی الحرات و انفتحت فیہ عند القوم و کان لیسکھم بطہار بن فہمنا حاسلین و کلا یتنا حکما و علما اتفقہ واجتہاد کو مجرد عقل ڈھکوسلوں سے ممتاز فرمادیا۔ تفقہ واجتہاد کو عطیہ خداوندی نعمت الہی قرار دیا۔ تفقہ

واجتہاد اور اس سے حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کو سراہا ایک تفسیر سے متعلق حضرت سیدنا داؤد و حضرت سیدنا سلیمان علیٰ نبینا و علیہما علی سائر الانبیاء و الرسل الصلوة والسلام۔ کے دو فیصلوں کا آیہ کریمہ مذکور ہیں قصریان فرمایا ہے کہ یاد فرمائیے۔ داؤد و سلیمان کو جب وہ دونوں ایک کھیتی کے بارے میں فیصلہ کر رہے تھے جب کہ اس میں گھس کر لوگوں کی بکریاں اسے چرگئی تھیں ہم ان کے فیصلوں کو دیکھ رہے تھے تو ہم نے اس کے بہتر حکم کی کھریاں کو دی انھیں سمجھا دیا اور داؤد و سلیمان ہر ایک کو ہم نے حکومت و مملکت عطا فرمایا۔

مفصل قصروں ہے کہ عہد سیدنا داؤد علیہ السلام میں کسی کے کھیت میں بکریاں رات میں پڑیں اور سارا کھیت چر گئیں۔ حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام کے حضور یہ مقدمہ آیا آپ نے نقصان نفع اور بکریوں کی قیمت کا حساب لگایا۔ تو کھیت کا نقصان ساری بکریوں کی قیمت کے برابر تھا لہذا آپ نے فیصلہ دیا کہ یہ سب بکریاں جنھوں نے کھیت چر لیا ہے کھیت والے کو دے دی جائیں۔ حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں وہ لوگ حاضر ہوئے اور وہ فیصلہ ان سے عرض کیا۔ انھوں نے فرمایا کہ اچھا فیصلہ فرمایا مگر ایک دوسرا فیصلہ جو ارفق بالقرینین ہے۔ جب حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام نے ان کا یہ قول سنا انھیں ہلکا کر پوچھا کہ تم کیا حکم دیتے انھوں نے فرمایا میں بکریاں کھیت والے کو دلا دیتا اور کھیت بکری والے کو کہ وہ اس کے دودھ وغیرہ سے فائدہ مند ہو تا بہت ہی ہال تک کہ جب سال آئندہ اس کا کھیت پھر اسی حالت میں آجائے تو بکریاں واپس کر دے۔ حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام نے بھی یہ فیصلہ کرنا پسند فرمایا اپنے فیصلہ کو واپس لیا اور اسی فیصلہ پر عمل کیا گیا تفسیرات احمدیہ میں فرمایا خیل کان بالاجتہاد الا ان اجتہاد سلیمان اشہد بالصواب وهو المختار للامام الزاهد وغیرہ الاملاہ اس آیت اور قصہ سے علماء نے باب اجتہاد کے بعض مسائل مستطفرائے اسی میں ہے واذ کان بالاجتہاد فلیست متبطل الا بالانقضاض مسائل باب الاجتہاد وهو المقصود لنا من ذکرہا فی حلال المقام۔

۔ نویں بقولہ تعالیٰ یہ بھی ثابت ہو گیا کہ ارشادات علماء و ائمہ ارشادات شرعیہ ہیں۔ وہ اولیٰ و نوابی الہیہ ہیں۔ جیسے کہ صحابہ کے ارشادات۔ غیر متعلق بھوٹلہ ہے کہ ”وہ نہ تو خدا کے ارشادات ہیں نہ ان پر کار بند ہونے کا اس نے حکم دیا ہے۔ یہ ہے شک اس نے حکم دیا ہے کہ فرمایا **فَمَنْ شَكَاهُ فَانَدَّبْنَاهُ نَازِلًا مِنَ السَّمَاءِ فَاَتَاهُ بِخَبَرِكُمْ وَرَاقٍ سَمْعًا**“۔ بلکہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کو بھی نبی کریم کے جملے کے علاوہ قول و لا قوۃ الا باللہ علیٰ کل شیء علماء نے ان کی کوئی رنگ بھرنی نہیں چھوڑی ہے۔ تفسیرات احمدیہ میں

المنتمية بها والاجماع باقسامها الثلاثة والاقية بشر وطها واحكامها وان كانها وقوعها وحل
ذلك متعذر في حق المقلد وحيث كل ذلك لا يعلم ما هو الحق عند الله تعالى فالانتقال من
مذهب الى مذهب ترجيح بلا مرجح الجـ

ولم يبق مقلد بل يابغى مقلدان پر جسے زیادہ مصیبت پہنچاں شاہ ولی اللہ صاحب حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کے اقوال
ہوتے ہیں انہوں نے کہ اس وقت میرے پاس شاہ ولی اللہ صاحب کی کتابیں موجود ہیں حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کے اقوال
دو فتویٰ ایک متعلق اہانت علم و علماء دوسرا متعلق انکار کتاب فقہ نقل کرتا ہوں۔ سوال کہے کہ ان کتاب فقہ منکر شہاد
روئے شرع شریف علم حیات۔ جواب۔ اگر ان شخص منکر شہاد بہت اہل کہہ ایں کتاب ان فقہ اہل سنت است پس
اں شخص مبتدع است چہ انکار اں شخص بجهت عدم اعتقاد بحقیقت اں کتاب است
گو مطابق با حدیث صحیحہ اہل سنت باشد بخلاف انکار شافعی کتاب جنفی را انکار شافعی بجهت ترجیح مذہب خود
بر مذہب جنفی می باشد نہ بجهت بطلان اصول و قروع خفیہ اہم بالا اختصار سوال کہے کہ اہانت علم
و علماء کرند حکم او چیست۔ جواب۔ کہے کہ اہانت علم دین و علماء نماید بجهت اں کہ ایں علم و ایں علماء موجب
اضتیار اہل اہانت حق اند و ایں علم شخص پر ایسے قضایا و حق تلفی موضوع است پس اں شخص کافر است
اھ غیر مقلد۔ شاہ صاحب اپنے امام اطائفہ الفقہ اسمعیل دہلوی کے اساتذہ پیشوا اس کے داول کے یہ
فتوے دیکھیں اور اپنا حکم سمجھ لیں۔ توفیق الہی مسامحت فرمائے تو توبہ کریں۔ واللہ الہادی وھو
الموفق للصواب والیہ المرجع فی کل باب۔ تمام آیات و احادیث پر عمل ممکن نہیں کہ ان میں تاریخ
بھی ہیں منسوخ بھی اور عمل بالمنسوخ شرکنا جائز و حرام نسخ ہی پر عمل ہوگا واللہ فاعالی اعلم۔
۔۔۔۔۔ الحمد للہ الحمد للہ جواب باحسن و جود تمام ہوا۔ اور شفا الہی فی جواب سوال بھی اس کا نام
والحمد للہ و علی الإنعقاد والصلوة والسلام علی سید الانامہ وسائر المرسلین والکونیر والیہ وحسنہ و
جبرہ اجمعین وبارک وسلم ما دامت السموات والارض۔

جواب کا دوسرا رخ

بہنہ وعدہ کیا تھا کہ غیر مقلد کو آئینہ دکھائیں گے لہذا صاحب وعدہ اس کے منہ کے آگے آئینہ
دیکھتے ہیں اپنی کمر بہ صورت اس میں دیکھے گئے کہ آئینہ پر غصہ نہ کرے اپنی حالت پر تاسف کرے اور

اس بدعات کو بد کرنے کی کوشش کرے۔ واللہ ہوا موقوف۔ کیا غیر مقلد اپنی طرح اہل قرآن بننے والوں کو یہ کہنے کی اجازت دے گا کہ وہ دین کا معاملہ اس دین سے پیچیدہ اور مشکل ہو گیا جب سے علماء نے صرف علماء بلکہ صحابہ نے طریقہ نبوی نہ صرف صحابہ بلکہ (فاک) بدین گسٹخ) سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے طریقہ قرآنی سے روگردانی کی۔ علماء نے کتب احادیث کے مجامدات اور قبل و قال (جرح و تعدیل) صحیح و حسن و ضعیف و غریب و منکر و مقطوع و موضوع و غیرہ وغیرہ اور صحابہ و تابعین اور امام بخاری وغیرہ محدثین کے اختلافات کثیرہ (معاذ اللہ ان جھگڑوں) کو اپنا شیوہ بنالیا (دینا خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور (فاک) بدین گسٹخ) نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی رائے سے احکام لگائے۔ معاذ اللہ دین میں اختراع کرنے کا دروازہ کھول دیا پھر معاذ اللہ اس میں یہ کیا کہ سب مخلوق خدا کو مجبور کر دے کہ دین کو یوں حاصل کریں کتب حدیث اور ان کے پیروں و مشرانہ و زویر کار بند ہوں جو انھوں نے اپنی رائے سے قرار دے رکھے ہیں بے شمار قیدیں اور شرطیں ہیں انسان دیکھتے ہی گھبرا جاتا ہے۔ اور کسی طرح نہیں سمجھتا کہ ان میں حتیٰ کہ کتنا ہے اور باطل کتنا علماء انہی ان کتابوں میں طرح طرح کے ایسے مسائل موجود ہیں جو کسی واقع نہیں ہوتے وہ محض فرض و تخمین کی پیداوار اور ذہن و دماغ کے اختراع ہیں ان سے کوئی علم بھی حاصل نہیں ہوتا البتہ دماغ پریشان اور فکر پرانگندہ ہوتی ہے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ نہ تو خدا کے احکام ہیں اور نہ ان پر کاربند ہونے کا اس نے حکم دیا ہے کوئی معاف نہیں کہ یہ کتابیں کتب خانوں میں بطور تادیبی یادگاروں کے محفوظ رکھی جائیں یہ تو کسی حال میں بھی درست نہیں کہ ہم ان کتابوں کو مقدس مان کر ان کی عبادت شروع کر دیں ان کی سطر سطر کو وحی سمجھیں (غیر مقلدین کتب حدیث کو مقدس مانتے ہیں تو اپنے منہ ان کی عبادت کرتے ہیں اور ان کی سطر سطر کو وحی سمجھتے ہیں) اور اختلاف کو ناقابل معافی گناہ سمجھیں علماء نے تقلید کو شیوہ بنالیا ہے اور اللہ رسول و صحابہ نے ان کا دروازہ کھول دیا ہے پھر تم یہ کہ تمام مسلمانوں پر ان کتابوں کے اتباع اور ان کے مصنفین کی تقلید و زوری ٹھہراتے ہیں اگرچہ لفظ تقلید سے مجھلتے ہیں اور اگر کوئی روگردانی کرے اور کہے کہ میرے لئے کتاب اللہ کفایت کرتی ہے اس پر نہ تدریسیات اور نہ خروج عن الملتہ کا فتویٰ لگاتے ہیں۔

والا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم جو جواب اہل قرآن بننے والوں کی اس بیہودہ بات کا غیر مقلد ہیں، وہی جواب اپنی اپنی اس لغو و باطل جھگ جھگ کا ہماری جانب سے سمجھ لیں۔ لفظ۔

مولیٰ غزوہ جل انھیں توفیق تو یہ دے اور میں اور انھیں سب کو راہ حق و ہدایت پر مستقیم رکھے استہدایہ
الاجابۃ جلد بیروہو علیٰ شیخ فدا بروہی علیہ السلام تعالیٰ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وبارک وسلم
الیٰ الہم الاخیر۔

مسئلہ - از بدایوں شریف مدرسہ قادیانہ مرحوم مولوی محمد امجد علی صاحب سستی پوری دہلوی
۲۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۳ھ

نہ نے غیر مقلدین کے سوال پر جو احکام فقہیہ کو اختلافات ائمہ بتاتے ہیں اور فقہیات کو کہتے
ہیں کہ یہ خدا اور رسول کے حکم نہیں ہیں حلفاً بیان دیا کہ صرف قرآن و حدیث پر چلنے والا آدمی کامل مسلمان
نہیں اور اسلام کی ضروری باتیں قرآن و حدیث میں تفصیلاً نہیں پائی جاتی ہیں ان میں سے اکثر التفصیل
تو پائی جاتی ہیں مگر تمامہ نہیں یہ نزدیک کے جواب کو علمائے اہل سنت و جماعت صحیح بتاتے ہیں عمر و کہتا
ہے کہ نزدیک قرآن و حدیث کو ناقص بتایا اس نے غیر ضروری باتیں اور لغو باتیں قرآن میں ہونا ثابت
کیں کتب فقہ کو قرآن و حدیث سے بالاتر یا صرف قرآن و حدیث پر عمل کرنے والے کو کامل مسلمان
نہ سمجھا قرآن کو تمام ضروری باتوں سے خالی بتایا لہذا زید اسلام سے خارج ہوا اس پر مرتدین کے احکام
صاف ہونا چاہیے۔ اب مقتیان دین سے عرض ہے آیا کہ زید کا حلف اور علمائے تعویب صحیح ہے یا غزوہ
کا قول؟ ۱۰ بینوا اتجروا۔

الجواب - نہ نے جو کہا اس کا مطلب درست ہے بالکل حق و صواب ہے مگر یہ لفظ قلب
پر گراں ہے کہ صرف قرآن و حدیث پر چلنے والا کامل مسلمان نہیں۔ غیر مقلد جنھوں نے تکفیر مسلمین کو اپنا
فرض اولین سمجھا ہے وہ نزدیک کیوں نہ فتوے کفر و فساد دیں گے ان کے کفر شرک کی بوجھار سے مسلمانوں
میں کون ہے جو بچ رہے تمام امت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سرکار رسالت بلکہ خود حضور پر نور صمدی مرتبت خلائق
نبوت علیہ وآلہ و صلوات اللہ علیہ بلکہ خود اللہ رب العزت جل جلالہ و علم نوالہ علیہ السلام علیہ السلام و علیہ السلام
تکمیل کا شوق دیکھتے کیسا اندھا کیا۔ نزدیک کے کون سے حرف سے یہ نکلا کہ قرآن و حدیث میں غیر ضروری لغو
باتیں ہیں؟ نزدیک نے کہا کتب فقہ کو قرآن و حدیث سے خالی بتایا؟ نزدیک نے کہا کتب قرآن و حدیث کو ناقص
ٹھہرایا؟ نزدیک نے کہا کتب فقہ کو قرآن و حدیث سے بالاتر یا ناقص بتایا؟ انھوں کو دن میں سورج نظر نہ آئے تو
کوئی کیا کہے تفصیلاً تفصیلاً جیسے نظر نہ آئے اس کی آنکھوں پر غشاوہ نہیں تو کیا ہے؟ نزدیک کو فخر و غرور

کا اثر اور کلام نبیؐ ہوتا ہے۔

مگر ہاں وہ غیر مقلدین جو زید کو یہ کہتے ہیں ان پر ضرور انھیں کے منہ پر الزام قائم کہ وہ صرف قرآن کو کافی نہیں جانتے قرآن کو ناقص مانتے ہیں حدیث کو قرآن سے بالاتر نہ ہی اس کے برابر مانتے ہیں۔ حدیث، حدیث قدسی و ارشاد نبوی و آثار صحابہ سب کو شامل ہے غیر مقلدین اپنے اس قول کی بنا پر قرآن میں (مخالفہ) غیر ضروری اور لغو باتیں مانتے والے ہونے کے قرآن کو تمام ضروری باتوں سے خالی مانتے ہیں لہذا وہ خود اپنے منہ کا فرد مرتد خارج از اسلام ہوئے۔ زید کو جواب یوں دینا تھا کہ غیر مقلدین سے سوال کرتا کہ تمہارے نزدیک صرف قرآن پر چلنے والا مسلمان ہے یا انہیں جو جواب غیر مقلد اس سوال کا دیتے وہی جواب ہمارے ہاں ہے اپنے سوال کا کچھ لیتے۔ غیر مقلدین، امام بخاری، داؤد قضاہری، ابن تیم، ابن تیمیہ، ابن حزم اور شوکانی کے اقوال پر سر منڈاتے انھیں قرآن و حدیث سے بالاتر مانتے تھے۔ آدمی اپنے ہی اقوال پر کرتا ہے قیاس۔ ائمہ یقیناً علیٰ نقیضہ۔ ماذن کے ائمہ ہوں کہ ہر ای ہر اسوجہ سے ہے کہتے ہیں اپنی ہی شکل دیکھی اور زید پر اپنے محبوب کا الزام لگا کر کافر مرتد خارج از اسلام کہہ دالا۔ لاجل و لا خوفہ الا باللہ العلی الاعلیٰ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۵ ازہرہ کلکتمہ سلمہ محمد رفیق صاحب سرمد معرفت مولوی محمد امجد علی مدظلہ العالی۔

کہا فرماتے ہیں علامہ دین و مفتیان شرع متین و ایمان سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس مسئلہ میں اگر کوئی شخص کسی کو اندوئے تنہا یا یہ کہے کہ شراب پینا احتیاج کیلنا یعنی جو اکیلنا بمقابلہ اپنی ماں کے ساتھ نہ کرنے کے ہے۔ یعنی جس طرح ماں کے ساتھ انسان زنا کو حرام سمجھتا ہے اسی طرح شراب پینا جو اکیلنا کو بھی حرام سمجھتا ہے۔ ایک مرتبہ مولانا کفر تون صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسی جملہ کو دوران تقریر میں بیان فرمایا تھا کہ شراب پینا احتیاج کیلنا یعنی جو اکیلنا بمقابلہ اپنی ماں کے ساتھ نہ کرنے کے ہے۔ زید کہتا ہے کہ اس جملے کا کہنے والا خارج از اسلام ہو گیا۔ اب اسے محمد ایمان کرنا چاہئے۔ آیا یہ قول تید مسیح ہے۔ اگر مسیح نہیں تو کیا یہ شرابیوں اور جوار یوں کی امانت نہ ہوئی کیا یہ شریعت مطہرہ کے اندوئے تنہا کی نہیں ہوئی۔ کیا اس جملے کے کہنے پر خارج از اسلام ہونے والا اندوئے تنہا شریعت مطہرہ کی سب سے بڑا جواب ہے سرفراز فرماتیں۔

اجواب واللہ الوفی للعدوب۔ زید کا قول قاطع ہے کہ شراب اور جوار اور زیتون کی

حرمِ قرآن مجید سے ثابت ہے جس کا منکر کافر ہے۔ لقولہ تعالیٰ اِنَّمَا الْحُرْمَةُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْأَنْفُسُ ابْتِ
قَالَ تَزْنُوْنَ وَتُحِبُّونَ غَيْرَ عَمِلَ الشَّيْطَانِ فَانْتَبِهُوا الْاُتِيَتْ لِهَذَا حُرْمَتِ يَسْ مِنْ يَدِوْنِ اِشَارِشَلْ مَالِ سِ
تَزْنَا كَرْنِ كِے ہے بلکہ حدیث میں ہے کہ سود کے سردروانے جس الن میں سب سے آسان یہ ہے
کہ اپنی مال کے ساتھ زنا کرے رواہ ابن ماجہ فی سننہ۔ لہذا زنا اپنے قول مذکور کی وجہ سے سخت گنہگار
ہو اور اس کو توبہ کرنا چاہئے۔ حدیث میں ہے ایسا رجل قال لاخيه كافر فقد باء بها احدهما فخرج
الغفاري في صحبه ملثا يعني جوف شخص اپنے بھائی کو کافر کہے توبہ شک ایک الن دونوں میں سے کفر
کے ساتھ لڑتا ہے۔ واللہ اعلم۔

ی السید محمد عیسیٰ الاحسان الحنفی الکریمی عفی عنہ

الجواب بے شک سود کا ایک درہم لینا چھتیس زناؤں سے خطیہ میں بڑھ کر ہے بے شک
سود لینا اپنے مال کے ساتھ زنا کرنے سے بدتر ہے۔ حدیث میں ہے الروا سبعون حوبا ایسہا ان
یتبع الرجل امه ایک حدیث میں ہے الروا اثنان وسبعون بابا ایسہا مثل اثنان الرجل امه ایک
حدیث میں ہے الروا ثلاثه وسبعون بابا ایسہا مثل ان یتبع الرجل امه۔ اور ایک حدیث میں
فرماتے ہیں علی اللہ تعالیٰ طیرہ ولم ان الذرہ نصفہ الرجل من الرأ اعظم عند اللہ فی المخطیۃ
من ست وثلاثین زنبۃ بزنیہا الرجل اور فرماتے ہیں اھون الروا کالدی یتبع امه۔ وان اس فی
الروا استطالۃ المرء فی امر من اخیه۔ پہلی حدیث کے نیچے علامہ نادوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں
فیہ وما قبلہ ان الرأ من اعظم الکبائر لعل بعضہم وحی علامۃ علی سوء الخلقۃ۔ ان حدیثوں سے اس کا ثبوت
ہے کہ ربا اعظم الکبائر ہے بعض علامہ نے فرمایا کہ وہ سود خاتمہ کی علامت ہے۔ اور شراب بھی زلمے بدتر ہے۔
وہ ام الخبائر ہے وہ غریب عقل و دھوس ہے زنا غریب عقل و دھوس نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔ قتالی جوئے
کی حرمت زنا کی حرمت کی طرح ہے۔ یہی حرام قطعی وہ بھی حرام قطعی۔ زید جھوٹا ہے۔ مسلمانوں کی ناحق تکمیر
کرتا ہے اپنے دل سے فتویٰ گڑھتا ہے ستم لعنت ملائکہ سلوات وارض ہے مبتلائے قہر و غضب الہی
مستوجب عذاب امتنا ہی ہے۔ اس پر توبہ لازم ہے توبہ کرے اور تہجد پڑھائے ان و نکاح اگر کرے تو رکھتا ہو۔
واللہ الموفق وهو خالق اعلم۔

مسئلہ ۲۶ از عربی علیہ صوثر مرسلہ محمود حسین صاحب۔ ۱۷ جمادی الاولیٰ یوم جمعہ ۱۲۵۵ھ

ایک شخص کو نماز کی تاکید کی جاتی ہے مالاں کہ ان لوگوں نے اس شخص مذکور کو کبھی نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اب جو اس کو کہا گیا کہ بھائی ہمارے یہاں سب لوگ نماز کو جانتے ہیں آپ بھی مہربانی کر کے اگر نماز کی طرف توجہ کریں تو بہت اچھی بات ہے۔ اس نے اس کے جواب میں کہا کہ ہزاروں نماز کے کھوکھلے دیکھے اور ایک جہیز کے بعد تمہیں بھی سلام کر لیں گے۔ ہمارے چار پارچے بچے ہیں ہم اس کی پرورش کرتے ہیں یہ بھی جماعت ہے اور کہا کہ مجھے معاف کیجئے مجھ سے نماز کی پابندی نہیں ہو سکتی ہے۔ تو ان لوگوں نے یہ جواب دیا کہ اور لوگ دنیا میں ایسے نہیں۔ جو تم سے زیادہ اولاد زندہ رکھتے ہیں اور باوجود فائدہ کشی کے ہر وقت بچکانہ نماز ادا کرتے ہیں تو ان شخص مذکور نے جواب دیا کہ بہت سے لوگ تو کل خلاء پر مگر گئے اور نماز میں کچھ نہیں ملا۔ پھر وہ لوگ خاموش ہو کر پلے آئے۔ اب ستر شخص مذکور کے حق میں کیا حکم ہے؟

الجواب اس بد نصیب پر توبہ و تہمت یا ایمان و عہد و نکاح لازم ہے اگر وہ توبہ نہ کرے اور نماز کا پابند نہ ہو تو اس سے میل جول سلام کلام قطعاً موقوف کر دیا جائے اگر وہ معاذ اللہ بے توبہ کے مرجائے تو مسلمانوں کی فہرستان میں دفن نہ کیا جائے۔ نماز دین کا ستون ہے جو نماز پڑھتا ہے دین کو قائم رکھتا ہے اور جو قصداً ترک کرتا ہے دین کو ڈھار دیتا ہے۔ مسلم و کافر کے درمیان فارق نماز ہے۔ یہ سب حدیث کا ارشاد ہے حدیث میں ہے **الْمُؤْمِنُ وَالْمُؤْمِنَةُ إِذَا مَاتَا أَقَامُوا فِي الْجَنَّةِ وَالْمُشْرِكُ وَالْمُشْرِكَةُ إِذَا مَاتَا دُفِنَا فِي النَّارِ**۔ دوسری حدیث میں ہے **الْمُؤْمِنُ وَالْمُؤْمِنَةُ إِذَا مَاتَا دُفِنَا فِي الْجَنَّةِ وَالْمُشْرِكُ وَالْمُشْرِكَةُ إِذَا مَاتَا دُفِنَا فِي النَّارِ**۔ بعض ترک صلاۃ پر مدعیوں میں ایسا ارشاد ہوا جو شخص نماز سے انکار کرتا ہے وہ بھی ایسا کہ بہت لوگ تو کل خلاء پر مگر گئے اور نماز میں کچھ نہیں ملا۔ اس بد نصیب پر ارشاد غضب الہی ٹوٹتا ہے۔ **وَاللَّهِ بِاللَّهِ تَعَالَى**۔ اس بد نصیب کو نماز سے کچھ نہ ملتا نظر آیا مگر قرآن و حدیث نے پوچھو کہ نماز سے لافل امتا تو نقد وقت ہوتا ہے کہ نماز سے حیاتیوں اور ناہائز باتوں سے روکتی اور دین کو استوار رکھتی مسلم و کافر میں فرق کرتی ہے۔ اس سے بڑھ کر اس بد نصیب کے نزدیک اور کیا ہے جسے کہتا ہے کہ نماز سے کچھ نہ ملا۔ لہذا کوئی کتاب نہ ہو جسے تو کوئی کیا کرے اس کا یہ کہنا ایسا ہی ہے جسے کوئی اندھا کہے مجھے آفتاب ہے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ وہ فائدہ اسی کو کھتا ہے کہ اسے نظر آئے۔ جو نظر نہ آئے وہ اس کے نزدیک فائدہ ہی نہیں یا دنیا ملنے کے لئے نماز پڑھتا ہے اگر نماز پڑھنے سے دنیا ملتی نظر آئی۔ مگر اندھے کو یہ نہیں معلوم ہوتا کہ برکت کوئی ایسی چیز نہیں جسے آنکھوں سے دیکھ سکے نماز پڑھنے سے ضرور برکات دنیا بھی ملتے

ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۲

بریلی بٹلار مارمرہ فضل الرحمن صاحب۔ ۵۰ شوال المظفر ۱۳۵۵ھ منسل مسجد بنجر شاہ
زید کہتا ہے کہ کفر کو بھی کہنا چاہئے اس کا مقصد کیا ہے کیا مسلمان اپنے آپس میں بر بیل
تذکرہ کسی کافر کو کافر کہیں یا اس کے سامنے اس کو کافر نہ کہیں جیسا حکم ہو مطلق فرمایا جائے۔ وچکر عمر خانیہ ہے
کہ وہ کون کون سے مشہور مذہب ہیں جن کے افراد کو کافر سمجھا جاتا ہے۔ بینوا توجروا

الجواب

زید غلط و باطل کہتا ہے اس پر قویہ لازم ہے کہ کفر کو کافر ہی سمجھا جائے گا۔ کافر ہی کہہ
جائے گا۔ مسلمانوں کو مسلمان ہی کہا جائے گا۔ ایک غلط بات جاہلوں کی زبان زد ہے۔ کہ کفر کو کافر اس لئے
نہ کہا جائے کہ اس کے خاتمہ کا حال معلوم نہیں کیا معلوم کہ وہ آخر میں مسلمان ہو جائے یا نہ ہو۔ اسحق یہ نہیں سمجھتے
کہ کفر کو کافر اس وقت اس کے کفر کے سبب کہا جاتا ہے جب وہ مسلمان ہو جائے گا اسے اس وقت کافر نہ
کہا جائے گا۔ یوں تو کسی مسلمان کو بھی مسلمان نہ کہیں گے کہ خاتمہ کا حال معلوم نہیں کیا معلوم معاذ اللہ
کسی مسلمان کہلانے والے کا خاتمہ کفر پر ہو۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ یہ وہ لوگ بکا کرتے ہیں جو اپنا مذہب
صلح کل رکھتے ہیں۔ کائنات کا گوشت کھانے والے مسلمانوں کا سامان رکھنے والے، بعضے کام مسلمانوں
کے کرنے والے، ظاہر میں مسلمان بننے والے، اچھے منافق، کیسے ہی کفریات کہیں، انھیں مسلمان
ہی سمجھو مسلمان ہی کہو کہ کفر کو بھی کافر نہ کہنا چاہئے یہ تو مسلمان کہلاتے ہیں ۷ ولا حول ولا قوۃ الا

باللہ العلی العظیم۔

یہ ان کی نئی شریعت ہے۔ شریعت پاک تو کافر کو کافر ہی کہنے کا حکم فرماتی ہے۔ وہ منافق جو حضور
نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کے حضور حاضر رہتے نمازیں روزے اچھے حضور کے ساتھ جہاد
بھی کرتے تھے۔ کافروں کے قتال کرتے تھے۔ اللہ عزوجل نے ان کا پروردگار چاک فرمادیا قرآن نے ان
خیزار کو کافر فرمایا حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنی مسجد پاک سے ایک ایک کو نکال دیا کہ کفر اگر خارج
فائدہ منافق۔ ایک منافق نے آپس میں کہا تھا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خبر دیتے ہیں کہ فلاں کی
گم گشتہ ناقہ فلاں واوی میں ہے انھیں غیب کی کیا خبر و ما یدر یہ بالغیب اللہ عزوجل نے اپنے حبیب
و محبوب علیہ الصلاۃ والسلام کو اس کی خبر دے دی اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا و لکنی سألہم و یقولون انہا
کن اغویف و نلعب اگر آپ ان سے دریافت فرمائیں گے تو کذاب مکر جاس گے جھوٹے بہانے بنائیں

کہ تم تو یوں ہی ہنسی دل لگی آہیں میں کھیل کر رہے تھے۔ ان کی اس کو اس کا جواب بھی قرآن عظیم نے فرمادیا لَکُنْزُمْ وَاذْكُنْزُمْ وَاذْكُنْزُمْ وَاذْكُنْزُمْ۔ تم فرما دو بھوٹے بھانے نہ بناؤ تم کا فرہوچکے اپنے (دو ٹوکے) ایمان کے بعد دین اسلام کے علاوہ جو ادیان ہیں سب کفر ہیں اور اسلام کے مدعیوں میں جو جو منہ جرات دین کے کسی بات کے منکر ہیں اور سب کافر ہیں جیسے قادیانی، دیوبندی، واپائی، اراضی، بابی، انجری وغیرہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از شہر محلہ قلعة مسکولہ امجد علی صاحب معرفت مفتی راجد صاحب طالب علم مدرس منظر الاسلام۔ بریلی مہر حسب ۱۳۵۴ھ

ایک شخص کسی سید احمد ذوقی جو اپنے آپ کو خلیفہ وارث حسین کو ٹرا جہاں آبادی کا کہتا ہے۔ اور وارث حسین اپنے آپ کو رشید احمد گنگوہی کا خلیفہ کہتا ہے اور ذوقی اس وقت تک جہاں ہے اور زندہ ملاؤ قوما۔ طرح طرح کا کھانا کھانے کے بعد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مرید سیدی ابوالقاسم جو بریلی شہر کوٹہ محلہ کھڑش رہتا ہے اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا خلیفہ بنا گیا ہے۔ اور اپنی خانقاہ کو مسجد سے بہتر بنا گیا ہے۔ اور کہتا ہے کہ حضور پر نور سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ اور گویا کہ تو بہت کمزور ہو گیا ہے کہ تو نماز معاف ہے۔ ہر سال قوالی مزامیر کے ساتھ عرس میں لڑتا ہے اور خود سنا اور لوگوں کو سناتا ہے۔ ذوقی نے مع چند دوستوں کے ابوالقاسم کے یہاں جا کر مزامیر کے ساتھ قوالی سنی اور ذوقی کو ابوالقاسم نے نہایت تعظیم و تکریم سے لیا۔ اور اپنی مسند ذوقی کے لئے چھوڑ دی اور اس پر اس کو بیٹھایا اور مجلس سماع گرم ہوئی۔ اور خوب گانا سنا۔ جو لوگ ایسے شخص کی تعظیم کریں اور اس کے مرید ہوں یا ابوالقاسم کے مرید ہوتے ایسے لوگوں سے بیعت ہونا چاہئے؟ یا ان کی تعظیم کرنا اور ان کو پیر بنانا مرید ہونا بموجب شریعت مطہرہ کے جائز ہے یا ناجائز؟ حلال ہے یا حرام؟ اور جن لوگوں نے ان کے ساتھ کھانا کھایا اور سماع سنانا ان کے واسطے کیا حکم ہے؟ اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے یہ احادیث مولانا مولوی حامد رضا خاں صاحب نے یا مولوی مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب نے ان کو اپنی ابوالقاسم کو خلیفہ کیا ہے اور مرید کرنے کی اجازت دی ہے یا نہیں؟ برائے خدا جواب، بصواب سے مع مہر اور دستخط کے مشرف فرمائیے اور سیدھے لوگوں نادانوں اور بھولی بھیریلوں کو گمراہی سے بچائیے۔ بیجا۔ توجہ روا۔

الجواب گنگوہی کی نسبت علمائے کرام حرمین طہیین کا فتویٰ مدت سے شائع ہے۔ بے شک گنگوہی اپنے ان کفریات قطعیہ کے سبب ایسا ہے کہ جو اس کے ان اثبات اشاعہ کفر و یالان میں سے کسی ایک ہی پر مطلع ہو کر اس کے کافرو متحق مذہب ہونے میں اونی شک کرے وہ بھی کافر نہ کرے۔ ہر دفعہ شوالہم و مقدماتے والا۔ اگر وہ شخص ادعا کرے کہ وہ محض بے خبر ہے اسے آج تک اس کے لیے اشاعہ مال کا ملکا و جوتی۔ نادانستہ وہ اس کے سلسلہ میں منسلک ہو گیا۔ تو آج گنگوہی کے کفریات اس پر پیش کئے جاتیں اگر انہیں دیکھ کر وہ بے تامل اسے کافر مان لے اور اس سے بیزاری کا اظہار کر دے اور اس بیعت کو ہر دست نہ مانے جب تو یہ سمجھا جائے کہ واقعی یہ شخص بے خبر تھا۔ اور اگر اب مطلع ہو کر بھی اس کے کافرو متحق مذہب ہونے میں شک کرے تو وہ اسی کی رمی میں گرفتار ہے۔

ابوالقاسم نہ ابن القاسم نہ قاسم اس نام کا کوئی شخص العظمیٰ حضرت کا تالیف نہیں۔ اس سے اس کی کیا شکست کہ وہ اپنی خانقاہ کو مسجد سے بہتر مانتا ہے جب وہ اپنے لئے نماز ہی کو معاف جانتا ہے۔ ماعلیٰ مثله بعد الخطاء جب کہ اس کی عقل کا دیا اس کی کھوپڑی میں تھا۔ اہل ہے العتد اللہ میں العظمیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں التصریفة للبلطة المتكعبة القائمة بالاتحاد والحلول وسقوط التكليف عن العارفين مع مقام العقول بعض اصحاب اذا وصلوا لحبوا ان يؤمروا بشيئ او ينهوا عنه فيقول الله لهم المحرم وسط عظم الفرائض وترى بعضهم يستحق بالشريعة الغرام جهارا ويقول الشرع طريق فمن وصل فانه وللطريق ويقول صلوة الزاهد بين الركوع والحيود وانما صلواتنا ترك الوجود يتسلك به على تكاونه بالصلوة وتركه الجميع والجماعات (القول) بالجملة هو لا كفاس ومقدون وخاضعون عن الاسلام بالجماع المسلمين وقد قال في البرازية والديار والعرض والفتاوى المغيرة وجميع الانهر والديار المحتاسرو غيرهما من معتقدات الاسما في مثل هؤلاء الكفاس من شك في كفره وعذابه فقد كفرنا

روايتنا من علامہ شامی قدس سرہ السامی رسالہ ایں کمال و امام غزالی کی کتاب التفریق فی الامام والوزیر کے نقل فرماتے ہیں ومن جنس ذلک ما یدل علی بعض من یدل علی التوف انہ بلغ حاله بينه وبين الله تعالى استقلت عنه الصلوة (الی قولہ) فہذا اما لا تشک فی وجوب قتله اذ ضربه في الدين اعظم وينفع به باب من الاباحة لا يفسد وضربه هذا فوق ضربه من يقول بالاباحة مطلقا فانه يمنع عن الاصغاء اليه لظهور كفره اما هذا فيمنع منه لعدم ترك الاتصاف عن

التکلیف بمن لیس له مثل درجته فی الدین ویتلای هذا الی ان یدعی کل فاسق مثل حاله
ام ملخصاً۔

فناولی بتراریہ میں ہے لا اصل اذ لا تجب علی اولیاء و سرہا یکفر۔ اسی میں ہے دلہا المسألة
ان تنہا وان الصلوۃ والترویۃ مستغفرت۔ شفا شریف اور اس کی شرح ماعلی قاری میں ہے کل مقالة
صرحت بنی الرویۃ او الوجدانیۃ او عبادة احد غیر اللہ ومع اللہ ففی کفر کمال قال دمریۃ
(ابی قولہ) وکذا لک من ادعی محالۃ اللہ والعروج الیہ ومکالمۃ او حلولہ فی بعض الاشیاء من
کقول بعض المتصوفۃ ای المشتبہ بالصوفیۃ من الصلوۃ والوجودیۃ والاتحادیۃ ثم عمو ان اللہ
اذا امعن فی سلوکہ ویاخذ فی لمحۃ وصولہ واستغرق فی بحر حضورہ فیما حل فیہ سہمانہ وقلال
کان ساقی الخمر فیرفع الخمر والامر والنہی الخ۔ اس میں ہے اجمع المسلمون علی کفر بعض غلاة المتصوفۃ
الزاعمین انہم وصلوا الی اللہ فرفع عنہم التکلیف قال الدہلی وقد ادرکت بعضنا منہم یقول
استطاع اللہ علی التکلیف فاستباح فطرہ رمضان والخلوۃ بالاجنبیات من النساء وغیر ذلک۔

اس کا یہ قول کفر مرتب ہے۔ اور حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عہد اقترا قبیح یوں بھی
کفر ہے۔ اور فقیرت نماز کا انکار ہے یوں بھی۔ اس قائل کے کافر و مستحق عذاب نادر ہونے میں کیا شک
ہے۔ والیاذ اللہ تعالیٰ۔ ایسے سے قوالی مع مزامیر کرانے سننے سنانے یا کسی حرام کے ارتکاب کی
کیا شکایت۔ بدھ بھب کی تعظیم بھی حرام ہے۔ جو لوگ البسوس سے بیعت ہوتے ہیں وہ شیطان کے سلسلہ
میں داخل ہوتے ہیں۔ جب تک ایسے لوگ توبہ نہ کریں مسلمان ان سے مبراں جول موقوف رکھیں۔
واللہ البادی وہو الموفق وہو تعالیٰ اعلم۔ اس فقیر نے ہرگز ابو القاسم کو نہ ابن القاسم نہ قاسم اس نام کے
کبھی شخص کو آج تک خلافت نہیں دی اور اگر کسی نے بحالت اسلام ایسے کو خلیفہ کیا بھی ہو تو وہ بیعت
ہی ذری خلافت کسی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ازہری علی محلہ صالح بن محمد مسئلہ کفایت حسین صاحب رموی۔ یکم شعبان ۱۲۵۶ھ

فرید دریافت کرتا ہے کہ چند نام جیسے عبدالقادر عبدالقدیر عبدالرزاق ان میں بعد لفظ عبدال چھوڑ
کر نام لینا کیسا ہے عہد کہتا ہے کہ انسان کو صرف ایسے نام بغیر عبدال لکھنے چکا نہ کفر ہے لہذا حق کیا ہے؟
الجواب ایسے ناموں سے لفظ عبد کا حذف بہت بُرا ہے۔ اور بھی ناجائز و گناہ ہوتا ہے اور بھی

سرحد کفر تک بھی پہنچتا ہے۔ قادر کا اطلاق تو غیر محدود ہے۔ اس صورت میں عبد القادر کو قادر کہہ کے پکارنا
 بطل ہے۔ مگر قدیر کا اطلاق غیر خدا پر ناجائز۔ کما فی البیضاوی اور اگر کسی کا نام عبد القدوس عبد الرحمن عبد القیوم
 ہے تو اسے قدوس الرحمن قیوم کہنا ایسا ہی ہے جیسے اسے جس کا نام عبد اللہ جو اللہ کہنا بہت سخت بات
 ہے۔ والیافا اللہ تعالیٰ جس کا نام عبد القادر ہے اسے بھی عبد القادر ہی کہا جائے جس کا عبد القدیر اسے
 عبد القدیر ہی کہنا غلطی ہے۔ عبد الرزاق کو عبد الرزاق عبد القدیر کو عبد القدیر۔ غیر اطلاق قدیر و مقتدر
 میں علماء کا اختلاف ہے کما فی ذیلہ القاضی حاشیہ شرح البیضاوی۔ عبد القدوس کو عبد القدوس عبد الرحمن
 کو عبد الرحمن عبد القیوم کو عبد القیوم عبد اللہ کو عبد اللہ کہنا فرض ہے۔ یہاں عبد کا حذف اشد درجہ حرام و کفر
 ہوگا۔ والیافا اللہ تعالیٰ۔ فتاویٰ ظہیریہ میں شرح فقہ اکبر میں فرمایا میں قال المخلوق باقدوس او القیوم مادام ان
 کفر۔ اہ مختصرہ بلکہ یہاں تک ظہیریہ میں فرمایا گیا کہ اقوال اسماء الخالق کمن۔ فتاویٰ ظہیریہ کی اس
 عبارت کی بنا پر ظاہر عبد القادر کو قادر کہنا بھی کفر ظہیر ہے گا مگر اس صورت میں کہ اس کی مراد معنی النوی ہو
 اور وہ کہاں ہوئے ہیں۔ شرح فقہ اکبر میں۔ وهو فیہ انہ من قال للمخلوق یا عنہ یز و نحوہ بکفر ایضا الا ان
 الزاد المعنی المعنوی لا الخصوص الا سہی۔

مگر بات یہی ہے کہ بعض اسماء الہیہ جو افعال و فعل کے لئے مخصوص ہیں جیسے اللہ قدوس الرحمن
 قیوم وغیرہ انھیں کا اطلاق غیر پر کفر ہے ان اسماء کا نہیں جو اس کے ساتھ مخصوص نہیں جیسے عزیز رحیم کریم
 عظیم علیم حمی وغیرہ۔ بعض وہ ہیں جن کا اطلاق مختلف فیہ ہے۔ جیسے قدیر مقتدر وغیرہ۔ اسی لئے اعلیٰ حضرت
 قدس سرہ نے شرح فقہ اکبر کی اس عبارت پر اپنے حاشیہ میں فرمایا اقول لیس من هذه الافادۃ فی شیئی
 وانما اراد ہا اسماء الخالق الاسماء المختصة بہ۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے ارشاد کی تائید مجمع الانہر کی یہ عبارت
 فرماتی ہے۔ اطلق علی المخلوق من الاسماء المختصة بالخلق نحو القدوس والقیوم والرحمن وغیرہا
 یکفر فیہ و لایقدر علیہ من اسماء و افعال ان التسمی بہ الذل والاسوداد و کذا التسمی ہا اسماء اللہ تعالیٰ المختصة
 بہہ کا الرحمن والقدوس والعلیم و الخالق الخلق و نحوہ و کذا فی الشرح النووی علی صحیح مسلم و نحوہ
 علی الاطلاق حکم کفر تسلیم ہے و صحیح نہیں۔ وهو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ مذکورہ مری متلع راو لپہندی پنجاب بازار کلاں متصل ہٹل حبیب خاں۔ مرسلہ جناب عبد الرحمن
 صاحب۔ رجب ۱۴۱۵ھ

کافر ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) اگر اس میں کوئی ایسی بات نہیں جس پر اس کی تکفیر جانی جائے تو جو شخص بے دھما اس کی تکفیر کرتا ہے وہ تکفیر حکم حدیث خود اس کی ناقی تکفیر کرتے والے پر قوی ہے اور اگر بطور سب و شتم کہتا ہے جب بھی سخت گزرا کہ تم حق نارحق اللہ اور حق العبد میں گرفتار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) اگر اس شخص کا کفر دائرہ دار پر وجہ مقبول شرعی ثابت ہو گیا ہو اس کا کلام ناقابل تاویل ہو تو اسے کافر نہ کہے اس کا بیان لے لیا جائے گا۔ اور اگر قول پہلہ دار ہو تو اس سے پوچھا جائے گا یہ کہنا بشرط صدور قول یا فعل ہوگا کہ وہ قول یا فعل اس سے صادر ہوا ہے تو حکم یہ ہے۔ بل حکم قاضی تو تضا علی الغائب جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از دہلی سرسے قویہ خانہ سرسہ مولوی محمود حسن صاحب ۷۲ شوال ۱۲۹۵ھ
میاں بیوی کی ناجاتی بہت تھی لیکن قصور اس میں نافذ کا تھا وہ قصور یہ تھا کہ ایک بچے کو اس کی ماں سے جو شیر خوار تھا لے گیا اور اس کا پتہ نہیں دیا لیکن لوگوں نے ریٹ درج کر دی تب بھی وہ لڑکے کو نہیں لایا اس معاملہ کے اندر اس قدر نا اتفاقی ہوئی کہ لڑکی نے دعویٰ دائر کر دیا اور اس کے بعد جب وہ کچھری میں حاضر نہ ہوا تو لڑکی نے کچھری میں اپنے آریہ ہونے کی درخواست دی۔ درخواست کچھری سے منظور ہوئی اور حکم صادر ہوا کہ تم کو اپنے فعل کا اختیار ہے اب اسی مضمون پر اگر اس شخص نے اس کو طلاق دے دی آریہ وہ نہ ہوئی بلکہ مسلمان ہی رہی اور اب تک ہے۔ اب اس صورت میں طلاق اس کو جائز ہوئی یا نہیں ہوئی شریعت مطہرہ کے مطابق کیا حکم ہے؟

الجواب عورت اپنی اس درخواست کی بنا پر اسلام سے خارج ہو گئی اس پر توبہ و تجدید ایمان فرض ہے۔ مجمع الانہر شرح ملتقى الاخرین فرمایا سن اھمرا انکروا وھم بھ فھو کافر و من کفر بھ اساتھ طاعا و تلبہ مطمئن بالایمان فھو کافر و لا ینفعہ ما فی قلبہ لان الکافر یعرف بما ینطق بہ بالکفر فاذا انطق بالکفر کان کافرا احتدنا و عند اللہ تعالیٰ اسی میں ہے اذا عزیب بالکفر بعد حدیث یکفی فی الحال لئلا توالی التصدیق المستمر بالغیرہ وغیرہ میں ہے القتل احدی اللسانین جب تک وہ تجدید ایمان نہ کرے اس کا نکاح کسی سے نہیں ہو سکتا لانہما سرمدۃ ولا یجوز نکاح المرتد والمرتدۃ مع احد۔ کہ صراح بہ فی العالمین وغیرہا۔

اس بارے میں کہ عورت کے کفر سے نکاح پر کیا اثر ہوتا ہے، تین روایتیں ہیں۔ ایک ظاہر الروایت کہ فسخ عاجل ہوتا ہے۔ مگر وہ قویہ و تجدید ایمان و شوہر ہی سے تجدید نکاح باطل جہر پر مجبور کی جائے گی ملاحظہ ہو یا ملاحظہ۔ دوسری روایت نوادر اس میں بھی فسخ عاجل ہے۔ اور یہ کہ عورت ہندی ٹھہرے کی تیسری روایت یہ ہے کہ عورت کی ردت سے نکاح پر کوئی اثر نہیں ہوتا وہ بدستور اس کی بلی بن رہتا ہے۔ تجدید ایمان کرائی جائے گی۔ قال قتالی بیضا عقدہ النکاح۔ نکاح کی گروہ مرد کے ہاتھ میں ہے صما الباب الفتحہ فسخ نکاح وینونت کا حکم نہ ہوگا۔

آج اسی روایت پر فتویٰ ہمارے نزدیک واجب اس مسئلہ کی تفصیل و تحقیق بازغ اور تینوں روایتوں میں صورت تطبیق ہمارے فتاویٰ میں ہے پہلی دوسری روایت جن میں حکم فسخ نکاح ہے ان پر بھی اگر فتویٰ ہو تو بھی اس طلاق کے وقوع کا حکم اس صورت میں ہے جب کہ عورت عدت کے اندر ہو۔ فتح الانہر میں ہے۔ ان النکاح لما افسخ بالردة كانت المرأة معتدة فان طلقها يقع اور جب کہ تیسری روایت مانع ہوئی تو ظاہر ہے کہ طلاق ہوگئی اگرچہ کہتے ہی زمانے کے بعد دی ہو کہ جب فسخ ہی نہ ہوا تو عدت کسی ۹ برجہ دی میں ہے قال الفقيه ابو القاسم الصفار والفقيه ابو جعفر و فطخ اعلم سمرقند ان ردة المرأة لا يوجب الطهارة خاتمیں فرمایا مشکوٰۃ ارسدت والعباد بالله تعالیٰ حتی عن ابی نصر و ابی القاسم الصفار انهما قال لا يقع الفقة بينهما حتى لا تصل الى مقصودها الخ والله تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ازلام پور محلہ گھیر میاں ضیاء الدینی صاحب مسئلہ سید محمد عبداللہ شاہ صاحب بتائے ۲۰ محرم الحرام ۱۲۵۷ھ

سرزمین ہند میں ایک گروہ ایسا پیدا ہو گیا ہے کہ جو یہ کہتا ہے ہندوستانیوں کو اب مذہب سے آزاد ہو جانا چاہئے خواہ کوئی سا مذہب کہتے ہوں۔ ان کا خیال ہے کہ مذہب ہماری فروع انسان میں جھگڑا اور تباہی کا باعث ہے۔ حالانکہ اس گروہ میں جس قدر ہندو ہیں وہ اپنی قدوسی مذہب کے بقا اور قیام اور ترقی کی بیش از بیش کوشش کر رہے ہیں اور ان کو اپنے کرون سابقہ کی معراج تک پہنچانا چاہئے۔ اس گروہ کا یہ بھی خیال ہے کہ زمینداری کو رفتہ رفتہ ایک ظلم منسوخ کر دیا جائے اور جاہلداروں پر کشت کاٹا یا گورنمنٹ کا فاضلانہ قبضہ کر دیا جائے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ سرمایہ داروں کا رویہ ضبط کر لیا جائے اگر ان کا رویہ کسی مقروض پر اتنا ہے تو قرض کو اصل اور سود سے منسوخ کر دیا جائے اس گروہ کا یہ بھی خیال ہے کہ جو

نظام تمدن کو پاس ہے وہ کسی قوم و فرقہ کا ہو اس طور پر جبر و کثرت درجہ برہم کیا جائے کہ انقلاب پیدا ہو کر موجودہ نظام حکومت فنا ہو جائے۔

حالانکہ اس گروہ کے دوش بدوش اور اس سے اشتراک عمل کرتا ہوا ہندو کا وہ گروہ بھی شامل ہے جو اس انقلاب سے فائدہ اٹھا کر قدیم تمدن ہندو کو مٹا اپنے تمام بہت پرستانہ وادہام پرستانہ ذہنیت کو قائم کر دینا چاہتا ہے یہاں تک کہ گوشت خورد قوم کو اپنے شعار قومی سے ترغیب یا جبراً نکرنا چاہتا ہے اور گائے کو دیوتی کے تحت پروردگار چاہتا ہے ان تحریکات کے کچھ مہمدمعاون وہ لوگ ہو گئے ہیں جو اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتے چلے آ رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اس سے مسلمان کے مذہب اور تمدن یا معاشرت کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ یہ گروہ مسلمانوں کو اپنے ساتھ اشتراک عمل کی بیگم دعوت دے رہا ہے مگر مسلمین کا سوا داعظم ان تحریکات کے سخت خلاف ہے اور اپنے آپ کو ان کے مقابلے کے واسطے منظم کر رہا ہے مگر اول الذکر قلیل گروہ مسلمین کا اس سوا داعظم کو ملک اور انسانیت اور ترقی کا دشمن بنا رہا ہے شرعی ارشادات ان مسائل پر کیا ہیں اور مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے؟

الجواب دہریوں اور اباحیوں کا وجود آج نہیں عرصہ دراز سے ہے۔ یہ لوگ ابلیس کے بیٹے شیطان کے وکیل، شیطنت کے پروپیگنڈہ کرنے والے ہیں۔ انھیں اللہ و رسول علیہ السلام و جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی علاقہ نہیں۔ جیسے ان کے پیرو استاد ابلیس لعین کو ان بد عقلوں نے خطوات شیاطین کا اتباع کیا۔ ابلیس کے نقش قدم پر چلے تو دین و دیانت ہی کو پیچھے نہ دی بلکہ عقل کو بھی حیا و شرم وغیرت کو بھی۔ واقعات، مصہوبات، مشاہدات جن سے روز روشن کی طرح روشن کہ دین و مذہب کے اتہار ہی سے دینی زندگی ہر قسم کی ترقیاں ہوتی ہیں۔ اور جس قوم نے دین حق کی پیروی سے روزگاری کی ہے وہ ہی قدرت میں گری اور جنت میں تزلزل میں پڑی ہے۔ گرنہ بیت ربوزہ شہر چشم چترہ آفتاب راج گناہ۔

یہ ناکسی آنکھیں رکھنے والے حقیقت پرستی و یگانگی سے محروم، دل کے اندھے اس پاگل اندھے کی طرح ہیں جو غاص دو پہر کو جب کہ آفتاب بروز کمال روشن و آشکارا ہوا آفتاب کے وجود کا انکار کرے نابینائی کے سہب اسے دیکھ نہ سکے۔ اور پاگل پن کی وجہ سے کسی اور طرح بھی اس کے وجود کو محسوس نہ کر سکے۔ جیسے اس پاگل اندھے کے احساسات باطل ہو گئے۔ جو آفتاب کے وجود سے انکار کرے

یوں ہی ان ناپائیداروں کے احساسات باطل ہیں جو ایسا کہتے ہیں۔ آج مسلمان کروڑوں ہیں اور آج سے تیرہ سو برس پہلے کہتے تھے؟ ان ناپائیداروں کی آنکھیں چیر کر ان کے کان کھول کر تارخ ہی کے اوراق دکھاؤ سناؤ۔ جب تک مسلمان دین حق کی پروردگار کی پیروی تعمیل احکام کرتے رہے روز افزوں دن دولہا ملت ہو گئی ترقیات کرتے رہے۔ دین حق کی پیروی سے اس مدراج ترقی پر پہنچے جہاں تک کوئی قوم نہ پہنچی۔ مسلمانوں کے خون کے پیاسے مسلمان کی جان و مال عزت و آبرو سب کے دشمن بھی اس کا اصرار کرتے آئے۔ اور آج تک برابر مان رہے ہیں والفضل ماشہدات بہ الاعمال۔

جب سے مسلمانوں میں کستی آئی احکام دین حق پر عمل میں محاسل پیدا ہو جا رہے ہیں ان کی ترقی بال بزرگ ہوئی نہ صرف یہ بلکہ روز بروز انحطاط و تزلزل ہو رہا ہے یعنی تہذیب مذہب سے دوری ہوئی جا رہی ہے۔ خلا مسلمانوں کی آنکھیں کھولے وہ قوم جو جالبینت میں جہالت کا پیکر تھی وحشت کا جبر ان کی آن میں ایسی مہذب ہوئی کہ ہادی و مہذب بن گئی۔ ساری دنیا میں جس کی تہذیب کا ڈھکناجنگ گیا۔ بخود میں جس کی اعلیت کا سک پڑ گیا۔ وہ قوم جو کنگال تھی لوٹ مار اور طرح طرح کے ظلم و جفا کی خوگر ہو کر اوتھی اور سلطنت کی دشمن۔ انھیں دہریوں اور اباہیوں کی طرح سلطنت سے دیکھتے دیکھتے دنیا بھر کی بادشاہت ان کے قدموں پر پڑ رہی اور اس کے پاؤں چومنے لگی۔ اس قوم کی خلافت سلطنت سے بہت اعلیٰ چیز تھی جس سے وہ قوم نہ صرف بادشاہ بلکہ شہنشاہ مانج کش بادشاہوں کی ہوئی۔

اس موضوع پر کچھ زیادہ لکھنے کی حاجت بھی نہیں اور فقیر کو فرصت بھی نہیں۔ جو لوگ مسلمان نام رکھ کر اس دہریت اور اس اباہیت کے حامی ہیں وہ محض نام کے مسلمان ہیں درحقیقت دہریہ اباہیہ ہیں اگر وہ لوگ تو یہ نہ کریں مسلمان محض ان کے اسلامی ناموں کی بنا پر مسلمان نہ سمجھیں محض نام یا کلمے کا گوشت کھانا مسلمان نہیں بنانا۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس ملعون تحریک سے مذہب کا کچھ نقصان نہیں وہ اس پاگل کی طرح ہیں جو قلعہ کی دروازہ پر ڈھانچا ہوا ہے اور کہتا جاتا ہے کہ اس نے قلعہ کو کوئی نقصان نہیں۔ حدود الہیہ کو توڑ دینا دین کو مٹا دینا اور بکے ہاؤ کا اس سے دین و مذہب کو خطرہ نہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ان ہی دہریوں اباہیوں کی جماعت کا نام آج کل بولشویک ہے جو اس بولشویک تحریک کا حامی ہے اس سے اسلام سے کوئی علاقہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از پوزیر طاہرہ النسی مرسلہ مولوی محمد غیاث الدین صاحبہ موصیٰ مدرسہ مرقعہ

کیا فرماتے ہیں علمائے ملت مسلمان ذیل کی نسبت ؟
 (۱) ہنود کا وہ مشرک نہ میلہ جو بتوں کی پرستش کے لئے ہوا کرتا ہے جیسے دسہرو، جنم اشٹی، اور گا پوسا،
 کالی پوجا وغیرہ جس میں مسلم کفر و شرک کے علاوہ ہر قسم کے ناپاک تہائے اور گنہگاروں کو لب ہوتے ہیں اور
 زنیوں بھی سنگائی جاتی ہیں ان میلوں میں اکثر ضرورت وغیر ضرورت کی اشیاء ملتی ہیں اور ان میلوں کی قیمت
 زیادہ تر مسلمانوں ہی سے ہوتی ہے چوں کہ یہی زیادہ تر خریدار و گمشدہ ہیں ان میں بیشتر دکانیں ہندو
 ہی کی ہوتی ہیں۔ ایسے میلوں میں مسلمانوں کا بیشیت تمنا شافی یا بخرش خرید و فروخت شرک ہونا کیسا ہے ؟
 (۲) بعض جاہلوں کا یہ طریقہ کہ ایام دسہرو میں نئی دھن کے لئے اس کے مناسب حال چیزیں مثلاً
 خرید کر سسرال بھیجنا وغیرہ سسرال والوں کا یہ فعل کہ اشٹی دسہرو منانے کی غرض سے خوشہ کو تیل نہ دینا شرک کا حکم
 رکھتا ہے ؟

(۳) دسہرو وغیرہ کا میلہ بلا ضرورت بطور رسم ہونا اور میلہ سے بطور تحفہ چیزیں خرید کر لانا وغیرہ مثالیوں وغیرہ
 خرید کر بطور ہدیہ اسباب کے یہاں بھیجنا کیسا ہے ؟ بیہودہ اور جہا
الجواب ایسے میلوں میں بیشیت حرام شافی یا حرام حرام حرام بہت اخبث نہایت ہی اشنع
 کام محکم فقہائے کرام معاذ اللہ کفر انجام ہے۔ حدیث کا ارشاد ہے من کثر سواد قوم فہو منہم غزاة الروایت
 میں ہے فی الفصول قال الشیخ ابو بکر الطرغانی من تخرج الی السدة فقد کفر لان فیہ اعلان الکفر علی
 قیاس سئلۃ السدة التخرج الی نیروز المجوس والموافقۃ معہ عرف ما یفعلون فی ذلک الیوم راہی میں
 ہے کذلک التخرج فی لیلۃ النبی یلعب فیہا کفرۃ الہند بالنہد والموافقۃ معہ عرف ما یفعلون
 کذلک اللیلۃ فیلنہد ان یکون کفر او کذلک التخرج الی لعب کفرۃ الہند فی الیوم الذی یدعو الی کفر و التوافقۃ
 معہ من تخرج الی البقور والافراس والذہاب الی دورۃ الاقنیاء یلنہد ان یکون کفرۃ۔

ان لوگوں پر تو یہ تجدید ایمان تجدید نکاح لازم۔ جو لوگ تجارت کے لئے جاتے ہیں انہیں مجمع کفار
 سے ملحدہ قیام ہے۔ اول تو ماہی نہ پائے اور جائیں تو وہاں سے دور رہیں اس قدر دیکھ ان سے ان
 کے مجمع میں اضافہ ہو کر اس کی شوکت نہ ہو۔ ان کی دوکانوں سے اس کی نیریت نہ ہو۔ ان کے کنگے لٹکان کر
 نہ ہو مجمع کفار محل لعنت ہے خصوصاً ایسا مجمع جو اظہار و اعلان کفر کا ہو محل لعنت سے یوں بھی کوئی نجات دہ
 اگرچہ اس وقت اظہار کفر نہ ہو۔ تجارت کے لئے اگر جاتے ہیں مجمع کفار سے بالکل ملحدہ جہاں سے ان کی کفر

ہاتیں دیکھیں نہ سکیں راہ میں رہیں مقصد نہارت یوں بھی حاصل ہوگا اگر وہ لوگ خریدنا چاہیں گے دہریہ
 خریدیں گے ذخیرہ بنا چاہیں گے وہاں بھی نہ خریدیں گے۔ آج کل تو یہ فری ہوس خام ہے۔ کفار قوسلمانوں
 کا انجیلاٹ کہہ چکے ہیں ان سے وہ ضرورت پر تو خریدنا روایت نہیں دیکھتے۔ میلہ میں بے ضرورت اور گراں آنے
 خریدیں گے؟ میلوں میں ہمیشہ چیز گراں ہوتی ہے۔ وہ مسلمانوں کو میلوں میں آنے کے روادار نہ ہوتے۔ وہ
 ممانعت نہیں کرتے کہ مسلمان میلوں میں آئیں اور انھیں موقع ڈھونڈھ کر خوب ٹوٹیں برسوں سے متحدہ
 مواقع پر ایسا ہو رہا ہے مگر مسلمانوں کی آنکھیں نہیں کھلتیں۔ ٹھہریں ماسے جاتے ہیں اور کچھ پہنچتے
 ہیں۔ نہ دیکھنا کا لحاظ نہ دینا۔ خدائے ان کی آنکھیں کھولے۔ واللہ تعالیٰ هو الموفق وهو الہادی۔ وهو
 تعالیٰ اعلم۔

(۱۲) دہرہ منانے والے سوال میں جو مذکور ہے ایسا کرنے والے از سر نو کلمہ اسلام پڑھیں ان پر
 تہجد باریان تہجد نکاح لازم ہے یہ لوگ اگر باز نہ آئیں، تہجد باریان تہجد نکاح نہ کریں تو ان سے تاویہ
 متعلق کیا جائے سلام کلام میل جول نشست برخواست یک نعت موقوف کیا جائے تنہا وی صغیری میں
 ہے من اشتری یوم النبی من شری ولہ یکن یشترہ قبل ذلک ان ادا بہ تعظیما النبی و من کفر۔
 شروع فقہاء میں ہے من اھدی یوم النبی و ترا و ادا بہ تعظیما النبی و کفر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ازبلی بھیت محلہ ڈیرہ گنج۔ دوکان حاجی نبی بخش صاحب حاجی صوفی صنی اللہ صاحب
 سودا گران تمباکو۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شب میں سنی چھدا کے مکان پر برادری
 کے لوگ جمع ہوئے ہاں گفتگو چوری تھی اتنے میں سنی تنقید و لمحہ عرض نے ملاکفایت اللہ صاحب کو فحش
 الفاظ کہے۔ چوں کہ ہماری برادری میں ملاکفایت اللہ صاحب مذکور مخزن بزرگ ہیں سب ان کا ادب کرتے
 ہیں بدینہ تنقید و لمحہ عرض مذکور کو برادری پہنچا بہت سے خارج کردیا دوسرے روز صبح کو چھدا مذکور کے مکان
 پر چھدا مذکور کی ٹوکی کی شادی تھی کل برادران کا شادی ملاوا تھا چھدا مذکور کے مکان پر سب برادری کے
 لوگ جمع ہوئے۔ وہاں پر تنقید و لمحہ جو برادری سے خارج کر دیا گیا تھا وہی موجود تھا۔ لہذا چھدا مذکور سے
 برادران نے کہا کہ تنقید و لمحہ یہاں کیوں موجود ہیں؟ کیوں کہ یہ برادری سے خارج ہے اس کے ہمراہ لوگ
 کھانا نہیں کھائیں گے۔ اس پر سنی تنقید و لمحہ نے کہا کہ خدا کے واسطے آپ سب صاحبان میرے مکان پر

کھانا کھا لیجئے۔ چوں کہ سخی اتواری چھلانڈ کو رکھ چاہے اتواری کے کہنے پر سخی ولی اللہ نے اتواری سے کہا
 کہ ایسی فرماؤ اس باتوں پر غلام واسطہ نہیں دینا چاہئے اور یہ فاضل کر کہا کہ آپ اس کا جواب دیجئے کہ آپ
 ہم لوگوں پر بردہوں کو کھانا کھانا چاہتے ہو یا صرف خنکو کو اس پر چھلانڈ ہے کہ آپ کہ میرے چچا اتواری سے جو کہا
 ہے کہ خدا کے واسطے سب صاحب میرے یہاں کھانا کھا لیجئے دینی میں بھی کہتا ہوں۔ اس پر ولی اللہ
 نے جواب دیا کہ آپ لوگ اپنے موقع پر نہ کہتے ہوئے ایسی معمولی باتوں پر غلام کا واسطہ دیتے ہو یہ بات فطرت
 مطہرہ سے متضاد ہے آپ ان باتوں کا جواب دیجئے کہ آپ ہم لوگوں کو کھانا کھانا چاہتے ہو یا خنکو کو؟ اگر آپ کو خنکو
 مذکور کے ساتھ چھلانڈی ہے تو خنکو کا واسطہ ملے کر ادھیچے تب ساتھ میں کھانا کھا سکتے ہیں اور وہ نہیں کھا میں گے
 کچھ عرصہ بعد حاجی بی بخش صاحب تشریف لائے انھوں نے خنکو بردار ان کے معاملہ کو معلوم کیا اور خنکو کا تصور
 ثابت ہوا لیکن خنکو نے بیان کیا میں نے فحش الفاظ کوئی نہیں کہا اگر میں نے کہا ہو تو دلچھ کو خرافت کر رہے
 خنکو کے اس کہنے پر حاجی بی بخش صاحب نے خنکو مذکور کے ایمان پر معاملہ عزم کر دیا لہذا معاملہ طے ہونے
 پر کل بردار ان خنکو نے اپہ مل کر کھانا کھا یا سب کچھ نزع باقی نہیں رہا۔

اس قضیہ کے چند ایام بعد خنکو کی لڑکی کی شادی بھی خنکو نے چند حرکتیں خلاف قواعد اصول بنی بہت
 و خلاف شریعت کیں جو حسب ذیل ہیں۔ (۱) یہ کہ ترقیب شادی میں دو گیم معاملات برداری میں برادری کا
 اصول ہے کہ برادران کے بلا مشورہ کوئی کام نہ ہو اور ہر کام میں سرداران قوم کو ضرور بلائے جائے لیکن خنکو نے
 اس کی خلاف ورزی کی۔ (۲) یہ کہ ایک شخص آبن ولد کن نے اپنی منگوبہ بی بی کو طلاق دے کر کچھ عرصہ بعد
 بلا اطلاع کے ہوئے اسی مطلقہ بی بی کو دوبارہ اپنی زوجیت میں استعمال کر لیا جو کہ شرع کے قطعی خلاف ہے
 میر منوجہ حج بردار ان نے اس مذکور کو قطعی برادری سے خارج کر دیا تھا جس کو عرصہ تین سال کا ہوا۔ تعلقات
 قطعی منقطع کرتے۔ لیکن برخلاف برادری کے حکم کے خنکو و کن ولد کن ہر دو نے آبن ملزم مذکور سے تعلقات
 قائم رکھے اس پر بردار ان نے خنکو و کن ہر دو کو برادری سے خارج کر دیا ان سے بھی اطلاق منقطع کر دیئے
 اور ملاقاتیں اللہ و ولی اللہ نے ہر دو اشخاص کو برادری سے خارج کرنے میں زیادہ کوشش کی ان کی
 رائے پر کل بردار ان نے اتفاق کر کے ہر دو کو برادری سے خارج کر دیا ان دونوں ملزمان نے ہوجہ رنجش
 کے غلط سوال قائم کر کے فتویٰ حاصل کر لیا جن صاحب سے فتویٰ حاصل کیا ہے وہ صاحب علی بحیثیت
 کے باشندہ نہیں ہیں باہر کے ہیں۔ سوال و جواب حسب ذیل ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ سخی چمک کے یہاں تقریب شادی میں بڑا لڑکے کے لوگ میں تھے بلکہ لڑکا لڑکی پر کچھ گفتگو ہو چکی تھی جس میں وقت بہت گزر گیا لہذا سخی چمک صاحب خانہ نے جو دھری وکل برادران سے عرض کیا کہ اب سب لوگ خلد رسول کے واسطے پہلے کھانا کھا لیجئے گا اس پر ولی اللہ کفایت الشہد نے لڑائی کر کہا کہ خلد رسول کا واسطہ نہیں لانا ہمارے کلمات سے جو ہمارے دیوانہ کچھ درپردہ سخی اتواری نے خلد رسول کا واسطہ دیتے ہوئے کھانا کھانے کے واسطے کہا تو انھیں دونوں شخصوں نے پھر بھی جواب دیا کہ ہر وقت خلد رسول کا واسطہ نہیں لانا چاہیے جس کے لوگ کو صاحب ذیل ہیں۔
 شعبہ شریف کی وجہ سے اس مسئلہ پر کیا حکم ہے اپنی خلد جو دھری صاحب سے طلبہ اس کی تصدیق ہوتی ہے
 گوادر مکتوبہ قادریہ شریف گوادر مکتوبہ محمدیوں و مکتوبہ کریم بخش و مکتوبہ امین و مکتوبہ عبد الرزاق و اتواری و مکتوبہ
 صاحبہ امین و محمدیوں و مکتوبہ عبد اللہ و مکتوبہ ولید.....

الجواب صورت مستفہرہ میں ولی اللہ و کفایت اللہ دونوں یکم جوہر فقہائے کرام خارج از اسلام ہو گئے دونوں پر لڑکر نوکر پڑھ کر تو یہ کہ کے اسلام لانا فرض و ہر فرض سے پڑھ کر انہیں فرض ہے ہر اگر اپنی بیوی کو رکھنا چاہیں تو ان کی رضا سے جدیدہ نہیں پڑھنا کھانہ کریں اور اگر وہ معاف اللہ اس حکم شری پر عمل نہ کریں تو دھری والوں پر فرض ہے کہ ان سے میل جول سلام کلام حقہ پانی بند کر دیں یہاں تک کہ وہ توبہ کریں خلد رسول بل بلال و ولی اللہ و علی طبر و سلم کا واسطہ ہر بات پر نہیں دینا چاہئے اگر کوئی حضور کی بات ہو رہی تھی جس کا طے کرنا پہلے مقدم تھا تو اس کو روکنے کے لئے خلد رسول کا واسطہ ہرگز نہیں دینا چاہئے متعجب واسطہ دیا گیا تھا تو اس کے جواب میں یوں کہنا تھا کہ خلد رسول کا واسطہ ہر جگہ ہے مگر اس خصوص سے ایک ہم بات چھوڑی جیسے باکئی مگر نوکر سوال میں مذکور ہے بہت شیعہ و گنہگار ہے بہر حال توبہ توبہ ایمان فرض ہے۔ واللہ اعلم۔

اب اللہ کے شرع شریف جواب طلب حسب ذیل امور ہیں کہ شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے ہے
 (۱) یہ کہ غلط سوال قائم کر کے جواب لینا جس سے ولی اللہ و کفایت اللہ کو دلی عدم و رد حاصل
 تکلیف پہنچی اور توہین ہوئی۔

(۲) یہ کہ اتن طہرہ میں نے اپنی عورت و مکتوبہ کو طلاق دے کر بلا اطلاع کے ہوس کے دیوانہ اپنے پاس

رکھ لیا جس کو برادری نے خارج کیا اور تعلقات قطع کر لئے تھے اس سے تنہو ولد محمد عیوض و کلن والد ابن ملزم سے ہر دو اشخاص تنہو و کلن کا تعلقات قائم رکھنا۔

(۳) یہ کہ چھدا کا اپنے یہاں ابن ملزم کو بلانا و معمول بات پر بے موقع خدا کا واسطہ دینا و ہزاروں کو ایسے اہم ملزم کے ہمراہ کھلانے کی کوشش اس کے شرکار و شرک بنوایں تنہو و کلن کی کرنا۔

(۴) یہ کہ یہاں ایک مولوی صاحب کو یہ سوال و جواب دکھلایا گیا مولوی صاحب نے دیکھ کر فرمایا کہ یہ جواب غلط ہے ایسی صورت میں غلط جواب لکھنے والے پراندر سے شرع شریف کے کیا حکم ہے جملہ برادران

قوم شہر علی محبت و سرداران قوم؛

الجواب دھوکا دینا فریب کرنا شدید بد کام ہے ہی خصوصاً مفتی کو فریب دے کر اپنے حسب منشاء

جواب لینا حدیث میں ہے۔ لبس منامن غشنا۔ جھوٹ بولنا افزا کرنا دھوکا دینا یہ مسلمان کا کام نہیں قرین کلام مہود کا کام ہے۔ یحیٰ فون الکھ من مواضع۔ جھوٹ لے کر یہ شیخ حرکت کی توبہ کریں اور جن پر الزام کے لئے کی ان سے معافی بھی چاہیں وہ لوگ حق اللہ اور حق العباد میں گرفتاریاں کا گڑبگڑ ہوئے۔ واللہ اعلم۔

(۲) جس نے اپنی مطلقہ بطلاق مغلطہ کو بے حلالہ رکھ لیا۔ اسے بے حلالہ اپنے تصرف میں الایازانی ہے اور وہ ابکا عورت زنا ہے۔ ان سے تاقوبہ قطع تعلق کا حکم برادری کا حکم نہیں حکم شریعت ہے۔ برادری

نے حکم شریعت پر عمل کیا اور عمل کرنا چاہا جس نے زنا اس نے برادری ہی کا جرم نہ کیا شریعت کے حکم حکم سے سزا ہی روگردانی کی۔ حکم شرع مقدس کو بیٹھ دی۔ شرع مطہر کا جرم ہوا۔ اس سے بھی برادری نے قطع تعلق کیا اچھا کیا۔ بھی کرنا تھا جب تک یہ لوگ توبہ نہ کریں انھیں برادری سے بند نہ کھا جائے اور جان کا ساتھی ہو

اسے بھی ہی سزا دی جائے۔

(۳) جن لوگوں کو برادری نے حکم شرع بند کیا تھا چھدا نے انھیں اپنے یہاں بلایا برکایا۔ بلایا تھا تو ان سے توبہ و رجوع کے لئے کہتا تھا جب وہ توبہ کر لیتے تو برادری سے کہتا کہ انھوں نے ہمارے سامنے توبہ

کر لی اب ان کی ہندش کھول دی جائے برادری اپنے سامنے توبہ کا اقرار اسے کر بندش کھول دیتی۔ ان غیر مومن کو بلایا پھر اتنا ہی نہیں ان کا جرم اسی طرح ہے توبہ ہوئے برادری سے مل لینے کی کوشش وہ بھی خدا

کا واسطہ دے دے کہ جن شرعی مجرموں کو حکم شرع بند کیا تھا ان کو خدا کا واسطہ دینا بھی ہے کہ خدا کے واسطے یہ غلط شرع کرو۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

خدا کے لئے شریعت کا اہتمام کیا ہوتا ہے یا معاذا اللہ خدا کے واسطے کی جاتی ہے۔ کسی سے مخالفت شرع کو ناگاہ ہے اور اس پر خدا کا واسطہ دینا تو اور بھی اشد حرام ہے۔ اگر اس خلاف شرع کو خلاف شرع سمجھتے ہوئے خدا کا واسطہ دے جب تو معاذا اللہ بہت اشد تر الزام ہے۔ ایسے شخص پر تو یہ توبہ ایمان تجدید نکاح کا حکم ہوگا۔ حقیقت بات پر تو خدا کا واسطہ دینا نہ چاہئے اور جو دے تو جسے دے پسندیدہ ہے کہ وہ بات نہ کرے۔ درختنا نہیں ہے۔ فی المختارات قال ابن المبارک سال لوجه اللہ او بحق اللہ عجیب ان لا یعطیه شیئ الا اللہ عظموا حقہ اللہ تعالیٰ کسی ایسی بات پر خدا کا واسطہ دینے سے اس کا کرنا لازم نہیں ہو رہا جو جائز ہو۔ جب حقیقت بات پر خدا کا واسطہ دینے پر نہ کرنا پسندیدہ ہے تو کسی ناجائز بات پر خدا کا واسطہ دینے اور مان لینے پر لے کر حکم ظاہر نہایت کرنا تو گناہ تھا ہی اس پر خدا کا واسطہ اور گناہ بالائے گناہ ہوا۔

ایسے ہی مسائل کے لئے جو ناحق پر خدا کا واسطہ دے حدیث میں ارشاد ہوا ملعون من سال لوجه اللہ مردانہ الطبری ہی پسند مر جائے بحال الصبیح عن ابی موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی حدیث کا آگے کا ٹکڑا یہ ہے وملتعون من سال لوجه اللہ شرمع سائلہ ما لریسأل ہرما یعنی فی حدیث حدیث سے نہجاً یہ واضح ہو کہ جس شخص نے ناجائز بات ماننے کے لئے خدا کا واسطہ دیا وہ بیکم حدیث مذکور ملعون ہے اور یہاں بھی معلوم ہوا کہ ہر آدمی نے حمد و واسطہ نہ مانا اچھا کیا اسے یہ واسطہ ماننا کہ تیرے تھو۔ یہ لوگ ملعون نہیں کہ ان سے سوال کیج کا تھا جس پر خدا کا واسطہ دیا گیا تھا۔ کج پر خدا کا واسطہ دینا ہی ملعون کا کام ہے۔ (۴) عفا اللہ عن المغنی۔ مفتی نے فتویٰ دینے میں عجلت کی اور غرور و تامل سے کام نہ لیا خدا اور رسول کا واسطہ مانتے سے انکار دیکھ کر وہ حکم دیا مسائل نے مفتی کو دھوکا بھی دیا مگر مفتی اگر تامل کرتا تو یہ حکم نہ دیتا اللہ اسے معاف فرمائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ مستوبہ مولوی شمس الحسن صاحب محلہ ذمیرہ بریلی۔ ۱۶ ازی قندہ ۱۳۵۴ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زید نے کہا کہ اگر اللہ اہل اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا تو فلاں کام ہو جائے گا یہ سن کر بھرتے کہا کہ تو یہ کہو۔ یہ شرکت فی صفات الہادی تعالیٰ ہے۔ اس کی مشیت میں کوئی شریک نہیں۔ وہ فاعل مطلق و مختار ہے ایسا نہیں کہنا چاہئے۔ زید اس پر ہے کہ میں نے بالکل ٹھیک کہا ہے۔ خدا کی مشیت کے ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی وابستہ ہے لہذا اس پر حکم شریعت کیا ہے۔ بلکہ حکم

اس کا جواب بالتفصیل مع حوالہ کتب معتبرہ و مرسلات فرمایا جاوے۔

الجواب ایسا کہنے سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے یہود کے اعتراض کرنے اور شرک کا چکر اٹکنے پر ممانعت فرمائی۔ تو جس چیز سے حضور نے ممانعت فرمادی اس سے باز رہنا چاہئے۔ قال تعالیٰ ما تلککم عنہ فاشہوا۔ اگر کہیں تو یوں کہیں کہ اللہ پھر اس کے رسول بل و ملا علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہود تو اللہ اور آپ چاہیں ہر مومنہ آئے تھے۔ مگر یہودی صفت نجدی صفت لوگ اس پر بھی شرک و کفر کیسے گئے حالانکہ اس کا یہاں حضور نے خود تعلیم فرمایا ابن ماجہ باب النبی ان یقال ما شاء اللہ و شئت میں یہ دو حدیثیں لائے۔

حدثنا هشام بن عمار حدثنا عیسیٰ بن یونس عن الامحلی عن ابي عبدی عن یزید بن الاصم عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا حلفت احدکم فلا یقل ما شاء اللہ و شئت ولكن لیقل ما شاء اللہ و شئت۔ حدثنا هشام بن عمار حدثنا سفیان بن عیینة عن عبد اللہ بن عمر بن ربیع بن حراش عن حذیفہ بن الیمان ان رجلا من المسلمین سأل فی النور انه لقی رجلا من اهل الکتاب فقال نعم القوم انتم لولا انکم تشرکون تقولون ما شاء اللہ و شاء محمد و ذکر ذلک النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اما واللہ ان کنت لا عرفها لکم قولوا ما شاء اللہ ثم شاء محمد (علیہ الصلاۃ والسلام)۔

نسائی شریف کے باب الحلف میں یہ حدیث ہے ابو یزید یوسف بن عیسیٰ امرأة من جہینة ان یهودیاتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انکم تنذرون وانکم تشرکون تقولون ما شاء اللہ و شئت و تقولون لا کعبۃ فامرہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا الازاء ان یقولوا ان یقولوا و رب الکعبۃ ویقول احد ما شاء اللہ و شئت۔

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ صحابہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام میں عرض کیا کرتے تھے کہ اللہ اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چاہیں اللہ اور آپ چاہیں حضور نے اول اسے نہ روکا۔ پھر اس سے ممانعت فرمائی اگر یہ یہودیوں و باہیوں کا شرک ہوتا تو کیا ایک آن کو بھی وہ اسی شرک و کفر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس پر صبر فرماتے۔ جب ممانعت فرمادی تو یوں کہنا شروع ہو گیا۔ ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ ایسا کہنے والے صاحب سے (بطور تغلیط) یہ بھی ارشاد ہوا کہ کیا تم نے مجھے اللہ کا مائل ٹھہرایا بغیر میری شیت کے کہو یا اللہ اس

حدیث میں بھی یہ نہیں کہ حضور نے اس پر حکم شرک فرمایا ہوا اور ان سے توبہ لی ہو۔

طریقہ محمدیہ اور اس کی شرح حدیقہ نمبر میں ابن ماجہ سے حدیث نقل کی ہے مسئلہ ۲۷۱ ج ۲، عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما انہما جاءا رجل ابل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فکلمہ فی بعض الامر فقال الرجل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما شاء اللہ وشئت وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجعلنی فی اللہ تعالیٰ حدیلا رای معاذ لایم اثلا، قل ما شاء اللہ وحده کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اس سے روکا ہے تو ایسا ہرگز نہ کہا جاسکے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ازربیلی ملکہ قلمہ مسئلہ مولوی عزیز احمد خاں وکیل۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس کے متعلق کہ ایک جلوس گدی گدی کا اپنی ہنود مکان چاہتے ہیں جس میں ہندو اور تاروں کی صورت میں انسان بٹھائے جاتے ہیں اور مجمع عام اہل ہنود کا اس کے ساتھ ہوتا ہے مسلمانوں سے اصرار کیا جاتا ہے کہ وہ بحالی امن اور رشتہ اتحاد مضبوط کرنے کے لئے اس جلوس کی جلوسیں چلیں اگر مسلمان اس جلوس کے ساتھ چلتے ہیں تو لازمی طور پر اس سے براہ گدی کے جلوس کی زینت اور شہرت میں اضافہ ہوتا ہے کیا اس حالت میں مسلمان بلا ارتکاب گناہ کئے ہوئے اس جلوس کی معیت میں چل سکتے ہیں؟ اور اگر نہیں چل سکتے تو گناہ جو ان سے سرزد ہو گا؟

کس درجہ کا ہوگا؟ بینوا توجروا

الجواب

اس کے حرام حرام حرام اور حرام ہونے میں کوئی کلام نہیں۔ کفار کے ایسے کاموں کے محض تماشہ کرنے نے وہاں چلنا تو حرام ہے۔ نہ کہ رشتہ اتحاد قائم کرنے کے لئے کفار سے رشتہ اتحاد کفار ہی کا ہے مسلمان کسی کافر سے رشتہ اتحاد قائم نہیں ہو سکتا۔ اس کا مضبوط کرنا کیسا جو لوگ اس فیت سے شریک ہوتے وہ ضرور کفار سے متحد ہو گئے۔ اسلام سے جدا ایسے امور کفار کے جلوس میں شرکت ہی نہیں اس کے جلوس میں چلنا ان کی تعظیم ہے۔ اور ان کے ایسے امور کی تعظیم سے تجدید ایمان اور توحید کا علاج لازم۔ چاہے یہ تعظیم خود کی ہو یا کما۔ آج اگر کسی حاکم کا حکم اس کے لئے مان لیا گیا اور اسے حکم کفر سے بکاؤ کی ڈھال سمجھ لیا ہے تو کئی بڑوں کو سجدہ کا بھی حکم ہوگا اور ایسے بے فرد لوگ جب بھی تعمیل حکم کریں گے اور اسے حکم کفر سے بکاؤ کی ڈھال سمجھیں گے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

نبی لوگ ہیں جنہوں نے ایسی ایسی کمزوریاں نمایاں کر کے اسلام کو نظر کفار میں معاذ اللہ ذلیل

کیا ہے۔ کل کافران سے بھی چاہیں گے کہ اس اور رشتہ اتحاد کو مضبوط کرنے کے لئے ہمارے ساتھ ان ان کفریوں میں ہماری موافقت کر دے۔ ہمارے ساتھ بتوں کو سمجھ کر وادہ گہری پوچھو اور جہاد کے آگے قدم بجا لاؤ وغیرہ وغیرہ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو امن نہ رہے گی مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جائیں گے۔ یہ ہوگا وہ ہوگا۔ تو یہ کافروں سے رشتہ اتحاد کرنے والے اسلام کو کافروں کے آگے معاذ اللہ ذلیل و بدنام کر دینا چاہتے ہیں وہ سب کچھ کریں گے جس جس کے کرنے کا نہیں حکم ہوگا۔ کذاب مخالفین بن میں اللہ و رسول جلیل اللہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دشمن ہیں ہمارے لئے تو یہ جس پر یگانہ کرتے ہیں کہ ان کے یہاں کفری مشین ہے جس میں دن رات ایسے فتوے ڈھلتے ہیں جس سے کوئی مسلمان محفوظ نہیں رہتا یہ ہر ایک کو کافر بتاتے ہیں خالاک کہ یہ ہم پر ان کذابوں کا بدترین افتراء ہے خود ان مخالفین ہی کا اپنا یہ حال ہے جو بالکل ظالم ہے۔ بالکل واضح ہے پردہ رنگ چول کہ عوام کو ایسا دھوکہ دیتے ہیں اس لئے ہم مخالفوں کا منہ بند کرنے کے لئے مولوی محمد اعلیٰ صاحب لکھنؤی کے فتاویٰ سے ایسے لوگوں کو حکم نکلتے ہیں ان کے یہاں تو تکفیر کی مشین مخالفین نہیں بتاتے۔ فتاویٰ مولوی محمد اعلیٰ صاحب میں ہے۔ "ایسے ہو وادہ کفار میں اہل اسلام کو شریک ہونا حرام ہے بلکہ ان کی موافقت و رضا موجب کفر ہوتی ہے۔"

حدیث میں وارد ہے۔ من کثر سواد قوم فہو متہور۔ اور خزائن الروایات میں ہے فی الفصول قال الشیخ ابوبکر الطرغانی من خرج الی السدۃ فقد کفر لان فیداعلان الکفر وحلی قیاس مسئلۃ السدۃ الخروج الی شبر وناحبوس والمواقفۃ معہم فیما یفعلونہ فی ذلک الیوم من المسلمین کفر وکذا الخروج الی لعب کفرۃ الہند فی الیوم الذی یدعون، جرت فی والمواقفۃ معہم فیما یفعلونہ من تزکیۃ البقور، والاخر اس والذہاب الی دورا لغانیا، ینزیر ان یکون کفر وکذا الخروج فی لیلة تلعب فیہا کفرۃ الہند بالنذران والمواقفۃ معہم فیما یفعلونہ فی ذلک ام اور فتاویٰ نزاریہ میں ہے الخروج الی شبر وناحبوس والمواقفۃ معہم فیما یفعلونہ فی ذلک الیوم کفر وکذا شبر وناحبوس ذلک من کان اسلم منہم فیخرج فی ذلک الیوم ویوافق معہم فیما یفعلونہ فی ذلک الیوم فیصیر بہذا کافر ولا یشربہ ۱۰

اسی میں اس سوال کے جواب میں "نیز فالدبکر ویر چار شخص صاحب ریش کلاں، شریف صورت اگر تو کرمی نزد بہمن قبول کریں و بعدہ امور ذیل کے مرتکب ہوں اول جب کہ بہمن بیٹھا ہو

اور زید بکر وغیرہ بھی دربار عام نام پر مد میں بیٹھے ہوں اور بت ہو سوسہ ہٹا کر کو ایک برہمن پوجہ پوری پابندی کے
طشت میں لادے تو برہمن مذکور سرور قدامتہ کر تعظیم پیش کرے زید بکر بھی بخوف ناخوشی و سہرا دلی و برخواستگی
خود و خیال اس کے کہ گستاخی ہوگی اور بے ادب کہلاؤں گا اور شاہرہ ہند ہو جائے گا ساتھ ہی بنظر تعظیم
بت مذکور اٹھ کھڑا ہو۔

دوئم۔ برہمن مذکور بروز تولد بہتان خود مجلس جشن برقص زنان بدکارہ بحضور بت قائم کرتا ہے
تو حکم دیتا ہے کہ نوکران ہمارے ان کر شریک نوروز نہ ہو۔ اور اگرچہ ہم زید بنجمن نہ ہوں مگر ہر ایک نوکران
وہا مزان مجلس پر ہمارا حکم ہے کہ حسب دستور بت پرستی جب سامنے آوے یا بت کا پوجا ہو تو سب کے سب
ماسران اٹھ کھڑے ہو کہ بت کی تعظیم کریں۔ چنانچہ یہ دستور بت پرستی برہمن مذکور قلعہ و تکیہ ہم جیسے سے جاری
ہے پس زید بکر اکثر تعظیم حکم زینت پیش مجلس مذکور سمجھتے ہیں باوجودیکہ برہمن مذکور زینت رہتا ہے۔ زید بکر
خود بخود دستور العمل بت پرستی نام پر وہ یکبارگی فی الفور سب کے سب حضار مجلس بت کی اٹھ کر تعظیم کرتے ہیں
اور حسب بت کی پوجا ہونے لگتی ہے تو با ادب پیش بت جشن مذکور میں تعظیم اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ بخوف
برخواستگی روگردان ہو کر ملکہ ہو نہیں سکتے۔ بطبع زید کھڑے ہوتے ہیں۔

سوم۔ جب کہ بت مذکور ایک بت کدہ سے دوسرے بت خانہ میں پہونچا یا جاتا ہے تو بڑی تیاری
سے مثل اقوام ہندو برہمن مذکور بت کے پیچھے پیچھے آیا دہا لگے اور تالی زید و بکر کو یہ حکم مام رہتا ہے کہ
اس وقت خوش پوش ہو کر جلوں میں پیچھے پیچھے بت کے تادرت خانہ چلیں۔ چنانچہ زید بکر وغیرہ بغرض
تعمیل شاہرہ و خوف و سوشی وعدہ فی السار و زید و مامن و ابانہ الم بخوشی ان افعال کو بجالاتے ہیں۔

چہام۔ برہمن مذکور کے تعیل حکم کو مقدم سمجھ کر جان کر روزمرہ اذان سن کر جماعت میں نہیں آتے
اور جمعہ کے روز جان بوجھ کر کہ آج جمعہ ہے حکم یا ایچھا اللہ ذین استوا لا الہ الا انکوی لا شاکوہین لا یفترق
فاستغوا فی ذنوبکم و تکران ہو کر تارک جمہ ہو کر یہ غدار کرتے ہیں کہ ذوق کامعالم ہے یہ حکم حاکم
مرگ مفاہات ہے بوجہ مجبوری انجام امور اسلام نہیں کر سکتے ہیں۔ بطور امور و مہجبات کفر مذکورہ صدر ہے
زید بکر استعمال کلمات رد کفر سے فاضل و سالہا سال مہجبات کفر پر مصر ہیں تو ان سب کو تجدید ایمان اور
تجدید نکاح لازم ہے یا نہیں و بطبع زید بکر جان بوجھ کر انہ راویں تو کافر اور جوی ان کی نکاح سے
باہر جوی یا نہیں اور بہ نسبت اولاد ان کے کیا حکم ہے ؟

فقہائے کرام کتب فقہ میں ایسی صورت میں کہ اس میں تحمین اعمال کفار اور شرکت افعال کفار اور موافقت ان کی عبادت کی جو حکم کفر نکلتے ہیں۔ اور جو شخص مرتکب ایسے امر کا ہو جس کا سوال میں ذکر ہے اس پر حکم لزوم تجدید ایمان و تجدید نکاح کا دیتے ہیں۔ خزانة المرویات میں ہے فی النصول قال النبیؐ علیہ السلام خلی من خرج الی السد کا فقد کان کفر لان فیہ اعلان الکفر ۱۴ اگر ان لوگوں میں ایسا بھی کوئی ہو جسے اعظم حضرت کی خدمت میں عقیدت کی سعادت حاصل تھی اور اب بھی باقی ہے تو اس کے لئے اعظم حضرت قدس سرہ کا فتویٰ بھی سامنے بعض فتاویٰ میں فرماتے ہیں ۱۵ و مہرہ کی شرکت حرام ہے بلکہ فقہانے اسے کفر کہا رالی ان قال الجوز الراقی میں ہے یکم بخبر وجہ الی سید و فی الجہوس لموافقتہ ۱۶ آخر میں ان دونوں فتوؤں کی تائید میں ایک عبارت شرح فقہ اکبر کی فقیر بھی پیش کرتا ہے۔ زیادہ نہیں صرف ایک سطر۔ مثلاً خرج الی السد قال ہی جمیع اهل الکفر فی یوم النبی و فی کفر لان فیہ اعلان الکفر و کانہ اعانہ علیہ۔ محض تماشائی کی حیثیت سے جانے کا تو یہ حکم ہے۔ کفری جلوس کی پیشوائی اور کافروں سے اتحاد و رسائی پر خلعتے جبار و قہار کی کس قدر اشد ترین لعنت ہوگی۔ ایسوں کو فوراً فوراً تجدید ایمان و تجدید نکاح و تجدید حج جب کہ ہو ہی نہ کہتے ہوں حج کر چکے ہوں لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۴ از صورت کفار ذوا اڑ متصل بالا پیر و مرسلہ غلام نظام الدین۔ فیض اللہ صاحبان۔
۲۳ رجب ۱۲۵۷ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے علماء اہلسنت و مقتیان ملت مسائل ذیل میں۔

- ۱۔ زید نے اشتہاد کے ذریعہ اعلان کیا کہ سب مسلمان اپنے اپنے محلہ کی مسجد میں جمع ہو کر فرسلاں نصرانی مروجہ کے لئے رحمت کی دعا کریں۔ لہذا زید کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟
- ۲۔ کافر مشرک مسلمان ہوتی اور چاہتی ہے کہ کسی مسلمان سے نکاح کر لوں۔ اس کے لئے مدت کا کیا حکم ہے اس کو مسئلہ کا شوہر ہے وہ اسے کفر کی طرف پلٹا نا چاہتا ہے اور اسے ڈر ہے کہ اگر کسی سے نکاح نہ ہوا تو سمجھا جائے کہ اسے کفر کی طرف لوٹا ہے ایسے موقع پر یہ زید مسلمان یا غور نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

۳۔ اور ایک کافر اپنے شوہر سے تین ماہ سے زیادہ مدت سے علیحدہ ہے اور اب مسلمان ہوتی

اس کے لئے عدت کا کیا حکم ہے؟ بیواؤں جو

الجواب زید بے قید اپنے اس اعلان ہدام ایمان کے سبب شدید گنہگار مستحق نادرست وجب غضب جبار ہے۔ اسے توبہ و تجدید ایمان و تجدید نکاح چاہئے اگر بی بی رکھتا ہے۔ نصرانی یا کسی کافر کو مرحوم کہنا کھانا حرام حرام سخت انجیث و اشنع بد کام ہے۔ اور اس کے لئے اس کے مرنے کے بعد دعا و رحمت کرنا کرنا تکذیب قرآن ہے قال تعالیٰ استغفر لہم اولاً و استغفر لہم ان تستغفر لہم سبعین مرۃ فلن یغفر اللہ لہم و قال عز من قال سوا علیہم استغفرت لہم اولہم تستغفر لہم لن یغفر اللہ لہم و قال تعالیٰ ولا تغفر علی احد منہم مات اہل اولاً و تغفر علی قبرہ ان ینکر کفرہ باللہ و رسولہ و ما لو اذہم فیسقون و قال تعالیٰ ومن یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنتہ و ما اولئہ الا النار و قال تعالیٰ ما کان النبی و الذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کان اولیٰ تم لی من بعد ما تبیین لہم انہم احط بالجمیع تفسیر است احمدیہ میں حضرت سیدی عارف باللہ راجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ المراد من المغفۃ الدعاء للیت والاستغفار لہ و هو ممنوع فی حق الکافر۔ اس میں ہے الدعاء والاستغفار منع مطلقاً فی حق المیت الکافر اہ۔

حریر پر عدت تو نہیں مگر فی الفور نکاح بھی نہیں کر سکتی ہے کہ بعد اسلام زن یہاں، جہاں حکومت اسلامیہ نہیں تین جین کی مدت گزارنا قائم مقام انکار اسلام نہایت شہرانی جائے گی کہ عرض اسلام یہاں نہیں ہو سکتا۔ جب تین جین کی مدت گزر جائے گی تو حکم فرقت ہو گا۔ وہ ہائے دوری طرح ہو سکتی ہے حکومت کلاہ جہاں ہو وہاں شوہر پر عرض اسلام کیا جائے اور وہ انکار کرے تو فرقت ہوگی۔ اور جہاں حکومت اسلام نہیں وہاں تین جین کی مدت گزر جائے اور اس مدت میں شوہر اسلام نہ لائے تو یہ مدت جین گزرا اس کے انکار کے قائم مقام ہو کر فرقت ہوگی۔ درختائیں ہے لواء اسلام احد ہاں دار الحرب و ملحق بہا لہر تین حق جین ثلاثا قبل اسلام الا حراما قاسمۃ لشرط الفرقۃ اہ رد المحتار میں ہے قولہ واقاسمۃ لشرط الفرقۃ) و هو معنی ہذا و الہذا مقام السبب و هو الایام اہ۔ تفریق القاسمی فی اللہ تعالیٰ عورت کی حفاظت کی جائے اس کے کافر شوہر سے اسے لئے زندیا جائے کہ وہ اسے معاذ اللہ تمہ بنا سکے عورت جب اسلام لائی ہے خدا سے اور ہمیں سب کو اسلام پر ہمیشہ قائم رکھے تو وہ ایسے موقع پر کیوں کھڑی ہو جہاں شیطان اور اس کی زیریت اسے بھگائے اور اس کے بہک جانے

کا اندیشہ ہو بعد مضمی مدت کسی مسلم سے نکاح کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ازبلی بحیث اسر صاحب رضوی قادری علی ہدی ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں۔

(۱) مسلمانوں کی کون کون قومیں رذیل ہیں۔ جواب بھالہ کتب اور مدلل مرحمت ہوئے

(۲) اصل اور کم اصل کی تعریف کیا ہے اور ان کی شناخت کیا ہے؟

(۳) محمد بن عبدالوہاب نجدی۔ مولوی نذیر حسین۔ مولوی اسماعیل مقتول۔ رشید احمد گنگوہی۔

خلیل احمد شبلی۔ اشرف علی تھانوی۔ شہداء امرتسری۔ عبداللہ علی لوی۔ سر سید احمد خاں دہلوی۔ مرزا غلام احمد قادیانی۔ مرزا حیرت دہلوی۔ عبدالعزیز خاں وغیرہم جنہوں نے فرق باطلہ کی بنیادیں ڈالیں یا ان کی تبلیغ کی دعویٰ نبوت کیا یہ سب اور ان کی قومیں رذیل ہیں یا نہیں؟

(۴) اصل طبیب کے اکثر یا چند افراد پر مذہب ہو یا تیس تو وہ اور ان کی ساری قومیں رذیل کہلانے کی مستحق ہیں یا نہیں؟ ہمنو انوجہ را۔ جواب مدلل مع حوالہ کتب مرحمت ہو۔

الجواب

مسلمان سب بعزت اسلام معززین۔ قال تعالیٰ ولله العلیقہ ولرسولہ وللمؤمنین اسلام عزت ہے۔ کفر ذلت۔ کافر ذلیل بلکہ ذلیل ترویج قال اللہ تعالیٰ اولئک فی الاذلیلین۔ پھر تقویٰ و طہارت

عزت و کرامت ہے۔ اور فسق و فجور ذلت و حقارت و رذالت قال تعالیٰ انک مکہ عند اللہ انفکھہ اس خالص دینی عزت اسلام پھر عزت تقویٰ میں سب برابر نہیں جو احمق اذروئے ایمان اقویٰ ہے

وہ زیادہ معزز از المؤمنین اکرم المتقین ہے جس کو ایمان و تقویٰ سے جس قدر حصہ ملا ہے اتنا ہی وہ عزت والا ہے۔ یوں ہی دنیوی عزت میں چھٹائی بڑائی ہے خدا نے بادشاہ کو عزت دی اس کی دولت اس کی

عزت اس کی حکومت۔ فقیر محتاج اس عزت دولت کرامت سے بے نصیب ہے۔ بیچ میں جو بختی دولت و حکومت و امارت رکھتا ہے اتنا ہی معزز ہے۔ اس میں چھٹائی بڑائی ہے۔ یوں ہی باعتبار اخلاق فسق

مرا تہ ہے۔ یوں ہی باعتبار انساب یہ ہو سکتا ہے اور ہوا ہے اور ہوگا کہ ایک فقیر جو عزت دنیا سے بالکل بے نصیب ہو وہ بعزت دینی و قوت ایمانی و کرامت تقویٰ سے عند اللہ بادشاہ و غیر معززین سے اعز ہو۔

پھر ایک عزت و شرافت شخصی ہے ایک نوعی ایک جنسی و صنفی۔ تو اگر کوئی نوعی یا جنسی شرافت نہیں رکھتا تو شخصی سے بے نصیب ہو نا کہ ضرور ہو سکتا ہے کہ شخصی شرافت کے اعتبار سے اعز ہو اگرچہ دوسری قسم کی

شرافت اور عزت سے خالی ہو۔ سوائے عزت و شرافت و کرامت ایمانی و دینی اور اقسامِ حُرّت و شرافت و کرامت کا انکار عقل و نقل سب کو مٹھ دینا ہے۔ اس کی ضرورت ہے کہ تعین سے کہلوایا جائے کہ مسلمانوں کی کون کون سی قومیں روزِ بِل میں اس قسم کے سوال کا جواب حضور پر نور پر قیامِ عزت و برکت سرکارِ عالی شان شہنشاہِ نبوت و رسالت کے کلامِ معجزِ نظامِ خیاس کھنچا سکیں یا نہیں۔

قرآن و حدیث و فقہ کے خدام پر تو نظر اہرئی ہے مگر ہر ذی عقل پر یہ روشن ہے کہ خدا بے شکست کی سالِ نیکروی، فلاں اسبابِ بینہم یومئذ۔ و اتحدث الازدلون اور اتاجعلنکم شعوبا و قبائل الامیہ کی تفاسیر اور حدیثِ عتیقہ انس ابن مالک، قال قبل یزول اللہ حق منقرت الامریہ المعروف و التھی عن المنکر قال اذا ظهر فیکم الظہر فی الامم قتلکم قلنا یا رسول اللہ و ما ظہر فی الامم قبلنا قال المثلک فی صفاکم و الفاحشہ فی کبارکم و العلفی فی مرذلتکم (ابن ماجہ) اور حدیثِ ثعلبہ اذا کان العناء العراۃ من انس الذناب من اشرارہا (ابن ماجہ) وغیرہ وغیرہ کثیر اُمادِ حدیث و اقوال صحابہ و علماء سے ظاہر ہے۔

اصلِ طبیب وہ جو فضاائل کی حامل اور اخلاقِ حسنہ ظاہر رکھتی ہو۔ کم اصل وہ جو اس سے خالی ہو یہ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص جو اعتبارِ نسب کم اصل ہو مگر جو فضاائل ائمہ فضاائل کی حامل ہو کہ شخصی عزت سے اعلیٰ درجہ کا معزز ہو۔ مگر یوں معزز ہو کہ نفسی و فنی عزت کا اگر منکر ہوگا تو عقل و نقل سب سے روزِ بِل ہوگا۔ پان باعتبارِ اپنی نوع کے معزز ہے۔ اگرچہ کسی مارض سے کوئی پان کڑا ہو۔ اس کی کڑواہٹ کو دیکھ کر کوئی کہے کہ پان کی نوع اچھی نہیں ہوئی۔ اس میں اور نسب میں کیا فرق ہے؟ تو ایسا شخص عقل سے ماری گئی کہا جائے گا یا معاند نہ کہے؟ تم کے درخت میں کوئی پھل خوشبودار خوش مزہ ہو اس سے کوئی حامل اس درخت کو شیریں آسوں کے درخت کے برابر نہ ٹھہرائے گا یہ ہوا اور ہے اور ہوگا گا اصلِ طبیب کے بعض افراد بیکڑا کر کسی اور عزت کے مستحق نہ رہے ہوں اور ان کی وہ عزت نفسی وغیرہ و ان اعتبارِ زہری ہو۔ یوں کہ اصل کے بعض افراد فضاائل سے آراستہ عمدہ فضاائل اچھے اطوار بہتر شکل کے حامل ہوں اور ان فضاائل کو دیکھتے ان کی کم اصل ان کے آفتاب فضاائل کی بجلی میں گم ہو جاتے۔ شرافت نفسی وغیرہ کا اعتبار عقل و شرعاً ہر طرح بہت جگہ ہوتا ہے اور بعض مواقع پر نہیں کیا جاتا۔

امام فخر الدین رازی نے فرمایا کہ یہ کہہ ان انکم مکلفون عند اللہ انکم مکلفون فرماتے ہیں فان قبل هذا صبی علی علی ماعتبار النسب و لیس كذلك فان للنسب اعتبارا عرفا و شرعا حتی لا یجوز تعویضا و التظلم

ہاں پہنچے فنقول اذا جاء الامر العظيم لا يبق الامر الحقير معتبراً ولا يلف في المحس والشرع والحرف
اما المحس فلان الكواكب لا ترمى عند طلوع الشمس ولينحاز الذباب دوى ولا يجمع عند ما يكون رعد
قوى واما في الحرف فلان ما جاء مع الملك لا يبق له اعتبار ولا اليه التفات اذا علمت هذا فليعلم
ففي الشرع كذا لاني اذا جاء الشرف الدين لا ينفي لا يبق الامر هناك اعتباراً لا نسب ولا منصب الا ترى
ان الكافر وان كان من اهل الناس لها والمؤمن وان كان من ادلهما لا يفتقر الى اعتبار لا نسب ولا منصب الا ترى
كذلك ما هو من الدين مع غيره ولهذا يصلح للشايب الدائب كالتفادم والشهادة في كل شيء
ووضوح اذا كان هذا حالها حالها لا يصلح لشيء منها فاسق وان كان قاضي النسب وفاروق النسب
ولكن اذا جتمع في اثنين الدين المستين واحدهما شيب ترجح بالنسب عند الناس لا عند الله لان
الله تعالى يقول وان ليس للانسان لاماسى وشرف النسب لا يكسب ولا يحصل بسوى رطل على قارى
مكنى كعنه بين المد ارحل العلم والتقوى لاصل جبر والنسب المعتبر في الدنيا لا العقب مواهب لذرية
كي شرح زرقاني میں ہے انما ينظر الاصل والعنصر عند القبول بالفضائل والتفعل عن الوضائل۔

اشخاص مذکور ہیں فی السؤال اگرچہ نسبتاً اور مال و دولت کے اعتبار سے کیسے ہی زیادہ گئے جاتے
ہوں مگر جب وہ کفر و ارتداد وغیرہ ذلتوں کے گڑھے میں گرے اور تمامات فسق و ابتداء و کفر و ارتداد سے
لموث ہوئے اور ان کی وہ فانی عزتیں ساقط اور بے اعتبار ہو گئیں مگر ان اشخاص کے اپنی عزت چھوٹ کر
دین سے ان کی قومی عزتیں نہ جاتی رہیں۔ اصل طبیب کے بعض افراد اگر گمراہ یا بد مذہب ہو جائیں یا
معاذ اللہ وہ ہیں فرض کیجئے کہ سب ایسے ہو جائیں تو اس سے ان کی اصل میں خرابی نہ ہوگی و ہذا اظہار
واللہ دعائی اعلیٰ۔ قیامت کے قریب جب کوئی لا الہ الا اللہ کہنے والا نہ رہے گا تو کیا اس سب افراد کے
کفر کے سبب شرافت انسانیت و کرامت آدمیت ہی جاتی رہے گی اس وقت بھی جو جفا کریں اگرچہ وہ اپنے
کفر کے سبب اذلیل ہیں ہیں مگر شرافت انسانیت و عزت آدمیت نہ کٹے ہیں اگرچہ کفر کے سبب کہیں وہ
اعتبار نہیں کی جاتی اور کہیں اس حال میں بھی اس کا اعتبار موجود۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۸ از شہر کربلا علی کا نکر نول مسئلہ ششاد علی خاں اور کمال الدین صاحب عزم الخیر
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین عنایت اللہ تعالیٰ مشرق کی بابت جس نے اپنی
تصانیف و تذکرہ وغیرہ میں نماز روزہ حج و زکاة کلمہ شہادت کے نیا د اسلام ہونے سے انکار کیا ہے۔

تذکرہ ص ۱۱۱ میں ہے کہ یوحنا کی قومیں اسب بھی بد مذہب تھیں ان میں ایسا مذہب کا حامل ہوتا ہے۔
 آگے چل کر لکھتا ہے اسی لئے مسیح منوں میں متقی و محبوب خدا ہیں۔ تذکرہ دیر باجہ ص ۱۱۱ میں ہے "وہ وقت سے
 کہا جا سکتا ہے کہ عرب کی امت اسلام کے آجی اور نبوی فیصل پر نہیں برسر سے لیا وہ قائم نہ کر سکی۔" تذکرہ
 دیر باجہ ص ۱۱۱ کی الصلاۃ (نماز) صرف ایک لوگ کا بیج و قوت سلام ہے۔ "آگے چل کر کہتا ہے "مگر یاد
 قطعاً نہیں۔ تذکرہ دیر باجہ ص ۱۱۱ آج بھی الصلاۃ نماز وہ شے ہے جو دنیا کی عین دل و تہذیب پر اعتراضات وہ
 ضبط نفس و توقیت عمل وہ اخوت اور مواصلات وہ تعاون و معاونت پر یاد کر دے جو ابراہیم اور موسیٰ اللہ
 صلی علیہم السلام کے لئے ہوئے پیغام میں مقصود و حق محمدی سنانہ کے ظواہر و اسکان سے اس کو کچھ سوا
 نہیں۔ اور جس طرح شارح پرچہ جو ہائے اس کی نظروں میں بارگاہ خدا میں مقبول ہیں۔ "تذکرہ ص ۱۱۱"
 اور اہل منوں نے اپنے رہنماؤں سے ذاتی عقیدت اور دنیاوی زندگی ظاہر کرنے کو اور حسب مطلب احکام
 کو ضرورت سے لیا وہ اہم سمجھنے میں نارا داخل کیا۔

"پھر ایک سطر لکھتا ہے "پھر لوگ انبیاء کی رسالت سے خدائی قانون کی تعمیل کرنے اور ان کو
 ذریعہ علم سمجھنے کی بجائے ان کے پیچھے لگ گئے فرقہ بندیں گئے خدا کو تسلیم کرنے سے مسلم بننے کے بجائے
 موسوی گوئی، عیسائی، محمدی بن گئے انھیں کو سرانجام ان کو اپنے اعمال و افعال میں بت بنالینا جزو دن
 ہا ہا۔ چار سطر بعد لکھتا ہے "عیسائی مسیح کو پرچہ ابن خدا کہنے لگے مسلمانوں نے ڈاڑھیوں تہجدوں مسواکوں
 ڈھیلوں کو اسلام سمجھ لیا یہودی تیسوں کے پیچھے لگ گئے بد مذہب کشتی میں مصروف ہو گئے۔ گمراہ
 فدا تفسیر کو خدا سمجھ لیا پھر چرچ جاتری نماز کا روزہ بمرت وغیرہ و غیرہ سب کے سب بے مطلب و دم
 اور بے نتیجہ شمار ہو گئے۔"

تذکرہ ص ۱۱۱ میں ہے کہ اسلامی جماعت کے اندر سب نظری اور اعتقادی سب قوی اور اعمالی
 سب اتہامی اور غیر اتہامی سب شرعی اور فقهی تفرقے کے برخلاف ہوں سب کو ملانے پر تیار ہونا ہوتا ہے سب
 مطیع ہوں اور مطاع ہوں مرید و مرادوں کو خدا کی سرزنش کا قطعی اہل سمجھتا ہوں۔ اور عذاب آخرت کا مستحق
 ایک قول اس کا مرقوم مشابہ بھی قابل دید ہے کہتا ہے "اصل دین میرے نزدیک توحید ہے اور توحید
 قلوب کے اندر ہم پرستی یعنی کہتے رہنا ہے یہی عبادت حلقہ ہے صوم و صلاۃ حج و ذکاۃ کو رہنا یا مادائی یا عقلی
 اور اگر لینا یا کلمہ شہادت کو بصحت تمام پڑھ لینا میرے نزدیک قطعاً کوئی عبادت نہیں۔" تذکرہ ص ۱۱۱

شروع کرنے سے پہلے لکھا ہے "تہدیه الى الله عز وجل رب انی قد جئتک بشیء غریب مما اتیتنی من لدنک وقلبی وقلی وجل انی راجع الیک فی یوم لا یریب لیه فقتلنی عما فعلت فتقبل منی واصلح لی فی تلہوری وثبتہ بہ فوالادی واجعل اولئک من الناس یشہدی الیہ فیعلوا انہ الحق منک فحقیت لک قلوبہم رب واصلح المؤمنین واعدلہم بنورک فی ہذا کما اصلحتہم وهدیتہم من قبل فانہم قوم لا یعلمون رب الخیرتینی انہم لہا لکون من قریب فانہم بہذا عظیم نبأ عظیم کی تشریح اردو میں پر کر کے لکھا ہے۔ یہی اس نبأ عظیم کا لب لباب تھا جو حکم قضا و قدر کے آستانہ عظیم سے بیہول کوئی اور نہ ہی بھی نبوت ہے یہی انتہا علم و غیرہ کمال کشف و انکشاف ہے۔ اس علم کے بالمقابل ماسوا کا علم صحیح ہے۔"

أجواب ان ناپاک اقوال میں بہت اقوال بدتر از اول وہ ہیں جو صراحتاً ادم اس انس دین و ایمان، مانی و منافی اسلام مومنان میں جن میں کوئی تاویل و دور کی بھی نہیں ہو سکتی۔ اس کا قائل اور قابل یقیناً کافر قادیانی مرتد سے زیادہ فاجر کفر اس کے کفر و استحقاق عذاب میں اسلاف و تامل کو راہ نہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ وہ مسلمانوں ہی کو کافر نہیں سمجھتا کیونکہ خود اسلام کو معاذ اللہ کفر اور اپنے گھر سے ہونے خود سامنے تحویل کو نبأ عظیم اور نبی نبوت اور انتہا علم و غیرہ کہتا ہے جس کے بالمقابل ماسوا کا علم صحیح بتاتا ہے۔ اپنی نبوت کا اظہار کرتا ہے۔ کفار کے صحیح معنی میں متقی اور محبوب خدا ہونے کا اقرار کرتا ہے اسلام و مسلمین کے کفر و کفار ہونے کا اظہار کرتا ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم والعیاذ باللہ تعالیٰ ربنا اے العظیم و ہوتو الی اعلم۔

مسئلہ زمین الدین صاحب ۹ فروری الحجہ ۱۳۵۷ھ

از مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں (۱) والدین اگر بے دین ہوں یا مرتد تو ان کا نفقہ لڑکے پر واجب ہے یا نہیں۔ (۲) والدین مرتدین کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی اطاعت ضروری ہے یا نہیں؟ ۹ بینوا توجروا۔

أجواب والدین اگر کافر ذمی ہوں تو ان کا نفقہ ذمہ ولد مسلم و مرتد قضا و بھی واجب ہوگا جب کہ وہ کسب پر قادر نہ ہوں۔ اور اگر ولد مسر ہو تو صرف دیانۃ بقدر طاقت۔ یوں اور حسن سلوک غیر کفر و معاصی میں ان کی اطاعت بعض صود میں واجب بعض میں جائز بقول تعالیٰ و بالوالدین احسانا

وقوله عز وجل وصالحهما في الدين ما عرفنا كفر وشرك ومما هم في ان الطاعت كفر وشرك وحرام
 قال تعالى وان جاهد الكفار والمنافقين فجاهد الله على ان تشرط في ما ليس لك به علم فلا تطعهما وقال عليه الصلوة والسلام
 لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق وقال عليه الصلوة والسلام انما الطاعة في المعروف - اگر اس امر میں
 جس کا حکم والدین وغیرہ جالیہ شخص نے دیا جس کی اطاعت چاہئے اس کی نفی اس کا نفع نہیں کے نقصان
 کا دفع اور اس کی تکمیل و تربیت احوال سے تو اطاعت واجب ہے اور اگر ایسے ایک امر مباح کام کا امر ہے کہ
 اس کے حق میں اس کا عدم وجود برابر ہے تو اطاعت مباح ہے واجب نہیں۔

غرض جو بات شرعاً پسندیدہ و معتقدانے حکیم ہو اس میں اطاعت لازم پایا نہ ہے یہ معیت میں ہرگز
 نہ اطاعت نہ کی جائے اگرچہ والدین مسلمان ہوں۔ حدیقہ نمبر ۱۱۳ سے حاصل ان حکم من لزوم طاعة
 الخ لا لاهن يجب عليه طاعة الابيه فيما هو طاعة والرعية يجب عليه طاعة السلطان فيما هو
 طاعة والزوجة يجب عليها طاعة الزوج فيما هو طاعة والعبد يجب عليه طاعة مولاه فيما هو طاعة
 اذا صدر الامر من الامور التي المأمورين فيها هو تقع في حقهم ونفع لهم وتربية لافعالهم و
 تكليف لتقصاتهم طاعتهم في ذلك واماني الامور بالمباح الذي وجوده في حق المأمورين وعدم
 وجوده مساو ولا انتفاع لهم به ولا دفع ضرر به عنهم فان طاعتهم فيه جائزة مباحة غير لية
 امر دناء وحر ناء في حق امير السلطان في غير هذا الكتاب۔

یو ہیں جس میں آمرین کا وہ امر جس کے کرنے میں مامور کا نفع یا اس سے دفع ضرر نہ ہو مگر آمر کا
 نفع یا آنرز اس کا دفع ضرر نہ ہو جس کے کرنے میں شرعی کوئی ممانعت نہ ہو وہ بھی واجب ہونا چاہئے اور جس
 میں ان کا نفع اور ان کے ضرر کا دفع نہ ہو گا وہ مباح ہو گا۔ وہ امر جس کے کرنے میں مامور کا نفع یا اس سے
 دفع ضرر نہ ہو مگر اس کا نفع یا آنرز اس کا دفع ضرر ہو جس کے کرنے میں شرعی کوئی ممانعت نہ ہو وہ بھی واجب ہونا
 چاہئے جب کہ مامور کے امکان میں ہو۔

اختلاف دین سے سوا والدین واجداد اور عدالت از قبل آئہ و ائم و فروع و زوجہ جب کہ یرذی ہوں
 اور لوگوں کا نفع ساقط ہوتا ہے۔ اور اگر اصول و فروع و زوجہ جرنی ہوں تو ان کا نفع بھی ساقط ہوتا ہے۔
 حدیقہ نمبر ۱۱۳ سے جب علی الولد المسلم نفقة الوالدین الکافرین لا یجوز عن الکسب۔ اسی میں
 شرح در نئے ہے لا نفقة مع الاختلاف دینا الا لزوجة والاصول والفروع الذمیین لقوله تعالى

صاحبهما في الدنيا معروفًا وفرضها النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بحسن العشرة والإجداد والجدات
 كالأبوين ولا يجبر المسلم على اتفاق البويه المحرمين ولا الحر في على اتفاق أبيه المسلم والذي لا للاحتماق
 بطريق الصلة التي عنه برهم لقوله تعالى انما ينطق الله عن الذين قاتلوه في الدين - ولهذا لا يجبر
 الاشراف من هون دانا وبينهم وان اتخذت منهم وقيدنا بالذميرين احترار من الحر في والمستامن
 لما اول فلا تانها من الباقي حق من يقاتلنا وما الثاني فلعرضه اذ يلحق بلاصادق وجب على المسلم
 خد متوما - اي الوالدين الكافرين يجب عليه ايضا برهما الى الاحسان اليهما بقدر ما ورايتهما في بعض
 الاحيان الا ان يعاف الولد ان يتجهل به اي ابواه الكافرين على الكفر والتذبذب بين يديهما فيجوز له ان
 لا يزور محبتهم ولهذا ذكر في تنوير الاحبار وغيره من المحضات عليها يجب الدنيا كالمسلمة ما لم يعقل
 الصغير وينا وان يالت الكفر كذا في الخلاصة - ولا يجوز ان ولد المسلم بقودها اي الوالدين الكافرين
 اذا عيا الى البيعة ولكنيه لاعانتة لهما على الكفر هو لا يجوز انما يقودها اي والديه منها على المنزل
 قال الوالد رحمة الله عليه في مسائل المتفرقة من شرحة على الدرر معز على القدسي لا يقاد الا على
 على البيعة ويقاد منهما ونحوه في الزارية وغيرها -

عالم كبير ^{عليه السلام} يسر به جبر الولد الموسر على نفقة الوالدين المعسر من مسلمين كانا او من مسلمين
 قد را على الكسب او لم يقدر ولا خلاف المحرمين المستامين ولا يشترط ان يكونا من احد في نفقة البويه
 بمصرين كذا في العنايه - اس من يسر ولا تجب النفقة في اختلاف الدين الا للزوجة و
 الوالدين والاجداد والجدات والولد وولد الولد - اس من يسر - لا يجبر المسلم والذي على نفقة
 والديه من اهل الحرب ان كان مستأمنين وكذا ذلك المحرم الذي دخل عليها بائنا لا يجب على
 والديه النفقة اذا كان مسلمين او كان من اهل الذميه كذا في المحيط - تفسير استأمنه من يسر به
 لما اطاعتها في غير المعاصي فواجب بقدر ما امكن ولهذا اقال عليه السلا في اطاعة الوالدين
 وان امرت ان تخرج من اهلك وما لك وفيه اشترع الاحسان والنفقة عليهما على الولد والمحرم
 عليه ابتداء قتلها وان كانا كافرين على ما يدل عليه قوله وصاحبهما في الدنيا معروفًا فيقتضيه
 الشرع ويقتضيه الكرم والى كله ويشير كلام صاحب الهداية حيث قال في باب النفقة وعلى البويه
 واجدادا وحديثا اذا كانوا قراة وان خالفوا في دينه اما الوالدان فلقوله تعالى وصاحبهما

فی الدنیا معروفاتزلت فی الارضین الکافرین ولیس من المعروف ان یعیث فی نعم اللہ تعدل
 ویکرمہما ویتان جوعا واما الاخذ اذوالجہدات قلانہم من الایام والادیات وبہ ایضا تمسک فی
 کتاب الجہاد ان الامن ان وجہا بابہ فی صف المشرکین لایقتل ابدا وان قصد الالب قتلہ
 بحیث لایمکن دفعہ الا لایقتلہ لایأس بہ لانیہ دافع حینئذ لاقاصد۔

ان عبارات سے یہ ظاہر و باہر ہے کہ معصیت میں ماں باپ سلطان کی اطاعت نہیں ہے۔
 اور غیر معصیت میں بعض سے مطلق وجوب معلوم ہوا کہ بعض میں یہ ہے کہ بعض امور میں اطاعت واجب
 بعض میں مباح ہے اور بعضہ نظر فقہی نہیں ہے کہ مطلقا وجوب نہیں۔ اللہ اور رسول سے زائد اطاعت کس کی
 حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوامر میں بعضیت ہے بعض وجوب کے لئے اور بعض ارسال میں۔ جو ہیں
 تفصیلات ہوں حاضر و کرہ جس مباح کی ماں باپ۔ سلطان تاکید فرمائیں امر برائے وجوب کریں یعنی اس کام کو
 مامور پر لازم کریں وہ واجب ہو گا۔ اور اگر امر بطور امر ارشادی ہو تو مباح ہی ہو جائے گا۔ ہذا معاصدا
 والعلوم بالحق عندہ علی۔

مرتد کا کوئی نفعہ نہیں۔ جیسے عربی کایوں ہی مرتد کا بلکہ اس سے زیادہ کہ مرتد سے تو نوری مسلت
 بھی ناپاؤں ہے۔ مگر اس کے ساتھ صلہ حسن سلوک اس کی اطاعت شعاری فرمانبرداری مرتد کے لئے
 نہیں مگر تو بہ و درہ تلواری مرتد والدین عربی والدین سے بدتر ہیں واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

مسئلہ از شہر کہنہ محلہ رومی قولہ محمد رضا خاں صاحب۔ ۲۸ عمر الحرام ۱۳۵۸ھ
 علمائے دین کیا فرماتے ہیں عنایت اللہ مشرقی کی بابت اور اس کے اتباع کی بابت اس کی عمر
 میں شامل ہو کر خاکسار بننے کی بابت؟ آج کل بریلی میں لوگ اس جماعت میں شامل ہوتے چلے جاتے
 ہیں۔ اس کے اقوال اور اصلیت سے ناواقف ہیں۔ چند اقوال لکھ کر اس کے اور متبعین کی ہمت کمر شری
 مطلوب ہے۔ مذکورہ صفحہ اول میں تہذیب الی اللہ کے متن میں عربی عبارت لکھتا ہے۔ رہا بخیر
 انہم لہا انکون من عرب فاتتہم ربنا عظیمہ۔ پھر دینا چسکے ص ۶۷ لکھتا ہے عربی اس بنا پر علم
 کالب لباب تھا جو حکمت تھناؤ قدرت کے استاد علیہ سے نبیوں کو ملی اور کئی کئی نبوت ہے یہی استہا علم و خیر
 ہے کمال کشف و اکتشاف ہے۔ اس علم کے بالمقابل سب ماسوا کا علم صحیح ہے۔ سب کسرتعالیوں
 کی جو روح ہے دینا جو تذکرہ ص ۶۷ پھر لوگ انبیاء کی وساطت سے قانون خدا کی تعمیل کرنے اور ان کو

ذریعہ علم سمجھنے کی بجائے ان کے پیچھے لگ گئے فرقہ بندی بن گئے خدا کو تسلیم کرنے اور مسلم بننے کی بجائے
سوسوی گونجی۔ عیسائی اور محمدی بن گئے اور ان کو سر اپنا ان کو اپنے اعمال و افعال میں است بنالینا
جزو دین جانا۔

۹۷۔ ہم دو تین سطریں لکھتا ہے عیسائی پر سچ ابن خدا کہنے لگے مسلمانوں نے دائرہ یوں اور
تہہ یوں سوا کوں ڈھیلوں کو اسلام بھج لیا۔ پھر دو سطریں لکھتا ہے۔ پھر سچ باتری شمار نہ کا، روزے،
ہجرت وغیرہ وغیرہ سب کے سب بے مطلب رسوم اور بے مقصد شعار ہو گئے۔ انہم تذکرہ ملے نبی آخر الزماں
علیہ السلام کا واضح معنی نظر دے زمین پر غلبہ حاصل کرنا اور امت عرب کو بقا و دوام کے معراج پر پہنچانا تھا
یہی ان کے مقصد ہونے کی واحد اور صحیح غرض تھی۔ تذکرہ ملے کرشن علیہ السلام تذکرہ ملے اگرچہ اسلام
کسی بڑی بڑی پچھائیوں والے مولوی حضرات یا اگر گزیر بھی دائرہ یوں والے فقیہوں کی کم گنجی کے اہست
سوا کوں اور ڈھیلوں استہانوں پانچاموں اور عماموں اور دائرہ یوں کے اندر گھس چکا ہے اگر اس کی
اشد شدہ حکمت اور مبلغ علم حقیقی و نقاس کے مسئلوں گردن مروڑی غیوں کی تشریحوں آئینہ الجہان بنعین
کی بحثوں پر ختم ہو چکے ہیں۔ ۹۸۔ تذکرہ ملے قرآن کی الصلاۃ صرف نو کر کا بیچ وقفہ سلام ہے۔ چار سطریں
لکھتا ہے مگر عبادت قطعاً نہیں۔

تذکرہ ملے ۹۹۔ ایسی عبادت وقت اور مقام قوموں اور قعدوں رکعتوں اور رکعتوں سے قطعاً
مستغنی ہے فی ظہر عصر اور مغرب مثلاً یا اشراق سے اس کو کچھ واسطہ نہیں یہ ایک ہیج اور مسلسل عمل ہے
چند لمحوں تک کھڑا ہونا یا بیٹھ جانا اس کو ادا کرنے کا اسلوب نہیں قرآن کی بتائی ہوئی الصلاۃ اگر کسی
معنوں داخل عبادت ہے تو اس لئے کہ یہ بھی ادب بیسوں حکموں میں خلا کا ایک حکم ہے۔ تذکرہ ملے
پس اصل دین میرے نزدیک توحید ہے اور توحید قلوب کے اندر ہیج بت فکری کرتے رہنا ہے یہی عبادت
خدا ہے صوم و صلاۃ حج و زکاة کو رسم عبادت یا تنظیم ادا کر لینا یا کلمہ شہادت کو بصحت تمام پڑھ لینا میرے
نزدیک قطعاً کوئی عبادت نہیں۔ ۱۰۰۔ تذکرہ ملے پتھر کی بیٹا پرستش یا خدا کے آگے رسمی سجدے کر
لینے سے کسی قوم یا فرد کے مابعد خدا یا مابعد اسوا ہونے کا فیصلہ نہیں ہو سکتا اس کے مشرک یا سجد
ہو جانے کا معاملہ طے نہیں ہو سکتا۔ قطعاً

الجواب۔ یہ تیسرا سوال مشرقی کے اقوال بدرتازہ ابوال اور اس کے زبوں حال پر مبالغہ بد مال

تھے تعلق آیا ہے۔ جہاں تک مجھے یاد ہے غالباً ہر سوال میں نئے نئے اقوال پیش ہوئے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی کتاب ایسے ہی خبیثے اقوال کا خزانہ ہے۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ اس کے اقوال اسلام کو کفر کفر کو اسلام ٹھہرتے ہیں۔ ایمان کو ازنیج برکنہ کہتے اور مشرک کے گڑھے ہوتے بے ڈول لافنی ہزار نفیس ولاحول مذہب کو ازنام اسلام پیش کرتے ہیں مسلمانوں کو کھلا کافر بہت پرست مشرک بتاتے ہیں باغ واطاعت انبیاء کو شرک بت پرستی سمجھاتے ہیں۔ ان میں ارکان اسلام و شعائر دین، منین سید المرسلین کے ساتھ استہزاء ان کی توہین مبین ہے۔ عبادتوں کے عبادت ہونے سے انکار اسلام و مسلمین و علماء دین و احکام شرع متین پر بے طرح بوجھا ہے اس کی کتاب میں ایسے اقوال ہیں جن کی کوئی تاویل صحیح نہیں ہو سکتی جن پر مطلع ہو کر قافلے کے کفر و غلاب میں ٹیک وارتھاپ موجب کفر ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

جو لوگ اس کے ان اقوال پر مطلع نہیں ہیں اس کی جماعت میں شریک ہو گئے ہیں ان پر ابھی الزام نہیں۔ ہاں مطلع ہو کر پھر اس کی جماعت میں شریک رہیں گے تو مذموم ہوں گے اور اس کے کفر و استمقاق مذاب میں بعد اطلاع شک کریں گے تو خود اسلام سے خارج ٹھہریں گے۔ والیعاذ باللہ تعالیٰ۔ دین کی اصل صرف توحید ہی ماننا ہے پھر عقل کا پتلا صرف جبری کو درخت جانتا ہے اسلام کے شعائر و ارکان و احکام کا معتمد اڑاتے ان کے ساتھ استہزاء کرنے ہوتے کہتا ہے۔ آج اسلام زنا ختم ہو چکے ہیں۔ اس کا خود ساختہ خود تراشیدہ مذہب ہے یہ اسلام بتا ہے وہ بھی تو ان سے ملنا نہ ہوگا۔ اشیائاً و نفیاً کچھ تو ان امور کے لئے کہتا ہوگا اور خود اس کا دل بھی۔ تو کیا اس کے طور پر کوئی اور بھی ایسا کہہ سکتا ہے کہ مشرقی کا اسلام اس کے اور اس کے متبعین کی شرم گاہوں میں گھس چکا ہے کہ انھیں ڈھیلے سے صاف کریں یا پانی سے یا کپڑے سے یا گاندے سے یا یوں لٹھڑا کر دیں۔ یہ لوگ افولان کی عورتیں قبل جماع بحال جماع بعد جماع یہ کریں یہ نہ کریں۔ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت رکھیں یا نہ رکھیں ہر ایک کے لئے یا خاص خاص کے واسطے یا کسی ایک شخص کے لئے انھیں بدلے امتناع پیش کیا کریں انھیں چھپاتیں یا کھلا رکھیں ہر ایک کو دکھائیں۔ جوئے زیناف رہنے دیں یا صاف کریں۔ کریں تو کوب کتنے کتنے دین دیند اور کس طرح کس کس چیز سے۔ حیض و نفاس و ایائ کیا کریں ان کے ساتھ کیا کیا جانے کیا نہ کیا جائے؟ اگر اس کا خود ساختہ دین اس سے بالکل معزایہ من غلط ہو تو کیا اس کے دین کو کوئی ایسا کہہ سکتا ہے کہ اس کا دین اس کی بی بی، ماں، بیٹی، بہن، بھتیجی، بھوپتی، خالہ، بھانجی اور جوتی سوتی کی، لگی پھٹی اور خود اپنی شرم گاہوں

میں گھس چکا ہے، اپنے متبعین کی مقعدوں اور زخموں میں دھنسا ہوا ہے، ہنزا و لالٹ اور حش و نفاس اور بول و باز کی نہایت میں پڑا ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم صلائے اور اس کے متبعین۔ اس کے اقوال کے قبول کرنے والوں کو توبہ کی توفیق دے۔ آمین واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ اندر بیٹی عملہ مسئلہ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین چند امورمندرجہ ذیل سوالات پر عمل کرنے

والا کافر ہو گیا نہیں؟
 مگر قرآن حکیم آیت کریمہ وَلَا تَقْبَلُوا مِنَ الْفَاسِقِ إِلَّا سَعْيَهُ لِمَا نَسَبَ لَكُم مِّنْهُ وَمِمَّا كَفَرَ لَكُم بِنَهْيِ اللَّهِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْسِدُونَ کا صحیح مطلب کیا ہے؟
 کی اس آیت کے متعلق کیا رائے ہے اور حدیث شریف سے کیا شہادت ہے؟ مفصل اور مدلل جواب کی ضرورت ہے۔

یہ ضرورت ہے۔
 پہلے کسی مسلمان کے خلاف نہ ہونا اور اپنے ٹکڑے کا کہنا ماننا۔ اسے حسب ہمسایہ طاقتوں سے
 رواداری رکھنا۔ مسلمانوں کے ساتھ اور سپاہیانہ قابلیتیں پیدا کرنا اور ورزش کرنا۔ اے اللہ اور اسلام کی راہ میں ہر وقت
 اپنا مال و جان حتیٰ کو فربہ و دل کو قربان کرنے کی طاقت پیدا کرنا۔ پابندی و وقت کرنا۔ مٹ خلع کے سوا کسی
 طاقت سے خوف نہ کھانا۔ مٹ روسے زمین کی بادشاہت اور اسلام کا اجتماعی قلب پر پیش نظر رکھنا۔ مٹ روحانی
 جذبات کو پیدا کرنا۔ شیطان اور نفسانی جذبات کو کچل دینا۔ مٹ خدمت خلق بغیر کسی اجرت نہ کرنا۔ مٹ نماز پر
 قائم رہنا اور باطنی اور کائنات اسلام پر جہاد رہنا۔ مٹ اصف میں برابر کھڑے ہو کر مسلمانوں کی اور بیچ کھڑے ہو کر رہ کرنا۔
 مٹ تمام غفلتوں اور مستیوں کو دور کرنا۔ مٹ ہر مسلمان کو ایک کڑی میں بند کر دینا۔ مٹ موصوف بنانے
 کی سعی کرنا۔ مٹ سننے والا اور عامل ہونے والے اور نہ کرنے والا نہ ہونا۔ مٹ احسنی الوسع مسلمانوں سے
 سودا خریدا۔

سودا خریدنا۔
الجواب آیت میں سلام یا بمعنی اُتقیا دس ہے۔ یا سلام نے مراد سلام تحیہ اسلام ہے۔ شان نزول آیت یہ ہے کہ مرواس بن نہیک رضی اللہ تعالیٰ عنہا سلام لائے۔ ان کی قوم مسلمان نہ ہوئی۔ اس قوم پر غازیان اسلام کو روئے انفرمایا گیا وہ ان کے آنے کی خبر سن کر بھاگ گئے۔ اور مرواس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں باقی رہ گئے کہ اپنے اسلام سے اپنے آپ کو قتل سے بچالیں گے۔ جب غازیان اسلام کو دیکھا، یا اس خیال کہ یہ کوئی اور قوم ہوا چکی بکریاں لے کر پہاڑ پر چڑھ گئے۔ جب غازی وہاں تک پہنچے اور دیکھ کر کہ تو

انھوں نے بھی تکبیر کہی اور پہاڑی سے اترے اور کلمہ شہادت پڑھا اور علیکم السلام کہیا۔ سامعین نے لید۔
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں قتل کر دیا۔ یہ خبر حضور پر نور علیہ الصلاۃ والسلام کو پہنچی انہی حضو سے فرمایا
تم نے انھیں مال غنیمت کے لئے قتل کیا پھر یہ آیت تلاوت فرمائی، آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ جو شخص ایسا
جس کے اصرار علی الکفر سے تم نہ واقف ہو انھیں اسلام کہو اسے قتل نہ کرو اس کے قتل سے کو بہانہ
ملے گا اس کے مال کی تقیض کر کے اس پر عذوف پاؤ گا اگر شخص زبانی ہو جیسے منافقوں کا انھیں اسلام
اور وہ سچے دل سے اسلام نہ لایا ہے تو وہ مسلمان ہے۔ باقی اس کا قتل حرام اشد کبیرہ ہوگا۔ سیاق و سباق آیت دیکھو
فَرَأَاهُمْ يَنْتَهِونَ إِذَا عُتِدُوا إِذَا عَلِمُوا مِنْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَمَا تَعْلَمُونَ أَنَّهُ يُؤَدُّنَ لَكُمْ كَيْفَ تَدْعُونَ أَلَمْ لَكُمْ الْاِسْلَامَ
فَرَأَاهُمْ يَنْتَهِونَ عَنِ الْحِيلَةِ الدُّنْيَا فَعَدَلُوا اللَّهُ مُعَافِيَةٌ كَيْفَ تَدْعُونَ كَذَلِكَ كُنْتُمْ مَقْبُولِينَ قَدْ
عَلِمُوا عَلَيْكُمْ كَيْفَ تَدْعُونَ إِلَهُكُمْ كَانُوا يَنْتَهِونَ كَيْفَ تَدْعُونَ اِسْلَامَ كَانُوا يَنْتَهِونَ كَيْفَ تَدْعُونَ اِسْلَامَ كَانُوا يَنْتَهِونَ
جو تمہیں اسلام کہے اس سے یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں۔ (یعنی جس میں اسلام کی کوئی علامت پاؤ اس سے
بچھڑو کہ اس کے قتل میں جلدی نہ کرو۔ جب تک اس کا کفر ثابت نہ ہو جائے، تم جتنی دنیا کا اسباب چاہنے
ہو تو اللہ کے پاس کثرت غنیمتیں ہیں پہلے تم بھی ایسے ہی تھے (یعنی جب تم اسلام لائے تھے تو تمہاری
زبان سے کلمہ شہادت ہی نے تمہاری جان مال محفوظ کر دیئے تھے تمہارا ایسا انھیں اسلام والا لقب اعتبار
نہ نظر آگیا تھا) پھر اللہ نے تم پر احسان کیا تو تم پر تحقیق کرنا لازم ہے شک اللہ تمہارے کرمات سے
خبردار ہے۔

تفسير احمد بن محمد بن عارف بالله الامام احمد بن حنبل قدس سره و اساتذ سلطانه عالمي محمد بن عبد الله
 تعالى فرماتے ہیں۔ معنی الایہ یا ایہا الذین امنوا اذا ضربتمہای سرتہ فی طریق الغزو فمقیبوا یا
 اطلبوا بیان الامر وشاہتہ ولا تقولوا لمن اتی الاسلام الیک کسبت مؤمنًا والسلام هو الانقیاد والاطیع
 الذی ہو تخفیۃ اهل الاسلام حال کونکے متبغون یہذا القول عن علی علیہ السلام الدنیا یعنی الحال
 والغنیۃ الہی می سریع النقاد فعند اللہ مغانہ کثیرۃ تغنیک عن قتل رجل یظہر الاسلام
 وتعود بہ من النعمان یعنی ان سرجا اذا اتی الیک السلام ویدعی الاسلام فلا تقبلوہ بل یقتلہ
 لاجل متاع الدنیا وهو الغنیۃ فلا تلتحقوا کذا لای بل توفقوا حتی فعلوا ایمانہ وقد اغناکم اللہ

تعالیٰ بالغنائم الکثیرۃ لا احتیاج لکم الی غنیۃ رجل مسلم وان تدعوا انہ لا یوافی لسانہ قلبہ
فکذا لک کنت من قبل ای اول ما دخلتم فی الاسلام سمعت من اقوالکم کلمۃ الشہادۃ فحسنت
دما لکم واما لکم من غیر اطلاع علی موافقۃ قلوبکم لالبتکم فمن اللہ علیکم بالافتقارۃ و
الاستشہاد بالایمان فافعلوا بالذاخلین فی الاسلام کما فعل بکم فقیہینو فی ذلک ولا تفتروا فی
القتل وهذا مضمون الایۃ بحسب ما ذکرہ فی المد ارادہ وقال ہونی نزولہ مروی ان مرواس بن
نہیک اسلم و لم یسلم من قومہ غیرہ فغزوہم سریۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فہرود بنی مرواس لہتہ باسلامہ فلما ساء ای الخیل الجہام غنیمتہ الی صوح من الجبل وصعد
فلما تلاحقوا فیکبروا کبر و نزل وقال لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علیکم السلام فقتلہ اسامہ
بن زید واستاق غنیمتہ۔ فالخبر و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فوجہ و جد اشہد
وقال فقتلہ و ارادۃ ما معہ ثم قرأ الایۃ۔

حدیث میں ہے کہ حضور جبرائیلؑ فرماتے فرماتے اگر تم مسجد رکھو یا اذان سنو تو مکمل نہ کرنا
آیت کا سابق و سباق بنا رہا ہے اور حدیث و فقہ سب شاہد کہ آیت کا یہ مطلب نہیں کہ جو کوئی اسلام مان لیا
کرے یا تم پر سلام کرے وہ مسلمان ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یہود و نصاریٰ کوئی بھی کہتا
اگ کہے جس میں مومن ہوں تو اس کا اعتبار نہ کیا جائے گا کہ وہ اپنے دین ہی کو ایمان سمجھتا ہے۔ نہ کہ مزل اسلام
کہنے پر اسے مسلمان سمجھا جائے بلکہ اگر کلمہ شہادت بھی پڑھے تو بھی اسے صرف اتنا فائدہ نہ کہ کلمہ شہادت
اپنے دین باطل کو باطل نہ کہے اور اس سے اظہار تیراری نہ کرے۔ یوں ہی یہودی یا نصرانی اسلام سب اپنے آپ کو
مسلمان کہتے ہیں بلکہ اپنے آپ ہی کو مسلمان کہتے ہیں تو ان کا اسلام علیکم کہنا کلمہ شہادت پڑھنا اور
طرح طرح اظہار اسلام کرنا انہیں کیوں کر نافع ہو سکتا ہے؟ باوجود ان کے ان کفروں کے جنہیں انھوں
نے اسلام سمجھا ہے۔

آج بہت ہند وجہ مسلمانوں سے ملتے ہیں اسلام علیکم کہتے ہیں کیا وہ اس سے مسلمان ہو
جاتے ہیں؟ تحریف کلام مسلمان کا کام نہیں خصوصاً کلام الہی میں۔ یہ تو ہود کی صفت ہے جسے قرآن عظیم
میں فرمایا یختر قون الکلام عن موافقۃ بات کو اس کے فعل اس کے موضع سے پھرتے کہیں سے
توڑ کر کہیں جوڑتے ہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ آیت کے یہ معنی ہوں تو جو کوئی بھی کسی مسلمان پر سلام

کے مسلمان ہو جائے۔ جانشانہ دین اسلام کا حکم ہے۔ نہ عقل ہی کا متعلق بہت پرست بتوں کو جو بتا رہے۔ مجری
آگ کی پریش میں مبتلا رہے۔ نعمانی تین خدا اور تین طبع السلام کو خدا کا بٹا کہتا رہے۔ یہودی حضرت عزیر کو
ابن اللہ کہتا رہے۔ اور زاور کفریات کرتا رہے۔ ایس مسلمان پر سلام عرض کرے اور پکا مسلمان۔ دلائل و قوت
الابائے۔

یوہی رافضی قرآن کو قرآن نہ مانے بیاض عثمانی کہتا رہے، تغیر و تبدیل کی بیشی کا قائل رہے۔
مولیٰ علی و اہل بیت کرام کو سوائے حضور طبع الصلاۃ والسلام تمام انبیاء نظام سے افضل و اعلیٰ بلند و بالا بتا
رہے۔ مولیٰ علی میں خدا کا معاذ اللہ حلول مانا رہے۔ مولیٰ علی کو خدا کا شمار ہے، جبریل امین کو نبوت رسالت
پہنچانے میں خالی و غلط کار ٹھہرا رہے کہ خدا نے نبوت بھی مولیٰ علی کے لئے بھی جبریل نے (معاذ اللہ)
قلبی کی کہ حضور کو دے گئے۔ دنیا میں رحمت اموات کا قائل رہے، خدا کو کہتا رہے کہ خدا ایک حکم دیتا ہے
پھر معاذ اللہ کہتا رہا ہے، وغیرہ وغیرہ بنیائے۔

والی۔ دیوبندی اللہ و رسول علی جلالہ علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین و تہقیر کرتا رہے، اسکان کد
باری ہی نہیں معاذ اللہ و قوس کذب کا قائل رہے، حضور کے علم کو شیطان کے علم سے کم بتا رہے، حضور کے
علم کو زبور و مرقوم و جبریل و جبریل بلکہ جمیع حیوانات و مہائم جن میں کتا سونہری داخل کہے علم کے ناپاک تشبیہ دیتا
رہے، حضور کے لئے کہتا رہے کہ انھیں دیوار کے پچھے کا بھی علم نہیں بلکہ اپنے خاتمہ کا بھی حال معلوم نہیں
وہ (معاذ اللہ) سر کر مٹی میں مل گئے وغیرہ وغیرہ بنائے۔

قادیانی مرزا کو نبی اور مجدد مانتا رہے۔ قادیانی ایسی کلمہ اللہ علی نبی و علیہ الصلاۃ والسلام کی، طرح طرح توہین
کرتا رہے۔ قادیانی کہتا رہے۔ ابن مریم کے ذکر کو پھوڑ داس سے بہتر غلام احمد ہے، قادیانی قرآن کو عیسا
رہے نبی کی تکذیب کرتا رہے، قادیانی اور رسل طبع الصلاۃ والسلام کی توہین کرتا رہے، وغیرہ وغیرہ خرافات۔
یوہی مشرقی اور اس کے اقوال بدتر از ابوال کو ماننے والا بتا رہے کہ مشرقی نبی و تکلم الایمان ہے تذکرہ
ص ۱ پر بھی نبوت کہا۔ وہ کہتا رہے تذکرہ ص ۱ "لوگ انبیاء کی مداخلت سے قانون خدا کی تعمیل کرنے اور
ان کو ذریعہ علم سمجھنے کے بجائے ان کے پیچھے لگ گئے فخر بند بن گئے۔ خدا کو تسلیم کرنے اور مسلم بننے کے
کی بجائے دبا محمدی بن گئے۔ ان کو سراہنا اور اپنے افعال اعمال میں بت بنالینا جبر و دین بانا اس کا صاف
کلاما مطلب ظاہر کہ جو مسلمان کہے ہاتے ہیں یہ مسلمان نہیں ہیں یہ خدا کو تسلیم نہیں کرتے۔ مسلمان نہیں بنے۔

انہوں نے خدا کو ماننے اور مسلمان ہونے کے بجائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سراہنا اپنا جزو دین اور انہیں بت بنالیا یہ ان کے متبع ہوئے۔ محمدی بن گئے تو مسلم نہیں مشرک ہوئے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ حضور کی اتباع اور حضور کے سر پہنے اور حضور کے سن پر عمل کرنے کو کفر و شرک بتایا اور خدا کو نہ مانا فقہ ہرایا۔ نماز روزے حج زکاة، ارکان اسلام اور شہادتین اور سنن اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ استہرا کرتا رہا۔ نماز وغیرہ فرائض کے عبادت ہونے کا انکار کرتا رہا، ہنود کی پوجاؤں سے انہیں ملاتا رہا، انہیں بے نتیجہ بے مطلب رکھتا رہا، نماز کو اسلام نہ مانے پتھر کی پشروش کو کفر نہ جانے مذکرہ مسلمانوں نے دائریوں قہدوں عموماً کوں ڈھیلوں کو اسلام گھڑ لیا۔ ہرج باجوری نماز کا رکوع رکعت برت وغیرہ وغیرہ سب کے سب بے مطلب رسوم اور بے نتیجہ شعار ہو گئے۔ مثلاً اگر آج اسلام کی بڑی بڑی پگڑیوں والے مولوی حضرات یا گزگڑ بھڑی دائری والے فقیہوں کی کم گچی کے باعث مسواکوں اور ڈھیلوں استنھاؤں یا گجھاموں اور عاموں اور دائریوں کے اندر گھس چکا ہے اگر اس کی اشد شدت نکلت اور مسخ مٹ جائے و نفاس کے مسئلوں گردن مرڈی مرغیوں کی تشریحوں آئین بالجہ رفیع یدین کی مٹوں پر ختم ہو چکے ہیں یہ مسلمان قرآن کی اصلاحات صرف تو کر کا حج و قمرہ سلام ہے۔ مگر عبادت قطعاً نہیں۔ اصل دین میرے نزدیک توحید ہے اور توحید و تلوک کے اندر پست پستی یعنی کرتے رہنا ہے۔ یہی عبادت خدا ہے۔ صوم و صلاۃ حج و زکاة کو رہنا عادات یا تعظیماً اور اگر لیتا یا کلمہ شہادت کو بصحت تمام پڑھ لینا میرے نزدیک قطعاً کوئی عبادت نہیں۔ مثلاً پتھر کی زمی پرستش یا خدا کے آگے رکھی مسجد کے کر لینے سے کسی قوم یا فرد کے عابد خدایا مابدا سوا ہونے کا فیصلہ نہیں ہو سکتا اس کے مشرک یا سوحہ ہونے کا معاملہ طے نہیں ہو سکتا وغیرہ اہلیات بکتا رہے۔ بس مسلمان پر عرض سلام کر لے پکا مسلمان۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

سلام نہیں اگر دن رات کلمہ اسلام رٹتا ہے اور سارے ارکان اسلام بجا لاتا ہے جب تک ان اقوال اور ان جینے ہام دین صحیح کلام اسلام، اقوال بدتر از اقوال سے تو بدتر کر کے گاہر مسلمان نہ ہوگا پھر کس نے مشرقی اور اس کے طبقوں کی تکفیر ان سوئے باتوں پر جو سوال میں مذکور ہیں کہ جس کے لئے فتویٰ طلب کیا گیا ہے یہ بھی وہی تعریف کلام ہے۔ مشرقی کے ان ہولناک نجس ناپاک اقوال پر تکفیر نہ ہے۔ اور اس کے ماننے والوں پر اس شراب پر کہ اس کے ان اقوال بدتر از اقوال پر مطلع ہو کر اسے مسلمان جائیں، نان تولد

ہر ان موثر امور جو چھوٹے سے سائل نے دکھائے آٹھ پہلے میں اس کے علاوہ کیا مطلب ہے؟ مکی مسلمان کے خلاف نہ ہونا مسلمان سے واقعی مسلمان مراد ہے یا ہر مذی اسلام قادیانی رافضی و اپنی دیوبندی وغیرہ

و غیر وہ؟

بہر حال یہ ایک یہودہ بعض انوولائی باطل ہے معنی بات ہے شرعاً عقلاً ہر طرح کے ہر اختلاف سے تحریک ممکن ہے۔ جن کا اصول ہے وہ خود اس پر کسی کاربند نہیں نہ ہو سکتے ہیں۔ جو مسلمان واقعی ہو اس سے بھی اختلاف کسی شرعاً عقلاً ضروری ہوتا ہے۔ نہ کہ غیر واقعی اور محض نام کے مسلمان سے۔ نام کے مسلمان سے واقعی مسلمان کا اختلاف تو ہر وقت ہے۔ اس وقت تک جب تک وہ نام کا مسلمان ہے سچا مسلمان نہیں اس کے خلاف نہ ہونا کیا معنی؟ مکی مسلمان سے ہزار اختلاف ہو سکتے ہیں۔ عقائد میں نہیں اعمال میں۔ امر بالمعروف نہی عن المنکر جو فرض ہے اس فرض کا ادا کرنے والا بے شمار بار بار اعمال لوگوں بدنیوں بد مذہبوں کے خلاف ہو گا۔ سیکڑوں اختلاف دنیوی ہوتے ہیں۔ ہزاروں دعویٰ محض باطل ہوتے ہیں تو اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ باطل سے باطل بات کہنے والے مسلمان اور مذی اسلام سے کبھی اختلاف نہ کیا جائے گا۔ ہر باطل و ناحق کو حق غلط کو صواب۔ کذب کو صدق مانا جائے گا کہ ایسا نہ ہو گا تو مسلمان (اور مذی اسلام نام کے مسلمان) کے خلاف ہو گا اور نہ خلاف خدا بظہر خلاف قاعدہ خلاف اصول ہو گا۔ پھر مسلمان مسلمان سے ہزار بار اختلاف موجود ہیں اور مسلمان اور نام کے مسلمان سے تو دینی اختلاف ہے۔ اول اصول ظہر ایک کسی مسلمان کے خلاف نہ ہو گا۔ تو بتایا جائے کہ کس طرح سب سے اتفاق ہو گا کسی سے اختلاف نہ ہو گا؟

مشرقی کے متبعین پر اپنے اس اصول نے بھی لازم کر دہ مسلمانوں سے خلاف نہ ہوں۔ مشرقی کے اہم اساس دین و ایمان ارتح کن مسلمانان یقین کرنے میں مسلمانوں کے ساتھ اتفاق کریں۔ نیز اپنی یہ خاکساری چھوڑیں اور ہر وہ بات جو اس کے تعلق مسلمان کہتے ہیں اسے انہیں عیب اس اپنے سے چھوٹے اور برابر والے کا بحیثیت اس کے کہ وہ مسلمان ہیں اور عمر و علم و فضل یا مال و دولت کسی طرح مسلمان بڑے کا بحیثیت اس کے بھی کہ وہ بڑے بڑے کا ہر کہا ماننے کے تعلق بھی اسی طرح سمجھیں۔ کہ اگر کسی نامہ تنزیلات کے لئے کہتا ہے تو ہرگز اس کا کہا ماننا نہ چاہیے۔ حدیث میں ہے للاحادۃ لخلق فی معصیۃ الخالق اگر یہ عبارت یوں ہوئی کہ کسی نئی مسلمان کے بے سبب مقول اور بے وجہ مقبول

خلاف نہ ہونا اور اپنے بڑے کا ہر جائز کہا ماننا، تو کوئی خرابی نہ ہوتی۔

اگر عبارت بول ہوئی تو مسائل کا مطلب نہ بتا کہ سادہ لوح مجیب سے اسے عبارت کے اس طرح ہوتے ہوئے جواب اپنے حسب مرضی ملنے پر اسے تو اپنی دستاویز بنانے کی امید تھی کہ مشرقی پر ڈھال کے کہ فلاں مفتی صاحب نے فتویٰ دے دیا ہے۔ ہم ان کے فتویٰ سے مشرقی کا کہنا ماننے اس کے خلاف نہیں ہو جتے ہیں۔ انھوں نے ہمارے اس اصول پر کو پسند کیا، مسلمان کے خلاف نہ ہونا اچھی بات ہے۔ بڑے کا کہنا ماننا عمدہ بات ہے۔ و لا حول و لا قوة الا باللہ العلیٰ العظیم۔ لطف یہ کہ مشرقی کے طور پر اسلام کفر ہے اور سارے مسلمان کافر۔ اور اس کے قول سے خود وہ بھی مسلمان نہیں ٹھہرتا تو یہ اصول بے معنی ہے۔ ہاں وہ جو اس نے یورپی اقوام کے لئے کہا کہ وہ متقی اور معذیب خدا ہیں اگر ان کے خلاف نہ ہونا مراد نہ ہے تو اس صورت میں بے معنی تو نہ ہو گا۔

۲۔ اصول پر کیا مطلب ہے یعنی جو کچھ وہ کہیں انھیں کرنے دینا چاہے الٹی پھری سے اسلام کو ذبح کریں اور کرتے رہیں۔ ایسے خلاف کی طرح صاف کہہ دینا کہ میں ہندو بھائی سے نہ ملو گی چاہے وہ میری ماں کو بے عزت کریں، چاہے وہ میرے قرآن کو بھڑا لیں۔ پھر میں بجا ہلاؤں اور سپاہیاں قابلیتیں پیدا کرنا کس لئے؟ ہاں اگر ہم سایہ طاقتوں سے رواداری رکھی جائے اور یہ قابلیتیں اس لئے ہم کی جائیں کہ مسولینی اور ہٹلر کے ساتھ لندن و امین وغیرہ پر گولہ برسائے جائیں۔ ہم بھینکے جائیں یا ملک سے باہر کریں اور اپنے ہم سایہ طاقت کا نگر میں کے ساتھ افغانستان و ترکستان و عراق وغیرہ پر ہندوستانی ریاستوں پر جہاد کرنے کا خیال ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ ہم سایہ طاقتوں سے تو رواداری برتی جائے گی وہ اسلام کے ساتھ کسی ہی کچھ علاقہ میں ظاہر کریں اس کی بیخ کنی میں دقیقہ اٹھا نہ کریں پھر بھی ہر وقت اپنا مال و جان حتیٰ کہ فرزند و زن قربان کرنے کا موقع۔ اللہ اور اسلام کی راہ میں کب ہو گا؟ کیا وہی مشرقی کے متقی اور محبوب خدا لوگوں اور اس کے گڑھے ہوئے اسلام کی راہ میں؟ کہ ہمارے اسلام کو تو اس کے اقوال کفر بتاتے ہیں۔

۳۔ از محلہ ملوک پور مستولہ اختر باغ مال شوز مرچنٹ وقت صبح بارودم بعد مغرب از
ذخیرہ مرسلہ محمد علی صاحب پیر مولوی مسعود علی صاحب بدست رضا حسن خاں صاحب رام پوری حیدر علی
الحق صاحب مرحوم۔

لہر فی اسباب للعاش فتماھم اللہ تعالیٰ بیلد اللہ عنہ فتح المؤمنین ان یعتقدوا بطانۃ من غیر المؤمنین فیکون ذلک منہا من حبیب الکفاس۔ وقال تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء یعنی کچھ مسلمان کچھ یہود سے اپنے معاملوں میں مشورہ لیا کرتے اور باہم ممانعت رکھتے دل پہلایا کرتے کہ کوئی کس کا دوست نہ ہو کہ کسی کا حلیف نہ ہو اس گمان پر یہ مشورت وغیرہ بھی کر دے اگرچہ دین میں ہمارے مخالف ہیں دینی امور میں تو ہماری غیر غواہی کریں گے۔ تو اللہ عزوجل نے اس آیت سے انہیں اس مشورت وغیرہ سے روکا اور حکم فرمایا کہ کسی کافر کو اپنا لڑا دار نہ بناؤ۔ تو یہ ممانعت صرف یہود سے نہیں صحیح کفاس سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے اور اپنے دشمن کو بار نہ بناؤ ام۔

علامہ الوجہ حضرت سیدی ابوالسعود علیہ الرحمۃ ربہ الودود زیر آیت سوم فرماتے ہیں بیان لطیفہ حبیب بطریق جمالات اللہ العزیز والعلیہ فان العزیز لیس فیہا تعلیل لبطانۃ الیہم وان اخصار حبیب افراد العزیز فی جانبہ عز وجل بحیث لا ینالہا الا اولیاء وقال تعالیٰ ولہ العزیز ولم یولہ والمؤمنین یقتضی بطلان التعلیل بغیرہ واستحالة الاستغناء بہ۔ تفسیر لباب التأویل میں ہے الحق لا یجعل المؤمنین ولاتہ لمن ہو غیر المؤمنین نعم اللہ المؤمنین ان یوالوا الکفاس ولا یطغواہم لقابہ بہنہم واوجبة ان معاشرۃ کفار میں سے ہی لا تتخذوا ہم اولیاء تبصر ونہم وقتہم ونہم واولاؤہم ونہم واولاؤہم ونہم واولاؤہم معاشرۃ المؤمنین کہیں میں ہے المراد ان اللہ تعالیٰ امر المسلمان لا یخذلوا الحیب والناسل لہم المسلمین نیز اسی میں ہے لا تتخذوا ہم اولیاء ہی لا تعتمدوا علی الاستعاضہ بہم ولا یخذلوا الیہم تفسیر ابوالسعود وفتاویٰ الیہ میں ہے نہ وہاں صلاۃ الصلح لغرابۃ او صدقۃ جاہلیہ ونحو ہما من اسباب المصادقۃ والمعاشرۃ ومن الاستعاضۃ بہم فی الغزۃ وسائر الامور الدینیۃ۔

ان آیات اور تفاسیر کی بناء پر کہ کسی کافر سے دوستی بھائی پارہ محبت ان کو انصار و مددگار بنانا ان کے حلیف بنانا ان سے مل کر نگہ و عزت چاہنا حتیٰ کہ ان سے مشاورت و ممانعت دینی امور نہیں دینی امور یا قول دینی میں بھی ان سے ملاطفت ان سے مسلمانوں کی معاشرت سب حرام ہے۔ تو مرید تو مرتبہ ہے والہم انما اللہ تعالیٰ کا کافر سے مل کر کیا اس کی طرف اولیٰ میل حرام ہے اللہ عزوجل فرماتے ہیں لا یؤلفوا الذین ظلموا فکما ظلموا۔ ان کی طرف اولیٰ میل نہ کرو جنہوں نے ظلم کیا۔ کہ نہیں انہیں چھوئے گی۔ کافروں بلکہ انہوں سے جماعت کی جماعت ہے۔ مولیٰ عزوجل فرماتا ہے واما یتینن

الشیطن فلا تتعد بعد الذکر شی مع التزم التلذذ اور اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے ساتھ نہ تھے تفسیر ائمہ احمدیہ میں ہے الظالمین بمع المبتدع والفاقد والکافر والغفود کما یلهم متبع حدیث میں فرمایا لا یجالسوہم حدیث میں مبتدع کے بارے میں فرمایا من اعرض عن صاحب بدعة بغضاً ملأ اللہ قلبہ اماناً وایماناً ومن اشتهر صاحب بدعة آمن اللہ تعالیٰ بوجہ الفزع الاکبر ومن اهان صاحب بدعة دفعہ اللہ فی الجنة ماشہ درجہ ایک حدیث میں ہے من سلم علی صاحب بدعة اولقیہ بالبشر واستقبلہ بما یسر لا فقد استخف بما انزل علی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم اور حدیث میں ہے اذ القیتہ صاحب بدعة فاکفہر وافی وجہہ منافق کے لئے حدیث میں ارشاد ہوا لا تقولوا لہا فاق سید اقان یکن سید کما فقد استخفہ ربک منافق تو منافق فاسق کی تعظیم حرام ہے۔ حدیث میں ہے اذ اسدح الفاسق غضب الرب واهتز ذلک العرش۔

تو کسی مرتد کے ساتھ دوستی محبت اس کی اطاعت اس کی نصرت اس سے استعانت اس سے مشاورت اس سے موانست و ملاطفت اس سے خواہش غلبہ و عزت اس کے ساتھ عوام نہیں خواص مسلمین سے بھی بالانصاف خواص کی ہی معاشرت اسے رازدار سربراہ کارناما ہی نہیں اس کے بقول پڑا اس کے ہاتھ میں اپنی گردنیں دے دینا اسے والی و امام ماننا کیسا اشد ظلم اور اشد حرام اخیت و اشتغال کام ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

آیات کریمہ و احادیث و تفسیر کے یہ ارشادات دیکھنے کے بعد بچے دل سے خدا کی طرف رجوع کر کے دل پر ہاتھ دھر کے کہو کیا وہ جس نے کہا کہ "لوگ انبیاء کی وساطت سے قانون خدا کی تکمیل کرنے اور ان کو ذریعہ علم سمجھنے کی بجائے ان کے پیچھے لگ گئے فرقہ بندیوں گئے خدا کو تسلیم کرنے مسلم بننے کے بجائے والی قول محمد بن گئے۔ ان کو سرانجام کو اپنے افعال و اعمال میں بتالینا بیزورین بلکہ اسلام کو شرک ٹھہر کر انبیاء کی اطاعت و محبت ان کے سرانے کو بت بنالینا اسے شرک سمجھا کر خدا کی تسلیم سے اسے انکار اور سارے مسلمانوں کو مسلم شرک کا فخریہ رشتہ بنا کر خود کو فریمہ بولایا نہیں؛ مبتدع نہیں فاسق کے متعلق اور حکم معلوم ہو چکا تو خود دتا کہ ایسے شخص کو والی و امام بنانے والا کیسا ہو گا؟ کیا وہ جس نے نماز اور ارکان اسلام کے متعلق یہ کہا کہ "مسودہ و ملائح حج و زکاة کو رٹما یا عادتاً یا تقظیماً

اٹھ کر لیا کیا کہ شہادت کو بصحت تمام چھ لینا میرے نزدیک قطعاً کوئی عبادت نہیں۔ اور کہے "قرآن کی تلاوت کو کالج و قوتہ سلام ہے (الی قولہ) مگر عبادت قطعاً نہیں۔ اور جس نے کہا کہ صبح کام چوراہہ حرام و خور نوک کے لئے ہے ہر وقت سلام کرتے رہنا یہ بات باندھ کر کھڑے ہو جائیگا تو ذہن سر و قد ہو جانا پرے درجہ کی بد معاشی ہے۔ اور جس نے کہا ملازمہ جس طرح کسی آقا کی ملازمت میں وقت کی تخصیص نہیں ہوتی اسی طرح عبادت بھی وقت سے جتنا بچے نیاز ہے۔ الصلاۃ صرف ایک فریضہ وقتہ حاضری اور سلام ہے۔ بجائے خود عبادت نہیں۔ نیز جس نے کہا ۹۹ پتھر کی برسی پر شش یا خدائے آگے رہی مسجد کے کر لینے سے کسی قوم یا فرد کے مابہ خدا یا مابہ سوا ہونے کا فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ اس کے مشرک موجود ہونے کا معاملہ نہیں ہو سکتا۔ نیز کیا ہمارا کوئی فرد یا قوم اپنے اعمال میں خدا کے احکام پر عمل رہی ہے لیکن رہنا یا عاقبتاً اروا کا جسکی بت کسی پتھر کی شش و قدر کے آگے اٹھا ایک رہی ہے تو وہ درحقیقت خدا کی عبادت ہے۔ نیز جس نے کہا شہادۃ سلم کا خدا کو منحوسے ایک ایک پتھر رہنا لے اور ملازمہ چھ کھنت کا مقدار بتنا قرآن کا ایک ایک حرف پڑھ کر دس دس نیکیوں کا منظر رہنا بیرونی کی پریشانی کی ندرت ہو نہ کچا پھانکی اور استیجاؤں کو دین سمجھا وغیرہ فی الحقیقت ناکارہ لڑاؤ ہے۔ دلیل اتمیں ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اصرار کرنے کے سوا چارہ نہ تھا۔

خود بتاؤ کہ یہ شخص کون اسلام احمد قریب ہے لگام ہوا یا نہیں؟ اور جو ایسا ہوا خود سمجھو کہ اسے مطاع ٹھہرانا اپنے مینا سپید کا اختیار دینا کیسا ہے؟ کیا اسلام دشمنی یا مسلم بیگنی اس کے منہ سے ظاہر نہ ہو چکی کیا اس نے جو کچھ اسلام اور ارکان احمد شاہ دین اور مشن میلاد مسلمان کے متعلق کہا اس سے آشکارہ ہوا کہ اس نے تمہارے دین کو نبی کھیل دیا یا؟ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ باوجود اصل و بیاہر کہ ہے اس کے کام نہ چلے گا ایک کافر کو خدائی کا عہدہ دینے پر راضی نہ ہوئے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی میرا ایک عمر نہ رہا ہے فرمایا تمہیں اس سے کیا تعلق ہے خدا تم سے کہے کیوں نہ کہی کہہ کرے مسلمان کو عمر رکھا کیا تم نے یہ ارشاد الہی نہ سنا اسے ایمان والا ہو ورنہ خدا کی کوہ نہ بناؤ میں نے عرض کیا اس کا دین اس کے لئے ہے مجھے تو اس کی عمر ہی سے کام ہے اس پر صاف فرمادیا کہ میں کافروں کو گمراہی نہ کروں گا جب کہ اللہ نے انھیں خوار کیا نہ انھیں عزت دی کہ جب کہ اللہ نے انھیں ذلیل کیا نہ انھیں قرب دی کہ جب کہ اللہ نے انھیں دور کیا۔

جب حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر عرض کیا کہ بے سرو کا لہ ہے اس کے نہ چلے گا۔

اس پر فرمایا مات النصارى والاسلام یعنی فرض کرو کہ وہ نصرانی مر گیا اب اس کے بعد کیا کرو گے جو اس وقت
 کرو گے وہ اب کرو کسی مسلمان کو مقرر کر کے اس سے بے پرواہ ہو جاؤ حضرت ابو موسیٰ اشعری کو ایک فرمایا
 بھی تحریر فرمایا تھا جس میں ہے لیس لنا ان نانتھم وقد خونهم والله ولا ان نرضوهم وقد ومنهم الله
 ولا ان نعتهم وقد صرنا بان یصلوا الجیزۃ من ید وھم صاغرون۔ ہمیں ہاتھ نہیں کہ کافروں کو ان میں سے
 حالانکہ اللہ تعالیٰ انھیں مانتا ہے یا ہم انھیں رخصت دیں حالانکہ اللہ نے انھیں اپنی دی یا انھیں سخت
 دیں حالانکہ ہم حکم فرماتے تھے کہ کافر ملت و غزازی کے ساتھ اپنے ہاتھ سے جزیہ پیش کریں۔

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کافر نصرانی کو باوجود امر از عمری نہیں دیتے اسے حرام فرماتے
 ہیں کہاں یہ۔ اور کہاں یہ کہ آج ایسے شخص کو جو اسلام و مسلمین کا نفع لگن ہے ان کا ایسا دشمن پر فن ہے جس کے
 منہ سے دشمنی بار بار نکلا رہا دکھ رہی ہو، جو اسلام کو کفر کفر کو اسلام ٹھہراتا ہے، اسے اپنا والی اپنی جانوں کا منہ
 بنانا چاہتا ہے کہ اس کے عقائد سے بیزار رہیں۔ بیزار رہیں گے مگر اپنی جانیں اس کے ہر دھوکوں نہ کر دیں۔
 انکے لئے قرآن مجید و احادیث و عقیقہ سے ع۔ ہیں تفاوت رہ از کجاست تا کیا۔ اس کا جواب بھی حضرت سیدنا عمر رضی
 اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد سے سمجھ لو کہ اس کے عقائد سے ہم بیزار رہیں بیزار رہیں گے یعنی اس کے
 عقیدے اس کے لئے ہیں ہمیں تو اس کی تحریک سے کام ہے۔ پھر لطف یہ کہ اس کی تحریک مذہبی تحریک
 ہے۔ ہے۔ زبردستی یہ کہا جاتا ہے کہ وہ مذہبی نہیں۔ اس کا انکار آفتاب کے انکار سے زیادہ بدتر ہے۔
 اس کی کتابیں پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ یہ تحریک مذہبی ہے۔ اس نے ایک اسلام اور گڑھا ہے۔ جسے رواج
 دینا چاہتا ہے۔ اور اس اسلام کو کفر ٹھہراتا ہے۔

بہت کثیر عبادات اس کی ایسی پیش کی جاسکتی ہیں اس وقت صرف ایک ہی عبادت پیش کی
 جاتی ہے۔ جو عبادت بالکل واضح کرنا چاہتا ہوں یہ نہ ہے کہ فاسک اور تحریک فالص مذہبی تحریک ہے۔ اور
 اس نے اپنا دین اپنا عقیدہ اپنا مذہب بھی کھول کھول کر بتا دیا ہے۔ اور جو پیش اصول میں بھی اسے رکھا
 ہے اگرچہ وہاں لفظ دین و مذہب و عقیدہ نہیں لکھا ہے۔ تحریک جو عبادت سے بھی ایک عبادت
 پڑھ لیجئے۔

دس قرن اول یا قرون اولیٰ کا عمل اسلام ہی صحیح اسلام ہے فاسک رہا ہی رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم کے طریق عمل کے سوا کسی شے کو دین اسلام نہیں سمجھتا۔

ساتے کر دیا، تو میں اسے اور جو کچھ اس میں تاقیامت جو نے والا ہے سب کو ایسا ملاحظہ فرما رہا ہوں۔ یہی
اچھا اس کف دست مبارک کو دیکھ رہا ہوں۔

عمر و قیام دیکھے اور اپنے بے جا توقف سے باز آئے اور زبردستی قید ہو جاتا ہے میں اس کو
بالکل نہیں مانتا اس سے اس کی مراد مطلقاً انکار از علم غیب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے کہ حضور کے لئے
سبھی ذرا بھی علم غیب بظاہر الٰہی نہیں مانتا۔ اگر یہ مراد تو یہ تو قرآن عظیم کی آیات کا انکار ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔
اور نبی کے تو مسمیٰ ہی ہیں غیب کی خبریں دینے والا۔ بہت غیب نہیں کہ حضور نے دوسروں کو بتائے بعض
غیب کے علم کے بغیر تو آدمی مسلمان ہی نہیں ہو سکتا تو ہر مومن کو بعض علم غیب بظاہر خداوندی بھی عطا
نبوی ہے جیسے فرشتے۔ جو روحان جنت ناز و ہاں کے بعض بعض احوال و احوال بعض حالات قیامت۔
کو شہرہ صراط میزان وغیرہ وغیرہ۔ اور اگر یہ مراد ہے کہ میں یہ نہیں مانتا کہ حضور مثال کف دست ملاحظہ فرمائے
ہیں۔ تو حدیث دیکھئے اور اپنا عقیدہ درست کر کے انکار سے توبہ کر کے کسی چیز کا انکار جس طرح خود نہیں
کیا جاسکتا یوں جس من عند نفس انکار بھی تو نہیں ہو سکتا اس نے انکار کیا۔ توبہ کرے۔

یوں ہیں اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات طیبہ سے انکار کیا اس سے توبہ کرے۔ حدیث میں
فرمایا اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَبَنٰی اللّٰهُ صَیْبُزُقِی حَضْرَتِ شَیْخِ تَحْقِیْقِ رَیْزِی
مشکوٰۃ میں اس حدیث کے نیچے لکھتے ہیں: بدرستہ کہ خدا کے تعالیٰ حرام گردانیدہ است بر زمین خوردن
وہے تنہا کے پیغمبروں واپس پیغمبر خدا زندہ است بحقیقت حیات دنیاوی: باآں کہ روزی دادہ می خود اہم
جلداول ۲۸۴ فصل ثالث اس سے اوپر فصل ثانی میں فرمایا ۲۸۳ قال ان اللہ حرم علی الارض اجساد
الانبیاء گفت اے حضرت بدرستہ کہ خدا حرام گردانیدہ است بر زمین تنہا کے پیغمبروں اگر نہایت است انبیاء
چنانکہ کہ مرتبہ فصل ثالث از حدیث ثانی دربارہ بیاید و حیات انبیاء متحقق علیہ است پنج کس و اور سے خلافت
نیست حیات جسمانی دنیاوی متحقق نہایت معنوی روحانی چنانکہ کہ شہدار است و دریں حدیث کہ فرمود ان
اللہ تعالیٰ حرم علی الارض اجساد الانبیاء اشارت مست بلاں اگرچہ دریں باب کہ عرض صلوٰۃ و حصول علم و
ادراک مست حیات روحانی نیز کا نیست و لیکن مذہب یہاں است کہ گفتہ شد و تحقیق اس مسئلہ در تائید حدیث
کسلی مست بہ جذبات القلوب الی دیا المحبوب کردہ شدہ است اڑاں بابا بدرستہ۔

امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ قاضی حدیث میں حضرت ابن عربی سے تائید نقل کرتے ہیں لا

ممتنع روبرو ذات الہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بروحہ وجسدہ لائے و سائر الانبیاء احوالہم روت الیہم
 اور نہ بعد ما قبضوا و اذان لہم فی الخروج من قبورہم و التصرّف فی ملکوت العلوی و السفلی و الاما ن
 من ان یلے کثیر من فی وقت واحد لائے کائنات و اذ کان القطب معلماً لکون کما قال قالہ التاج ابن
 عطاء اللہ فی مالک بالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولا یلزم من ذلک ان الرائی صحابی لان شرط الصحبة
 التیمیة فی عالم الملك و ہذا رؤیة و ہو فی العالم الملك و ہی لا تعین صحبة و الا لتثبت لجمع امته
 لانہم عنہما علیہ فی ذلک العالم فرأہم و اذہ کما جات بہذا الاحادیث و اللہ تعالیٰ اعلمہ۔

مسئلہ ارشئی مال مسئلہ فامی ظفر اللہ خان مٹری ساڑ پڑا بازار اسلام آباد

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں :-

ملا زید دائمی مثلاً ہے اور یہ کہتا ہے کہ اگر محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی اس زمانہ
 میں ہوتے تو وہ بھی دائمی مثلاً نہ بنے گا حکم دیتے۔

ملا تذکرہ میں یہ کہتا ہے کہ یہ غیر کی حیثیت ایک لیدر جیسی ہے جیسا کہ اس زمانہ کا دائمی لیدر اپنے
 زمانہ کے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایسے لیدر تھے۔

ملا زید مذکورہ بالا برج بھی کہتا ہے یعنی تماش پر رو بہ کی بڑی لگا کر کھیلاتا ہے جس میں کافی روئے
 کی برجیت ہوتی ہے آئیہ برج شرمنا قرار ہوا ہے یہ نہیں اور زید مذکورہ ماہ رمضان المبارک میں بازار اور شاہ
 حامد پر گریٹ پیتا ہوا نکلتا ہے اور پردہ کو طیر ضروری خیال کرتا ہے نیز نماز کا بھی پابند نہیں ہے۔ اب ایسے
 شخص کو میری سیونسل پورڈوٹر کرٹ پورڈو اسلی وغیرہ میں سے مسلمانوں کی دینی اور دنیاوی اغراض و اہمیت
 ہوں مسلمانوں کا نمائندہ بنا کر بھیجا اور اس کو ووٹ دینا شرط کیا آئے ہے یہ نہیں بجا اگر کتب فقہ و احادیث نبویہ
 علی صاحبہا الصلاۃ و التیمۃ بحباب مرحمت فرمایا جاوے۔ بینوا با تفصیل توجہ و بالا ہجر العزیز۔

الجواب

دائمی مثلاً اسلام ہے تمام انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی سنت کو جس سے زید نے وہ
 کلمہ کا حضور علیہ التیمۃ و الشاہد اکبر کی کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام ایسی چیز کے لئے اپنے پہلے حکم کے خلاف حکم
 دیتے دائمی مثلاً شاعر کا کہ ہے۔ رکعت شاعر اسلام۔ شاعر اسلام کو مٹنے اور وضع کفار کو اختیار کرنے کا حکم دیتے
 والہا اللہ تعالیٰ۔ کفار کی وضع پسند فرماتے ولاحول ولا قوۃ الا باللہ اس نے دوسرے کلمہ شیعہ قطبہ نبیہ
 لعینہ لیکر یک کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی توہین کی۔ و انبیاء باللہ تعالیٰ اس پر اس کی جہل و بال کے کہتے

کتاب الطہارۃ

مسئلہ از قصہ بیواہی منسلک گورکھ پور مسئلہ جناب مولوی غلام الحق صاحب قادری بہتمدد دارالافتاء
صاحب بہار شریعت نے تحریر فرمایا ہے کہ اگر حوض وہ دروہ سے چھوٹا ہے اور کسی شخص نے
اس حوض میں بلا دھوئے ہوئے ہاتھ وغیرہ ڈال دیا تو اس پانی سے وضو درست نہیں ہوگا مگر نیکو کہتا ہے
کہ مسئلہ مذکورہ بالا صاحب بہار شریعت نے غلط تحریر فرمایا ہے اور فتاویٰ قاضی خان جلد اول وغیرہ سے
عبارت مندرجہ ذیل صاحب موصوف کے خلاف اور اپنے دعویٰ کے اثبات میں پیش کرتا ہے (۱) جلد
فتاویٰ قاضی خان جہاں عالم گریہ علیہ السلام اذا دخل یدہ فی الاناء لا یغترق و لیس
علیہا نجاسة لا یسد الماء و کذا اذا وقع الکوفہ فی الحب فادخل یدہ فی الحب الی المرفق لا یرج الا کوز
لا یصیر الماء مستعلما پس التماس ہے کہ صاحب بہار شریعت حق پر ہیں یا زید کا دعویٰ حق ہے؟ بینوا
بالکتاب تو جروا یوم الحساب۔

الجواب زید غلط کہتا ہے۔ بہار شریعت میں مسئلہ صحیح لکھا ہے فتاویٰ امام قاضی خان کی عبارت
بہار شریعت کے مخالف نہیں۔ بہار شریعت کا مطلب یہ ہے کہ بے ضرورت وہ دروہ سے کم گھرے ہوئے
پانی میں ہاتھ ڈال دے گا تو مستعمل ہو جائے گا اور فتاویٰ قاضی خان کا مطلب یہ ہے کہ اگر شریعت سے
ڈالے گا تو مستعمل نہ ہوگا یہ دونوں صحیح ہیں۔ ایک دوسرے سے معارض نہیں۔ اگر نیکو اس عبارت کے آگے
یہ لفظ بھی دیکھ لیتا تو مسئلہ سمجھ جاتا اور بہار شریعت کے مسئلہ کو غلط بتانے کی جرأت نہ دیکر عبارت مذکورہ سوال
کے آگے بالکل اس کے متصل ہی ہے و کذا الجنب اذا دخل یدہ فی البئر یطلب الدلو لا یصیر الماء
مستعلما لکان الضرورة پھر کچھ آگے ہے و کذا دخل یدہ فی البئر اور جلد فی الاناء للتبرید یصیر الماء مستعلما
لا یعد ام الضرورة اخراج کوز ضرورت ہی ہے اعتراف بھی مائل ضرورت ہی سے کرتا ہے کہ پانی نکالنے

کا کوئی ظرف موجود نہیں لافانہ ان خود ضرورت بتا رہا ہے اختلاف نہیں فرمایا بلکہ یوں فرمایا اداخل ید فی
الاحام للاختلاف تو نہایت کے ان دونوں مسئلوں میں ضرورت ہے اور بے شک ضرورت کے وقت جن
ہاتھ ڈالنے سے حکم استعمال نہ ہو گا اسی مسئلہ اختلاف کو اگر عالمگیری میں دیکھا ہوتا تو وہاں الضرورة مل جاتا
مگر عالمگیری میں یہ مسئلہ یوں لکھا اذا دخل الحدث ادا لم يجنب اذ لم ينعش النقي طهرت ید فی العمد الا لا
لا یستعمل الا الضرورة کذا فی التہجد۔ خود امام قاضی خان نے دونوں مسئلوں کے بعد تحریر فرمایا ہے
لمکان الضرورة جس کا تعلق دونوں سے ہے نہ صرف صورت اخیر سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
سوال ۲۔ وضو کرنے کے بعد نماز سے قبل بات کرنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا وضو کرنے میں
بات کرنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

جواب۔ نہیں۔ مگر وضو کرتے ہیں اور اس کے بعد نماز سے قبل دنیا کی باتیں کرنا نہ چاہیے سب
یہ کہ دنیا کی باتیں نہ کرے وضو کرتے ہیں وضو کی سنتوں دعائیں پڑھے اور بعد وضو تحیۃ الوضو وغیرہ نماز
میں مشغول ہو فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
سوال ۳۔ غسل کی نیت کیا ہے اور غسل کرتے وقت کیا پڑھا جاتا ہے۔ غسل تہجد باندھ کر افضل

ہے یا ہر نہ۔
جواب۔ غسل بربیت طہارت کر س مگر طہارت حاصل ہونے کے لئے نیت ضروری نہیں۔ یوں کہ
اگر کوئی سارے جسم پر یہاں لگے طہارت ہو جائے گی غسل پھر از سر نو نیت طہارت کر کے کرنا لازم نہ ہو گا غسل
نیت جانے سے پہلے سر کو نہانے سے پہلے ہم اللہ شریف پڑھ لیں غسل نہانے میں جا کر کوئی دعا پڑھنا نہ چاہیے
جب بندہ کھڑے ہو کر غسل پڑھے۔ مگر احتیاط کریں کہ سارے جسم پر پانی بہ جائے اس طرح تہجد ہم سے علیحدہ کر
کے پانی ڈالیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ازہی پور ضلع بھروچ مرسلہ مولیٰ ابراہیم بخش صاحبان۔ ۲۰ جمادی الآخر ۱۲۵۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہمارے یہاں ایک کنواں بڑا ہے جس کی گولائی پانی
سے ۵ راگل اور بناب لینے سے پورے چھتیس ہاتھ اور دروازے ہوتی ہے اور اس کا وسط یعنی قطر گیارہ ہاتھ
تھا رگل ہے اور یہ پانی کے ساتھ کدیوار سے ناپ لیا ہے جو ناپ لینے والے ہیں وہ اعتماد سے کہتے ہیں
کہ گولائی میں اگرچہ ۵ راگل پانی کے اوپر سے لیا ہے لیکن پانی کے ساتھ ناپ لیا جائے تو بھی قریب تر سب

وہی تائب ہے جو مذکور کیا جو ہاتھ گولائی اور وسط کے کھٹے ہیں وہ ہاتھ کا تائب اٹھاتا ہے اگرچہ اس سے مذکور کو تائب
 وہ درود نہیں آگیا اس میں کوئی چوہا گرے اور پھٹ جائے تو اس میں سے پانی نکالنے کی ضرورت
 ہے یا نہیں۔ بیضا تو میرا

الجواب اس کا وہ درود ہلکا اس سے زائد ہونا ظاہر ہے چوہا کوئی ہاتھ اس میں گر کر مرے اور پھٹے
 پھٹے یا کوئی نہایت گرسے پانی اس وقت تک ناقابل استعمال نہ ہوگا جب تک اس نہایت کا اثر رنگ یا لو
 یا مزہ میں ظاہر نہ ہو یا جب ان اوصاف میں سے کوئی وصف اس نہایت سے بدلے گا تو پانی فاسد ہو
 جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ اٹھ حضرت میرزا ابوالوالہ ماجد قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز نے اپنے رسالہ مبارکہ
 المصنوع الخیر فی الدار اللہ میں ثابت فرمایا ہے کہ تحقیق یہ ہے کہ درود تقریباً ساٹھ پینتیس ہاتھ چلنے سے
 استثنائاً ۴۹۴ قطر پانچ گز ساٹھ دس گرہ ایک انگلی یعنی ۲۸۴ ہاتھ تو یہاں تو درود پونچھتیس
 ہاتھ سے بھی دو پانچ زائد ہے ہم نے حساب کیا تو اپنے حساب سے مسئلہ کا جواب نکال دیا اٹھ حضرت قدس سرہ
 کا فتاویٰ مبارکہ دیکھا محمد تعالیٰ اس سے معلوم ہوا کہ پونچھتیس نہیں ساٹھ پینتیس ہاتھ کے قریب بھی
 دور ہوتا تو یہی وہ درود ہوتا ہے تفصیل درکار ہو وہ اٹھ حضرت قدس سرہ کا رسالہ مذکور مطالعہ کرے۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ اندراج کوٹ کریم پورہ عبدالمجید پیش امام۔

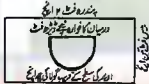
حوض اوپر سے وہ درود نہیں ہے اندر سے ہے تو اس حالت میں وضو درست ہو سکتا ہے یا نہیں
الجواب جب اوپر سے حوض وہ درود نہیں ہے تو بے وضو ہاتھ ڈالنے سے پانی مستعمل ہو جاتا ہے
 ہاں اگر ہاتھ طمچہ پانی سے دھو کر ڈالے اور ہاتھوں سے پانی لے کر وضو کرے مستعمل نہ ہوگا اگر کوئی نظر
 وہاں نہیں ہے جس سے پانی نکال کر ہاتھ دھو یا جائے تو اس صورت میں انگلیوں کو ملا کر ایک ہاتھ سے
 پانی نکال کر دائیں ہاتھ دھوئے اور اس کے بعد دوسرا ہاتھ دھو کر وضو کرے مگر جلوسے پانی نکالے تو
 وضو کی نیت نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ اگر سر پہ بال ہوں (یعنی زلفیں) تو مسح کرنے کی حالت میں ہتھیلیوں کو پشت سر کی جانب
 سے واپس پیشانی کی طرف گولانا چاہئے یا نہیں؟
الجواب بال ہوں یا نہ ہوں اگر مسح اس طرح کرے گا کہ ہر ہاتھ کی تین تین انگلیاں مقدم ہوں

ہم دیکھ کر دو دو انگلیاں اور پتیلیاں اٹھاتے ہوئے گردن تک ان تین تین انگلیوں کو لے جائے گا تو پورے سر کا مسح جب ہی ہو گا جب کہ پتیلیوں سے سر کے دونوں جانبوں کا مسح کرے گا اور اگر مسح اس طرح کرے گا کہ تین تین انگلیاں اور پتیلیاں مقدم اس سے اس طرح جانب گردن لے جائے گا کہ سر کے دونوں جانب بھی پوری پوری پتیلیوں کے نیچے آتی جائیں گی تو اس صورت میں یوں ہی پورے سر کا مسح ہو گیا صحیح ہے آگے لایا ہے کہ اس ہے۔ اور اولیٰ یہی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ ازینچی کھڑک پاسے دھونی سے ۱۶ مرسلہ ایوب عبد الرحمن صاحبہ ۲۱ مرحوم الخراسانی (۱) کی فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں حوضِ درہ کیا مراد ہے اور رائج الوقت گزشتہ کے حساب سے کتنی مساحت اور کتنا مرض و طویل وہ درہ کے لئے درکار ہے۔ بیخوابا لکتاب و توجروا یوم الحساب۔

(۲) ایک حوض نقشہ ذیل کی مساحت کے مطابق موجود ہے آیا یہ درہ درہ کی حد میں شمار ہو گا یا نہیں؟ جواب دیجئے اور اجراء اللہ تعالیٰ سے لیجئے۔ فقط۔



الجواب درہ درہ وہ حوض ہے جس کی مساحت ہاتھ سے سو ہتھ گزرے ۲۵ گز فٹ سے سوا دو گز فٹ ہو سبب ہونا کہ پھر وزن نہیں اگر شمسو ہتھ طول ہو ایک ہاتھ عرض جبہ بھی درہ ہو گا عمق اتنا ہونا چاہئے کہ لپ میں پانی لینے سے زمین نہ کٹے قال الامام فقیہ النفس قاضی خان ادخلہ اللہ تعالیٰ دارالجنات وادخلناہ وامطر علیہ شالیب الرحمة والرضوان فی الجنات فیہ خندق طولہ مائۃ ذراع او اکثر فی عرض ذراہین قال عامۃ المشائخ لا یحیو فیہ الوضوء وقال بعضہم یحیو اذا کان ماء الخندق کثیرا یحیو لو بسط یكون عشر افی عشر اقال شیخنا المجددی سیدی الوالد المجددی فتاو لہ الشریفة العظایا النبویة بعد نقل هذه العبارة قلت وهو الخندق درہ عن عیون الذاہب والظہیر ومصححہ فی الحیط والاختیار وغیرہا ام واللہ تعالیٰ اعلم۔

ملا جواب سوال اول سے اس کا بھی جواب روشن کر جب وہ درود سواد سو ف ہونا دیکھا ہے تو یہ تو تین سو ف پھر اپنے ہے۔ وہ درود سے کہیں زیادہ بچ کا نوارہ جو ایک طرف تو فقط چھاپے ہے اور ایک طرف زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ فٹ اس حوض کی وہ درود مقدار سے زیادہ مقدار کو بھی بہت کم نہیں کرتا نہ کہ اسے وہ درود سے بھی کم کر دے۔ مزور وہ حوض اس نوارہ کے باوجود وہ درود سے زیادہ ہے۔ اور اگر نوارہ کا پانی نیچے سے اتنا عرصہ بھی ہوتا کہ نیچے کی طرف حوض وہ درود سے کم ہو جائے جب بھی جب کہ سطح بالا وہ درود سے زیادہ درود ہوتی سطح بالا کا پانی نہ نہایت بڑھنے سے ناپاک ہوتا نہ وضو غسل سے مستعمل ہاں جہاں سے وہ درود سے کم ہوتا اس جگہ کا پانی نہایت سے ناپاک وضو غسل سے مستعمل ہوتا۔ فی الخبیس اعلاہ عشر فی عشر واسفله اقل وهو مثل مجوز التوضی فیہ والاعتسال فیہ وان فقص لا والله تعالیٰ اعلم

مسئلہ ایک کنواں میں چوہا اگر اس کے چند روز کے بعد اس کنواں سے مٹی برآمد کی گئی بعد نکالنے مٹی کے اس کنوئیں سے پانچ سو ڈول پانی پھینک گیا اور اس کنوئیں میں دس گیارہ ہاتھ پانی ہے جو کہ تقریباً دس گیارہ سو ڈول پانی ہے اور اس کنوئیں کی یہ خاصیت ہے کہ جس قدر پانی نکالا جائے اسے اتنا ہی پھر ہو جائے تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ کنواں پاک ہوا یا نہیں۔ اور چوہا نکالنا تو وہ گلا ہوا تھا یہاں تک کہ گوشت پر دست کنوئیں ہی میں رہ گیا تھا۔ تریک ہوتا ہے کہ جب کہ کنوئیں سے مٹی نکالی گئی اور اور پانی پانچ سو ڈول پانی پھینک گیا تو کنواں پاک ہو گیا یہاں تک کہ ۳۰ ڈول پانی نکالنا بھی کفایت کرتا اس طرح چھپکل یا مثل اس کے پھول پھٹ جائے تو کیا حکم ہے۔ فقط۔ بینوا تو جروا

المستفتی ابو صالح محمد مازق الفرقی کان اللہ تعالیٰ لا منفع منو مجر۔

الجواب جس قدر پانی اس کنوئیں کا بخش ہو اسب جب تک نہ نکلے اس وقت تک کنواں پاک نہیں ہو سکتا مثلاً اس کنوئیں میں ہزار ڈول پانی ہے تو جب تک ہزار ڈول پانی نہ نکل جائے گا کنواں پاک نہ ہو گا۔ مٹی اور پانچ سو ڈول پانی نکل جانے سے جس نے کنوئیں کو پاک بتایا اس نے غلط بتایا خدا تعالیٰ عاف فرمائے۔ عین سو ڈول پانی کا انداز جہاں کے کنوؤں کے لئے ہے۔ یہ حکم وہاں کے لئے ہے عام نہیں کہ جہاں پانچ سو جہاں ہزار ہا سو ڈول پانی ہو وہاں بھی تین سو ساٹھ ڈول نکال دینا کافی ہو۔ بخدا و قدس کے کنوؤں میں تقریباً اتنا ہی پانی ہوتا تھا کہ تین سو ساٹھ ڈول نکالنے سے ٹوٹ جاتا تھا وہاں کے لئے یہ حکم فرمایا گیا۔ عیسیٰ امام اعظم نے کوفہ کے کنوؤں کے لئے سو ڈول نکالنے کا حکم فرمایا۔ ظاہر ہے کہ جب وقت

وقوع نجاست ہزار ڈول ہانی گنویں میں سے تو یہ سارا ہی پانی نہیں ہے تو پانچ سو ایک ویش ہزار سے کم کھانے پر سارا نجس پانی نہ نکلا اور جب سب نجس پانی نہ نکلا تو گنوال کیوں کر پاک ہو جائی اگر بالکل نہ نکلتی اور ہزار ڈول پانی نہ نکلا تو گنوال پاک ہوتا کشتی نکالنا واجب ہی نہیں ہے۔ پانی بالکل نکالا جائے اور مٹی بنی نکال دی گئی اس سے بہت زیادہ نکال دی جاتی تو بھی گنوال پاک نہیں ہوتا کہ عبارات علماء سے سب روشن ہے۔

تفسیر ص ۱۶۱ میں فرمایا ان کانت البیر معین لا یحکم نزدھا الا بعصر و صرح عظیم الخرج و مقدار ما کانت فیہا من العمام وقت ابتداء الخرج شعرا ان المشایخ اختلفوا کیف یقدر ما کان فیہا الا ذلک۔ قال بعضهم یقدر حفرة مثل عمق الماء و طولہ و عرضہ و یخص فیخرج الماء حتی یملا الحفرة و قال بعضهم یرسل فیہا قصبہ و یجعل الملیح الماء علامة ثم یرتج منها عشر دلاء مثلاً ثم عاد القصبہ فیظفر کمر نقص فیخرج اکل قدر و منها عشر دلاء و هذا ان القولان مرویان عن ابی یوسف و عن ابی حنیفة یرتج حتی یغلبہم الماء و قال بعضهم و هو رواية عن ابی حنیفة ایضا یحکمہ ذوا عدل من اهل البصرة بالماء فیخرج منها یکملہا فان قال ان ما فیہا ذلک الوقت الف دلو مثلاً یرتج ذلک قال صاحب الہدایہ و هذا ای الاخذ بقول المعتمد ابن اشبہ بالفتیہ قال فی الکافی انما الاصح اذا البیوع الی اهل البصرة اصل فی کثیر من الصور کما فی المحکمین و الشاہدین و کثیر من المختلف قال اللہ تعالیٰ فاستلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون الخ

اس کے ص ۱۶۲ میں ہے وروی عن محمد انہ قال یرتج منها ما شاء دلو الی ثلث مائۃ و انما اجاب بذلک بناءً علی کثرة الماء فی اہل بغداد کذا فی المیسوط و المروی عن ابی حنیفة انہ اذا نزع منها مائۃ دلو یکفی و هو بناءً علی اہل الکوفۃ لقلۃ الماء فیہا کذا فی الکتابۃ فعل ہذا الامتیض القوی بالمائتین و نحوہا مطلقاً بل یفتقر الی غالب اہل البلد و هو لا یرسل علی الناس و الاولی و هو احتیاط مقدار الماء فی کل بئر علی حدۃ احوط فتاویٰ خاتمی میں فرمایا ان جمیع القصبہ فیہا و یجعل علیہ اس الماء علامۃ ثم یرتج منها دلاء ثم یظفر کم انتص فیخرج الباقی بحساب ذلک و لا یجب نزع الطین لکان الخرج عالم گیر میں ہے انتفع حیوان او قطنع فیخرج جمیع ما فیہا صغار حیوان او کبرہ کذا فی الہدایۃ آئی میں ہے اذا وجب نزع جمیع العمام و لم یکن فراغہا لکن ما معینا یرتج مائۃ دلو کذا فی التبیین و هذا الاصر کذا فی الاختیار شرح المختار و الاصح ان یورخا بقول رجلین لہما بصافۃ فی امر الماء فای مقدار قال انہ فی البئر یرتج ذلک المقدار و هو الاشبہ بالفتیہ کذا فی الکافی و شرح المیسوط الامام السرخسی و التتیین۔

اور در مشرکین سے ان تعذر منزع کا لکھنا کوئی نفع نہیں دیتا تھا۔ زمانہ ان نزوح کا تھا۔ ابتدائے نزوح کا حالہ الحبیہ
 یونخذہ بالذکر بقول رجلین عدلین لهما بصانۃ بالماء بہ فقی وقیل یفقی براسین الی ثلاث ماشۃ وھذا یسر
 وذاک احوط۔ روا الترمذی سے ہے قولہ وقیل ضعف ھذا القول فی الحلیۃ وبعہ فی البصرانہ اذا کان
 الحکمرا لشرعی نزوح المبیع فالانقصار علی عدد مخصوص یشوق علی دلیل مستقیم یدلہ واین ذلک بل لا اثر
 عن ابن عباس واین الترمذی خلافہ حین افتی ابنزح الماء کل حین مات من فی فی ہرمزم نرم (الی قولہ)
 مرویاتی ان مسائل الاباء صینۃ علی اتباع الاثر علی انھما قالوا ان محمداً افتی بما شاع فی اہل بعد اد
 فانھا کثیرۃ الماء وکل اماروی عن الامام من نزوح ماشۃ فی مثل ابار الکوفۃ فقلۃ ما لھا فیرجع الی النول
 الاول لانہ تغذیر من لہ بصانۃ وخیرۃ بالماء فی ثلاث النواقل لا تكون ذلک لانہما فی ابار کل جہۃ
 جبکہ پانی جو دعویٰ جانور مرکبوں میں پھرتا ہے سب پانی نیکلے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ۔ از رائے بریلی سرسبز چھدا صاحب ۵ ہرمزم الحرم ۵۵۵
 جن عورتوں کو حیض و نفاس ہوتا ہے جب تک وہ پاک نہیں ہوتیں تب تک بعض بعض شخص
 ان کے ساتھ کا کھانا اور ان کے ساتھ کا چھو پانی کھانے پینے میں بڑے اعتراض کیا کرتے ہیں کیا ایسا
 ہی حکم شریعت میں ہے؟ بیوا تو جروا۔

الجواب۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں ناجائز و گناہ کے مرتکب ہوئے اور مشرکین و کفار پر ہر روز ہر روز
 و مجوس نامسعود کی رسم و رو کی پروی کرتے ہیں بحالت حیض و نفاس صرف شرمگاہ سے استماع ناجائز
 ہے۔ پس اس سے احتراز لازم۔ مشرکین و یہود و مجوس کی طرح حیض و نفاس والی عورت کو بیعتن سے بھی
 بزرگ کھانا بہت ناپاک خیال فرما کر عظیم وبال ہے یہ ان کی من گھڑت ہے۔ ما لنزل اللہ بھما من سنبھن
 وکعبہ ویشکونف عن الطحیض قل ھو آدمی فاعتزلوا النساء فی الطحیض۔ الایۃ کا شان نزول ہی یہ ہے
 کہ مشرکین عرب و یہود و مجوس ایسی عورت کے ساتھ کھاتے پیتے دہتے بیٹے نہ تھے اس حالت میں
 عورت کو گھر میں نہ رہنے دیتے نکال باہر کرتے تھے ان کی طرف دیکھ کر وہاں رکھتے ان سے بات
 کرنے کو حرام ٹھہراتے تھے اور نعرانی اس کے برعکس اس حالت میں ان کے ساتھ زیادہ اشتغال کرتے
 اور ان سے پاک روٹی کھا پاتے تھے۔ یہ کبریٰ حضرت ثابت بن وہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس سوال
 پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے اور کپڑے کم۔ تو کیا ہم عورتوں کو اپنے ساتھ کپڑوں میں کر لیں اور عظیم

محمد توں کے ساتھ کیا سلوک برتیں؟ اس پر یہ آیت اتری یعنی تم اسی کا حکم کئے گئے ہو کہ ان کے ساتھ
 جملہ مذکر و جب وہ مخالف نہ ہوں۔ اور تمہیں خدا اس کا امر نہیں فرماتا کہ انہیں گھروں سے باہر کر دو۔ یعنی
 افراط و تفریط سے بچو۔ نہ یہودی کسی تفریط کرو نہ نصاریٰ کا اس افراط۔ تفسیرات احمدیہ میں ہے نقل
 فی نزولہ انہ کانت العرب لمریۃ اکلوا الحاقض ولہم یشاربوہا ولہم یساکوہا کفعل الیہود والنحس
 فسئل ثابت بن الدحداح عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقال یارسول اللہ البرد
 شدید والشیاب قلیلة لایسج الاحد انما افضج معہن فی ثیاب وہای وجہ نسلک یمن فنزلت
 حدۃ الایۃ یعنی انما امرت ان تعزلوا عما معتہن اذا حضن ولہم یساکوہ ما غرا جہن من البیوت
 وقیل انہ لما کانت الیہود ینافرون من شام ہم فی حالة الحیض غایۃ التافہر بحیث لا ینظرون
 الیہن ولا یاکون معہن ویمرسون الکلام بہن ولانت النصاری علی عکسہما یعون فی الاختلاط
 ویقتصدون الوطی بہن بالاکرامہ فنزلت ہذہ الایۃ یعنی افعلاوا الاقتصار فی التماسوا الحیض وکنوا
 عن الافراط والتفریط۔ مسلمانوں پر لازم کہ ہر لوگ ایسا کرتے ہیں انہیں سمجھائیں اور یہودی مجوس و ہنود
 غنود کی اس ناجائز موزی رسم کی پیروی سے روکیں اگر وہ جہالت پر ہیں اپنی ہیٹ پر اڑیں ضد پر رہیں
 تو ان سے برادرانہ تعلقات چھوڑیں یہاں تک کہ وہ توبہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ

از شہرتہ از مکان مسطحہ ملی خاں۔ برٹی
 اگر لوٹنا پاک ہو گیا ہو اور اس کی ٹوٹی اندر سے دھونی نہیں جاسکتی اس صورت میں لوٹنا پاک ہو

کے گلا نہیں؟ بینوا اور جو
الجواب۔ ٹوٹی میں سے لوٹا جانے سے جب پانی بر جائے تو توڑ نہایت نہ رہے گا تو ٹوٹی بھی
 پاک ہو جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتاب الصلّٰة

نماز کا بیان

مسئلہ - ازترسانی علاء کاٹھیاوار۔ مسئلہ مسلمان اہل سنت والجماعت بتوسط حضرت مولانا مولوی محمود جان صاحب بام جوہوری۔ ۲۶ ذوالقعدہ ۱۳۸۸ھ۔

(۱) زید امام مسجد ہے اس کی جہالت کا یہ عالم ہے کہ وہ بسم اللہ کی ترکیب بھی نہیں جانتا اس کا دعویٰ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم مساجد کا مرتبہ مجھ سے زیادہ ہے اور اگر اتنا نہ جانتو میرے برابر البتہ ان کو جانو۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس قول کے قائل نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کی یا نہیں اور غیر نبی کو نبی کے مرتبہ سے برابر جانا کفر ہے کہ نہیں اور جو لوگ زید کو اس قول کا قائل جان کر اس کی حمایت کریں اور اسے امامت سے معزول نہ کریں اور اس کے پیچھے نماز پڑھیں ایسے لوگوں کا شرعاً کیا حکم ہے اور جو لوگ یہ کہیں کہ جن لوگوں نے زید کی بلا جازت کہ جو امام مقرر ہے اور دوسرے کو اپنا امام بنالیا اور اس کے پیچھے جتنی نمازیں پڑھیں وہ نمازیں نہ ہوئیں اس لئے کہ زید امام مقرر کی بلا جازت دوسرے امام کے نمازیں پڑھائیں ان لوگوں کا یہ قول شرعاً کیا ہے قابل قبول ہے یا مردود و باطل اگر ان کا یہ قول مردود و باطل ہے تو شرعاً ان لوگوں پر کچھ الزام ہے یا نہیں۔ میں ناواقف ہوں

(۲) زید اکثر اوقات نمازیں اپنے دو غنڈیوں کے ساتھ کہ ایک بار سردار عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاسے گیا ایک درم کر گئے تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک پتھر کو آگ پر گرم کر کے درم کو اس پتھر سے نیچے تھے۔ پتھر نے بارگاہ رب العزت جل وعلایں عرض کیا کہ اٹھی تیرا رسول مجھے اپنے فائدے کے لئے آگ پر بار بار گرم کرتا ہے جس سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی کہ میں تیرا بلا لوں گا چنانچہ دشمنوں نے اللہ عزوجل کے حکم سے اس پتھر کو جبل احد کی طرف پھینک دیا۔ جنگ احد کے دن اسی پتھر کو جیسی نے لے کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف پھینکا جس سے حضور کا دندان مبارک شہید ہو گیا۔

اس سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی توہین ہوتی ہے یا نہیں۔ ایسے بے علم شخص کو ہمیشہ کے لئے امام رکھنا باوجود اس کے کہ قوم اسودہ حال ہے وہ بہتر سے بہتر دوسرا امام رکھ سکتی ہے مگر بھی نیکو امامت سے ملے گا کیا نہیں جاتا یا ان لوگوں پر کچھ مؤافقہ شرعی ہے یا نہیں اور ایسے شخص سے وعظ کہلانا کس جس سے گمراہی پھیل رہی ہے یا نہ ہے یا ناجائز؟

الجواب۔ فرید ہے قید اپنے اس ملعون قول بدرت ازبول کے سبب کافر ہو گیا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ وہ سخت بے باک نہایت ناپاک جری ہے اللہ کے حبیب سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مغزی ہے۔ ائمہ مساجد کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زائد مرتبہ والا کہنا یا انھیں حضور کے برابر شہرہ لانا دونوں یقیناً حضور کی توہین ہیں اور توہین حضور علیہ الصلاۃ والسلام کفر حضور پر عجز افترا کفر ہے ہر عامل جانتا ہے کہ کسی غلام کو کسی حاکم سے برتر کرنا اس کے جس کرنا نامک کی توہین ہے۔ مذکر کسی اپنی غلام کو بادشاہ عالی مقام کا جسیر اس سے برتر کرنا اس حکم الہی کی تکبر کے حبیب و محبوب بادشاہ عرش اپنے گاہ سلطان دارین باعث تخلیق کو توہین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کسی ادنیٰ غلام کو جسیر اور ان سے برتر کہنا کیوں کر سخت شدید تشیع انبث توہین اور اشد تکفیر ہو گا اس پر توبہ و رجوع فرس ہے اسے لازم کہنے سے سے مسلمان ہوا از سر نو کلمہ اسلام پڑھے اور اپنی بیوی سے اگر بیوی رکھتا ہو نکاح جدید نہیں جاری کرے اگر وہ راضی ہو اور عورت اگر راضی نہ ہو تو اسے اس پر کوئی درس نہیں رہی وہ جس سے چاہے اپنا نکاح کر سکتی ہے اور اپنا بہر حبیب چاہے اس کی چادر ٹھوکر کر کے لٹکتی ہے۔

اس کے اس تشیع کا یہ تشیع پر مطلع ہو کر جو اس کی حمایت کرتے ہیں مب توہ کس اور سب تمہید ایمان اور تجدید نکاح بھی۔ اس کے پیچھے نماز باطل محض امام مقررہ کتب را جب کہ کافر ہو چکا کی کفر کے بعد بھی امامت برقرار ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ اسے امامت سے معزول کرنا کی معنی معزول تو وہ کیا جائے جو یہ تصور قائم ہو وہ تو معزول ہو چکا وہ جو اسے بدستور اپنا امام مانے جانتے ہیں کچھ عقل ہے واسطہ رکھتے ہیں اور اس جہالت کا کیا کہنا کہ امام مقرر کی بلا اجازت جو نماز کی اور کے پیچھے بیٹھ جاتے وہ تو ہی نہیں۔ اس حق لوگ جو خود اپنی بے علمی اور جہالت سے کہتے ہیں اسے فتویٰ شریعت جانتے ہیں حالانکہ حدیث کا ارشاد ہے **مَنْ اتَّخَذَ مِنْ غَيْرِهِ وَلِيًّا فَقَدْ آذَىٰ مَنَاسِكَ الْأَنْبِيَاءِ وَالْأَوَّلِينَ** جو بے علم فتویٰ دے اس پر ملائکہ زمین و آسمان لعنت کرتے ہیں۔ یہ تو اس کے لئے ہے جو بے علم فتویٰ دے اگرچہ صحیح پھر

اس کا کیا پورا پورا غلط و باطل ہے اور اسے فتویٰ شریفیت جانے والیا یا اللہ تعالیٰ یہ لوگ ارشاد صریح اے
يَقْتَرِبُونَ قُلُوبُهُمْ وَاسْتَفْهَمُوا كَيْدَ مَعْدَانِ هِيَ اِلٰهٌ وَهُوَ تَعَالٰى اَعْلَمُ۔

(۲) یہ قصہ بھی نرا من گھڑت ہے کہیں یہ روایت نہیں نہ ہرگز کسی طرح مقبول اللہ اکبر کہ فرماؤ پھر سے یہ
اور نہ ہر طرح اور قطع لے کے گمراہ کا عیب و محبوب اگر اسے اپنی عنایت سے توانے تو وہ انسانی ہو اور
اللہ عز و جل اپنے محبوب کے لئے پھر سے کام لینے کو نہ رواں چھوڑے بلکہ کسی ظلم کا لیا جاتا ہے تو معاذ اللہ
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پھر ظلم کرنے والے ٹھہرے۔ والیا یا اللہ کیا اور دیدہ و زن ہے جلد بے لگے
کہ اس نے یہ قصہ کہاں سے کس مستند و مستبر کتاب سے اخذ کیا ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم اور
وہ ہرگز شہوت نہ چرتی کر کے کا وہ مفتزی علی الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے سخت جھٹکا کلاب جری و سیاہ
ہے اس حدیث کا مصداق ہے مَثَلُ كَذِبٍ عَلَى مَعْتَدٍ اَنْ يَنْتَفِعَ مِنْهُ غَدَاةٌ مِنْ اَنْبِيَا۔

مسئلہ ۱۰۔ از درجہ تحصیل جہلم مرسلہ جناب صوفی محمد فاضل صاحب مالک اسلامی دوکان ۹ شہر
کرم و محرم حضرت مولانا صاحب زادہ غازی علیہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ ووسلار صفائے شریف جان ہے
اس مسئلہ کا فیصلہ نہیں ہوا اس دفعہ بھی کافی شور و غلا قریب دو فریق ہو گئے آپ براہ الطاف مفضل واضح
کردیں تاکہ اختلاف دور ہو اور بھی فتویٰ آپ کے ہیں لیکن معتبر سب پر کاپ کا فتویٰ ہو گا۔

(۱) دو تین آدمی مسجد آئے جب کہ فرض عشا ادا ہو چکے تھے ساتھ جماعت کے اور جماعت تراویح
شرع تھی انھوں نے فرض طمعدہ طمعدہ پڑھ کر جماعت تراویح میں شامل ہو گئے جب تراویح ختم ہوئیں تو
ان کے ذمہ کچھ تراویح باقی تھیں وہ بقایا تراویح چھوڑ کر جماعت وتر میں شامل ہو جائیں یا پہلے بقایا تراویح
ادا کریں اور جماعت وتر چھوڑ دیں بعض کہتے ہیں کہ نہ تراویح میں شامل ہو جائیں اور بعد کو تراویح پوری کریں
اگرچہ فرضوں میں شامل نہیں ہوئے کیوں کہ جماعت وتر باقی جماعت تراویح کے ہے اس واسطے وتر کی
جماعت نہ چھوڑے (صغیری) بعض کہتے ہیں کہ اگر فرض عشا جماعت سے نہیں پڑھے تو وتر بھی جماعت
سے نہ پڑھے۔

(۲) کتاب نہماں شریعت مصنفہ جناب مولانا مولوی حکیم ابوالعلا محمد علی صاحب اعظمی حصہ چہارم ص ۱۲۸
مسئلہ اس کا وقت فرض عشا کے بعد سے طلوع فجر تک ہے۔ وتر سے پہلے بھی ہو سکتی ہے اور بعد بھی تو اگر
کچھ گھنٹیں اس کی باقی رہ گئیں کہ امام وتر کو کھڑا ہو گیا تو امام کے ساتھ وتر پڑھے اپنی پھر ادا کرے جب کہ

فرض جماعت سے پڑھے ہوں اور یہ افضل ہے۔ (۲) کتاب بہار شریعت ص ۲۳ حصہ چہارم مسئلہ گویا
جماعت سے پڑھی اور ترلوک تنہا تو ترکی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے اور اگر تنہا پڑھ لی اگرچہ تراویح
باجماعت پڑھی تو وتر تنہا پڑھے۔ (در مختار رد المحتار)

(الف) ہمارے علاقہ میں رواج ہو گیا ہے کہ جب کوئی آدمی مرنے لگا ہے تو چند قرآن مجید جو جو مانا رہے
سے زیادہ نہیں ہوتے اور نہایت بوسیدہ ہوتے ہیں کیوں کہ حضرات علماء کو وہ پھر دیتے جاتے ہیں جب
کوئی فوت ہوا میاں صاحب کے گھر سے وہ پچھتے ہوئے قرآن جو اس غرض کے واسطے رکھے ہوئے ہوتے
ہیں دام چپکنے والے اُنکے بعض اوقات مسجد سے بھی دیتے ہاتھ میں تفسیر کے وقت وہ پھر ملان صاحب
کے حصہ میں بدستور رواج آجاتے ہیں کیوں کہ یہ قرآن مجید مسجد بنی کے نام سے تسلیم ہوتے ہیں فلاں صاحب
فلاں مسجد کے امام ہیں انھیں دیا جائے مسکینوں کا نام تک نہیں جب امام صاحب کے حصہ میں آیا انھوں
نے پھر طاق میں باکر ڈال دیا اور کوئی فوت ہوا تو انھوں نے پھر یہیے پھر لے کر کہاں تک جائز ہے۔
اُنسے قرآن مجید پیچے خریدنے والوں کو کیا کچھ دے دے یا نہ دے مرنے کے پیچھے دینے جلتے ہیں کوئی جواب
ہے یا نہ یہ مصحف قابل تلاوت نہیں ہوتے۔

(ب) اسی طرح مرنے کے پیچھے کچھ نقدی اور غلہ بھی دیا جاتا ہے جس کو استطاعتیلا کہا جاتا ہے اس
کی تقسیم مسجد کے ذیل طریقہ پر ہوتی ہے۔ بموجب حیثیت مردہ و چول کہ یہ رواج عام ہے اگر ایک ۸ مسجدوں
تو دوسرا تھوڑا غریب ہی تھا اس سے بڑھ کر دسے گا یعنی ایک دوسرے ایک دوسرے یا آٹھ آٹھ یا چار چار لے لے سب
دی جائے گی۔ تمام مسجدوں کے علماء کا کھانکر کے ایک لائن میں بٹھائے جاتے ہیں وہ منہ سے بولتے ہیں کہ
فلاں گاؤں کی مسجد دس تیر کتنہ دیتے ہاتھ میں اگر ایک گاؤں کے دوسرے گاؤں کی مسجد میں نہیں دیتے
تو جیلان کا کوئی مرنے والا ہے ان کو نہیں دیتے اُنکے دن ایسے متانہ ہوتے رہتے ہیں کیا اگر استطاعتیلا ہے
تو یہ تقسیم جائے گی اگر نہ ہو تو جو دینا دے وہ اس کے پیچھے نہ دے بلکہ یہ رواج اس قدر
ترقی کر گیا ہے کہ گروہ کے گروہ بازاروں میں پھرتے ہیں اور خبر رسائی کے عجیب عجیب سلیسے قائم کر کے
ہیں کہ آج کہاں کوئی فوت ہوا اسی دھن میں نکلے رہتے ہیں اگر استطاعتیلا صرف صبح نہیں تو کیا دینے والا فلاں
فلاح نہیں فضول خرید کے واسطے کیا دے دے مرنے کے پیچھے ایسی خیرات دینے مرنے کو کچھ فائدہ
ہوتا ہے۔ صدقہ فقیروں اور مسکین کا مال ہے جو شخص متمول ہو (دیکھ میں اردو بیع ہی وہ صدقہ نکلتے

شرعاً اس کے واسطے کیا حکم ہے۔ ہاں بوجہ کرکاء آؤ نہ دیتا ہوا اور حد تک بھی کھائے کہ ایسے آدمی کی ناست نہا

ہے؟ ۹۔ بنو القریو

الجواب۔ جس نے فرض جماعت نہ پڑھے ہوں وہ وتر کی جماعت میں شامل نہ ہو کہ اس میں

جماعت نہیں مگر یہاں کہ وہ من حیثہ نفل ہے۔ وتر میں جماعت رمضان ہی میں یا بہتیت فرض ہے یا نہ پڑھت

رمضان یا بہتیت تراویح اور مشہور یہی ہے کہ بہتیت جماعت فرض یا بہتیت جماعت تراویح ہے علماء کا

اثر میں اختلاف ہے کہ جس نے فرض جماعت سے نہ پڑھے وہ تراویح بھی جماعت پڑھے یا نہ پڑھے اگرچہ

صحیح یہی ہے کہ وہ تراویح جماعت پڑھ سکتا ہے۔ جماعت فرض کے تابع ہے جب تو ظاہر ہے کہ اگر فرض

جماعت نہ پڑھے ہوں تو وتر جماعت نہیں پڑھ سکتا اور بہتیت رمضان ہے تو اس کے یہ معنی نہیں کہ

رمضان میں وتر جماعت ہی سے پڑھے بلکہ یہ کہ رمضان میں جماعت سے پڑھ سکتے ہیں بہر صورت جماعت

ہی سے پڑھنا اس سے کہاں نکلتا ہے۔ یوں اگر بہتیت جماعت تراویح ٹھہرتی ہیں جب بھی۔ اور میں کہتا

ہوں کہ بہتیت فرض سے جماعت وتر کچھ کہو نہیں نکلتی رمضان کے تابع کہو تو اس کے یہی معنی ہیں کہ رمضان

ہی میں وتر کی جماعت بہتیت و عشا یا بہتیت تراویح ہوگی۔ یہ نہیں کہ رمضان میں اس میں جماعت علی

الاستقلال ہے فائدہ لے بغیر بلکہ احد۔

وتر کا نماز مستقل غیر تابع عشا ہونا اور بات ہے اور اس میں جماعت کا استقلال اور بات اس خلاف

کا ٹھہر یہ نہیں کہ جن کے نزدیک جماعت وتر تابع جماعت فرض ہے وہی بحالت فوت جماعت عشا جماعت

وتر سے مانعت کرے اور جن کے نزدیک اس کی جماعت تابع جماعت تراویح ہے۔ وہ اس نے جب کہ

جماعت تراویح فوت نہ کی ہو یا اور جن کے نزدیک تابع رمضان ہے اسے مطلقاً جماعت وتر کی اجازت

دیں بلکہ اس خلاف کا ٹھہر یہ ہے کہ جس نے فرض ایک امام کے پیچھے پڑھے اور تراویح دوسرے امام کے پیچھے

یا فرض تراویح دونوں ایک امام کے پیچھے اور وتر دوسرے کی اقتداء سے یا فرض جماعت سے اور تراویح

بے جماعت پورنی یا کچھ جماعت سے یا بالکل نہ پڑھیں تو جو اس کی جماعت تابع جماعت فرض ٹھہرتے ہیں

وہ امام فرض کے پیچھے ان سب صورتوں میں اس کی جماعت جائز بتاتے ہیں دوسرے کے پیچھے اجازت

نہیں دیتے اور جو جماعت تراویح کے تابع بتاتے ہیں وہ امام تراویح کے پیچھے بشرطیکہ اس نے تراویح

سب یا کچھ جماعت سے ادا کی ہوں اور جو اسے رمضان کے تابع ٹھہرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ امام فرض

کے پیچھے پڑے یا امام تراویح کے یا کسی اور امام کے غواہ تراویح سب یا کچھ جماعت سے پڑھی ہوں یا علامہ
یا اسکل پڑھی ہوں۔

فقیر میں فرمایا اذالہ دلیل الفرض مع الإمام فمن عين الجماعة الكواچیسى انه لا يتبعه في التراویح
ولا في التروك اذالہ جماعت بعدہ فی التراویح لا يتبعہ فی الترواکی میں فرمایا الترویج واحد وقلہ ان
یصلی التراویح مع الإمام وهو المصحح حتى لو دخل بعد ما صلی الإمام الفرض وشرع فی التراویح فانه
یصلی الفرض الاول واحد لا شریعت بعدہ فی التراویح وفي القیة لو ترکوا الجماعة فی الفرض لیس لہم ان یصلوا
التراویح جماعة لانہما تبع للجماعة ثم التارکین آثارا فیرایں میں تتر سے شہ سئل عن بن احمد عن علی
الفرض والتراویح واحد اذالہ تراویح فقط ھل یصلی الترویع الإمام قال لا ام اس کے بعد شرکی میں فرمایا
شہر آیت القہت الی ذکر تصحیح ما ذکرہ المصنف ومن جواز الترویع جماعة لمن صلی التراویح منفردا ای والفرض
جماعة اجد المنار شرعاً قال کفہ اذالہ یصلی الفرض معہ لا يتبعہ فی الترویع العکس تری سیدنا الولد الماچہ
قدس سرگنے حاشیہ شامی ج۱ التارکین فرمایا فالمتصل بما ذکرہ ان من صلی الفرض بجماعة یجوز لہ الدخول
فی جملة الترویع واصلی الفرض خلف هذا الإمام او خلف غیرہ سواء صلی التراویح وحده او خلف هذا
الإمام او خلف غیرہ بل ومن لم یصلہا اماما کما یشرہ اطلاق قوله ولم یصلہا الإمام یصلی الترویع انه
یصلی فی انجمام التعلیل والفتاوی کجما فیہی والله تعالی اعلم والمنفرد فی الفرض یصلی فی الترویع فی التارکین
میں ہے لو ترکوا الجماعة فی الفرض لم یصلوا التراویح بجماعة ولو لم یصلہا مع الإمام صلی الترویع لانه
تابع لروایان وعند البعض لا لانه تابع للتراویح عندہ وفي القہت فی یجوز ان یصلی الترویع بجماعة
وان لم یصل شیئاً من التراویح مع الإمام او صلاھا مع غیرہ وهو المصحح۔

صفحہ اور اس کی اصل کیری میں یہ مسئلہ ہماری نظر میں دو جگہ ہے کہ اگر کسی کو ایک تراویح یا دو تراویح
یا اکثر فوت ہو گئے اور امام کو کوہر ہو گیا تو یہ امام کے ساتھ پڑھے یا اپنی باقی تراویح اور اگر وہ دووں جگہ اس
کا کہیں پڑھے نہیں کہ اگرچہ فرضوں میں شامل نہیں ہوئے کیوں کہ جماعت و تراویح جماعت تراویح کے ہے۔
صفحہ کیری کی عبارت یہ ہے۔ ان فاته مع الإمام ترویحة او ترویحتان او اکثرھل یقتضیہا قبل الترویع
او ترویحة یقتضیہا ذکرہ فی الدخیرة اختلاف المشایخ فی زیارات قال یسنہو ترویع الإمام شرعی مباح
فاته من التراویح احرار الفضيلة الجماعة مع ان التراویح تجوز بعدہ وقال بعضهم یصلی التراویح

المعتزلة شخروتر انھیں میں دوسری جگہ زیر فروع ہے فائتہ ترویجۃ اور نہجتان وقام الامام الی الوتر
یوتریح الامام طے یعنی ماذا نہ ان میں یہ کہاں ہے اگرچہ فصول میں شامل نہیں ہوتے اور نہ یہاں یہ ہے
کہ جماعت و تریاج جماعت تراویح ہے۔ اس صورت مسئلہ کو فوت جماعت فرض سے کیا تعلق وہ صورتان
دووں کتابوں میں زیر فروع اسی مسئلہ مذکورہ سے متصل ذکر فرمائی ہے کہ اور جب کہ فرض امام کے ساتھ نہ
پڑھے ہوں تو امام عین الاتمہ کراہی سے منقول ہے کہ نہ امام کے ساتھ تراویح پڑھے نہ وتر اور
پھر اس صورت میں بھی کیر میں بعد بیان اختلاف حکم و وجہ ہر حکم پر تحریر فرمایا کہ لا تشک ان تاخیر
الموتر اولی وان فائت المصباحۃ فیہ فان الانفس ادبہ اولی علی قول المجہور کما سیأتی انشاء اللہ تعالیٰ
یعنی بنے شک تاخیر تراویح ہے اگرچہ وتر کی جماعت باقی رہے کہ وتر میں الغزالی ہی بقول جمہور اولی ہے
جیسا کہ عقرب مذکور ہوگا انشاء تعالیٰ۔ نیز صفیری میں بعد بیان اختلاف فرمایا ولا تشک ان تاخیر الوتر
اولی وکذا لک الانفرادیہ کہاں یہ اور کہاں وہ کہ اگرچہ فصول میں شامل نہیں ہوتے کیوں کہ جماعت وتر
جماعت تراویح کے تابع ہے اور جماعت و تریاج تراویح کے تابع ہے اس سے لزوم جماعت و تریاج
بہر حال ہے کراہت اس کا جو ان کیوں کر نکلا اگرچہ فصول کی جماعت کھوئی ہو مگر و تریاج جماعت ہی سے پڑھے
تابع ہونے کا حاصل تو اتنا ہی ہے کہ تراویح جماعت سے پڑھی جاتی ہیں تو رمضان میں ان کی تبعیت سے
وتر بھی جماعت پڑھ سکتے ہیں نہ کہ وتر بہر حال جماعت ہی سے پڑھیں۔

بال صفیری کی یہ عبارت واذالمصل الفرض مع الامام قبل لاینبعہ فی الفروع ولا فی الوتر
وکذا اذا المصل مع الفروع لاینبعہ فی الوتر والصحیح انہ يجوز ان یتبعہ فی ذلک کما آتے میں
اس کا ایہام ضرور ہے کہ اگرچہ فرض ہے جماعت پڑھے ہیں وتر میں شامل ہو سکا ہے مگر نہ تراویح ہے اس
کا کوئی قائل نہ ہوا۔ کتب فقہ دیکھ جائیے دور کیوں جائیے کیر میں ہی دیکھ لیجئے اختلاف کے سبب یہ وہم پیدا
ہو گیا۔ تصحیح دو قولوں سے ایک کی ہوتی ہے یہاں کوئی دوسرا قول ہی نہیں ومن ادعی فعلیہ البیان
پھر اگر تو پہنچی تو اصحاب تصحیح سے اس کی تصحیح اگر ہوئی تو علامہ ابراہیم طبری صاحب صفیری یہ فرما سکتے کہ وہ تصحیح
کہ خود یہ اصحاب تصحیح سے نہیں کہ خود کسی قول کی تصحیح کریں بات یہ ہے کہ اس میں اختلاف ہے خود کیر میں
ملاحظہ کیجئے اس میں پہلے امام عین الاتمہ کراہی سے یہ نقل فرمایا کہ جس نے فرض جماعت سے نہ پڑھے
وہ نہ تراویح جماعت سے پڑھے نہ وتر ہو جس نے امام کے ساتھ تراویح نہ پڑھیں وہ وتر بھی امام کے ساتھ

ترجمے میں خلافت نقل فرمایا کہ فرمایا وفاق ابو یوسف البانی اذا صلی مع الامام شیخنا من التراويح یصلی معہ الوتر وکل الذلہ ویدہا من معہ شیخنا یعنی امام ابو یوسف البانی نے فرمایا کہ اگر کچھ تراویح بھی امام کے ساتھ پڑھی ہوں تو اس کے ساتھ وتر پڑھ سکتا ہے۔ یوں ہی اگر کچھ بھی امام کے ساتھ نہ پڑھی ہوں وتر اس کے ساتھ پڑھے۔

پھر فرمایا وکلہ اذا صلی التراويح مع غیرہ لہ ان یصلی الوتر معہ یعنی یوں ہی جب کہ امام کے ہوا کسی اور امام کے ساتھ تراویح پڑھیں تو اسے امام وتر کے ساتھ وتر پڑھنا چاہئے وہو الصحیح ذکرہ ابو الیث یہ صحیح ہے امام ابو الیث نے اسی کو صحیح فرمایا اُس کے فرمایا وکلہ اقال ظہیر الدین المرغینانی لوصلی العشاء وحده فله ان یصلی التراويح مع الامام وہو الصحیح۔ یوں ہی امام ظہیر الدین مرغینانی نے فرمایا کہ اگر عشاء تنہا پڑھی تو اسے چاہئے کہ تراویح امام کے ساتھ پڑھے۔ وہو الصحیح۔ اور وہی صحیح ہے حتیٰ کہ وہ دخل بعد حاصل الامام الفرض وشرع فی التراويح فانہ یصلی الفرض اولاً وحده لا ضم بہ تبعہ فی التراويح یہاں تک کہ اگر امام کے فرض پڑھ لینے اور تراویح شروع کر دینے کے بعد آئے تو پہلے فرض عظمہ پڑھے پھر تراویح میں امام کی اتباع کرے۔ کبیری میں اس کا کہیں نشان ہے کہ فرض بے جماعت پڑھے ہوں تو بھی وتر جماعت سے پڑھ سکتا ہے چنانچہ کہیں نہیں اس کا کہیں پتہ ہی نہیں صحیح کسی۔ انھوں نے پہلے امام میں الامتہ سے تین حکم نقل فرمائے۔ (۱) جس نے فرض بے جماعت پڑھے ہوں وہ تراویح میں امام کی اتباع نہ کرے۔ (۲) یوں ہی وتر میں (۳) جس نے تراویح میں اتباع امام نہ کیا ہو وہ وتر میں بھی اتباع نہ کرے یہ مسئلہ غلط ہے تھا اس میں اختلاف نہ کر گیا۔ پھر امام ابو الیث نے امام ابو یوسف البانی کے اس قول کی تصحیح نقل فرمائی کہ تراویح ایک کے پیچھے پڑھیں تو دوسرے کے پیچھے وتر پڑھ سکتا ہے یوں ہی پہلے میں بھی اختلاف تھا اور قول آخر یعنی جماعت تراویح بحال فوت جماعت فرض صحیح تھا۔ اسے لکھا اور اس کی امام ظہیر الدین مرغینانی نے تصحیح نقل فرمائی۔

دیکھئے امام میں الامتہ کراہی کے جواب میں انھوں نے ان دونوں مسئلوں میں امام ابو الیث و امام ظہیر الدین مرغینانی سے تصحیحیں نقل فرمائیں اور جہاں سادہ خلاف قول تھا وہاں سادہ نقل فرمایا ان کا وہ دوسرے مسئلہ کہ جس نے فرضوں کی جماعت گھوٹی ہے وہ وتر جماعت سے نہ پڑھے خلاف سے ہی پاک تھا اسی لئے اس کے خلاف کوئی سادہ قول بھی نقل نہ فرمایا اگر اس کے خلاف کوئی قول ہوتا تو ضرور نقل

فربما سبب الحمد تعالى روشن تر ہو گیا کہ صغیری کی عبارت سے جو دویم ہوتا ہے وہ تراویح ہے ہرگز ان کی
 مزید نہیں کہ فرض ہے جماعت پڑھے ہول جب یہ بھی و جماعت سے پڑھے یہ کی گنج ہے اس کا صحیح ہونا کہ
 یہ کسی کا قول ہی نہیں فالحمد لله والنعنة علی کشف الغمة وهو ولی النعمة وکتبت علی غلاف العباسیة
 الموحدة علی هامش الصغیری قوله فی ذلک کلمہ یعنی اتباعہ فی التراویح صحیح فیما اذا المرسل الفرض
 جماعت وکذا اتباعہ فی الوتر فیما اذا المرسل التراویح بالجماعة لان اتباعہ فی الوتر یصح فیما اذا المر
 یصل الفرض مع الامام فافہم وندبرہ تثبت وتشدہ لما قلنا اتصالہ فی التصریح علی لفظہ التراویح
 ہذا کلمہ کہنتہ بتوفیق اللہ تعالیٰ لفتحہ انہ بعد تحریرہ بشہر اوانیل خلعت بصغیری مکتبہ سیدنا
 والذی الی الحمد رحمہ اللہ تعالیٰ فر اجمعتہما فوجدت بحمد اللہ تعالیٰ ما حاشیۃ علی ذلک العبارۃ
 الموحدة۔ اجاب عنها بعینہ ما احبت وبحث ما بحثت واللہ الحمد وھذا اما نصہ قولہ والصحیح انہ
 يجوز ان یتبعہ فی ذلک کلمہ لبس ہو رحمہ اللہ تعالیٰ من اصحاب التصحیح وانما ہوا نقل ویرثہ ان
 مطالعہ۔ شرحہ الکبیر المخلص منہ ہذا الصغیر ان التصحیح للامام الفقیہ ابی الثبت ولامام علیہ السلام
 المرغینانی وانہما انما یرجعان الی تصحیح جواز الاتباع فی الوتر وان لم یتبع فی التراویح وجواز الاتباع فی الوتر
 وان لم یتبع فی الفرض ولا اثر فیہما التصحیح جواز الاتباع فی الوتر وان لم یتبع فی الفرض فر اجمعتہ منہ
 فالوا قبح ظہننا شام من اقتصاصہ فلیتنبہ لبس الفرق بینہما الفرق اللسان کانت ہونا نظر الی ہذا التور
 ومن اتوا ابش انما ہذا الا بفضل اللہ فیض خدامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاء عنا بعد ما مضی
 علی ہذا البرہۃ من التور ان ظفرت بکرم اللہ تعالیٰ بیاب التور والنواقل من فتاواہ المنیۃ المبارکۃ
 قدس اللہ تعالیٰ سرہ وفاضل علیہا یہ فر اجمعتہ فوجدت فیہا ہذا الفتویٰ بالعربیۃ ما حولہ
 رحمکم اللہ تعالیٰ فی الرجل الذی اقتدی بالامام فی التراویح وقد صلی الفرض فی بیتہ اوسع غیر الامام
 هل یصلی الوتر بالجماعۃ ام لا والوتر بالجماعۃ تابع لروایۃ ان الجماعۃ الفرض۔

الجواب من صلی الفرض منفرد الا یصل فی جماعۃ الوتر ومن صلاہا جماعۃ ولو نلت
 غیر ہذا الامام فلعان یا تنہیہ فی الوتر ای وان لم یکن ادلک التراویح معہ ہوا تصحیح المعتمد فی
 الضغنیۃ مراح المشیۃ للعلامۃ ابراہیم الحلیمی اذا المرسل الفرض مع الامام اکثر ودرست ہذا العبارة
 بتمامہا فی صدر فتاویٰ وقال فی رد المحتار قوله لولہ یصلہا زای التراویح بالامام لہ ابن یصلی الوتر

معه رآي قول القهستاني لا يتبعه في الوتر كما من قلت وعزاه القهستاني للمنية وهي منية الفقهاء للمنية
المصلحة كما ظنه بعض المتصدين للفتوى في عصرنا فأنفسه إلى عدم مطابقة النقل المنقول عنه قال
الشامي فتقوله ريعني المصنف ولولم يصلها أي وقد صلى الفرض معه لكن ينبغي أن يكون قول القهستاني
معه احترازاً عن صلاتها منفرداً قلت فيكون على ذلك قول الغنية المأذون العبد لله معه شيئاً منها
فإنما إذا دبه الانفراد لا ما يشمل الأداء مع غيره بل لا يلزم قوله مطلقاً عليه وكذلك الأصل التراويح مع
غيره قال الشامي أما الوضوء أو ريعني الفريضة جماعة مع غيره لا يشرع في الوتر معه لا كراهة تأمل في
أقول معلوم أن الضمير في قوله لا يتبعه للإمام مطلقاً لا بخصوص هذا الإمام فإن من
صلى الفريضة منفرد ليس له أن يدخل في جماعة الوتر لا مع هذا الإمام ولا مع غيره فكذلك الذي
في قوله معه وبالجملة فالمتحصل شيئان أحدهما أن المنفرد في الفرض ينفرد في الوتر وما وقع في منية
البدن الفريضة في مسائل الصيام والقيام والعبد للفاضل لم يفتى محمد عاتيت أحمد عليه رحمة الله أن
من لم يصل في الفرض بجماعة فله أن يدخل في جماعة الوتر وعزاه لمحاسنة الطحاوي فسواءنا قد
راجعت المعزى إليه فلما جلدنا نصاً بما ظن نعم قد تشرع من بعض كلماته راحة ذلك حيث قال
عند قول البدوي الحنابلة لو تركها الكل ريعني جماعة التراويح هل يصلون الوتر بجماعة فذكر إجماع قضية
التعليق في المسئلة السابقة رأى لو تركوا الجماعة في الفرض لم يصلوا التراويح جماعة بل يولمهم لانها
تبع أن يصل الوتر بجماعة في هذه الصورة لأنه ليس يتبع التراويح ولا للعشاء عند الإمام رحمه الله
تعالى انتهى جلبي استولى فقلد يولمهم قوله ولا للعشاء جواز الوتر بجماعة ولو لم يصل هو بل الكل الفرض
بها لكنه كما علمت خلاف المنصوص فإن الذي في رد المحتار عن شرح النقاية عن المنية أن لا يشمل
على ما سكران أدخل في الرو على هذا الإيهام -

وأما ما ذكرناه ليس يتبع عند الإمام فنعم ونعم الجواب عنه ما أفاد المولى المحقق ابن عابد
أن أصله في ذاته لا يأتى في كون جماعته تبعاً قلت لا ترى أن الظهور والعصر من أعظم الفروض
المتعلقة بالجمع بينهم من أواب الوقوف بعرفة ووقوف حجة نافلة فالهجر قال الشامي على أنه من استغفروا
في فضيلة صلاحها بالجماعة بعد التراويح أي فكانت جماعته أدون حالاً من جماعة التراويح
المستوتة عند المجهود حتى لو تركها الكل أثموا فكيف بجماعة الفرض الواجبة على الصحيح الرجوع لصلوات

ان يكون تبعاً في الجماعة وان كان اصلاً في الذات حتى افسدت كونه المكتوبات قلت على ان التعويل
 بالقضية المذكورة لتعليل بالنفي وهو عندنا من التعليلات الفاسدة كما صرحوا به في الاصول
 وحصر العلة في التبعية ممنوع محتاج الى البيان هذا والاخران من صلى الفرض بجماعة يجوز
 له الدخول في جماعة الوتر سواء صلى الفرض خلف هذا الامام وغيره كما قرر الشافعي وسواء
 صلى التراويح وحده او خلف هذا الامام وغيره كما انصوا عليه قلت بل ومن لم يصلها
 سرّاً كما يشمله اطلاق قوله هو ولو لم يصلها بالامام صلى الوتر فانه يصدق بانتداب التقيد و
 التقيد جميعاً ويجوز -

اما ذكرنا ان جماعة الوتر هي تبع لجماعة التراويح امر لا يجزى الفاضلان الحلبي والخطاطي
 في حواشي الدرر الى الثاني كما سمعت واستظهر الشافعي الاول قالوا ان سنية الجماعة في الوتر انما عرفت
 تابعة للتراويح قلت وهذا هو الاظهر فان شريعية جماعتهم لو كانت لاصالة لا تحق بربطان
 شراييت العلامة البرجندى نص في شرحه للتنقية ان الجماعة فيه بتبعية التراويح على ما هو المشهور
 اه فقد ثبت زبانية واعتند دراية وترجيح شهره فاقطع النزاع فاعلم ان هذا كله لو ترك الكل جماعة
 التراويح كما قد منامن الغيبة عن الغيبة اما اذا جمع القوم وتختلف عنهما ناس شراذكوا الوتر مع الامام
 فلا شك ان لهم الدخول في جماعة الوتر اذا كانوا صلى الفرض بجماعة كما سمعت نعم ذهب بعض
 كالامام علي بن احمد وبين الامعة الكرابي الى تبعيتهم لجماعة التراويح في حق كل صلح حتى ان
 من لم يدركها مع الامام لا يتبعه في الوتر لكنه كما علمت قول مرجوح قلت وبهذا التحقيق ظهر الفرق
 بين كلام العلامة البرجندى المذكور وكلام الفاضل شيخنا فاده في الجمع الا انه شرح الملتقى لا يجرى حيث
 قال ولو لم يصلها يعني التراويح مع الامام صلى الوتر به لانه تابع لربيعان وعند البعض لا لانواع
 للتراويح عند وفي القضية ويجوز ان يصلى الوتر بالجماعة وان لم يصل شيئاً من التراويح مع الامام او
 صلاها مع غيره وهو الصحيح اه مافي المجمع فانه صريح في ان القول بتبعية التراويح قول مرجوح خلافاً
 للجمهور وصريح مافي البرجندى انه هو القول المشهور -

وجبه التوفيق ان التبعية في كلام الجميع مأخوذة بالنظر الى كل احد في خاصة نفسه ولذا بين
 عليه منع من لم يدركها مع الامام عن دخوله في الوتر وفي كلام البرجندى بمعنى وقوعه بعد اقامة

اناس جماعة التراويح وان لمزيد ركنها بعض القوم فليكن التوفيق وبالله التوفيق ثم انما المعنى يتبعه
لرمضان ان جماعته غير مشروعة الا فيه لاسلب بتبعيته عما سواه مطلقا حتى يتأق بتبعيته لجماعة
التراويح بل والغرض من قوله ما قد علمت فاذا ان اختلف بين التبعيتين الا على قول لبعض المروء
هكذا ينبغي التحقيق والله تعالى وفي التوفيق - زعم وفتح في شرح المنية الصغيرة ما فيه اذ لم يصل
الغرض مع الامام قبل لا يتبعه في التراويح ولا في الوتر وكذا اذ لم يصل معه التراويح لا يتبعه في الوتر
والصحيح انه يجوز ان يتبعه في ذلك كله حتى لو دخل بعد ما صلى الامام الغرض وشرع في التراويح فانه
يصل الغرض والا وحده لا يتبعه في التراويح وفي القضية لو تركوا الجماعة في الغرض ليس لهم ان
يصلوا التراويح جملة واحدة -

فاوهذه تلك عند بعض الناس ان الحلق مع جواز اتباع الامام في الوتر وان لم يتبع في الغرض
وانا اقول ليس هو رحمه الله تعالى من اصحاب التخصيص وانما وظيفة التخل عن ائمة الترخيم ومعلوم
ان شرحه الصغير انما هو مخصص بمرجه الكبير وهذا عبارة الكبير بمرأى عين منك لا ترى فيه تعميها
اصلا نظرا الى هذا المتوهم وانما فيه تخصيصان الاول من الامام الفقيه الى الذي لجواز اتباع الامام في
الوتر سواء صلى التراويح كلها او بعضها معه او مع غيره او وحده ومنفردا وهذا الحمل قوله يجوز ان
يتبعه في ذلك كله والثاني عن الامام نظير الدين المرغيناني لجواز اتباع في التراويح وان لم يتبعه
في الغرض وعليه يتفرع الفرع المذكور في الشرحين معا حتى لو دخل بعد ما صلى الامام الغرض - و
المتوهم الحاصل في عبارة الشرح الصغير انما مشروا ما وقع فيه فحتما من الاختصاص بالمثل الا ترى ان
انقص في التفرع المذكور كاصله الكبير على قوله يتابعه في التراويح ولو كان مراده بقوله في ذلك كله
ما يشمل المتوهم ليزاد ايضا الوتر وبالمجمل فال معروف المعلوم من تقييدات الائمة هو الذي بينه في شرح
الكبير وهذا المتوهم لا يعرف له تخصيص ولا ترجيح فلا يعارض ما نص عليه في منية الفقهاء وحكمه بحكما
جائها من دون ذكر خلاف - فعليك بالتبصر والانصاف -

ولكن ان تقول ان الامام معروف باللامر وضمير يتبعه مراجع اليه والمعرفة اذا اعيدت معرفة
كان المراد عين الاول غالباً - فالعنى اذ لم يصل الغرض مع هذا الامام فله ان يتبعه في الوتر - اي لا
يجب لاتباعه في الوتر ان يكون اتبع هذا الامام بعينه في الغرض وهذا صحيح لا شك - ويؤيد هذا الظاهر

ان القہستانی لما قال اذ الحاصل الغرض معه لا يتبعه في الوتر احتاج الشامي الى اہانتہ مرادہ وان لم يتو
مع امام الایح خصوص ہذا الامام وان جادل جادل فمتقول الشرح الصغير مطالب تصحيح نقل هذا الخبيث
الذي لا يجعلہ اسلا في کتاب قبلہ حتی فی الکبیر الذی کان اصلہ واللہ الموفق فقد تحرر عن انفس
ان جماعة الموتر شیع لجماعة الغرض فی حق کل احد من المصلین ولجماعة التراويح فی الجملة لا فی حق
کل ولروضان بعضی انها تنکرہ فی غیرہ لوعلى سبیل التداوی بان یقتدی اربعۃ یواحد کما فی الدار عن الدار
حتی جائز اقتداء غلظۃ امام بلا کر اہۃ فی الاصح کما فی حاشیۃ العلامة الطحاوی علی مراق الفلاح شرح
نور الایضاح للعلامة الشرنبلالی مرصعة اللہ تعالیٰ علی العلم اعجیبہا اتقن ہذا افعلک لا یجد ہذا
التصری فی غیر ہذا التصریر وما توفیق الالباب العیسر الحیدر واللہ سبحانہ ونعالی علیہ وسلم صل علیہ وسلم
الحکمہ فالحمد للہ حمداً موافی الثعمہ انظر کیف منع علی یعین اکثر ما منع علی ابی بفضلہ الوفی واللہ
تعالی اعلم۔

جواب سوال دوم

(الف) یہ رواج برابر ہے۔ بازار بھاؤ سے جو کاغذ کی قیمت ہوگی وہی اسقاط کے حساب میں
آئے گی وہ بھی اس وقت جب کہ مستحق کو پہنچے اور اگر اسقاط میں وہ قرآن عظیم نہیں دیئے جاتے بلکہ
یوہین بغرض ایصال ثواب دیئے جاتے ہیں تو جب کہ وہ ناقابل تلاوت ہیں تو قرآن عظیم دینے سے جو
مقصود ہے وہ حاصل نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ب) اسقاط تو چاہئے۔ باقی یوں تقسیم یہ سرے ہی سے ناجائز ہے جب کہ اس میں مستحق نامستحق
کا کچھ لٹا نہیں ہوتا۔ ایک جگہ کی مسجد کا امام مستحق ہے اسے دیا گیا تو یہ دینا ٹھیک ہو اور دوسری جگہ کا امامستحق
ہے اسے دیا گیا یہ جائز نہ ہوتا اس کے دینے اسقاط صحیح۔ اور پھر اس خیال سے کہ وہاں کے لوگوں نے
جہاں سے یہاں کے امام کو دیا تھا ہم وہاں کے امام کو دیں نہ دیں گے تو مفت نزاع ہو گا یہ دینا غافلانہ خدا
کے لئے دینا بھی نہ ہوا جو اس پر لڑتے ہیں جاہل ہیں گناہ کرتے ہیں۔ اور اگر اس کا لحاظ بھی اسے کہ مستحق
کو نہ دیا جائے مستحقین ہی کو پہنچے جب بھی اس طریقہ کو ضروری خیال کن ٹھیک نہیں کہ جب مسائل کہا
کو دینا ہے تو وہ جہاں کے ہوں اور اپنے محتاج اقربا کا خیال مقدم پھر الاقرب فالاقرب نیز الاحوج

وکتھا) شعراتاہ حین وجبت الشمس فصنع كما صنع بالامس فصلی المغرب (رفی) اول وقتہا كما اصلاھا
 اس فنانشرفنا شرفنا فاناء فصنع كما صنع بالامس فصلی العشاء شعراتاہ حین استألف المغرب (رفی) فاناء العشاء
 واصبح والغيوم بادية مشبكة وصنع كما صنع بالامس فصلی الغداة ثلث شعراتاہ ما بین ما بین العشاءین
 (رفی) ایومین) للصلاة وقت۔

اس سوال سے غیر مقلد کو کیا فائدہ محض بے کار سوال ہے یہ اگر قطعاً معلوم ہو تا کہ اس طرح
 حضور نے نماز پڑھی اور اسی طرح پڑھتے رہے یہاں تک کہ وصال مبارک ہوا تو آخر میں اختلاف ہی
 کیوں ہوتا ہر امام اپنے اجتہاد سے جس تہیہ پر پڑھتا ہے وہ ظن غالب ہوتا ہے جو فقہیات میں ملحق
 بالیقین ہے نہ کہ یقین و حزم و قطع اجتہاد سے حاصل ہوتا ہے۔ پھر اگر اس نماز خاص کا علم قطعی بھی ہوتا
 جو حضور قبل فریضت صلاۃ پڑھا کرتے یا جو لیلۃ الاسرار بیت المقدس میں پڑھی جس میں انبیاء کی امامت
 فرمائی یا وہ جن میں بعد فریضت دو دن حضرت جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام نے امامت کی۔ تو اس
 کے علم قطعی سے غیر مقلد کیا پامال کر نفع کا امکان موجود۔ جب اس طریقہ سے کچھ مختلف طریقہ پر پھر حضور کا
 آخر وقت پڑھنا کسی امام کو پڑھنا پڑھا اس حدیث سے جب کہ وہ ناحہ کوئی پہلے طریقہ کے منسوخ ہوئے
 کا قول کرتا اور جسے نہ پڑھنا پڑھا وہ اسی طریقہ پر کار بند رہتا۔ ابتدائے اسلام میں بعد فریضت صلاۃ تو سوا
 مغرب باقی تمام نمازوں کی دو دو رکعتیں تھیں پھر کیسا غیر مقلد یہ دیکھ کر آج بھی سب نمازوں کی سو مغرب
 کے دو دو رکعتیں ہی فرض جلتے گا۔ دو دو رکعتیں ہی پڑھا کرے گا۔

روایت ابن خزیمہ وابن حبان رحمہما عن حضرت سیدتنا عائشہ سے روایت کہ جب تک کہ معقرۃ فریض
 رکعتی غیر عصر وعشاء سب میں دو دو رکعتی تھیں پڑھتے۔ اول اول مدینہ طیبہ میں بھی پھر جب مدینہ
 طیبہ میں معقرۃ ہو کر شریعت رکعتی تو سوا فجر اور نمازوں الطلوع وعصر وعشاء میں زیادت فرمائی گئی فجر میں بوجہ طول
 قرأت زیادت فرمائی گئی عشاء عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فریضت صلاۃ الحضرۃ والسنۃ رکعتین
 رکعتین فلما دخل رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم المدینۃ واطمأن فیہ فی صلاۃ الحضرۃ رکعتان رکعتان
 وحرکت صلاۃ المغرب بطول القرۃ وصلات المغرب لانہا وثر النہاس اسی بنا پر نفع الباری شرع صحیح الباری
 میں امام ابن حجر مستطانی نے فرمایا ان الصلاۃ فریضت لیلۃ الاسرار رکعتین الا فی المغرب ثلث
 بعد الهجرة الا الصبح ابتداءً اسلام کے احکام پر نظر کی جاتے تو دو دو رکعتیں غیر مقلد پڑھا کرے اور اسی

کو فرض ہلنے بہت باتیں ایسی ملیں گی جن پر غیر مقلد کو اس کے طور پر عمل ناگزیر ہوگا مثلاً نماز میں کلام مجید میں متعل جو تیاں پہنے آنا بلکہ نجاست سے ملوث جو تیاں پہنے نماز پڑھ لینا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ اعلیٰ العظیمہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے رفع و عدم رفع دونوں مروی اور ایک وقت دونوں پر عمل ناممکن۔ لہذا کسی ایک کی ترجیح درکار اور وہ بے مزع ممکن نہیں تو اقوال صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور قیاس سے چارہ نہیں ان کی طرف مصیبت ناگزیر جو قیاس کا منکر ہے تو اسے یہاں کسی پر عمل ممکن نہیں مگر یہاں ہوا۔ کہ اس کی ہوا ہے اڑا دے وہ اڑ جائے گا جو باقی رہ جائے گا وہ اس پر عمل کرے گا مگر اس عمل سے حاصل کچھ نہ ہوگا۔ اس کے ساتھ کچھ نہ آئے گا خالی ہوا۔ شوافع کے دامن میں وہ نہیں آسکتا اور خفیہ سے تو گریزاں تھا ہی خفیہ عدم رفع کو بعض اصول سے مزع ٹھہراتے ہیں شوافع رفع کو دوسرے اصول پر ایسا مذہب اور یہ متبع ہوائے نفس لایٰ ہڈی لایٰ ہڈی لایٰ ہڈی لایٰ ہڈی اصل باتیں بنانا اولاً مکمل کچھ ہوائی گھوڑے دوڑتا ہے اور اگر کہے کہ ہم بھی شافعی اصول پر عمل کرتے ہیں تو ان کی تقلید کا پسند بھی اپنے گلے میں ڈال لیا اور پھر بھی ہوائے نفس کی مصیبت سے بچھا نہ پڑا کہ جس میں نفس نے چاہا شافعی اصول اختیار کر لیا اور جہاں چاہا اسے چھوڑا خفیہ کا اور جب چاہا اسے چھوڑا بلکہ کا دامن تھا واجب چاہا اسے چھوڑا حنبلیہ سے رشتہ جوڑ لیا اور جب چاہا اسے چھوڑا پھر شافعی کا اختیار کر لیا۔ یوں ہی چمک پھریاں کرتے رہے۔ اس عمر بھر کے طواف کا نتیجہ اور اس کے ثواب کا جو ثمرہ ملا وہ یہ کہ ہوائیہ لقب پایا ایک درگزر و حکم گیر پر عمل نہ کیا تو حاصل کیا ہوا یہ کہ غیر مقلد گھر کا بانہ گھاٹ کا۔ جہاں جاتا ہے ڈر ڈر چھٹ چھٹ سنتا ہے۔

دربارہ رفع یدین خفیہ و شافعیہ میں اختلاف ہے شوافع رفع کو اپنے اصول سے مزع ٹھہراتے ہوئے قائل ہیں عن ابن عمر قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا قام الی الصلاۃ رفع یدیه حتی یشکو ناحلہ و منکبہ ثم یمسک برأۃ اذ ان یدہ یمسک فعل مثل ذلک و اذ ارفع من الركوع فعل مثل ذلک ولا یصلحہ حیث یرفع رأسہ من السجود یعنی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام جب نماز کو کھڑے ہوتے تو دونوں دست مبارک اپنے دونوں دوڑن آدھیا تک اٹھاتے پھر تکبیر تحریر فرماتے پھر جب ارادہ رکوع فرماتے تو پھر اسی طرح رفع یدین کرتے اور جب

رکوع سے اٹھتے تو پھر ایسا ہی رفع یدین فراتے اور سجدہ سے سر مبارک اٹھاتے وقت رفع یدین نہ کرتے۔ أخرجه الستة عن الزهري عن ماله عن أبيه عبد الله ابن عمر۔

یہ حدیث چھان اصحاب صحاح نے زہری سے انھوں نے سالم سے انھوں نے اپنے والد ماجد حضرت سیدنا عبد اللہ بن سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔ یہ حدیث ایک جماعت صحابہ سے مروی ہے جیسے حضرت مولیٰ علی و حضرت ابو ہریرہ و حضرت وائس بن حجر و غیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم شوافع نے اس کی سند عالی بھی تو اپنے اصول ترجیح بطلو الاسناد کی بنا پر اس حدیث کو مرجع ٹھہرایا اور اپنا معقول بر بنایا۔ حنفیہ نے اپنے اصول ترجیح بفضل قدر الراوی لا بطلو الاسناد سے اس کے معارض اس حدیث کو اپنے مذہب ہند ب عدم رفع کی بنا رکھی۔ عن عبد الله بن مسعود ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم كان يرفع يديه عند تكبيرة الافتتاح ثم لا يعود۔ یعنی حضرت سیدنا عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تکبیر افتتاح کے وقت رفع یدین فرماتے تھے پھر نہ فرماتے سواۃ الامام الاعظم و امام الانوار اعی حین مروی حدیث ابن عمر الخدیج کو امام احمد بن حنبلہ عن ابراہیم الخدیج عن علقمة و الاسود عن عبد الله بن مسعود امام افزاری اولیٰ امام دارالعلومین مکر مقرر میں متبع ہوئے امام افزاری نے دریافت کیا مابا لکھ لا ترفعون عند الركوع و الرفع منہ یعنی آپ لوگ (اہل عراق) رکوع کو ہاتھ سے اٹھ کر کیوں رفع یدین نہیں کیا کرتے امام نے فرمایا لاجل انہ لم یصح عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فيه شيء اس لئے کہ اس رفع کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کچھ درجہ صحت کو نہ پہنچا۔ امام افزاری نے کہا کھ نہ صحیح و قد حدثني زهري آنچه کیسے صحیح نہ ہو کہ مجھ سے زہری نے حدیث بیان کی وہی حدیث مذکور ابن عمر سے سند پر بھی امام نے فرمایا حدیث احمد بن ابراہیم الخدیج یہی حدیث صحیح سند فرمائی۔ اس پر امام افزاری نے عجیب سے فرمایا و اعجباً حدثك عن الزهري عن سالم عن أبيه و تقول حدثني حماد عن ابي اسحق میں تم آپ کی حدیث زہری عن سالم عن ابن عمر بیان کرتا ہو اور آپ فرماتے ہیں مجھ سے حدیث بیان کی صاف نے ان سے ابراہیم نے۔ امام نے فرمایا کان حماد افقه من الزهري و کان ابراهيم افقه من سالم و علقمة ليس بدون ابن عمر في الفقه و ان كانت لابن عمر محبة و له فضل محبة و لولا سبق ابن عمر لقلت علقمة افقه منه و الاسود له فضل كثير و عبد الله عبد الله۔

یعنی سادہ زہری سے اور ابراہیم نخعی سالم سے افتدہ میں اور علقمہ حضرت ابن عمر سے فقہ میں کم نہیں اگرچہ حضرت ابن عمر کے لئے صحبت و فضل صحبت ہے اور اگر حضرت ابن عمر سابق نہ ہوتے تو میں قرآن کا علقمہ سے افتدہ میں۔ اور اسود کے لئے بڑا فضل ہے یا فضل کمیش ہے۔ اور حضرت عبداللہ ابن مسعود تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطریق آخر مروی ۱۷۱ اصل
بکرم صلاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فصلی ولم یرفع ید یہ الا فی اول مرة۔ وفي لفظه فكان یرفع یدیه فی اول مرة ثم لا یعود اخرجہ ابو داؤد واقتہرہ ابی نعیم وکعب عن سفیان الثوری عن عاصم بن کلب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمة۔ قال الترمذی حدثنا حسن واخرجہ المسائی عن ابن مبارک عن سفیان الثوری الخ نیز حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں صلیت مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلم یرفعوا الید یہما الاعتدال فتساح الصلاة رواہ الدارقطنی وابن عدی عن محمد بن جابر عن حماد بن ابی سلیمان عن ابراہیم عن علقمة بن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

نیز ہمارا متنبک یہ حدیث ہے عن البراء انہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یرفع ید یہ حین افتتح الصلاة ثم لم یرفعہما حتی انصرف رواہ ابو داؤد باسناد لا نیز یہ حدیث عن جابر بن سمرة قال خرج علينا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال مالي امر اكبر اني ايديكما كانها اذ ناب حبل شمس امكوا في الصلاة رواه مسلم نیز یہ حدیث عن عبد اللہ بن عمرو بن عباس انہما قالالا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ترفع الایدی فی سبع مواضع عند افتتاح الصلاة وعند استقبال القبلة والصفا والمروة والموقفین والجمرین اور ایک روایت میں یوں لا ترفع الایدی الا فی سبع مواضع اس رفع یدین کے بارے میں جو طرق و آثار میں وہ اس قدر ہیں کہ ان کا احصا صعب و دشوار ہے۔ اور کلام بھی بسیار ہے اس حدیث متنبک شواہد کے جواب چار سے علما زید جتے ہیں۔

(۱) وہ معمول علی الاثر ہے کہ ابتداء ہی میں ایسا تھا پھر منسوخ ہو گیا جیسے رفع یدین مسجد مکہ پرانے اور امام شافعی کا اتفاق مسجد کے وقت کا رفع یدین منسوخ ہے اب وہ مسنون نہیں علیٰ ہذا القیاس یہ رفع یدین رکوع۔ اور اس کے متوید حضرت عبداللہ بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے

مرودی عنہ اسے راوی مرحلاً یصلی فی مسجد المحرم یرفع یدہ فی الصلاة عند السکوع وعند رفع الرأس منه فلما فرغ من صلاته قال لا تفعل فان هذا شیء فعله رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شعر نکہ۔ یعنی آپ نے مسجد حرام میں کسی شخص کو نماز پڑھتے دیکھا کہ وہ رکوع میں جالتے اور رکوع سے سر اٹھاتے رفع یدین کرتا ہے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوا آپ نے فرمایا رفع یدین نہ کر کہ یہ ایک شیء ہے جسے حضور علیہ الصلاة والسلام نے کیا پھر اسے ترک فرمایا نیز حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی کہ فرمایا رفع یدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرقنا وترک فترک۔

(۲) حضرت عمرو بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما یوں ہی حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ منہ سے وہ رفع یدین کی روایتیں ہیں خود ان کا عمل ان روایتوں کے خلاف مروی اور جب راوی روایت کے خلاف عامل ہو اس کی روایت مترکک ہوتی ہے۔ کما عرف فی موضعہ نیز ان حضرات کا اپنی روایات رفع یدین کے خلاف پر عمل یعنی رفع یدین نہ کرنا باطلی ہلکے منادی کہ ان کی روایات رفع یدین پر عمل علی الاطلاق ہے کہ پہلے پہلے ایسا ہوتا تھا پھر منسوخ ہو گیا اور نسخ کا انھیں علم ہوا تو منسوخ کو بھیج دیا نسخ کو معمول بنایا۔ حسن بن عیاش نے بئر صبیح اسود سے راوی کہ انھوں نے کہا راوی ثمانی عسیرین خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رفع یدین سے اول تکبیرۃ شعر لا یدعو سداۃ امام الطحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نسبت حضرت مجاہد سے مروی کہ حضرت مجاہد نے فرمایا خدا مکہ ابن عمر عشر سنین فصاعداً ہتھ برفیع یدہ فی شئ من صلاتہ الا فی التکبیر الاولیٰ نیز حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ منہ کی نسبت عامر بن کلیب سے منقول کہ انھوں نے کہا صلیت خلف علی بنین فکان لا یرفع یدہ الا فی تکبیرۃ الافتتاح ہی عامر بن کلیب اپنے والد سے راوی ان علیہما رحمہما اللہ تعالیٰ وجہہ رفع یدہ فی اول تکبیر الافتتاح شعر لا یدعو نیز ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا ان العشرۃ الذین شہدوا لہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالجنة ما کانوا یرفعون یدہم الا لافتتاح الصلاة۔

(۳) سرمایہ اعتماد رواۃ ہوتے ہیں حدیث عدم رفع کے راوی بدری ہیں۔ جو نماز میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قریب رہتے تھے اور اس حدیث متمسک شوافع کے رواۃ میں زیادہ تر غیر بدری جو حضور سے دور مگر پر کھڑے ہوتے اور ظاہر ہے کہ جب ایسے اصحاب کے اقوال متعارض ہوں گے تو اخذ

بقول الاقرب اولیٰ ہوگا۔ غرض جواب بہت ہیں اور دونوں جانب سے کلام بہت طویل الذیل بتوانف کی جانب سے ان احادیث و آثار اور ان کے طرق پر جن سے خفیہ ترک کرتے ہیں کلام ہے جن کے جواب ہمارے علمائے اپنی کتب مبسوطہ میں بسط و تفصیل سے دیتے ہیں۔ انھیں کہاں تک نقل کریں۔ غرض بعد ایں دلائل و حجتیں و حقائق قطع کا بند تو یہ ہے کہ رفع اگرچہ بالرفع ثابت ہوگا اس کا دوام کہاں ثابت اور یہ کہاں ثابت کہ پہلے رفع نہیں ہوتا تھا پھر رفع فرمایا گیا۔ بلکہ ابھی اوپر یہ گذر چکا ہے کہ رفع کس جاتا تھا پھر ترک فرمایا اور اس کی ممانعت فرمائی پس سات جگہ سے باقی رکھا گیا۔ پھر ترک رفع وقت تعارض انہما جی اولیٰ ہے کہ دو حال سے خالی نہیں کیا واقع میں رفع ثابت ہوگا یا عدم اگر رفع ثابت ہوگا تو زیادہ برسر نیست کہ وہ سنت ہوگا اور اگر عدم ثابت ہوگا تو پھر رفع نماز میں ایک ناجائز کام ہوگا نظر ہر ترک امر ناجائز نماز میں سنت سے اولیٰ ہے رفع ثابت۔ انوجب بھی اس کا ترک موجب فساد صلاہ نہیں ہو سکتا اور عدم رفع ثابت ہوا اور رفع کیا گیا تو یہ اس ترک سے بہت بڑھ کر ہوگا۔ نیز خفیہ فرماتے ہیں کہ ہمارا مذہب یوں مرتب ہے کہ یہ بات تو معلوم ہے کہ کچھ اقوال و افعال نماز میں مباح تھے اس رفع کی جنس سے تھے اور ان کا منسوخ ہونا معلوم ہو چکا ہے۔ تو کیا دور ہے کہ یہ رفع منکر الرفع و عند الرفع من الرفع بھی انھیں منسوخوں میں شامل ہو خصوصاً اس صورت میں کہ اس حدیث مثبت رفع کے معارضت احادیث اسی ثابت ہیں جن کا رد نہیں۔ بخلاف عدم رفع کہ اس میں احتمال عدم شرفیہ آجی نہیں سکتا لہٰذا لیس من جنس ما عہد فیہ دلائل، بلکہ وہ تو جس سکون سے ہے کہ جس کے مطلوب فی الصلاہ ہونے پر اجماع ہے۔

۲۲ ربیع الثانی ۱۲۵۵ھ

مسئلہ۔ از شہر بڑلی محلہ جہولی سکولہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ صلاۃ یعنی اذان کے بعد لوگوں کا بالفاظ صلاۃ و سلام کے مکمل اطلاع کرنا قرآن و حدیث سے ثابت ہے یا نہیں و نیز قیام اذان دینا حضور سے یا آپ کے صحابہ سے ثابت ہے یا نہیں خدائے قہار و جبار کو ماہر تفسیر و محقق جواب قرآن و حدیث سے مرحمت فرمائیے۔ بینا و جبروا

الجواب۔ اصل اباحت ہے اور حرمت و کراہت ماضی۔ لہٰذا ما لا یجوز علی اللہ علی فضلہ عن الماہر کریم یا یٰٰھذا الذی یتبع الحق لا یتبعوا عن آشیاء ان شیئاً نکثوا و لا یسئلونک عنہ یہ اعراض و باہر تو جس بات

سے قرآن عظیم نے منع نہ فرمایا حدیث کریم نے اسے منوع نہ ٹھہرایا ہو تو وہ اپنی اصل اباحت پر سب سے پہلی
مباح ہے بے دغدغہ جائز اسے منوع دنا جائز بتانا ہی شریعت کی نظر اور شرع مقدس پر افتراء ہے جو میں
کراہت کے لئے بھی دلیل خاص اور کاسے دلیل خاص دعویٰ کراہت باطل علماء فرماتے ہیں لابد لہا
من دلیل خاص تو ایسے امر کے جائز و مباح جاننے والے غیر مکروہ ماننے والے سے یہ مطالبہ کہ کہاں
قرآن میں است جائز فرمایا ہے کہاں حدیث میں اس کا جواز آیا ہے۔ حضور سے یا صحابہ سے کہاں ثابت ہوا
ہے کہ انھوں نے ایسا کیا ہے کھلا ظلم بھی ہے نرا جو زری بھٹا ہے۔ کہ وہ تو اصل اباحت سے کہہ رہے ہیں
جب علت تحریم و دلیل کراہت نہیں تو ظاہر ہے کہ روا ہے۔ اس سے قرآن و حدیث میں اس کا جواز
دکھانے کا سوال ہی الٹا ہے۔ قرآن و حدیث سے دکھانا تو اس کے ذمہ ہے جو اتنے امر منکر و کبیرہ ہے
ایسا امر حرام ہے جس کا یہ دعویٰ ہے وہ بتائے کہ کہاں سے کہتا ہے قرآن سے یا حدیث سے دکھائے
کہاں اسے حرام فرمایا ہے۔ جانے دے اقوال ائمہ فقہاء و علماء ہی سے دکھادے کہ سب نے یا فلاں
فلاں بعض نے ایسے امور کو منوع لکھا ہے جن کی نسبت قرآن و حدیث میں کوئی خاص حکم جواز و عدم
جواز نہیں فرمایا گیا ہے۔ کیا وہی امور حلال ہیں جن کے جواز کا بیان قرآن نے فرمایا یا حدیث میں آیا یا
جن کا کرنا حضور علیہ الصلاۃ والسلام یا صحابہ کرام علیہم رضوان المولیٰ العظام سے ثابت ہوا۔ باقی سب مکروہ
و حرام۔ کراہت مستزکی کے ثبوت کو تو دلیل خاص دکھانا بحرام چہ رسد۔

ہاں اگر کوئی جواز کے ساتھ ایسے امر کی سنیت کا بھی مدعی ہو تو البتہ اس سے یہ سوال ہوگا کہ بتاؤ
کہ حضور یا صحابہ سے یہ کہاں ثابت ہوا ہے۔ تم نے بے ثبوت دعویٰ سنیت کیوں کیا ہے یہ تشوہ و اذان غیر
دونوں ایسے ہی امر ہیں جن کے کرنے کی ممانعت کہیں قرآن حکیم و حدیث نبوی کریم علیہ الصلاۃ والسلام میں
نہیں ومن ادعیٰ فعلیہ البیان۔ یوہیں اذان قبر کی ممانعت ہر کسی صمائی سے بھی کوئی نہیں بتا سکتا
اور یہ ہیں اس تشوہ کی بھی۔ اور وہ جو باطل کوش بدعت و اہیت کے طبقہ کوش دکھائے ہیں منکر
و تمحل فیہ۔ و انظن لا یغنی من جوع و الاحتمال لا یشیع۔ پھر اگر قطعی طور پر مانا جائے کہ اس تشوہ کو
بعض صحابہ نے روکا اس پر انکار فرمایا۔ تو صحابہ ہی سے یہ بھی بتایا جائے کہ ان کا وہ انکار اس عہد کریم
سے جس میں غفلت کا نام نہ تھا اذان کے ساتھ ہی مسجد میں حاضر ہی ہوتی۔ خاص نہ تھا حاجت و بلا
حاجت اس پر مطلقاً انکار فرمایا بعد عہد صحابہ تا بعین کا قہر کے وقت یہ تشوہ مکرر اطلاع رائج کرنا ان

صحابہ کے اس انکار کا مطلب نہایت روشن بیان کر رہا ہے اگر تثنوی ایسی چیز ہوتی جس پر ایسا مطلقاً
ہوتا تو تابعین کیوں کسی وقت رائج کرتے۔ کیا یہ تابعین خدا کو ہاں ہاں اسی واحد قہار جبار کو سخت و بصیر و عظیم و خیر
مان کر کہہ سکتے ہیں کہ قرآن نے اس تثنوی کو اذان قبر کو کہیں منع فرمایا یہ حدیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
منوع ظہر لایا افعال صحابی نے اذان قبر کو یا قطعاً اسی تثنوی کو منوع کہا مگر وہ رکھا اگر ان میں سے کوئی
اس کی جرأت کہنے تو آیت یا حدیث یا قول صحابی پیش کرے۔

ہم مجوزین اذان قبر یا اس تثنوی کو سنت کب بتاتے ہیں جن سے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ تثنوی
مکرر اطلاق کرنا اور قبر پر اذان دینا حضور سے یا آپ کے صحابہ سے ثابت ہے یا نہیں۔ اور حوازی کے لئے
حضور یا صحابہ یا کفرنا منور نہیں۔ پھر عدم ثبوت ثبوت عدم نہیں یعنی جس بات کا کتنا ثبوت نہ ہو اس لئے اس
کا عدم ثابت ہو یہ بھی ہر مکرر مقبول نہیں محض خیال باطل مائل ثانیاً صلوٰۃ و سلام کا تو حکم قرآن عظیم نے مطلق
ارشاد فرمایا ہے کسی وقت و مکان کے ساتھ مخصوص نہیں اس میں وقت و مکان کا کچھ ذکر نہیں نہ نماز
دون زمان کا تو کوئی ذکر نہیں صلوٰۃ و سلام جس زمان و جس مکان جہاں اور جس طرح ہو پڑا سزا۔ وہ کریمہ
یا یٰ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوا تَسْلِیْمًا ہے اگر کوئی اذان کے بعد صلوٰۃ و سلام بلند آواز
سے عرض کرتا ہے تو اسی ارشاد صلوٰۃ علیہ و سلموا تسلیما کے نتیجہ داخل۔ اور یہ کہ شرمہ و کادرا اس
سے تنبیہ غافل بھی حاصل اور استعمال ذکر بر آئے آگاہی فاضل موجود مثلاً تنبیہ امام کے لئے سبحان اللہ
کہا ہر فاضل کی غلطی پر تنبیہ کے لئے سبحان اللہ۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ العظیمة للہ وغیرہ دائر
وسائر یہ تو اس خاص طریقہ تثنوی بالفاظ درود شریف کے متعلق آئے کریمہ اب مطلقاً ہر تثنوی کے متعلق
سننے سے چاہے جن متعارف الفاظ سے ہو قرآن عظیم ارشاد فرمایا ہے یٰ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوا تَسْلِیْمًا
جبکہ کہ عنہ فانیہ و اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے اللہ کے رسول خدا صلوات اللہ علیہ وسلم
سب مسلمان اچھا تمہیں تو وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے اچھا اعلام فقہار عظام ملما کر امام نے اسی حدیث
سے تثنوی اعلام بعد اعلام مکرر اطلاق کو حسن فرمایا۔

نیز قرآن عظیم کا ارشاد ہے تَعَاوَدُوا عَلَی النَّبِیِّ وَالنَّبِیَّاتِ اَوَّلَیِّہِمْ وَاٰخِرَہِمْ سَلَامًا اور یہ میر گاری پر ایک دوسرے کی
مدد کرو اور نماز برود تقویٰ اور غافلوں کو اس کے قرب قیام کی اطلاع کیجئے اذان کے بعد سے اب تک
غفلت کی اب نماز قائم ہونے والی ہے اب کچھ غفلت نہ کرو اور نہ نماز نہ لگی یا کامل نہ پاسکو گے۔

برہنہ قوی پر تعاون۔ حضرت سیدی امام ملک العلماء راجہ بکھرسو کا سانی قدس سرہ النورانی نے اس خوب (مکمل اطلاع) کے متعلق ارشاد فرمایا زیادۃ الاعلام من باب التعاون علی البر والسنن فی کان مستحسنا نیز قرآن کریم کا ارشاد کریم ہے وَلْتَن آحسن قولا ممن دعا علی اللہ اور اس سے بہتر کس کی بات جو اللہ کی طرف بلائے اور خوب کا دعا علی اللہ ونا آشکار وروشن ان آفتاب نصف النہار نیز حدیث کا ارشاد فیض بنیاد ہے تثنی دعا علی ہدی فذلہ اجرہ واجر من تبعہ جو ہدایت کی جانب بلائے تو اس کے لئے واجر میں ایک اس کا اپنا اور اس کے شیخ کا۔ اور خوب کا ظاہر ہے کہ دعا علی الہدی ہے تو محمد تعالیٰ قرآن و حدیث ہی سے خوب کا جائزہ فقط جائز بلکہ مذہب و مستحب و متعین خوب و مرغوب و بہتر ہونا ثابت ہوا۔ سائل صاحب کی یہ ضد تو پوری ہو گئی اب وہ خود باوجود اس قابل اپنے آپ کو نہ سمجھتے۔ ہوں تو سنیے مانعین ہیں ان سب کو لغو و اجماع و اشراک کا مجموعہ کر کے سب کی کوشش سے کوئی آپ مخالفت کوئی حدیث منسوخ قرآن و احادیث نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پیش کریں۔ اسی صحیح و بصیر علم خیر عزوجل انہ شہید داعی کا کرتے ہوئے۔

ربی اذان۔ تو ظاہر ہے کہ وہ ذکر الہی و ذکر حضرت رسالت پناہی جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے اور ذکر الہی کی نسبت ارشاد ہے اذکروا اللہ عند کل شجر و جمہر و غیرہ تہجر کے پاس یعنی ہر جگہ ذکر الہی کرو۔ تو تہجر کے پاس اذان دینا داخل ہے۔ پھر اذان ذکر اللہ ہے اور ذکر الہی داغ عذاب بلکہ خاص اذان کا داغ عذاب ہونا حدیث سے ثابت۔ اذان و گریب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نقل اور ذکر وقت للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باعث نزول رحمت۔ اذان داغ وحشت و باعث جمعیت خاطر اور میت پر اس وقت کی وحشت کا کیا بوجھنا والیعا اذ اللہ تعالیٰ۔ اذان سے متعلق اتم حاصل اور نیت کو اس وقت متعلق کہے جاتے۔ اور متعلق نزدیک ہر صحتات علماء مستحب و متنس جس طرح ہو۔ حدیث میں ہے مامن شیئی انجی من عذاب اللہ من ذکر اللہ عذاب الہی سے نجات دینے والی کوئی شئی ذکر الہی سے زیادہ نہیں۔ حدیث میں ہی فرمایا اذان فی قریۃ امنہا اللہ من عذاب فی ذلک الیوم جس جگہ اذان کہی جاتی ہے وہ جگہ اس دن عذاب الہی سے مامن فرادی جاتی ہے۔ حضور کا ذکر ذکر الہی اور ذکر الہی لا شہیر باعث نزول رحمت الہی و سکون و راحت قلب قال اللہ تعالیٰ الا ید ذکر اللہ تطمئن القلوب و اگر سن کی نسبت حدیث میں وارد و تحفہ الملائکۃ و غشیہم الرحمة و نزلات علیہم السکینۃ جہاں ذکر الہی

ہوتا ہے وہاں نزول رحمت ہوتا ہے پھر حضور توبہ الصالحین ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود کسے دفع وحشت و حصول اطمینان ظاہر اور حدیث میں دفع وحشت کے لئے اذان ہونا ثابت۔

جب حضرت سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام جنت سے ارض ہند میں نازل ہوئے انھیں گھبراہٹ اور بے چینی ہوئی جب حضرت جبریل علیہ الصلاۃ والسلام نے ان کو اذان دی تو دفع ہوئی۔

امام اجمل ابو یوسف اہل خطابی دربارہ یقین قہر فرماتے ہیں لا یجد لہ حدیثاً مشہوراً ان قولہ وکل ذلک حسن۔ امام اجمل نووی نے کتاب الاذکار میں فرمایا استحب ان یقعد عند القبر بعد الفراغ ساعة

قد رما نحوہ جزیراً وبقسم جسمہ ویشغل القاعدون بسلامات والفقراء والدعاء للبت والوعظ والحدیث لاهل المنبر والصالحین حضرت شیخ محقق نے بعض علماء سے نقل فرمایا کہ نزد قبر کسی مسئلہ فقہی کا ذکر مستحب

نہ ہے پھر خود فرمایا کہ مسئلہ فرائض اور مناسبات اور فرمایا کہ ختم قرآن کریں تو یا اولیٰ و افضل ہے ان امور مذکورہ میں یعنی تلاوت قرآن نزد قبر و دعا مریت و وعظ و ذکر صالحین میں بالخصوص کون سی حدیث وار ہے

پھر یہ کیوں مستحب و تحسن اور اذان کیوں ناجائز و ناروا ٹھہرے وہ کیوں مستحب نہ ہو۔ یہاں ہم نے ایذا ان الاجرائی سے کچھ تقویٰ بطور غلامہ لکھا ہے جسے تفصیل و کار ہو وہ

لا جواب رسالہ مبارکہ مذکورہ جواز اذان قبری کے بارے میں ہے اور مدت سے چھپا ہوا ہے جسے چھپا کر اس برس کے قریب ہونے مطالعہ کرے۔ اور دفع سے پہلے کہ خدا کو سمیع و بصیر علم و خیر شہید و قدیر

اعتقاد کرتے ہوئے بتائے کہ کس آیت میں اذان قبری مانعت ہے۔ اور کس آیت میں تلاوت قرآن و ذکر صالحین وغیرہ نزد قبر کرنے کا بالخصوص ارشاد ہے بعض علماء نے اذان عند القبر کو

سنت فرمایا اور وہ منظر عموماً شرعاً ضرور و فراموشی مگر ہم اسے فردا سنت نہیں مانتے یعنی ذکر سنت ہے اور اذان افراد کرے ایک فرد نہ کہ خود اذان ہی سنت ہے۔ مگر مستحب و تحسن قطعاً ہے جس سے

مانعت جبرأت ہے اور شریعت پر اقتدار و تہمت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب کا دوسرا سرائح

قرآن عظیم میں زیر بحث جرم و تشدید لگانا حاج ظالم کے وقت کی بدعت حسد ہے اس کا اس زمانہ میں کرنا بقریحہ علماء کرام واجب ہے اور ترک ناجائز کیا خدا کو سمیع و بصیر علم و خیر یقین کرتے

ہوئے بالخصوص اس کے وجوب کا حکم خاص قرآن و حدیث سے وجوب کا نہ ہی استحسان و استحباب ہی
سہی پیش کیا جاسکتا ہے۔ کیا حضور سے یا حضور کے صحابہ سے اسے ثابت کیا جاسکتا ہے۔ مساجد کے
گنبد و مینار کا کیا حکم ہے کیا انھیں عہد نبوی یا نماز صحابہ سے ثابت کیا جاسکتا ہے یا ان کے بنانے کا حکم
قرآن و حدیث سے پیش کیا جاسکتا ہے۔ کہا یہ ناجائز ہے کیا ان کا دور کرنا ضروری ہے۔ جو کچھ کہا جائے
قرآن و حدیث و عہد نبوی و عہد صحابہ سے اس کا ثبوت پیش کیا جائے۔ مؤذن و امام و مدرس علم دین کی
تخواف کا کیا حکم ہے کیا حدیث میں نہیں کہ اِنَّ اَتَّخِذُ مَوْثِقًا فَلَا تَخْذُ عَلَی الْاِذَانِ اِحْتِزَامًا اگر تم مؤذن بننا
چاؤ تو اذان پر اجرت نہ لینا۔

بادی و اس ارشاد حدیث اور مانعت تمام ائمہ متقدمین آج یہ زبردستی مانعین تشویب و اذان قبر اس
تخواف کو جائز کیوں جانتے ہیں نہ صرف جائز بلکہ خود مؤذن ہو کر تخواف مؤذن امام ہو کر تخواف امام مدرس ہو کر تخواف
مدرس کیوں لیتے ہیں۔ کیا یہ صحیح ہے کہ بعض احکام تبدیل و تغیر زمانہ سے بدل جاتے ہیں اذان قبر کے
متعلق تو قطعاً کوئی مانعت نہیں اور اس تشویب کے حلقہ بڑا۔ اور تمام علماء متاخرین اس کے استحسان پر
قرنا فقرنا اتفاق فرماتے آئے اذان قبر کو بعض نے سنت تک فرمایا۔ اس اجرت پر قربت کی تو غور حدیث
میں مانعت ہے۔ تمام متقدمین اسے منہج کرتے رہے پھر اسے شیر مادر بنانا اور انھیں ناجائز بدعت
بتانا کچھ کہنا کس قدر ظالم عظیم ہے مگر ہے یہ کہ اس میں مانعین کا مائی فائدہ ہے اور ان میں مسلمانوں کا
دینی و دوزی فائدہ اس میں ان کا کوئی فائدہ نہیں۔ وَلَا تَكُونُوا دُخْلًا وَلَا بَاطِلًا وَلَا يَأْتِيهِ الْعِلْمُ الْغَلِيظُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ
جہاں قبار دیان عز جالہ کو مسیح و بعیر عظیم و خیر شہید و قدیر مانتے ہوئے یہ بھی بتایا جاسکتا ہے کہ خدا کو حاضر
ناظر کتنا قرآن کی کس آیت یا کس حدیث میں آیا ہے۔ یا حضور یا صحابہ نے کہا ان خدا کو حاضر و ناظر فرمایا
ہے۔ علماء نے حاضر و ناظر کہنے کو کیسا بتایا ہے حاضر ناظر خدا کو کہا جاتا ہے یا کیا یہ چنداں ہزار شے نمود
از غر دار۔ فقط۔

مسئلہ۔ فرید گاؤں کی ایک مسجد میں پیش امام ہے اس امام نے اپنی مسجد میں نماز تراویح
پڑھائی اور پھر دوسری مسجد میں جا کر دوسری مسجد میں نماز تراویح پڑھائی رمضان بھر اسی طرح کیا اور
نماز جمعہ اور نماز عید الفطر بھی ایک جگہ پڑھا کچھ دوسری مسجد میں پڑھائی ایسے امام کے لئے کیا حکم
ہے اور جن مقتدیوں نے دوسری مسجد میں اس امام کے پیچھے نماز پڑھی ہے ان کی نماز ہوئی یا

نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب

ایسا شخص گنہگار قالم حق اللہ وحق العباد میں مگر قناتا ہے دوسروں کے فرض کھولنے والا سنت کا ان کے ذمہ باقی رکھنے والا ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ نماز جمعہ اور نماز عید الفطر تو ظاہر ہے کہ جب وہ ایک دفعہ پڑھا چکا اس کا فرض اس کا واجب ادا ہو گیا اب دوسری جگہ پڑھے یا منتقل ہوگا اور فرض کو عمل کے پیچھے اقتدار جائز نہیں۔ جنھوں نے نماز جمعہ اور نماز عید الفطر اس کے پیچھے پڑھیں ان کا فرض و واجب ادا نہ ہوا جنھیں معلوم ہو کہ یہ شخص نماز جمعہ پڑھ چکا تھا اور پھر امامت کی واداب ظہر ادا کریں۔ تراویح بھی قول صحیح پر ایسے شخص کے پیچھے جائز نہیں جو اپنی پڑھ چکا ہو۔ غرض جہاں بنا قوی علی الضعیف ہوگی اقتدار درست نہ ہوگی۔ تیسرے شرح منیر میں ہے۔ لا یصح اقتداء البالغ بغير البالغ فی الفرض وغیرہ وھو الصحیح لان صلاح البالغ اقویٰ للزومھا ولا یجوز بناء القوی علی الضعیف وھو اصل یخرج علیہ کثیر من المسائل والیٰ فیہ وکذا لا یقتدی المفترض بالمتنفل لما قلنا واما فی الصحیح عن معاذ انہ کان یصلی مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم العشاء ثم یرجع الی قومه فیصلی بہم تکمل الصلاة فلیس فیہ اشہ کان یصلھا معہ علیہ الصلاة والسلام فرضا واما وقع فی روایۃ الشافعی لہ من قوله ثم یطلق الی قومه فیصلی بہم صحیح لہ تطوع ولہم فربما اذاج من الشافعی بناء علی اجتہادہ ولہذا لا یصرّف ثلاث الزیادۃ الا من جہتہ اسی میں ہے لو ان فی التراويح منین فی مسجد واحد کمرہ وکذا الصلاھا مرتین ماموسا فی مسجد واحد وان فی مسجدین اختلفت فیہ حتی عن ابی بکر لا سکا فامہ لا یجوز یعنی لا یجوز تراویح اہل المسجد الشافعی واختارہ ابو الیث اس میں فرمایا اذا صلی التراويح مقتدا بمن یصلی نافلۃ غیر التراويح اختلفوا والصحیح امہ لا یجوز احد مختصرا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال ۳۔ بعد نماز عصر قضا نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں یا بعد نماز فجر طلوع سے قبل قضا نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

جواب۔ قبل فجر آفتاب قضا پڑھ سکتے ہیں اسی طرح قبل طلوع بھی بعد فجر نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
سوال ۴۔ بارش کثرت سے ہو رہی ہے اس حالت میں اذان مسجد کے اندر یا حجرہ کے اندر پڑھنا درست ہے یا نہیں تحریر کر دیجئے کہ مسجد کے اندر پڑھے یا حجرہ کے اندر پڑھے؟
جواب۔ مسجد کے اندر اذان مکروہ ہے چھتری لگا کر خارج مسجد اذان دیں اور اگر بیرون مسجد

کوئی مگر ایسی ہو جہاں بارش سے بچے وہاں دے۔ چھپے یا دالان کے اندر گھس کر اذان دینے میں حضور
بارش کے وقت میں باہر آکر اذان بھی کافی طور پر نہ پہنچنے کی اور اذان کا مقصد ہی حاصل نہ ہو گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال نمبر ۵۔ جس گچڑی میں گولہ لگا ہوا ہو کہ باندھ کر نماز پڑھنا درست ہے؟ بینوا توجروا

جواب۔ جائز ہے جب کہ گولہ پانچار انگلی سے کم ہو اور سچا ہو جھوٹے سے نماز مکروہ ہوگی۔

سوال نمبر ۹۔ جو شخص صلاۃ پڑھنے میں اعتراض کرے اور یہ کہے کہ معاذ اللہ مردے کو پکارتے

ہیں اس پر شریعت سے کیا حکم ہوتا ہے؟ بینوا توجروا

جواب۔ ایسا شخص سخت بے ادب بدگلام ہے بے ہودہ بلکہ ہے اس پر تو یہ فرض ہے اے

تجدید ایمان و تجدید نکاح بھی چاہیے وہ بد نصیب شاید التماس میں السلام علیک ایہا النبی بھی نہ پڑھتا ہوگا

غالب یہ شخص وہابی ہے اگر ایسا ہے تو وہ اپنی تو اس سے زائد گستاخیاں کرتے ہیں اس کی اس سے کیا شکایت

یا وہابی کی صحبت میں بیٹھنے والا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال نمبر ۱۰۔ وہ کون سا رنگ ہے جس رنگ کا کپڑا نہ پہن کر نماز نہیں ہوتی؟

جواب۔ زعفران و کیم کا رنگ مکروہ کو ممنوع ہے اس سے نماز مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال نمبر ۱۱۔ عورتیں جو رنگین کپڑے پہنتی ہیں ان کو کیا لازم ہے کہ رنگین کپڑوں کو پاک کر کے

نماز پڑھیں؟

جواب۔ نہیں۔ ہاں ناپاک رنگ میں رنگین تو اپنے آپ ہی پاک کرنا ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال نمبر ۱۲۔ مرد رنگین گچڑی باندھ کر نماز پڑھتے ہیں یا کرتا ہے؟ ان کو لازم ہے کہ پاک کر کے

نماز پڑھیں؟

جواب۔ نہیں مگر جب کہ ناپاک رنگ میں رنگے ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال نمبر ۱۳۔ اذان غلاب سے ذاتی طرف پڑھی جاوے یا آئیں طرف؟

جواب۔ حدیث مسلمانوں کی آبادی زیادہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ بعد نماز عیدین دعا مانگنا سنت ہے یا مستحب یا کچھ اور اگر سنت ہے یا مستحب تو قبل خطبہ

یا بعد خطبہ مع اور بیان فرماتیں؟ باعتبار شریعت جو حکم بھی ثابت ہو اگر کسی نے بغرض امانت دعا مانگا اس کا کیا تو اس

کے لئے کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: ابو الوفاء غلام جبار قادری غفرلہ شادی بہاری

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تلخ الحج العوائق وذوات الخدور والحیض وبعثت الی الحیض المصلیٰ ولشہدات الخیر ودعوة المسلمین۔ بعد نماز دعا کا مسنون ہوتا تو معلوم ہے مگر اس کی تصریح نظر میں نہیں کہ بعد نماز متصلاً قبل خطبہ دعا ہو یا بعد خطبہ غرض ناپا کر نزدیک ہے ذوق ہمارا معمول بعد خطبہ ہی ہے مجھے جہاں تک یاد ہے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا معمول بھی بعد خطبہ ہی تھا اور یہ یوں مناسب بھی ہے کہ اگر بعد نماز دعا ہو جائے تو بہت لوگ خطبے سے محروم رہیں دعا ہوتے ہی نپٹے جاتیں میرے نزدیک جب یہ معلوم نہیں ہے کہ بعد رسالت میں دعا کس کے بعد ہوتی تھی تو اگر دونوں کے بعد ہو تو زیادہ مناسب ہے کہ اس میں یقیناً نہت بھی ادا ہو جائے گی اور اگر دعا کا دوسرا ثواب بھی ہو گا ہذا ما عندی والعلم باللحق عند ربی وھو جہانہ ہے زیادہ تفصیل درکار ہو وہ اعلیٰ حضرت سیدنا والد ماجد قدس سرہ العزیز کا رسالہ سرور العیود طالع کرے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) کسی مسلمان سے دعا کا انکار بطور اہانت مظلون نہیں انکار کرتا ہو گا تو اس موقع خاص پر اس کے مسنون ہونے کا اپنی جہالت سے انکار کرتا ہو گا فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ۔ از شاہجہاں پور رنگیں چوہال مرسلہ جناب مولوی حکیم سلامت اللہ صاحب قادری رضوی۔ ۲۱ جمادی الآخر ۱۳۵۲ھ

نزدیک محلہ کی مسجد میں امام ہے فجر عصر کی نماز کے بعد پورب دکن کی طرف منہ کر کے دعا مانگتا ہے مقتدیان نے امام صاحب سے کہا کہ چہ نے مولوی بلخاری صاحب اور مولوی غلام محی الدین خاں صاحب پیش امام سابق جامع مسجد اور نیز بزرگان دین کے پیچھے نماز پڑھی ہے وہ سب صاحبان اتر کی طرف منہ کر کے دعا مانگتا کرتے تھے جس پر زید کو نے جواب دیا کہ اگے بزرگ سب گراہ تھے اور حضرت کے چچا ابو جہل بھی گراہ تھے۔ تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور ایسے شخص کے لئے شریعتاً کیا جرم ہے؟ بیضا اور دا۔

الجواب۔ نماز کے بعد انحراف چاہئے خواہ جنوباً کرے خواہ شمالاً اور اگر شمالاً یا جنوباً انحراف کی وجہ نہ ہو تو قبلہ کو پشت کرے اور نمازیوں کی طرف منہ کرے حالت سلاۃ میں تو وجہ استقبال قبلہ نمازیوں کی طرف پشت مجبوری تھی۔ اب جب کہ نماز سے فارغ ہو چکے تو نمازیوں کی طرف پشت نہ ہونی چاہئے۔ لہذا انحراف کرے اور ہر بات میں تیاس مستحب ہے تو شمالاً انحراف احب ہے اور جنوباً وشرقی

ہے خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بعد انصراف انحراف احادیث میں موجود اور عن یسارہ
 بھی۔ اور حضور کی تیسراں کے ساتھ محبت اور اس کا اعتماد کے معلوم نہیں اور اس سے حضور علیہ الصلوٰۃ
 والسلام نے کہ لوگ انحراف عن یسارہ ہی کو حق اور اس کے سوا کو ناجائز نہ جانتے لیکن تو لا فعلاً متنبہ بھی فرمائی
 فقیہ شریعہ میں ہے اذا عت صلاۃ الامام فهو محذور انشاء انحراف عن یسارہ وجعل القبلة عن یسارہ
 وانشاء انحراف عن یسارہ وجعل القبلة عن یسارہ وهذا الاول لما فی مسلم من حدیث ابی ہریرۃ ان اذ صلینا
 خلف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لحین ان نکون عن یسارہ حتی یقبل علینا ابوجهہ فان معہ وہ
 ابن وجہہ صلی اللہ علیہ عند الاقبال علیہ کان یقابل من هو عن یسارہ وذلك انما یکون اذا کان المسجد
 عن یسارہ والقبلة عن یسارہ وقیل معناه حتی یقبل علینا ابوجهہ قبل من هو عن یسارہ فیئید الانصراف
 عن یسارہ لانه یجلس مخبراً قبل یتقینہم فی القعود بعد الانصراف عن یسارہ کما فی حدیث افس عن
 مسلم ایضاً کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یصرف عن یسارہ وما فی الصحیحین وغیرہما من حدیث
 ابن مسعود قال لا یجلب احدکم لشد یطعن شیئاً من صلاتہ یری ان حقا علیہ ان لا یصرف الا عن
 یسارہ لقدم آیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کثیراً یصرف عن یسارہ لا یعارض ذلك لان
 فعلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ذلك تعلیماً للعباد مع محبتہ لیس من اعتیاد لا بہ وهو ای الجواز مراد ابن
 مسعود فانه انما نفی ان یری الانصراف عن الیسار حقا لا یجوز غیرہ تو وہ جس نے دھن کی جانب اور
 پورب کی طرف ہی وقت دعا منہ کرنے کو حق جانا اور اور کو ناجائز صرف ناجائز بلکہ گمراہی وہ اپنا حکم خود کہے۔
 اس سے قلعہ و باطل فتویٰ دیا یا نہیں انرا کہ پورب محبت تیسراں واعتیاد تیسراں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تنبیہ
 کے لئے انحراف عن یسارہ بھی فرمائیں۔ اور انحراف عن یسارہ ہی کو حق جائیں اور انحراف عن یسارہ کو ناجائز
 ماننے سے نہی ارشاد بھی فرمائیں اور یہ حضور کے محبوب انصراف عن یسارہ ہی کو نہ صرف ناجائز بلکہ گمراہی سے
 تمام بزرگوں کو گمراہ ٹھہرائے اب بتائیے کہ وہ حکم حدیث میں افسی بغیر علم لعنتہ ملائکہ التخلی
 والخرابین۔ ملعون ملائکہ آسمان و زمین ہوا یا نہیں اس نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک سارے بزرگوں
 کو گمراہ ٹھہرایا یا نہیں۔ لاهول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اس پر توبہ لازم اگر توبہ نہ کرے تو
 اس کے پیچھے نہانہ سے سخت استرا لازم وہ توبہ کے ساتھ تجدید ایمان و تجدید نکاح بھی کرے۔ واللہ
 الموفق وهو تعالیٰ اعلم وعلیہ السلام۔

مسئلہ ۱۶

مسئلہ

۲۶ جمادی الآخر ۱۲۸۵ھ

جو شخص شمال و مغرب ہی کی جانب منہ کر کے دعا مانگے ضروری اور لازمی لابدی سمجھا ہے اور علاوہ ان دوسٹوں کے نامائز آریاس شخص کا ایسا سمجھنا یا عقیدہ رکھنا کیسا ہے اور ایسے شخص کے بارے میں شرع کیا حکم ہے؟

مذہب تکبیر کے وقت امام کو تکبیر کا سمتا شمال و مغرب ہی کی طرف منہ کر کے ضروری و واجبی سمجھا ہوا اور امام سے یہ کہے کہ تا وقتیکہ تم شمال کی جانب رخ نہ کرو گے ہم تکبیر نہ کہیں گے اور نہ نماز پڑھیں گے اس لئے کہ شمال کی جانب قطب ہے اور جب تم جنوب کی طرف رخ کر کے بیٹھو گے تو اس کی بے ادبی ہوگی آیا ایسا کہنا اور ایسا عقیدہ رکھنا جائز ہے یا ناجائز؟

۲۔ اور صرف پانی سے استنجا کرنے کو ناجائز بتایا ہوا اور ڈھیلے کو ضروری قرار دیتا ہوا اور امام سے کہے صرف پانی سے استنجا کر دو گے تو تمہارے پیچھے نماز نہ پڑھوں گا؟

۳۔ ایسے امام کے پیچھے جو مذکورہ بالا باتوں کو ضروری نہ سمجھتا ہو مثلاً دعا کا ہر جانب رخ کر کے مانگنا جائز سمجھتا ہو وغیرہ وغیرہ نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ دعا قبلہ رو مانگنا آداب دعا سے ہے مگر امام کو اس کے لئے مسنون یہ ہے کہ وہ جو بنا یا تھا اور اگر اس کی گنجائش نہ ہو تو شرعاً تحویل کرے کہ مسلمانوں کو پشت نہ ہو لہذا حرمت المسلم الواحد لا یسج

عند الله من حرمة التکبة کما فی الغنیۃ شرح الملیۃ للعلامة ابراہیم الحلبي رحمه الله تعالى علیه شمال و مغرب کی جانب رخ کر کے دعا ضروری نہیں جو ایسا کہتا ہے غلط و باطل کہتا ہے قال تعالى ایتما تولوا فثم وجه الله۔ یہ ہاتھوں میں غلط مشہور ہے کہ قطب کی جانب پیشہ نہ کرنا چاہئے اس لئے وہ جاہل جنوب کی طرف منہ کر کے دعا مانگنے کو ناجائز بتاتا ہو گا اس صورت میں قطب کو پیشہ ہوگی اور پورب کی طرف منہ کرنے میں قبلہ کو پشت ہوگی قبلہ کو منہ یا پشت وقت رفق حاجت منوع ہے یوں ہی قبلہ رو صحت نہ ہونا چاہئے برہنہ غسل کے وقت ہی قبلہ کو رو و پشت نہ کی جائے دیسے قبلہ کی جانب ہی پشت ہونے میں حرج نہیں کہ شرع رفق و یمیر نہ فرمائی ہے مگر تعقیق نہیں پس نہ فرمائی حرج گوارہ نہیں فرمائی ایسا جو تا کو پشت زیادہ وقت و حرج ہوتا جب قطب کی جانب پشت کرنا اس جاہل کے نزدیک منوع ہے تو وہ رفق حاجت کے وقت کیا کرتا ہو گا کہ نہ قبلہ کی جانب رو و پشت کر سکتا ہے نہ شمال کی جانب ہی

جب اور وقت پشت نہیں کر سکتا تو ایسے دقت یرنگی کی حالت میں وہ اسے کیسے جائز رکھے گا اور جب پشت کرنا جائز نہیں تو ہرگز ہرگز دھر کرنا کیسے جائز نہ جائے گا بہاوت عجب بد لباس ہے۔ وَلَا تَحْزَنْ وَلَا حُزْنٌ

۲۔ اس سوال سے وہی علت بے ادبی معلوم ہو گئی یہ اس کا کہنے یہودہ قول ہے اور ناہائزہ نہ ملنا
منہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۔ صرف پانی سے استنجا کرنے میں ترک سنت ہے۔ مسنون یہی ہے کہ ڈھیلاں سے ایک صاف کر کے استنجا کرے مگر جو کوئی صرف پانی سے طہارت کرے اس کے پیچھے نماز ناجائز نہیں یہ اس کی یہودہ ہٹ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۴۔ اس کا جواب اوپر کے جوابوں سے ظاہر کہ اس کے پیچھے نماز میں کوئی اس وجہ سے حرج نہیں۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ انجمن پونی باؤڈی پرل۔ انجمن رفیق الاسلام سرسہ مبران انجمن مذکورہ معرفت جناب شیخ نظام الدین صاحب سکریٹری۔ ۶ ذی القعدہ ۱۳۵۲ھ

جامع علوم شریعت و طریقت سید المفسرین زبدۃ العارفین حضرت مولانا مولوی مفتی تبار مصطفیٰ رضا خاں صاحب اہام الشیخ فاضلہ و برکاتہ السلام علیکم حضور والا نمودہا نہ درخواست ہے کہ مندرجہ ذیل باتوں کو پیش نظر رکھ کر استفسار ہذا کا جواب دیجئے کیوں کہ یہی وہ اسباب ہیں جن کی بنا پر خدمت والا میں استفسار روانہ کرنا پڑا اور ان ہی وجوہات سے میدان میں بھی نماز کا انتظام کیا گیا۔

کیا فرماتے ہیں حضور والا اس مسئلہ میں کہ شہر بکری کے محلہ پرل تکیہ مسجد میں نماز عیدین ہونے کے باوجود محلہ کے مسلمان قرب و جوار کے مسلمانوں کی محبت میں ایک محلہ میدان میں مالک جگہ سے اجازت لے کر نماز عیدین مندرجہ ذیل وجوہ کی بنا پر ادا کرتے ہیں۔

۱۔ شریعتاً بمقتلہ محلہ کی مسجد کے محلہ میں نماز عیدین افضل ہے۔

۲۔ مسجد مذکورہ میں جگہ تنگ ہونے کی وجہ سے مصلیوں کو عام گدڑ گاہ پر بیٹھ کر نماز عیدین ادا کرنی پڑتی ہے۔ اور نماز ختم ہونے کے بعد مصلیوں کو پولیس اور عام گدڑ گاہ کا خیال کر کے فوراً اٹھ جانا چاہیے جس کی وجہ سے گدڑ گاہ کے مصلی خطبہ سننے سے محروم رہ جاتے ہیں۔

۲۰ علماء اور اس کے اطراف کی تمام مسجدوں میں تقریباً ایک ہی وقت میں نماز عیدین ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے باقی ماندہ لوگوں کو نماز نہیں ملتی۔

۲۱ پریل علماء اس کے اطراف میں متذکرہ میدان کے سوا کوئی ایسی مسجد یا جگہ نہیں رہتی ہے جہاں باقی ماندہ لوگ نماز عیدین ادا کر سکیں صرف میدان مذکور میں قرب و جوار کی تمام مسجدوں میں نماز عیدین ختم ہو جانے کے بعد نماز ہوتی ہے۔

۲۲ محلہ کی مسجد میں جلہ کی اتنی گنجائش نہیں جس میں تمام مسلمان طائفت قلب اور اطمینان کے ساتھ نماز عیدین ادا کر کے خلیفہ بن سکیں۔ اب از روئے کتب معتبرہ فقہ حنفیہ مذکورہ بالا وجوہ کو دیکھتے ہوئے جواب دیکھئے کہ مثل سابق میدان مذکور میں نماز عیدین ہوتی رہے یا بند کر دی جائے۔ اور مسجد میں ہوتے ہوئے میدان کی نماز پائزہ یا ناجائز؟

الجواب۔ وجوہ مذکورہ سوال سب درست اور قابل لحاظ ہیں اور کوئی وجہ نہ ہوتی جب بھی محلہ کی کسی مسجد میں بلکہ مسجد جامع سے بھی بہتر یہی ہے کہ نماز عید کے لئے باہر میدان میں ٹھیکیں اور فتح عظیم کے ساتھ نماز عید ادا کریں مگر لوگ اسے اور بعض نااطاعت لوگ عامۃً مشائخ کے نزدیک بھی منسوب ہے یہی تمام ترک کتب معتبرہ فقہیہ میں مسطور و مذکور ہے غنیہ میں فرمایا اللہ جہاں المصلیٰ وہی الجہات سنۃ فان كان بسجده المباح وعلیہ عامۃً مشائخ حضرت مولیٰ المسالین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی سے مروی ہے غلیہ الصلاۃ والسلام یخرج لود العطر والاضحیٰ الی المصلیٰ شرع میں ہے فان ضعف القویٰ الخروج اسرار الامام من رسل بہرحفی المسجد اگر یہ مسجد جامع اس قدر وسیع ہو کہ تمام لوگ اس میں سہاکیں جب بھی حکم ہے جیسا کہ عبارت فقہ مصر ہے عیدین کی نماز بے ستور و پاں جاری رکھی جائے۔ واللہ

مسئلہ ۱۸ تعالیٰ اعلم۔ از یہی بنگ مسلم ایسٹن پریل سلاہری بلنگ ایسٹ قلعہ رندوم ۱۵ ایرسلہ شیر ٹی فخر مولوی نذیر احمد صاحب خجندی۔ ۹ رذی القعدہ ۱۳۵۴ھ

ایک محلہ میں باہمی مخالفت و فزائی خاصیت کی بنا پر مسلمانوں میں دو جماعتیں ہو گئی ہیں جدید جماعت بعض مسلمانوں میں تفریق پیدا کرنے کی غرض سے نماز عید مسجد کو چھوڑ کر جہاں ہمیشہ عیدین کی نماز ہوتی ہیں اسی محلہ کے میدان میں دوسری جماعت عید کی کرنا چاہتی ہے۔ ایسی جماعت کا شرعاً کیا حکم ہے۔

انہوں کے شرع یہ فعل ان کا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جودا۔

الجواب۔ اس قضیہ سے متعلق ایک سوال انجمن رفیق الاسلام پوئی باؤڑی بھی بھی آیا تھا جس کا جواب اسی ہفتہ میں بھیجا گیا ہے اس استفسار کے ساتھ ایک خط بھی تھا جس میں اور خود استفسار میں اس کی معقول وجہ ملکی تھیں اور ظاہر کیا تھا کہ ان وجوہ سے ایسا چاہا جاسکے۔ ہرگز اس سے مقصود مخالفت و مخالفت نہیں مسجد کے منتظمین لوگوں سے کہتے ہیں کہ میدان کی نماز افضلیت و سہولیت کی خاطر نہیں ہوتی بلکہ باہمی مخالفت و مخالفت کی بنا پر ہوتی ہے۔ اس کے جواب کے لئے ایک تو منتظمین نماز میدان کا حلف کرنا تھا کہ میدان کے منتظمین حلفہ بیان دیتے ہیں کہ ہم نے میدان میں نماز عیدین کا انتظام باہمی مخالفت یا مخالفت کی بنا پر نہیں کیا ہے۔ نیز یہ کہ آپس میں نفاق پیدا ہونے کے لئے میدان کی نماز عیدین کے منتظمین نے مسجد کی نماز عیدین منتظمین سے کہا کہ اگر آپ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ میدان کی نماز عیدین کا انتظام ہم نہ کریں تو اسے ہم منظور کرتے ہیں آپ ہی لوگ میدان کا بھی انتظام کیجئے۔ ہم لوگ ضمانت دیتے ہیں کہ کوئی شخص مخالفت نہ ہو گا۔ اور اس سلسلہ میں جو خدمت بھی ہم سے لی جائیگی ہم اسے خوشی منظور کریں گے۔ اس کا جواب دیا گیا کہ ہماری مرضی ہی نہیں ہے اس لئے میدان کتہ جاری شدہ نماز عیدین بندی کر دی جائے۔

وہ معقول وجہ بیان کرتے ہیں انھیں سن کر ماننا تھا اور خواہ مخواہ بدگمانی نہ چاہئے تھی۔ پھر وہ حلف کرتے ہیں جسے سن کر اگر بدگمانی کی کوئی وجہ بھی ہوتی تو ہم یقین کرنا تھا۔ مزید برآں اس سے زائد اطمینان کی صورت ان کے پاس اور کیا تھی کہ انھوں نے کہہ دیا کہ آپ انتظام کریں اور ہم سے جو خدمت لیں ہم اسے بجا لائیں گے اور ضمانت دیتے ہیں کہ ہم میں کا کوئی مخالفت نہ کرے گا اس آخری ذریعہ اطمینان کو پیش کرتے ہیں مگر مسجد کے منتظمین تسلیم نہیں کرتے ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ اس سوال کا سرے منشا ہی غلط ہے۔ دوسرے فرقہ نے ہر طرح اطمینان دلا کہ ہرگز وہ کسی مخالفت و مخالفت کی بنا پر ایسا نہیں کرتا ہے بلکہ ان معقول وجوہ کی بنا پر مگر یہ فرقہ بھی کہے جاتا ہے کہ نہیں تو بعض مخالفت و مخالفت ہی کی بنا پر فرقہ کرتے ہیں ایسی زبردستی پھر یہ کہ فرض کیجئے کہ اس فرقہ نے یہ سب کچھ ناوٹ کی محض جھوٹ کہا تو اسی وہ مخالفت و مخالفت ہی کے لئے میدان میں نماز کا انتظام کرتا ہے تو اس سے وہ جماعت کیوں ناجائز ہو جائے گی بُری نیت کا الزام ان پر ہو گا۔ مگر اچھا کام وہ کر رہے ہیں وہ اچھا

ہی ہے۔ اس میں ان کی اس بری نیت سے کوئی خرابی نہ آئے گی۔ علماء کا تو یہاں تک ارشاد ہے کہ
 الاصل لا یجوز بالعداۃ حضور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ فاذا احسن ان من فاحسن
 مسجدہ اذا اساقی فاجتنب استئجارہ جب لوگ کوئی اچھا کام کریں تو ان کے ساتھ اچھا کام کیا جائے اور جب کوئی
 بد کام کریں تو اس سے بچا جائے۔ عیدین کی نماز میدان میں افضل ہے مسجد حلیٰ نہیں مسجد جامع سے بھی
 اگرچہ مسجد جامع تمام لوگوں کو کافی ہو۔ تو جو لوگ اس سنت پر عمل کرتے ہیں اگرچہ ان کی نیت کچھ بھی ہو تو ان
 کا ساتھ دینا چاہئے۔ ان کی اسی ہدایت سے سنت تو معاذ اللہ بری نہ ہو جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۹۔ ازہجی مسئلہ بران مسلم الیوسی ایشین پریل معرفت مولوی نذیر احمد صاحب بخندی اہل دی گھر
 قبلہ نمازوالا المسلمین ندید محمد العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مسلم الیوسی ایشین پریل کے استخارہ پر
 جناب والا کا جواب میری نظر سے گذرایں اس کو جانتے ہوئے کہ رفیق الاسلام انجمن والوں نے اپنے
 استخارہ میں غلط بیانیوں سے کام لیا یا مخصوص ان کا فقرہ مرا صراحتہ جھوٹ پر مبنی ہے اس قصہ میں پڑنا
 نہیں چاہتا صرف حضور والا سے شرعی نقطہ نظر سے بصورت ذیل دریافت کرنا چاہتا ہوں کیا فقہائے کرام
 نے زیادہ و مکر کے جو الفاظ استعمال فرماتے ہیں اس سے ہر عمل کا کوئی خالی میدان بچا ہادی میں ہو رہا ہے
 ۲۔ کیا کسی بڑے شہر میں ہر محلہ کے نمازیوں کو مسجدیں چھوڑ چھوڑ کر انھیں محلہ کے میدانوں میں اسی
 تعداد کی صورت میں جو مسجدوں کے اندر موجود تھا نماز میدان داکرنے کا حکم ہے۔

۳۔ تمام شہر کے لئے آبادی سے ابھر مسجد کے طور پر شرائط خصوصہ فعلی میدان داکرنے کا حکم ہے اور
 اسی کی افضلیت کتب احادیث و فقہ میں مرقوم اور جہاد و محاربت سے مراد۔ نہ کہ مسجد سے قریب محلہ میدان
 جہاں انفاقا عمارت نہ ہیں کی ہو۔ نماز عیدین کے متعلق واقعہ یہ ہے کہ کبھی میں دس برس سے میدانوں میں
 بھی مسجدوں کے علاوہ نماز ہوتی ہے اور وہاں آج کل میں یکسے ہزار نمازیوں کا اجتماع ہوتا ہے اس
 ماہا لتراعی میدان میں تو زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ سو آدمی تھے پرل کی مسجد کے ایک جانب لال باغ کی وہ مسجد
 ہے جس کا میں امام ہوں اور یہاں پرل باغ کی بڑی کی مسجد سے پون گھنٹہ بعد جماعت کھڑی ہوتی ہے
 دوسری جانب طلحہ کی مسجد ہے وہم سے بھی پندرہ منٹ بعد پڑھتے ہیں لہذا ان کے استخارہ کا فقرہ مرا و
 مرا صراحتہ کذب پر مبنی ہے۔

۴۔ اگر کبھی والے اسی طرح جدا جدا میدانوں میں نکل نکل کر اپنے اپنے محلوں ہی کی حدود دار بعد میں

نہائیں اور اگر ناشروع کر دیں تو کیا اجتماع امت اور غیر مسلموں پر نوحۃ اسلام سے رعب قائم کرنے کا وہ مفہوم ادا ہو جائے گا جو حیوان و صحرا و عید گاہ کے الفاظ میں مخفی ہے۔

۳۔ مذکورہ بیٹوں مسجدیں ہنوں کی آبادی سے گھری ہوئی ہیں اور بڑی شرم کے کنارے پر ہیں۔ عید کے دن مشرکوں کا بھر جانا گھبرل تک نمازیوں کا پہنچ جانا گڑبیلوں کا کرنا اجتماع اسلامیان کی شان رکھتا ہے یہ ضمنی گلی کے کسی میدان میں کہاں ممکن ہے۔ فافہم قدر بخوب یاد آیا غالباً ۱۹۴۱ء میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے شہر حرمین محلہ کبڑی واڑی کی عید گاہ کے متعلق حسب طلب مرحوم مولانا بدایت رسول ایک زبردست فتویٰ ارقام فرمایا تھا یہ قصہ اسی سے ملتا جلتا ہے ذرا اس فتویٰ کو بھی ملاحظہ فرمائیے گا۔

عجب قسم زوال و الحمد والکرم زید محمد کو جواب تحریر فرماتے وقت اسوہ مندرجہ ذیل ملحوظ خاطر میں اور حتی الوسع جلد ارسال فرمائیے۔

۱۔ ابھی میں کوئی مستقل عید گاہ نہیں ہے اس لئے عیدین کی نماز مسجدوں ہی میں ادا کی جاتی ہے گیارہ سال سے میدانوں میں نماز عیدین کا انتظام ہوتا ہے جہاں بیس چیس ہزار آدمی جمع ہو جاتے ہیں۔ (۱) جس محلہ میں یہ نماز عید الفطر ہوا کی گئی وہاں صرف سو یا ڈیڑھ سو آدمی تھے۔

۲۔ اگر محلہ محلہ لوہیں اجازت دے دی گئی تو اجتماع و اتحاد مسلمین کا مقصد کیوں کر پورا ہوگا۔ (۲) اقتراق و تشقت کی صورت بہر حال ظاہر ہے۔ مگر اُن کہ اس استغناء کے الفاظ پر بھی نظر ثانی فرمائیے اور حسب سوال جدید جواب سے میرے پتہ پر عزت بخشئے۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک محلہ میں باہمی مخالفت و ذوق خصامت کی بنا پر مسلمانوں میں دو جماعتیں ہو گئی ہیں جدید جماعت بعض مسلمانوں میں تفریق پیدا کرنے کی غرض سے نماز عید مسجد کو پھوڑ کر جہاں ہمیشہ عیدین کی نمازیں ہوتی ہیں اسی محلہ کے میدان میں دوسری جماعت عید کرنی چاہتی ہے ایسی جماعت کا شرعاً کیا حکم ہے اگر وہ شریعہ فعل ان کا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا بحرمہ اللہ تعالیٰ۔

الجواب۔ اگر فی الواقع ذاتی خصامت باہمی مخالفت کی بنا پر بعض لوگ تفریق جماعت کر رہے ہیں تو وہ اس تفریق چاہنے کی ملزم ہیں۔ اور اگر انھوں نے جھوٹ بولا ہے تو وہ جھوٹ کے مرتکب جرم فریب دہی کے مجرم ہیں مسجد والے اگر کسی طرح میدان میں نماز عید کو تیار نہ ہوں اور لوگ بھی اپنی اپنی مساجد

ہی میں پڑھتے رہیں تو یہ بھی بجز آدمی خواہ خواہ اپنی علیحدہ قائم کر کے تفریق کے ملزم کیوں نہیں بلکہ استحب کے لئے اپنے مقرر تفریق کا الزام نہیں اور جماعت میں منافرت نہ کرنا جہاں وصحرا وعلی سے کوئی خاص عمارت عید گاہ ہر آدمی نہیں بلکہ بیرون شہر نماز گاہ میدان عام ازیں کہ وہاں کوئی عمارت بنام عید گاہ بنائی گئی ہو یا نہ بنائی گئی ہو نماز برکت نثار حضور میدا لاس والجان علیہ الصلاۃ والسلام الامتثال الامکان بیرون مدینہ طیبہ کعبہ دست میدان تھا سحر طیبہ کے شرقی دروازہ سجیلا طہر کے بابۃ السلام سے ہزار قدم کے فاصلہ پر کما فی الفتاویٰ الترضویۃ عن الموابہ والترمذی عن فتح الباری عن عمر بن ابی شیبہ فی اخبار المدینۃ عن ابی غسان النکافی صاحب ماہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنن ابن ماجہ وصحیح ابن حزمہ وصحیح ابن اسحاق ابن کثیر عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یصلی والی المصلی فی یوم عید والعزۃ یصلی بہن بدیہ فیصل الیہا وذلک ان المصلی کان قصا یمس فیہ شیئ یمس بہ۔

میدان کی نماز میں حکمت انہما ارشاد اسلام و کثرت مسلمین ہے شوکت اسلام کا اظہار اور جمع عظیم سے ہی ہوگا مگر اظہار ارشاد اسلام چند ہی لوگوں کے اجتماع سے ہو جائے گا گھر سے ہوئے مکان کی نماز میں نہ اظہار ارشاد اسلام اس درجہ ہو سکتا ہے نہ اظہار شوکت اسلام یہ حکمت صحرا کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ شہر میں اگر وسیع میدان ہو جہاں بکثرت مسلمان جمع ہو سکیں وہاں بھی حاصل تو جس طرح میدان بحیثیت میدان نماز عید کے لئے ملحوظ نہیں کہ مساجد بحیثیت مساجد اور نمازوں سے بہتر اور میدان بحیثیت میدان نماز عید بن کے لئے بلکہ اسی حکمت کی بنا پر میدان ملحوظ ہے۔ یوں ہی صحرا بحیثیت صحرا ملحوظ نہ ہوگا بلکہ وہ مکان جہاں اقامت صلاۃ عید بن میں وہ حکمت بن سکے اور شوکت نہیں شہر سے باہر صحرا میں انہما ارشاد اسلام و شوکت اسلام جمع عظیم اہل اسلام کیا جائے یہ یوں ہی ہے کہ شہروں میں اس قدر عظیم ترین میدان نہیں ہوتے اور اگر کسی وسط شہر میں بڑا میدان ہو تو شہر کے اندر اظہار سے کہیں زیادہ اور مقصود شہر کے بہت ہی موافق ہوگا کہ بعضی ایک عظیم شہر ہے جس کے تین طرف سن درجے ان اطراف میں تو اس مقصد کو لے کر گذر نہیں رہی چوٹی طرف تو میلوں کو سوں فاصلہ پر شہر کے باہر اجتماع نہایت گراں ہوگا۔ لہذا برواج کافی اجتماع نہ ہوگا تو اگر شہر کے اندر ہی کسی فضا میں جہاں عظیم اجتماع ہو سکے چڑھیں تو مساجد میں پڑھنے سے یقیناً یہ بہتر ہوگا کہ حکمت انہما ارشاد اسلام و شوکت و کثرت اہل اسلام اس میں صحرا کی طرح حاصل ہوگی۔

اور اگر فرائض میں اسٹیشنوں پر ملوے لائنوں انگریزی کیپوں فوجی بارکوں کی بنا پر سیدانوں میں
جمع عظیم کی گنجائش ہی نہ ہو یا گورنمنٹ سے اجازت نہ ہو تو قنصلے دور اگر اہل اسلام جمع بھی ہوں اور نماز
پڑھیں تو اگرچہ اظہار شعار اسلام ہو اگرچہ اس جمع عظیم سے شوکت اسلام و کثرت مسلمین کا اظہار ہو مگر بظاہر یہ
ایسا ہی ہے جیسے مساجد میں پڑھتے ہیں بلکہ اس سے بھی کم کہ شہر کی مساجد میں مسلمانوں کا اجتماع کسی نہ کسی طرح
کفار کی نظر میں آتا ہی ہے بخلاف اس کے کہ شہر سے منزلوں نہیں تو کوسوں دور تک چل بیابان میں اس
اظہار سے وہ حکمت یقیناً حاصل نہیں ہو سکتی اور ہوئی بھی تو فناء شہر سے باہر حجازی نہ رہا وہاں نماز عید
کا کیا ذکر کہ اس کے لئے شہر یا فناء شرط ہے خارج فناء شہر نماز عید ناجائز محرومانہ سے جنگل بیابان شہر
سے جہلم نمرود شرع نہیں بلکہ یقیناً شہر ہی کے متصل جو میدان ہو مراد ہے ہم بتانے کے نفیس صحرا بھی مراد
شرع نہیں بلکہ وہ مقام مراد ہے جہاں اقامت صلاۃ عیدین جمع عظیم ہذا اور وہ حکمت حاصل ہو۔

لہذا خواہ وہ میدان ہو جو متصل شہر مصالح شہر کے لئے ہو تاکہ جسے فناء مصر کہتے ہیں خواہ وہ
جو شہر کے اندر اتنا وسیع ہو کہ اہل اسلام اس میں جمع ہو سکیں دونوں میں نماز عید مساجد میں طعمہ عظیم
متفرق پڑھنے سے بہتر ہوگی اور دونوں سے کیاں مقصود شرع حاصل ہوگا تو میدان شہر میں شکل کر نہ
پڑھنا اور اسے سنت و اظہار شعار و شوکت و امارت کثرت ہے اگر وہاں کے مسلمان اسے نہیں سمجھتے اور اس
جی میں تنہا پڑھنا چاہتے ہیں تو مٹھی بھر لوگ بھی انھیں کا ساتھ دیں کہ منافرت نہ ہو فان دورہ القاسم
من جذب المصالح بلکہ یہ لوگ جو پریل کے میدان میں طعمہ نماز عید پڑھنا چاہتے ہیں اس میدان کی نماز
میں کیوں نہ شرکت کریں جسے موال میں لکھا ہے کہ کچھیں تیس خیرام کے مجمع کے ساتھ دس گیارہ سال سے ہوتی
ہے ہاں اگر وہاں اب اور زمانہ کی گنجائش نہ ہو تو مجبوری ہے۔ اطمینان قندس سرگودہ فتویٰ مجھے تلاش پر
سبھی دستیاب نہ ہو کہ اس سے دیکھوں اگر حضرت کا فتویٰ میرے خلاف ہوگا اور اس سے مجھے اپنا خطا پر
ہونا ظاہر ہوگا میں اپنی غلطی کا اعتراف کر لوں گا۔ واللہ تعالیٰ هو الموفق لاتباع الحق والصواب دعو

تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۲۰۔ از تحصیل ایبٹ آباد ڈاکخانہ سرسے نعمت خاں ضلع ہزارہ۔ مرسلہ جناب میرد مکنہ در شاہ مسما
امام مسجد شب بیک محرم الحرام ۱۳۵۵ھ
اگر امام برضا خود امامت چھوڑ دے تو قوم امام جدید کو قائم کریں تو کیا امامت سابقہ کا پھر امامت کا

کوئی حق ہے یا نہ اس کی نسل سے کوئی بیٹا یا برادر زادہ یا اور کوئی وارث اس کے قائم مقام ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے یا نہ اور امامت وراثت قرار دی جاتی ہے یا قوم کی رضا پر موقوف ہے۔

الجواب۔ امامت کوئی میراث نہیں جو اہل ہوا اور اسے قوم یا متولی امام بنانے وہ امامت کہہ سکتے امام سابق کا بیٹا جہاں ہوتا نہ برحق امامت کا حق نہیں دیتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۱

۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۲۸۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نزدیک پایاں ہاتھ بچپن میں گولہ سے کٹ گیا تھا زید مسائل سے پڑھا کھانا آدی ہے وہ گاؤں میں امامت کرتا ہے اور کوئی دوسرا آدمی گاؤں میں پڑھا کھانا نہیں ہے کیا زید کے پیچھے نماز درست ہے اور اس کی امامت درست ہوگی؟

الجواب۔

واقعہ و عالم ہونا ہی درکار نہیں عامل ہونا بھی ضرور ہے۔ عالم نہ ہو گناہ مستحب و منوع کر لیتا ہو کا نی ہے اگرچہ عالم نہ ہو۔ عالم ہوا اور وضو وغیرہ میں کچھ غامی اس سے رہتی ہو وہ قابل امامت نہیں اگر وہ استعمال وضو غسل مسیح کر لیتا ہے تو نماز پڑھا سکتا ہے اور اگر اپنے آپ یہ سب یا ان میں سے کوئی ایک ٹھیک نہیں کر سکتا مسیح وضو وغیرہ کرنے سے محروم ہے مگر کوئی دوسرا اسے وضو وغیرہ ٹھیک کر دیتا ہے تو اس کے پیچھے اس صحت میں بھی کوئی حرج نہیں اور بہتر یہی ہے کہ کوئی سالم الاعضاء جو امامت کا اہل ہو اس کے پیچھے نماز پڑھی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۲

ازربار اس باقادر مدائنہ انجن اشاعت الحق۔ سرسید عبدالغفور صاحب۔ ۱۶ جمادی الآخر ۱۲۸۵ھ
جناب مخدوم مکرمی حضرت مولانا مفتی اعظم صاحب قبلہ السلام علیکم درود تبارک و تبرکاتہ بعد از وفات قدم بوی و آستانہ بوسی کے بندہ ٹکس ہے کہ حضرت نے جو تقریر فتویٰ امامت کی ترمیم کر کے تحریر فرمائی تھی وہ مع ایک نوازش امام کے ناچیز کوئی حضرت کی اس بندہ لوازی کا شکر یہ نہیں ادا کر سکتا۔ مولوی مفتی الرحمن صاحب بنارس کی خدمت میں حاضر ہوا تو انھوں نے فرمایا مجھے اس میں کلام ہے ناچیز نے عرض کیا کون سا کلام ہے تو فرمایا کہ حدیث شریف میں ہے کہ ہر فاسق ناچیز کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے اور حضرت نے تحریر فرمایا ہے کہ فاسق ہی منڈانے والے اور کترانے والے کے پیچھے نماز کروہ تحریر یہ ہے کہ پڑھنی گناہ اور جو پڑھی ہو اس کا اعادہ واجب تو جب حدیث شریف سے ثابت ہے کہ نماز ہو جاتی ہے تو واجب الاعادہ کیسا۔ یہ پہلا کلام ہے اور دوسرا کلام یہ کہ جس مکروہ تحریمی سے اعادہ واجب ہوتا ہے وہ

کون کمرہ تھوڑی ہے خارج خانہ داخل نماز اور یہ بھی فرمایا کہ اکثر بادشاہان اسلام فاسق ہوتے تھے اور نماز پڑھتے تھے اور لوگ پڑھتے تھے اور فرمایا کہ اگر اس کی تصریح عبادت فقہ سے ہو تو پہل سے حاصل کیجئے یہاں لیں گے۔ جناب مولوی صفی الرحمن صاحب سے ناچیز نے یہ بھی کہا کہ المحض سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احکام شریعت میں بھی لکھا ہے کہ فاسق کے پیچھے جو نماز پڑھی اس کا اعادہ واجب ہے۔ حضور سے التماس ہے کہ ان باتوں کا جواب ان کے لئے تشفی بخش اور مال فرمائیں یہ

الجواب۔ جواز معنی صحت بھی ہوتا ہے اور بمعنی حل بھی فاسق و مبتدع جس کی بدعت حد کفر تک نہ پہنچی ہو ان کے پیچھے نماز پڑھنا ہوتا ہے لیکن صحیح ہو جاتی ہے مگر مکروہ ہوتی ہے فرض گردن سے اُتر جاتا ہے اور ناپائز ہے لیکن ان کے پیچھے پڑھنا انھیں امام بنانا حلال نہیں۔ رد المحتار میں فرمایا جائز ای میں مکتبۃ النوریہ وہ حدیث جس کا مولوی صاحب نے ذکر کیا یہ ہے مشکوٰۃ خلت کل برو فاجر علامہ میدی جلد اول منادی قدس سرہ تیسرے شرح جامع صغیر میں اس حدیث کی شرح میں فرمایا صلوا جائنا خلف کل برو فاجر ای فاسق فان الصلا خلفہ صیحة لکنہا مکروہۃ ایک اور حدیث ہمارے پیش نظر ہے فرماتے ہیں صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الصلا واجبۃ علیہ خلف کل مسلم براکان او فاجرا وان عمل الکفار والاکابر او اذو کسب اس حدیث یا اس کے ظاہر پر عمل کیا جائے گا اور بخلاف ہمارے فقہاء مبتدع کے پیچھے نماز پڑھنا کسی غیر مکروہ و تھوڑی مانی جائے گی؟

حدیث میں کل مسلم کا لفظ ہے اور مبتدع جس کی بدعت حد کفر تک نہ پہنچی ہو مسلم ہی ہے۔ جب ان حدیثوں کو دیکھتے فاسق کے پیچھے نماز غیر مکروہ بکراہت تحریم ٹھہرائیں گے تو مبتدع کے پیچھے مکروہ بکراہت تحریم کیوں کر نہیں گے۔ عجب ان بعض فضلاء جنھوں نے فاسق و مبتدع میں فرق کی ٹھہرائی کہ کل مسلم دونوں کو شامل۔ نیز فسق کے دونوں حال ایک فاسق العقیدہ ایک فاسق الملئ یہ مبتدع کے پیچھے پھر کیوں مکروہ بکراہت شدیدہ کہتے ہیں جیسے یہ مبتدع کے پیچھے باوجود دونوں مذکورہ حدیثوں کے مکروہ بکراہت شدیدہ فرماتے ہیں یوں ہی ہم ہر فاسق کے پیچھے ان حدیثوں کا مطلب جو انس ہے اور جواز یعنی صحت مراد اسخۃ اللغات میں حضرت شیخ مفتح مطلق مولانا العلامہ عبدالحی حدیث دہلوی بخاری علیہ رحمۃ ربہ الباری غیر حدیث مذکور فرماتے ہیں۔ نماز واجب است بر شایعہ امت پس ہر مسلم نے ہر افا جرواں عمل الکبار کی منی جائز است کہ بوسۃ اقتدار کند اگرچہ مکروہ است یا واجب است اسکا وجوہاں بعض استدلال مکروہ

انہی میں جو موجب جماعت وائس بر تقدیر ریاضت کہ فسق وے بسر کو ترک نہ دے حاضر نہ باشد۔
 فاسق شرعاً واجب الایمانت ہے اس کی تعظیم حرام یہاں تک کہ زبان سے خواہی اس کی مدح پر
 حدیث کا ارشاد ہے اذا لم یجد الفاسق غضب الرب واهتز لذناب الغرض جب فاسق کی تعریف کی
 جاتی ہے تو رب تبارک و تعالیٰ غضب فرماتا ہے اور عرش الہی لرز جاتا ہے۔ اسے امام بناؤ اس کی اعلیٰ
 ترین تعظیم ہے ظاہر ہے کہ یہ گناہ و حرام ہے اور نماز جب کسی مکروہ تحریمی کے ساتھ ادا ہو تو واجب الایمان ہوئی
 ہے مگر صلاۃ اذیت مع مکر اھۃ التوحید و غضب اعاد تھا جب بحالت نماز ایک گناہ کا ارتکاب کرتا رہا تو نماز
 اس گناہ پر مشتمل ہوئی۔ نہ امامت پر مشتمل اور ظلام فاسق اس کی امامت ناجائز تو جس نے اسے امام کیا
 اس کی نماز ایک ناجائز امر پر مشتمل ہوئی گراہیت کے لئے اشتغال کافی ہے وہ مکروہ داخل ہوا یا خارج ہو کر وہ
 ریشم کا کپڑا پہننا گناہ ہے سوا استعمال کرنا منوع ہے اگر کوئی شخص ریشم کا کپڑا پہننے کی انگشتری پہنے ہوئے
 نماز ادا کرے یہی یہ نماز مکروہ ہوگی ایک گناہ کے ساتھ ادا ہوئی یوں ہی فاسق کی امامت مکروہ ہے کے ساتھ
 والی نماز۔ صالح کی امامت واجب فاسق کی امامت میں ترک واجب و ارتکاب حرام ہے فتاویٰ جو پھر
 فقہ میں ہے تلک استوی فی العلم و الصلاح واحد ہوا افتقدوا اولیاء لا یثبوتون فالأساءۃ لا یخروفت
 السنۃ و عدم الایمان بعد و تروث الواجب لانہم قد مواریثوا لھا لھا۔

فقہائے گراہیت امامت فاسق کی دو قلیلیں ہیں ایک یہی کہ اس کی امامت اس کی تعظیم ہے
 اور فاسق کی تعظیم کسی اس کی تو امانت واجب ہے۔ فلہذا جو اسے امام بنائے گا گنہگار ہوگا۔ اور نماز گناہ
 پر مشتمل ہوگی۔ دوسری یہ کہ فاسق کو دین کی پروا نہیں ہوتی اس سے شرط صلاۃ میں کوئی خلل اور ستانی
 صلاۃ کسی امر کا ارتکاب کچھ روز نہیں بلکہ اس کے فسق کو دیکھتے ہی غالب ہے اور فقہیات میں ظن غالب
 ملحق بالیقین ہوتا ہے نیز احکام فقہ غالب پر جاری ہوتے ہیں۔ تاہم کو نہیں دیکھا جاتا علماء فرماتے ہیں استقام
 اندھہ تھری علی الغالب من دون نظر الی الذل و فساد حال کا غالب حال ایسا ہی ہے اور ان سے گمان غالب
 یہی کہ کسی ستانی صلاۃ و مکمل شرط صلاۃ امر کو ترک نہیں یا جو کہ منور ہی ہے اسے نہ کریں۔ لہذا یوں بھی اس
 فاسق کی نماز مکروہ ظہری اگرچہ اس میں اختلاف ہے کہ فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہے یا تحریمی مگر
 گراہیت تحریمی کی دلیل قوی ہے۔ لہذا چارے نزدیک منہار یہی قول تحریم ہے۔

امام فخر الدین زہری رحمہ اللہ فی التہذیب میں فرماتے ہیں منہار امامۃ الفاسق لانه لا یمنعہ الامر وینہ

ولان فی تقدیمه الامامة تعظیفه وقد وجب علیهم اهانته شرعاً شیخ المسلمین علامہ ابراہیم علی فرستہ میں
 نو قد موافقا یثبوت بناء علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحرم بعد اعنائهم بامور دینیه وجاهله
 بلوایه فلا یجوز منه الاخلال ببعض شروط الصلوة وفعل ما یبطلها بل هو الغالب بالنظر الی قسرها
 ولذا المرجح الصلوة خلفه اصل عند مالک وروایة عن احمد الاناجون ناها مع الکراهة لقوله صلی
 الله تعالی علیه وآله وصحبه وبارک وسلم صلوا خلف کل یرو فاجزائی میں ہے قال اصحابنا لا ینبی
 ان یقتدی به الا فی الجمعة للضرورة فیما یخلو سائر الصلوات للتمكن من القول الی مسجد آخر فیما
 سوى الجمعة وعلیه یحمل عمل الصحابة واثبتوا فی اقتداء بالجماع وعلی طایفین فی ان نکره الجمعة
 ایضا لانه تعددت الجوامع کما فی زماننا ویکره ایضا لانه لیس فی العبد والامر ای وولد الزنا والایمی وینبغی ان تکون
 الکراهة فی هؤلاء دون الکراهة فی الفاسق لانها امر محتمل غیر محقق ولانالب وهو الاخلال ببعض الشروط
 بناء علی الجهل الغالب فی العبد ام .

اکمائی میں ہے اذا تأملت حجت سبب الکراهة فی الایمی لضعف من غیره ولذا المریکه تقدیمه
 عند الاثمة الثلاثة غایکه تقدیمه الایمی اذا کان غیر افضل منه ویکره تقدیمه المبتدع ایضا لانه فاسق من
 حیث الاعتقاد وهو مشد من الفسق من حیث العمل وانما یجوز الاقتداء به مع الکراهة اذا لم یکن معتقداً
 یؤدی الی الکفر اما اذا کان مؤثراً فلا یجوز اصلاً لانه فاسق من الزواجر من ذرر وغیرہ میں ہے کہ امامة الفاسق
 لانه لا یهتم بامر دینیه ومبتدع ای صاحب هوی لا یکفر صاحب حق ناقص به لکفریه لم یجوز اصلاً وان
 تقدیمه واجاز مع الکراهة لقوله علیه الصلوة والسلام صلوا خلف کل یرو فاجزائی میں علی الدرر
 میں ہے قوله وفاسق یرکبه تقدیمه الفاسق کراهة تحرمه وعند مالک لا یجوز تقدیمه وهو
 رواية عن احمد وکذا المبتدع ویکره تقدیمه العبد والامر ای وولد الزنا والایمی والکراهة
 فیهم دون تلك الکراهة - شرح کفر لکلمة مسکین میں ہے کہ امامة الفاسق وقال مالک لا تجوز الصلوة
 خلفه والمبتدع -

ما شیخ علامہ السراج والرمحور میں ہے اما الفاسق فلانه لا یهتم بامر دینیه وما فی المعراج من قوله
 الایمی الجمعة ان تعدد رنعه یشی علی القول بعد مرجوا من تعدد الجمعة اما علی المنفی به من جوامع
 التعدد فلا فرق فهو عن الفسخ وان تقدیمه واجاز مع الکراهة لقوله علیه الصلوة والسلام صلوا

خلف كل برو فاجر ورر وبكره الاقتداء بهم كراهة تنزيهية ان وجد غيرهم والا فلا كل هذه مجمل
 في النهي عن المحيط الوصل خلف فاسق او مبتدع فقد احرز فضل الجماعة واقول على الزبني الكراهة
 في الفاسق بان في تقديمه تعظيمه وقد وجب عليها اهانتة شرعا ما فاد لا كون الكراهة تحريمية
 فوجع آخري في مختار من سب وبكره تنزيهية امامة عبد واصر الى وفاسق وانما الان يكون اى غير
 الفاسق اعلم القوم فهو اولى ومبتدع كذا التمام سب واما الفاسق فقد علوا كراهة تقديمه
 بانه لا يهتزل امر دينه وبان في تقديمه تعظيمه وقد وجب عليها اهانتة شرعا ولا يخفى انه اذا
 كان اعلم من غيره لا تزول العلة فانه لا يترتب ان يصلى بهم بغير طهارة فهو كالمبتدع تكره اهانتة
 بكل حال بل مشى في شرح الغنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريمية لما ذكرنا قال ولذا لم
 تجز الصلاة خلفه أصلا عند مالك ورأية عن أحمد فلذا احوال الشارح في عبارة العنق وقيل
 الاستثناء على غير الفاسق.

طحاوي على الدرر من جهة قوله وفاسق والمراد الفاسق بجوارحه بدل ليل عطف المبتدع
عليه وتكره امامته ولو في جمعة لوجود المسند وحجة بالاشغال الى امام اخر فيها لان الشق به جواز
تعدد ها الا ان يكون اى غير الفاسق وهو العبد والاسمي اما الفاسق الاعلم فلا يقدم لان في تقدّمه
نقصه وقد وجب عليها امامته شرعا ومعاد هذا كراهة التخصيص في تقدّمه وتناول غلامه من
جهة ما رأيت بخط شمس الأئمة المحمدي انّه يمنع عن الصلاة خلف من يلزم في علمه الكلام ومنها الظر
صاحب الاحكام ويكره الاقتداء بمن كان معروفاً باكل التزبوت والفاسق اذا كان يوم الجمعة وعجز
القوم عن منعه قال بعضهم يقتدى به في الجمعة ولا يترك الجمعة بامامته وفي غير الجمعة
هم يميل من ان يتحولوا الى السيد الاخرى أو ثواب ذلك ولو صلى خلف مبتدع او فاسق فهو محرم
ثواب الجمعة لكن لا يثاب ما يثاب خلف قبيح بل لا يبرئ من فراقه اما الفاسق يوم الجمعة ولم يكن منعه
قال بعضهم يقتدى به ولا يترك الجمعة بامامته وفيه اثر ابن عمر رضي الله تعالى عنهما في الخبرين
من فراق الفاسق اذا كان يؤمر وعجز القوم عن منعه تكلم الناس فيه قال بعضهم في صلاة الجمعة
يقتدى به ولا يترك الجمعة بامامته لان في الجمعة لا يوجد غير الى ان قال ومن شر الناس
الجماعة ان يرى الصلاة خلف كل برء فاجتمع الانهر شرع المثلح الاكثر من جهة ان تعدد منعه

یصلی المصیبة خلفه وفي غيرها ينتقل الى مسجد اخر وكان ابن عمر وان رضی اللہ تعالیٰ عنہما یصلیان الجمعة خلف الحجاج مع انہ کان افسق زمانہ۔

ان عبارات سے بعض میں کرامت تحریم کی نفی گزری اور ان سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ تقدیم مکروہ ہے اس سے مراد نہیں کہ نفس تقدیم مکروہ ہے۔ ویسے جیسا کہ آج کل ہمارے بعض کرم فرما علماء کا خیال ہے کہ فاسق کو آگے بڑھانا یہ مکروہ تحریمی ہے۔ اس کی امامت اس کی اقتلاً مکروہ نہیں یعنی اسے لوگ امام بنیں نہیں اگر وہ ہے ان کے امام بناتے خود امامت کرے یا ان کے بڑھائے خود بڑھ جائے تو کچھ خرچ نہیں کہ صرف تقدیم قابل الزام شئی تھی وہ نہ پای گئی اول تو یہ خود ہی واضح البطلان تھا ہر جہاں علماء سے کس سے امامۃ الفاسق۔ یکنہ الاقتداء بوجہ۔ جو نہا جامع النکراۃ وغیرہ گذرا تو اس خیال کا بطلان اور بھی زیادہ اوضح ہو گیا۔ واللہ الحمد۔ جو حضرات کرامت تنزیہ کے قائل ہیں وہ بھی یہ نہیں کہتے کہ صرف تقدیم مکروہ تحریمی ہے۔ بلکہ اقتداء بفسق و امامت فاسق ہی کو فرماتے ہیں۔ بحسب فرمایا ویکبرہ الاقتداء بوجہ کراۃ تنزیہ ان وجد غیرہما الا فلا کراۃ ملک العلماء بحر العلوم قدس سرہ رسائل اللارکان میں فرماتے ہیں ینکرہ امامۃ الفاسق بعد الاعتقاد علی الایمان بشروط الصلاۃ علی وجہ الاحتیاط شعر اللہ اذا وجد لہما حق وقتلہ مر علیہ الفاسق واما اذا المر یجد فلا کراۃ وان صلی خلف الفاسق او المبتدع جائز و یحوز ثواب الجماعۃ لکن لا یحوز ثواب المصلی خلف التقی و ینکرہ امامۃ المبتدع فیجوز خلفہم الصلاۃ لکن بکراۃ کراۃ شدیدۃ ام مختصر۔

دیکھئے ان عبارتوں میں ینکرہ الاقتداء اور ینکرہ امامۃ الفاسق فرمایا بلکہ بحر العلوم نے تو تقدیر علیہ فرما کر غفلت آنرو کی جڑی کاٹ دی۔ الحمد للہ رب العالمین و بابتہ تقدیم فاسق اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی اس کی نفی صریح بھی پائی غنیہ میں ہے ان فقہ مواہبنا یعنی جائزات الصلاۃ ولولہم مع النکراۃ ولاقتصد و فی الفاسق خلاف صالح فان عندہ لا تقع امامتہ ولاقتد او بوجہ وکذا عند احمد فی رواۃ لان الامامۃ کراۃ و الفاسق لیس باهل الامام۔ جائزات کے بعد ولاقتصد فرمایا جو باطلی مدار مناوی کہ یہاں جواز بمعنی صحت ہی مراد ہے ہرگز بمعنی حل نہیں ان کی اس عبارت سے جہاں یہ بات معلوم ہوتی کہ تقدیم پر کرامت موقوف نہیں اور نفس تقدیم ہی مکروہ نہیں بلکہ بصورت تقدیم ہی کرامت ہوگی اور نماز مکروہ ہوگی۔ وہاں یہ بھی معلوم ہو گیا کہ یہاں جواز بمعنی حل نہیں بلکہ بمعنی صحت ہیجوز

خلفہ الصلاۃ ای بیچ۔ انھیں عبادت سے روشن ہوا کہ صحابہ جو اتنا درجہ پر تھے اس کا عمل کیا ہے شرح عقائد میں نہایت متداول کتاب میں ہے تاکہ اگر کسی نے اسے الصلاۃ خلف الفاسق والنبتۃ ام طوائف الانوار میں ہے لہذا الفاسق العالم فلا یكون الا فضل لان فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیہ العائتۃ شرح الصلاۃ خلفہ مکرر وہ تھوڑا۔

مقطع کا بندہ حاوی قدس سے حضرت محرم جناب مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب اعظمی رام پوری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے رسالہ وضع البراہین علی عدم جواز الصلاۃ خلف غیر المقلدین میں نقل۔ قال ابو حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ کہ ان یكون الامام صاحب هوی او بدعة او فاسقا وانما لا یصلی خلفہم اور فقیر غفرلہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ متقدمین اگر براے کراہت تحریم اور احباب براے وجوب استعمال فرمایا کرتے۔ رد المحتار ج ۲ بقول المتقدمون اگر ہا ہی بحرہ عندی واجب ذلک ای یجب عندی بلکہ خود محتہ کے لئے فرمایا کہ مجتہد کبھی حرام کے لئے اگر ہا کا استعمال کرتا ہے اسی میں ہے لفظ قد یستعمل المجتہد فی المحرم بلکہ خود امام سے ایسا استعمال منقول۔ امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا امام اعظم سے وقت خطبہ ذکر و درود کا حکم پوچھا امام نے ارشاد فرمایا میرے نزدیک اسب یہ ہے کہ سنیں اور خاموش رہیں۔ علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ بندہ ج ۲ میں فرماتے ہیں ذکر الشیخ الوالد رحمہ اللہ تعالیٰ فی شرحہ علی شرح الداروقال سیدنا ابو یوسف ابا حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ اذا ذکر الامام هل یذاکرہون ویصلون علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال احب ابی ان یتبعوا ویستوا ولم یقل لا یدکرہون ولا یصلون فقد احسن فی العبادۃ واحتشم من ان یقولوا لا یدکرہون ولا یصلون علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اظهار ہے کہ استعمال وانصاف غرض ہے اور اس وقت ہر وہ جو انی استعمال وانصاف تو کیا کرتا امام نے اسب فرمایا اور مولانا کی غرض ہے کہ استعمال وانصاف انسانی کمزوری کی وجہ سے تحریم ہے بلکہ امام کے اس ارشاد کی تفسیر کے لئے خود امام ہی سے بیرونی ہوا کیوں تبشیر کروں۔ فتاویٰ امامنا میں فرمایدی عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ والی یوسف جمعہ اللہ ان الصلاۃ خلفت اھل الاحواء لا یجوز فیہم فی حق النبی صلی اللہ علیہ وسلم واما فی حق غیرہ فلا یجوز لھم لا یجوز ما عنہم هذا القول والشریق لعلہ لا یجوز مثل هذا التفتیق الا بقرینۃ فی غیرہ وانما یجوز لھم لا یجوز ما عنہم هذا القول والشریق علی حسن التوفیق وعلی سیدنا محمد والہ

وصیہ و وارث و سلمہ الی الہد الہد۔

مسئلہ ۲۳۔ زید مولوی ہے اور بکر حافظہ اور قاری ہے ان میں کس کو حق امامت کا حاصل

ہونا چاہئے جواب بحوالہ کتب معتبرہ مع عبارت و در تحفظ و نہر۔

الجواب۔ اگر مولوی زید ہے اور ایسا قرآن عظیم پڑھ لیتا ہے کہ نماز صحیح ہو جائے۔ حروف کے کے مخارج کو بحال لیتا ہے فن تجوید سے واقف نہیں۔ اور کسی حافظہ ضروری مسائل طہارت و صلاۃ کا واقع ہے۔ مولوی اور حافظ دونوں ضروری مسائل طہارت و صلاۃ کا لحاظ رکھتے اور ان پر عمل کرتے ہیں تو مولوی اولیٰ بالامامت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۴۔ قصہ ریحانہ کا خاص مسئلہ بریلی سرسہ فقیر بخش متولی عید گاہ۔

عید گاہ میں چرلغ جلائے اس صورت میں متولی عید گاہ اس جگہ رہتا ہو نماز اذان کبھی اندرون عید گاہ اور کبھی بیرون عید گاہ پڑھتا ہو جائز ہے یا ناجائز لہذا جواب باصواب مرحمت فرمایا جائے؟
بینوا وجرؤا۔

الجواب۔ صورت مستفہ میں چرلغ جلائے میں کوئی حرج نہیں کہ بے ضرورت نہیں اگر عید گاہ کے اندر پڑھتا ہو تو اسی صورت میں جلائے اگر بیرون عید گاہ یعنی احاطہ عید گاہ سے باہر نماز پڑھتا ہے تو نہ جلائے اس لئے کہ بلا ضرورت ہے حسب بیان سائل جب زمانہ قدیم سے یہاں عمل واداء ہے اور خلاف شرط واقع نہیں تو اگرچہ آمدنی وقف متعلق عید گاہ سے جلا یا جاتا ہے کچھ حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۵۔ ازواج کوٹ کریم پورہ عبد المجید بخش امام

ایک شخص یک چشم ہے اور امامت کرتا ہے حافظ قرآن بھی ہے کیا اس کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے جب کہ دو آنکھ والا موجود ہو حافظ بھی ہو دیگر مسائل وغیرہ سے بھی واقف ہو امید ہے کہ جو ایسا مطلع فکر کمون و سکور فرمائیے گامین بندہ نوازی ہوگی ساتھ قرآن شریف و حدیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

الجواب۔ یک چشم کے پیچھے نماز میں کچھ حرج نہیں دوسرا شخص جب کہ اس سے زیادہ اہل ہے تو وہ اولیٰ بالامامت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۶۔ از پوئیکہ پاجت سجدہ بابت اسٹریٹ میں سرسید محمد امام

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین نرا دھا اللہ شہ فادو تعظیما ان بابوں میں کہ بڑھو کے لئے زوال ہے یا نہیں۔ مسئلہ جمعہ کی پہلی اذان زوال کے وقت میں کہنا جائز ہے یا نہیں۔ مسئلہ جمعہ کے روز زوال کے وقت ستیس اور نوافل پڑھ سکتے ہیں۔ مسئلہ جمعہ کا خطبہ عربی ہو یا غیر عربی اردو آمیز ہو طول ہو یا مختصر کیا صورت افضل ہے۔ مسئلہ ستیس سجدہ میں پڑھ سکتے ہیں یا مکان میں بھی۔ مسئلہ صف کے درمیان منبر یا ستون آبلے تو صف وہیں کی جائے یا جیسے جہت کریمہ الکتب منقیا مادیت و فقہ سے تمام مسائل سے حوالہ الکتب و صفو تحریر فرمائیے۔ مسئلہ کے مسئلہ پر زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔ مینو اتو بردا۔

الجواب۔ زوال تو ہر دن ہو سکتا ہے ہمارے امام اعظم اودام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک جمعہ کے دن بھی وقت زوال طوع نا جائز ہاں امام ابو یوسف سے روایہ مشہور یہ ہے کہ جمعہ کے دن وقت زوال نفل جائز ہے یہی مذہب امام شافعی کا ہے ان کا تمسک یہ حدیث ہے۔ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نفی عن الصلاۃ نصف النہار حتی تزول الشمس الا جمعة لجمعة امام اعظم اس حدیث سے مطلقاً کراہت کا حکم فرماتے ہیں۔ ثلاث ساعات کلا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یمنعنا ان نصل فیہن او نقرب فیہن مونا حین قطع الشمس باذغۃ حتی ترتفع وحین یقوم قاع الظہیرۃ حتی یتیل الشمس وحین یتضیف الشمس لغروب حتی تغرب یہ بھی مطلق ہے اور محرم منیع پر مقدم کسی وقت کی اذان کسی دن وقت سے پہلے جائز نہیں فقہ میں ہے لا یتجوز الاذان لصلاۃ قبل دخول وقتہا لانہ غدا و جمعہ کا خطبہ فافص عربی ہو خطبہ جمعہ میں اور کسی زبان کی آمیزش مکروہ اور خلاف سنت ہے مختصر پڑھے گا ہمارے امام کے نزدیک جب بھی خطبہ ادا ہو جائے گا یا بوقت فرض ادا ہو جائے گا۔ برو و بر سنت نہ ہو گا خطبہ قدر طوالت مفصل ہونا سنت ہے اس سے زیادہ طویل نہ ہو۔ مختصر کے یہ معنی کہ مثلاً اگر کسی نے فقط الحمد للہ نہایت خطبہ پڑھا ہمارے امام کے نزدیک فرض خطبہ ہو گیا۔ عالمگیری میں فرمایا الخطبۃ تفصل عن فرضی و ستۃ فالغرض شیئان الوقت وهو بعد الزوال وقیل الصلاۃ حتی لخطبہ قبل الزوال وبعد الصلاۃ لا یجوز، ہکذا فی العینی شرح الہدایۃ تعالیٰ ذکر اللہ تعالیٰ کذا فی البصر الواقع و کنت حمیدۃ او تہلیلۃ او قبیضۃ کذا فی المتون ہذا اذا کان علی قصد الخطبۃ۔ اس میں ہے اما ستمہا زالی ان قال الرابع عشر فخطبت الخطبتین بقدر مرسوم

سن طول الفصل ویکس التعلیل خود حدیث میں فرمایا ان طول صلاة الرجل وقصر خطبة من فقهه فاعلموا الصلاة وقصر الخطبة - غنیہ میں فرمایا ان قد قدمنا التعلیل علی طول کی اکل مقدار بقدر تشریف ہے۔

مستحق مکان میں بھی پڑھ سکتے ہیں مکان میں پڑھنا بہتر ہے۔ صف میں خلل اگر بنے عذر شرعی یا پسند و مکروہ ہے احادیث میں اس کے لئے وعید ہے۔ صف کا سیدھا رکھنا برابر ہونا بیچ میں کہیں فرق کشادگی نہ ہو لازم ہے حدیث میں ہے صفوں کو برابر کرو۔ اور سونڈھوں کو مقابل کرو اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ کشادگی کو بند کرو کہ شیطان بھیڑ کے بچے کی طرح تمہارے درمیان داخل ہو رہا ہے۔ ایک حدیث میں ہے جو صف کو ملائے گا اللہ تعالیٰ اسے ملائے گا اور جو قطع صف کرے گا اللہ تعالیٰ اسے قطع کر دے گا۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام صف کے کنارے سے دوسرے کنارے تک جاتے اور ہمارے منڈھے یا سینہ پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے مختلف کھڑے مت ہو کہ تمہارے دل مختلف ہو جائیں گے۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام ہمساری صفیں ہر کی طرح سیدھی کرتے ایک دن تشریف لائے ایک شخص کا سینہ صف سے ٹکرا کر پھرا یا اسے اللہ کے بند و صفیں بڑا کرو یا اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان اختلاف ڈال دے گا۔ عالمگیری میں ہے بیغی للقوم اذا قاموا الى الصلاة ان يترأصوا ويسدلوا الخلل ويسووا بين من اكبههم في الصفوف بغير عذر ایسی جگہ کھڑا ہونا چاہئے جہاں کسی مائل سے قطع صف ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۔ افسانہ سراسر قاضی چرخ الدین صاحب دینی کلکٹر ریاست رورہہ عارضہ فانی المبارک ص ۳۵

احکام جمعہ وعیدین

اکثر لکھتے ہیں کہ جمعی کی کتابوں میں نماز عید و جمعہ پڑھنے کے لئے چھ شرطیں مقرر فرمائی ہیں کہ ان میں سے اگر ایک شرط بھی دفع ہو تو نماز ہوگی ہی نہیں۔ شرطیں ۱۔ مصرافہ مصر ولا سلطان اسلام یا اس کا نائب جسے جمعہ قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے ۲۔ وقت ۳۔ خطبہ رکعت ۴۔ اذان عام (نوٹ) شرط دوم کے متعلق فقط دریافت کرنا ہے کہ ہندوستان پر غیر مسلم حکومت کا تسلط ہے مقتدرین حقیر کے نزدیک شرط ہے کہ جمعہ کی نماز وہاں درست ہوگی کہ اس جگہ مسلمان بادشاہ ہو یا اس کا نائب

اور شاخین حنفیہ نے سلطنت چنگیز کے زمانہ میں منہوی دیا ہے کہ کفار کی طرف سے شہر میں جو مسلمان
حاکم ہوئے تو وہ منتر سلطان کے قرار دیا جائے اور اس کے لئے جائز ہے کہ جمعہ وعید قائم کرے ان
لوگوں کے بعد جو شاخین حنفیہ ہوئے انھوں نے اس سے بھی زیادہ وسعت دی چنانچہ قتاوی مالکیہ
میں لکھا ہے کہ بکاد علیہا ولا تہکفاس یحییٰ المسلمین اقامۃ الجمعۃ وصیر القاضی قاضیا بقراصلی المسلمین
وجیب علیہما ان یمتصوا والیا مسلما کما فی معراج الدایہ یعنی وہ شہر کر وہاں کفار کے حکام ہیں
وہاں مسلمانوں کے لئے جائز ہے کہ جمعہ قائم کریں اور اہل اسلام اپنی راستے سے جس کو قاضی مقرر کرے
وہ قاضی ہو جائے گا اور اہل اسلام پر واجب ہے کہ وہ مسلمان بادشاہ کی تلاش کریں ایسا ہی معراج اللہ
میں لکھا ہے۔

تو ان متاخرین نے اہل شہر کا اتفاق بھائے اس کے قرار دیا ہے کہ گویا اسلام کی طرف سے بادشاہ
مقرر کیا گیا اور ایسا منتخب شدہ قاضی کافی ہے کہ جمعہ وعید قائم کرے۔ (قتاوی عزیز) صاحب بہار حضرت
مولانا مولوی مفتی امجد علی صاحب بہار شریعت حصہ چہارم جمعہ کے بیان میں فرماتے ہیں یہ نیز ایک
بات مندرجہ ہے جس کی طرف عوام کی بالکل توجہ نہیں ہے یہ ہے کہ جمعہ کو اور نمازوں کی طرح سمجھ
دکھا ہے جس نے ہا یا یا جمعہ وعید قائم کر دیا اور جس نے چاہا پڑھا دیا یہ نا جائز ہے اس لئے کہ جمعہ وعید
گزنا بادشاہ اسلام یا اس کے نائب کا کام ہے جہاں اسلامی سلطنت نہ ہو وہاں طریقہ مذکور کے مطابق
جو شخص مقرر کر دیا گیا ہو وہ قائم مقام سلطان کے سمجھا جاوے وہی جمعہ قائم کرے بغیر اس کی اجازت
کے جمعہ ہو ہی نہیں سکتا قاضی کے ہوتے ہوئے عوام بطور خود کسی کو امام نہیں بنا سکتے نہ ہو سکتا ہے
کہ محلہ کے دو یا شخص کسی کو امام مقرر کریں ایسا جمعہ کہیں سے ثابت نہیں۔ شرعاً مذکور کے مطابق اگر کسی
شہر کے مسلمانوں نے قاضی شہر کے مرض موت کے زمانہ میں اس کی اولاد میں سے اس کے خلف اکبر
کو قاضی شہر منتخب کیا ہو اس کی تقرری کا مختار چاہو ہے اس پر شہر کے رؤساء نے دستخط کئے ہوں اسے
اپنا قاضی قبول فرمایا ہو تو ایسا شخص شرعاً قاضی ہو گیا یا نہیں؟

(۲) ایسے مقرر شدہ قاضی نے شاہی زمانہ سے جس جامع مسجد میں اور عید گاہ میں نماز جمعہ وعیدین
ادا ہوتی ہے وہیں ادا ہونے کا اعلان متواتر دو سال تک شائع کیا ہو تو اس جامع مسجد اور عید گاہ کے
سوائے شہر کی دوسری مسجدوں میں نماز جمعہ وعیدین صحیح و درست ہوگی یا نہیں؟

(۱۳) فقہی احکام کے مطابق شہر کی دوسری مسجدوں میں (جامع مسجد کے سوا) بغیر اجازت قاضی محلہ کے لوگ جمعہ قائم کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(۱۴) ایسے شہر میں جہاں اصول مذکور کے جمعہ وعیدین قائم ہوئے ہوں وہاں کے اکثر مسلمان عیدین کی نماز بلا غرض عید گاہ میں نہ پڑھتے ہوں اگر مسجدوں میں پڑھ لیں تو ان کی نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

(۱۵) ایسے شہر میں بغیر اجازت قاضی جمعہ وعیدین محلہ قائم کرنا گناہ ہے یا نہیں؟

(۱۶) شہر کی کچھ آبادی مشافعی المذہب ہوں تو (یا پنج معزز خفیوں میں دو ٹو شافعی المذہب) تو انہیں نماز جمعہ وعیدین جامع مسجد عید گاہ میں ادا کرنا چاہئے یا نہیں؟

(۱۷) ایسا مقرر شدہ قاضی اولی الامر میں داخل ہے یا نہیں اور امور مذہبی میں اس کی فرمانبرداری و اطاعت فرض ہے یا نہیں؟

(۱۸) جو مسلمان امور مذہبی میں اس کی نافرمانی کرے اس کے لئے شریعت نے کیا مدد مقرر کی ہے؟

(۱۹) قاضی کے فرائض منصبی و اختیارات عہدہ کے لحاظ سے فقہ حنفی کی معتبر کتابوں میں کیا کیا مذکور ہیں مفصل بیان فرمائیے؟

(۲۰) شہر کے مسلمانوں نے قاضی کا انتخاب و مقررگی کے بعد خطیب و مؤذن و فلاشی وغیرہ بلا مشورہ کی تقرری و تشریک کا اختیار قاضی کو ہے یا نہیں؟

(۲۱) قاضی کی اجازت و حکم کے بغیر خطیب یا ائمہ مساجد میں جمعہ وعیدین قائم کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(۲۲) شاہی زمانہ کے سردار فقہ خطیب کی اولاد میں سے کوئی بدون اذن قاضی خطابت کر سکتا ہے یا نہیں؟

(۲۳) مرحوم خطیب کی اولاد میں سے کوئی خطابت کے لائق نہیں ہو تو قاضی کسی دوسرے کو جو اس کام کا اہل جو خطابت پر مقرر کر سکتا ہے یا نہیں؟

(۲۴) اسی موافق خدمات قضا و حساب اور مدنی ہیں یا نہیں؟

(۲۵) آزادیات و دیومیرہ وغیرہ عطیات شاہی جو شرط بند خدمت مثلاً قضا و حساب و خطابت و مؤذنی

وغیرہ ہوں وہ قابل ارث ہیں یا نہیں؟

(۲۶) جو شخص ان خدمات پر مقرر کیا جائے وہی تنہا ایسی مشروط خدمت جائداد کا مستحق ہوتا ہے یا

فرائض کے مطابق تمام ورثہ بھی اس میں شریک ہو سکتے ہیں ؟

(۱۷) ایسی مشروط خدمت جانتا دانا مالیات وغیرہ قابل ارث نہیں ہیں تو خدمت کا قاضی و خطیب و مؤذن فراشی وغیرہ کے بھائی بھند رشتہ دار وغیرہ حکومت کے ذریعہ ایسی مشروط جائیدادوں کو قابل ارث ٹھہرا کر تقسیم کرادیں تو ایسی ہستیاں ظالم و فاسق ہیں یا نہیں اور ان کے لئے شریعت میں کیا حکم ہے ؟

(۱۸) قاضی خطیب مؤذن وغیرہ اہل خدمات شریعہ کے نام ہیں جو شخص ایسی خدمتوں پر مقرر کیا جائے وہی فقط ان ناموں سے خطاب کیا جاتا ہے لیکن موجودہ زمانہ میں ہر شخص جسے ان خدمات کا رول ہے قلم برادر بھی ارث سے متعلق ہو خود کو قاضی یا خطیب لکھتا ہے کہلوا اسے یہ شرعاً ناجائز ہے یا نہیں مقبرہ شدہ قاضی یا خطیب وغیرہ کی اولاد یا بھائی بھند رشتہ دار خود کو قاضی یا خطیب کہلوا سکتا ہے یا نہیں اگر کوئی شخص خود ان خدمتوں میں سے کسی خدمت کی طرف نہایت کمرے تو ایسے شخص کو ایسی نسبت سے منع کر سکتے ہیں یا نہیں ؟

الجواب - (۱) جہاں سلطنت اسلامیہ نہیں وہاں عالم واقعہ ملکہ بلکہ جو صحیح العقیدہ ہو قائم مقام سلطان ہے اس کے قائم کئے نماز جمعہ قائم ہو سکتا ہے یا اس کے اذن کے لئے مسلمانوں کو ایسے امور میں اسی کی طرف رجوع لازم ہے اور اپنے ایسے کام اسی کی طرف پروردگار یا اپنے عوام ایک زمانہ سے خود سر خود روئے ہو گئے ہیں۔ انہی کے اذکار و افعال ان سے اس سے تو یہ کی توفیق دے اور ابتداء قدرت اور اطاعت اولی الامر کی ہدایت عطا فرمائے۔ قاضی بنانا عوام کا کام نہیں۔ سلطان کا کام ہے یا اس کے قائم مقام کا ملکہ قائم مقام سلطان ہیں جیسا اور پروردگار وہ جس عالم اہل تقضا کو تقضا پرنا سورا کریں وہ قاضی ہو گا کہ رفقہ بندہ میں فتاویٰ مقامی سے ہے اذ اخلا النہماں من سلطان ذی کفایۃ فالامور موقلۃ الی

العلماء وینزوا الی الراجوع الیہم ویصیرون ولاۃ فاذا عصر جمعہم علی واحد استقل کل قطرہ باتباع علمائہ فان کثروا فالجمع اعلمہم فاذا استقوا اقرع بینہم قال العبدی ہذا من حیث انعقاد الولایۃ الخاصۃ فلا ینافی وجوب اطاعۃ العلماء مطلقاً ما لکم یریں فرمایا اذا اجتمع اهل بلدۃ علی رجل وجعلوه قاضیا فقیض فیہا بینہم لا یصیح قاضیا ولو اجتمعوا علی رجل وعقد واحد عقد السلطۃ او عقد الخلافۃ یصیر ضعیفۃ و سلطانا کذا فی المبیط۔ قاضی بھی دوسرے کو قاضی نہیں کر سکتا جب تک کہ اس کو استتلاف کا اذن نہ ہو۔ اسی میں ہے السلطان اذا قال لرجل جعلک قاضیا لیس لہ ان

بختلف الا اذا اذن له في ذلك صريحاً او دلالة بان يقول له جعلت قاضى القضاة لان قاضى القضاة هو الذى يتصرف فى القضاة تقليداً وعزلاً كما ذى الذى خيرته۔

(۶) جس نئی مگر لوگ خود جمعہ قائم کریں گے جمعہ نہ ہوگا کہ اس کی شرط سلطان ہے یا اس کا ماذون و نائب اور جہاں یہ نہیں وہاں علماء کا قائم مقام سلطان ہیں ان کے اذن کی حاجت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
(۷) اس کا جواب اور میرے جواب میں واضح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۸) جہاں حسب شرط نماز عیدین جمعہ ہو جائے گی کہ عید گاہ یا مسجد جامع ان کے لئے شرط نہیں ہاں افضل یہی ہے کہ جمعہ جامع مسجد میں اور عیدین کی نماز عید گاہ میں مع العظیم کے ساتھ ادا کریں اس سے شرکت اسلام کا اظہار ہوگا۔ تعدد جماعت جائز ہونا اور بات ہے مگر اظہار شرکت اسلام اس تفریق جماعت سے قطعاً جائز ہے لہذا اسوائے ضعیف اور بعض لوگوں کے اگر شہر کے تمام مسلمان ایک جامع ہو کر نماز عیدین ادا کریں تو یہ بہت بہتر اور موافق سنت ہو جو بعضی دن میں جگہ نہ پڑھیں زیادہ سے زیادہ دو چار جگہ اس میں علاوہ اظہار شرکت اسلام اور بھی بعض مصالح میں یک جہتی مسلمانوں کا ربط ضبط میل ملاقات و داد و ستد ایک دوسرے کے حالات سے باخبر ہونا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۹) اس کا جواب بھی اوپر سے ظاہر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
(۱۰) شافعی کی نماز خفیہ کے پیچھے اور حنفی کی نماز شافعیہ کے پیچھے ہو جاتی ہے جب کہ امام مقتدی کے مذہب کا لحاظ رکھتے مقتدی کے خیال میں امام میں کوئی ایسی بات نہ ہو کہ اس کی نماز اس کے پیچھے اس کے خیال میں جائز نہ ہو۔ شافعیہ کو اپنا جمعہ و عید علیحدہ قائم کرنے کے بجائے ساتھ ہی پڑھنا بہتر ہے جب کہ ان کے مذہب کی رعایت امام کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۱) اس سوال کا جواب جواب سوال اول میں گذر چکا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۱۲) اس کا جواب بھی اوپر گذر چکا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۱۳) اس کے لئے دروغنا ہدایہ وغیرہ کے مترادف و ترجمے دیکھ لے جائیں جو بات سمجھ میں نہ آئے وہ دریافت کر لی جاتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۴) اگر کہتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۱۵) اس کا جواب اوپر نماز گذر چکا ہے بنور و یکجا ہاتھ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۱۶) امامت یا خلافت میں وراثت نہیں ہے اور پر معلوم ہو چکا ہے کہ علماء کا ماذون جمعہ و عیدین کی امامت کر سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۳) اس کا جواب اور میرے جوابات سے واضح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۱۴) موردی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۱۵) نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۱۶) جو خدمت پر مقرر کیا جائے اور خدمت کرے وہی متقی ہے نہ ترک نہیں کر تقسیم ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۱۷) یقیناً ظالم و فاسق ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۱۸) جو خط عرف رائج ہو جائے اسے چھوڑنا چاہئے قاضی ایک نہایت محترم عہدہ شرعی ہے اس کا استعمال ہر کہ و مرد کے لئے برابر ہے قاضی کی اولاد قاضی کہلاتی ہے قاضی کے خاندان والے قاضی کہلاتے ہیں عہدہ شرعی کی ایسی مٹی خراب ہے کوئی شخص کلکڑی اولاد اور خاندان والوں کو کلکڑ نہیں کہتا اور نہیں کہہ سکتا مگر قاضی کے خاندان والے قاضی اور مٹتی کے خاندان والے مٹی کہلاتے ہیں چاہے کیسے ہی فقیہ و مجتہدین مبتلا ہوں اور کیسے ہی باہل و جہل ہوں۔ والی اللہ المشتکی وھو تعالیٰ اعلم۔

مرسلہ خلیق احمد

مسئلہ ۲۸۔ از قصبہ پٹنہ ضلع بریلی مستولہ مزملی بیگ مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۳۷ء
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و متقیان شرع متین ان مسائل میں۔

(۱) ایک شخص جتان کی نماز پڑھنا چاہتا ہے پھر نہیں پڑھا اب الکل یہ کہتا ہے کہ گاؤں کی یکجا خوانی کے حقوق مجھے دیئے جائیں اور لوگ میری زمین کا لگان میری جائیداد کی جیسے ادا کر س کو پڑھاؤں ایسے شخص کے واسطے کیا حکم ہے؟
(۲) ایک شخص ظہر کی سنت پڑھ کر ہو اور پھر چائے و مٹھوہ و اس کی ضرورت کی سنت پڑھ لے تو اس پر کیا حکم ہے؟

الجواب۔ طاعت براجرت ٹھہرنا احکام سے بھی اصل مذہب ہے متاخرین نے خوف مینا

بعض طاعات کا استہساں فرمایا وہی ہیں جن میں ضرورت ظاہر ہے۔ پھر خاص طاعت ہی پر عقد کرنا تو

براہی ہے کسی کے نزدیک بھی نہ چاہئے امامت و صلاح جنازہ ان طاعات میں نہیں ہوتی جن کا ترک

کرام نے استہساں کیا کہ اس میں جماعت بشرط واجب نہیں۔ ایک کے ادا کر لینے سے مشاواہ ہو جائے گی

اور کوئی واجب ترک نہ ہوگا۔ خلاصہ میں فرمایا ان کان الامام علی طہارۃ و القوم علی غیر طہارۃ صحت صلاۃ

الامام ولا تعداد الصلاۃ علیہ فی التعمید ہذا دلیل علی ان الجماعۃ لیست بشرط صلاۃ الجنازۃ بل بزمین

فرمایا لان الجماعۃ لیست بشرط ایھا علیہا ہے۔ الجماعۃ فیھا لیست بشرط احتی لوصلی الامام بجماعۃ

فیھا کان علی طہارۃ و نہ ہر لا تعداد لان حق المیت نادى بصلۃ الامام و بالعکس تعداد لان صلاۃ غیر

جائزۃ فکذا صلاۃ نہر لا تعداد علی صلاۃ۔ ہندویر میں ہے الصلاۃ علی الجنازۃ نادى باقام الامام

لے فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۱۲۱ مطبوعہ بیروت، ۱۰۰ برازیل مع حاکم و ابی داؤد و مشکوٰۃ

وحد لا ان الجماعة ليست بشرا الصلاة على الجنازة كذلك في النهاية.

یہاں تک کہ عورت اگرچہ جاری ہو لامنت کرے جب بھی نماز کا اعادہ نہ ہو گا مردوں کی نماز اس کے پیچھے نہ ہوگی مگر اس کی پائی ہو جائے گی اور وہ اولے فرض کو کفایت کرے گی۔ برہان صاحب محیط میں ارشاد فرمایا امت المرأة فی صلاة الجنائز لا تغاد۔ انباء میں ہے لا تؤمر فی الجنائز ولو فعلت لسقط الفرض بصلاتها۔ علامہ محوی نے فرمایا وأن یطلت صلاة الرجال خلفها۔ ودرماتھ فرمایا انوار الاہلواء والغور بہا عیدت وبیکسہ لاکما الوامت امرأة ولو لم یسقط فرضها الواحد اس پر علامہ شامی نے رد المحتار میں فرمایا ای شخص واحد یجلا کان او امرأة فهو تغیل لمسألة العکس ومسئلة المرأة قال فی الصبر والحلیۃ وبہذا انہ انہ لا یحب صلاة الجماعة فیہا ام وشملہ فی البدائع وازبارۃ اجرت برطانی شامی میں فرمایا قد انقضت کلماتہم جمیعاً علی التمسک بحاصل المذہب من عدل الجواز اثر مشائخنا وابدع ما علمت فہذا دلیل قاطع وبرہان ساطع علی ان المفتی بہ لیس ہو جواز الاستیجار علی کل طاعة بل علی ما ذکر ولا یقطع معافیۃ من ولایۃ ظاہرۃ بتج الخروج عن اصل المذہب من طردہ المنع فان مفاہیم الکتب حجة ام اس میں ہے وقد اختلفت فی الجواز فی صاحب البحر فی کتاب الوقت وتبعہ الشارع فی کتاب الصلاۃ لیس فیما مرادہما بجواز الاستیجار علی کل الطاعات ومنہا المرأة وقد وہ الشیخ خیر الدین الرضی فی حاشیۃ البحر فی کتاب الوقت حیث قال اقول المفتی بہ جواز الایخذ استسناناً علی تعلیم القرآن لا علی القرائۃ المجردة كما صرح بہ فی التاویضیۃ حیث قال لا یعنی ہذا الوصیۃ والصلۃ القاری بقراءتہ لان ہذا بمنزلة الاجرۃ والاجارۃ فی ذلک باطلۃ وہی بدعۃ ولم یفعلہا احد من الخلفاء وقد ذکرنا مسئلۃ تعلیم القرآن علی استسنان ام یعنی للضرورة ولا ضرورۃ فی الاستیجار علی القرائۃ علی الفہم بحر اجرت بھی کسی مقول کہ بیان خوانی کے حقوق سمجھ دیئے جاتیں۔

نیز فرمودی مگر نیز میں ہے۔ قاعدہ اجارہ آنست کہ برواجب ومنسوب منعقد نمی شود و قیام العزیز
فرض بالکفایت ومنسوب علی العین پس عمل اجارہ نیست و تعلیق قرآن را متاخرین یا متاخرین باشد کہ باجرت متاخرین
کرد نامراد ایشان پس تعلیم است کہ در دوسو افعال دیگر و از تعلیم شرط باشد کہ عمل اجارہ تواند شد و بعض تعلیم
مثلاً شخصی بیاید کہ مرفاں است تعلیم کنی و ایس از دوسو مرفوری خواهد کہ ایس اجرت بالا جمارع بین المتعقدین و
المتاخرین حرام است اهر متعقد ایس میں فرمایا بکنه دسآں کہ اجارہ اداسے بر طاعت خواہ فرض باشد خواه اعلیٰ جائز

ہوتی جب بھی نماز ہو جاتی ان نمازوں کے اعادہ کا حکم نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۰۔ از مولانا عبد الرؤف صاحب بنگالی طالب علم دارالعلوم منظر اسلام محلہ سوداگراں ریلوئی پٹر

۱۲۷۱ھ جب ۱۳۵۶ھ

مسجد کے قریب ایک عید گاہ ہے اور اس عید گاہ میں چند قبریں بھی ہیں اور امام کے منبر کے بائیں
متصل قبر ہے اور میان قبر و منبر کوئی حائل بھی نہیں ہے اس صورت میں عید گاہ کو مذکور میں نماز جائز ہوگی
یا نہیں؟ (۱) اگر منبر کا کچھ حصہ قبر ہوں یا بلکہ اکثر حصہ قبر پر ہوں تو اس صورت میں نماز میں تو کوئی غلطی نہیں
آئے گی؟ بینوا بالذلیل مع حوالہ کتب فقط۔

الجواب۔ اگر وہ عید گاہ خاص قبرستان میں بنی ہے کہ دو چار لمحوئے قبریں پھیل گئی ہوں باقی
مناظرہ وہ سطح برابر کردہ وہاں عید گاہ بنائی جب تو ظاہر کہ نماز نہ ہوگی۔ اور جنہوں نے ایسا کیا وہ گنہگار ہوں
ہوئے اور فرض ہے کہ اس جگہ کو قبرستان ہی رکھیں جب کہ وہ قبرستان وقف ہو کہ کسی وقف کو بیعت سے
بدلانا ناجائز اور کسی کے بدن سے بدل نہیں سکتا وہ جگہ مقبرہ ہی ہے۔ عید گاہ جنہیں علماء فرماتے ہیں کہ لا
يجوز تغيير الوقت عن هيئۃ الام اور اگر کسی کی مٹوک زمین قبریں اس کی اجازت سے بنائی گئی تھیں
تو بھی وہاں عید گاہ نہیں ہو سکتی کہ نماز قبروں کی طرف اور قبروں کا درمیان اور قبروں پر جائز نہیں اگر صورت
یہ ہے کہ عید گاہ میں قبریں بنائی ہیں یا کوئی قطعہ زمین جس میں دو چار قبریں بھی تھیں کسی نے اپنا پچا پوچھا
کے لئے دے دیا تو اس صورت میں جب وہ قبریں امام کے سامنے نہیں صرف ایک طرف منبر سے
متصل ہیں امام اذان تمام مقتدیوں کی نماز ہے کراہت ہو جائے گی جن کا میں یدی وہ قبور نہیں۔ ہاں
وہ مقتدی جن کے جن یدی وہ قبریں کی اور بیچ میں کچھ حائل نہ ہوگا تو ان کی بھرت قبر ہوگی نماز اسی صورت
میں مکروہ ہوگی جب کہ قبریں یدی المصلی ہو کہ ناشعین کی ہی نماز پڑھے تو اس کی نگاہ قبر پر پڑے۔ اور
اگر ناشعین کی طرح نماز پڑھے تو قبر پر نگاہ نہ پڑے گی اتنی دور وہ قبور مصلی سے جس تو ان کی نماز بھی
بلا کراہت ہوگی۔

بہتر یہ ہے کہ ان قبور پر ڈاٹ لگا دی جائے قبریں اس کے اندر چھپ جائیں یا وقت نماز کوئی
اگر کوئی کریں مضمرات پھر قبرستان میں ہے لانکما الصلاة فی جہۃ القبور الا اذا کان بینہ و بینہ
بحیث لوصی صلاة الخاشعین وقع خاتیر پھر راوی پھر عالمگیری میں ہے ان کا کہ بیہ و بین القبور مقفل

سالمو کان فی الصلاة دیمیر انسان لایکرم۔ ماوی پھر مفید المستفید پھر خزانة الروایة میں ہے سئل ابو نصر
عنه ذلک فقال ان کان الغیر ویرام الفصل لا یکره فکذا اھونا والحد الفاصل موضع سجودہ انتھی۔ واللہ
تعلی اعلم۔

(۲) منبر پر خطبہ ہوتا ہے نماز سنہیں ہوتی جب نماز نہ قبر پر پڑھی نہ بین القبور بطرف قبر قریب کہ صلاۃ عاشعین
بصر قبر پر پڑھی تو نماز ہو گئی۔ واللہ تعالی اعلم۔

۲ اشہان المعظم ۱۲۵۶ھ

مسئلہ۔ از محلہ براجم پورہ بریلی

نماز قریب کے بعد امام کو بس درخ پر بیٹھ کر دعا لگنا چاہئے اور دیکھ نماز ظہر وعصر وغرب وعشا کن رعول
بر امام کو بیٹھ کر دعا لگنا چاہئے ہر اوقات نماز کی تفصیل علیہ معلوم ہونا چاہئے فقط

الجواب۔ امام غیر ہے چاہے جس طرف انصراف کرے خواہ داہنے ہاتھ یا بائیں ہاتھ چاہے
رویہ شرق ہو کر بیٹھے مگر جب کہ اگلی یا پچھلی صف میں کوئی مفصل اس کے مماذات میں ہو مگر داہنے ہاتھ کا
انصراف مجبوب ہے یعنی رویہ شمال ہو کر بیٹھے داہنے ہاتھ کو معتدی ہوں بائیں کو قبلہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام
کو تائب من مجبوب ہے اور حضور کا انصراف یوں ہی ہوتا حدیث مسلم میں ہے کان الذی صل اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم یضرب عن عینہ اور کان استمرار پر دلالت کرتا ہے۔ ہاں بیان جو ان کے لئے کہ کوئی اس ولادت
سے یہ اعتقاد کرے کہ یہی حق تعالیٰ لازم ہے کہ یوں انصراف کرے بہت ہمارے حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے
یہ اسرار بھی فرمایا یعنی رویہ مجبوب پشتہ شمال ہو کر تشریف رکھنا۔ مصممین میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے ہے کہ آپ نے فرمایا لا یجعل احدکم للشیطان شیئاً من صلاتہ یری ان حقاً علیہ

ان لا یضرب الا عن عینہ لقد راہایت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کثیراً یضرب عن
یاسرہ صحیح فی شرح منیہ میں ہے اذا تمت صلاۃ الامام فهو یخیر ان شاء عن یسارہ وجعل القبلۃ
عن عینہ وجعل القبۃ عن یسارہ وهذا اولی لما فی مسلم من حدیث الامام کنا اذا اصلینا خلف رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجبت ان نکون عن عینہ حتی یتقبل علینا بوجہہ فان مقہومہ ان
وجہہ عند الاقبال علیہم کان یقابل من ہو عن عینہ وظلالہ انما یکون اذا کان الجسد عن عینہ
والقبۃ عن یسارہ وقیل معناہ حتی یتقبل علینا بوجہہ قبل من ہو عن یسارہ فیلیل الانصراف عن
عینہ لانه یجلس منہ یقابل یمتثلہم فی القعود بعد الانصراف عن عینہ کما فی حدیث انفس

فی مسلماً ایضاً کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یضرب عن عینہ۔

وما فی الصحیحین وغیرہما من حدیث ابن مسعود قال لا یجعل احداکم للشیطان شیئاً من صلوتہ
یری ان حقاً علیہ ان لا یضرب الا عن عینہ لقدر آیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یضرب
عن یمینہ لا یضرب عن یمینہ الا عن عینہ لعلہ علیہ الصلوۃ والسلام ذلک تعلیمہ لحوار من معہ شعبۃ للشیطان و
اعتیاداً لہ و هو ای الجوار من مراد ابن مسعود فانتہ انما شغل عن ابن مسعود ان عن الیمین حقاً لا یضرب
غیرہ والمراد من الاضمار ان الاضمار عن جوبہ الصلوۃ وحی القبلة اعم من ان یجلس بعدہ او لا
والی قولہ وان شاء استقبل الناس بوجهہ ای وجلس لعمای الصحیحین وغیرہما من سمعہ من جنداب
کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا اقبل صلوۃ اقبل علیہا بوجہہ و هذا اذا العربین یحذرون ای فی
مقابلتہ عند استقبال القوم مصل حتی لو کان یحذرون مصل لا یستقبلہ بل یخرف یمینہ و یمینہ مساویہ
کان المصل فی النصف الاول او فی النصف الآخر العربین یخجلون انہ یخضعوا۔ یہ کہ نہیں ہے کہ غیر میں
اس رخ پر انصراف کرے ظہر میں اس رخ پر عرصہ مغرب عشا میں اس رخ پر اول ہی ہے کہ روئے شمال کرے
اور کسی بھی روئے جنوب بھی بیٹھے اور کسی صف میں اگر کوئی مصل نہ ہو تو پشت بقبلہ روئے شرق بھی بیٹھ سکتا ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۲ از شہر ری علی ملاطی مگر مسئلہ بناب شاگردان صاحب ۳ اشعنان المغفلۃ ۵۰
جمعہ کے دن خطیب نے خطبہ اول کے درمیان اعلان کر کے کہا کہ یہ ایک شخص سنتیں پڑھ رہا
ہے اس کو منع کر دو کہ یہ سنتیں نہ پڑھے تو خطیب کو خطیب کے درمیان بہت اعلان کر کے بات کرنا اور بولنا
جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب۔ خطیب میں خطیب کو کلام کرنا جائز نہیں۔ مگر جو امر بالمعروف نہی عن المنکر ہو خطیب ہوتے
سنتیں شروع کرنا یا نہ نہیں اس کو روکنا خطیب کی حالت میں جائز تھا۔ فقہ میں ہے بکرو للخطیب ان یتکلم
حال الخطیۃ بکلام الدنیا کما فی الاذان والاقامۃ بل اولیٰ عالمگیر یہ میں ہے بکرو للخطیب ان یتکلم
فی حال الخطیۃ الان یتکلم امر بالمعروف۔ مگر اسے غور و کثافت اور دوسروں کو مل کر نہ کہ تم روکنا کہ
اتھیں خطیب کے وقت سے پہلے ہی سے جب امام خطیب کے لئے چلے پوری کوجہ کے ساتھ توبہ ہو کر پیش
چاہئے اور ہر طرح کلام ممنوع۔ وہ اگر کسی کو امر بالمعروف نہی عن المنکر کرے تو جائز ہے

نہیں کر سکتے اس آنکھ یا سر یا ہاتھ کے اشارے سے کر سکتے ہیں۔ عالمگیریؒ میں ہے۔ اذا خرج الامام فلا صلاۃ ولا کلام سوا کان کلام الناس او التسمیۃ العاطس او دعوۃ السلام (راقی ان قال) واداء الحمد بکلمۃ یسلطانه وکلمۃ اشارت الیه او برأسه او بجنبه نحو ان یرای منکر آمن انسان فتمت الابدان او اخبر بخبر فاشترک بالرسول بالصمیم انه لا یاس به حکذا فی المحیط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از عمل بانسان ہر بی مسئلہ حیدر خاں۔

زید جو کہ صلاۃ کا منکر ہے اور دو ایک اس کے ساتھی اور بھی ہیں جو کہ منکر صلاۃ ہیں انھوں نے اس بات کی کوشش کی کہ صلاۃ نہ ہو مگر اہل محلہ نے ان کے خلاف جس طرح سے روزمرہ صلاۃ وقت مقررہ پر ہوتی ہے قائم رہی اور سڑے کی کہ صلاۃ بند نہ ہوگی اور بدستور ہوئی رہے گی اس فیصلہ میں دو چار آدمیوں نے یہ بھی کہا کہ صلاۃ ایک نیک کام ہے اگر عید نماز ختم ہونے کے دس دس مرتبہ اور کہو اور ہم بھی شریک ہیں یہ کلمات درود و سلام بھیجنے کے میں اس پر تمام اہل محلہ نے کہا دس دس مرتبہ نہیں بلکہ جس قدر جس کو زیادہ درود و سلام بھیجے گا سو جمع ہو جائے اور یہ بات بعد نماز عشا کے طے ہوا تھا آج زید کو کوڑے مینی منکر صلاۃ نے ظہر کی جماعت جب ختم ہو گئی اور جو آدمی باقی رہ گئے تھے نماز پڑھ رہے تھے بواہر زید صلاۃ پچاری اس صورت سے اس منکر صلاۃ کا صلاۃ کہنا کہاں تک درست ہے مفصل تحریر فرمادیجئے

در زمینہاں پر نظر فساد کا ہے۔ فقط

الجواب۔ بے شک صلاۃ و سلام عرض کرنا نیک کام ہے جب وہ نیک کام ہائے میں کو نیک کام سے کیوں روکتے ہیں نماز سے پہلے بھی نیک کام ہے نماز کے بعد بھی نیک کام ہے جس وقت عرض کریں نیک کام ہے نماز کے بعد اس سے جو دوسرا مقصد ہے وہ حاصل نہیں ہوگا گناہ سے پہلے وہ مقصد بھی حاصل ہوگا ایک بات کوئی مقصد رکھ سکتی ہے مثلاً اذان سے اطلاع ہی مقصود نہیں بلکہ اس سے جیسے اطلاع مقصود ہے جو میں اطلاع کرتے اور اطلاع نہ کرنا زشتی الہی رفعت رسالت پناہی بل جلال و ملی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ذکر کرتے ہیں و اس مقصد کی گناہ میں سبحان اللہ کہنا اس سے ذکر الہی تسبیح بھی مقصود اصلاح نماز بھی امام کو اس کی لٹھی پر نہ مٹا تیرہ ہوتی ہے محکم لائق میں فرمایا المقصود من الاذان لہر خضر فی الاعلام بل هو و اعلام اللہ و نشر ثناء اللہ تعالیٰ و تذکیر الخلق والانس۔ یوں صلاۃ و سلام بعد اذان سرکار سر پر کرنا علیہ الصلاۃ والسلام پر درود بھی ہے اور اس وقت اس سے تشوہب اعلام بعد اعلام بھی

حاصل۔ ع۔ چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دوکار۔

دیکھو ایک نہایت نفل پارسیت سے ادا کی جاسکتی ہے اگر کوئی وہ دور کھت ان پارسیتوں سے پڑھے سب باتوں کا ثواب خفا پا ہے حاصل ہوگا۔ اور چاروں باتوں کا ادا کرنے والا ٹھہرے گا۔ وضو کر کے دور کھت بنیت تہیۃ الوضوء تہیۃ المسجد پڑھے دونوں باتیں ادا ہو جائیں گی۔ اور اگر وقت پاشت ہو اور اس وقت کسوف بھی ہو اور ان دونوں کی بھی نیت کرے تو چاروں ادا ہو جائیں گی۔ طحاوی علی مراقی الفلاح میں فرمایا یصح دونوی نافلتین او اکثر کما لو نوی تحبۃ مسجد وسنة وضوء وخی وکسوف ام اور دیکھو اگر کوئی نفل کر رہا ہو فصل جماعت اور دن جمعہ کا ہو اور اس دن عید بھی اور وہ جماعت و عید و جمعہ سب کی نیت سے غسل کرے سب ادا ہوں گے۔ اور سب کا ثواب پائے گا تو یہ اگر کوئی سوئے وقت اس نیت سے وضو کرے کہ با وضو سوئے گا اور ساتھ ہی اس کی نیت بھی کرے کہ غیبت کی ہے بعد غیبت وضو مستحب ہے۔ پوچھو اونٹ کا گوشت کھا یا ہے اور اس کے بعد وضو کرنا مستحب و محسن ہے تو ایک ہی وضو سے جو سب کی نیت سے کرے گا سب باتوں کا ثواب پائے گا۔ حاشیہ علامہ طحاوی علی مراقی الفلاح میں ہے ان جمع بین عبادات الوسائل فی النیۃ صحیح کما لو اغتسل لجماعة وعید بجمعة اجتمعت ثواب النکاح کما لو صائم ثم بعد غیبة واکل لحم جزیر۔

تثویب اعلام بعد اعلام کو وہابی بھی جائز ثواب مانتا ہے۔ وہابی۔ الصلاة والسلام منکینف یا رسول اللہ سے جلتا ہے۔ وہابی تثویب کا دلائل مخالف نہیں بلکہ اس صلاۃ و سلام کا مخالف ہے۔ اسے شرک جانتا ہے جب تثویب محسن اور نیک کے دل کی راحت دل کا چین ایمان کی رونق الصلاۃ و السلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو اس کی مخالفت کے کیا نسخی سوالات کے کر ایسے لوگ وہابیوں کے جھوٹے پروپیگنڈے کا شکار ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ خدا انھیں ہدایت فرمائے اور توفیق شیریہ راہ ثواب پر چلائے گا ثواب ان سے کرائے ضد وعناد اور ہر فساد سے بچائے انھیں وہابیہ کی چھاپی کتاب دربارہ تثویب کے مسئلہ پر نہ بے بقیہ اوقات صلاۃ تثویب زمانہ تابعین سے مستحسن ہوئی ہے اور اس میں وہ جماعۃ درست ہیں جو دلائل علی الاعلام ہوں انہی میں اسی صفحہ پر کچھ طرکے آگے ہے متاخرین نے مغرب کے علاوہ جملہ نمازوں میں تثویب جائز قرار دی اور علت اس کی صرف نفیم اور غفلت ہے اور عوام کی سستی اور کالی کاظم ہوا مورد تہذیب میں کا صریح فی العایہ شرح الہدایۃ اور یہ جملہ امور

صبح ہیں پس مسافروں نے بضرورت تہاوان یا یمن چوں کہ اس کو جائز قرار دیا ہے اہم ۲۴ پر ہے تنویب کا مقصد جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے صرف یہی ہے کہ مخاطب کو نماز کے لئے متنبہ کیا جائے اور اس جملہ الصلاۃ والسلام علیہ و آلہ و رسول اللہ کو فعل تنویب میں استعمال کرنا جہل مرکب اور ضلال عین ہے اور چوں کہ یہ لفظ دال پر تنویب نہیں اس لئے تنویب کے ثواب سے محروم رہیں گے۔

ان عبارتوں سے ظاہر ہے روزِ رمضان کی طرح روزِ شنبہ کے تنویب کو دہانی بھی جائز نہ صرف جائز مستحسن بلکہ ایسا ہے ہاں اس میں درودِ شریف صلاۃ و سلام کا انکار کرتا ہے اور اس کے انکار میں اپنی جہاں اپنی حماقت کا طرح طرح تاثر دکھا کر ہے جو لوگ ایسی جگہ جہاں اذان و اقامت کے درمیان صلاۃ و سلام عرض کیا جائے اور اس سے اعلام بعد اعلام کا فائدہ بھی لیا جاتا ہے بعد نماز اذان و اقامت صلاۃ و سلام عرض کرتے ہیں اور کہتے ہیں صلاۃ و سلام نیک کام ہے اگر بعد نماز ختم ہونے کے دس دس مرتبہ اور کہتے ہیں شریک ہیں وہ ارزاہ حالہ کی صلاۃ و سلام گویند کرنا چاہتے ہیں کہ جب بعد نماز بھی صلاۃ ہوگی تو قبل نماز اعلام بعد اعلام کا فائدہ نہ کرے گی یوں لوگ درمیان اذان و اقامت، یا اذان بعد نہ کیا کریں گے کس وقت آواز بلند صلاۃ و سلام عرض کرنے کا جو غرضی فائدہ تھا وہ اب نہ رہا اس خیال کے لوگ اذان کے لئے بھی بھی ہیں کہیں گے کہ اذان نیک کام ہے بعد نماز بھی ہو کر دس دس مرتبہ یا سو سو مرتبہ ہم بھی شریک ہیں جو صلاۃ یمن اذان و اقامت جاری ہے وہ جاری رہے بعد نماز بھی اگر کچھ لوگ دس دس بار عرض کریں عرض کریں وہاں کے لوگ سمجھ لیں کہ بعد نماز جو صلاۃ و سلام دس بار یا بیس بار ہے وہ بعد نماز ہے نماز سے پہلے جو صلاۃ و سلام عرض کیا جاتا ہے جس سے اعلام بعد اعلام کا بھی فائدہ ہے وہ دس بیس سو یا پچاس بار نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم فقط۔

مسئلہ ۳۳۔ از موضع بیعت دورہ ڈاکا نہ بشارت گنج مطلع بر علی مسئول شیر محمد خان

ایک شخص نماز میں دلائل الضالین کے بیجا کے دلائل الضالین ظ کی آواز سے بڑھتا ہے بعد ازاں ایسے بڑھنے سے نماز ہوگی یا نہیں وہ کہتا ہے کہ میں دلائل الضالین کو ظ کی آواز سے بڑھوں گا بہت اہم کر کے پراس نے ایک جمعہ کو دلائل الضالین کو صحیح بڑھا تو اس نے یہ کہا کہ نہ میری نماز ہوئی اور نہ مقتدیوں کی۔

الجواب۔ جب تک وہ توبہ نہ کرے اور عرض کو حق نہ پڑھے اس وقت تک اس کے پیچھے

بالنظام قصد صلاتہ وکذا الوقرہ الامام اذ مر شعر الذی ال مکان الضاد قصد صلاتہ ولو قرأ بالتم
مع الضاد الامام اذ مر شعر لا قصد صلاتہ۔ اسی میں سے لوقر اذ غیر الغضوب بالنظام و الذی لا قصد
صلاتہ ولو قرأ الضالین بالنظام او بالذی لا لا قصد صلاتہ ولو قرأ الذالین بالذی لا لا قصد صلاتہ
جامع الفصولین میں سے لوقر بالنظام مکان الضاد و یقر ذکیتام و اصحاب الحیة مکان اصحاب الانار
لہم فیز امامتہ ولو تعد کف ملاطی قاری کی شیخ الرضی الاذ مر مر فراتے ہیں کون تعد و کذا الامام
فیہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ

سوال بجز داس کے کہ سفر کیا گیا اور قابل امام موجود ہے ملازم پیشہ کی امامت صحیح ہے یا نہیں؟

بینوا وجرؤا۔

الجواب۔ اگر کوئی شخص قابل امامت موجود ہے اور وہ بے معاوضہ اس خدمت کو انجام دیتا
ہے تو اسی کے پیچھے نماز پڑھی جائے دوسرے شخص اگرچہ قابل امامت ہو اور مسجد سے بے ضرورت خواہ
پر نہ رکھا جائے اور اگر خود لوگ چندہ کر کے خواہ دیں جب بھی کہ اگرچہ متاخرین کے نزدیک اجرت امامت
ایسا دینا جائز بھی خود امامت پر عقد نہ کرتا چاہے مگر ظاہر ہے کہ ایسے شخص کی امامت سے اس کی امامت
کہیں بالا ہے جو بے معاوضہ پڑھاتا ہے یہ تو اس صورت میں ہے کہ دوسرا بھی امامت کے لائق ہو کہ
اسی صحیح العقیدہ ہو یا نہ غیرہ ہندو ہے نہ عوام اور اگر ہندو ہے ہے جب تو اس کے لیے نماز گاہ ہے
اور اس کی ہندوئی معاذ اللہ کفر تک پہنچی ہوئی ہو جیسے آج کل کے وہابی اور قادیانی وغیرہم جب تو اس
کے پیچھے نماز ہی باطل جیسے کسی ہندو جو کسی نصرانی یہودی کی پیچھے ہو یا اگر ہندو جب تو نہیں مگر فاسق
معین ہو کہ مثلاً دارمی حدیث سے کہ رکھتا ہو یا کسی اور فاسق کا ارتکاب علی الاعلان کرتا ہو تو بھی اس کی امامت
جائز نہیں اس کے پیچھے نماز کہ وہ تحریمی واجب الامادہ ہوگی کہ بڑھتی گناہ اور جو پڑھی ہو اس کا پھر زاد
یوہیں اگر فاسق بھی نہ ہو مگر مسائل ضروریہ طہارت و صلاۃ سے ناواقف یا واقف بھی ہو مگر ہر حال ان پر
مائل نہ ہو۔ قرآن عظیم صحیح نہ پڑھتا ہو حلال ملازمت رکھنے والے کے پیچھے نماز میں حرج نہیں اس کی
امامت درست ہے خود امامت کی ملازمت مراد ہے تو اس کا حکم اور پر گندہ چکا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ جو شخص اپنی ذلت غرض سے ایک عالم کو برسر اجلاس فحش گالیاں حتی کہ ماں وادی بیوی وغیرہ کی دے کر کفر کا فتویٰ لگائے اور بغیر توبہ یا معافی کے پھر مسجد امام بن جائے اس کے پیچھے نماز درست ہے حالانکہ خود بھی مولوی ہوئے کادمی ہوا اور کسی باندہ وغیرہ کے جھگڑے میں اپنے بزرگ مولوی کو ہرا کر کفر کا فتویٰ لگا کر مسجد کا مالک بننے کی کوشش کر کے امام بنے کیا اس کی امامت درست ہوگی؟

الجواب۔ نہیں جب تک وہ توبہ نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از قصبہ منگھڑ علی شیر پور ضلع بستی عبداللہ لاشرقی ۱۶ رمضان المبارک ۱۳۵۵ھ

لے نہ بد خلی مئی کہتا ہے کہ ضالین پڑھنا جائز ہے اور کہتا ہے کہ ضالین پڑھنا جائز ہے اس دیوبندی ضالین پڑھنے والے کے پیچھے نماز جائز ہے یا کہ نہیں حالانکہ عقائد باطل بھی رکھتا ہے اور وہ کس گناہ کا مرتکب ہو سکتا ہے اور ایسے عقائد والوں سے سلام کلام طعام اور بیاہ شادی کن کیا ہے؟

بے بعد نماز فرض قبل طلوع آفتاب کے سنت پڑھنا جائز ہے یا کہ نہیں؟

بے بعد نماز وتر کے نفل پڑھ کر پڑھنا جائز ہے یا کہ نہیں ہو کر۔ بینوا توجروا

الجواب۔ جو شخص ضی کو مشقت بھی اس کے فرض سے نہ نکال سکے وہ اس کو اس کے فرض سے نکالنے کی کوشش کرتا ہے یہ اس پر فرض ہے وہ معذور نہ ٹھہرا جائے گا اگر اس نے کوشش چھوڑی تو ملزم ہوگا اور اگر ضی کی بجائے جان کر کوئی دوسرا حرف پڑھے گناہ نہ ہوگی ہاں وہ کوشش کر کے بھی صحیح صبح ضی نہ پڑھے اور اس کی زبان سے بجائے ضی کے اگر ظاہر ہو تو اس صورت میں نماز ہو جائیگی مگر اس کے پیچھے نماز نہ ہوگی جب تک وہ صحیح نہ پڑھے گا۔ یوں وہ شخص جو ضی اور ظاہر میں فرق سے واقف نہیں اسے تمیز نہیں وہ اگر بجائے ضی ضالین میں ظاہر دے تو اس کی نماز ہو جائے گی۔ یوں اگر کسی کی زبان سے بجائے ضالین ضالین نکل گیا تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر ایسے لوگ بجائے ضی د ضالین میں پڑھ جائیں تو نماز نہ ہوگی۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ ہر جگہ ایسے لوگ اگر ضی کو ظاہر پڑھ جائیں گے تو نماز ہو جائے گی اور کچھ اور پڑھ جائیں گے تو نہ ہوگی بلکہ مضروب کو اگر منظوب یا مغدوب پڑھ جائے گا نماز فاسد ہو جائے گی۔ یوں اضطراب سے اگر اضطراب سے راہِ اظہر سے پڑھ دیا جائے گا نماز فاسد ہو جائے گی۔

یہاں سے معلوم ہوا کہ یہ جو باہل و پایوں نے جاہلوں کو بہکایا ہے کہ ضی کو ظاہر پڑھے بعض ان

کی تفصیل ہے، ظاہر تو کوئی حرف ہی نہیں دی، حق کو ظاہر نہایتا اور ظاہر سے بعض صورتوں میں نماز فاسد ہوگی اور بعض اوقات کسی حرف سے بدل کر پڑھنا اس سے نماز تو نماز پرانہ ہی جاتا ہے مگر اگر یہ تحریف اور تصدق تحریف ہے بقراء الظالم مکان الضاد لغیر امامتہ ولو تصدق لغیر منع الروض فانہ ہر سب سے کون تصدق، الا کلام فیہ ما لکیر لیس ہے ان ذکر حرف فامکان حرف ان غیر المعنی فان امکان الفعل بین الحرفین من غیر مشقۃ کا نظام مع الصاد تصدق صلاتہ عند النکل وان کان لا یمکن الفصل بین الحرفین، الامم شقۃ کا نظام مع الضاد اختلاف المشایخ قال اکثرہم لا تصدق صلاتہ لہکذا فی فتاویٰ قاضی خاں وکثیر من المشایخ اختاروا یہ قال القاضی الامام ابو الحسن و القاضی الامام ابو اسحاق تصدق فسدات وان جاری علی لسانہ او کان لا یعرف التبیان لا تصدق وهو اعدل الا فاقول والفتاویٰ لہکذا فی الوحید فکر درمی ومن لا یحسن بعض المعروف ینی ان یجہد ولا یجہد فی ذلک ام مختصہ فتاویٰ قاضی خاں میں لو قرأ الامام اظہر تصدق صلاتہ ولو قرأ الظالمین بالظالم او بالذال مکان الضاد تصدق صلاتہ ولو قرأ بالنام مع العاد الاما اختار تصدق صلاتہ۔ ان میں سے لو قرأ غیر المعطوب بالظالم وبالذال مکان الضاد تصدق صلاتہ ولو قرأ الظالمین بالظالم او بالذال لا تصدق صلاتہ ولو قرأ الدالین بالذال تصدق صلاتہ۔ جو محمد خاں نے پڑھا ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا نماز فاسد کرنا ہے اگرچہ اپنے آپ کو کسی کہتا ہو یا واقع میں نہ ہو۔ اور اگر وہ دہائی وغیرہ بد مذہب ہو تو یوں بھی اس کی امامت نہایت اگر ظالمین بہت صحیح و صاف پڑھا ہو۔ بد مذہب کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الامارہ ہے اور اگر اس کی بد مذہبی حد کفر تک پہنچی ہوئی ہو جیسے آج کل دہائی قادیانی دیوبندی براہمنی وغیرہ جب تو اس کے پیچھے نماز باطل محض جیسے کسی یہودی نصرانی ہندو جو کہ کے پیچھے اس سے سلام کلام ربط ضبط اس کے ساتھ کھانا پینا اور رسم رکنا سب حرام ہے قال تعالیٰ واما ینبئک الشیطان فلا تصعد بعد الذکر لی مع القوم الظالمین واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۸ مسئلہ۔ زید نے رکعت ثانی میں اَللّٰہُمَّ اِنِّیْ عَسِیْتُ اَعْلَمُ بِاَمْرِ وَقْتُہِ کیا اور رکوع کر لیا اور اس آیت کے بعد ایک رکعت پوری چھوڑ دی جو میرے شیخ جن مَن بَنَّا اِنِّیْ نَمُحِّیْہِمُ وَہَا الظَّالِمُ بَنَّا اَعْلَمُ بِاَمْرِہِ کہتا ہے کہ یہ کتا ہے کہ یہ خل کے یاس تشبیہ ہے لہذا اَلَا تَنْسَوْنَہِیْ اَتَقَا۔

دربانت طلب یہ اس رہے کہ حکیم پر وقت کیسا ہے اور اس شخص کا کہنا کہ ملنا ضروری تھا صحیح ہے یا غلط؟
 مینوا تو جروا۔
 المستفتی محمد فخر الدین مونگیری

الجواب۔ حکیم پر وقت کر سکتا ہے نہ آگے کی یاد نہ تھی جب تو کوئی بات نہیں ہاں یا تھی
 اور چھوڑ دی یہ ہر کیا وہاں وصل ضروری نہیں وہ غلط کہتا ہے یہاں وصل بہتر ہے وقت سے۔ واللہ
 تعالیٰ اعلم یہاں حکیم کے بعد یہ تین علامتیں قرآن عظیم میں مکتوب ہیں لا۔ صلی۔ ق۔ ق۔ خود علامت
 قبل علیہ الوقت اور صلی مخفف الوصل اولیٰ اور لا اشارہ عدم وقت ہے تو نہ بظہن نہ اور ملنا بہتر ہے نہ
 یہ کہ لازم و ضروری۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از منشی جان محمد مملہ خی پستی شہر کہنہ بریلی۔ ۲۴ جمادی الآخرہ ۱۳۵۷ھ
 امام کو نیت کس طرح کرنا چاہئے۔ نیت امام کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ مینوا تو جروا۔

الجواب۔ امام ویسے ہی نیت کرے جیسے منفرد کرتا ہے وہ نیت امامت کرنے کا محتاج نہیں
 مالک گیر نہیں ہے والامام مینوی مایونوی المنفرد ولا محتاج الی نية الامامة حتی لو نوی المند لا یؤم فلانا
 فیما فلاں واقتدی بہ جانن ہکذا فی فتاویٰ قاضی خان۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از مقام کوسر گڑھ ضلع اجیمہ شریف۔ فیض محمد ولد محمد بخش صاحب۔
 کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ میں۔

(۱) ایک شخص نے مسجد کے اندر لونڈا بازی کی مسلمانوں کو معلوم ہونے پر توبہ استغفار کر لیا۔
 (۲) یہی شخص حملہ کے اندر چوری کی جس کی وجہ سے جرم قائم ہو کر کے سزا یافتہ ہوا (۳) یہی شخص غیر عورت
 سے زنا کیا دونوں شادی شدہ تھیں دوبارہ توبہ استغفار کر لیا اور قرآن پاتھ میں لے کر قسم کھائی کہ آئندہ زنا
 ہرگز نہ کروں گا (۴) پھر شادی شدہ عورت کے ساتھ زنا کرتے وقت دیکھا اور ہر قوم میں دہرنگہ اس شخص
 کی شہرت پھیل گئی بعدہ حملہ کے تمام مسلمان اکٹھے ہو کر مشورہ کیا کہ یہ شخص اپنے حملہ کے اندر بار بار زنا کیا
 ہے اس لئے آقران نہ لکھا کہ آئندہ کے لئے اس شخص کو حملہ کے اندر نہ آنا چاہئے ترک مولات کر لیا
 (۵) یہ شخص غیر حملہ کا سہنے والا ہے اور پچھ سال تک ہمارے حملہ کے اندر نہ آنے پائے جیسے شخص نا اتفاقی
 کی وجہ سے اس شخص کو مسجد کے اندر لائے اور اس شخص کے آنے سے حملہ کے اندر فتنہ فساد پھیل
 گئے ہیں اس شخص کے مسجد میں آنے کی وجہ سے ہمارے حملہ کے اندر نا اتفاقی پھیل کر بیچ و ترک نمازیوں

کی جماعت ٹوٹ گئی۔ (۶) یہی شخص ہنود کے ساتھ خنزیر کا شکار کیلئے کو جا کرتا ہے اور کئی کئی روز شکار گاہ میں رہ جاتا ہے۔ اس شخص کا شرمناک مسجد و محلہ کے اندر آنا ہوتا ہے یا نہیں اور یہ مسجد و محلہ کے اندر ہے (۷) اور یہی شخص امامت کے قابل شرعاً ہوتا ہے یا نہیں۔ اور یہ لکھے ہوئے سوالوں کا جواب ساتھ دلیل کے دے کر جواب دارین حاصل فرمائیں اندیشہ خونی زری کا ہے جواب جلد مرحمت فرمائیں؟

الجواب۔ وہ شخص سخت شدید گنہگار مستحق ناستی ہے اس سے میل جول ناجائز ہے اس کے اس حال بد حال پر مطلع ہو کر جو اس کے ساتھی ہیں وہ بھی گنہگار ہیں اس ظالم کی رسی میں گرفتار ہیں ان پر بھی توبہ لازم ہے لوگ اگر توبہ نہ کریں تو اس کی طرح ان کا بھی حقد پانی بند کر دینا چاہیے ان سے بھی میل جول موقوف کیا جائے وہ ہرگز امامت کا اہل نہیں اسے ہرگز امام نہ بنایا جائے اس کے پیچھے نماز مکروہ اسے نام برائے مانگا وہ خیر و تبیین الحقائق وغیرہ میں ہے نوشہرہ موافقہ یا غوث درمختار میں ہے محلہ صلا و آیت مع کواۃ الشریعہ تہذیب اعدائہا جو نمازیں اس کے پیچھے پڑھی ہیں ان کا اعادہ کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ مرسلہ بابو شیخ زکریا محاسب سیونی نیا پورہ منسلح ہو شنگ آباد الودہ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں۔

(۱) مسجد اہل سنت و جماعت میں حنفی امام کے پیچھے وہابی نماز پڑھتے ہیں اور آئین بالجمہر کہتے ہیں اس پر اکثر اوقات خفیوں اور وہابیوں میں فساد ہوتا ہے کیا اس حالت میں وہابیوں کو آئین بالجمہر کہنے سے روکا جائے تو کیا خلاف مسئلہ ہو گا حالانکہ وہابی جہد میں کہ اگر ہم یہاں حنفی امام کے پیچھے نماز پڑھیں تو آئین بالجمہر ضرور کہیں گے ایسی خطرناک حالت میں اگر وہابیوں کو مسجد مذکور میں آنے سے بھی روکا جائے تو کیا مسئلہ کے خلاف ہو گا؟

(۲) سوامر آئین بالجمہر کے جوہر رفع یدین وغیرہ کہتے ہیں اس پر کسی کو اعتراض نہیں ہے بلکہ رفع یدین پر ہر شخص کی نظر میں نہیں پڑتی ہیں اور آئین بالجمہر کا آواز کسی وناکس کے کا قول تک پہنچتا ہے؟

(۳) اکثر مساجد پر وہابی لوگ اپنا قبضہ مالکانہ اسی طرح جما چاہتے ہیں اور خفیوں کی مسجد میں نمبر

(۴) وہابی شافعی غیر مقلدین میں کیا فرق ہے یا ان کا اصول و فروع ایک ہیں یا مختلف؟

الجواب۔ (۱) وہابی اپنے عقائد خبیثہ کے سبب اسلام سے خارج ہیں احکامہ احکاء المریدین
انہیں مسلمانوں کی مسجد میں آنے کا کوئی حق نہیں انہیں روکا جائے اگر وہ نہ رکیں یا مانعت پر فتنہ فساد
کرنے پر آمراء میں تو حکومت سے انہیں روکا جائے مسجد سے ہر موزی کو روکنے کا حکم ہے خصوصاً ایسا
موزی در تختہ ارض ہے بمع منہ کل موزہ ولو بلسانہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) آئین اور دفع یدین خود تو ایذا کی چیز نہیں شوافع کہیں تو ان کی مانعت نہ کی جائے وہابی خود
بھی ایذا کی چیز ہے بوجہ اپنی بدعتی کے اگرچہ آئین بالجہر اور دفع یدین حنفی مذہب کی ضد پر بدعتی کرے
واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) کفار مرتدین کو مسجد سے روکنے کے بابت جب معلوم ہو گیا تو اس سوال کا جواب بھی اس
سے واضح ہو گیا جب مسجد میں آویں گئے بھی نہ دینا چاہئے تو انہیں مسجد کی کمیٹی کا رکن بنانا کیسے روا ہو
سکتا ہے ہرگز وہ ممبر کے اہل نہیں اگر نادانستہ اسے ممبر کیا گیا ہو تو اب اسے ممبری سے نکال باہر کریں
واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) شافعی ہمارے بھائی مسلمان ہیں ہم ان میں کچھ فرعی اختلافات ہیں ہم امام اعظم کے
مقلد ہیں وہ امام اعظم کے شاگرد کے شاگرد حضرت امام شافعی کے مقلد ہیں وہ دونوں اہل حق و ہدایت
ہیں دونوں باہم اصولاً متحد ہیں اور ہم اہل سنت سے وہابیوں کا اختلاف محض فرعی نہیں اصولی بھی
ہے اور فرعی بھی وہاں نہیں جیسا حنفی شافعی کا مانکی جنبی کا بلکہ ان کا اختلاف اصولی اور عبادی ہے۔
دوسرے سے تقلید ہی کو شرک جانتے ہیں وہابی دونوں طرح کا ہوتا ہے مقلد بھی جو دعویٰ تقلید کرتا
ہے اور تقلید کو ضروری بتاتا ہے جیسے دیوبندی اور غیر مقلد بھی جو تقلید کو حرام و شرک بتاتا ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ اگر وہابی لوگ مسجد اہل سنت و جماعت میں حنفی امام کے پیچھے نماز نہ پڑھیں اور اپنی
جماعت علیحدہ قائم کر کے آئین بالجہر کہیں تو کیا ان کو جماعت قائم کرنے دی جائے یا وہ اگر جماعت قائم
کر کے نیست باندھ چکے ہوں اور آئین بالجہر کہہ رہے ہوں تو ایسی حالت میں کیا کرنا چاہئے کیوں کہ ہر
وقت ایسے واقعات سے بیوہ ہونے کا اندیشہ ہے اور وہابی لوگ آمادہ فساد ہیں اندوئے شرع ضعیف
جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب۔ اس کا جواب اوپر کے جوابوں سے واضح ہے انھیں مسجد ہی میں آنے کی حاجت
مکرمہ سے کرائی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از عبد الغنی صاحب محلہ ذخیرہ بریلی

مغرب کے تین فرض امام کے ساتھ ادا کئے لیکن جس وقت امام نے سلام پھیرا اور دماغے فارغ
ہو گئی تو اگلی صف کا ایک مقتدی تین آدمیوں کے آگے سے سیدھے ہاتھ کی طرف نکل گیا وہ تین آدمی
جو اپنی نماز ادا کر چکے تھے اور انھیں تینوں آدمیوں کے پیچھے جن کی نماز باقی تھی وہ تین آدمی دوسری صف
میں ادا کر رہے تھے انہیں کیا حکم ہے؟ فقط

الجواب۔ اس صورت میں کہ مصلیٰ اور گدزنے والے کے درمیان کوئی مائل ہو بخیر یا آدمی
و غیرہ تو گدزنے میں کوئی حرج نہیں قال فی الغنیۃ لایسک المروء بین یدی المصلی اذا کان من
وہام المائل اسی میں اس عبارت سے اگرچہ حائل محمول بینہ و بین الماعزای العصا المرکوزۃ
امامہ او المصطواتہ او نحوہا من شجرۃ او آدمی او دابة او غیر ذلک۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ مستورات حافظہ تراویح کی نماز پڑھا سکتی ہیں یا نہیں یعنی ایسی جماعت جس میں
صرف عورتیں ہی ہوں یہ بیہودہ اور ناجائز ہے۔

الجواب۔ عورتوں کو جماعت کا حکم فرض میں نہیں نفل تو نفل ہے عورتوں کی جماعت مکروہ
ہے اور اگر کریں تو ان میں جو امام بنے وہ ان کے وسط میں کھڑی ہو۔ مردوں کے امام کی طرح آگے
نہ کھڑی ہو فرض میں بھی پڑھیں تراویح میں بھی کہ اس میں ان کی امام آگے کھڑی ہو کر اہمیت و وجہ
ہو جائے گی اور امام دوسری گناہ گار ہے۔ درمختار میں ہے ویکرہ تجریت جماعۃ النساء ولو فی الترابیح
واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از شہر کبیر از مکان مصطفیٰ علی خاں بریلی شہر۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین ان مسائل میں۔

- ۱۔ عورت اگر نماز کی نیت باندھے تو انگوٹھوں کو شانے پر لگا کر باندھے یا ہتھیلی کا رخ کمرے
کی طرف کر کے نیت باندھے اور انگوٹیوں کے سرے کانوں کی ٹونگ اٹھائے جاویں یا اس سے اوپر کچھ
۲۔ رکوع کرنے میں عورت کے گھٹنے کس قدر چلے رہیں یعنی جھکنے میں کس قدر آگے کو گھٹنے

رہیں یا بالکل کھینچے نہیں؟

۳۔ عورت اگر سیزر یا ہتھ باندھے تو تینوں انگلیاں اور پر کے اور باقی انگوٹھے اور پھنگیبا کا

علقہ کرے۔

الجواب۔ عورت کا درہوں تک ہاتھ اٹھائے انگوٹھے شانوں سے ٹیکے کا حکم نہیں

مرد و عورت میں یہی فرق ہے کہ مرد کان کی لوبک ہاتھ اٹھائے گا عورت شانوں تک اس طرح کہ

انگلیاں شانوں تک اٹھیں پتھیلیاں بھاتی کے مقابل رہیں۔ ہاتھ اٹھائے وقت پتھیلیاں قبلہ کی

کرتی چاہئے اور انگلیاں پتھیلیاں اور بلند رکھنی چاہئے۔ عالمگیری میں ہے ۱۵۱ اس اوال الذخول فی الصلاة

کبر صر فحید یہ حد ام اذنیہ حتی یحاذی بابا مایہ شمتی اذنیہ و برؤس الاصابع فروع اذنیہ

کذا فی التبیین قال الفقیہ ابو جعفر یستقبل بطلون کعبہ القبلة و یشتر اصابعہ و یرفعها فاذا

استقر تافی موضع محاذات الایہامین شمتی الاذنین یکبیر والمرأة ترفع حد ام منکبھا و اھو الصمیع کذا

فی الھدایۃ والتبیین۔ فقیر شرح منیہ میں ہے المرأة فانما ترفع ید یھل عند التکبیر حد ام بشد یدھا

بمحیط تكون رؤس اصابعھا حد ام منکبھا لان ذلک استرلھا و امرھا منی علی الستر۔

۴۔ عورت مرد کی طرح رکوع نہ کرے کہ پشت کو ایسا بچھا دے کہ اگر پر یا لپائی سے لبریز پشت پر

رکھا جائے تو وہ ٹھہر جائے بلکہ ٹھوڑا جھکے کچھ گھٹنوں کو بھی جھکائے اور گھٹنوں پر اعتماد نہ کرے اور انگلیاں

کھلی تر کر کے بلکھڑی جوئی اور بازو نہ پھیلائے عالمگیری میں ہے۔ والمرأة تمحی فی الركوع وسیراً ولا تعقد

ولا تخرج اصابعھا و لکن تفسد ید یھا و تصنع علی رکبیتھا و تضع اذنیہا ولا تعقد فی عین یدھا گھٹنے

کچھ تے ہوئے نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ سجدہ میں دونوں ہاتھ کانوں کے سامنے رہیں مرد و عورت

ہر ایک کے۔ اور انگلیاں قبلہ رو ہیٹ زانوں سے چپا ہوا رکوع اور سجود دونوں میں سجدہ کے بعد

دونوں پاؤں پر بیٹھے۔ مرد کے سجدہ سے اتنی بات میں عورت کا حکم متحد ہے اور میں خبر نہیں کہ

جماعت عالمگیری نے ظاہر بیعت ید ید فی السجود حد ام اذنیہ و یوجہ اصابعھ نحو القبلة و کذا

اصابعھ علیہ و لا تعقد علی راحیتہ و ید ید ضبعیہ عن جنبیہ ولا یفتش ذراعیہ و یجافی بطن

عن غنڈانہ والمرأة لا تعقد علی راکعھا و یجودھا و تعقد علی رجلھا و فی السجود لا تفتش بطنھا علی

لخذا یدھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مکے۔ ہاں عورت اس طرح ہاتھ باندھے جیسے مردیں اتنا فرق ہے کہ مرد زیر ناف باندھے اور عورت سینہ پر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ مسکولہ از شہر کہنہ بریلی۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسائل میں۔

مسئلہ اول۔ اگر امام سے قبل بد تشہد ورد و شریف و دعا ہے فارغ ہو گیا تو سلام پھیرنے تک نیک کچھ پڑھے

یا خاموش رہے شرکت جماعت ابتدائی ہو یا دوسری؟

مسئلہ دوم۔ جماعت کے اندر انھوں کی صف میں بچوں کا شامل ہونا ابتدائی یا دوسری میں جماعت

انھوں کو کوئی نقصان پہونچا دے گا یا نہیں؟

مسئلہ سوم۔ تکبیر اولیٰ کا وقت کب تک ہے؟

مسئلہ چہارم۔ نزدیک نماز کہ کتنی نماز پانے پر جماعت پانے کا مستحق کہلا سکتا ہے؟

مسئلہ پنجم۔ اگر رمضان المبارک میں فرض یا جماعت تہیں لے تو وتر یا جماعت کا کیا حکم ہے حنفی

مذہب میں مستحب کب سے کب تک ہے لہذا بہتری کے لحاظ سے آج کل کس وقت پڑھنا چاہئے۔

بعض اقوجروا۔

الجواب۔

مسئلہ اول۔ اگر امام سے قبل تشہد اور ورد و دعا ہے فارغ ہو جائے تو تشہد کو اول سے

بمکرز فرمے یا اگر کوئی دوسری دعا محفوظ یا وہ جو مشابہ الفاظ قرآن ہو کر سکے یا کلمہ شہادت کی تکرار کر سکے یا مسکوت

کرنے جو چاہے اور صحیح یہ ہے کہ عجلت سے نہ پڑھے اس طرح پڑھے کہ امام کے ساتھ فارغ ہو غنیہ

میں ہے اذافرغ من التشہد قبل سلام الامام یکررہ من اولہ وقیل یکررہ کلمۃ الشہادۃ وقیل

یکت وقیل یا آتی بالصلاۃ والدعاء والصیغۃ ینتہی عن لیغ من التشہد عند سلام الامام اور اگر

قعدہ اولیٰ میں امام سے پہلے تشہد سے فارغ ہو تو تا فرغ امام خاموش ہی بیٹھے یہاں اقوال مختلفہ نہیں

اس میں ہے اذافرغ من التشہد الاول قبل فراغ لمامہ فانہ یسکت قولاً واحداً۔ اس اشتغال یا

سکوت کو تاخیر سلام سے ملا تو نہیں تاخیر تو جب ہوئی کہ جب تشہد ورد و دعا سے فارغ ہوئے ہی سلام

واجب ہوتا تاخیر وج من الصلاۃ بلفظ السلام واجب ہے نہ یہ کہ تشہد ورد و دعا پڑھتے ہی سلام معاذیہ

ہے یا نہ ہے کہ وہ ایک دھمکے بعد اور چند دیر پڑھے۔

پھر یہاں تو ہر طرح متابعت امام میں ہے جب تک امام سلام نہ پھیرے ہاں اگر امام قبل فرائض
مقتدی از خود و دعا سلام پھیرے تو اس لئے کہ یہ درود و دعا سنت ہے مقتدی کو چاہئے کہ متابعت
امام کرے سلام امام کی متابعت میں پھیرے۔ متابعت امام فرائض و واجبات میں ہے تاخیر لازم جب کہ
کوئی دوسرا واجب عارض نہ ہو اور اگر کوئی واجب عارض ہو تو یہ نہ کرے کہ اس واجب کے سبب اس
کو بالکل ترک کر دے بلکہ اسے کرے اور پھر متابعت بجالائے اس لئے کہ اس واجب کو کرنا نجات
کو بالکل فوت نہیں کرتا صرف مؤخر کرنا ہے اور متابعت ہے تاخیر سے وہ واجب بالکل فوت ہوتا ہے تو ایک
واجب کی تاخیر ایک کے بالکل تفویض سے اولیٰ ہوئی ہاں اگر واجب کے موقع پر کوئی سنت عارض ہو تو اسے
ترک کیا جائے گا کہ ترک سنت تاخیر واجب سے اولیٰ ہے۔ **ہکذا فی الغنیۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم**

۲۔ بچوں کو پیچھے کھڑا کرنا چاہئے۔ اگر کوئی بچہ یا چند بچے اسب جو آئے وہ اگلی صف میں شامل ہونگے
تو اس سے نماز میں کوئی غلط نہ آئے گا۔ مگر بچوں کو اس سے روکا جائے جو پیچھے و سال یا اس سے کم کے ہوں
انہیں زیادہ نیکہ پیچھے کھڑے ہونے کی کی جائے اور جتنا کھینچے نہ ہوں نماز سے پورے واقف ہوں انہیں
بھی پیچھے کھڑا ہونا چاہئے اگرچہ و سال سے زیادہ کے ہوں اگر اگلی صف میں ایسے بچے کھڑے ہوں تو جو الٹ
نہیں مگر قریب البلوغ ہوں تو نا کھ بچوں کی طرح برا نہیں باقی ہے یہی بہتر کہ اگلی صف مردوں کی ہو اس کے
پیچھے ان کی جواہی مرد نہیں ان کے پیچھے عورتوں کی اگر ہوں ان سے پیچھے لڑکیوں کی اگر ہوں کالی لعل المکیۃ
واللہ تعالیٰ اعلم۔

بالکل نا کھ بچے اگر پنج صف میں ہوں گے تو یہ برا ہو گا جیسے کچھ فاصلہ سے آدنی کھڑے ہوں کہ
یہ برا اور گناہ بھی ہے حدیث میں فرمایا **اتوا الصوف و سدوا المصلل اور پھوٹے بچوں کے کھڑے ہوتے ہیں**
یہ بات مدخل گو یا حاصل نہ ہوگی۔ اس لئے اگر کوئی بچہ کھڑا ہو جائے تو اس سے پیچھے کر دیا جائے یا آواز جائے
اسے ایک طرف ہٹا کر اس کی جگہ خود کھڑا ہو جائے مگر جب کہ وہ بچہ نماز سے واقف اور ایسا ہو تو اگر در قریب
البلوغ آئے نہ ہٹایا جائے کہ جواہی میں بلوغ کے قریب ہے گو زیادہ بالغ ہے اور اس باہرے میں وہ بالترتیب
رجال ہو جائے چاہئے غلامہ میں فرمایا فی الاصل الغلام اذا بلغ مبلغ الرجال ولم یکن حیصھا حکمھا حکم
الرجال فان کان حیصھا حکمھا حکم النساء و هو عورت من فرق الی قدسہ لا یجمل النظر الیہ ولو
خادی الامر رجلا لا تقصد صلاۃ الرجل فی ظاہر ان رواۃ وعند محمد قصد واللہ تعالیٰ اعلم و ہذا

ما عندی والمعلیٰ الحق عند ربی۔

ترتیب بین الرجال والصبيان سنت ہے فرض و واجب نہیں جس کے ترک پر نہ تازیں فساد ہو میسے
رجال و صبا میں یہ ترتیب فرض ہے کہ اگر یہاں ترک کی گئی کہ کوئی عورت یا وہ بچہ دار صبیہ جو نماز باقی ہو اور
مشتباہ ہو مرد کی ہی صف میں کھڑی ہو گئی یا مرد سے آگے بڑھ گئی تو اس صورت میں مرد کی نماز فاسد ہو
جائے گی خفیہ مشکل ہو تو وہ عورتوں کی صف سے آگے بچوں کی صف کے پیچھے کھڑا ہو گا۔ غیہ میں
ہے۔ والسنۃ ان یصف الرجال ثم الصبيان ثم النساء لما مر من حدیث انس و خنی مشک
یقولہ قد ام النساء ولا یقف معهن ثم الترتیب بین الرجال والصبيان سنة لا فرض هو الصبیح
لما یشرعون النساء ففرض عندنا حتی لو حاذت امرأة او صبیة مشتهاة فحققت الصلاة وجلا
او فقدت علیہ (الی ان قال) فسدت صلاة الرجل۔

۳۔ اجماع جابر علیہ السلام سے پہلے جزیرہ اخیر میں بھی شرکت سے لگا
ہوئے ہیں فرمایا بجمع العلماء علی ان فضل الجماعة الموعود فی قوله علیہ الصلاة والسلام صلاة الجماعة تفضل
صلاة الفرد سبع وعشرون وجبة علی ما روی فی الصحیحین یحصل بأدلة اقل الصلاة مع الاثم ولو کان اثنت
الحر المقعدة الاخرة قبل السلام لاعل قیاس قول محمد فانه لا بد ان یکون رکعة بان بد رکعة قبل
رفع راسه من رکعة الاخرة حتی یبدی رکعة الجماعة لقوله علیہ الصلاة والسلام من ادرك
رکعة من الصلاة فقد ادرك الصلاة لفاء مسلم هذا الجمهور علی خلافه لقوله علیہ الصلاة والسلام اذا
انتهت الصلاة فلا تأتوها وانت متعشرون واتوها وغلبت الکبة فما ادركتک فصلوا۔ وما فاتک فأتوا
متفق علیہ ولقد ما یعمل اذ فی جزء و لیس فی ذلك الحدیث ان من ادرك دون الرکعة لم یدرک رکعة
الصلاة۔ والله تعالیٰ اعلم۔

بسم الله الرحمن الرحيم

مسجد میں نماز پڑھنا ہمیں امام صاحب کے سلام پھیرنے ہی کچھ مقتدیوں کا اس قدر زور و شور سے فہر
لگا تا اور یا غوث یا غوث اس طرح چلا چلا کر کہ ناکان لوگوں کی ہڈیاں تازیں جو جماعت میں بد کو شامل ہوتے
ہیں غلٹ پڑے اور وہ اطمینان قلب سے نماز ادا نہ کر سکیں کیسا ہے۔ ایسے لوگوں کی نسبت شرع شریف کا
کیا حکم ہے اور ان کا یہ فعل کیسا ہے اگر امام صاحب اس فعل کو نہ دیکھیں تو ان کے واسطے کیا حکم ہے؟ جینا

تقریر فقط محمد اسماعیل مسند

الجواب۔ آئی آفان سے ذکر بعد نماز نہ کرے جس سے کسی مسلمان نمازی کو تشویش پریشا خاطر ہی ہو نہ کو بیکہر
مفطر نہ کیا جائے گا اگرچہ یا اللہ! اللہ کہیں اس وقت ہو ذکر بھی کریں وہ ایسی آواز سے کہ اوردن کی نماز میں غلط
نہ ہو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بعد ختم نماز ذکر چہر بھی بعض۔۔۔۔۔ میں ثابت مگر نہ بیکہر مفطر یا جہر مفطر یا جہر
ہاں اگر بعد نماز سے یہ مقصود ہو کہ علی الاطلاق بعد ختم قرآن نہیں بلکہ بعد فراغ از قرآن نفس و سنن اہلسنت طوالین
زور سے نعرے لگاتے ذکر خدا ذکر رسول ذکر غوث بل ہلاک و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرتے ہیں
جس سے مرض القلب گھبراتے ہیں اور اس کو اس پر دہیں رکھ کر اس کی آڑ لے کر کہ نماز کے بعد اتنے زور سے
ذکر کرنا کیسا ہے کہ اور نمازیوں کی نماز میں غلط پڑے۔ سوال پیش کر کے جواب اپنی منشا کے موافق چاہتے ہو
تو بھی جواب یہی کہ حد سے زائد بلکہ ضرورت سے زائد افراط اگر کرتے ہیں بڑا کرتے ہیں۔ یا غوث اگر اتنی آواز سے
کہیں گے کہ مسجد میں حاضر ہوئے اور کسی نمازی مسلمان کی نماز میں اس سے غلط نہ پڑے تو کچھ حرج نہیں جبکہ
بعد جماعت ہو نہ کہ بعد فراغ از سنن و نوافل خالی وقت میں نمازی مسلمان سے مراد وہ ہے جو در حقیقت مسلمان ہے
ہر مسلمان صورت مسلمان نام رکھنے والا مرد نہیں۔ اسے بسا ایسے آدم روئے ہست محض آدمی کی شکل رکھنے سے
آوی ہونا کچھ ضروری نہیں تو اگر کوئی قادیانی رافضی، واپائی متداس مسجد میں اس وقت حاضر ہو اور وہ مصیبت نماز
آلودہ ہو تو اس کی نماز نماز نہیں جس میں غلط کے اندیشہ سے ذکر چہر کر دیا جائے مسلمان کی نماز میں غلط ہو گا تو
روکا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ جو شخص بھوٹی اور لغوات لوگوں سے کہہ دے یعنی زید سے یہ کہے کہ عرو نے تجھے کالی دی
اور عرو سے یہ کہے کہ زید نے تجھے بڑا کہا اور اس کا یہ کہنا عروج بھوٹ متشایہ ہے کہ دو مسلمان کے اندر آپس
میں لڑائی ہو جائے اور جو شخص ایسا کرتا ہے وہ کبھی کبھی امامت بھی کرتا ہے لہذا ایسے شخص کو امام بنانا ہاتھ سے نہیں
اور بغیر توبہ کے امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟
عبد القادر خاں موضع ڈاس نونچر

الجواب۔ ایسا شخص گنہگار ہے بھوٹ خود سخت کبر و ہے نہ کہ ایسا بھوٹ اکثر کرنا بھوٹ بولنا دھوکا
دینا فریب کن قضاۃ مسلمانوں میں لڑائی جھگڑا نہ کرنا یہ سب شدید گناہ ہیں مسلمانوں میں بھوٹ ڈالنے کے
لئے جو بھوٹ بولا جائے اور مسلمانوں پر افترا کیا جائے وہ اور بھی قریب ملعون کام ہے بھوٹ بولنا افترا کہنا ہی
مسلمان کام نہیں نہ کہ ایسا بھوٹ و کفر و فسق افترا قال تعالیٰ انما یفتقر الذین لا یمنعون وقال

[illegible]

مسئلہ - تعالیٰ اعظم - ایک شخص مرتکب جھوٹ بولا اور عام مجمع پر بیانات ظاہر ہو گئی کہ وہ جھوٹا ہے اس پر ایک شخص نے ہلکہ عام مجمع میں لعنۃ اللہ علیہ کہہ دیا اور نام اس کا تو یہ کہنا لیا کہ مطلقاً کہ اب وہ دریافت طلب امر ہے کہ کیا کہنا جائز ہے یا ناجائز اور جس میں نے کہا اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں اور جھوٹے کا نام لے کر اس کی اس کذب پر لعنۃ اللہ علیہ کہہ دینا کہہ سکتے ہیں یا نہیں ؟ بوجہ ان امور فرما دیجئے

الجواب - لعنة الله على المكذبین کہہا تو ان پر شخص خاص پر لعنت کرنے کا الزام نہیں تھا تو ان کی تائید میں ہے لامہم حجرتی فرماتے ہیں لعن المسلموہم لعن الکافر الغرور لعن بل لعن الحيوان کذا لکھ و سبب ذلک ان اللعن عبارة عن الطرد و التبعاد عن، واللہ وذلک غیر جائز الا على من اتصف بصفة تبعده عن اللہ تعالیٰ وهو الکفر والبدعة والفسق فجوزوا لعن المتصفت بواحدة من هذه باعتبار ان الوصف الاصح مخلوطة اللہ علی الکفرین و المتبدعة و الفسقة او الوصف الیخص نحو لعن اللہ الیهود والنصارى والمجوس و المذنبین و الزنادقة و الظلمة و اکمل الروایہ و اللہ تعالیٰ اعلمہ

۵۱۴۔ از مولانا نور الحق صاحب

امام نے تراویح کی نماز دو رکعت کی تیرت کی دو رکعت پڑھنے کے بعد قعدہ بھول کر کھڑا ہو گیا پھر دو رکعت پڑھ کر سجدہ ہو کر اس کی نماز ہو گئی انہیں پابینوا تو خبر دیا

الجواب۔ ہوگی اس میں سجدہ مہوکی کچھ ضرورت نہیں اگر پہلی رکعت میں قعدہ کر لیا ہو تو چاروں دو تسمیہ سے چوتھیں اور اگر قعدہ نہ کیا ہو تو ایک تسمیہ سے چاروں ہو گئیں نزد شیعین کہ زمین ہی مٹھا ہے اس کو امام فقیہ ابو جعفر نے مستحکم فرمایا نیز امام ابو یوسف محمد بن الفضل نے اسی کو امام فقیر انفس قاضی خاں نے صحیح قرار دیا فقیر میں ہے ای محل اربع رکعات بتسلیمہ وأحدۃ والحال انه لحق قعدہ علی رکعتین منها قعدہ للتمتہد تجزی الاربع عن تسلیمة وأحدۃ ای عن رکعتین عند علی حنیفۃ والبی یوسف وهو المختار اختیار الفقیر ابو جعفر والبیوکی محمد بن الفضل قال قاضی خاں وهو الصبیح ای قوله ولو قعد علی رأس الرکعتین جائز حسن

تسلیتین واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۲۔ امام جس وقت جمعہ یا عید الفطر و عید الاضحیٰ کا خطبہ پڑھتا ہو اور اس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہ آئے تو اس وقت خطبہ سننے والوں کو پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام شریف بن کر پکارنا لازم ہے۔ اگر امام نے اس کا ذکر نہ کیا اور وہ شریف کا پڑھنا درست ہے یا نہیں اکثر علمی خطبوں میں آیا ہے کہ یہ ان شاء اللہ و صلواتہ الخ پڑھی جاتی ہے اور اس کو سن کر وہ شریف کا پڑھنا ضروری ہے لہذا خطبہ میں سن کر سامعین کو اس وقت درود شریف کا پڑھنا یا آواز بلند یا آہستہ درست ہے یا نہیں دیکھ کر اکثر درود و نظم جس میں جمعہ کے قصائص لکھے ہوئے ہیں خطبہ ثانیہ کی تین یا چار لائیں رہ جاتی ہیں تو پڑھا کرتے ہیں اس کا پڑھنا ہمارے لیے یا نہیں ہم پرانی فکر ان مسائل کا جواب یا مواب کتب و احادیث و ائمہ کے اقوال کا ثبوت ہے کہ امام فرماتیں۔ دیگر جو مسائل و آداب سامعین خطبہ و تواترین خطبہ کے لئے ازیں ضروری ہوں مہربانی فرما کر اس کا بھی جواب مرحمت فرمائیں۔

نذیر احمد کھنوی

الجواب۔ بحالت خطبہ نام پاک حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خطبہ تم زبان ہو مباح دل میں درود شریف پڑھنے سے انتہائے ترک نہ کرے (کہ واجب ہے) عالمگیری میں ہے اذا خرج الی المصلی فلا صلاة ولا کلام و اذا صلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی علی الناس فی اللہ ہم امتنا لا الاء و السنة الانصاف کذا فی الشارح الحاشیۃ نا قلا عن العجۃ: مخطوطی میں ہے قوله فی انفسہم الانصاف یجوز علیہا لکھتے ہیں قوله و السنة الانصاف۔ هذا احد اقوال والشہور الوجوب۔ آواز بلند کرنا یا نہ کرنا انتہائے لازم ہے اگر کسی نے کریم ایسے وقت درود شریف دل میں پڑھے اس وقت زبان نہ لائے جیسے نماز میں اگر امام اس آیت کریمہ کی تلاوت کرے خطبہ میں سوائے عربی اور نہ ان کا غلط کرنا خلاف سنت متواتر ہے کہ محقق مزید علیہ فاضل کھنوی مولوی عبدالحی صاحب نے بھی اپنے فتاویٰ میں غالباً متعدد جگہ یہی تحقیق کیا ان کا فتاویٰ مطبوعہ ہے جو چاہے دیکھ لے اس وقت نقل عبارت کی مہلت نہیں خطبہ مختصر کا قبل صلاۃ بعد زوال ہونا فرض ہے اور اس میں ذکر اللہ ہونا بھی وہ بھی بقصد خطبہ خطبہ تنہا پڑھے یا محض عورتوں کے سامنے نہیں دو ایک مرد کا حضور ضرور ہے ورنہ صحیح یہی ہے کہ نماز نہ ہو لہذا اس لئے سنن سے ہے کہ باطلہات جو بے طہارت نہ ہو کہ مکروہ ہے۔

نیز خطبہ قیام کرے اور دونوں خطبوں کے درمیان تین اکبرت کی مقدار بیٹھے اس جلوس کا حرکت لہرارت

ہے خطبہ سے قبل ہنس کر بیٹھے۔ منبر پر جاتے ہی کھڑا نہ ہو، خطیب اہل امامت صلاۃ جمعہ کو تھوڑے دل میں قبل
خطبہ جوڑائی سے شروع کرنا خطبہ میں شمار الہی ہونا دونوں شہادتوں کا ہونا حضور پروردگار کا ہونا نصیحت و وعظ اور
تذکرہ کثرت آیات قصار یا ایک آیت طویل کے قدر تلاوت قرآن دوسرے خطبہ میں حمد و ثناء الہی کا اعادہ نیز وہ خطبہ
وہ تمام مسلمان مرد و زنان کے لئے دونوں خطبوں کا بعد خطبہ الیٰہی مفصل ہونا طویل و کمزور ہے اس کے آداب سے
بچے کہ آواز بلند ہو پہلے خطبہ سے دوسرے خطبہ میں آواز اچکی ہو خطبہ میں ذکر و تفسیر و اشعار و عین و کیمین مستحسن ہے
بحال خطبہ خطیب سوار امام بالمعروف بکلام و دنیا حکم نہ کرے جو خطیب ہوئے نماز پڑھا ہے سامعین پر انصاف لازم
اسی وقت سے جب امام خطبہ کے لئے منبر کی طرف پہلے قریب و بعد انصاف میں برابر نہیں۔ خطبہ میں ہر بات حرام
ہے جو نماز میں حرام ہے خطیب کی جانب سے جو کچھ پڑھنا مستحب ہے جو امام سے واجب ہے یا اس طرف ہو وہ بھی
جانب امام انحراف کرے استماع خطبہ کے لئے تیار ہو کر چھٹیں اول سے آخر تک خطبہ کا سنتا سامعین پر فرض
لازم امام سے قریب ہونا افضل مگر جب امام خطبہ شروع کر دے اس وقت آنے والا جہاں مسجد میں آئے وہیں بیٹھ
جائے کہ اس وقت چلنا یا حالت خطبہ نہ چاہئے نہ پاؤں نہ مل ہے بحال خطبہ اسی طرح بیٹھے جیسے نماز میں یہ مستحب

ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۳۰۔ مسکونہ جناب منشی خلیل صاحب سکر پوری انجمن اصلاح المسلمین محلہ پور چندلن ڈاکھانہ
کو پانچ مصلحت اعظم لکھدہ۔ ارزوی القعدہ ۷۷۵ھ

اسال عید الفطر کی نماز کے موقع پر عید گاہ میں بالنوں کی صفوں میں نابالغ بچے بھی تھے حضرت مولانا
عہدہ می الشہ صاحب نے فرمایا کہ بچوں کو صف میں بیٹھے کیا جائے اس حکم کو سن کر چند لوگوں نے بچوں کو صفوں سے
بیٹھے بلکہ شروع کر دیا لیکن حاجی سلیمان صاحب نے اپنے لڑکے کے متعلق کہا کہ یہ لڑکا نہیں ہے لہذا اس بچے
کا ہاتھ پیر لادو کہ کسی کی مجال ہے کہ اس کو ہٹا دے چند لوگوں نے ان کو کھیا یا کہ حاجی صاحب نے شرع کا حکم
ہے آپ مخالفت کیوں کرتے ہیں تو انھوں نے کہا کہ یہ تین دن سے آئے ہیں پڑھیں یا نہ پڑھیں یہ لڑکا نہیں
ہے ہٹا دے ایسے بچوں کو ہم نے بہت دیکھا ہے اور تیری باتوں کو بھی تو میرا کام ہے غرض جو بچے کے لئے
دو گواہوں کا بیان اور ایک رپورٹ منجانب اصلاح المسلمین کو پانچ مصلحت لکھدہ ہے۔

۱) ہندو یا لامذہبوں سے شرع کے حکم کی مخالفت اور قرآن مجید میں جہاد نہیں؟
۲) ایسے شخص کے متعلق شرعاً کیا حکم ہے؟

(۳) عام مسلمانوں کو ایسے شخص کے ساتھ کیا رویہ اختیار کرنا چاہیے؟ امید کہ مدلل جواب ملت فرمائیں گے۔

الجواب۔ تاہم اگر بالفرض کی صف میں پیچھے کھڑا ہو یا پیچھے بیٹھوں نے بچوں کو صف سے جدا کر کے پیچھے کھڑا ہونے کو کہا انھوں نے صحیح کہا جس نے ضد کی اس نے بیجا کارواہی کی تاہم مسلمانوں سے لڑنے کے لئے آمادہ ہوا اور انھیں اپنی پیٹھ پھرنے پر آمادہ ہوئی اسے تو یہ اور جنہیں اپنے قول و فعل سے ایذا دی ان سے معافی چاہیے حدیث میں ہے عن ابی سعیدہ الانصاری قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یجمع ما یجوز فی الصلاۃ ویقولوا لا تختلفوا فقلت قلبہ لعل مسکدا لوالا لا یحراموا لہم شرا الذین یلونہم بعد الذین یلونہم۔ حضرت شیخ محقق مطلق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہا شرفہ العالیات ترجمہ مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں روایت مست الذابی مسعود انصاری کہ از مشاہیر صحابہ است گفت بودا گفتن کہ کسی کی گردن گھٹائے مارا در نہار و دست برادر و ہوا را سخت آں ہا و نسویر فی گردن صف شمارا و لیقول اسو و اولی الخلفا قلہ کہ ہوا بر شدہ و موافق باشد و اختلاف کفیدہ پس مختلف گرد و دہاے شکل بیان ترتیب معنوی کی کنونی فرماید باید کہ متصل شوند مراد در صف اول باشد نہ خداوندان بیورغ و عقل ثم الذین یلونہم ہر کس کی سائیکہ قریب اندیشاں در ترتیب نہ کہ حبیبان و آنہاں کہ قریب بیورغ اند کہ ایشان را مہاجر بنوا شد ثم الذین یلونہم ہر کس کی سائیکہ نزدیک متصل اند ایشان چنانکہ خنائی کہ علامت مردی و زنی ہر دو دارند و متعین است کہ بعد از دوسے صف نہار خواہد بود قال گفت ابو سعید فانتم بعد الذین یختلفون۔ پس شما امر و زحمت ترید از دوسے اختلاف در کلمہ و قیاس و فن و این باب برب ترک تسویہ ضعیف و عدم امتثال امر شارع است رواہ مسلم اتہمی۔ نیز اس سے اگلی حدیث کے تحت فرماتے ہیں مراتب معنوی چہاں خواہد بود در حدیث سابق مرتبہ نہار ذکر کردہ از جہت کہین آں ذکر کردہ است و ہذا کہ صف اول ہر دوسے مروان است بعد از دوسے حبیبان بعد از دوسے نہار ذکر کردہ صاحب ہدایہ خنائی لا یشیخ الامم کہتہ است کہ صف خنائی ایمان حبیبان و نہار است و حبیبین است و در وقایہ و مذہب شافعیہ نیز ہمین است چنانچہ شرح شیخ مذکور است۔ وہ شخص تو کہ کہے کہ اس نے حدیث کی مخالفت کی شرع کی نافرمانی کی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ اگر مشرک و کافر کا دشمن بن جائے تو اسے پہلی سال شیخ چھدا تہا کو فروش۔

سورج پانچا نہیں گزین جب لگے ہیں تو نماز پڑھنے کے لئے کیا حکم ہے یعنی سورج پانچا گزین کی نماز مکمل نہ ہو اور گزین کے شروع ہونے پر پڑھے یا ختم گزین پر اور جماعت سے پڑھے یا یکیلے قنوت کے ساتھ بلند آواز سے یا بستہ پڑھے اور اگر گزین کے وقت فرض نماز کا وقت آجائے تو اس کو اور اگر چاہیے یا نہ اور اگر چاہیے جیسا حکم

شرع شریف ہو۔

الجواب۔ کسوف شمس سورج گرہن کی نماز سنت ہے سنت کی نیت کریں گرہن کے وقت پڑھیں پائے
گرہن سے چھپنے پر پڑھیں پائے گی۔ اگر چاروں شروع کریں پڑھیں یا دیر میں اگر گرہن سے چھپنے پر پڑھیں پائے گی
ہے پڑھیں تو یہ بھی جائز ہے ایسے اوقات میں جن میں نماز پڑھنا منوع نہیں۔ اگر ایسے وقت کسوف ہو جس میں نماز
پڑھنا نہ چاہئے ایسے وقت میں نہ پڑھیں دو رکعتیں جماعت پڑھیں جائیں ہر رکعت ایک رکوع دو جہد سے بیسے
اور نماز میں ہر دو رکعت میں بعد الحمد چاروں پڑھیں پہلے سے کہ قرأت ہر دو رکعت میں طویل کریں ہر
سورۃ تقریباً نماز دہائی مشغول رہیں یہاں تک کہ پورا آگے سے چٹ جائے قرأت طویل کریں دعا میں تخفیف
کریں یا قرأت میں تخفیف کریں دعا طویل کریں یہ بھی جائز ہے ایک میں اگر تخفیف ہو تو دوسری طویل ہو ہر کوئی
اس نماز کی امامت نہیں کر سکتا امام جمعہ و عیدین سلطان اسلام یا اس کا نائب ذوالنہی جیسے امام جمعہ و عیدین کے لئے
وہ کار ہے وہی اس میں امامت کرے اگر امام اعظم موجود نہ ہو تو اپنی مساجد میں تنہا پڑھیں ہاں اگر امام اعظم نے
لوگوں کو حکم دے دیا ہو امر فرمایا ہو تو اس صورت میں جو امام مصلیٰ ہے اس کے ساتھ جماعت نماز ادا کریں۔

اس نماز میں قرأت میں جہر نہ کریں اس کے بعد یا پہلے خطبہ نہیں۔ یہ نماز مسجد جانت میں یا شہر سے باہر میدان
عید گاہ میں پڑھیں تو بہتر اگر کھیلے کھیلے اپنے گھروں میں پڑھیں یہ بھی جائز ہے گرہن کے وقت و قتیہ نماز کی نیت
نہیں اگر وقت طویل ہے تو چاہے پہلے گرہن کی نماز سے فارغ ہو لیں پھر و قتیہ پڑھیں چاہے و قتیہ پڑھ کر گرہن
کی پڑھیں اگر کسوف کی نماز پڑھیں اور وقت اتنا تنگ ہے کہ و قتیہ نماز وقت میں نہ ہوگی تو و قتیہ پڑھیں کہ سنت
کے لئے فرض فوت کرنا جائز ہے نیز کہ اس کا وقت ہے نماز کسوف کا کوئی وقت خاص نہیں تو جس کا وقت ہے
اسے فوت کر دینا اور اس میں مشغول ہونا جس کو بعد میں پڑھ سکے میں خلاف شرع ہی نہیں خلاف عقل بھی ہے۔

اگر یہ صورت بھی ہو کہ و قتیہ نماز پڑھتے پڑھتے گرہن سے پورا چٹ جائے گا کہ اب وقت صلاۃ کسوف کا نہ
ہے گا اور و قتیہ کا وقت اتنا تنگ ہے کہ کسوف کی پڑھیں تو اس کا وقت جاگ رہا ہے صاحب بھی شرع عقل کے
خلاف ہے کہ فرض فوت کریں اور کسوف کی نماز میں مشغول ہوں۔ وقت طویل بھی ہو مگر وقتی نماز کا وقت مقرر ہو جیسا
کہ بعض مساجد میں ہو سکتا ہے تو اس صورت میں وقتی نماز پڑھتے وقت مقرر پڑھیں پائے پھر کسوف کی پڑھیں کہ یہ
بعد نماز وقتی کسوف کی نماز میں شرکت کسی عذر سے نہ کرنی ہو کہیں جائیگا کوئی اور کام ہو وہ پائے وقتی نماز سے وقت پر
فائدہ ہو کر پائے کام میں لگے۔ تنہا جائزہ نماز کسوف پر مقدم کی جائے۔

ذخیرہ میں ہے جس سے محیط پھر عالمگیر میں ہے اس معنی میں انہی انودی جماعت و اختلافات فی صفتہ ادا تھا
 قال علماءنا یصل رکعتین کل رکعة یروکوع وصعدتین کیا اثر الصلوات یقرا فیہا اما احب ہندی میں کافی سے
 ہے الا فضل ان بطول القراءة فیہما سراج وان پھر عالمگیر میں ہے یہ دعویٰ بعد الصلوات حتی تجلی الشمس
 کمال الانجماء جو پھر ذخیرہ میں ہے بیرون تطویل القراءة وتخفیف الدعاء وتطویل الدعاء وتخفیف القراءة خافوا
 خفت احدھا طول الآخر محیط پھر قراوی ہندی میں ہے لا یصل هذه الصلاة جملة الا الامام الذي یصل الجمعة
 قال شخص الامامة المحلوا فی فان عدم الامام الذي یصل الجمعة والعید بن فانہ یصلون وحدها نافی صلحہم
 الا ان کان الامام الاعظم الذي یصل الجمعة والعید بن امرہ عبد اللہ فحیث یجوز ان یصلوا بجماعة
 یصلحہم فیہا الامر بہم فی مسجد ہمدانی بیہر القراءة فی صلاة الجمعة فی کسوف الشمس فی قول ابی حنیفة
 رحمہ اللہ تعالیٰ اسی میں مختصرات سے ہے والصبیح قوله

اسی میں محیط سے ہے لیس فی هذه الصلاة خطبة ولهذا اشد حبا خزانة المقتین سے قراوی عالمگیر
 میں ہے الموضع الذي یصل فیہ الجمعة الجماعة او المسجد الجامع ولو صلوا فی منازل غیر جماعۃ الاول یصل
 ولو صلوا وحدها نافی ما زادہما ولو صلحوا وروا عن غیر ان یصلوا اجزاء احدہما جو پھر ذخیرہ میں ہے فرمایا
 ان لم یصل حتی اغتسل لم یصل بعد ذلك وان اغتسل بعضہما ان لم یغسل عن الصلاة وان اجتمع الکسوف
 والجماعة بعد انہما نوافۃ وان کسفت فی الاوقات الختفی عن الصلاة فیہا لم یصل خوف قرآنہ من میں اکیلے
 اکیلے دور کتبیں پڑھی جائیں محیط شمس پھر عالمگیر میں ہے فرمایا یصلون رکعتین فی کسوف القمر فاحدنا۔ والآخر

تعالیٰ اعلمہ

مسئلہ۔ ازہد احمد علی خاں بریلی مستول احمد صاحب ۱۳ ربیع الآخر ۸۸ ھ

امام کو بعد صبح اٹھتے ہیں سجدہ کے وقت انکے انکسار کے کیا چاہئے نہیں اگر نہیں پڑھے کیا حرج ہے نید
 کرتا ہے کہ نہیں پڑھنا چاہئے کمرہ کر اور کون قول صحیح ہے کہ نہ پڑھنا کہ انکسار نہ پڑھنا کہ انکسار
الجواب۔ امام صرف تسبیح پڑھنا کہے اگرچہ امام اسلم سے ایک روایت میں امام حسین کے نزدیک
 یہ ہے کہ تسبیح و تحمید دونوں کہنے کا اور روایت میں امام اسلم سے یہ ہے کہ امام تسبیح پڑھنا کہے تحمید کہے
 منیہ اور اس کی شرح فقیر میں ہے شعر یہی جامع واسطی الامام حال الرابع صبح اللہ من سجدہ وان کاہل یصل
 فغدا بافانہ یا قی یا القہیلہ ولای یالی القندی بالتسبیح وان کان منفرہ یا یالی بعد الامام فی ان بعد التسبیح

لہ عالمگیر بطول ۳۵۰ مطبوعہ بیروت ۱۲۸۰ ھ مطبوعہ مدینہ دہلی

بالنصیب ایضا علی قولہما فی رواية الحسن عن ابی حنیفہ فی ظاہر الروایۃ عنہ انتہی بالسمع لا بالتقدیر
لما مر من قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اذا قال الامام سمح اللہ لمن حمدہ فافعلوا اللہم ربنا اللہ الحمد فانہ
قصر وانقصہ ثانی الشریکة ولا یرد انتہ علیہ السلام قصر فی قولہ فاذا قال فلا الضالین قولوا آمین مع
ابن الامام یقولہا لانیہ وید فی بعض روایاتہ فان الامام یقولہا ولا یرد ہنما عندہ علی ان ہنما ما تعالیس ہنما
وہو ان الحسنون فی ہذہ الاکارا بتل انہما عندہ بتل ہذا الاستغفار واستہوا وعلیہما شہادہ ومقتضی انہما
سمیع الامام عند انتہام الوقع وکذا انتہام عقیدۃ المعتزلی فدیوہد الامام بعد ذلک لورفع غمیدہ بعد
عقیدۃ المعتزلی وہو خلاف وضع الامامۃ ۱۰۱ مقتدی ومنفرد تہدید یوں کریں اللہ علیہ والہ الحمد یا کریں
اللہ ربنا اللہ الحمد یا دینا واللہ الحمد یا ذلک الحمد ہر پہلا پچھلے سے افضل ہے تو مرنا تھا الحمد سے
سہا واللہ الحمد افضل ہے فید میں کافی سے اسی ترتیب کے ساتھ فضلیت کے حکم نقل فرمایا فقیر میں ہے د
افضلہما علی ترتیبہا کذا فی الکافی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۶۔ از نوید پیرا پنجاب مولانا مولوی محمد انصوار صاحب ہزاروی خطیب جامع مسجد اہل بیت علیہ السلام
نیدر نیو پیرا کہتا ہے کہ احتیاطا الظہر بعد الحمد حدیث وقرآن کی مدد سے فرض ہے اور حدیث شریف میں جو
ہے ان قرآن کی کہیں بھی موجود ہے کہ احتیاطا الظہر بعد فرض ہے اور وہ کہتا ہے کہ یہ آخر ہے نہ قرآن میں یا حدیث میں
صلوات نہ کو راوند حدیث شریف میں مذکور ہے بلکہ فقہائے کرام کے اقوال سے ثبوت ملتا ہے جیسے اشائی فتح القدیر
اور نہہر الفائق وغیرہ میں موجود ہے اس کا بڑھنا موجب ثواب ہے غلام کے لئے ہے غلام کو نہ کہا جائے تاکا ان
کو فرضیت بعد میں شک نہ پڑ جائے ایسا شخص جو کہ سر نہہر اقرار باندھتا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر
قابل امامت نہیں جب تک توبہ نہ کرے کیا ان میں کون کھنص حق پر ہے یا بیوا تو خبر دا

الجواب۔ یہ کہ توبہ نہ نہایت جری ہے قرآن و حدیث پر مقرر ہے احتیاطا الظہر کی فرضیت اس کی
تواضع ہے اپنے دل سے گری ہے ما انزل اللہ بہا من سلطان نہ قرآن میں اس کی فرضیت کا بیان کیا کریں
کسی حدیث میں اس کا نشانہ ماقال بہ احد ولا محمد جل جلالہ وصلى اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اذ ابدا
الابدا مع بنی النضرین کب ہا نہ ہے فقیر احمدی میں سیدی علامہ مزن ملّا احمد جیون قدس سرہ فرماتے ہیں
لا یجوز ما یصلح بین الغرضین عند اهل الاسلام محمد فرض ہے تو ظہر فرض نہیں جہاں ظہر فرض ہے وہاں
محمد فرض نہیں برہناتے استکلاف و تعریف عصر اور سلطان یا اس کے نائب کا حضور شرط ہے یا اذان کی کافی

ہے اس اختلاف کی بنا پر ہندوستان میں بعض نے جمعہ ترک کیا مگر یہاں اس کی فریضیت کے قائل نہ رہے کہ سلطان اسلام یا اس کا نائب موجود نہیں یا بعض پوجا اختلاف و تعریف مصر بعض مواضع میں جہاں ان کی غنادر تعریف صادق نہ آئی تھی فریضیت جمعہ سے منکر ہوئے بعض نے جمعہ کو فرض سمجھا اور اسی پر ان کا کیا بعض نے ظہر اپنے گھر میں جمعہ کے دن پڑھنی شروع کی بعد ظہر پڑھنے کے جمعہ کو جاتے اکثر جمعہ کو پڑھتے بعد جمعہ کو چار رکعت آخر ظہر جس کا وقت پایا اور جواب تک زمرہ پرانی سے پڑھتے رہے خواص کو اس کا حکم فرماتے عوام کو نہیں کہ پوجہ شک و تردد ان کا جمعا اور ظہر دونوں ہی جاتیں عوام کو اکثر شعرا اسلام جمعہ کی فریضیت واجبیت ہی سے منکر نہ ہو مگر تاہم ایک وقت میں جمعا اور ظہر دونوں کو فرض نہ سمجھ لیں جیسا کہ مذید کچھ ہے۔

مسئلہ۔ اگر تعقیب گھر طرہ شیر پور ضلع بمبئی جمعا کا قادی اشرفی ۱۶ رمضان المبارک ۱۳۵۵ھ

کیا فرماتے ہیں علما و دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ
جمعہ بعد نماز فرض قبل طلوع آفتاب کے سنت پڑھنا جائز ہے یا کر نہیں؟

جواب۔ بعد نماز ترکے نفل پڑھنا چاہئے یا کھڑے ہو کر پڑھنا تو جواز

میں ہے تسعة اوقات بکری فیہا النواہل وما فی معناہا الا الغرائض (اقی قولہ) ومنہا بعد صلاة الفجر

قبل طلوع الشمس حکم ذی النہایة والکتابۃ ولو افسد سنة الفجر ثم قضاه بعد صلاة الفجر لم یجوز

کذا فی محیط الشرح والہ تعالی اعلم۔

مترجم کہ بعد دو رکعت نفل بھی کھڑے ہو کر پڑھیں اسی میں زیادہ ثواب ہے۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ۔ ماہ میرٹھ مدرسہ صاحب مدرسہ اسلامیہ علیہ السلام جمعیۃ مدرسہ اسلامیہ علیہ السلام جمعیۃ مدرسہ اسلامیہ علیہ السلام

و اقنوت نازک کو قبل رکوع پڑھنا بہار شریعت میں ملاحظہ فرمادیا ہے اور اس پر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصدیق بھی ہے علامہ شامی نے بعد رکوع پڑھنا اظہر فرمایا اور اس کی دلیل بھی پیش فرمائی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ہاشم میں اس دلیل کا کیا جواب تحریر فرمایا ہے اور اگر ہاشم میں کوئی دلیل تحریر نہ فرمائی تو علامہ شامی کی تحقیق کیوں ترک فرمائی۔

مترجم کہ رکوع کے متعلق احادیث میں جب کہ امر وارز ہے جو بدو ان اقربہ صاف کہے کہ وجوب پر دلالت

لہ قادی مالکی علیہ السلام ۱۳۵۵ھ ۱۳۵۶ھ

حتی لو نقص واحد لا یجوز رکوعه ولا سجودہ لان کلامہما من مشروع فوجیب ان یجعلہ ترکہ و
 لا یقام قبلہ لیزید الزیادۃ علی قوله تعالیٰ «ام رکعوا واسجدوا» باقیاس وهو لا یجوز وکذا ما رواہ ابو داود الترمذی
 من عقبہ بن عامر قال لما نزلت فسیح باسم ربک العظیم قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 اجعلوها فی رکوعکم ولما نزلت سبع اسم ربک الاعلیٰ قال اجعلوها فی سجودکم ولا یجوز الزیادۃ بہ علی
 الكتاب وان کان امر الکتونہ خبر واحد لکن یقال ان یقال یتبقی ان یفید الوجوب کما فی نظائرہ ولم یقولوا
 بہ بلہ السنۃ فلجاب عنہ فی انتصافہ بانہ ولی الدلیل علی عدم الوجوب ایضا لانہ علیہ الصلاة والسلام
 لما علمہ الاصرانی الصلاة لعمدہ کولہ فی الركوع والسجود شیئاً ولما قال «کذا» لک رکعہ وکذا لک رکبہ
 السجود متعلقہ بأدنی ما ینطلق علیہما السجود وهو وضع الجبہ علی الارض والکلام فیہ کالکلام فی
 الركوع وروی عنہ فی زاد المعاد وغیرہ ایضا ان ابی قیسصات الركوع والسجود الثلث ان الاوسط خاص
 مرآت والاكمل سبع مرات لما خرج ابو داود والترمذی وابن ماجہ من حدیث ابن مسعود عنہ علیہ
 الصلاة والسلام قال اذا رکع احدکم فلیقل ثلث مرات سجوات علی العظوم ورواہ ادا واذ سجد
 فلیقل سجوات علی الارض ثلث مرات وذلك ادا والحدیث ادا فی ما یستحبہ تحقق السنۃ فذلک امر وی من
 محصل کراہۃ النقص عن الثلث شواذاً کان الثلث ادا وقد استحبوا الاجتہاد وروی عنہ فی الزیادۃ
 فی رکوعہ سبحان ربی العظیم ثلاثاً وذلك ادا واذ ان شاد علی الثلث دفعوا ای الفعل الذی هو الزیادۃ
 لا یقبل من ترکہ لقولہ علیہ الصلاة والسلام وذلک ادا ای ادا کمال سنۃ التشیع ولا یشرک ان
 الزیادۃ علی الادنی افضل ولكن اذا زاد السنۃ زانہ یختص علی وشر لان الشہ وتر یوجب الوتر وان اقتصر
 فی التشیع علی ستریح واحد لا وتریک التشیع بالکلیۃ جائز صلاتہ لعمدہ رکبہ وکعبہ وکعبہ وکعبہ وکعبہ
 وتریک والاقتصر علی ستریح وکذا الاقتصار علی مرتین للخلال بالسنۃ وروی عن ابی مطیع البخی ان سبع
 الركوع والسجود من لوترک ولا یجوز صلاتہ وقد تقدم الکلام علیہ فی الفرصۃ الرابعۃ۔

مسئلہ۔ علمائے دین و مفتیان شرع میں یہ سب اس مسئلہ کے کیا فرماتے ہیں۔

جس کا وہ ہیں حاکم ہیں جو اس میں جوئی نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ گاؤں میں جمعنا جائز ہے جہاں جوتہ ہو وہاں روکا نہ جائے کہ فقہ سے نزدیک کہ وہ اسے

سے غیر صالح معلوم نہ ہوں کہستان

سہی باتیں سمجھو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ انہیں آہستہ آہستہ اس کی تلقین کی جائے کہ وہ ظہر بھی چڑھیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ اگرچہ تاہر برقی محدث خال حلدی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مقتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک فتویٰ بشکل اشتہار عوام کے پیش نظر ہے جس کی سرخی یہ ہے کہ دیہات میں جمعہ کی نماز ناجائز اور گناہ ہے نہ ایک گناہ بلکہ چند گناہ اور اس میں ہر سوال کا جواب امام اہلسنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے فتاویٰ رضویہ سے لکھا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ جو نہ شہر ہے اور نہ قناتے شہر اس میں جمعہ پڑھنا حرام ہے اور جواب دہندہ مفتی سید افضل حسین مونگیری ہیں اور اس میں ائمہ اہل علم اہلسنت کی تصدیقات ہیں خصوصاً حضرت مفتی اعظم ہند وغیرہم اس اشتہار کے سبب دیہات میں بے حد انتشار برپا ہے اور دوسرا فتویٰ رضویہ میں میری نظر سے گذرا جس میں حضرت مفتی اعظم ہند کا جواب ہے اس میں لکھا ہے کہ جہاں ہمارے مذہب میں جمعہ نہیں اور عوام پڑھتے ہیں تو ان لوگوں کو منع نہ کیا جائے کہ آخر امام الہی لیتے ہیں جو جنس ائمہ کے طور پر صحیح آتا ہے تو اب سوال یہ ہے کہ ان دونوں فتویوں میں ہم کس کو غلط سمجھیں اور جب دیہات میں جمعہ پڑھنا گناہ ہے تو پھر یہ حکم کیوں ہوا کہ مذکورہ توبہ اور پہلے فتوے میں حضرت مفتی اعظم ہند نے تصدیق کیوں فرمائی اور علماء کیوں نے یہ غلط بات تصدیق کیوں فرمائی ہم کو مصافحہ اور رد و جواب میں سمجھا جائے جس میں گول مول بات نہ ہو کہ فتویٰ بشکل اشتہار غلط ہے اور دیہات (میں) جمعہ پڑھنا گناہ نہیں ہے فقط بیوا تو حرجوا اور دیہات میں جمعہ کے بعد جو چار فرضت ظہر احتیاطی کو مکمل رہنچورہ کے فتوے میں ہے (وہ) جماعت سے پڑھے جائیں یا علیحدہ علیحدہ فقط بیوا تو حرجوا۔ نمبر (۱۶) زید کا کہنا ہے کہ جب دیہات (میں) جمعہ نہیں ہے تو آج کل شہر میں بھی نہیں ہو سکتا کیوں کہ ہندوستان دارالاسلام نہیں دارالحرب ہے کہ ہماری شریعت کی بہت سی باتیں نہیں مانی جا رہی ہیں جیسے آن کوئی عورت اپنے شوہر کو طلاق دینا چاہے تو کاکٹر کے کہاں وہ طلاق دے سکتی ہے اور انصاف بھی بہت ہو رہی ہے اور ہولی میں جبرائیل مسلمانوں پر ڈالا جائے اور گتے کی قربانی بھی نہیں کر سکتے اور مسلمانوں کو روزہ رکھنا بھی نہیں مل رہا ہے جہاں شریعت کی سب باتیں نہ عمل میں آتی ہوں وہ جگہ دارالحرب ہے وہاں جمعہ نہیں ہو سکتا تو کیا زید کا یہ کہنا صحیح ہے یا نہیں ہندوستان دارالاسلام ہے کہ دارالحرب اس کی پوری تفصیل حدیث شریف سے یاد رکھ کر کتب ائمہ سے عنایت فرمائی جائے فقط بیوا تو حرجوا۔

(۱۶) لوگوں میں لوگ اگر جمعہ پڑھیں تو اس میں جاننے والا شریک ہو یا نہیں فقط

الجواب۔ کسی کو بھی نہیں۔ اشتہار میں جو احکام اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ سے چھاپے ہیں وہ برائے مذہب سختی نہیں۔ دوسرے فتوے میں جو تحریر ہے وہ بھی اس اشتہار میں ہے وہ بھی اعلیٰ حضرت کا ارشاد ہے۔ جہاں عوام پڑھتے آئے ہیں وہاں انھیں اس سے روکنے میں فتنہ کا اندیشہ ہو تو نہ روکا جائے۔ صرف ظہر کے فرض پڑھنے کی تاکید کی جائے۔ اور اگر ایسے لوگ بھیدار ہوں کہ وہ مذہب کا حکم کچھ کر دیں رکھ دیں اور کسی قسم کا فتنہ نہ ہو تو وہاں انھیں اقامت جمعہ سے روکا جائے کہ جہاں فرض نہیں وہاں پڑھنا خلاف مذہب ہے۔ جو فرض نہیں اسے فرض سمجھنا خلاف مذہب ہے۔ جو فرض ہے ظہر اس کا ترک اور جہاں ظہر فرض ہے وہاں جمعہ سے اس کا زمرہ سے اگرچہ سمجھنا خلاف مذہب ہے۔ ذکر تو ہے کہ مذہب سختی کے خلاف اس کی اقامت ہے اس کی اقامت سے وہاں فرض ظہر کی اصاعت ہے۔ تو ذکر ہونا اور بعض ائمہ کے طور پر صبح ہونا اور بات ہے اور اس کا اس جگہ جہاں ظہر فرض ہے بے جا ہونا اور بات ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے وہ فتاویٰ سب بہرہ مند، بہادر و درست ہیں اس لئے تقدیرت کی گئی دوسرا فتویٰ اعلیٰ حضرت کے ان فتاویٰ سے ہرگز صادر نہیں دوسرے فتوے میں جو یہ تحریر ہے کہ جہاں ہمارے مذہب میں جمعہ نہیں اور عوام پڑھتے ہوں تو ان لوگوں کو منع نہ کیا جائے کچھ وہ بھی اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا ارشاد ہے۔ وہ اوپر کے احکام کے معارض نہیں جہاں فتنہ عوام کا اندیشہ صبح ہو وہاں منع نہ کیا جائے۔ فرض ظہر بھی پڑھنے کی تاکید کی جائے۔ و بات میں جمعہ پڑھنا مذہب سختی میں ہرگز جائز نہیں مگر عوام پڑھتے ہیں اور منع کرنے سے باز نہ آئیں گے فتنہ برپا کریں گے تو ان کو اتنا ہی کہنا ہوگا کہ بھائیو ظہر کے چار رکعت بھی پڑھو کہ تم پڑھ رہی فرض ہے جمعہ پڑھنے سے تمہارے زمرے وہ ظہر ساقط نہ ہوتی۔ وہ فرض ظہر بھی جماعت ہی سے پڑھنے کو کہا جائے کہ بے حد ترک جماعت گناہ ہے۔

۲۔ ہندوستان دارالاسلام ہے اعلیٰ حضرت کا رسالہ اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام کہیں نہ کہنا غلط ہے تفصیل کے لئے اعلیٰ حضرت کا یہی رسالہ دیکھیں۔

۳۔ جاننے والا شریک نہ ہو اور خوف فتنہ شرکت کرے نہ ظاہر کر دے کہ جمعہ جہاں پڑھنا خلاف مذہب سختی ہے اس سے ظہر زمرہ سے ساقط نہیں ہوتی چار فرض ظہر پڑھو اور خود بھی پڑھو۔ واللہ اعلم
وہو تعالیٰ اعلم۔

مسجد میں مکروہ ہے اور وہ حسنات کو اس طرح کھا لیتا ہے جیسے چوپایہ گھاس کو یہ مضمون خود حدیث شریف میں موجود ہے یہی علامہ امی غفرلہ میں فرماتے ہیں کہ کذا ذکر حدیث صاحب الکشاف یہاں تک کہ مسجد میں اپنی گئی چیز کا دریافت کرنا ناجائز ہے۔ حدیث میں فرمایا من صبح سجداً یبذل فی المسجد ضالۃً فلیقلل لارہا اللہ علیہ فان المساجد لعدوین لہذا ان لو گول پر تو یہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۱۲) جو لوگ مساجد میں اسے بچوں کو لاتے یا ان کے بچے چلتے ہیں اور وہ انہیں نہیں روکتے روکنے والوں سے لڑتے ہیں گنہگار ہیں اس ارشاد حدیث سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نافرمانی و مخالفت کرتے ہیں حدیث شریف میں فرمایا جنہو مساجد کہ صیانکم و حیانکم و شیانکم و بیعکم و خصوستانکم و رفع اصواتکم و اقامتکد و ذکر و صل سیوفکم الحدیث تغیر میں فرمایا یجب ان تصان عن ادخال المینین والصبيان بغیر الصلاة واجب ہے کہ مساجد میں بچوں اور عورتوں کو داخل کرنے سے بچائی جائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زید بریت حسنات دیوار الف میں سوراخیں کر کے کڑیاں ڈال کر بت میں ایک حجرہ بنانا چاہتا ہے جس وجہ سے تاکہ کچھ تولنا پڑے گا۔ آیا یہ اس کا جائز ہوگا یا نہیں۔ راج زید نہایت احاطہ ہے اور صرف نماز سے خارج زید اس کو مسجد و کر کے اور زید میں سوراخیں بنا کر اور کڑیاں ڈال کر تاکہ پورا حصہ دو کافی صورت میں تبدیل کر کے گریہ پر جاری کر سکتا ہے یا نہیں۔ اس کے گریہ سے مسجد کے اخراجات میں سہولت حاصل ہوں گی۔ واقف بقید حیات نہیں ہے۔ ملائکہ حکمہ آبکاری سے چندے کے مصارف خزانہ اندراج ملے مسجد۔ حجرہ مسجد خواہ مسجد بنا یا نہ ہو یا نہیں نقشہ مسجد برائے معائنہ منسلک ہے۔

المستفتی شاد محمد حسین کاپڑی کلکڑی

الجواب۔ بعد تمام مسجد بریت دیوار مسجد کسی کام میں نہیں لاسکتے اگرچہ مسجد کے مصالح کے لئے بحوالہ آقا ہوں ان میں اس کے اعتبار پر کوئی دیوار اٹھا سکیں نہ اس پر کڑیاں رکھ سکیں۔ تاہم غایت درغناہر میں اسے توہین فوقہ بیت الاسلام لا یضرب منہ من الصالح اما الوتت المسجدة شعا لاد البتاء متع ولو قال یمیت ذلک لہ صدق اس میں اس کے بعد زید سے ہے فاذا لان ہذا فی الواقف تکف بغیرہ لا فہب ہدمہ ولو عل جدار المسجود ولا یجوز اخذ الاجرة منہ ولا ان یجعل شیئاً منہ مستغلاً ولا

سکھتے ہیں اگر اُن کو پھر دوا ملتا میں ہے لایو موضع الحیدر علی حیدر از المسجد وان کان منہ او قاضی الف کہ
 دیوار مسجد ہے اس میں سوراخ کر کے جھروکا کر لیاں رکھنا جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
 (۲) یہ صورت بھی ناجائز ہے کہ بھی دیوار مسجد ہے اور اس میں کڑیاں رکھنا یا زنجیر فٹا سبک کا حکم دیا
 ہے جو سبک کا حکم ہے فٹا زنجیر میں بھی بعد تمام مسجدیت دو کاتیں نہیں بنائی جا سکتیں۔ مبطوہ الام غری پھر
 عالمگیری میں ہے قید میرید ان یعنی حیوانیت فی فناء المسجد لاجب ورنہ ذلک لاث یقسط حرمة المسجد
 فان فناء المسجد لہ حکم المسجد۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) ملائکات اور کبریٰ کو تنخواہ اگر خاص اس زمرہ حرام سے ملتی ہے اور ان کے پاس اس کے سوا اور کوئی ذریعہ آمدنی نہیں تو وہ زمرہ حرام سے اس سے لینا جائز و ناجائز نہیں دینا یا اس کا ثواب دینا الا طیب الا قبل الا طیب ہاں اگر وہ قرض لے کر دیں تو اس کا اخراج جائز ہوگا۔ اور وہ اس پر ثواب کے بھی مستحق ہوں گے۔ مسافر خانہ اگر مکمل شرط واقف بنایا جائے گا تو یہ حرام ہوگا احاطہ مسجد میں مسجد کے خارج مصالح کے لئے جو عمارت جائز ہے وہ ثواب کا کام ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ کسی شخص کی آراضی کو کوئی دوسرا شخص بغیر مالک کی اجازت سے آراضی کو مسجد کے تصرف میں کر سکتا ہے یا نہیں اور اگر اس کی بغیر اجازت کے کچھ حصہ جبراً مسجد کے تصرف میں لایا گیا تو آیا یہ حصہ مسجد کا ہو گیا یا نہیں اور ان کا یہ فعل کیا ہے جو حکم موعظہ الحق شریعت صادر فرمایا جاوے۔ مہینہ قوجہ روا

الجواب۔ غیر کی ملک زمین ہے اس کی اجازت کے زبردستی بغیر معاوضہ دینے مسجد میں داخل کر لینے کا کسی کو حق نہیں خصوصاً ایسی صورت میں جب کہ مسجد کو اس کی حاجت نہ ہو۔ مسجد کی ضرورت نہ ہو۔ وہ مسجد ہاں کے لوگوں کو کافی ہو۔ ہاں جب یہ بدو سچ کرنے کی منفرت ہو کہ ناکافی ہو تو معاوضہ دے کر زمین داخل کی جاسکتی ہے یوں اگر وہ شخص راضی نہ ہو اسے جائز طور پر معاوضہ لینے زمین میں برعہ کر یا جاسکتا ہے۔ اسعاف وغیرہ میں ہے لوصاف المسجد علی الناس وبخلافه ارضاء ملک الرجل لوانشاء منه باقعیہ کر خدا وفعالہ العباد وعبادہ الخ۔ ہذا الخ القیمۃ جو زمین خضبت کر کے مسجد میں داخل کی گئی اتنا حصہ ہرگز مسجد نہیں جن لوگوں نے ایسا کیا وہ ظالم خاصہ مستحق تادیب اللہ اور حق العبد دونوں میں گنہگار ہیں۔ الب پر توبہ لازم ہے۔ مسجد کو اگر حاجت نہ ہو فوراً آئی زمین اس سے خارج کر دی جائے اگر مالک راضی نہ ہو اور اگر حاجت ہو تو مالک کو اس کا معاوضہ دیا جائے۔ اگر صورت وہ ہو کہ مسجد کو حاجت نہ ہو اور مالک اپنی

زمین ہی لیتا چاہتا ہو یہ معاوضے کے زمین چھوڑ دینے پر راضی نہ ہو تو زمین واپس کی جائے گی۔ اور اس کے داخل اور خارج کرنے میں اور مسجد کی پھر درستی میں جو کچھ صرف ہوگا اس کا ذمہ دار وہی ہوگا جس نے پراکت زمین مسجد میں ڈال فی تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ اگر نبی لال باغ ملا مسکوڑ سیٹھ محمد ابراہیم صاحب مرزا مولوی نذیر احمد صاحب۔ انشراح المکرم ایک مسجد اس طرح واقع ہے کہ اس کا دروازہ محض مسجد سے جدا اور طرح مسجد سے بالاحصہ میں ہے دروازے سے متصل ایک مندر ہے بلدیہ کا محکمہ تعمیرات اس طرف ایک شریک بنا رہا ہے وہ چاہتا ہے مسجد کی اس خارجہ از مسجد زمین میں سے جہاں صرف دروازہ واقع ہے ایک حصہ شریک کے لئے دیدیا جائے اور اس کے بدلے کی زمین اسی کے متصل ایسی ملے لی جائے جس میں صدر دروازہ شاندار تعمیر ہونے کے علاوہ اس کے ہر دو جانب کچھ دوکانیں بھی تعمیر ہو سکیں گی۔ اس جدید دروازہ اور دوکانوں کی تعمیر محکمہ مذکور کے ذمہ ہوگی۔ جب کہ مسجد کی لمبائی وہ زمین جو محض مسجد سے جدا گانہ صرف دروازہ کی صورت میں ہے۔ محکمہ مذکور کو دینے سے دو فوائد خیر ہوں گے۔

۱) اہم ترین فائدہ یہ ہے کہ مندر بالکل شریک میں آجائے گا۔ اور ہمیشہ کے لئے برستی کی جڑ بنیاد قرب مسجد سے نیست نابود ہو جائے گی جس کی موجودگی سے اس نازک زمانہ میں ہر وقت فساد و فتنہ پیدا ہونے کا قوی اندیشہ ہے۔

۲) دوکانوں کے بن جانے سے مسجد کی گندلی کا ایک سالان ہو جائے گا تو سوال یہ ہے کہ ان دو اہم فوائد کو مد نظر رکھ کر بالخصوص بنیاد شریک مٹ جانے کی نیست سے اس حصہ زمین کا محکمہ تعمیرات بلدیہ کو بالمعاوضہ دے دینا چاہئے یا نہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ جواب مذکور کے اور اجراء حاصل کیجئے۔

الجواب۔ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ کسی وقت کی ہیئت کے بدلے کسی کو اختیار نہیں۔ بلکہ یہی متعین الوقت عن حیثیت عامہ کتب معتبرہ میں موجود ہے۔ بعض متون کی اس عبارت سے کوئی دھوکا نہ کھائے مثلاً متون لا ابدال میں فرمایا جعل شیء من الطریق مسجد اذ کعبہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ مسجد سے باطل کر کے گڑ گاؤ بنا دی جائے بلکہ یہ مطلب ہے کہ مسجد کے کسی جز کو کالہ کر کے وقت حاجت فقط اسراف ان غیر محض بحدیث اکبر شہر الیہا جائے درختا میں فرمایا کعبہ ای محبوب امن عکہ وھوما اذ جعل فی المسجد مسر لتعارف اهل الامصار فی الجوامع وجامان نکل احد ان یصرفیہ حتی انکافرا لا یجنب والیہا عنی والد و

پھر جہانگیری مختلف فیہ ہے اور وہ بھی بہر حال نہیں بلکہ وقت منوط و عند الحاجة بہت روایات میں فرمایا قتلہ کفر ہے۔ غمہ خلاف کہ مایاتی تحریر ہے و فیذا عند الاحتیاج کہ مایاتی الانقیح روایات میں تیار غایہ اس میں فتاویٰ ابواللیث سے تو اس کا عدم جواز نقل کیا اور اسی کو تیار غایہ میں صحیح فرمایا۔

اور کتاوی غنایا اس میں غواہ مراد سے یہ نقل فرمایا کہ اگر راستہ تنگ ہو اور مسجد وسیع نہ ادا حاجت ہو راستہ
میں مسجد سے نیابت جائز ہے اور چونکہ اسی پر متون کا اطلاق تھا تو اسی کو مستند بنایا عبادت یہ ہے فی الشافعیۃ
عن فتاویٰ ابی الیث فان امر اهل المسجد ان یجعلوا شیا من المسجد طریقا للمخرج فذل قبل لیس فیہ
ذللک وانہ صحیح شرفقل عن العنایۃ عن خواہر زادہ اذا کان الطریق ضیقاً والمسجد واسعاً لا یخرجون
الی بعضہ تجوز الزیادۃ فی الطریق من المسجد لان کلہا للعامة او المتون علی الشافعی فان کان ہو المعتمد
اس میں نیز تنبیہ و مانتض و نفسا مسلمان اور کافر کی کے مروری حرمت بوجہ ضرورت ساقط ہوگی جمیع احکام مسجد کا
سے ساقط نہ ہوں گے اسی میں اسے فقط حرمت المرور فیہ للضرورة لیکن لا تسقط عنہ جمیع احکام مسجد
فلذا لا یجوز المرور فیہ یجنب وغیرہ کما سر جہا المتار میں فرمایا یتخذ فی المسجد عمری تمرفیہ المانۃ مسج
بقاؤا المسجد فیہ وحفظ الآداب فلا یجوز دخول جنب ولا لہائض ولا انشاء وادخال دابہ کما سر شرحا
نفس علیہ فی التنبیہ والحدود وغیرہ مسجد کی مسجد سے کسی مصلحت کے لئے باطل نہیں ہو سکتی نیز میں
مسجد ہو چکی کتبہ اجزاء بنا مسجد سے گی رد المتار میں فرمایا المسجد لا یمخر عن المسجد ابداً واللہ
تعالی اعلمہ

۴۴۔ ازگور کھپور مرسلہ مولوی الفت علی صاحب

سوال۔ کیا حکم ہے شریعت غرار ملت بیضار کا تصور مسئول میں

(۱) دروازہ احاطہ مسجد کی بام نما تو سیلج بلا ضرورت سخت مع انہدام کوٹھری کرایہ مسجد بزرگہ کثیر موقوفہ مسجد

جائزے یا نہیں؟

۱۳ دروازہ احاطہ مسجد کی تحویل و توسیع میں سے جب کہ تحویل میں مسجد کی آمدنی کا اضافہ ہو اس طرح
 کی پرکھ اس کی جگہ پر ایک اور کوٹھری بنادی جائے اور توسیع میں جب کہ نقصان ہو اس طرح پرکھ جائے تعمیر
 انہی نام کوٹھری لازم آتا ہے مگر اس کی مکافات دروازہ پر کوٹھری بنا کر کی جاوے بظاہر ہر عہد مکافات کو ملے
 تو کس پر عمل کیا جاوے؟

الجواب۔ ہے ضرورت و حاجت و مصلحت اپنے روپے صرف کرنا بھی نہ چاہئے نہ کہ وقف کا مال اگر تحول باب میں نفع ہو یا مصلحت و ضرورت ہو تو کر سکتے ہیں۔ یوں اگر تو بیع کی حاجت ہو تو تو بیع بھی کر سکتی ہے جب کہ کوئی مانع شرعی نہ ہو۔ وقف کے روپے سے بھی کر سکتے ہیں جب کہ وہ روپہ تو غیر کر کے نہ ہو اور اگر تعمیر کے لئے نہ ہو تو شرط واقف کے خلاف صرف نہیں کر سکتے کہ شرط واقف مثل نفیس شارع واجب الاتباع ہے۔ مسجد کا اگر کوئی متولی ہے تو وہ کرے گا ورنہ اہل علم اسعاف فی حکم الاوقاف میں ہے لاجہول اہل الخلفۃ باب المسجد من موضع الی موضع اخر حیث عامر کتب فقہ میں ہے شرط الاوقاف کتب الاشراف مگر سوال میں ہے کہ بلا ضرورت کا لفظ ہے تیر یہ کہ بجائے نفع کے مسجد کا نقصان ہے پھر یہ کہ شرط واقف کا خلاف بھی ہے وقف کو اس کی ہیئت سے بدلنا بھی ہے تو کسی طرح یہ تو بیع ہرگز جائز نہیں کتب متبرو میں ہے لا یجوز تغیر الوقف من حیثہ فلا یجعل الدکان مکانا تاجہ جو ایسا کریں گے وہ روز مسجد کے بھی زمرہ دار ہوں گے اور ان کے زمرہ لازم ہو گا اگر جیسی دوکان پہلی تھی وہی جی کر دیں۔

یہاں تو دوکان سرے سے اوڑھا ہی دی وقف کی تغیر ہیئت تو جائز ہے ہی نہیں یہاں کہہ کر یوں ہوا اگر متصرف دوکان کا ایک ہی ہو جیسے دوکان سے بھی مقصود کرایہ ہے تو یہ جائز نہیں کہ دوکان کو حرام کر دیا جائے لا یشترط الواقف شخص الشاسع فی وجوب العمل بہ نہ کہ خلاف مقصود اور وہ بھی بالکل بے سود نہ صرف بے سود بلکہ بیکارے نفع نہ جاننا موجود ہے اس صورت میں ہے جب کہ وہ دوکان مسجد پر وقف ہو مسجد کی دوکان ہونا اولیات ہے اللہ تعالیٰ اس کا وقت انزال الہدایات ہے اور اگر مسجد پر وقف نہیں تو تو بیع کر سکتے ہیں مسجد کا اس کی حاجت ہو اور جب کہ وقف کا روپہ تعمیر کے لئے ہوا اور اگر وہ تعمیر کے لئے نہ تھا اور معرفت کا تھا جب تو ہر مال اس روپے کی زمرہ داری صرف کرنے والوں پہ پہنچی اگر چہ اس صورت سے تو بیع جائز ہوا ہی صورت میں اس نکتہ کو تو بیع میں صرف کیا ہو۔

اما جائز ہے جب کہ قطع ہوا اور دوزخ میں کے بجائے دوکان ہوئی فنا ہے مسجد سے خارج ہو فنا ہے مسجد کا حکم دی ہے جو مسجد کا جیسے مسجد کا کوئی حصہ دوکان وغیرہ نہیں کیا جاسکتا یوں ہی فنا ہے مسجد کا بھی اور اس تو بیع کا حکم اوپر معلوم ہو گیا جس صورت میں جائز نہیں۔ اگرچہ اس کے بجائے دس کوٹھڑیاں بنا کر کفالت کی جائے۔ اگرچہ وہ دسوں کرایہ کی ہوں۔ ہرگز جائز نہیں۔ اسعاف میں فرمایا انوار اذقیہما المسجد ان فی بعض حیثیات فی حدود المسجد وفنائتہ۔ قال الفقہ ابو الالیث لا یجوز ان یجعل شیئا من المسجد مسکنا ومستغلا

واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ - از بر بی شہر کینہ

۲۶ جمادی الآخر ۱۲۵۲ھ

عمر نے دو درخت مسجد کے آرام کے واسطے لگائے اگر اس میں کچھ لکڑی کسی وجہ سے کٹوائی گئی تو مسجد کے اندر صرف ہونا چاہئے یا بجائے عمر کے زید اپنے صرف میں لاسکتا ہے اپنی ملکیت بنا کر؟
الجواب - جو درخت مسجد میں لگائے ہیں وہ مسجد کے درخت کی لکڑی اپنے کام میں نہ عمر و لاسکتا ہے نہ زید نہ کوئی اور مسجد ہی میں صرف کی جائے گی۔ خود یا فروخت کر کے اس کی قیمت اسعاف فی احکام اللہ میں ہے یوسف بنی المسجد ینکون المسجد لانی لا یغیر فیہ لیکون مسجداً واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ - الزاکیون ایسے مولوی الٰہیہ صاحب امام مسجد ۸ ہذا فی القعدۃ ۵۲

اذان کی جگہ چھوڑ کر مسجد کے اندر اذان دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہو تو فقہاء کے اقوال مسطورات الذیل کے مطلوب کیا چنانچہ قادی قاضی خاں فتاویٰ خلاصہ خزائنہ المقتیین، فتاویٰ عالمگیری، بحر الرائق، شرح نقایہ بر جندی فتح القدیر ان تمام کتابوں میں مندرج ہے کہ لا یؤذن فی المسجد اور فقیر فی شرح المنیہ میں ہے الاذان اختایکون فی المؤنۃ او خارج المسجد والاقامۃ فی داخلہ فتح القدیر کے باب الجمعة میں ہے ہوازی الاذان ذکر اللحن فی المسجد ای فی حدودہ وکراۃ علیۃ الرایہ فی شرح الوتکی علی مرآۃ الفلاح میں ہر قوم ہے بیکرہ ان یؤذن فی المسجد کما فی القعتبانی عن النظم علیۃ الرایہ فی شرح الوتکیہ میں ہے قول ہیں بدیہ اسی مستقبل الامام فی المسجد کان داخلہ ولسنہون والشافی اور اگر جائز نہ ہو تو متروک مؤذن ہوتے ہوئے اس کے بغیر اؤن و حکم وصفت وقت کے اندر اگر کوئی دوسرا شخص استہزائے سوراوی اذان کرتے ہوئے قہقہہ ہار کے ہنستے ہوئے مسجد کے اندر کھڑے ہو کر اذان دے دے اور مؤذن مقررہ مادہ کو کہنے سے تو کیا ہے؟ دلائل و مفصل مع حوالہ کتب مشرق و متوجع و فرما کر مؤذن فرماتے۔

الجواب - مسجد یعنی موضع صلاۃ میں اذان غلاف سنت و مکروہ تحریمی ہے قاطبہ اعجاز اکرام ملہار اعظام فقہاء عظام چھانڈا قیام اس کی حماقت فرماتے آئے کتب فقہ اس سے الامال ہیں مسائل نے جو چند کتب مستعمل کی جاہلیت سوال میں لکھیں ان کا صریح مطلب یہی ہے کہ مسجد میں اذان نہ کہی جائے اذان مندرجہ میں جو باخارج مسجد اقامت داخل مسجد ہوا اذان حد و مسجد میں ہو کہ داخل مسجد اذان مکروہ ہے۔ مکروہ ہے کہ اذان کہیے میں وہی ہلے کے خارج مسجد ہی اذان ہونا سنوں ہے نیز ایام قول المذہب والذین زلیلی ریت اللہ تعالیٰ علیہ تسبیح اللہ

تو اس صورت میں عامہ مسلمین کو حق باسن و اماں روکنے کا شرعاً حاصل ہے یا نہیں نیز اس پر اصرار نہ کر سہل و آسان
ہی جگہ پر ہے اس کا حق بھی حاصل ہے یا نہیں ؟

الجواب - جو جگہ مسجد یعنی موضع صلاۃ وقف ہو چکی اسے کسی دوسرے کام میں لانا حرام اشد حرام ہے وہ ابدا
نماز و ذکر خدا ہی کے لئے ہے وہاں حجرہ یا حوض و غسل خانہ بنانا خدا کی توہین اور اس کی واپسائی ہے جو لوگ اس پر
اٹھے ہیں وہ بیت اللہ کی توہین کرنے کے لئے پر اٹھے ہیں انھیں ہر ممکن گناہ بطور پر اس شیخ کام سے روکا جائے
ہر مسلمان پر انھیں اس غیبت حرکت سے باز رکھنے کی سعی فرض ہے والاں و زمین سے یا پورب کی طرف ہٹ کر بنے مگر
یہ جگہ اگر کسی دوسرے کام کے لئے نہیں ہو سکتی اگرچہ وہ کام ایسا ہی ہو جس میں توہم توہین و تلویش بھی نہ ہو غسل خانہ تو
غسل خانہ ہے یوں ہی حوض و حجرہ مسجد کو مسجد کی وقت کو اس کی ریت سے بدلنا یا توہم نہیں شرعاً واقعہ کا اہتمام
مثل اتیان نص شارع واجب ہے کتب مستمردہ معتبر میں تصریح ہے بشرط الوافق کس الشائ فی وجوب
الانجام و العمل و نیز تصریح ہے لا یجوز تغیر الوافق عن ہیئته فلا یجعل اللہ مکاناً ۱۱

مسجد کا توہم و تلویش چیز سے کیا لازم ہے جس میں توہم و اہانت و تلویث ہو نہ کہ اسے حوض و غسل خانہ کر دینا
و لا حول و لا قوۃ الا باللہ الفعل العظیم مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا یا توہم نہیں یہاں تک کہ اگر کوئی اپنی گئی چیز
وہاں دریافت کرے تو ان سے بھانسنے نہ کہ اسے یہ مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا یا توہم نہیں یہاں تک کہ اگر کوئی اپنی گئی چیز
مسجد میں اس لئے نہیں نہیں یہ حدیث کا ارشاد ہے نہ کہ اسے موضع صلاۃ و ذکر جنس کے لئے وہ جی بھی اس سے
نکال کر اس کی یہ حرمت باطل کر کے جو بات حرام تھی اس کے لئے کر دینا وہ لوگ جو اس شیخ ارادہ و نیت پر اٹھے
ہوئے ہیں وہ کیا ہیں اگر خود واقف بعد تمام مسجد ریت ایسا کرنا چاہتا ہے ہرگز نہ کر سکتا متولی ہو تو اس کی تلویث
توڑ دی جائے۔ واللہ تعالی اعلم

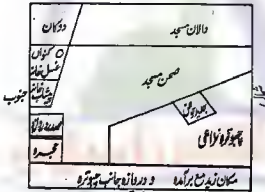
مسئلہ - ازہرہ پورہ بنارس میں علامہ راجن صاحب معرفت جلیل القدر عبدالغنی صاحبان سید محمد اعظم
مکرمی جلیل القدر عبدالجبار دست بستر آداب خاندانہ قبول ہو اس استفتاء کے جواب کی اشد ضرورت ہے
جہاں تک ممکن ہو جلد سے جلد تحریر کریں کہ مسجد نے ملحق ایک چوترا اقتدار ہے جسے اکثر حضرات نیک کہانتے
وہیں مگر متولی مسجد نے چوترا پروانہ ملنے کے ایک حوض بنوایا اور پانی کا ٹانکا بھی رکھ دیا اب ملاری لوگ اسی
چوترا کو فرض مسجد میں شامل کر لیا چاہتے ہیں تو یہ بلا حق نہیں ہے اور کہتا ہے کہ زمین چار دیواری ہے لیکن لوگ
دلیل میں اس حدیث کو لکھتے ہیں کہ قنوی ج ۲ صفحہ ۱۰۱ یہ عبارت کہ در حالت تلوی و ضرورت جہر جگہ کے کہ مسجد میں

جرعہ نام درست ہے۔ پیش کرتے ہوئے جبر یا اس چہرہ کو مسجد میں شامل کر لیا چاہیے ہیں۔ اس لئے ضروری
سوالات دریافت طلب مند چہرہ ذیل ہیں۔

اول یہ کہ چہرہ مذکورہ مسجد میں شامل کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔ دوسرے یہ کہ اگر مسجد ہے لی ہوگی زمین
جو کہ دوکان کے قریب موجود ہے اسے نہ شامل کیا جائے اور جبر یا نزدیک چہرہ لے لیا جائے تو اس مسجد میں کسی کی
تھاڑ ہوگی۔ اور یہ کہ چہرہ مذکورہ بالا پر بغیر رضامندی زمین و ضو کو نہاد درست ہے یا نہیں اگر نہاد درست ہے تو ایسے وضو
سے نماز درست ہوتی ہے۔ فقط مینا تو جروا

موقع کی حالت سمجھنے کے لئے یہ نقشہ ہے

مغرب



مشرق

الجواب۔ جب کہ وہ چہرہ مسجد کا نہیں۔ زمین کا ملک ہے تو اس میں بلا اجازت نہ دخول نہ بنا ستولی پر
حکیم تھا اس نے ظلم کیا زمین لوگوں کو معلوم ہے کہ یہ زمین مسجد کی نہیں ملک غیر ہے اور وہ اس سے راضی نہیں کہ
وہاں وضو کیا جائے انھیں وہاں وضو کرنا محال نہیں۔ اگرچہ یہ وضو ہو جائے گا مگر بے اجازت ملک میں کی زمین
میں وضو کرنے کا الزام ان کے سر ضرور ہوگا۔ ستولی پر لازم ہے کہ حوض وہاں سے چٹائے پانی کی تنگی وہاں سے
انحصار ہے۔ جو لوگ چہرہ کو نزدیک مسجد میں جبر یا شامل کرنا چاہتے ہیں۔ کھالے کہ مسجد کو ضرورت نہیں۔ یا اس کی
ضرورت اس کی اپنی زمین پر ہی کر سکتی ہے جسے ان لوگوں نے دوکان بنانے کے لئے رکھ چھوٹا ہے تو وہ لوگ

عالم جفا کا رنگ بیاں کار ہیں حق اللہ وحق العبد میں گرفتاری کو طیار ہیں۔ یہ حکم کہ دوسرے کی زمین کو مال یا سکتی ہے
ای وقت ہے جب۔ اس کی حاجت ہو بے حاجت و ضرورت چرگز یہ کہ نہیں۔ گنگوہی نے بھی یہ نہیں لکھا ہے کہ
ضرورت ہو یا نہ ہو ہر مال پر اپنی زمین و پاکر مسجد میں شامل کر دو اس کے لفظ بھی ہیں۔ و دعا لنگی و ضرورت۔

ہاں اگر واقعی مسجد کی وصیت کی ضرورت ہے اور بہت سی وصیت کی حاجت ہے وہ اس کو شامل کرنے پر بھی
ماصل نہیں ہو سکتی جس میں دوکان چاہی جاتی ہے۔ یا وہ زمین برائے دوکان ہی واقف نے رکھی ہے۔ دوکان
کی ضرورت کرنی ہے۔ تو اس صورت میں قدر ضرورت و حاجت بالآخر بھاؤ سے اس زمین کی قیمت دے کر مسجد میں
شامل کر سکتے ہیں خواہ زمین والا خوش خاطر بیچے یا ناگوار کی کے ساتھ لینے کے یہ معنی نہ سمجھئے کہ جائیں کہ وہ دے یا نہ
دے کہ ہر حق اس کی زمین جیتر اس سے بچیں کہ مسجد میں شامل کر دو بلکہ یہ سلی ہیں کہ اس کی قیمت اسے دی جائے
اور وہ زمین مسجد میں داخل کر لی جائے۔ نیچے وہ خوشی یا برا کرنا ناگوار کی کے ساتھ کثرت بہ متبر و مستعدہ فقہ میں یہ
مسئلہ مصر جسے شائع الانہر میں ہے لوصاف المحمد علی الفضلین و جوبہ ۱۸۱۸ لرحل یوخذ لہ بالقبضۃ
وکنہا جس صورت میں اس چوتھ کا مسجد میں ہے اجازت زید داخل کرنا ناجائز ہے اس صورت میں اسے مسجد
میں شامل کر دے ہوگی کہ وہ زمین منسوب ہوگی باقی مسجد تو مسجد ہے اس میں اس سبب سے کہ ایک حصہ غصب ہوا
کیا گیا ہے کیوں کہ وہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ انا سمعنا اذ کالو پور پانچ پٹی پالی ہادی مسجد گجرات مرزا ولوی براہیم ص ۲۲۷ صفحہ الاول میں
ایک مسجد کے ضمن میں مسجد کی زمین میں ایک قبر تھی اس ضمن کو مسجد اونچی کر کے لئے اونچا کیا گیا اس
کے ساتھ قبر تھی اونچی کی گئی پھر مسجد کو اونچی کرنے کی ضرورت پڑی اس سر میں اس قبر کے پاروں طرف اینٹ کی دیوار
قبر سے کیا اونچی چمن کی گئی اور اوپر سے بند کر دی گئی اور قبر لاندے سے محفوظ ہو گئی اور اوپر سے تمام ضمن برابر کر دیا
گیا اب عرض یہ ہے کہ (۱) اس جگہ پر جس کے نیچے قبر ہے پھر کا تو نہ کھنڈا اس کے اس پاس کھنڈنا ناجائز
ہے جیسا کہ (۲) ضمن کی اس جگہ میں جس کے نیچے قبر ہے چلنا پھرنا اور نماز پڑھنا ناجائز ہے یا نہیں ؟

الجواب۔ مسجد کی زمین میں قبر کا اگر یہ مطلب ہے کہ نفس مسجد میں وہ قبر کی گئی تو یہ حرام کام ہوا جس کو
نے ایسا کیا وہ سخت گنہگار ہوئے اور اگر یہ مطلب ہے کہ قبل مسجدیت اس زمین میں کوئی قبر تھی پھر اس قطعہ کو مسجد
بنایا گیا اور بتی زمین میں قبر ہے وہ مسجد سے مستثنیٰ وہ مسجد نہیں ضمن بلکہ کیا گیا اور مسجد قرار کرنے کے لئے قبر کے ارد
گرد سے کچا اونچی دیوا چمن کر دیا اس میں کوئی حرج نہیں اچھا کیا۔ اس جگہ جس کے نیچے

قبر چھپ گئی ہے نمازیں کچھ خرچ نہیں جب کہ پشاور قبر سے طامع نہ ہو قبر سے ہلا ہو۔ وہاں آنا ہمارا ہونا نماز پڑھنا سب چاہئے کہ وہ قبر نہیں قبر اس کے نیچے ہے۔ وہاں کھڑا نہ لگا جائے کہ اس سے مقصد فوت ہوگا یہ عمل تو اسی نے کیا لگا کہ صحن مسجدک سطح مستوی ہوا اور مغوف کھیل ہوں پنج جو قبر قطع صفت نہ ہو کھڑا لگا جائے گا تو یہ سانا لگا دھر ایل میت ہو جائے گا یوں ہی نشان ہرگز نہ بنایا جائے اس جگہ نشان قبر اگر لگنا ہو کہ لوگ جان سکیں کہ یہاں قبر ہے فاتحہ ایصال ثواب کر سکیں تو کوئی ایسا نشان بنائیں جو سطح سے بلند نہ ہو کہ قطع صفت کرے یا شہو کر ہو سکے۔ نہ ایسا ہو کہ لوگ اس چھت ہی کو قبر سمجھ لیں اور وہاں نماز پڑھنے آئے ہاتھ کھڑے ہونے سے رکھیں اتنی جگہ کو رنگ سے نماز کر دیں۔ سارے صحن کا ایک رنگ جو اتنی جگہ کا دوسرا رنگ اور ایک تختی لٹکا دی جائے کہ یہاں ایک قبر ہے جو پشاور کے نیچے ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۳۔ از شاد پور سوار عبدالحسین خاں صاحب معرفت حاجی غلام حسین صاحب ماکن ملوک پور بریل۔ ۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۳ھ

یہاں چند مگر مسلمان حلال خورد رکھتے ہیں بعض کی صرف عورتیں پختہ آگاہی ہیں اور بعض مرد و عورتوں دونوں پر پیش کرتے ہیں لیکن یہ لوگ پانچ رسوم و عبادت بھی ہیں ان کا پاک و صاف ہو کہ مسجدوں میں سر نہ پڑے نہ آئے جماعت ان کا کہتے ہیں کہ یہ لوگ مذہب کا خون کھینچ رہے ہیں یعنی یہ کہ ان مسلم حلال خوردوں کو بھندہ و جماعت اور عیدین کے لئے مسجدوں میں نہیں جانے دیتے لہذا از روئے شریعت مطہرہ بیان فرمائیے کہ کیا لائق شریعت کا یہ حکم ہے کہ مسلم حلال خوردوں کو نماز مسجد سے روکا جائے اور اگر ایسا نہیں ہے تو روکنے والوں کا کیا حکم ہے؟

الجواب۔ جو مسلمان باطلات و فحاشات مسجد میں آئے اسے روکنے کا کسی کو کوئی حق نہیں کسی قوم کا جو مذہب اسلام چھوڑ نہیں رکھتا یہ نہ مکمل کا مذہب ہے جب وہ جنگی پاک کپڑوں پاک جسم سے مسجد میں آئے ہیں تو جو لوگ انھیں روکتے ہیں محض اس لئے کہ وہ پیشہ نبیوت کرتے ہیں خود غلام اور غلاموں میں وفاق اعتدال منہ سے مسجد اللہ انہی کا مذہب ہے وہ فحاشی و فحاشی سے روکتے ہیں تو کہیں ان کے مکمل کپڑوں کو حلال خورد سوال میں لکھا مالال کہ وہ حلال خورد نہیں انھیں حرام خورد کریں تو کہاں ہے وہ کسب نبیوت حرام ہے اور اس کی اجرت غیر مطہرہ ان پر فرض ہے کہ وہ اس غیبت شریعت کو ترک کریں جب تک وہ اسے ترک نہ کریں مسلمان ان سے میل جول نہ کریں میں جلیل نہیں یہ جو دوست کے لئے نہیں بلکہ سزا مگر جس سے روکنے کا انھیں کوئی اختیار

نہیں جب کہ وہ پاک کپڑوں پاک جسم سے آتے ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۳۔ اوسرٹے خام مدرسا اشاعت العلماء مدرسا علی حسین پٹلی۔ مورخہ ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ
علمائے اسلام اور دیانت و تقویٰ شعار اہل علم کی توجہ ذیل کے معاملہ کی طرف مبذول کرائی جاتی ہے امید ہے
کہ احکام شرعی صادقہ فرمائے جاویں گے۔

لاہور میں مسجد شہید گنج کی تحریک نے اب ایک پیچیدہ صورت اختیار کی ہے کیوں کہ بعض مسلمانوں نے
اس سے اختلاف کرنا شروع کیا۔ بہر حال کو عام مسلمان لاہور غدار وغیرہ کے القاب سے یاد کرتے ہیں وہ اس
تحریک کو بے کار قرار دیتے ہیں جس کی بنا پر عام مسلمانوں میں یہ شبہات پیدا ہو رہے ہیں۔
ملا یہ مسجد شہید گنج کو شرفا مسجد قرار دیا جاسکتا ہے یا نہیں اور جب اس کو سکھوں نے گورنمنٹ پنجاب
کی امانت و حفاظت میں کر لیا ہے تو کیا اس زمین کو اب مسجد کا حکم حاصل ہے یا نہیں؟

وہ اس کی حفاظت کے کھد میں سرشار ہو کر جن مسلمانوں نے اس کے گرانے کو اپنے مذہب پر اور اس
کے ضمن میں اپنی مذہبی عزت پر ایک شدید حملہ سمجھا اور بحیثیت مسلمان اپنی عزت کو بچانے کی غرض سے مسجد
شہید گنج میں جانپانا اور بصورتِ ممانعت بطور احتجاج راستہ پر روکے گئے اور محض اس جرم کی پاداش میں کہ مسجد
اور اپنی عزت کی حفاظت کی غرض سے وہ راستہ پر سے نہ ہٹتے تھے ان پر آتش بازی کی گئی جس سے ان پر مٹا
نہتوں کی جانیں تلف ہو گئیں آیا وہ شرفا مسجد ہیں یا نہیں؟

مسجد شہید گنج کو موجودہ قانون مسلمانوں کے حوالہ کرانے میں اپنے آپ کو عاجز بتا کر اس نے عدالت
اس امر میں مسلمانوں کی مدد نہیں کرتی لیکن مسلمانوں میں یہ بقدرت ضرور ہے کہ وہ اس کاروائی کے خلاف
زبانی احتجاج کریں پرامن مظاہرے کر کے غنائین کو مجبور کریں کہ وہ تو زمین مسجد سے ہٹا کر ان کی بکارتی
ان کے لئے باعثِ ہلاکت نہیں ہو سکتی بلکہ اگر کوئی تکلیف جبراً یا قہراً اس کے مقابلہ میں ان کو پہنچے گی
بھی تو وہ قابلِ برواشت ہوگی اس لئے اس بارے میں پرامن احتجاج اور مظاہرے کرنا مسلمانوں کے
لئے سنِ حیاتِ مذہب ضروری ہے یا نہیں؟ بینو اتو جوا

الجواب۔ لاہور کی مسجد شہید گنج ہو یا کہیں کی کوئی مسجد جو مسجد ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مسجد
ہے اس کی مسجدیت کبھی کسی وقت نہیں جاسکتی مسجد کے شہید کر دینے سے اس کی مسجدیت باطل نہیں ہو
سکتی سکھوں نے شہید کی ہو یا کسی نے وہ مسجد جیسے شہید ہونے سے پہلے مسجد تھی یوں ہی اب بھی مسجد

ہے اور قیامت تک مسجد رہے گی عبادت گاہوں کے قبضہ میں مسجد جانے سے کسی کے نزدیک اس کی حجت نہیں جاتی کہ یہ رہا بریں قبضہ نگاہ میں رہا جس کے گرد اگر دشمنوں نے من کو سا ٹھہرتے کہے ہر دن ایک شے بت کی ہو کر کرتے اس قبضہ سے کہ غیر کہہ نہیں ہو گیا وہاں یوں کے نصب کرنے اور پوچھا ہونے سے قبل بت نمازیں بن گیا وہ جیسا انصاف اللہ تعالیٰ برائے قربت و طاعت الہی پہلے تھا یوں ہی حبیب راہوں ہی حبیب سے یوں ہی الہام الہی انکس رہے گناہی طرح مسجد کا وہ بقدر ظاہر و جہاں انصاف اللہ تعالیٰ برائے طاعت و قربت وقف کیا گیا وہ حبیب مسلمانوں کے قبضہ میں تھا جیسا حبیب تھا وہاں ہی سکھوں کے قبضہ میں پہلے جانے کے بعد پہلے وہاں ہی مسجد کی حمایت شہید ہو جانے کے بعد اب ہے اصل مسجد تو وہ جو مسلمانوں کے عبادت گاہوں پر جو مسجد ہو گئی مسجد کے لیے ہے مگر الاعتدال محمدی بعض الصور و ہذا نیست منہا۔

غیاث میں فرمایا فی امان الفتنة قد كان حول الكعبة عبد الله الاصم ثم خرج موضع الكعبة بعد ان يكون موضع المطلة والقربى ثم انصافه تعالى فكل بيت من سائر المساجد مسجد اہل بیت ان بعض کتب میں کی ان عبارت سے روشن حاوی قدی و توبیلا بصر اور مختار میں ہے و لو خرب ماحولہ واستغفر عنہ یبقی مسجد اعتدال الامار والشافی اہل الی قیام الساعة فیہ یبقی روا الترمذی میں ہے قوله و لو خرب ماحولہ عالم ای و لو مع بقاء ماحولہ و کذا الخ و لو خرب و لیس لہ ما یخربہ وقد استغفر الناس عنہ لئلا یخرب مسجد اخر ای میں بحر و فتح و جہانی و صاوی سے تائید کرتے ہوئے فرمایا قول اعتدال الامار والشافی فلا یعود مریضا ولا یخربون نقلہ ونقلہ مالہ الی مسجد اخر صولہ کا تو ایسوں فیہ اولو و هو الفتوی حاوی القدسی و اکثر المتابع علیہ مجتمی و هو الاوجه فتح بحر اذا خرب المسجد وفي الفتاوی اذا خربت القرية التي فيها المسجد وجعلت مزارع و خرب المسجد ولا یصل فیہ احد فلا یأس بان یأخذ صاحبہ وسیعہ و هو قول محمد و عن ابی یوسف لا یعود الی ملة البانی ولا الی ملة و رشتہ و هو مسجد اہل بیت۔

بحر الرائق پھر شافعی میں ہے علمان الفتوی علی قول محمد فی الاث المسجد و علی قول ابی یوسف فی تائید المسجد روا الترمذی میں ہے ان الفتوی علی ان المسجد لا یعود مریضا ولا یخربون نقلہ ونقل مالہ الی مسجد اخر حاشیہ علامہ سیدی ابن عابدین علی الدرر میں ہے ای قوله یصرف علی قول الامار و ابی یوسف ان المسجد اذا خرب یبقی مسجد الہد۔ اسی میں ہے علمت ان المتفق بہ قول ابی یوسف انه لا یخربون نقلہ ونقل مالہ الی مسجد اخر کما مر عن الصاوی فتاویٰ حجب پھر مضرات پھر تائید میں فرمایا لوصار احد المسجد بن و قد

بہ در حار و شافعی جلد سوم ص ۱۰۸ مطبوعہ کوثر پاکستان نے رواہ از جلد سوم مشکوٰۃ، مالمیری و جلد دوم مشکوٰۃ مطبوعہ بیروت

وند ان علی الخراب فانما اهل السمكة سيج القديمر وصرفه فی المسجد المجید فانه لا يجوز اما علی قول ابی یوسف
فلان المسجد وان خرب واستغنی عنه اهلہ لا یعود الی ملک البانی واما علی قول محمد وان عاد بعد الاستغناء
ولکن الی ملک البانی وورثته فلا ینکون لاهل المسجد علی کلا القولین ولایة الحج والفتوی علی قول ابی یوسف
انه لا یعود الی ملک مالک ابدال۔

ان عبارت سے آفتاب نصف النہار کی طرح روشن و آشکارا ہوا کہ مسجد شہید گنج مسجد ہی ہے ہستی کے
مسلمان اسے وہ تو وہ ہے کسی ایسی مسجد کو جو بوجہ قدامت بوسیدہ و خراب ہو چکی ہو جس سے استغناء ہو گیا ہو یا
غیر آباد ہو گئی ہو تو دیرانہ میں پرگئی ہوگی ایسی مسجد کو بھی فروخت نہیں کر سکتے مسجد شہید گنج کو مسلمان سکول یا کسی
کے ہاتھ فروخت کر ڈالنے کو بھی وہ صحیح نہ ہو سکتی۔ وہ ہزار بار اگر فروخت کی جائے تو بھی وقف ہی ہے۔ ص ۶۔
ہزار بار جو یوسف کے غلام نہیں۔ مسلمانوں کی شامت اعمال کہ ہر معاملہ میں کچھ نہ کچھ لوگ کسی نہ کسی وجہ اپنی ذاتی
غرض و منفعت یا بعض خوشامد میں اختلاف کا علم اٹھا لیتے ہیں یہ بات بھی کوئی استکلاف کی تھی۔ ولا حول ولا قوۃ الا
بالہدای العظمیٰ اپنی حیالت سے اسلام و مسلمین کو نقصان پہنچاتے علیہ کفر و کافران کا موجب ہوتے ہیں کفار کی
امداد و اعانت کرتے ہیں۔ والعباد بالہدایۃ تعالیٰ۔

گورنمنٹ کا قانون کہ وہ کسی کے مذہب میں مداخلت نہ کرے علی کہیں دست اندازہ نہ ہوگی مگر ایسے ہی لوگ
ہیں جو حکومت کو اپنے بدلے سے فریب دیتے ہیں اور اس معاہدہ کی خلاف ورزی کر کے گورنمنٹ کو بدنام کرتے
ہیں۔ رعایا میں بدعتنا دی پھیلاتے ہیں۔

ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ گورنمنٹ اس قانون معاہدہ کے ہوتے ہوئے مسجد کو مسجد جانتے ہوئے کیونکر
مسلمانوں کو اس سے روکتی اور مسلمانوں کی عبادت گاہوں کو شہید کرنے دیتی اور انھوں کی حفاظت کر کے
جو مسجد کو شہید کرتے ہیں ان کی امداد و اعانت کرتی۔ جب تک اسے ایسے ہی لوگوں نے کوئی سخت خطرات کا
فریب نہیں دیا۔ جو ممکن ہے کہ ایسے کو گورنمنٹ سرفہرماں ہو کر یا ہو کر اب وہ مسجد نہ رہی ایک فریب اور بھی سمجھ
ہو اسے کہ جیسے مسجد شہید گنج کہا گیا ہے یہ درحقیقت مسجد نہیں۔ مسجد نہ ایک عمارت ہے جو کسی قاضی کی کچہری تھی
ولا حول ولا قوۃ الا بالہدای العظمیٰ ان دشمنان عقل و خرد کو یہ معلوم نہیں کہ مسلمان کوئی عمارت مسجد نہ نہیں بناتے
کیا کوئی اور عمارت ایسی دکھائی پاسکتی ہے جو مسجد نہ ہو مسجد نہ ہو۔ قاضی کی کچہری کی بھی ایک ہی ہوئی ان جہاں کو
کیا معلوم کہ پہلے مقدمت و مجالس شہک وغیرہ امور مساجد ہی میں ہوا کرتے خود ان برکت نشان حضور صلی اللہ علیہ وسلم

والجہاں میں بھی تھا۔ اسی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو کیا اس سے وہ مسجدیں مسجدیں نہ رہیں۔ تقاضیوں کی کچھ یہاں ہو گئیں
واللہ اعلم بالصواب۔ وہ تعالیٰ اعلم۔

۲۔ مساجد بیوت اللہ ہیں اللہ کے دین کا شعا عظیم ہیں اور کسی شعا دین کی اوٹی سے اوٹی ہنسک چکر مسلمان
برداشت نہیں کر سکتے بیشک بیشک شعا دین پر حملہ دین پر حملہ ہے مسلمانوں کی ذات ہی عزت پر حملہ نہیں بلکہ
مسلمانوں کی دینی عزت پر بھی جس پر مسلمان اپنی عزت و اکبر و اپنی جان و مال تن من وھن سب کچھ قربان کر دینے
کا سچا جذبہ رکھتے ہیں اور جو بن پڑے اور جس کی ان کا دین و مذہب اپہارت دے وہ سب کچھ کر گذرنے کو تیار
رہتے ہیں۔ مسجد شہیدینغنیہ شعا دین ہے مسجد کی حفاظت و صیانت فرض نہیں ہے جہاں تک جس جائزہ ذریعہ
سے جو کون ناگزیر ہے کچھ اس مسلمان کہلانے والے کا دیکھو جو ان مسلمانوں کو جنہوں نے مسجد کی حفاظت و صیانت
چاہی گو رنڈٹ کے خلاف ہاتھ اٹھایا کیسا سب تک نہ لایا اور مسجد کی حفاظت و صیانت چاہتے ہوئے اپنی جان یا
جان آفریں کے سہر کر دین شعا دین پر اپنی قربانیاں اٹھاتا دین اللہ کے راستے میں اپنی جانیں شاکرین انھیں
حرام موت مرنے والا کہے۔ حدیث تو ارشاد فرماتے شتن قتل دون سالہ فهو شهید ومن قتل دون حصہ
فهو شهید ومن قتل دون حصہ فهو شهید ومن قتل دون اھلہ فهو شهید اور یہ بخلاف حکم حدیث
کے نہیں انہیں جو مسجد کی حفاظت و صیانت میں مارے گئے وہ شہید نہ ہوئے۔

حدیث فرماتی ہے اپنی جان کی حفاظت کرتے ہوئے اپنے گھر والی یا کسی قرابت والے کی حرام سے
حفاظت میں بلکہ اپنے مال کی حفاظت میں جو مارا جائے وہ شہید ہے دین کی حفاظت کو دین کی حفاظت ہے
تیسرے شرح جامع صغیر میں حدیث مذکور کی شرح میں علامہ مناوی قدس سرہ چوں فرماتے ہیں من قتل دون سالہ
ای عندنا فعہ من برید اھلہ و عتقہ فهو شهید ای فی حکمہ الاخرۃ لا الدنیا ومن قتل دون حصہ ای فی
الدفع عن نفسه فهو شهید ومن قتل دون دینہ ای فی نصرۃ دین اللہ والدنوب عنہ فهو شهید و
من قتل دون اھلہ ای فی الدفع عن جنسہ لئلا یقتلہ فهو شهید فی حکمہ الاخرۃ لا الدنیا لان
المؤمن محترم دانا و دما و اھل و ما آذنا فاذا ارید منہ شئی من ذلک حجازک الذل فاعل بہ بہ
فهو شهید جو ان لوگوں کو حرام موت مرنے والا بنا کر ہے اس کے طور پر بھی نہیں بلکہ جو مسلمان افغان پر یا قربانی
کا ذکر پر شہید ہوئے نہ ہے وہ سب بھی حرام موت مرے اور یہ بھی نہیں بلکہ تیرو موہر کے اندر جتنے لوگ اپنا
فرض ادا کرتے ہوئے مارے گئے وہ سب معاذ اللہ ایسی ہی حرام موت مرے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

قرسطہ ملعون نے مکہ معظمہ پر حملہ کیا ہزار ہا حجاج کو قتل کیا جن میں بڑے بڑے حضرات علماء بھی تھے اولاً
تھے وقتل ہوئے رہے اور گناہ جرموں کی طرح کئے رہے مثلاً حضرت شیخ علی بابوہ صوفی الاعلام میں رہے
نہ قطع طواف علی بابوہ وجعل يقول ے تری العین صریحاً فی حیاہ حکم کفایتہ الکلف ان لیدرون
کہم بشوا السیوف تقفوا الی ان سقطت منہم اللہ تعالیٰ۔ آئینہ اب نے طواف جاری رکھا اور ریت
پڑھ رہا ہیں اور وہ طواف قطع نہیں فرماتے وہاں سے بھاگنا کیسا طواف جاری رکھتے ہوئے یہ شعر پڑھنا شروع
کر دیا تھی، طبعین الخ تو مجتہدوں کو ان دیار میں مدہوش پائے گا جیسے اصحاب کہت کہ انھیں خبر نہیں کہ وہ کہت
میں کتنا رہے۔ یہاں تک کہ شہید ہو گئے وہ صابر کرام ہوا انواع انواع اسلام دیتے گئے اور سخت ایذاؤں کے ساتھ
قتل کئے گئے کہ اپنا فرض چھوڑ دیں انھوں نے ساری ایذاؤں تکفین اسلام خوشی سے برداشت کئے قتل ہونے منظور
کیا مگر جسے اپنا فرض چاہتے تھے نہ چھوڑا۔ یہ سب معاذ اللہ شہید رہے ہوئے بلکہ ازالہ
مذکر فرض ہے اس کے تین مرتبے حدیث میں ارشاد ہوئے کہ فرما لیسے راہی سکر و متکر ذلیعہ سید کا خان لہ
یصلح قبلہ فان لہ فیستغ لیقلہ و لا لاط استعف الامان جو ہم میں کوئی مذکور دیکھتے تو اس پر لازم ہے کہ
اسے اپنے ہاتھ سے شاد سے اگر اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو زبان سے اور اگر اس کی قدرت نہ رکھتا ہو تو دل سے
اسے برا جائے اور یہ اصناف ایمان ہے۔ مسجد جو شہادین ہے اس کا گناہ کیا کسی طرح امانت نہ کر بھی ضرور مذکر اعظم ہے
اور ضرور اس کا ازالہ اس طرح ہو سکے مگر جائز طور پر وہ لازم ہے مسلمانوں میں یہاں اس کی استطاعت نہ تھی کہ وہ مسجد
ڈھانے والوں کو بقوت روکتے ان پر جہاد کرتے حملہ آور ہوئے تو انھوں نے ایسا نہ کیا کہ یہ اس حالت میں اس کی
انھیں اجازت نہ تھی اب دوسری صورت یہ تھی کہ زبان سے احتجاج کریں اپنی حق بات کا خوب روشن طریقہ پر اثبات
کریں غیروں کے باطل و دعویٰ کا واضح طور پر ابطال کریں مسجد میں اور مسجد کے راستوں میں بیٹھ جائیں کہ پہلے مسجد
والوں کو ختم کرو پھر مسجد کو ہاتھ لگاؤ۔ اتنا جو ہم ایک ساتھ ایک بات بالجماع کہے شاید ان پر اثر انداز ہو۔ انھوں نے
اپنا فرض ادا کرنا چاہا مفسطہ جو کہ شہید گنج کی طرف چلے بنام کندگاہ حکومت نے انھیں روکا وہ رک گئے پھر مذہب
حفاظت و صیانت سے متاثر ہو کر نہ بھر روکے گئے بار بار بھی ہوا آخر کار ان بہتوں پر جرم سے کسی طرح کسی
خطو تک کاروائی کا اندیشہ صحیح نہیں تھا حکومت نے آتش بازی کی اور اللہ جلنے کئے جو جرح ہوئے کئے شہید
کئی بی بیایاں بیوہ ہوتیں اللہ نے بھیہتیم کئے گھر بے چراغ ہوئے اور کئے مکانات قائم کہ وہ بن گئے۔
امر بالمعروف اور ازالہ منکر میں اگر کوئی مفسر لائق ہو تو ترک حلال ہے لازم نہیں بلکہ اگر افضل ہے۔ چرمان

اسے سن کر کہ ازالہ میں مارنے لگے وہ خدا کی راہ میں شہید ہو گئے۔ تیسرے شرح ہامع صغیر میں حدیث مذکور کہ
 شرح یوں ہے من راہی ای معلوم کند معشر المسلمین الکفرین القادرین منکر ای شیئا فجعلہ الشر فعل او
 قول لا یفعلہ بیلہ وجوباً شرعاً او عقلاً فان لم یستطع الا انکسار بیلہ بان ظن الحق ضرر بہ فیلسانہ ای
 بالقول کا ستغاثہ و توجیح او غلاً ظاہر شد فان لم یستطع لذلک بلسانہ لوجود مانع مخوف فنتہ او خوف
 علی نفس او عضو او مال فیقلبہ بیکرہ وجوباً بان بیکرہہ و یعزرائہ لوقد بالفعل و ذلک ای الا انکسار القلب
 امتنع الایمان۔ قماوی خلاصہ میں فتاویٰ متفرک سے ہے الاسرار المعروف بحل وان کان یلحقہ الضرر
 غالباً او یعلم یکنی اونی فتاویٰ القاضی الامام ذہبی رحمہ اللہ لوجہ منکر من قورہ و یعلم انہ لو نہا حدیثہ
 قبل مانع فانتہ لا یبعد ان ینکث و ینترک وان کان یعلم لو نہا حدیثہ لا یستعین وسعد ان ینترک و التعلی

افضل وان علما نہد یمنہ یوشہ او یستعینہ لو نہا حدیثہ وسعد ان ینترک۔
 مسلمان اگر مجبور تھے تو اس سے کہ شہید کرنے والوں کو اپنے زور بانو سے روکیں۔ ان پر حملہ آور ہوں
 یہ یاد کریں زبانی منع کرنے اس پر زور افراد استیجاب کرنے سے تنہا کرالیا جانے اور دوسرے جائز طریقوں کا
 استعمال سے تو مجبور نہ تھے جو کہہ سکتے تھے اس کا کرنا تو ان کے ذمہ میں لازم و فرض تھا یا تو ناپاکی بھی نہ تھا میچ
 جب مسلمانوں نے اپنا فرض ادا کیا اور وہ فرض ادا کرتے ہوئے حکومت کو ناپاک کرنے والوں کے گٹھے سے
 اندیشہ کی بنا پر گولیوں سے ظلماً شہید ہوئے وہ کیوں شہید نہ ہوئے اور کیوں حرام موت مرے کسی کے گھر پر
 کوئی ظالم قوم چڑھائے اور اپنی جاتی جائز طریقوں سے اپنے گھر کی حفاظت چاہے اور گھر کو ڈھانے سے باز
 رکھنے کی کوشش کرے اس پر انھیں ظالمین میں کی وہ جن کا تعلق حکومت سے ہو زبردستی اس مظلوم کو حکومت
 کا مجرم فساد میں عامہ کو برباد کرنے والا ٹھہر کر حکومت کو اس سے اندیشہ اور خطر بنا کر قتل کر لیں وہ ظالموں کے
 تو حرام موت مرے کیا انصاف ہے جب اپنے گھر کی اپنے مال کی حفاظت میں جو قتل کیا جائے مجرم حدیث وہ
 شہید ہے تو یہ تو خدا کے گھر کی حفاظت و صیانت چاہتے ہوئے شہید ہوئے ہیں ہم حکومت کو ملزم نہیں کہہ
 سکتے اس سے جو کچھ کی غلطیاں صحیح اندیشہ فساد کی بنا پر کیا اگر حکومت پر اس الزام کا جواب ہمارے خیال میں
 نہیں تو اس نے جیسے اندیشہ فساد کی بنا پر مسلمانوں کو روکا تھا یوں ہی سکھوں کو مسجد کے شہید کرنے سے کم
 از کم اس وقت ہی روک دیتے اور نہ اس الزام کا ہماری سمجھ میں کوئی مقول جواب ہے کہ حکومت کے اپنے
 لوگ جو خطرناک کارروائیاں کر رہے ہیں حکومت ان کی تحقیقات کر کے انھیں سزا کیوں نہیں دیتی اس کا

ایسا اعتبار کریں کرتی ہے کہ انھیں آگے دن ایسی غلطی اور بے خطر کارروائیاں کرنے کی جرأت ہوتی ہے۔

ہاں ایک ہی صورت ہے جس سے گورنمنٹ مسلمانوں کی شکایت کوئی کر سکتی ہے وہ یہ کہ جو کچھ حال حکومت نے دانت پر لٹا دیا ہے غلطی کی اور ناقابل تلافی نقصان پہنچایا یا کافی تحقیقات کے بعد اس کا ان سے انتقام مسلمانوں کے جانب سے لے۔ اور مسجد پر ہرج مہج مسلمانوں کے حوالہ کرے یہ عجیب اور جن نہ کر وہ غلط لوگوں کو اعمال حکومت سے بے وجہ گرفتار کیا ہے انھیں آزاد کرے۔ دوا نکھیں خدانے اسی مصلحت سے دی ہیں کہ دونوں جانب نظر کی جائے حکام کی حمایت ضرور حکومت پر لازم ہے کہ اگر حکام کی حمایت نہ کی جاسے تو حکام کام نہ کر سکیں رعایا سے ان پر اندیشہ زیادتی جو مگر رعایا کی رعایت بھی حکومت کا فرض ہے اگر وہ اس قدر نظر التفات نہ کرے گی تو وہی نتیجہ اور حرج و مرج حکام رعایا پر غلط توڑیں گے اور اس پر زیادتی کریں گے جو حاکم غلطی کا ارتکاب کرے اسے سزا سن کر لازم اور جیسی غلطی ہو وہی سزا ضرور۔ گورنمنٹ جیسے اپنے معاملات میں خطا پر فوری سزا دیتی ہے اور جیسی تحقیقات کرتی ہے ویسی ہی تحقیقات ویسی ہی سزا اس پر غلطی کی جاسے۔ سنانا سنانا اس کے اختیار ہے نہ مانو اس کا کہیں اختیار ہے نہ جرم نیک و بد سے آپ کو آگاہ کر چکے۔

تقریباً بالاسے روشن ہو گیا کہ مسلمانوں پر مسجد کی حفاظت و حیات لازم ہے وہ ان کا فرض ہے نہ ان کے لئے اور
سے تا حد امکان اس میں سنی کریں جو امر جائز اور مفید ہو اسے کریں اور ناجائز نامفید سے بچیں کوئی کوئی بات
نہ کی جائے جس سے فائدہ کے بجائے نقصان ہو یا من استعجاب اور مظاہرہ اگر مفید ہوں اور کر سکتے ہوں تو عجیب
کریں اپنا فرض کسی کی کراہت کی وجہ سے اور کسی کی خوشنودی سے ہرگز ترک نہیں کیا جاسکتا مگر جب کہ اس سے
ضرر رسائی کا اندیشہ ہو۔ جب قانون اس سے مانع نہیں تو کوئی اندیشہ نہیں ایسا قانون ہو بھی نہیں سکتا آخر امام
اضطرار اور بے چینی کا اظہار اور کس طرح ہو سکتا ہے اور حکومت کو اس کا علم اور کیسے کر لایا جاسکتا ہے اگر ایسا
قانون ہو تو کیا اس کے معنی نہ ہوں گے کہ تڑپنے کی اپنا رت ہے نہ فریاد کی ہے۔ ہرگز کوئی قانون ایسا نہ ہوگا اور
اگر ہو جائے تو جب بھی اتنا ہی ہوگا کہ لازم نہ ہوگا وہیں۔

قبور دین و مذہب سے آزادوں نے احزاب اسلام اپنا نام رکھا ہے۔ ماعلیٰ شہد بعد الخطا وہ ان کی دینی
آزادی جس موقع پر انھیں جیسا چلائی ہے وہ سنا چلتے ہیں کہ شیعہ جیسے عین لازم تھا وہاں مسلمانوں کو قید و بند دکن
معیبہ توں میں ڈال ان کا فرض تھا دشمنان دین کے ہاتھوں مسلمانوں کے اپنے گئے کٹھانے کے لئے تیار کرنا
ضرور تھا اپنا فرض ادا کر رہے تھے اس لئے یہ غدار نہ تھے دین کے دوست و اہل حق نہ تھے غدار اہل

دشمن دین وہ تھا جو انھیں ایسا کرنے کو منع کرتا اب شہید گنج کے معاملہ میں جو مسلمان شہید ہوئے وہ حرام موت مرے کہ یہ کام انھوں نے ان کی سرپرستی میں رہ کر انجام دیا تو یہ فرض تو جب ادا ہوتا جب ان سے پوچھا کہ کرتے ان کی مجلس سے بغض اطہار تہ لیتے جب انھوں نے ان سے نہ پوچھا تو حرام کیا اور حرام موت مرے۔ یہ حدیث و غیرہ نے انھیں نہ پوچھا اور ان حرام کاروں کی حمایت نہ کی ان کی مجلس سے اجازت نہ لی اس سے بڑھ کر غداروں اور دین سے عداوت ان کے نزدیک اور کیا ہو سکتی۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ وهو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ اذین بکمال فرید پور مسلول مولوی عبدالحمید صاحب قادری رضوی۔ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۴ھ مسجد کے اندر اذان ثانی دینا جائز ہے یا نہیں مع الدلائل حوالہ الکریم۔ چنوا تو جوا۔

الجواب۔ مسجد کے اندر جمعہ کی اذان ثانی مویا کوئی اذان دینا مکروہ ہے۔ یہ امر روز روشن سے ظاہر و آشکار ہے کہ دیکھا دیا گیا ہٹ دھرمی کا کسی کے پاس علاج نہیں رسائل اہل حق ملاحظہ کیجئے اس میں حدیث و فقہ و اقوال ائمہ و حدیث سے ہے۔ اس کی کراہت اور اذان کے باہر ہونے کی سنیت کے بے شمار ثبوت ملیں گے دوچار عبارتیں اس وقت پیش کی جاتی ہیں۔ عالمگیری میں ہے ینی فی ان یؤذن علی المحدثۃ اذناج المسجد ولا یؤذن فی المسجد فتاویٰ الامام فقیر النفس قاضی خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ میں بھی یہی ہے۔ عالمگیری میں اسی سے لیا ہے بعینہ ہوں لی غلامۃ الفتاویٰ میں ہے غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلیٰ میں علامہ ابوالعزیز علی فرماتے ہیں انما یکون فی المحدثۃ اخراج المسجد والاقامۃ فی داخلۃ المسجد القائلین القائلین شرح کنز الدقائق میں الامام خزانہ زلیخا فرماتے ہیں السنۃ ان یکون الاذان فی المنانۃ والاقامۃ فی المسجد فقہا ارشاد فرماتے اذان خارج مسجد ہونا سنت ہے فقہا کہیں کہ اذان محدثہ پر مویا خارج مسجد فقہا ممانعت فرماتے کہ مسجد میں اذان نہ دی جائے مسجد میں اذان مکروہ ہے مگر ہٹ دھرم ایک نہیں سنتے اپنے ائمہ کی نہیں سنتے تو مال کے مولوی عبدالحی صاحب کی کون سے گماچھوں نے حاشیہ شرح و تقایہ میں تشریح کی کہ خارج مسجد اذان ہونا سنون والسنون ہوا ان فی شاید مولوی صاحب کے تلامذہ یا ان کے تلامذہ ان کا یہ قول دیکھ کر اپنی ہٹ سے باز آئیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ ازناک مرسلہ قاضی چراغ دین صاحب ڈپٹی کلکٹر ریٹائرڈ مورخہ۔ شہربان المعظم ۱۳۵۴ھ کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیوں کے مسائل میں۔

(۱) غیر محکم آباد عرف نانک کی تمام مسجدوں میں اذان ثانی جمعہ و جمعہ واصل پہلی اور ایک ہی اذان

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و عطاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے زمانہ مبارک میں تھی یا مکمل منبر کے متعلق آپستہ دی جانے کا خلاف سنت رواج پڑ گیا تھا اسی موافق خطبہ مخلوط زبان اردو و خلاف سنت متواتر پڑھا جاتا تھا اس فقیر نے تحقیق و تدقیق کے بعد منبر کی جامع مسجد میں اذان خطبہ خارج از محل صلاۃ مسجد کے دروازہ پر خطیب کے سامنے دی جانے کا اور خطبہ خالص عربی زبان میں پڑھے جانے کا رواج پر سنت اجبار سنت متروکہ جاری کیا دو سال تک یہ سلسلہ برقرار رہا آخر ہا صفر ۱۳۵۵ھ جمادی الثانی مولوی سہتی گجراتی ناسک تشریف لائے ان میں شہر خطیب کے رشتہ داروں میں سے تھے جن صاحب بڑے صاحب خطیب اور مصلیوں میں سے سہلی پانڈھال ابن حاجی ولی خاں و مراد خاں و شیخ حنیف الدین وغیرہ کے شامل ہو کر مولوی صاحب موصوف کو یہ بھانڈ و عطا کا رنچ ۲۹ صفر ۱۳۵۵ھ بروز جمعہ مسجد جامع میں لائے اور اذان خطبہ جو بالکل مطابق سنت نبوی علیہ الصلاۃ والسلام خارج از محل صلاۃ دی جاتی تھی موقوف کر کے منبر کے قریب خطیب کے رو برو بالکل آپستہ سے دلوائی اور شیخ صاحب خطیب نے خلاف سنت متواتر خطبہ مخلوط زبان اردو پڑھا۔

بعد از نماز مولوی صاحب نے وعظ فرمایا لیکن اذان و خطبہ کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں فرمایا وعظ کے بعد مسجد سے باہر تشریف لے گئے اس وقت مولوی صاحب فرمانے لگے کہ اذان خطبہ مسجد کے اندر منبر کے قریب ہاتھ دو ہاتھ پر خطیب کے رو برو دیا جاتا سنت ہے ماورائے حال میں چونکہ محل عربی نہیں ہاتھ ان کے وعظ و نصیحت کے لئے خطبہ زبان اردو پڑھ دینا بہت افضل ہے سامعین میں مولوی حافظ محمد اسماعیل صاحب برکاتی نقشبندی رئیس شاہ ضلع ہارسک نے فرمایا کہ اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ محمد و امت حاضرہ نے کئی رسالہ فتویٰ اذان و خطبہ کے متعلق شائع فرمائے اور بدلائل ثابت کیا کہ اذان خطبہ جمعہ خارج از محل صلاۃ دینا ہی سنت ہے مسجد کے اندر منبر کے قریب اذان دینے سے یہ اذان جو کہ اصل اذان حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھی اذان ہی نہیں رہتی مولوی صاحب کو جواب ہی دینے کو تھے کہ سلسلہ بحث شیخ حنیف الدین نے اس طرح متقطع کیا کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے کئی ہزار مسلمانوں کو کافر بنا دیا ان کے صاحبزادے نے ایک کافر کو مسلمان کیا تو کیا ہوا یا شاہ طہ نے تھا اعلیٰ حضرت کے واپسوں کے خلاف فتویٰ شائع کرنے کی طرف سلسلہ بحث ٹوٹ گیا۔ اذان خطبہ خارج از محل صلاۃ خطیب کے رو برو دینا یہ وہی باب المسجد دینا ہی سنت ہے لیکن یہ سنت مردہ ہو چکی تھی اس فقیر نے مختصر

احیاء سنت کی وہ اس پر ثواب حاصل کرنے کی نیت سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم و خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مبارک زمانہ میں جیسی کہ دروازہ پر دی جاتی تھی دلوائی شروع کی دو سال تک کسی نے کسی طرح کی مخالفت نہ کی دو سال تک جاری ہوئی۔ سنت کو جبراً و قوت کر دینے والے اور اس فعل کو خلاف سنت کہنے والوں کے حق میں کیا وعید آئی اور کس لگائے کے ترکیب ہوئے۔

(۱) اذان خطبہ خارج از محل صلاۃ دینا امانات کے نزدیک سنت ہے ترک سنت سے اذان مکروہ تحریمی ہو جاتی ہے ترک سنت پر اصرار اور خلاف سنت فعل کو عین سنت سمجھنے والوں کے حق میں کیا وعید آتی ہے؟

(۲) ترک سنت کی عادت و اصرار پر جو اذان دی جائے اسی اذان سے خطبہ و نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟

(۳) اور جو مسلمان ترک سنت پر بہت دھڑکی کرے ان کے حق میں کیا وعید آتی ہے؟

(۴) اسی موافق خطبہ مخلوط زبان اردو یا اور کوئی زبان میں پڑھے اور مخلوط زبان میں خطبہ پڑھنے پر اصرار کرے اور عادت ڈال لے اسے اور اصل بھی مخلوط خطبہ پڑھے جائے یا نہ پڑھے اور اگر کرے تو ان کا خطبہ و نماز جو جائز گئے یا نہیں؟

(۵) جو امام یا خطیب اذان یا خطبہ میں خطیب یا امام کے رو برو دیکھ جائے یا نہ پڑھے اور اگر کرے اور اسے عین سنت سمجھے اور مصیول کی خاطر مخلوط زبان میں خطبہ خلاف سنت متواتر پڑھا کرے اور ایسے فعل کو افضل جانے کہ معصومین خطبہ صلیوں کی کچھ نہیں آتا ہے اور انھیں وقف و نصیحت کا کام درسا ہے جو خطبہ کی غرض ہے ایسے خطیب یا امام کی امامت درست ہے یا نہیں اور ایسے امام کی اقتدا کی جائے یا نہیں؟

(۶) حضرت امام بابائی محمد والف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکتوبات شریف جلد اول مکتوب ۱۹۱ میں فرماتے ہیں بدعت بدو نوع سنت حسنہ ویر حسنہ آن عمل نیک را گویند کہ بعد از زمان آن سرور و مخلص راشدین علیہم السلام و خلفاء راشدین علیہم السلام کے زمانہ مبارک میں مسجد کے بعد اذان خطبہ جوہر حضور اقدس و خلفاء راشدین علیہم السلام کے زمانہ مبارک میں مسجد کے دروازہ پر تہراج از محل صلاۃ دی ہوتی تھی اسے خبر کے تحریر محل صلاۃ میں دلانا اور اسی موافق حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مبارک زمانہ میں خطبہ خالص عربی زبان میں پڑھا جانا تھا اسے مخلوط زبان میں پڑھنا بدعت سیئہ ہے یا نہیں۔ یہ دونوں فعل راجع سنت اصلی ہے۔

(۷) ان دونوں فعلوں کو جائز و افضل سمجھ کر کرنے والوں کا بدعتوں میں شمار کیا جائے یا نہیں اور جو امام یا خطیب یہ دونوں فعل خود کرے اور دوسرے اس کی امامت جائز ہے یا نہیں اور ایسے امام یا خطیب کی اقتدا میں نماز

ہو جائے گی یا نہیں؟

(۹) اذان خطبہ جمعہ کے وقت قاضی شرع جو مسجد میں نماز کے لئے حاضر تھا اس نے اذان جمعہ کے متعلق مسلمانان کیافتہ کی مسند پر کچھوں میں مثلاً غنیہ شرح وقایہ بہار شریعت۔ فتاویٰ رضویہ و فتویٰ مبارکہ بریلی وغیرہ میں اذان ثانی کی حد خارج از محل صلاۃ مسجد کے دروازہ پر خطیب کے رو بروی جاتی سنت ہے اور اس نے (قاضی نے) جو جگہ اس اذان کے لئے مقرر کی ہے وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفائہ راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانہ مبارک کی سنت کے مطابق ہے جس کے اندر منبر کے متصل آہستہ اذان دینا اختلاف سنت و مکروہ و تحریمی ہے اس پر مصلیوں میں اسے ایک شخص قاضی کو ٹھانٹ کر کہتا ہے تم تمہارے دل میں سے نکالا ہوا حکم نہیں مانتے کسی شہر میں بھی یہ رواج نہیں ہے تمام دنیا کی مسجدوں میں یہ اذان منبر کے متصل دی جاتی ہے ہم ہرگز یہ اذان دروازہ مسجد پر نہیں ہونے دیں گے خطیب صاحب منبر میرے منبر سے سن رہے ہیں انھوں نے زبان ملک نہیں بلائی بلکہ خاموشی طاعت و عبادت کے مطابق تو نون کو مسجد کے اندر منبر کے بالکل متصل خود کے رو برو آہستہ سے اذان دلوائی اور خطبہ بھی مخلوق بزرگان اور پڑھ دیا مصلیوں میں سے ایک شخص سنی کھڑے رہ کر فرماتے ہیں صحیح بخاری شریف میں نکلاں منبر کی حد میں میں یوں نکلا ہے کہ اذان خطیب نے سننا چاہئے اور کوکب وینا چاہئے حدیث کی اصل عبارت اس شخص نے تلاوت نہیں کی خطیب صاحب و صاحبان موصوف اور جو مصلان کے اس فعل میں شریک ہوں گے وہ آیت شریفہ یا یٰٰہذا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکے تحت قاضی شرع کی چونکہ اولی الامر میں شمار ہوتا ہے باقرانی و جنگ کے علاوہ اور کن کن گناہ کے مرکب ہوتے ہیں۔

پہلا شخص جو قاضی شرع کے مسند فقہ کی کتابوں میں سے بیان کرتے ہوئے شرعی مسائل کو ایسی قدری و حقارت سے تعبیر کرے اور ان کے نہیں جاننے پر اصرار کرے وہ کفر کی حد تک پہنچتا ہے یا نہیں دوسرا شخص پہلے کی بات میں احکام فقہی کے خلاف جو حدیث کا مکمل ترجمہ سنائے اور خطیب صاحب جو دل سے قاضی شرع کے بتائے فقہی مسائل کو جھوٹ جانے اور ان مسائل کے خلاف عمل کرے وہ کمن کمن ہوں کے مرکب ہوگا تیسرا گو اسلامی حکومت نہ ہو تاہم مذہبی امور میں قاضی شرع اولی الامر کی حیثیت رکھتا ہے یا نہیں اگر رکھتا ہے تو ایسی ہستیوں پر شرعاً کیا حد مقرر ہے اسلامی حکومت نہ ہونے سے قاضی شرع کو شرعی حد جاری کرنے سے مجبور ہے تاہم عام مسلمانوں کو یہ کو معلوم ہو جائے گا کہ ایسی ہستیاں شرعاً کس منبر کے تحت ہیں آیت شریفہ

کا دوسرا وجہ فائز تانہ عنہ فی شیئ ضرر وہ الی اللہ والرسول کے متعلق اتنا کھردرنا کافی ہے کہ اذان خطبہ جمعہ مسجد کی بیڑھیوں پر دلوئے گا اور خطبہ جمعہ خالص زبان عربی میں پڑھا جائے گا دو سال کا طویل زمانہ گزر گیا خطیب صاحب جب کبھی نماز جمعہ کے لئے جامع مسجد میں شریک سبب اذان پائی مسجد کی بیڑھیوں پر جہاں قاضی نے اذان دلوانا ظہر لایا تھا دیتے چاہتے پر مزا امت نہیں فرمائی گو خطبہ مخلوط زبان اردو و خطیب صاحب پڑھ دیا کرتے خطیب صاحب نماز جمعہ کے لئے جامع مسجد میں بیڑھیوں شریک نہیں سببے اور ان کی خدمت جہاڑی میں قاضی شرع خطبہ نماز پڑھا دیا کرتا سا بیڑیاں موصوف کو یا خطیب صاحب کو اذان یا خطبہ کے متعلق کسی قسم کا شک نہیں گذر دوزوں صاحبان موصوف اور ان کے ساتھی کا کوئی بعد قضا نہیں ہوا دو سال کے عرصہ میں قریب ۱۷ جمعہ کی نمازیں اس طرح ادا کیں اور ہمیشہ قاضی شرع کی تعریف کرتے سببے قاضی صاحب جب سے وطن کو پیشانے کرتے جامع مسجد میں نماز جمعہ مطابق شرع شریف سنت نبوی علیہ الصلاۃ والسلام وقفہ خفی کے مطابق ادا ہوتی ہے مولوی عبد اللہ کے چاہنے سے دفعۃً انھیں احساس ہوا کہ ان کا وظیفہ مسجد کے دروازہ پر خارج از محل صلاۃ دی جا یا خلاف سنت ہے۔

بالفرض اگر یہ بھی مانا جائے کہ مولوی عبد اللہ نے یہ مسئلہ انھیں بتلایا تو اس کا فرض تھا کہ قاضی شرع سے دریافت کرے کہ مولوی عبد اللہ اذان و خطبہ کے متعلق ایسا مسئلہ بیان کرتے ہیں اس کے نزدیک کیا دلائل ہیں کوئی تین ہفتہ مولوی عبد اللہ کا قیام ہاسک رہا بلکہ مولوی صاحب موصوف کو قاضی شرع نے بلا کر ان مسئلوں میں دریافت کیا تو ہنسنے لگے کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب مرحوم ایک ضعیف حدیث پر عمل کرنا چاہتے تھے اب وہ فوت ہو گئے حال کے مفتی کفایت اللہ صاحب جید عالم مفتی ہیں ان سے اس بارے میں مسئلہ دریافت کیا جائے اور اس پر عمل کیا جائے میں بیمار ہوں بیماری کی وجہ سے کل جمعہ کے دن وعظ کو بھی نہیں ہاسکوں گا میں ان مقصود میں پڑنا نہیں چاہتا لیکن جب کہ اگر مصلیوں کی خواہش ہے کہ افان منبر کے قریب مسجد محل صلاۃ میں دی جائے اور خطبہ مخلوط زبان اردو پڑھا جائے تو آپ خواہ مخواہ کیوں منع کرتے ہو احمد رضا خاں صاحب نے ہرگز ایسے ضلوع پر پا کر دیتے ہیں دلیل شرع کے لئے بہتر ہے کہ ضعیف حدیث پر عمل نہ کیا جائے مولوی عبد اللہ دیوبندی عالم ہیں دیوبندی عالموں کے معتقد نظر کرتے ہیں دیوبندی علماء رضائے اللہ اشرف علی عبد الشکور و غریب کی فتویٰ کہ ان بوں پر مولوی عبد اللہ کا دائرہ دار تھا سن ابو اودہ شریف کی حدیث کو سبب بنا کر ضعیف فرما دیتے اور آخر میں صاف کہہ بھی دیا کہ مفتی کفایت اللہ کے فتویٰ منکوحہ کران پر عمل کیا جائے۔

دیوبندی عقائد کے مولوی صاحب ہونے کی اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مولوی عبد اللہ کے شریعت میں حکومت کی طرف سے عرب کے بچوں کو اردو سکھانے پر مقرر نہیں۔ اور ان کا ایک لاکھ اسٹینڈرڈ میں پڑھتا ہے اسے مکر شریف لے جانے ہندوستان آئے تھے اور وہی جانتے جاتے تھے اور ان کے خود کے قول و قرار پاسداری کا کام اتنا زیادہ تھا کہ بیماری کی وجہ سے وعظ کے لئے جانا نہیں ہو گا نہ میں وعظ کہوں گا نہ آپ کے کاموں میں دخل دوں گا۔ ایسا وعدہ کر کے بھی آپ نے وعدہ خلافی کی مسجد جامع میں تشریف لے گئے وعظ بھی کیا اور غلام سنت اذان و خطبہ پڑھے دیتے غیر مصلیوں کو یا خطیب صاحب کو اگر حقیقت میں تحقیق مسئلہ کی ضرورت ہوتی تو قاضی شرع کی جس جگہ کے دن مخالفت کی اور اس کے بنائے ہوئے مسائل کو ٹھکرایا دینا گاہی واقعہ تاریخ ۱۰ ربیع الثانی کا ہے اس کے بعد آج تک مصلیوں میں سے کسی نے یا خطیب نے جھوٹ بھی ان مسائل کی تحقیق کے لئے قاضی کے گھر جانے کی تکلیف کو اور نہ کی حالانکہ قاضی نے انھیں ۱۲ ربیع الثانی پر دناؤ قرار تحقیق مسائل کے لئے گھر پر آنے اور کتابیں دیکھنے کے لئے بلایا بھی تھا۔

قاضی شہر قوسب فرمان آگاتے نامدار سرکار دو عالم علیہ الصلاۃ والسلام را من اچھے سنتی فقد احسن ومن احسنی کان معی فی الجنبۃ (۳) مثلی اچھے سنتے من سنتی فدا میت فان نہ من لا جرم غل اجوی من عمل مہا من یفوز ان یتقن من اجوی ہر شیا (۳) مثلی تملک لبستی عند ضاد امتی قلہ اجروا مائہ شہید اجروا لب کا سنی ہو گیا لیکن جن جن امتیوں نے ہماری کی ہوئی سنت متروکہ کو جہر اموقوف کر دیا اور اپنے اس فعل پر اصرار بھی کرتے ہیں تو وہ کس وعید کے مستحق ہوتے ہیں ترک سنت پر گویہ وعید آئی ہے کہ من تردہ سنتی مدین شفا معنی فقط ترک سنت پر یہ وعید ہے تو ہماری کی ہوئی سنت متروکہ کو جہر اموقوف کرانے کا گناہ تو ترک سنت سے بہت فریاد ہونا چاہیے۔

ایک بات اور قابل غور ہے کہ مولوی عبد اللہ کے ہر کانے سے خطیب صاحب اور ان کے ساتھی دیوبند شلار شیعہ احمد شرف علی وغیرہ جن پر مرتبین شریفین سے کفر کا فتویٰ جاری کیا گیا ان کے بتائے ہوئے فتوؤں پر عمل کیا گیا تو ان صاحبوں کا شمار دیوبندی علماء کے متقلدین میں ہو گیا نہیں بے ناظران خود فیصلہ کریں۔

الجواب۔ بحمد اللہ الرحمن الرحیم علیہ الصلاۃ والسلام علیہ وسلم من تردہ السنن وانتم اکلہا کلان خطبہ ہر اذان ہے جو عبد کریم حضور نبی رؤف رحیم علیہ الصلاۃ والسلام میں پیش خطیب خارج مسجد دیوبندی قاضی تھی اور زمانہ خلافہ شریفین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں بھی ایک اذان اسی طرح دی جاتی رہی جب زمانہ حضرت

ذی النورین رسی اللہ تعالیٰ عنہ میں مدینہ طیبہ کی آبادی آزاد ہوگئی تو حضرت نے ایک اذان اذان خطبہ سے قبل مقام
 نور میں اور اضافہ فرمائی اور اذان خطبہ پر دستور خارج مسجد رکھا شام کے زمانہ میں وہ دعا روا لی اذان بھی مسجد
 کی طرف منتقل ہو آئی اسی لئے ہمارے تمام علماء کرام اگر فہم تالیف الہی تصنیفات عالیات میں بلا کر کھلی کھلی تصریح
 فرماتے آئے کہ خارج مسجد اذان سنوں ہے مسجد یعنی موضع صلاۃ میں انبان مکروہ ہے داخل مسجد اذان نہ دی
 جائے علامہ ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں اذان انما یکون فی المسجد والاخراج المسجد والاقامة فی الخلد
 علامہ طحاوی صاحب میزان القصاص میں کہتے ہیں اور وہ نظم سے نقل یکون فی المسجد اذان فی المسجد اذان فی المسجد
 ہے فان لم یکن ثم مکان مرتفع للاذان لایؤذن فی فناء المسجد کہتے ہیں اس لیے لایؤذن فی المسجد فانه
 مکروہ اجماع کہتے ہیں لایؤذن فی المسجد نیز یکون الاذان فی المسجد فتح القدیر امام ابن الہمام فرماتے
 ہیں قولہ والکان فی مسئلۃ مختلف فیہ لایؤذن فی المسجد اختلاف مکانہما وکذا قالہ شرعاً والاقلۃ فی
 المسجد ولابد اما الاذان فعل المحدثۃ فان لم یکن فعلی فنام المسجد وقالوا لایؤذن فی المسجد امام
 افتاء فی غایۃ البیان اور امام محقق علی الاطلاق ابن الہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فتح القدیر میں خاص باب الجمعہ
 میں فرماتے ہیں ہو رای الاذان ذکر اللہ فی المسجد ای فی حدودہ ذکر اھۃ الاذان فی داخلہ ام

فقہائے کرام کے باب الاذان میں یہ ارشادات کہ یکون الاذان فی المسجد اور لایؤذن فی المسجد ہر
 مسجد کے لئے نہ کہ عام ہیں کہ ہر ایک اذان کو شامل ہیں مگر بعض ہرٹ و ہرجم پر یہ بھی یہاں کہتے ہیں کہ
 اذان پنجگانہ کے لئے ہے اذان خطبہ اس سے مستثنیٰ ہے مگر ان دونوں دلیل کے اصول نے خاص باب الجمعہ
 میں یہ فرمان کن معانوں کی وہن و دوزی فرمادی اور اس ہرٹ و دھری کی پوری خبر گیری رسائل اہل حق میں
 کافی طور پر کی گئی جس کے اعادہ کی یہاں حاجت نہیں ہے مسجد میں اذان یقیناً مکروہ و خلاف سنت ہے نہ فعل
 امام محمد بن النضر میں نبی من الاذان فی المسجد کی خاص ایک فعل قائم فرماتے ہیں فصل فی النہی عن الاذان
 فی المسجد وکذا نقول ان الاذان ثلاثۃ مع اصح المتعارفین علی سطح المسجد وعلی بابہ واذکان ذلک کما قالہ
 فیمنع من الاذان فی جوف المسجد بوجوب احداھا ائمہ لدریک من فعل من معنی الثالث ان الاذان
 انما ہو عندہم لکناس لایق الی المسجد ومن کان فیہ فلا فائدۃ لکذا لکن لان ذلک تحصیل حاصل ومن
 کان فی بیت عقالہ لایع من المسجد غایب واذکان الاذان فی المسجد علی هذا الصفة فلا فائدۃ لہ
 وما لیس فیہ فائدۃ یمنع الثالث ان الاذان فی المسجد فیہ تشویش علی من عوفہ یشغل او یفعل غیر

ذات من الصلوات التي هي المسجد ليجعلها مكاناً بغيره المشابهة فيمنع قولہ علیہ الصلاۃ والسلام لا
 صدر ولا حضوراً مقتصراً۔

اذانِ اعلامِ غائبین کے لئے ہے اذانِ خطبہِ اعلامِ غائبین کے لئے نہ اذانِ اعلامِ حاضرین کے لئے جانتا
 نری ہٹ دھری اور تفسیر سنت ہے اور یہ معلوم ہو چکا ہے کہ عہد رسالت سے اول محمد عثمان رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ تک یہی ایک اذان تھی تو یقیناً اعلامِ غائبین ہی کے لئے تھی ایک اذانِ مزیدِ اعلام کے لئے اضافہ ہوئی اس
 لئے اس اذانِ خطبہ کا مقصود نہ بدل دیا مسجد میں اذان سے اعلامِ غائبین نہ ہو گا اور یہی اسے مقصود سے خالی
 ہوتی ہے باطل ہو جاتی ہے مسجد کے اندر کی اذان اذانِ غائبین ابھی مدخل امام ابن الحبان سے گذرا اذا
 كان الاذان في المسجد على هذا الصفة فلا فائدة له وما ليس فيه فائدة يمنع غير طائر فرماتے ہیں اذا
 خلا الشئ عن المقصود بطل جو لوگ مسجد کے اندر اذان دلو اتے ہیں وہ بھی نہیں خلافِ سنت اور مکروہ کام
 کرتے ہیں بلکہ ایک اذان ہی کو باطل کر دیتے ہیں جو لوگ ترکِ سنت کرتے ہیں یقیناً معاصی ہیں اس وعید
 سے ڈریں من تردد متقی لہ من شغلتی ان کایہ عذر مسموع نہ ہو گا کہ ہم خارج مسجد اذان کو سنت نہیں
 جانتے داخل مسجد اذان کو سنت مانتے ہیں خصوصاً اس صورت میں کہ حدیث و فقہ کے ارشادات سے انہیں
 بتا بھی دیا گیا کہ اصل عذر نہیں بلکہ وہ خود دوسرا وبال ہے اور یہ حالت کرنا اور شریک الزام جس نے حمایتِ سنت
 کی ہوا سے خطہ شہید کے اجر کا حدیثِ مشرورہ و صحیح ہے مثلاً تصدق بعتی عند فساد امتی فله اجر و انشاء
 شہید و اولادہ الیہ فی الزہد عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

خارج مسجد اذان ہونا حدیث سے ثابت داخل مسجد اذان کی کراہت و مانعت فقہائے کرام کے
 ارشادات سے واضح بخلاف حدیث و فقہ یہ کہنا کہ اذانِ خطبہ مسجد کے اندر نیز کے قریب ہاتھ دوبا تھکے
 فاصلہ سے دی جاوایا سنت ہے کہ کیا کھلا عناد اور سخت ہٹ دھری اور شریکِ جہالت ہے اللہ عز و جل محفوظ
 رکھے کیا اس کے قائل ہیں آدم ہے کہ وہ کسی ایک ہی مقبرہ متعدد عالم سے اپنے کسی ایک دعویٰ کی تائید پیش
 کر کے اس نے یہ دعویٰ کیا ہے مسجد کے اندر نیز کے قریب ہاتھ دوبا تھکے فاصلہ سے خطیبِ صالح
 عربی زبان میں ہیں ہونا سنون ہے اعلیٰ حضرت قدس سرہا پر مرگنہ افتخار ہے کہ انھوں نے معاذ اللہ
 کسی ہزار مسلمانوں کو کافر بنا دیا یہ ان لوگوں کا پروپیگنڈا ہے جو اپنے کفروں پر پروہ ڈالنا چاہتے ہیں اور اپنے
 واضح کفریات کی بنا پر علماء عرب و عجم کی تکفیر کو بے اعتبار کرنا چاہتے ہیں یہ شخص جس نے اعلیٰ حضرت قدس سرہا

کی نسبت یہ کہانی تو خود ان میں کا ایک ہے یا ان کا دام افتادہ ان کا قریب خوردہ یہ سب مل کر پوری کوشش سے کسی ایک شخص کا نام لیں کہ فلاں شخص کو اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے کافر بنایا ہے ہزار تو درکنار اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ان لوگوں کی تکفیر کی ہے جنہوں نے جنت و دوزخ کا انکار کیا کفر شتوں اور شیاطین کا انکار کیا۔ ہمارے روزہ کا انکار کیا اور وہ جنہوں نے اللہ و رسول کی کھلی کھلی تکفیریں کیں اس سورج قدوسا محلِ جہدہ کو بھی جانا بھوٹ جیسے عیب کو اس سے واقع مانا چوری شراب خوری جہل و ظلم جیسے عیوب کا اس پاک ذات پر دھبہ لگایا حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علمِ عظیم سے شیطانِ امین کے علم کو وسیع بنایا شیطان کے لئے علمِ غیبِ نفس سے ثابت مانا اور حضور کے لئے ماننے کو شرک بتایا۔ یوں یا شیطان کو بغیر خدا نہ جانا اپنے منہ شیطان کے لئے علمِ غیب مان کر شرک ہوا اور شرک کو نفس سے ثابت مانا اور وہ جس نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علمِ شریف کے بارے میں یہ لکھا کہ ایسا علم تو زید و عمرو بلکہ ہر مہجری و مجنوں بلکہ معوجہ و جالوت و ہر نام کے لئے حاصل ہے (معاذ اللہ) اور وہ جس نے حضور خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کے بعد نبوت کی تجویز کی اور قرآن پر بے ربطی کی کہ لگائی حضور کے بعد بلکہ حضور کے زمانہ میں کہیں کوئی نبی پیدا ہونے سے تم نبوت میں کوئی غفلت نہ جانا خاتم النبیین کے نئے معنی گڑھے اور جو معنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رکھا کہ ہم اور آج تک تمام مسلمان سمجھتے رہے اسے خیال عوام ٹھہرایا اور اسے صبح نہ جانا اور وہ جنہوں نے اپنی نبوت کا اعلان کیا اور جو ان بھولے مدعیوں کو قہر مانتے یا جہد ہاتھ پاؤں کر کے مسلمان جانتے ہیں۔ اور وہ جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام یا کسی اور نبی کی توہینیں کی ہیں یا ان کی نبوت سے انکار کیا ہے اور بعض متقدمی ہماری واعتقاد ایک معلوم ہوتا ہے۔ اور وہ جنہوں نے مولیٰ علی کو خدا مانا یا خدا کو ان میں رما یا ہوا ٹھہرایا حضراتِ اہل بیت کرام کو سوا حضور علیہ الصلاۃ والسلام اور انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام سے افضل مانا یا جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام کو غلط کارا و خائن ٹھہرایا یا بغیر نبی مولیٰ علی کو نبوت کا اہل اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام نبی الانبیاء کو نبوت کے لائق نہ جانا جن کا یہ عقیدہ ہے کہ نبوت بھی تو اللہ نے مولیٰ علی کو بخشی اور جبریل غلطی سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو دے گئے اور وہ جنہوں نے اس قرآن کو ذلِ بشری سے محفوظ نہ جانا یا یا من عثمانی ٹھہرایا یا ناقص بتایا جنہوں نے خدا پر عیب لگایا کہ وہ حکم دے کو پہنچاتا ہے وغیرہ وغیرہ کفریات اور وہ جن کا یہ عقیدہ ہے جو لا الہ الا اللہ کہتا ہے کیسے گندے گھونسے کفری عقیدہ رکھتا ہو مسلمان اور وہ جو گاندھی کی آندھی میں اٹھے جنہوں نے کھلے کھلے الفاظ کفر پر بکے اور افعال کفر پر کئے۔

یہ ہیں اہل حضرت قدس سرہ نے ہر اس شخص کی تکفیر کی تہہ جو سروریات دین سے کسی ضروری دینی
کا منکر ہو ان کے سوا اہل حضرت قدس سرہ نے کسی کافر کہا ہے کیا لوگ محض نام اسلام رکھ کر اودھ گائے کا گوشت
کھا کر مسلمان کہے جاسکتے ہیں کہ ان کی تکفیر ضرور کیا جاتا ہے کہ مسلمانوں کو کافر کہا۔ والدیاذ اللہ تعالیٰ یہ دیوبندی
لوگوں کا پروپیگنڈا ہے محض اس لئے کہ ان کی حق تکفیر لوگوں کی نظر میں بے اعتبار ہو جائے ان لوگوں کے دیکھ
بکر کن عیب نہیں کافر کو کافر کہنا عیب ہے قاتلہ خدا اللہ اخی یوفکون وسیع علو الذین ظلموا ای متقلب
بینقلوبن ہر ایسی آگے چل کر ثابت کر سگے کہ یہ جھوٹے مفتی دیوبندی جو اہل حضرت قدس سرہ پر تکفیر مسلمین
کا جھوٹا انشاء کرتے ہیں خود واقعی تمام دنیا کے مسلمانوں کو کافر مشرک جانتے ہیں یوں ان لوگوں کی بھی جو سروریا
دین کے مشرک ہوں تو یہ تکفیر کا دنا روئے والے اپنے طور پر کئی لاکھیا کئی ہزار مسلمان کہلانے والوں کو کافر کہہ
چکے ہیں۔ دینی کی بناء مذہب ہی مسلمانوں کی تکفیر اور مشرک کر دیتی ہے ان کے نزدیک مشرک ہونا عار سے ہے
جس سے کوئی موجود غالی نہیں ان کے مشرک کی پوجھا میں بھی نہیں کہ تمام زندہ مردہ مسلمانوں ہی پر پڑتی ہیں
اور ان کا مشرک مانگ کر مشرک ہے بلکہ معاذ اللہ اور رسول علی جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کا حکم مشرک جاری ہے
اس کی بحث ہمیل اور اس کے ثبوت ہمیل دیکھتی ہوں تو رسالہ مبارکہ اکمال الطائیفی مشرک موی با لاود العسار
دیکھیں۔

یہاں مختصر صرف اتنی گزارش ہے کہ یہاں دینی مذہب کا امام متعین و دلوی اہل کتاب تقویۃ الایمان
جس کے متعلق دیوبندی کے امام گنگوہی کی تصریح ہے کہ کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ اور سچی کتاب ہے
اور موجب قوت و اصلاح ایمان ہے اور قرآن و حدیث کا پورا پورا مطلب اس میں ہے اور وہ مشرک و بدعت
میں لا ہوا ہے۔ استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں اور اس کا رکھنا اور چھٹا اور
عمل کرنا عین اسلام ہے تقویۃ الایمان میں ایک حدیث کا یہ ترجمہ کر کے کہ بھیجے اللہ تک باؤ لگی سومان نکال
لے گی جس کے دل میں ہو گارائی کے دانہ بھر ایمان اس پر یہ فائدہ چڑھایا۔ مسیح غیر خدا کے فرستے کے موافق ہوا
یعنی وہ ہوا چل گئی اور دے زمین پر کوئی مسلمان باقی نہ رہا دیوبندیوں اپنے گریبان میں منہ والو دیکھو تمہاری
وہ کتاب جس کا رکھنا تمہارے نزدیک عین اسلام ہے یعنی جہاں وہ نہ ہو وہاں اسلام ہی نہیں وہ روئے زمین
کے تمام مسلمانوں کو کافر کہتی ہے تو کیا تم روئے زمین سے کہیں علیحدہ کسی گروہ کے جیسے میں آہو ہونچر تم کیے
مسلمان تمہاری کتاب کے طور پر جہاں بھر کے مسلمان ہوتے ہی تم خود بھی کافر ہوئے یا نہیں کذا لاہ العدا

کثیر فتوحات مجرم ہوئیں اور جو اس بنائی گئیں مگر کبھی کسی صحابی سے یا بعد صحابہ کسی سے ثابت نہیں کہ وہاں کی زبان میں خطبہ پڑھا ہو ہمیشہ خطبہ فالص عربی میں ہوتا رہا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۶) اس کا جواب بھی اوپر کے جواب سے واضح ہے وعظ وخط وخطبہ سے پہلے اہل شہر کی زبان میں کر سکتا ہے یا بعد نماز اس کے لئے سنت کی تفسیر کو بال کیوں لے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۷) خطبہ میں کسی اور زبان کا خلط یقیناً اسارت ہے اور اذان مسجد کے اندر بدعت و ارفع سنت ہے مدخل میں اسی فصل ہی عن الاذان فی المسجد میں فرمایا انظر رحمنا الله تعالى وما اعدا لى هذا البذعة کيف حبرت الی بدع اخراجہ اور معلوم ہو چکا کہ مسجد کے اندر کی اذان اذان ہی نہیں کہ اس سے غالباً اسلام ناجائز نہیں ہوتا تو اذان اذان کہلوا نہ سنت کی مخالفت اور اس کا ارفع ہے اور اذان کو بے معنی کرنا مدخل میں ہے۔ الاذان اتما ہوندا ام الی الصلاة ومن هوفی المسجد لا معنى لنداءه اذ هو

خاص ومن هو خارج المسجد لا یجمع النداء اذ اکان النداء فی المسجد۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے سنت متروک ہو گئی اور اس کی جگہ یہ بدعت عادت ہو گئی آنکھ کھول کر اسے گرد و پیش جو یہ بدعت جاری دیکھی تو اس بات کو کہو کہ یہ بدعت ہے اسے چھوڑ دو اور حدیث وقفہ سے ہزار ثابت کر دو کہ یہ سنت ہے اسے اختیار کر دو مگر کون سنتا ہے بدعت سے استیناس سنت سے وحشت اس عادت نے قلب حقیقت کر دیا سنت کو بدعت کر ڈالا بدعت کو سنت و لا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔ امام ابن الحاج مدخل میں فرماتے ہیں۔ انما هي عوائد وقع الاستیناس بها فصار المنکر بها کانه یاتی ببذعة علی أعینهم فان الله وانا الیہ راجعون علی قلب الحقائق لانهم یعتقدون ان ما هو علیہ هو الصواب والا فضل ولو فعلوا ذلك مع اعتقادهم انه بدعة لکان اخف ان یرک لاحد هم ان یتوب واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۸) اس کا جواب اوپر کے سوالوں سے واضح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
(۹) ہرگز یہ حکم کہ اذان خطبہ خطیب کے روبرو خارج مسجد ہو داخل مسجد خلاف سنت ہے قاضی کا من گڑھ حکم نہیں جسے اس شخص نے یوں رد کیا کہ ہم تمہاری بغل سے نکالا ہوا حکم نہیں مانتے وہ حکم شریعت ہے حدیث وقفہ سے خارج مسجد اذان کا ہونا ثابت ہے اور داخل مسجد کو بہت دعاغت ہے اس نے حکم شریعت کو رد کیا خدا اسے توبہ کی توفیق دے اور یہ جھوٹ بکا کہ تمام دنیا میں اذان منبر سے متصل دینی جاتی ہے اس نے اپنے گرد و پیش کا نام ساری دنیا رکھ لیا ہے ساری دنیا تو ساری دنیا ہندوستان میں

بھی سب جگہ پر بدعت نہیں بلکہ خارج مسجد و خانقہ منہ آذان ہوتے ہیں رسائل اہل حق میں بسنے لگا
 کا بھی ذکر ہے جہاں افغان خارج مسجد و خانقہ منہ آذان ہوتے ہیں اس نے بھوٹ کہا وہ بھی مسجد میں اور وہ
 بھی حکم شریعت کے روکو خطیب نے جو سکوت کیا اور پھر افغان خلاف منہ آذان کے اندر دلوائی اس کا وہ طرم
 نہ ہوا تاہم شرع ضروری اولی الامر میں سے ہے شرعی مٹر اور پھانکس کے لیے یہاں کون شرعی مٹر دے سکا ہے
 اسلامی حکومت ہوتی تو قاضی حسب رائے ایسے معاملہ میں کو تعزیر کر سکتا مولوی عبداللہ نے جو اس حدیث کو ضعیف
 کہا محض بھوٹ اور غلط کہا وہ حدیث حسن ہے اور اگر عند اللہ شیخ ضعیف بھی ہوئی تو وجہ یہاں اسے ائمہ نے اسے
 قبول کیا اور اس سے جن یدی کا سنت ہونا بھی ثابت کیا تو ضعیف سند لای صورت میں کوئی چیز نہیں ملتی علماء
 بالقبول اہل دورہ کی قوت سے بدعت کے جاری کرنے کو اور مردہ سنت کے احیاء کو اور بدعت کے مٹانے
 کو خدا کو کہا بڑے مفید جاہل کا کام ہے۔

اہل حضرت قدس سرہ فرمادیا کہ دیکھ کر دینے کا بہتان اٹھانے والا حق اللہ و حق العبد میں گرفتار ہے مستحق
 تار ہے جب مردہ سنت زندگی پہانے کی اور اس کی جگہ جو بدعت جاری ہو گئی ہے اس کے مٹانے کی کوشش
 کی جائے گی تو جاہل مفید اسے فسادی کہیں گے حدیث میں ایسے شخص کے لئے نحو شہیدوں کے ثواب کا
 جزوہ دیا گیا ہے لیکن جو حدیث اپنا عظیم شہوہ سے مقصد کہنے والے خود مفید ہیں اللہ اعلم بعدہ المسلمون
 ولکن لا ینصرون حدیث میں شہید کا لفظ غالباً یوہیں ہے کہ شہید ایک بار قتل کی تکلیف اٹھا کر دنیا سے
 رخصت ہونا لگے اور اٹھائے ملت ذلک یاریت بدعت کرنے والے الختم برماں حلقہ اور شان لسان سے نفی
 ہوتا رہتا ہے نہ صرف زندگی میں بلکہ بعد موت بھی۔ مولوی عبداللہ اور دوسرے لوگ جو شیواہان و ہاریر لکھو
 تھانوی نا تو توی وغیرہم اور ان کے متبعین مولوی کہلانے کے اقوال و احوال پر مطلع ہو کر انھیں اپنا مقتدا
 پیشوا جانتے ہیں وہ سب دہلی ہیں اہلسنت کو ان سے مجالست ان سے ربط منقطع کھانا سے سلام کلام
 حرام ہے۔ قال تعالیٰ وما یستفاد الشریکین فلا تفتد بعد الذی کری مع القوم الظالمین۔ واللہ تعالیٰ
 اعلم۔

مسئلہ: محمد جہاں گیر خاں محلہ چھٹی ٹولہ بریلی متصل قلعہ ۲۲ رجب المرجب ۱۲۵۶ھ
 اگر کوئی لافنی مینیوں کی مسجد میں اپنے روپے سے حوض میں پانی بھروائے یا تعمیر میں کوئی حصہ لے
 وغیرہ یا جائز ہے یا ناجائز کہ مینیوں کی مسجد میں لافنی کے روپے سے حوض میں پانی بھروائے یا تعمیر میں کوئی حصہ لے

کس پر ظہر آیا مسجد میں پبیدی کروانا از روئے شریعت جو حکم ہوا گاہ فرمائیے۔

الجواب۔ روافض نہایت کفار و مرتدین ہیں اور کفار و مرتدین کو مسلمانوں کی مسجد سے یا سرکار قرآن عظیم کا رٹا دینا ہے۔ ما کان منکم من لم یحضروا مسجد النبی شہدین علی انفسہما بالکفر والکفر حبطت اعمالہم و فی الناس من یحذر الخلد و ۵۰ غایہ عمر مسجد النبی من امن باللہ والیوم الآخر الا یہ تفسیر لکرتہ میں ہے۔ قال صاحب المداد، وکذا القاضی الاجل اخذ من کلام صاحب الکشاف و عارضہا نشا و لن سر و استمر و نہا و قدھا و تنظیمھا و تنویرھا بالصانع و سیاتھا لیسما المرتب لہ المساجد من العادیت الدنیا لانہا ہیئت للعبادۃ و الذکر المراد من الذکر و من العلم ۱ متقی کلامہ فعلم منہ ان الہام المجدید منع لہما بالطریق الاولی فان انا کافر ان یعنی مساجد او بعدہما ۲ متقی کلامہ و هو المفہوم من النص وان السید لعلہ رباۃ۔ نزول آیت اگرچہ دربار شریکین ہے مگر حکم شریکین سے خاص نہیں تمام کافروں کو عام ہے اور کہیں مشرک ہر کافر اطلاق ہوتا ہے اور حدیث میں خود روافض پر مشرک کا اطلاق پھر اس میں مسلمانوں کا تہذیب سے میل ان کی طرف میل ظاہر ہے کہ بے اس کے ایسا نہ ہوتا اور مرتدین سے میل جول ان کی طرف اولی میل حرام ہے اگر کسی نے روافض سے روپیہ لے کر صرف کر دیا اچھا دیکھا سنگا کے سے یہ بھی نہیں کہ اب اس پبیدی کو پھیل کر پھیل کر حوض کبابی بہا دو گلس آرا کر پھینکو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ ازالہ آبادی کے کچھ مسئلوں کے جواب میں سید ضیاء الدین احمد صاحب قادری رضوی نے یہ لفظ لکھا ہے ۱۸۷۵ء
ایک مسجد بہت پرانی ہے اس کے دروں کے آگے عین کا سائبان ڈالا گیا ہے لہذا عین کی کراوت کے لئے مومن مسجد میں لوہے کے پائے گاٹے لگے ہیں تو آیا مسجد کے کام کے لئے مومن مسجد میں لوہے کا سائبان ڈالنے کا حکم ہے یا نہیں جب کہ مسجد قائم ہو چکی اور بانی مسجد نے کوئی ارادہ ظاہر نہیں کیا تھا کہ مومن مسجد میں سائبان پرے گاٹہ کہتا ہے کہ مسجد کے کام کے لئے ہر حصہ مسجد کو کھود کر پائے وغیرہ قائم کر سکتے ہیں۔ بحوالہ حدیث یا اور معتبر کیوں کے حوالہ سے جواب تحریر فرمائیے گا۔

الجواب۔ ہاں کر سکتے ہیں مگر اس کا لحاظ ہے کہ خواہ مخواہ پائے پڑے نہ پائے جائیں کہ جگہ خواہ مخواہ گھر پائے حاجت سے زیادہ زمین فصول نہ دوائی جائے۔ اول تو جب مصلحت مسجد کے لئے مسجد میں پڑونا بھی ہاں اور ظاہر ہے کہ درخت کے تنے بہت چوڑے چوڑے ہوتے ہیں جو کئی کئی آدمی کی جگہ گھیر لیتے ہیں اور ایک کی جگہ تو اکثر دو چتر گھر مانی ہے تو چھ مصلحت مسجد کے لئے سائبان کیوں نہیں ڈالا جاسکتا۔ اور اکثر

نوٹ عجمی شریعت میں اس مقام تک بازار جہاں یہ دوکانیں واقع ہیں دو فرلانگ تک چاروں طرف مسجد نہیں ہے اس جگہ مسجد کا جو احقروری ہے اور کوئی زمین نہیں ہے صرف ان دوکانوں کی مسجد بن سکتی ہے عجمی شریعت چونکہ اسلام کا مرکز ہے یہ احقروری جگہ مسجد بنانا چاہتا ہے۔

علاء زمانہ کی رفتار دیکھتے ہوئے ظاہر ہے زمانہ بہت نازک ہے لہذا ضروری ہے کہ دوکانیں تہ خانہ بدستور کر پر ہوں تاکہ مسجد کا صفو چلا سہے گا اور کسی دوسرے عملہ والوں سے دست نکلنے نہ ہونا ہوگا۔
دیکھتے ہیں آیا ہے کہ مسجدیں غیر آباد ویران ہیں وہ کیونکہ ان مسجدوں کا صرف کے لئے مستقل آمدنی کی سہیل نہیں ہے۔

الجواب ہاں ہے جب کہ وہ دوکانیں تہ خانے مسجد ہی کے ہوں گے۔ عالمگیری میں ہے۔ نوکان السرداب المصلح المحمدی المصلح المسجدیہ المقدس کما فی الہدایۃ قبل مسجدیت جب کہ وہ دوکانیں موجود ہیں ان پر مسجد بنائی جائے گی یہ دوکانیں مسجد کی ہوں گی تو اس میں حرج نہیں وہ مسجد بن جائیں گے ہاں کسی مسجد میں بعد مسجدیت یہ تصرف جائز نہ ہوگا اس کی زمین خالی کر کے دوکانیں بنائی جائیں تہ خانہ بنائے جاتے۔ در مختار میں ہے۔ (اذا جعل تحتہ سردابا لمصلحہ) ای مسجد دجلہ مسجد المقدس۔ رد المحتار میں ہے۔ صرح فی الامعان اذا کان السرداب اذا العلو المصلح المسجد اذ کان وقفاً علیہ صار مسجداً ام لا شرعیلاً قال فی البصر واصلہ ان شرکاً کوئ مسجد ان یکون سفلیہ وعلو مسجد الترفع حق العبد عند لقولہ تعالیٰ وان المصلح لہ اہ مختلفاً الصلح النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ میں ہے۔ لا یضر کون الحوائت تحتہ لکونہا وقفاً علیہ۔ در مختار میں ہے۔ لو بنی فوقہ بیتا لا یضر لانہ من المصلح اما لو تمعت المسجدیۃ شرکاً اذ البنا مضع ولو قال عنیت ذلک لہ صدق تلمیذنا فیہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ہدایت الشریعہ میں تصدیق سلپور وارہ حال بریلی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مسجد میں نماز پنجگانہ کے علاوہ وہ امور جو کہ کج کل عام طریقہ پر رواج اور ہماری ایسی شانسیاں جیسے کرنا وہ غاصبی ہمسہ کرنا اور دوران تعمیر میں دیگر مذہب والوں کو برا بھلا کہنا اور کس مینا اور شریعت میں طرح پر منع کرنا کہ جس کے پڑھنے والے امر و نہی میں متکبر اور ہمارے ہوں اور اشارہ مثل قوالی کے پڑھنا اور اس پر کوڑا اور لوگوں کو مال لانا کیلئے تفصیل بیان فرمائیے مسجد میں سنگ برنگ

کے کاقد اور جھنڈیاں اور پھول وغیرہ اس قدر لگانا کہ نمازیوں کو اس کی وجہ سے دل میں انتشار پیدا ہوتا ہو اور
یکسوئی ہائی نہ رہتی ہو اس کا کیا حکم ہے مدلل فرمایا جائے۔

مسجد میں دعا و تہنیت اس قدر لینا آواز سے پڑھنا کہ جماد نماز پڑھنے والوں کے لئے مشکل ہو اور دل
میں اذیتوں کے انتشار پیدا ہوتا ہو تو یہ اس قسم کا ذکر جہری کہ نامناسب ہے یا نہیں پتہ آجوزا

الجواب۔ مساجد کو رکاوٹ کے لئے ہیں جو جیسے مذہبی کسی طرح نہیں ٹھہر سکتے انہیں مسجد میں نہ کیا
جائے تو دوسرے مذہب اور ان کے اصحاب کا رد مساجد میں جائز ہے دوسرے مذہب انہیں کہنے والوں کے
رو کی بنا پر بیسوں کو مسجد سے نہیں روکا جاسکتا مجلس میلاد منعقد کرنا باعث خیراتوں ہزار برکات ہے مگر
ہر چیز کو اس طرح کرنا چاہئے جس میں شرور بھی شامل نہ ہو اور دوسرے نہ پڑھوانا چاہئے یوں ہی دارمیں مسجد
سے اور کسی خاص مقام سے نہ پڑھوانا چاہئے جیسے نماز میں امام کسی خاص کو نہ پڑھایا جائے موزوں آواز سے
پڑھنے میں حرج نہیں مگر ارادہ اس کا ہرگز نہ کرے کہ موسیقی کے قواعد پر کاربند ہے ورنہ کوئی آواز کوئی سے باہر
نہیں کہی جاتی خود بناوٹ سے حال لانا گونا گونا جائز ہے مگر اگر کسی کے ایسا کیا تو اس سے انقطاع مجلس پر کیا
اثر۔ وہ ایسے اندیشہ ہے کہ کسی دن وہ یہ دیکھ کر کہ لوگ نماز میں دارمیں مڑنے کے پیچھے پڑھتے خصوصاً
تراویح میں تو اس کا لحاظ بہت کم ہی لوگ رکھتے ہیں کہ کلام غیر فاسق حافظ ہو اور دوسری لوگوں کے لہجہ جس
میں بہت لہجہ چھوڑا بقصد کیا جاتا ہے ایسا کہ ضرورت سے بہت نازک ہو جاتا ہے اور اس پر لوگوں کے
جھوٹے کو دیکھ کر نماز پڑھنے اور قرآن عظیم کی تلاوت ہی کو حرام نہ ٹھہرا دیں مسجد آواز سے کرنا ان کی تزیین جانتا ہے
وہ جھوٹا ہے جو کہتا ہے اچھنڈیوں سے نمازیوں کے دل میں انتشار پیدا ہوتا ہے۔ آئی لینا آواز سے ذکر نہ
کیا جائے مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ ایسی آواز بھی نہ ہو جو مسوم نہ ہو اگر آئی آواز سے کہ مسوم مگر کسی مسلمان
نمازی کی نماز میں غفل نہ ہو تو کہہ ذکر کرے تو حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ ازبجہ پور گھاٹ دروازہ مستولہ نماز گاہان برادری لوہاران بجہ پور مسلمان امام اعظم علی صاحب

۱۲ محرم ۱۲۹۸ھ

جناب عالی علماء دین اہل امانتے آداب کے عرض ہے کہ جو عادت یہاں جامع مسجد کے دروازہ وسیع
کرنے پر فائز ہوئی اس کی بابت اسٹیٹ کے حکام باللہ فی خان بہادر عبدالعزیز خان نے فرماتے ہیں کہ
راجہ بہادر کی یہ مرضی ہے کہ جامع مسجد مسلمان بجہ پور کے لئے ایک لاکھ روپیہ خرچ کر کے دوسری بنوائی

جائے لہذا اس پر غور طلب ہے کہ شریعت سے اس کی بابت کیا حدیث ہے کہ کفار و اہل کفر کے روپے سے مسجد بنانے پر اس مسجد میں نماز جائز ہے یا نہیں اور اس مسجد کے معاونین میں دوسری مسمیٰ لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب : جو مسجد ہو چکی یا قیام قیامت وہ مسجد رہے گی۔ مسجد بچ ڈالنے بدل لینے کی چیز نہیں نہ چند
 بار ساری دنیا کے مسلمانوں کے سینے بدل لینے سے وہ مسجد مسجد ہونے سے نکل سکے ایک لاکھ نہیں اگر رطب
 اپنی ساری ریاست دے اور وہ مسجد نہیں مسجد میں سے ایک اگر کھجور میں لے ہرگز مسلمانوں کو اس کا اختیار نہیں
 جو اس پر راضی ہوں گے اشد گنہگار ہوں گے۔ سینچے خریدنے والے سب ظالم جفا کار ٹھہریں گے نہ مسجد کی
 تعمیر مسلمانوں کسی کے لئے صحیح و درست۔ قال تعالیٰ ما کان لشرکین ان یعمروا مسجد اللہ شیعنا
 علیٰ ائمتہم بالکفر والافتراء حبیط اعمالہم ووقی النار ہم وغلد وناہما یعمر مسجد اللہ من امن
 باللہ والیوم الآخر و اقام الصلوٰۃ و اتی الزکوٰۃ و لم یحش الا للہ فحسبوا ان یشکروا من ائمتہم
 ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ غیر مسلم مسلمانوں کو روپیہ دیدے مسلمان اس روپیہ کا مالک ہو کہ مسجد بنائے یا غیر مسلم کسی قبیلہ
 پر قبیلہ یا مسلمانوں کو دیدے مسلمان اس پر قابض ہو کہ اس کے مالک ہو کہ اسے وقف کر دیں ان دونوں سے
 صورتوں میں وہ مسجد ہو جائے گی۔ اس صورت میں کہ غیر مسلم مسجد بنائے اور اسے اپنی ملک پر مابقی رکھے یا خود
 وقف کرے وہ مسجد نہ ہوگی۔ نہ اس میں ہو جائے گی مگر مسجد کا ثواب نہ ہو گا نہ اس کے لئے احکام مسجد قائم
 ہوں گے۔

اگر مسجد جامع کی بجائے دوسری مسجد یا کمرہ مسلمانوں کو دیدہ بنے کا خیال ہے کہ مسلمان اس پر قابض ہو کر اسے وقف کریں اور اسے مسجد جامع کریں۔ اور جو مسجد اب تک جامع تھی اسے جامع نہ رکھیں مگر وہ مسجد رُس ہے۔ صرف جامع نہ رہے بجائے اس کے جامع نہ بنی مسجد کی جائے تو یہ کہہ سکتے ہیں مگر سوال کے لفظ یہ ہیں کہ مسجد کے معادہ میں دوسری مسجد لینا جائز ہے یا نہیں ان کا مطلب ظاہر ہو رہی ہے کہ دوسری مسجد کی پہلی مسجد ہی نہ نکال جائے گا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا اس پر جو راضی ہو گا وہ غلابیہ الہام اور شہداء والے ویکال اپنے سر لے گا وہ مسجد بالائے اب تک مسجد ہی رہے گی مسجد خاص ملک الہی ہے جسے نہ کوئی بیچ سکتا ہے نہ بدل سکتا ہے آباد و عمود مسجد آباد و عمود ہے جو مسجد غیر آباد ہو گئی ہو، خراب ہو چکی ہو بہت خستہ یا مکمل شکستہ ہو چکی ہو وہاں اس کے لوگ آباد نہ کیے نہ زبردستی آباد نہ کیے نہ لوگ اس سے مستغنی ہو کر چلے

غرض کوئی بھی حالت ہو ایسی مسجد کو بھی نہیں بچا جاسکتا بلکہ اس کا ملبہ کڑی تختہ اینٹ پتھر کو دوسری مسجد میں نہیں لگا جاسکتا۔ روا المختار میں ہے۔ ان المسجید اذا خرب۔ بقی مسجد ابدا۔ اسی میں حاوی قدس سے ہے۔
 ولا یجوز نقلہ ونقل حالہ الی مسجد آخر۔ والکفر بکفر میں ہے۔ نو ص ۱۸۱ الحد المسجیدین قد یماوند اعمی الی
 الخراب فاراد اهل السنہ مع القدیر و صرف علی المسجید ان یجدید فاسہ لا یجوز۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ۔ از میر محمد علی صاحب مولوی غلام جیلانی صاحب مدرس مدرسہ اسلامی عربی و ہادی الاولیٰ ششم
 اگر مسجد میں ایسا اہل لگا جو جس میں منکلی سے چوبیس گھنٹے پانی آتا ہو کیا اس تل سے اہل محلہ پانی لے سکتے

ہیں۔
الجواب۔ لے سکتے ہیں جب کہ تل لگالے والے کی کنواں بنانے والے کی طرح سب کو لینے کی اجازت
 ہو اور اگر تل لگانے والے کی خاص مسجد ہی کے لئے نیت ہو کہ وضو غسل وغیرہ نماز کے لئے طہارت ہی کے
 کام میں لیا جائے یا اس تل کے پانی کی قیمت مسجد کے مال سے ادا کی جاتی ہو تو گھروں کو لے جانا جائز نہیں
 واللہ تعالیٰ اعلم۔

WWW.AFSESLAM.COM

بَابُ الْجَنَائِزِ

جنازہ وغیرہ کا بیان

مسئلہ۔ از شہر کربلا محلہ لودھی ٹولہ مسئلہ جناب سید سجاد احمد صاحب رضوی سکنہ ۸ شہان الزہراء ۱۳۲۹ھ
سید اہانت مالک کوئی غیر قوم ملازم حکومت کے جو مسلمان نہ ہو اپنی لاش دفن کر دے اس کے واسطے

شرعاً کیا حکم ہے؟

کوئی شخص مالک آدمی اپنے کسی خدمت گزار وغیرہ کو کسی وجہ سے اپنی ملکیت میں دفن کرنے کی اجازت
دے بعد دفن کرنے کے غیر قوم کے ایک برادری کے لوگ بلا اجازت حاصل کئے مالک کے لاش دفن
کر دیں ان کے واسطے شرعاً کیا حکم ہے ایسی صورت میں کہ کوئی وقف نامہ بھی تحریر نہ ہوے۔

(۳) جو درخت وغیرہ وہاں موجود ہوں قبل دفن کرنے لاش کے یا خود وہاں ہوں ان کا مالک مالک کے لاش
اور نہ لاش مدفونہ کے۔ فقط

الجواب۔ سید اہانت مالک زمین غیر مسلم تو غیر مسلم اگر کوئی کسی مسلمان کو بھی دفن کر دے کہ مالک زمین
کو اختیار ہے کہ اس لاش کو اپنی زمین سے نکلا دے یا قبر گزرنے سے برابر کر دے اور اس پر بھی باری کرے
یا جو اس پر خفیہ میں فرمایا۔ لودھن فی امر من مفسدۃ او اخذت بشقة یخرج منه لایحق العہد

اسی میں ہے۔ لایباح نشفہ بعد الدفن اصلاً الا لعلہ انقذہ من سقوط مال فیہ او کون الامر من حق
الغیر و ان شاؤ ذلک الغیر انعم بہ وان شاہ سوی الغیر و نزع فوقہ۔ وہ لوگ غیر مسلم دفن کرنے والے
ظالم گنہگار حق غیر میں دست انداز سنگار جفا کار ہر طرح مجرم بدکار۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) بلا اجازت مالک دفن کر دیا تو ظلم ہے با اجازت مالک کے دفن ہونے سے بھی وہ زمین وقف نہ
ہو جائے گی جب تک مالک زمین وقف نہ کر دے پھر زمین موقوف میں غیر قوم کے دفن کی وہاں اجازت

لے خیر مصلحت ملحد لاہور پاکستان

نہیں ہو سکتی جس زمین میں مسلمانوں کے مردے دفن ہوتے ہیں وہاں کوئی غیر مسلم دفن نہیں ہو سکتا اگرچہ واقع سے اہانت و فحش سے لے لی جائے اگر واقف اس کی اہانت دے گا خود گنہگار ہوگا اور اس کے اہانت محض لغو و بے کار ہوگی کھارنہ رکھے گی مردود ظہر سے گی کہ جو زمین وہ وقت کر چکا اس کا وہاں نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) جس کی زمین ہے اسی کے درخت ہیں اور جو پیدا ہوں گے جہت تک کہ وہ زمین جس کی ہے اسی کے ہوں گے لاش دفن ہونے سے وہ زمین لاش خالوں کی نہ ہو گئی نہ ظہر و ان کے ہوا میں گئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم سوال یہ جس مسلمان نے کبھی خمار نہ پڑھی ہو اس کے بنائے کی نماز پڑھنا درست ہے۔ جیسا تو جو جواب بد فرض ہے اگر کوئی نہ پڑھے گاسب گنہگار ہوں گے نماز کا ترک گناہ ہے بڑا اور بہت بڑا گناہ ہے مگر کفر نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ہمارے دوست کس جانب سے دیئے جائیں سرہانے سے یا پانچنی سے۔ یوں ہی عورت کو۔ جواب ہر دونوں کو سرہانے سے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ اگر کیا واک غار و فنج گنج محمد عبدالحق بدختر مرچنٹ مورخہ ۲۴ صفر ۱۲۸۵ھ

ایک قبرستان اندرون آبادی ہے جو لوگوں کے دست برد و غلاقت سے غیر محفوظ ہے اور اس کا ایک حصہ ایسا ہے جو پہلے سے قبرستان میں نہ تھا بلکہ دوبارہ سروے نامہ میں امین نے اس کو قبرستان میں داخل کر دیا اور اسی کا ایک گوشہ ایسا ہے جس میں اس کے قرب کے باشندے نہایت دکوڑا وغیرہ بچھکتے تھے اور کسی کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ زمین قبرستان کی ہے اور اس میں قبر ہونے کا احتمال بھی نہیں ہے زمین دار نے اس کو اپنی زمین سمجھ کر ایک شخص کے ساتھ مکان بنانے کے واسطے بندوبست کر دیا اس بندوبست لینے والے نے اس گوشہ میں مکان بنالیا تھا اور کچھ باقی تھا کہ یہاں کے مسلمانوں نے نقشہ وغیرہ سے معلوم کیا کہ یہ زمین قبرستان کی ہے زمین دار کو حق بندوبست نہیں اس لئے اس کی عدالت سے مسلمانوں نے چارہ ہوئی کی اور مکان بنانا موقوف ہو گیا ہے۔

اس بندوبست لینے والا شخص یہ چاہتا ہے کہ اس زمین کے عوض نام مسلمان کچھ روپیہ لے لیں تاکہ قبرستان کا احاطہ ہو جائے اور میرے مکان کا قطعہ بھی خراب نہ ہو اور یہاں کے مسلمانوں میں بھی آتنی حمت نہیں ہے کہ اس کی بندوبستی کرادیں تاکہ غیر دلوں کے دست برد و نجاست وغیرہ سے محفوظ رہے اس

کے گمراہ ہال کے عام مسلمانوں کا خیال یہ ہے کہ اس کے عوض روپیہ لے کر قبرستان کی مد بندی کرادی جائے
 تاکہ نجاست وغیرہ سے قبرستان محفوظ ہو جائے۔ ایسی صورت میں کچھ زمین قبرستان کی جو پہلے سے قبرستان
 میں نہ تھی برہنہ و بستر کر کے اس روپیہ سے قبرستان کی مد بندی کر لانا یا اس زمین کو کر لیا پر برہنہ و بستر کر کے
 اس کر لیا سے قبرستان کی حفاظت کا سامان کرنا بشرطیکہ قبرستان میں کوئی خرابی نہ ہو شرعاً یا ناسخاً ہے یا نہیں؟
الجواب۔ سوال اور نقشہ سے ظاہر ہے کہ یہ زمین سرخ رنگ زمین کو کو فدیہ نہیں اور نہ اس میں کوئی
 قبر ہے اس صورت میں جب کہ قبرستان کی حفاظت و صیانت کی حاجت بھی ہے مسلمان اسے حصہ سے
 فروخت کر کے قبرستان میں لگا سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از بریلی بھونڈا دروازہ مستولہ کمال الدین صاحب ۲۰ جمادی الآخرہ ۱۳۵۲ھ

زید کہتا ہے کہ تجزیہ و تکفین کے بعد میت کی قبر پر اگر اذان اقامت پڑھتے ہیں اور اس کے ثبوت میں
 شامی اور توشیح کی مندرجہ ذیل عبارت پیش کرتا ہے جواب طلب امر یہ ہے کہ شامی اور توشیح اہل سنت کی
 مستند قابل العمل کتابیں ہیں یا نہیں اور آیا اس خاص مسئلہ میں شامی اور توشیح کی حقیقہ فیصلہ کی بنا پر
 اذان علی القبر درست رہے گی یا نہیں بہر دو صورت اول و اولیٰ و شرعیہ سے دلیل قائم کی جاوے اور صاحب
 مذہب کا قول نقل کیا جائے۔ ینیہ تو تہرؤا۔ وہ دونوں عبارتیں یہ ہیں۔ لایسن الاذان عند ادخال
 المیت فی قبرہ کہما هو المختار الا لایعۃ وقد صرح ابن حجر فی فتاویہ بہ بدعت شامی جلد ۱ ص ۱۰۲
 سے عبارت نقل کرتا ہے ۱۔ الاذان علی القبر نہیں شرعی۔

الجواب۔ کتاب کا مستند اور معتد جونا اور بات ہے اور کتاب میں جو کچھ ہے وہ سب معتد علیہ
 جونا اور بات، اذان قبر کو سنت کس لے بتایا ہے؟ جس پر شامی کی عبارت دکھائی جاتی ہے کہ اس میں
 اسے بدعت لکھا ہے شک بدعت ہے مگر بدعت جنت اس کے ثبوت کو لایقان الاجری اذان القبر دیکھیں
 شامی اور توشیح کا حقیقہ فیصلہ یہی تو ہے کہ اذان قبر جو مسلمانوں میں تاج کل طرح مقاد ہے مسنون نہیں یا
 ان کی عبارت میں یہ ہے کہ یہ فعل حرام ہے ناپا اتر ہے گناہ ہے بدعت تو مسجد کے گنبد و مینار بھی اس
 بدعت تو یہ موجود مدارس بھی ہیں بدعت تو قرآن عظیم میں زبردور پیش و غیرہ کی کتابت بھی ہے بدعت تو
 تعلیم علوم وغیرہ پر اجرت بھی ہے کیا یہ عبارت پیش کرنے والے مساجد کے گنبد و مینار ڈھالنے اور ان
 کے نہا زور و تاروا ہونے کے فتوے دیں گے اور کیا یہ لوگ ان مدارس کو از سر برکنہ کریں گے اور اسے

کے اجزاء کو حرام بتائیں گے کیا ایسے مصحف جن میں ضبط حرکات کی بدعت ہے معاذ اللہ دفن کرادیں گے اور اس بدعت و اجابہ کو منوع و حرام ٹھہرائیں گے جس کے بغیر قرآن عظیم پڑھنا تقریباً ناممکن ہے اس قدر دشوار ہے۔

جو امیر مسنون مسلمانوں میں شرعاً اور کراچی و مقادس ہے۔ علماء ازاہ احتیاط تنبیہ کے لئے اسے فرمائیں یہ مسنون نہیں ہے۔ کہ کہیں مسلمان اسے سنت سمجھ کر غلطی میں مبتلا نہ ہوں اسے علماء کے لایسن فرمانے بدعت محرمہ اعتقاد کرنے والے جیسے خوش فہم ہیں ظاہر ہے رہا صاحب توشیح کا اسے لیس جیٹی کہنا تو وہ خود لیس جیٹی ہے کہ اذان ذکر الہی ہے اور ذکر سے نزول نور و رحمت و سرور و طمانین قلب و تسکین لقا ل تعالیٰ و الحمد للہ قطعاً قطعاً۔ اذان سے فائدہ دفع وحشت و رد بلا و فرار شیطان بھی ہے اور تسکین بھی اور وقت (وقت) اور وہ وقت سوال کیا شدید وقت ہے۔ اللہ اللہ اللہ حسنا بنا و نعمہ اللہ وکیل۔ اس وقت نزول سکینہ و رحمت اور دفع وحشت و غفلت و سکون و طمانین قلب کی کسی شدید حاجت ہے تو اس کے لئے اذان لیس جیٹی ہوگی یا جیٹی عظیمہ الفتح۔ جس سے زندہ اور مردہ دونوں کا بھلا یہاں ذکر اللہ مستحب ہوگا یا لیس جیٹی وہ وقت نہایت نازک وقت ہوتا ہے اور مردہ ایمان و شہن مسلمان یعنی اہل بیت علیہم السلام اس وقت ایمان کی گھات میں اندرون قبر پیش میت فریب دہی کو کھڑا ہوتا ہے سوال منکر نکیر میں نہایت پرانی جانب اشارہ کرتا ہے کہ معاذ اللہ میت اس شیطان کو اپنا رب بتا دے ایسے وقت اذان جس سے وہ ملعون گوزن زمان بھلا گے اور میت مسلمان اسے سنے اور غفلت سے جاگے لیس جیٹی ہوگی یا اعلیٰ درجہ کی مستحسن۔

حدیث میں خاص اذان کے لئے بھی ارشاد ہوا کہ میت ہمیشہ اذان سنتی ہے جب تک قبر کی تطہین نہ ہو۔ فی المغنی و عنہ فی المغنی عن الحسن بن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم لا ینزال المیت بجمع الاذان مالم یطہن قبرہ۔ مگر ہم یہ بدخواہ مسلمان خیر خواہ شیاطین کو کیونکر گوارہ ہو کر اس وقت کسی مسلمان کو اس ذکر اللہ سے نفع پہنچے اور شیطان وہاں سے گوزن زمان بھلا گے و لا حول و لا قوۃ الا باللہ اللہ اللہ اگر یہ عبارت توشیح کرنے والے کو بھی سمجھ سے کام لیتے یا سمجھ کر لاشی د کہتے انصاف کے گلے پر پھڑکی بڑھاتے تو یہ عبارتیں ہرگز پیش نہ کرتے اور حرام کو نہ کہتے۔ ان عبارتوں کے کون سے لفظ نے یہ بتایا کہ اذان اعلیٰ القربا درست و نادر و ناجائز و منوع و حرام و گناہ ہے۔ حرام و گناہ ہوتی

تو ایسے ہی کیوں کہا جاتا ہے منوع و نادر اہوتی تو ایسے بیشی ہی کیوں بتایا جاتا ہے اگر یہاں کراہت پر کوئی قرینہ ہوتا تو اس سے کسی طرح یہ قول کیا جاسکتا کہ کراہت مراد ہے اور جس کراہت کا قرینہ ہوتا اسی کراہت کا کوئی قول کر سکتا ہے پھر بھی یہ مسئلہ ایسا نہ ہوتا کہ وہ ایسا ہی کی بنا پر اس کے جزیرہ پر ہوتی ہوئے کا حسب عادت مستور و پردہ کی منہا تھے کہ اس کا مکروہ و مندرجہ بالا جائز و مکروہ تحریمی ہونا بدعت و سنت ہونے کی طرح مختلف فیہ ہوتا۔

ابن حجر کا بدعت بنانا تو نظر آیا اور اسی رد المحتار میں علامہ خیر الدین رحمہ اللہ کے حاشیہ مجرے جو انھوں نے نقل کیا ہے کہ میں نے بعض کتب میں دیکھا ہے کہ مکروہ کو قریشی آثار سے وقت اذان کو مسنون کہا گیا ہے نہ دیکھا۔ یہ تو باب الاذان میں تھا وہیں کہ اب الجناز میں اس عبادت میں جو سوال میں پیش کی گئی ہے عبت کے بعد ہے۔ ومن ظن انہ سنتہ الخ یہ فقرہ آیا ہے ہی ابن حجر جو اس کے منت ہونے کے منکر ہیں اسے بدعت فرماتے ہیں انھوں نے سنت بتاتے والے کو بدعتی نہ بتایا اتنا فرمایا کہ بعد حسب جس نے اسے سنت کہا اس نے ٹھیک نہ کہا۔ یہ عبادت پیش کرنے والے صاحب درمختار کا قول لایس فیہ کہ ان ذوق نرنا زعفران کے مسنون نہیں ہے دیکھ کر لوگوں کے کان میں اذان دیں گے یوں ہی ہوم یوں ہی مصروع یوں ہی سخت غضب ناک یوں شریر جانور یوں بد عادت انسان کے کان میں اذان کہتے یوں وقت جنگ یوں آگ لگ جانے کے وقت یوں جن کی سرکشی اور شرارت و ایذا دی کے وقت یوں وہ شخص جو جنگل بیابان میں راہ بھیجے اس کی اذان کو بدعت ہی حرام و ناہانزدگانہ بتائیں گے؟

اگرچہ علامہ شامی اس کے حاشیہ میں علامہ خیر الدین رحمہ اللہ کے حاشیہ مجرے یہ نقل کیا کریں کہ فی حاشیۃ اہجر الخیر الدین رحمہ اللہ ما یتلی کتب الشافعیۃ انہ قد یسن الاذان لغیر الصلاۃ و کما فی اذان المولود و المموم و المصروع و الغضبان و من سام خلفہ من انسان او بیعہ و عند مزدحم الخ پیش ہوتا الخ یقیناً قیل و عند الغیلاں ای عند قمر الدین الخبر صحیح فیہ اقول ولا یعد فیہ عندنا ناہا اگرچہ وہ شرعۃ الاسلام سے نقل کیا کریں کہ ومن حیل المطریق فی ارض قفر۔ یوں ہی اگرچہ وہ کہا کریں کہ امام ابن حجر نے اذان و اقامت خلف مسافر کو مسنون بتایا ہے۔ ان شاء اللہ یہ عبارتیں جو سوال میں ہیں خود غادۃ جو ازفر ماری ہیں۔

قول کا مطالبہ تو اگر کسی دلیل و دہرا میں توفیق حقی کے وہ متعدد مسائل میں امت میں امام اعظم کا نفس موجود ہوا تھا
تسلیم ہو کر آگے باقی منہ پرورد و لا حول ولا قوة الا باللہ العلیٰ العظیمہ والصمد والہ تعالیٰ اعظم۔

مسئلہ۔ اگرچہ ہر برائی عمل فراموشی کو اسے ستوار مرزا محمد بیگ صاحب موصیٰ نے شرف ۳۰ جمادی الاولیٰ ۱۲۴۸
میت کے آگے دو شخص یا اس سے زیادہ نعت پڑھتے چلیں ایسا نہ کرنا ہے تو کیا اگر ایک شخص
تو کہہ دے گا تیرے دیار کا ایمان لایا ہوں۔ وغیرہ وغیرہ یا اس مضمون کے یا حبیب تم پہ لاکھوں درود وغیرہ وغیرہ
براہ کرم اس سے آگاہی بخشیں کہ برکت کا فعل ہے یا کرم و احرام یا بالقطع شرکت بدعت ہے یہ فعل کرنے
والا کفر کے نزدیک تو نہیں ہے چونکہ اصل شرعاً جائز ہے۔ تو کیا ثواب میت کو ادا کیا ثواب ہر اہمیت والوں کو
ہوگا یا زیادہ اہمیت۔

اجواب۔ اللہ پھر اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر وہ بھی حکم حدیث ذکر اللہ
ہی ہے کہ حدیث قدسی میں اسے تبارک و تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتا ہے۔ جس شخص نے
ذکر اسم ذکر فی قسن ذکر وفقد ذکر فی۔ اسے محبوب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میں نے نہیں اپنے ذکر و
سے ایک ذکر بنایا تو جس نے تمہارا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا۔ ذکر و مطلقاً ہر نوع اور ہر حال ہر زمان و مکان
میں متحسن و مستحب و مندوب و مطلوب ہے مگر بعض انواع بعض احوال و سامات و لمات جن میں
کراہت شرعی ہو جیسے نماز مطلقاً غیر موضوع ہے مگر حال جنابت و حدیث ہے طہارت یا باوقات مکروہ یا
بازن منصوص یا بر موضع یا پاک یا بمقام غیر طہار یا لباس نجس۔ یا بیہات و وضع ناجائز۔ قرآن عظیم و حدیث
نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ذکر کا حکم مطلق ہے اور مطلق ہمیشہ اپنے اطلاق پر رہے گا۔ المطلق بجز
علیٰ اطلاق۔ اس میں اپنی کثرت سے کوئی تفسیر و تخصیص نہیں کی جا سکتی۔

دیکھو آیات رحمانیہ ارشادات قرآنیہ میں ذکر کا حکم مطلق ہے کہیں ارشاد ہوا۔ انکرونی کہیں فرمایا۔ انکرونی
اللہ کن کہ کہہ انہو کہہ اشد ذکر کیا کہیں فرمان ہوا۔ یا ایہذا الذین امنوا ذکرُوا اللہ ذکر انکرونی۔ دیکھو
احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام و التیمہ میں بھی ذکر کا حکم مطلق ہے کہیں فرمایا۔ انکرونی اللہ حق یقولو امینون
کہیں فرمایا انکرونی اللہ عند کل شجر و حجر کہیں ارشاد ہوا۔ انکرونی اللہ علی عبادہ فاریضۃ الاحیاء لما
حد معلوم اندر عذرا اهلہا فی حال العذریۃ الذکر فانتہ لہ یجوز لہ حد انکرونی اللہ و لہ بعدہ
احد انی ترکہ الا مغلوباً علی عقلہ و امرہ و بہ فی الاحوال کلہا۔ حضرت میرزا محمد امین المؤمنین صدیقہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمائی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ذکر اللہ تعالیٰ علیٰ کل
 ما یبہنہ ان الاطلاقاً قرآن و حدیث سے ذکر کا مطلقاً تیسرے موضوع اور علیٰ کل ما یبہنہ ان الاطلاقاً
 کسی نوع میں کسی حال میں اگر کراہت ہوگی تو کسی عارض سے ہوگی اور وہ عارض جب تک رسبہ کا اسی وقت
 تک رسبہ کی جب عارض جاتا رہے گا اس نوع سے کراہت جاتی رہے گی اور وہی اصل حکم استحب ہوگا۔
 اس تمہید پر بعد کے بعد میں نفس مسئلہ کی جانب عنان توجہ موڑیے۔ چنانچہ کے ساتھ ذکر الہی و ذکر اللہ
 پناہی جہل جلا کر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ خاص نوع خاص حال کا ذکر بھی قرآن و حدیث کے ان مطلق ارشادات
 کے نتیجہ داخل ہے۔ تو یہ بھی بات پر اصل ضرور پائز و مندوب و مستحسن ہے کون مائل کہہ سکتا ہے کہ ہر چیز
 پتھر کے پاس ذکر مندوب و مطلوب ہو۔ اور چنانچہ کے پاس ناجائز و نامرغوب ہاں یہ ممکن ہے کہ بعض اقسام
 و امکان میں کسی عارض سے اس پر بھی حکم کراہت ہو جیسے کسی عارض سے کسی کسی جگہ کسی کسی وقت و حالت
 میں بعض انواع و اقسام کے عوارض سے کراہت یا مانعت کو علی الاطلاق کراہت یا مانعت
 نہیں کہا جاسکتا جیسے عوارض کے سبب کراہت کی بنا پر علی الاطلاق نماز کو مکروہ کوئی مجنون ہی کہے کہ نماز
 ایک نوع ذکر ہے جیسے بعض عوارض سے اس کے بعض افراد مکروہ ہوتے ہیں مگر ان افراد کی کراہت کی بنا پر
 خود نوع نماز پر حکم کراہت و مانعت نہیں ہو سکتا جن افراد کو وہ عوارض لاحق ہیں انھیں تک وہ حکم مقصور ہے
 یوں بعض انواع ذکر کو اگر کسی خاص زمانہ میں بعض عوارض کی بنا پر حکم کراہت عارض ہو تو وہ علی الاطلاق ہر
 زمانہ کے لئے نہ ہوگا بلکہ اسی زمانہ تک مقصور رہے گا جس میں وہ عوارض پائے جاتے ہیں اگر بعض احوال
 میں کسی ذکر کو کسی زمانہ میں بعض عوارض سے سارے علماء یا بعض نے مکروہ کہا ہو تو وہ اسی زمانہ تک رسبہ کا
 جب تک اس حال میں ذکر کو وہ عوارض لاحق ہوں علماء فرماتے آتے ہیں۔ مگر من حکم مختلف باختلاف
 الافراد یہ بات خوب یاد رکھنے کی ہے۔

یہ اختلاف خود ذات امر مختلف فیہ میں نہیں ہوتا بلکہ نظر عوارض ہوتا ہے جب تک وہ عوارض تھے مگر ان
 تعاقب نہ رہے تو اصل حکم پھر ہوا جیسا کہ ایک ہی امر پر وجہ سے دو حکم مختلف ہوتے ہیں ایک وجہ سے
 ایک حکم دوسری وجہ سے دوسرا دیکھو رفع الصوت عند قراءة القرآن کو علماء نے مکروہ نہیں کہا اور نہایت
 محمود بھی بتایا۔ حدیث ترمذی میں ہے۔ روایت عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد کہ رفع
 الصوت عند قراءة القرآن من غیر القاری لمافیہ من الشیء عن کمال الاستماع و اما من القاری

فانہ یہ قبح البعد حسنه فی عدم الاستماع الیہ وھذا اقل فی الملتقط کما قرأ فی القرآن فی الطوفان
والاسواق لانه لا یتیح ان ینفی وی فی شرح الوالد رحمہ اللہ تعالیٰ علی شرح الدرر من مسائل شری
معنی الی شرح المشاری قال ہذا لا یصلح بالنیۃ فمن كانت نیتہ صافیۃ فرغ صوتہ بقرآن القرآن
والذکر اولی لما فیہ من اظہار الدین ووصول بركتہ الی السامعین فی الدور والبیوت والمخانات
ولیسوا فاق القائل من سمع صوتہ شہد لہ یوم القیۃ کل مطلب ویالجس ومن خاف علی نفسه الیہام
فالاولی لہ اخفاء الذکر لایقع فیہ ممکن وضمنان کا اختلاف دراصل اختلاف ہی نہیں بل جنات کے
ساتھ ذکر کا اصل حکم تو یہی جواز و استحباب ہے مگر بعض ازمنہ میں بعض عوارض کی بنا پر بعض علماء نے اسے
مکروہ کہا تھا پھر علماء نے ان عوارض کے ترہنے اور ممانعت میں زیادت سے مضمت اور اجازت میں دینی
مضمت ہانے کی بنا پر اسے وہی اصل حکم دیا کہ وہ جائز و مندوب و مرغوب ہے جن بعض علماء نے اسے
مکروہ کہا تھا انھوں نے بوجہ تشبہ اہل کتب کہا تھا مگر جب یہ عارض نہ رہا اور تشبہ جاتا رہا تو پھر اصل حکم
لوٹ آیا۔

پھر ظاہر ہے کہ اس کتاب پر ان کا وہ حکم خود اس زمانہ میں عام نہ تھا بلکہ اسی مقام سے مخصوص جہاں تشبہ بڑا
اور اول تو بعض علماء کے اس حکم کو اہمیت کا جواب ظاہر کہ بدوں سے مطلقاً تشبہ کب مکروہ ہے انھیں امور میں
مکروہ ہے جو ان کا شمار بہوں علماء علی قاری مکی شریع فقہ اکبر امام اعظم میں لکھتے ہیں۔ جواب بعض العلماء
فی مقام الانکار علیہ لیس ہذا الکفر بان قلنہ وہ الامزکیۃ ایضا بدعت فلیس فی محلہ فانامو غون
من التشبہ بالکفر و اهل البدعة المنکرة فی شعارہم لا متہیون عن کل بدعة ولو كانت مباحة سواء
كانت من افعال اهل السنة او من افعال الکفر و اهل البدعة فالعبد ارع الشعار۔ حضرت علامہ شہ
عبد العزیز صاحب محدث دیوبند رحمہ اللہ تعالیٰ کے فتاویٰ میں ہے علماء مستفتین اور انہیں اس اطلاق کو بڑا
تشبہ یا تشبہ مع نوشتہ انداز تشبہ باہل دروغیہ منوع نمی تواند شد بعض نے حکم کو اہمیت کی علت میں بتائی کہ صحت
سنن میں ملتا ہے۔ اور خلاف صحت مکروہ صحت اولی ہے اور اس کا حرکت مکروہ تنزیہی خلاف اولی مگر اب
نہج کہ ایک عرصہ دراز سے صحت بالکل متروک ہو گیا لوگ جنازہ کے ساتھ دنیا بھر کی انوائیں کرتے اور
ہنسی دل لگی سے باز نہیں رہتے ہیں تو اس زمانہ میں ذکر جس سے قلوب کی قنات ہائے خوف و خشیت
پر ہا ہومز و مظلوب ہے صحت تو اسی نے مظلوب تھا اور وہ بوجہ قنات قلوب غیر تو غیر صحت کے اعتراف

واقربا میں بھی جیسا پہا ہے نہ رہا موت کا خوف کم ہو گیا۔ ایسے وقت بھی اس کا تعلق قطعاً باہار آتو کہ اگر اس وقت رسالت
پہنچا اور نہ کہ موت و دروز صاحب وغیرہ جن سے قساوت و دور ہو دلوں کا رنگ جانے قلب جلا پائے جو غیبت و
خوف خدا کا رنگ لائے اپنے کپ ہی مند و بے پروا گھر کر کے وہ نہیں۔ حرام کیسا اب اسے منوع و نہا تیز و
حرام کہنے والا تھا باہل مصالح شرع سے ناخالص مسلمانوں کا بدخواہ ہے اور شرک جہاننے والا تو مبتلائے سخت
اشد گناہ ہے۔

ذکر اللہ و ذکر رسول اللہ کو معاذ اللہ شرک جاننے والا مسلمان نہ کہ کفرین خدا و رسول کو شرک بتانے
والا وہابی نجدی خود ہی اس ناحق تکفیر کے وبال سے ملے شرک و کفر میں گرفتار یہ بدعت ہے مگر بدعت
مضالمت نہیں جس کا بھوت و پاسبی کے سر پر ہر وقت ہوا رہتا ہے بلکہ بدعت حسنہ یعنی بالسنہ جو اہل اخلاقی ہیں
بعض امور کی نسبت فرمایا۔ ہوا ان کان احدا انما فہو بدعت حسنہ و کہ من شئیت بدعتا یا خیرا یا بدعتا
والسنان۔ ہر بدعت بدعت مضالمت نہیں ہوتی بعض بدعتیں مباح بعض مستحب بعض واجب بعض مکروہ و بعض
اولیٰ ہوتی ہیں۔ عامر قاری کی عبارت مذکورہ میں ابھی گذرا کہ ہر بدعت نبوی و رسول نہیں ہوتی۔ ایک علامہ علی قاری
کیا ہے کہ یہی وقوف ہے وہ جانتا ہے کہ علامہ نے بدعت کی پانچ قسمیں فرمائی ہیں۔ مباح۔ مستحب و لمحبہ
مکروہ و مستحبی مکروہ تحریمی۔ امام اہل نووی اپنی کتاب تہذیب میں اور سیوطی امام علامہ مناوی شرح جامع صغیر میں
پھر فاضل علامہ مولیٰ عبدالحلیم بن بکر قدیم روی حاشیہ در زمین فرماتے ہیں۔ واللفظ للاخیر ان البدع خمسة
الواع محرمۃ و محی اعتقاد مذہب القلادیۃ ادا المحرمۃ ادا المحرمۃ ادا المحرمۃ ادا المحرمۃ ادا المحرمۃ و محی
نصب اذلة المتکلمین للرد علی ہذا و لم یعد علم الخوالذی ابہ یفہو عبد الکتاب والسنة و غنود لث
ومندوبہ لاحداث ثخورد باط و عداریۃ و کل احسان لہ بعد فی الفصل الاول و مکروہۃ کثوفہ
مصحف و تزویق مصحف و مباحۃ کالمصاحفہ عقیب کل صبح و عصر و توسع فی لذیذ ما اکل و مشرب و
ملبس و مسکن و لبس طیلان و توسیع الکمار۔

وہابی جن کا مسلمانوں کو شرک بتانا اور مبتدع بنانا ہی شیوہ ہے وہاں علماء کرام کی نسبت کے گمراہ
عبد الغفر صاحب کے فتاویٰ کو کیا کرے گا۔ شاہ صاحب کے فتاویٰ سے بھی ظاہر ہے کہ ہر بدعت بدعت
جنہیں ہوتی ہیں بعض بدعتیں مکروہ و مستحبی خلاف اولیٰ ہوتی ہیں بعض حسنہ فتاویٰ حضرت میں ہے لفظ حقیر
المعانی در اصطلاح قدما و صوفیہ و اہل سنت کہ در شرع زیادہ و ہر فرقہ و راہ فرقہ قبلہ الہست بعضی الفاظ مصطلح و

کہ در شرع اطلاق آن وارد نشده مثل واجب الموجد و در عرف متکلمین الحسنت و همچنین لفظ وجود مطلق در عرف
صوفیائے الحسنت مثل تعری و فرغانی و مولانا حالی بسیار وارد است و در شرع وارد نشده پس اطلاق ایہ الفاظ
در چند بدعت است المبدعت بقرینہ ثبوت اس کی و بد قرأتے ہیں۔ چہ اس قدر علمائے بایانست و تقویٰ استمال
اکیں نمودہ اند نیز ہی فتاویٰ عزیزیہ میں ہے۔ ساقین منزع و صورت قبور و علم و غیرہ اس اہم بدعت است و ظاہر
ست کہ بدعت حسنہ کہ دوران یا خورندہ باشند نیست بلکہ بدعت سیئہ است۔ اسی میں دوبارہ استمداد از انبیاء و اولیاء ہے
استمداد از اسوات خواہ نزدیک قبور باشند یا بانبیاء شہید بدعت است۔ در زمان صحابہ و تابعین نبود لیکن اختلاف
ست دوران کہ این بدعت سیئہ است یا حسنہ و نیز حکم مختلف شد باختلاف طرق استمداد نیز دوبارہ عرض فرمائے میں
دوم آن کہ بدعت است اجتماع مردان کہ شریعت شوند و تم کلام اللہ کنند و فاتحہ ہر شریعت یا اطلاع نمودہ تقسیم در میان حاضرین
نمائند اس قسم معمول در زمانہ غیر خدا و خلفاء راشدین نبود اگر کسی اس طور بکند پاک نیست زیرا کہ در اس قسم قبح
بہت بلکہ فائدہ اسباب و اموات را حاصل می شود۔

میرال ملک کہ ایام عید و اعراس و وقت آمدن شب و وقت ولیمہ و عقیقہ و ولادت و فتنان بلکہ حفظہ قرآن
کی خوشی کے وقت غنا کو ہاتھ دیا فرماتے ہیں۔ فتاویٰ عزیزیہ میں بدلنے سے نقل کیا السماع فی اوقات
السمو و تاکید السمو و معبالہ صباح و اذا کان ذلک السمو و صباحا کالغنام فی ایام العید و فی العرس و فی
وقت یوم البغائب و وقت الولیمہ و العقیقہ و عند الولادة و عند الختانہ و عند حفظ القرآن حضرت
شاہ صاحب کے ہرادر گرامی قدر جناب شاہ رفیع الدین صاحب مرحوم کا ایک فتویٰ مطبوعہ مطبعہ عثمانی دہلی دیکھو
وہ فرماتے ہیں لدا و بدعا و ختم و اطعام و طعام بدعتے میاب است یعنی در عرس سالانہ بزرگان دین اگر صلوات و تحنن
شدہ قرآن شریف خوانند و خیرات کردہ ثواب رسانند و دعا آئندہ اور اس بدعت صاحبہ گفت و جمع ندارد و بخیر
و رسول کو شکر کہ پاک اگر بدعت مناسبات کہنے والے یا آنکھیں خوب زد سے بند کر لیں کہ کچھ نہ دیکھ سکیں کہ شاہ صاحب
سے اب آگے کی نقل ہو گیا وہ جو علماء کرام کی ایک جماعت میں سے ان کے ارشادات کو نہ انہیں دیکھتے خوب انکھیں
چیر چیر کر دیکھیں کہ حضرت شاہ عبدالغنی نے اپنے فتاویٰ میں یہ کیا کہہ گئے ہیں۔ سوال۔ آہنگ برقبہ جانہ است
یا نہ جو انہیں استعمال آہنگ ہمارا معارف و مزامیر و آلات ہونے و خرام برقبہ یا غیر قبور و حرمت ایہ چیز
یعنی معارف و مزامیر و آلات ہر در کتب حدیث و فقہ مشر و و بسو ط است بحفظہ و از غنا یا ہمراہ دف جانہ است

لہ فتاویٰ عزیزیہ جلد اول صفحہ ۱۷۷ عزیزیہ جلد اول صفحہ ۱۷۷ عزیزیہ جلد اول صفحہ ۱۷۷

بر غیر مجبور بر قبور بدعت است احتراز اولی است۔

اللہ شہنازہ کے ساتھ ذکر کرنا شروع کر دینا اور پھر ان کے نزدیک حرام و شرک بدعت سیدہ ہوا و شاہ صاحب
غنا پر قہر کے دن کو جائز بتائیں کہ احتراز کو صرف اولی کہیں کیا شاہ صاحب کے نزدیک اگر یہ بدعت سیدہ ہوا تو وہ
استحراز اولی است فرماتے یا یہ فرماتے کہ احتراز فرض است یا لازم است یا واجب است ہمیں تو شاہ صاحب کے
فتاویٰ سے دکھانا اٹنا تھا کہ بدعت سیدہ ہی نہیں ہوئی حنفیہ بھی ہوئی بعض ایسی بھی ہوئی ہیں جو ہوتی تو مباح
ہیں مگر خلاف اولیٰ۔ اور وہ اس کی قسمت کہ یہ مسئلہ ان کے فتاویٰ میں ایسا نکلا جس نے اس مسئلہ کا حکم بھی
مستصاف برپا کیا علمائے کرام اور شاہ صاحب درکنار خود حضور پر نور سید المرسلین کا سر پر کا سیدنا احمد رضا علیہ الصلاۃ
والسلام من ربہ العزیز الغفار سادات الدیانی والاحمدی نے بدعت کی قسمیں فرما دیں جس میں مباح
و مستحب و واجب داخل دوسری بدعت ضلالت جو حرام و ضلال و کفر سب کو شامل ایک حدیث میں فرماتے
ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یمن سن فی الاسلام سنۃ حسنة فہذا اجرہا واجر من عمل بہا الی یوم القیامۃ
ومن سن فی الاسلام سنۃ سیئة فعلیہ وزرہا ووزر من عمل بہا الی یوم القیامۃ لا یغنی عنہ من

اذا ارادہ شیئ۔

دوسری حدیث میں فرماتے ہیں۔ علیہ الصلاۃ والسلام من ابتدع بدعة ضلالة لا یرضی اللہ
بہا اور صلہ کان علیہ من الاثم مثل آثم من عمل بہا لا ینفع من الاثم وھو شیئ۔ بہت کا تفکر
قد کر نہایت محمود و مذہب غایت مرغوب و مطلوب ہے نہ کہ سلف میں جزا کے ساتھ سکوت و صمت
خالی نہیں ہوتا تھا بلکہ وہی جن میں فکر و تذکر موت ہوتا وہ سب حضرات اس میں غرق ہوتے ایسے وقت الہی
ہات جو اس فکر و تذکر میں فرق ڈالے نہ کرتے تھے اب کہ زمانہ منقلب ہوا موت کا خوف اس کی عبرت جاتی
ری لوگوں پر کوئی اثر نہیں ہوتا فضول و لغو میں کہتے ہیں وہ صمت جو خالی نہ ہوتا بلکہ فکر و تذکر سے ہوا کرتا
کیساہ خالی سکوت بھی نہیں ہوتا اور یہ بھی تو بے فائدہ۔ لہذا لب زبان سے ذکر و تسبیح سے قساوت قلب دور ہو
خدا و رسول کی محبت بڑھے موت یا فائدے خلا کا خوف دل میں سما کے عمر کے لاپیشگاہ جانے کا افسوس ہو سکھ
و یہ جہاں نہ کرنے کا خیال ہو کیوں مذہب و محمود و مطلوب و مرغوب و مقصود نہ ہو گا۔

حدیث ترمذیہ شرح طریقہ محمدیہ میں حضرت عارف باللہ سیدی علاء الدین امام عبدالغنی ناہلی قدس سرہ قدس
نے اس مسئلہ کے متعلق نہایت عمدہ اور اعلیٰ تحقیق کا شیئی مرقوم فرمائی ہے فرماتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وانضامه قال في شرح الطحاوي وعلى شيخ الجنائز: الصمت وعبرني المبتدئ والتجريد والمحاوي يبتغي ان
يطيل الصمت وسنن المرسلين الصمت معها كذا في منية المفتي ويكره ليه رفع الصوت بالذكر وقراءة
القرآن كما في شرح الطحاوي لانه يشبه اهل الكتاب كما في الايضاح وعن قيس بن عباد كان اصحاب
رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يكرهون رفع الصوت عند ثلاثة القتال وفي الجنائز والذكر
كذا في الايضاح كراهة تحريم وقيل تنزيه كما في المبتدئ وكراهة تنزيه وقيل تحريم كما في التقنية
وهو كره على معنى انه تارك الاول كما عزاه في التتمة الى والده وعن ابن هبيرة يكره ان يقول الرجل وهو
يمشي معها استغفر له غفر الله ذكركم كذا في التتمة والحاشية واذا اراد الذكر كذا في نفسه كما في الظهير
الحاشية وقوله رفع كل شيء سموت ونحو ذلك خلف الجنائز بلادة كما في السراجية ومنية المفتي ذكره والده
رحمه الله تعالى في جنازته شرحه على شرح الدرر وفي شرح الشريعة المسمى بجامع الشروح قال وان يشتر
من التسبيح والتحليل على سبيل الاحتفاء خلف الجنائز وان لا يذكر شي من امر الدنيا وان لا يفتن
فان لا يشاقي القلب وان يقول الله اكبر الله اكبر يشهد ان الله يحيى ويميت وهو حي لا يموت
سبحان من تعزى بالقدر والبقاء وقهر العباد بالموت والظلم وان لا يرفع صوته بشي من التسبيح و
التحليل وغيرهما من الادعية والاشنية فانه شبهه بيوم الحشر في ظلم وحكمه الله تعالى وعده بتأثير
قدرته احد وكلامه وقد قال الله تعالى في حق ذلك اليوم: وخشعت الاصوات للرجلين: اى سكنت
وقلت وخضعت له الخوف منه تعالى فلا تسمع الا هما وصف الاصوات بالخشوع والمراد اهلها ويزيد
ما قيل انه يكره رفع الصوت بالذكر وقراءة القرآن في تسبيحها لان فيه موافقة لاهل الكتاب

لكن بعض المشايخ جوزوا الذكر الجهرى ورفع الصوت بالتكليم وتبشير الصبيح باحवाल حروف
في خلالة قد امر الجنائز وخلعتا التلقين الميت والاموات والاحياء وتبشيره الغفلة والظلمة والآلة صدى
القلوب وقساؤها بحجب الدنيا ورايتها وفي كتاب العهود الحمديدية الشيخ عبد الوهاب الشعراني قدس
الله سره قال ويبتغي لاهل الحارة او شيخ الفقهاء في الحارة ان يعلمون من سريده المشي مع الجنائز ادب
المشي معها من عدم اللغو فيها وذكر موت كوفي وعزل من الولاة او سافر او رجع من القهارة نحو ذلك
لان ذكر الدنياء في ذلك العمل ماله عمل وقد جربه ان كثرة الكلام للنوع يميت القلب واذا مات القلب
في طريق الجنائز شفعوا في الميت بقلوب ميتة فلا يستجاب له فخطأ من لغا طريق الجنائز في حق

نفسه وفي حق الميت وقد كان السلف الصالح لا يتكلمون في الجنائز الا ما ورد وكان القريب لا يعرف من هو القريب الميت حتى يعرف قلبه الخزن على الحاضرين كله وكان سيدي علي النجاشي يقول اذا علم من الماشين مع الجنائز انهم لا يتركون الدعوى الجنائزية ويستغلون باحوال الدنيا فيبغى ان يامرهم بقول لا اله الا الله محمد رسول الله فان ذلك افضل من تركه ولا ينبغي لفتيه ان يتكلم في الامور او يجامع فان مع المسلمين الاذن العام من الشارع بقول لا اله الا الله محمد رسول الله كل وقت شاقا وبالله العجب من عمن قلب من يتكلم مثل هذا ام

الذي ليس به... وذكر الشعراني ايضا رحمه الله تعالى في كتابه عهود المشايخ قال ولا يمكن احد من اخواننا ان يتكلم شيئا ابتداء بعد المسلمون على جهة القرية الى الله تعالى ربا ولا حسنا كما امر تقري مراد في هذا العهود لاسيما ما كان متعلقا بالله تعالى ورسوله عليه السلام كقول الناس امام الجنائز لا اله الا الله محمد رسول الله وقراءة احد القرآن اماها ونحو ذلك فمن حرره ذلك فهو قاصر من فهم الشريعة لانه ما كل ما لم يكن على عهد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لم يكن مذكورا وقد راجح الروي ان الكلام خلاف الاول فقط واعلم انه لوقع هذا الباب ليدت اقوال المجتهدين ثم جرح ما استحدثوا من المحاسن ولا قائل به وقد نصح رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم في الجنائز امته هذا الباب وباح لهم ان يسوا كل شئ استحسنوه ولحقوه بشريعة رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قوله عليه الصلاة والسلام من سنه حسنة فله اجرها واخر من يعمل بها وكلمة لا اله الا الله محمد رسول الله اكبر الحسنات كيف يمنع منها وتاغل احوال غالب المخلق الاكن في الجنائز انما تجودهم وشغلوا في بحكيات الدنيا لا يعرفوا بالميت وقلبهما غافل عن جميع ما وقع له بل رأيت منهم من يضحك واذا تعارض عندنا مثل ذلك يكون تلك لم يكن في عهد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قد ما ذكر الله عز وجل بل كل حديث لغوا وفي من حديث ابناء الدنيا في الجنائز فلو صاح كل من في الجنائز بلا اله الا الله فلا اعتراض ولم يأتنا في ذلك شيء عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فلو كان ذكر الله تعالى في الجنائز منهيا عنه لبلغنا في حديث كمال بلغنا في قراءة القرآن في الركوع فافهم وشيئ من سكت عنه الشارع اوائل الاسلام لا يمنع منه او اخر الزمان وبالجملة فلا يجترى على امر الناس بترك قول لا اله الا الله الا ان يجد في ذلك حدا يمانع من ذلك -

ان امام جلیل عارف باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ لکھ کر کہ شرح طحاوی میں فرمایا کہ شیعہ جنازہ پر
صمت لازم اور کھیتی و تجربہ و حاوی میں یوں تعبیر کیا کہ مزار اور ہے کہ صمت طول کرے اور من من ملین سے جنازہ
کے ہمراہ صمت ہے یہ یوں مینہ المفقی میں ہے اور رفع الصوت بالذکر و قراۃ القرآن انھیں مکروہ ہے جیسا کہ
شرح طحاوی میں ہے اس کے یہ مشاہد اہل کتاب ہے جیسا کہ ایضاً میں ہے اور قیس بن عبادہ سے
مروی ہے کہ صحابہ میں ہر دفعہ صوت کو پسند رکھتے تھے وقت قتال اور جنازہ اور ذکر کے ساتھ ایسا ہی ایضاً
میں ہے کہ اہمیت تحریر اور کہا گیا کہ اہمیت تہنیر ہے اور کہا گیا کہ اہمیت تحریر جیسا
کہ فقہ میں ہے اور مکروہ ہے ہاں معنی کہ ایسا کرنے والا آراک اولیٰ ہے جیسا کہ تہنیر میں مصنف تہنیر نے
اپنے والد شک اس کا ذکر کیا اور اہل ایم سے مشغول ہے کہ آدمی چنے ہوئے ہے اس کے لئے دعا و مغفرت کر دے
غلا تہاوی مغفرت فرمائے ایسا ہی تمام اور نایہ میں ہے اور جب ذکر کا ارادہ کرے تو دل میں ذکر کرے جیسا کہ نظیر
میں ہے اور ہر ایمان جنازہ کا جنازہ کے ہمراہ یہ قول ہر زندہ عقرب میرے گائی بات ہے ایسا ہی ہر امیر اور
مینہ المفقی میں ہے اسے والد رحمہ اللہ نے اپنی شرح شرح درر کے باب الجنازہ اور شرح شریع الاسلام میں جس
کا نام جامع الشرح ہے ذکر کیا۔

فرمایا چیکے چیکے جنازہ کے چھ خوب تیج و تہلیل میں مشغول رہے اور چاہئے کہ نہوی کوئی بات نہ
کرے اور پہنچے نہیں اس لئے کہ یہ قلب کو سخت کرتا ہے اور کہے اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ
و عبیت اللہ اکبر اللہ اکبر میں شہادت دیتا ہوں کہ شک اللہ علیہ اس ہے اور وہی مانتا ہے و لھو لا یحوت
اور وہ زندہ ہے کہ مرے گا نہیں محمد بن قعتر، بالقدرة والبقام و قہر العباد بالھوت والقدام۔ پاک ہے کا
ذات پاک کو جو غالب ہے اپنی قدرت و بقاء سے اور جس نے تمام بندوں کو موت اور فنا سے مقہور و مغلوب
فرمایا اور یہ تیج و تہلیل وغیرہ دعا و شل کے ساتھ کوا و زبندہ کرے اس لئے کہ یہ دن روز شر کے مشابہ و بارہ ظہور
حکام کی اور عدم تاثیر قدرت احد سے و کلام احد سے ہے اور بے شک اللہ عزوجل نے دیکھا کہ یوم شریف اللہ علیہ
الاصوات للہ من تعنی آوازیں رحمن کے لئے ساکن و ذلیل و خاشع ہو گئیں فلا تسبح الاھسا اوسموع نہیں
ہوئی مگر نہایت خفیت آواز و آوازوں کو فرمایا غاش ہو گئیں مگر مراداً و اولے سے اس اول اس قول والد کا مؤید رہ
ہے جو کہا گیا ہے کہ مکروہ ہے رفع صوت بالذکر و قراۃ القرآن جنازہ کی مشابہت میں اس لئے کہ اس میں اہل
کتاب سے موافقت ہے۔ یہ تحقیق جلیل و دقیق تہلیل فرمائی لیکن بعض شیوخ ان کے جنازہ کے آگے اور چھ

ذکر ہر اور رفع الصوت بالتظیم یعنی تذکرہ کہ اس میں کوئی حرف بڑھائیں مصلحت تلقین میت واموات واحیاء و
برائے تسخیر غافلان وغافلین اسے ہے کہ اہست ہائز رکھنا نیز بڑے ازالہ رنگ قلوب وقساوت آن بسبب شہد
ضیاء اور یاست دنیا۔

اور کتاب عہود محمدیہ شیخ شعرانی قدس اللہ سرہ التورانی میں ہے کہ علم اور دہاں کے شیخ طریقت کو چاہئے کہ
جو لوگ جنازہ کے ہمراہ چاہا چاہتے ہوں انھیں اس کے ہمراہ چلنے کے آداب سکھائیں کہ عہود دہائیں نہ کریں
اور یہ ذکر نہ کریں کہ حکام سے فلاں اس عہدہ پیر فائز ہوا فلاں معزول ہوا اور تاجروں سے فلاں گیا اور فلاں
واپس آگیا اور ایسی ہی انویا میں اس لئے کہ خیر نبی باتوں کا اس مقام پر کوئی عمل نہیں سنا اور بے شک تجربہ
کی بات ہے کہ قلوب باتوں کی کثرت قلب کو مردہ کر دیتی ہے اور جب طریق جنازہ میں قلب بول مردہ ہوجائے گا
تو میت کے لئے دعا مغفرت مردہ قلوب کے ساتھ کریں گے تو چاہتے نہ ہوگی۔ تو وہ شخص جس نے انویا میں جنازہ
کے ساتھ راستہ میں کہیں اس نے اپنے اور میت دونوں کے حق میں خطا کی ہے بے شک سلف صالح جن ارہ
کے ساتھ کوئی کلام نہ کرتے تھے مگر وہی جو وارد ہوا۔ سلف کی حالت یہ تھی کہ میت کے غریب قریب وغیرہ قریب
میں امتیاز نہ ہوتا جب تک کوئی نہاتا انہیں۔ یہ پوجہ غریب خزن بر جمیع ماضین ہوتا کہ اور سید علی خواص رضی اللہ
تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب ہمراہ جنازہ کی حالت معلوم ہو کہ وہ جنازہ کے ساتھ انویا میں دیکھو تو اس کے گرد بول
دنیا میں مفلس رہا ہے تو انھیں کلہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ طیبہ طیبہ کہہ کر نہا جائے۔
اس لئے کہ یہ چڑھا اس کے ترک سے افضل ہے اور کسی فقیر کو اس کا انکار نہ چاہئے مگر جس کا بوجہ اس لئے
کہ مسلمانوں کو شائع علیہ الصلاۃ والسلام سے اس کا انون عام ہے کہ جب چاہیں یہ نہ ذکر کریں۔ اور اسے خدا
اس شخص کا دل کٹا نہ دے چاہے جو اس جیسی بات سے منع کرے۔

نیز لام شعرانی قدس سرہ التورانی نے اپنی کتاب عہود المشائخ میں ذکر کیا فرمایا ہم اپنے برادروں کو اس
کی اجازت نہیں دیں گے کہ وہ کسی ایسی بات کا انکار کریں جو مسلمانوں نے بروہ جہت قیامت کی تکالیف ہوا اور اسے اچھا
ہانا جو خصوصاً وہاں عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تعلق ہو جیسے لوگوں کا جنازہ کے آگے
کلہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ چڑھنا کسی کا پیش جنازہ قرآن عظیم چڑھنا اور اس کی مثل۔ تو بوجہ اسے حرام ہے
وہ ہم شریعت سے قاصر ہے اس کو شریعت کی سمجھ نہیں کہ ہر وہ بات جو عہد نبی علیہ الصلاۃ والسلام میں بھیجی تھی
نہیں۔ اولاً ہم نوید نے کسی قول کو منع فرمایا کہ کلام قطع خلاف اولیٰ ہے۔ اور یہ جان لو کہ اگر اس کا رد و انکسار

کہ جو بات عہد نبوی میں بتی وہ مذموم ہو جو جس قدر مستحبات اور مستحبات ائمہ مجتہدین نے نکالے ان کے وہ
سامنے اقوال مردود ہو جائیں گے۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد سے کہ سن
سن مستحبات الحدیث یعنی جو شخص دین اسلام میں نیک بات پیدا کرے اسے اس کا ثواب ملے اور
قیامت تک جتنے اسے کریں سب کا ثواب اسے ملے۔ اپنی امت کے علمائے کرام کے لئے اس کا دروازہ کھول
دیا ہے اور انھیں اس کی اجازت مرحمت فرماتی ہے کہ نیک طریقہ لایا کر کریں اور اسے شریعت مصطفویہ
علی صاحبہا الصلوٰۃ والتیمم سے لاحق کریں۔

اور کلمہ طیبہ کبر حیات ہے تو اس سے کہہ کر منع کیا جاسکتا ہے اور غالب غفلت کی حالتوں کو بغور و
مہمل دیکھو تو ہم انھیں حکایات دنیا میں مشغول پاؤ گے کہ انھیں ہیئت سے کوئی عبرت نہ ہوتی ان کے کلوب
غافل ہیں کہ میت پر کیا گندری (فرماتے ہیں) بلکہ میں نے ان میں بعض کو ہنستہ دیکھا ہے اب جب یہ عدم
عبرت اور غفلت اور ہنسنا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں کلمہ طیبہ جنازہ کے ساتھ ساتھ نہ ہونا
متعارض ہوئے تو ہم نے ذکر الہ کو مقدم کیا۔ بلکہ ہر لغو بات کرنے سے بدتر ہے جنازہ میں ایسا ردیہا بات
کرنے تو اگر سب کے سب ہم اہل جنازہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ خوب بلند آواز سے پڑھیں کوئی
اعتراض نہیں۔ اور اس باب سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی ممانعت ہمیں نہ پہنچی اور اگر ذکر
الہی جنازہ میں نہ پڑھتا تو ضرور مذہبی و ممانعت فرماتے اور وہ ہمیں پہنچی اگرچہ ایک ہی حدیث ہے جیسا کہ کورع
میں قرآن عظیم کی قراوت کے بارے میں پہنچی تو سمجھ جاؤ۔ اور وہ بات جس سے شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
اوائل اسلام میں سکوت فرمایا اور خزانہ میں اس سے نہ روکا جائے گا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس پر حرمت نہیں کہ
چاہے کسی کو لوگوں کو ترک ذکر لا الہ الا اللہ کا حکم کیا جائے۔ یہ مگر خوب کہ کوئی ایسی حدیث جو جس میں اس سے ممانعت
کی گئی ہو۔

امام عارف باللہ سیدی عبد الغنی ناہیسی قدس سرہ اللہ سے اس ارشاد فیض زیادہ سے مسئلہ کی پوری
وضاحت ہو گئی کہ مسئلہ مشائخ فیر ہے بعض نے کمرہ کہا بعض نے بلاکراہت جانتا اور اسی کو ان امام جلیل
خود طرح طرح ثابت فرمایا اور عارف بالاختصاص بجز معرفت کے عوام میں سیدی علی خواص یعنی اللہ تعالیٰ عنہ
ما دام الامام و امامی میں یہ نام ربانی عارف باللہ شہابی قدس سرہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات سے مؤید کیا اور ہم بتا چکے
کہ یہ اختلاف کوئی اختلاف نہیں اس زمانہ میں اگر اس زمانہ کے کمرہ کہنے والے ہوتے تو وہ بھی یہی فرماتے

انهم اذا منعوا عن ذلك وامروا بالكس في المسجد الى ارتفاع الشمس او بالرجوع شديدا لمحتسرين لم يفعلوا ذلك ولم يقضوها ولو صلوا في هذا الحالة فقد جازى اصحاب الحديث والاداء في وقت يعجز عن بعض الامعة اولى من الترتك اصلا وهكذا انقل عن شمس الامعة المحلوا في حين سألته السيد الامام ابو شعيب عن منع الناس عن الصلاة في هذا الوقت فاجاب بهذا اذ كفى القليلة برزى النسق و المحلوا اذ ومن هذا القبيل نهى الناس عن صلاة الرغائب بالجماعة وصلاة ليلة القدر ونحو ذلك وان صرح العلماء بالكرهية بالجماعة فيها لا يفتق بذلك للعوام لئلا ينقلوا ويشتبهوا في الخيرات وقد اختلفت العلماء في ذلك فصرح ابن الصلاح من ائمة الشافعية وهو من كبار المحلشين رحمه الله تعالى بعدم كراهة وصنف في جوازها سألته مستقلة وان ناقشه في ذلك معاصره من العزيمين عبد السلام بن سالة اخرى وكذا ذلك صنف في جوازها جماعة من المتأخرين فاقام العوام من غيبين في الصلاة اولى من تنفذه ومنها في الغالب انهم اذا لم يصلوها كذا ذلك جلسوا في المساجد ليلة النصف من شعبان وليلة اول جمعة من شهر رجب وليلة القدر يتحدلون بسلام الدنيا المذكورة ورمها ذهابا الى ما هم فيه من الاشياء في الشهور والغلات .

ومن هذا القبيل نهى الناس عن حضور مجالس الذكر والجهر والشاد اشعار الصالحين وان صرح فقهاء الحنفية بكرهية الجهر بالذكر فان ائمة الشافعية كالنوري وغيره قالوا لا بأس بذلك ولا ينبغي ان ينهى العوام عما يقول به ائمة المسلمين ومن هذا القبيل نهى العوام عن المصافحة بعد صلاة الصبح والعصر فان بعض المتأخرين من الحنفية صرح بالكرهية في ذلك اذ كان بانه بدعة مع انه داخل في عموم سنة المصافحة مطلقا فلا يبقى الاجماع والتخصيص بالوقتين المذكورتين فيقتضى ابتداء ذلك وصرح النووي في كتابه الاذكار وغيره من الشافعية بانها في هذين الوقتين بدعة مباحة فلا ينبغي التوليى والامس ان يثنى العوام عما افق بمجواز بعض ائمة الاسلام ومن هذا القبيل نهى الجهر بالتبرك بغير الحج الاولياء والصالحين والنداء لهم بتعليق ذلك على حصول شغل او قد مرغائب فانه مجاز عن الصدقة على الخادمين لقبولهم وقد صرح الشيخ ابن حجر الهيتمي في فتحه ان هذا النداء للولى الميت اذا قصد به الناس قرية اخرى بها اولاد الولى الميت ومخلقاته او اطعام الفقراء الذين عند قبره لا يوجب النداء ويوجب صرفه فيما قصد به الناس الحج

و غالب الناس في هذا الزمان يقصدون ذلك فيحصل الكلام عليه ولا ينبغي ان ينهى الواعظ عما قال به لما روي عن ائمة المسلمين بل ينبغي ان يقع النهي عما اجمع الائمة كلهم على تحريمه وانهم عنه وهو معلوم بالضرورة من الدين كحرمه الزنا والربوا والربوا وشرب الخمر والظن بالسوء باهل الاسلام والظلمة والنكس ونقص الاموال والمصادرات بغصب حق والخيانة في البيوع والاجازات ورشوات القضاة والامور والنكبر والايجاب والمجدد والنجي والافتراء والكذب والنزوس وفساد النفس والنجس عن عيوب الناس وانهاهم المسلمين والمسلمات بالفواحش وهذا استرا بالذين ومنهم اشاعة الفاحشة في الخير والغبية والغيبة والاستهزاء بالفقراء والصغرى على المساكين والضعفاء من الناس والطعن في اولياء الله تعالى المستدسين والخوض في دينهم واعتقاد انهم بالمجهول في معاني كلامهم وعد معرفة المطابقة بين كلامهم وكلام الله تعالى ورسوله وانكار كراماتهم بعد الموت واعتقاد ان ولايتهم انقطعت موتهم ونهى الناس عن التبرؤ بهم الى غير ذلك من القبائح التي هي عليه الان غالب اهل زماننا في بلادنا وغيره انما الله تعالى العافية -

حاشية درویشی الفاضل عبد المحمود المرحوم ربانہ صلاۃ الرفائیل پر اساعت سے ہے۔ تھریں من منع عن هذه الصلاة بالمجاعة فقد اساء واجترأ على تضليل الاسلاف الكرام والاختلاف الغابر فعلى الولاية منع لما تعين وتعينه المعاندین۔ نوکرین و سامعین و سیت سب کو ذکر خدا اور رسول سے فائدہ ہونا ظاہر و ناظرین کو ذکر کرنے کا سامعین کو سننے کا ذکرین کو غافلین ظالمین کی تنبیہ اور ان کے دلوں کی رنگ بچھڑانے قساوت دور کرنے کا جو عظیم اجر ہے دوسرے کا سامعین کی غفلت دور ہوگی قلب کی سختی اور رنگ جالے گی خدا کا خوف دل میں سامنے آگا یا خدا اور رسول سے ان کی محبت قلب میں بڑھے گی یہ عظیم فائدہ ہوگا میت کو تلقین کا ثواب نوکرین کو ملے گا اور تلقین سے میت کو فائدہ عظیم ہوگا ہذا و علیہ بنوی شیخ الاسلام والمسلمین سیدنا المجدد اعلیٰ حضرت المجدد قدس اللہ تعالیٰ سرہ و افاض علی المسلمین بروایة فی هذا الباب والله تعالیٰ بعلمہ الصواب والیہ المرح و القابہ ہم نے جن جن عباراتوں پر خط کشید کر دیے ہیں وہ وہابیوں کے لئے نہایت جگہ روزانہ روایت ہوں ہیں جنہوں نے مذہب وہابیہ کی جڑیں کھوکھلی کر دیں اسے از بنجہ برکنہ کر دیا ہے مسلمان انھیں بار بار دیکھیں اور یاد رکھیں کہ وہابیوں کی بہت سی باتوں شرکوں کو رد کرنے میں انھیں

مسئلہ۔ مرسلہ شاہ صاحب ہجری اداوات ڈاکخانہ میرنگی ضلع بریلی ۳۴ صفر المظفر ۱۳۵۵ھ

(۱) نماز جنازہ فاتحہ پر پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) اگر بالغ اور نابالغ کے جنازے جمع ہو جائیں تو ایک ہی نماز جنازہ پڑھی جائے یا طمعه علیہ پڑھنا جائے اور ماہو بالغ کے لئے ہے وہ پڑھی جائے یا جو نابالغ کے لئے ہے وہ۔

الجواب۔ (۱) نہیں جنازہ کا پیش مسئلہ رکھنا ہوا ضرور ہے غنیہ میں فرمایا۔ شرط صحیحہ و وضعہ امام

المصلیٰ و بیہما القید علیہا الا تجوز علی غائب، و لا حاضر محمول علی واپسہ او غیرہا الاختلاف المسکن ولا موضوع فقد مر علیہ المصلیٰ و هو کہ الامام من بعض الوجوه۔ ہاں اگر نماز میں نہ ہو تو اس کی قبر پر نماز پڑھی جائے گی جب تک قفس کا قفن غالب نہ ہو اس میں ہے۔ دفن و لم یصل علیہ صلی علی قبرہ مالہ فقلب علی القفن انہ لتفسخ لہ امر من صلاتہ علیہ السلام علی القبر و لا یعتبر التقدير بالامام فی التفسخ و عدمہ علی المصیح بل بالمعتبر غلبۃ القفن لان ثلاث یختلفت بالاختلاف الحال من السمن والنہزال و بختلاف المیزان من الحر والبرد و باختلاف المسکن من کون الامر فی سجنہ او غیرہا۔

(۲) چاہیں ایک ہی پڑھیں چاہیں علیہ طمعه کر کے۔ ایک پڑھیں تو امام کے ساتھ نماز جنازہ ہو پھر مرد کے بعد نابالغ لڑکے کا پھر خفی کا پھر عورت کا پھر نابالغ لڑکی کا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں۔ ینبئ سنہ اولوا الاحلام والشمیٰ شر الذین یلونہم شر الذین یلونہم۔ پھر یہ کہ حالت نماز میں نفلت امام جس طرح کھڑے ہوتے ہیں ان کے جنازے پیش امام رکھے جائیں بلا کعبۃ مناسک میں ہے۔ لواجب جنازۃ رجل و صبی و خفی و امرأۃ و صبیہ و ضعیف الرجل مع ایلی الامام و الصبی و الا شر الخفی شر المرأة شر الصبیہ و در نماز پیش ہے۔ اذا جمعت الجنائز فالمراد الصلاۃ علی کل واحدہ اولیٰ من الجمع وان جمع جائز، نیز در نماز میں ہے۔ راعی القرب فی المعو و دخلہ حالۃ الحیاۃ فیقرب منه الا فضل فالافضل الرجل مما ینبئہ فالصبی فالخفی فالبالغۃ فالمرأۃ و الصبی المحرق قدم علی العبد، والعبد علی المرأة۔ اگر ایک ہی نماز پڑھیں تو دعا ہے بالنعین بریت دعا ہے للبالغین پڑھ کر پھر بالانول کے لئے ہے و دعا ہے وہ بریت دعا ہے للبالغین پڑھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ مہ کیا میت مدفونہ کو ایک جگہ سے نکال کر دوسری جگہ دفن کرنا برکت شریعتی ہے یا نہ ہے

لہ عنہ فی ص ۳۵ و مطبوعہ لاہور پاکستان ج ۲۵ جلد ۲ ص ۳۷ مطبوعہ کراچی پاکستان ج ۲۵ جلد ۲ ص ۳۸ و مطبوعہ مصر

معمولہ کتاب۔

ماتہ اولیاء اللہ یا زندگان دین میں سے چند ایک کی نعش ہائے مبارک ایک جگہ سے نکال کر دوسری جگہ یا تیسری جگہ دفن کی گئی ہیں وہ کوئن سے حکم شرع کے تحت ہیں بمعہ حوالہ کتاب۔
۲۔ بوقت دفن کرنے کے جو کما عام طور پر کبھی میتیں لائٹس رکھیں باقی ہیں اور کچھ عرصہ بعد ان کو قبر سے نکال کر دوسری جگہ دفن کرتے ہیں کیا یہ عمل درست ہے۔

ماتہ ایک شخص بزرگ سیرت اور خاندان سادات سے ہوا اپنے لڑکوں میں سے ایک لڑکا جو کما عام طور پر اور غیر مت گذار ہو اس کو ہر وقت عرس سے اس بات کی وصیت کرنا رہتا ہو کہ مجھے گورستان میں کسی کی قبر کو جو دفن نہ کرنا بلکہ میری زور شریعت پر جو کہ شخص اسی عرس سے خریدی گئی ہے اس میں دفن کرنا لیکن بوقت مرگ اس لڑکے کو بعد اطلاع انہیں دی گئی اور توفی کے خلاف وصیت و ہدایت عذر اٹھا الفت کی گئی ہے اب وہ عمومی اپنے والد کی وصیت کے مطابق عمل کرنا چاہتا ہے۔

اجواب۔ ماتہ نہیں علی الصبح مگر اس صورت میں کہ زمین حق غیر میں ہے اجازت مالک دفن کیا ہوا اور وہ راضی نہ ہو یا تو غیر میں ہے۔ بعد الدفن فلا یجوز اخراجه حتی قالوا لو ان اموات مات ولیدھا ودفن ببلد غیر بلدھا وعلی التصبر وادوات نبشہ ونقلہ الی بلدھا لایباح لہا ذلک ولایباح نبشہ بعد الدفن أصلاً الا لسانا عند من سقط مال فیہ أو کون الامراض حق الغیر وحق ان شاؤہ الذ الغیر اخراجه وان شام سوھا القبر وصرح فیکون وجوز البعض النقل بعد الدفن استدلالاً بما نقل ان یعقوب علیہ السلام بعد ما مضی علیہ زمان فنقل من مصر الی الشام لیکون مع آبائہ والصعب الاول لان شرع من قبلہ اذا حرقہ اللہ اور رسولہ علیہما من غیر تغیر لایکون شرعاً فلا یجوز الاستدلال بہ وفي القنیۃ مقابر بلع الیھا حطہ یجوز لایجوز نقلہما الی موضع آخر مستحب عالمگیری مصر پر مسئلہ جلد اول میں ہے۔ لایجوز اخراج المیت من القبر بعد ما دفن الا اذا كانت الامراض مغصوبہ واخذت بشفعۃ کل نفی فتاویٰ قاضی خاں واذا دفن المیت فی امراض غیرہ بغیر اذن مالکھا فالعالم الذی بالخیار ان شاء امر لخراج المیت وان شام سوھی الامراض ومنع فیھا کذا فی التنبیہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۔ جن کی نعشیں دوسری جگہ منتقل کی گئیں وہ دوسری روایت کی بنا پر کسی خاص وجہ سے شام کی گشت وارتہ تعالیٰ اعلم۔ ماتہ اس کا جواب پہلے جواب سے واضح ہے۔ ماتہ نہیں کر سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتاب الزکاة

زکاة کا بیان

مسئلہ۔ ازبائرس مرسلہ عبدالرحمن

کیا زکاة کی ادائیگی کے لئے شرط مشروط کے علاوہ اظہار زکاة بھی ضروری ہے؟ بینوا تو حروا
الجواب۔ زکاة جسے دی جائے اس سے یہ کہنا کچھ ضروری نہیں کہ یہ زکاة کمال ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ۔ ازبائرس مرسلہ عبدالرحمن

جن رشتہ داروں کو زکاة کمال دینا جائز ہے اگر رشتہ دار زکاة کمال پوچھ کر لینا سخت جائز ہے حالانکہ فاقہ
کشی کرتا ہے خفیہ بغیر زکاة کا اظہار نہ کئے ہوئے دے کر مالک بنا دے زکاة کی ادائیگی ہوگی یا نہیں۔ بینوا تو حروا
الجواب۔ زکاة جسے دی جائے اس سے یہ کہنا کچھ ضروری نہیں کہ یہ زکاة کمال ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ ازبائرس مرسلہ عبدالرحمن
(۱) اہل سنت و جماعت کے لوگوں کو کتنے مال و زر روپیہ ہونے پر زکاة دینا چاہئے اور کتنی زکاة کمال چاہئے؟
(۲) اہل سنت و جماعت کے لوگوں کو کتنے مال و زر روپیہ ہونے پر زکاة دینا چاہئے اور جانوریہ جس گائے بھینس
اونٹ، بکری وغیرہ ان میں سے ہر ایک کتنی تعداد میں ہونے پر زکاة کمال چاہئے؟

الجواب۔ (۱) سونے کا انصاف ساٹھ سے سات تولہ ہے جس کے پاس کم از کم آٹھ سوایا اتنے مسونے
کی اشرفیاں یا زیور ہوں اس کا چالیسواں حصہ اس پر جب سال گندے دینا لازم ہو گا یا اس کے چالیسواں حصہ
کی قیمت۔ چاندی کا انصاف ساٹھ سے باون تولہ ہے جس کے پاس اتنی چاندی یا زیور یا روپیہ ہوا اس پر سا
گند جائے تو چالیسواں حصہ دینا فرض ہو گا یا اس قدر کی قیمت۔ یہاں کے روپیہ میں سوا گیارہ ماشہ چاندی ہے
تو ساٹھ سے باون تولہ چاندی کے پورے چھپن روپیہ ہو سکتے۔ چاندی کا انصاف دو سو درہم شریعی ہے اور درہم
۲۵ روپیہ ہے ۸ روپیہ کا ایک ماشہ تو درہم شریعی تین ماشہ ۱۶ روپیہ کا ہوا دو سو درہم برابر ساٹھ سے باون تولہ۔ یوں کہ

دو سو درم کی پانچ ہزار پالیس رتیاں ہوں اور اس قدر رتوں کے چھ سو تیس ماشہ اور اتنے ماشوں کے ساٹھ باون تولہ پورے پچھن روپے کے ساٹھ باون تولہ چاندی ہوتی۔ عالمگیر نے یہ ہے۔ عجب فی محل مائغہ و درہم خستہ در اھمہ و فی کل عشرین مثقال ذھب نصف مثقال مضربا کان اولہ ریکن مصوغا او غیر مصوغ حلیا کان للرجال اوللضام تبرا کان الا سیکنہ کذا فی الخلاصۃ در مختار میں ہے۔ نصاب الذھب عشر و نصف الا الفضۃ مائتہ درہم کل عشر یکہ در اھمہ وزن سبعة مثاقیل۔

العطایہ الغویہ فی الفتاوی الرضویہ میں حضرت والد ماجد شیخنا الہمد قدس سرہ فرماتے ہیں مثقال ساٹھ چار ماشہ ہے تو درہم کس کا بچہ ہے تین ماشہ ایک رتی اور پانچواں حصہ رتی کا ہوا شفعہ الفطامین ہے مثقال بست قیراط و قیراط ایک جہہ چہاٹھس جہہ وجہ کہ آل راغب فارسی سرخ گویند شتم حصہ ماشاست پس مثقال بہار و فیم ماشہ باشد جو ہر مثقال میں ہے۔ الدرہم الشرعی خمس و عشرون حبة و خمس حبة یعنی درہم شرعی پچیس رتی پانچواں حصہ رتی کا ہے۔ واللہ تعالی اعلم۔

(۱) پھر بکری، گائے، بھینس، اونٹ ان میں سے نہروں یا مادہ یا غنما جب کہ جوئے کھانے لادنے کے لئے نہالے ہوں صمن یا صمن میں نہادی کے لئے چوں یا دو دھیا نسل کے لئے یا شوقیہ اور سال کا اکثر حصہ میں چھٹے پرے پر اکتا کرتے ہوں اور ان پر جولان حول ہوا اور جو فوج ہو گا کے بھینس، بھیر بکری شتر قدر نصاب ہوں یا سب مل کر قدر نصاب ہوں اور سب ایک سال سے کم کے نہروں کہ ان کم میں ایک ہی ایک سال کا ہو تو زکاة فرض ہوگی بھینس، گائے ایک ہی نوع کے شتر میں گے پورے پھر بکری، گائے، بھینس کا نصاب تیس ہے تیس سے کم پر زکاة نہیں تیس ہونے پر ایک بچہ پورے ایک سال کا پالیتا ہونے پر ایک بچہ پورے دو سال کا مل کا دینا ہو گا۔ ان شتر تک یہی واجب ہو گا ساٹھ سے اتر تک دو بچے ایک ایک سال کے۔ شتر سے انیشائی تک ایک بچہ ایک سال ایک دو سال۔ انیشائی پر نویشی تک دو بچے دو دو سال کے نویشے پر تانویشے تک تین بچے ایک ایک سال کے تو پورے ایک دو بچے ایک سال کے ایک بچہ دو سال کا، ۱۰ سے ۱۱ تک ایک، ایک سال کا دو دو سال کے ۱۲ سے ۱۴ تک چار ایک ایک سال کے یا تین دو دو سال کے و قس علی ہذا۔

یوں بھینس کا نصاب ہے اور اگر گائے بھینس مخلوط ہوں تو جو زیادہ ہوں انھیں کا بچہ زکاة میں دینا ہو گا اور بلکہ نہروں تو جو قسم اعلیٰ ہو اس کا ادنیٰ۔ یا ادنیٰ کا اعلیٰ دیا جائے۔ کوئی نوع اگر قدر نصاب نہ ہو مثلاً بچہ

واجب ہوگی۔ بعد جولان حول نکلا ادا لازم ہوگی۔ دریاں سال کی کمی بیشی کبھی نظر سے راقطہ ہے گی اور کبھی
 اتفاق کی ہائے گی۔ بعد جولان حول اصل و دفع روپیہ اور سال تجارت جولان رہا اس سب کا حساب لگایا جائے گا
 اس میں ایک دو تین چار تھے نصاب کامل اور جو کامل سے زیادہ بقدر غرض ہوں گے تو ایک شخص یا بتے زیادہ
 ان سب کی زکوٰۃ دینا ہوگی اور جو نصاب کامل کے بعد غرض نصاب سے کم زیادہ رہے گی وہ غفور رہے گی۔
 سونے کا نصاب ۷ پائے تو رہے اور چاندی کا ساڑھے باون تولہ اور ہر مال تجارت کی قیمت سونے یا چاندی سے
 کی جائے گی۔ ساڑھے باون تولہ چاندی کے بچپن روپیہ ہوتے ہیں کہ تولہ بارہ ماشہ کا اور انگریزی روپیہ سو اگیارہ
 ماشہ کا ہے۔

جس تاریخ کو مالک نصاب ہوا اس دن سے جس قدر مال بڑھے گا اسی تاریخ سے سال تمام پر
 سال کی زکوٰۃ دینا ہوگی یعنی مثلاً یکم محرم کو بچپن روپیہ کا مالک ہوا اس کے پاس بچپن روپیہ تھے پھر ذی الحجہ
 میں مثلاً ہزار روپیہ اور اس نے پائے تو یہ نہیں کہ یکم محرم کو بچپن ہی روپیہ کی زکوٰۃ دے گا اور اس ہزار تک
 ملے ذی الحجہ کی اسی تاریخ سال تمام ہونے پر بلکہ ذی الحجہ کو جو اس بچپن کی سال تمام ہو گا اسی سال میں جو زکوٰۃ
 بھی پایا ہے وہ اسی نصاب سے قیاس رہے گا اور کل پر زکوٰۃ دینا ہوگی مگر اتنے ہی حصہ کی جو نصاب کامل
 ہوتا ہے گا پہلے نصاب پر جب جولان حول ہو گا اسی ہر سال میں جتنا مال مل گیا ہے نصاب پر جولان حول
 سمجھا جائے گا تا زائد مال ہو جائے ہے پہلے نصاب سے ملانے میں اس کا مال کا اضافہ کرنا دیکھا جائے گا کہ کتنا مال بڑھا
 سال میں دو بارہ زکوٰۃ لازم نہ ہو جس مال پر اس نصاب کے ملانے پر دوبارہ زکوٰۃ لازم آئے گی وہ مال نہ ملا جائے گا
 کسی ویشی کے متعلق اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے فتاویٰ سے بعض عبارات لکھتا ہوں جس سے ہر حکم واضح ہو
 جائے گا۔

الطیال النہویہ میں ہے جو شخص مالک نصاب ہے اور ہنوز جولان حول نہ ہو کہ سال کے اندر ہی کچھ
 اور مال اسی نصاب کی جنس سے بذریعہ بیہ یا میراث یا بشرایا وصیت یا کسی طرح اس کی ملک میں آیا تو وہ
 مال بھی اصل نصاب میں شامل کر کے اصل پر سال گذرنا اس سب پر جولان حول قرار پائے گا یہاں ہونا
 چاندی تو مطلقاً ایک ہی جنس میں خواہ ان کی کوئی چیز ہو ادا مال تجارت بھی انہیں کے جنس سے لگایا جائے گا
 اگر کسی قسم کا جو کہ خالص پر زکوٰۃ نہیں آتی ہے کہ اس کی قیمت سونے یا چاندی سے لگا کر انہیں کے نصاب
 دیکھی جاتی ہے تو یہ سب مال زکوٰۃ ہی کی جنس سے ہیں اور وسط سال میں حاصل ہوئے تو ذہب و دفعہ

کے ساتھ شامل کر دیتے جاتیں گے بشرطیکہ اس ملائے سے کسی مال پر سال میں دو بار زکاة نہ ملائے اسے ہر ملائے کے بعد موقوفہ واجب کے دینی احکام ہیں جو اوپر گندے مثلاً ایک شخص یکم محرم ش ۳ کو ۲۰ تولہ سونے کا مالک ہوا وہ اس کے سوا جس نے زکاة سے اس کو کوئی چیز اس کی مالک نہیں تو اس پر ۹ ماشہ سونا زکاة میں فرض ہے کہ سونے کا کچھ ش ۳ کو واجب الادا ہو گا ہنوز سال تمام نہ ہو کہ مثلاً یکم رجب کو ایک تولہ اور یکم ذی الحجہ کو دو تولہ سونا اسے اور ملاک مال کل ۳۳ تولہ سونا ہو گا تو مبلغ ذی الحجہ کو اس مجموعہ کی زکاة ۹ ماشہ ۷۰ صرخ سونا واجب الادا ہو گا تو اس سب پر سال گزرنے کے بعد اگرچہ واقع میں اس ایک تولہ کو چھ مہینے اور اس دو تولہ کو ایک ہی مہینہ گزرا ہے اور اگر اس تولہ بچے کے بعد اور نہ ملاک سال تمام پر صرف ۳۰ تولہ تھا تو وہ بھی ۹ ماشہ واجب رہیں گے کہ نصاب کے بچنے سے پورا ہونے تک ندرات معاف ہے۔

اسی طرح اگر تین تولہ سونا تو نہ ملاک مثلاً ذی الحجہ کو اس نے اپنی زمین یا غلہ یا اثاثہ البیت کے عوض اس قدر مال تھامت خرید یا اس کی قیمت تین تولہ سونے تک پہنچی تو اگرچہ اسے ملک میں آئے دس ہی دن گندے مگر مجموعہ ۳۳ تولہ کی زکاة واجب ہو گی ہاں اگر اس کے پاس مثلاً ایک نصاب بکریوں اور ایک دراجہ کی بھی اس نے دراجہ کی زکاة ادا کر دی اور ان کے عوض اور بکریاں ہیں ان کی بکریوں کے لئے آج سے سال شمار کیا جائے گا کئی بکریوں سے منہ نہ کریں گے کہ آخر یہ اسی روز یہ کے بدل ہیں جس کی زکاة اس سال کی بابت ادا ہو چکی اب اگر انھیں نصاب ش ۳ میں ملائے ہیں تو ایک مال پر ایک سال میں دو بار زکاة لازم آتی جاتی ہے اور یہ جائز نہیں تنویر الابصار اور زور مختار میں ہے۔ والسنفا و لو بہ ذلہ بشرط او مہاراف و وصیۃ ام ش) وسط الحول یعنی نصاب من جنسہ (مالہ من جنس منہ مانع و هو اثنی و اربعۃ اشترى بہ سائتہ لا تقتصر الی الاثنی فی الصلۃ ام ش) فیکذک بحول الاصل و اودی زکاة فقد شتر اشتری بہ سائتہ لا تقتصر الی سائتہ عند من جنس السائتہ اثنی اشترایا بذلک النقد المزی ای لا یزکایا عندنا تمام حول السائتہ الاصلیۃ عند الامام مانع المذکور ام ش) بالتخصیص و فی ش ایضا احد الشکین یعنی فی الاخرین عروض التہارۃ نقد الی النقدین للعیۃ باعتبار یتبھا ام ملخصاً۔

یہ تو پیش کے متعلق تھا کہ کسی کے متعلق فرماتے ہیں زکاة صرف نصاب میں واجب ہوتی ہے نہ موقوفہ مثلاً ایک شخص ۸ تولہ سونے کا مالک ہے تو سوا ذر ۹ ماشہ سونا کہ اس پر واجب ہوا وہ صرف ۷۰ تولہ کے مقابل ہے نہ پورے ۸ تولہ کے کہ یہ چھ ماشہ نصاب سے ناکہ ہے غلو ہے یوں ہیں اگر ۱۰ تولہ کا مالک ہو تو زکاة صرف ۷۰ تولہ

یعنی ایک نصاب کامل اور ایک نصاب خمس کے مقابل ہے۔ سوال تو یہ مانتا مفتی الامیر شمس ہے۔ الزکاة
تتعلق بالنصاب دون العفو فلو هلك بعد الحول اربعون سنة شائين شاة تجب شاة كاملة اتم ملخص
در مختار میں ہے۔ لانی عنو و هو ما بين النصب في كل الاموال پس اگر نقصان مقدار عفو سے تجاوز کرے
یعنی اسی قدر مال کم ہو جائے جتنا عفو تھا مثال اول میں چھ ماہ اور دوم میں ایک تو جب تو اسلحا قابل ہی
نہیں کہ اس قدر پر پہلے بھی زکاة نہ تھی کل واجب بمقابلہ مال باقی تھا وہ اب بھی باقی ہے تو زکاة اسی قدر
واجب اور کسی نظر سے ساقط کا منہ نہ دے فی المنفق اور اگر مقدار عفو سے متجاوز ہو یعنی اس کے باعث کسی
نصاب میں نقصان آئے غواہ یوں کہ مال میں جس قدر عفو تھا نقصان اس سے زائد کا ہوا جیسے مسئلہ مذکورہ
میں ۲۰ تولہ یا یوں کہ ابتدا مال صرف مقدار نصاب پر تھا عفو سے سے بھاری نہیں جیسے ۵۱ یا ۳۱ یا ۵۱
سو نہ کہ اس میں سے رتی پاؤں جو کچھ گئے گا کسی نہ کسی نصاب میں کمی کرے گا ایسا نقصان دو حال سے خالی
نہیں یا حوالان حول سے پہلے ہے یا بعد پر تقدیر اول دو حال سے خالی نہیں یا تو سال تمام پر رقم نصاب لے
بدشیں پھر پوری ہو گئی یا نہیں اگر پوری ہو گئی تو یہ نقصان بھی اسلحا نقصان نہ ٹھہرے گا اور اس مجموع رقم پر
حوالان حول سمجھا جائے گا۔

مثلاً ایک شخص یکم محرم ۱۲۰۵ تولہ سونے کا مالک تھا بعد اس میں سے کسی قدر قلیل خواہ کثیر
خارج ہو گیا یا صرف کچھ یا کسی کدے کا مال یا نقد یا عینا یا کچھ بہت ضعیف یا تمام یا کچھ جس قدر کہ ہو گیا تھا
ذی الحرجہ سے پیشتر اگرچہ ایک ہی دن پہلے پھر آگیا تو پورے ۵۱ تولہ یعنی دو نصاب کامل کی زکاة دینا ہوگی
کہ ایک شمال سونا ہے یوں اگر مثلاً ۵ تولہ سونے کا مالک ہے اور وسط میں تولہ پھر گھٹ گیا کہ نصاب بھی
پوری نہ رہی ختم سال سے پہلے چھ سات ماہ مل گیا تو وہی زکاة تمام و کمال لازم آئے گی کہ چھ ماہ جو عفو تھا
جس طرح اس کے مالک کا اعتبار نہیں ہوگا بعد ملک اس کا عود و زکاة نہیں صرف اس قدر واجب کہ شروع
سال میں ایک یا دو جتنی نصابوں کا مالک ہوا تھا ختم سال پر وہ نصابیں پوری ہوں تو جس قدر زکاة کا واجب
بمال استمر ہوتا اسی قدر پوری واجب ہوگی اور نقصان درمیانی پر نظر نہ کیا جائے گی ہاں استمر ضرر ہے کہ اصل
مال سے کوئی بارہ محفوظ ہے سب بالکل فناء ہو جائے جہد ملک اول سے شمار مال باقی رہے گا اور جس
مالک جدید ہوگی اس دن سے حساب کیا جائے گا اور اگر یہ نقصان استمر یا جتنی ختم سال پر وہ نصابیں پوری نہ ہو گیا
تو اس وقت جس قدر موجود ہے اس کے زکاة واجب ہوگی اور وہی احکام حساب نصاب و لحاظ عفو کے اس

قدر موجود پر جاری ہوں گے جو باکرم کو یا تھا ہی نہیں کہ جولان حول اسی مقدار پر ہوا حتیٰ کہ اگر یہ مقدار نصاب سے بھی کم ہے تو نہ کافہ نہ ساقط۔

اور نقد پریشانی تین سال سے خالی نہیں کہ سبب کی استہلاک ہو گیا یا تصدق یا ہلاک استہلاک کے یہ معنی کہ اس نے اپنے فعل سے اس رقم سے کچھ انکاف کیا صرف کر ڈالا یا پیسہ نکال یا کسی غنی کو بیکہ کر دیا اور یہاں تصدق سے یہ مراد کہ بلائیت نہ کافہ کسی فقیر محتاج کو دیہ یا ہلاک کے یہ معنی کہ بغیر اس کے فعل کے منافع و تلف ہو گیا مثلاً چوری ہو گئی یا کسی کو قرض و عمارت دینے وہ مکر گیا اور گواہ نہیں الخ صورت استہلاک میں نہ کافہ سے ایک حیدر تھے کہ صورت تصدق میں اگر نذر یا کفارہ یا کسی اور عمدہ واجبہ کی نیت کی تو بالاتفاق اس کا حکم بھی مثل استہلاک ہے اور اگر تطوع یا مطلق تصدق کی نیت کی تھی اور سبب تصدق کر دے تو بالاتفاق نہ کافہ ساقط ہو گئی۔ اور بعض تصدق کرے تو امام محمد کے نزدیک جس قدر صدقہ کیا اس کی نہ کافہ ساقط باقی کی لازم مگر امام ابو یوسف کے نزدیک بعض کا تصدق مطلقاً استہلاک ہے کہ کسی نیت سے ہوا عملاً نہ کافہ سے کچھ نہ گئے گا نہ سبب زیادہ قوی و مقبول و شایان قبول ہے صورت ثالثہ یعنی ہلاک اس میں بالاتفاق کہ باہت جس قدر تلف ہو بحساب اربعہ مستجاباتے کی نہ کافہ ساقط ہوگی اور متبانی رہے اگرچہ نصاب سے بھی کم اتنے کی نہ کافہ باقی۔

(العتایا النویہ فی الفتاوی الرضویہ)۔

ہر سال میں جو نقد پر پوسہ حاجات مصلحت سے فائدہ غرا اور اس پر جولان حول ہوا اور جولان حجامت باقی رہا اس سبب سے جس قدر نصاب کامل اور جس نصاب ہوں ان کا حساب کر کے نہ کافہ دیتا ہوگی اگر کچھ مقدار عضو کی ہو اس پر نہ کافہ نہ ہوگی پچھلے برسوں کا حساب لگائیں ہر سال میں جو نہ کافہ واجب ہوئی اور نہ دی اگلے سال مال سے آتی مقدار کم کر کے باقی پر نہ کافہ کا حساب کر کے جائیں ہر برس کی نہ کافہ کا حساب لگا کر سبب دار کریں اور اگر سبب کی ادا کی اس وقت وسعت نہ ہو تو بچنے کی وسعت ہو پچھلے میں دیں۔

ناب بھی واجب ہے جس قدر فعل یا چل ہوں ان کا پورا عشر علیحدہ کرے یا اس کی پوری قیمت دے جو فصل فروخت کی اس میں یہ تفصیل ہے۔ تو بکرے اور اس دین الہی کی ادا کا ارادہ نہ کئے اور اس قدر کی ادا پر قدرت پانا جائے ادا کرنا رہے۔

کتاب الصوم

روزہ کا بیان

مسئلہ از نو محلہ بریلی ۱۲ رجب ۱۳۵۴ھ

رمضان شریف میں ایک عورت یہ ارتقی نسائی مرض کی تکلیف میں روزے تو رکھے پیٹ میں دم
تھا جس کی وجہ سے علاج نکال نہ کیا دوا ہوئی مگر یہی مسئلہ معلوم نہ تھا روزے میں دانی کا علاج نہیں کر لیتے
ایک دوسری عورت سے پوچھا بھی اس نے تدبیر بیان کیا پورے مسئلہ کی تحقیق نہ کر سکا معلوم تھی نہ بتائے والی
کسی اس عورت میں روزے رکھے تحقیق ہونے پر یہ ظاہر ہوا ایام روزہ میں اس قسم کا علاج کر لے کر کفار
لازم ہے ساتھ مسکینوں کو کھانا ایک وقت میں دے۔ کفارہ دینے والی کو متعدد روزوں کا کفارہ ایک وقت
یا ایک ایک دینے کی گنجائش نہ ہو تو وہ تقدیر سے سکتی ہے یا نہیں اس کے علاوہ جیسا قصدا نمازوں کا کفارہ چنانچہ
نہ کر سکی مسکینوں کے دیو بدل کیسے پورا کر دیا جائے شرعی طریقہ پر وہی مسئلہ شرعی کے مطابق ایسے روزے
جن پر ساتھ روزوں کا کفارہ عائد ہے وہ دوا دمی کی خوراک کے مطابق ایک ایک مہینہ میں ساتھ روزوں کا کفارہ
اذا کرے اس حساب سے تقدیر پر ساتھ آدھائیوں کی خوراک کے لگا کر متعدد روزوں کا کفارہ لوٹ بدل کے
ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ خود یاد دینے دوا شروع گاہ میں رکھی یا کوئی چیز نریا خشک اگر اس طرح رکھی گئی کہ اندر بالکل غائب
ہو گیا تو اس صورت میں بے شک وہ روزے جاتے رہتے روزوں میں ایسا ہوا اور اگر ایسا نہ ہوا مثلاً دوا
کسی کپڑے میں باندھ کر یا بتی بنا کر فرج میں اس طرح رکھی کہ کپڑے یا بتی کا ایک سرا ہر باتی، کپڑا بالکل فرج
داخل نہیں غائب نہ ہوا اگرچہ فرج غائب میں غائب ہو گیا ہو تو اس صورت میں روزے منگے مگر جب کہ دوا کو کوئی
حصہ کپڑے سے چھن کر بتی سے چھٹ کر فرج داخل کے اندر گر گیا ہو یا دوا اتنی تر تھی کہ کپڑے سے فرج داخل
میں نہ گیا یا بتی سے اس کی تری چھٹ کر فرج داخل میں آگئی ہو۔ یوں دایہ نے یہ خود اپنے آپ بتی یا کپڑے کی

کی پوٹی رکھی تو اس طرح تھی کہ فرج داخل میں بالکل غائب نہ ہوئی تھی ایک حصہ باہر رکھا تھا مگر حرکت سے غور
 جتنی ایکڑ جو فرج داخل کے باہر تھا اندر سر گیا بالکل غائب ہو گیا تو بھی روزہ جا آ رہا۔ روا التمار میں ہے۔ ما دخل
 فی الجوف ان غاب فیہ فسد وهو المراد بالاستقرار وان لم يصب بل بقى طرف منه في الخارج وكان مشغولاً شيئاً
 خارج لا يفسد لعدو استقراراً۔

اگر صورت ایسی ہی واقع ہوئی ہو کہ روزے سے جیسے سب سے ہوں تو فقط قضاء لازم ہوگی کفارہ نہیں۔ فتن
 انکسار فی الاطعام الکامل صورۃ ومعنی ولہ وجود فی ہذا۔ صورۃ۔ پانچ اہم ملک العلماء میں ہے۔
 اما وجوب الکفارۃ فیتعلق بانفساء مخصوص وهو الاطعام الکامل بوجود الاکل والشرب والجماع صورۃ
 ومعنی متعصداً من غیر مفسد مہرج۔ لاہر حسب۔ لا شہۃ الاہلۃ وفعی لہ صرۃ الاکل والشرب وہ مناعا
 ایصال ما یقتضی بہ التغذی او التداوی الی جوف ومن الغیر لان بہ یحصل قضاء شہوۃ البطن علی مہیل
 الکمال وفعی بصورۃ الجماع معناه ایلاج الفرج فی القبل لان کمال قضاء شہوۃ الفرج لا یحصل الا بہ۔
 عالمگیر میں ہے۔ من احتقن او استعطا و اقل فی اذنیہ دھنا فطر ولا کفارۃ علیہ ہذا فی الہدایۃ۔ غایہ
 میں فرمایا۔ الحقۃ توجب القضاء وان کان لہا الا یثبت الرضاع وکذا السعوط والوجور والفقور فی الاذن
 اما الحقۃ والوجور فلا شہ وصل الی الجوف ما فیہ صلاح البدن وفی الفقور والسعوط لانه وصل الی المرأۃ
 ما فیہ صلاح البدن ومن ابی یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ فی السعوط والوجور والحقۃ الکفارۃ لانه وصل
 الی الجوف ما فیہ صلاح البدن فان بمنزلة الاکل والصیغ ہوا الاول لان الکفارۃ موجب الاطعام
 صورۃ ومعنی ولہ وجود۔

پھر اگر کفارہ واجب تھی ہو کہ قول امام ابو یوسف اختیار کیا یا نہ تو بھی ایک کفارہ اس صورت میں لازم
 ہوتا جب تک ایک ہی رمضان کے روزے میں اور اب تک کفارہ دیا بھی نہیں۔ عالمگیر میں ہے۔ لوجایع حرام
 فی الیوم رمضان واحد ولم یفتر کان علیہ کفارۃ واحدۃ ولوجایع وکفر حرام علیہ کفارۃ اخری
 فی ظاہر الروایۃ کذا فی فتح القدیر۔ غایہ میں ہے۔ اذا افطر فی رمضان فی یوم واحد یفتر حق افطر فی یوم آخر
 کان علیہ کفارۃ واحدۃ۔ بلکہ صحیح یہ ہے کہ اگر دو رمضانوں کے روزے ہوں تو بھی ایک ہی کفارہ دینا ہوگا جبکہ
 اب تک کفارہ نہ دیا ہو کہ کفارۃ حدود کی طرح بالشہر راقط ہو جاتے ہیں تو متبادل بھی ہوں گے بعض نے

لے در التمار جلد ۱ صفحہ ۳۰۰ مطبوعہ مصر۔ لے در التمار جلد ۲ صفحہ ۳۰۰ مطبوعہ کراچی پاکستان۔ عالمگیر جلد ۱ صفحہ ۳۰۰ مطبوعہ بیروت

گہ غایہ برعاش عالمگیر جلد ۱ صفحہ ۳۰۰ مطبوعہ بیروت۔ عالمگیر جلد ۱ صفحہ ۳۰۰ مطبوعہ بیروت

تو یہاں تک فرمایا ہے کہ جب تک ایک کفارہ نہ دیے دوسرا واجب ہی نہ ہوگا جو تداخل سبب اور بعض نے فرمایا کہ دوسرا واجب ہو کر مطلق ہو جائے گا ہاں اگر پہلے ایک کفارہ دے دیا تو چونکہ کتاب اجتماع نہ ہو تداخل نہ ہوگا درمیان مسائل شکی میں ہے۔ افطری رمضان فی یوم واحد یکفر حتی افطری یوماً آخر فعلیہ کفارۃ واحدة ولو فی رمضان جن علی الصبیح وقد مناوی فی الصور رواختار میں ہے۔ قوله فعلیہ کفارۃ واحدة لان الکفارۃ فقط بالشبهة فتند اخل کمالہ مجتبی شرعاً والاختلاف فی التداخل فقیل لا تجب الثانية لتداخل السبب وقیل تجب شرعاً فقط فانما افطرا لاول فلا اجتماع فلا تداخل اخل قوله ولو فی رمضان لو وصیلة واشار الی ان التقید بربو صان واحد بخلاف الصبیح وهو رواية عن محمد قال فی المجتبی واکثر مشایخنا قالوا الاعتماد علی ثلاث الروایة والصبیح انہ یکفیه کفارۃ واحدة لاعتبار معنى التداخل۔

ہمارے اس بیان سے ظاہر ہو گیا کہ روزے کی حالت میں دایہ کا طلاق یا حیاطا تمام ہو سکتا ہے کہ جو دو تریا خشک پوتی یا حتی میں یا ویسے ہی کوئی ایسی دوا جو رکھی جا سکے اس طرح رکھی جائے کہ ایک مرفوج داخل کے باہر ہے بالکل اندر نہ غائب کر دی جائے اور اس کا بھی طہین ہو کر ہو واپس نہ کر یا ایک کیرا پھٹ کر فوج داخل میں نہ رہ جائے یوں یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ اس صورت میں کفارہ کا کلمہ صحیح نہیں اور کفارہ دینا بھی ہوتا تو ایک ہی لازم ہوتا۔ باقی رہا یہ کہ کفارہ کیا ہوتا اور نقد بھی دیا جا سکتا یا نہیں۔ کفارہ فطر صوم اور کفارہ ظہار ایک ہی ہے کہ باندی یا غلام آزاد کرے وہ غلام مسلمان ہو خواہ کافر اگر اس پر قدرت نہ ہو تو روزہ کے پے در پے روزے رکھے اور اگر اس پر بھی قدرت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا دے ہر ایک کو ایک صاع تمر یا شعیر یا نصف صاع حنظل جس وقت کفارہ ادا کرے گا اس کی اس وقت کی حالت کا اعتبار ہوگا وقت وجوب کفارہ کا حال معتبر نہ ہوگا۔ عالمگیر تفسیر میں ہے۔ کفارۃ الفطر وکفارۃ الظہار واحدۃ لاھی حنفی مرقہ موسوعة اذ کافرة فان لم یقدر علی الصنق فعلیہ صیام شهرین متتابعین وان لم یستطع فعلیہ اطعام ستین مسکیناً علی حدین صاعاً من حنظل وانما یعتبر بحال المکفر فی جمیع الکفالات وقت الاذام لا وقت وجوبہا الخ کذا فی الخلاصة۔ ہر ایک میں ہے۔ روای عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ قال مسح افطری فی رمضان متعمداً فعلیہ صاعاً علی المظاہر علی المظاہر الکفارۃ بنحو کتاب فکذا علی المظاہر متعمداً یہاں باندی غلام کہاں چھین آزاد کرنے پر قدرت ہو جب اس پر قدرت نہیں تو پے در پے دو ماہ کے بعد فصل روزے اس پر لازم جس نے بے وجہ مقبول شرع قصداً روزہ اس طرح توڑا جس میں کفارہ

لائم۔ ہاں روزہ بوجہ ضعف و باطاعتی سیرانہ مالی کہ شیخ فانی کی حد کو پہنچ چکا ہو یا ضعف ایسے مرض سے ہو جن کے دفع کی امید نہ ہو۔ بہر صورت طاقت طاق ہو اور بظاہر اسباب امید بخود نہ ہو سکے۔ بے درپے روزے نہ رکھ سکے تو ساتھ مسکینوں کو کھانا دے اگر کوئی عاجز نہ ہو روزے بے درپے دو یا وہ بے فصل رکھ سکے اور روزے نہ رکھے تو ساتھ مسکین نہیں اگر ساتھ نہ دے اس کین کو کھانا دے گا کفارہ ادا نہ ہو گا جس صورت میں مسکین کو کھانا دینے سے کفارہ ادا ہو جائے گا اس صورت میں وہ چاہے ساتھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کھانا کھلائے چاہے نہ ہوں دیسے کی کسی پونے دو سیر یعنی بھر اوپر بری کی تول سے یا جو ساٹھ تین سیر ایک روپیہ بھر اوپر ایک ہی آدمی کو ساٹھ دن شب و روز پیٹ بھر کھانا دے یا اسے قیمت دے دے۔ درمختار میں ہے۔
 حی عنہ من قبة..... فان لم يجد ما يعطى صاعاً شهرين ولو ثمانية وخمسين) بالهلال والاثنين يوما
 متابعين..... فان ان افطر بعد ان او بغيرة استوفى الصوم لا الاطعام..... فان عجز عن الصوم

لمرض لا يرضى بروء او كبير اطعم ستين مسكينا) ولو حكما زكاة لغرة قدر اذا وقعة ذللك وان عجز هم وعشاهم واشبعهم وجاز كما لو اطعم واحدا ستين يوما) لتعبد للمحاجة اه ملقطا۔ والله تعالى اعلم۔
مسئلہ۔ اگر تیر کینہ از مکان مصطفیٰ علی خاں بر ملی

اگر کسی شخص کے خون میں بہت زیادہ گرمی ہے اگر وہ روزہ رکھتا ہے تو اس کو بہت نقصان پڑھ جائے جس سے خون اور بدن اور زیادہ خراب ہو جائے گا تو ایسی صورت میں کیا کرے اور اگر اس شخص پر پہلے قضا کے بھی روزہ رکھنا واجب ہیں اور علاوہ اس کے آئندہ روزہ رکھنا اس تو ایسی صورت میں کیا طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔ کیا ایک آدمی کو روزانہ کھانا کھلانے سے اپنے پچھلے روزوں کا کفارہ ہو سکتا ہے یا ایک سیر کے چٹانک جیسا کہ دیا جاتا ہے۔ اس طریقہ پر کفارہ ہو سکتا ہے یا کوئی آٹا غریب ہے کہ وہ تعداد داہمیں کر سکتا تو اس شکل میں ایک آدمی کو کھانا روزانہ کھلانے سے کفارہ ہو سکتا ہے۔ روزہ رکھنے کی شکل میں انتہائی تکلیف ہوتی ہے جس سے خون اور بدن دونوں کو سخت نقصان پہنچتا ہے جس سے بدن بگڑ جائے گا ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے۔

الجواب۔ جب واقعی روزہ سے نقصان کا اندیشہ صحیح ہو جو تجربہ یا حکیم مازق غیر فاسق کے یہاں سے معلوم ہو تو قضا کی رخصت ہوگی اگر کچھ اور ان روزوں کا جواب قضا کرے فدیہ دے اچھا ہے مگر جب صحیح تندرست ہو جائے تو پھر قضا ادا کرے فقط ایک آدمی کو کھانا کھلانے سے فدیہ ادا نہ ہو گا کہ روزے کا فدیہ

پر لی کی تول سے گریہ ہوں) پونے دو سیر ٹھنی بھرا دیر کے ہوں فی روزہ ہے۔ اتنا فی روزہ دے خواہ یک
کو خواہ چند کو تقسیم کرے وائے تعالیٰ اعلم مالگیر کی میں ہے۔ المریض اذا اخاف على نفسه التلف او ذهاب
عضو يظهر الاجماع۔ وان خاف فلو ان العلة وامتناد لا فخذ ثلاث عندنا وعليه القضاء الا ان فخذ
في الميضاضة حرفة الا اذا راحته و المریض غیر مجرّد الوهم بل هو غلبة ظن عن اماراة او تعبرقا و
الخبيا من طبیب مسلم غیر ظاہر الفسق کذا فی فتح القدیر والصحيح الذي ينبغي ان يمرض بالوصوم
فهو كالمریض حکذا فی التبيين۔ اگر مرض برآر ہے یہاں تک کہ موت آجائے اس صورت میں قضاء لازم
ہی نہ ہوگی ورنہ اتنے دن کی لازم ہوگی جتنے دن صحت کے وقت موت تک ملیں گے۔

اس صورت میں کہ مرض صحت پائی اور قضاء کی کہ موت کی گھڑی آئی۔ لازم ہے کہ وصیت فدیہ
کرے اس کے ولی پر لازم ہوگا کہ جتنے دن کے روزوں کی قضاء اس کے ذمہ لازم ہے ہر ایک مسکین کو
نصف صاع گیہوں و بری پونے دو سیر ٹھنی بھرا دیر سے ایک صاع بخود وغیرہ اگر مرنے والے نے وصیت
نہ کی اور وراثت اس کی طرف سے تیر گادے تو یہ بھی جائز ہے مگر بے وصیت و رش پر لازم نہ ہوگا۔ مالگیر یہیں
میں ہے۔ لو فوات صوم رمضان بعد المرض او السقوط استعداد المرض والسقوط حتى مات لا قضاء عليه
فكده ان اوصى بان يطعم عنه صحت وصيته وان لم يذهب عليه ويطعم عنه من ثلث ماله فان
مروى المریض او قد مر السقوط وادرك من الوقت بقدر ما فاته فیلزمه قضاء جميع ما اضره فان لم
يصح حتى ادركه الموت فعليه ان يوصى بالذات كذا فی التبداء تبع ويطعم عنه وليه لعل يوم مسکینا
لصنع صاع من بر او صاع من تمر او صاعا من شعیر کذا فی التبداء فان لم یوص و تبرع عنه الوتر
جائز ولا یفرق من غیر اوصاء واللہ تعالیٰ اعلم۔ غریب ہے کہ روز نصف صاع گندم نہیں آسے
سکتا تو جتنے پر قادر ہوا اتنا دے جب نصف صاع گیہوں و بیجا ایک روزے کا فدیہ ادا ہو جائے گا فدیہ
دینے پر قدرت رکھے اور ایک ما سب کا دے دے تو بھی ہو سکتا ہے اور جو کر کرے کہ رمضان کے بعد
قدرت پائے دے دے یہ بھی ہو سکتا ہے بول ہی باسقاط وائے تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ اگر بری عمر یا نوجوانی مورخہ در رمضان مشہور

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید ایک دوست عرصہ سے بیمار
تھا اتفاق سے ملاقات ہوئی آپس میں خوشی و تحریر کے ساتھ مصافحہ و معاقبہ کے غلبہ محبت اس قدر

بڑھا کہ نزدیک ہو گیا اور نور انزال ہو گیا بحالت روزہ زید کہتا ہے کہ میرا کوئی خیال فاسد نہ تھا جب یہ واقعہ ہوا تو متحیر ہو گیا آیا زید اور اس کے دوست پر کفارہ ہے یا نہیں روزہ میں غرابہ آئی یا نہیں زید اس کے دوست دونوں غریب و عسکریں اور چار بھی اس خلاف حکم شرع ارشاد فرمائیں۔

الجواب۔ اس صورت میں جسے معاف کر دیا جائے ان کے انزال ہو گیا اس کا روزہ فاسد ہو گیا اس پر اس کی قضا لازم کفارہ کا حکم نہیں مگر چھ معاف نہ ہوں بشہوت بوس یا مباشرت فاسد بھی ہوئی ہوئی مالمشکوک میں ہے۔ اذ قبل امراته وامنزل فسد صومہ من غیر کفارہ کذا فی المعیط وکذا فی تہذیب الامۃ والغللو۔

والس والباشرة والمصافحة والعانقة کا نقلہ کذا فی البحر الرائق۔ ہایہ میں فرمایا۔ وان انزل بقبلۃ او لمس فعلیہ القضاء دون الکفارة لوجود معنی الجماع ووجود المنا فی صورتہ او معنی یکنی لایجاب القضاء لاحتیاطا اما الکفارة فتقتصر الی کمال الجنایۃ لانہا تدری بالشیجات کالحمد ودفع القدر میں ہے۔ قوله اما الکفارة الخ فكانت عقوبۃ وحی اعلیٰ عقوبۃ للافطار فی الدنیا فیتوقف لزومہا علی کمال الجنایۃ ولوقال بالوادا انہا تعلیلین وهو احسن ویکیون نفس قوله تقتصر الی کمال الجنایۃ تعلیلا سی لا یجیب لانہا تقتصر الی کمال الجنایۃ انکانت علی العقوبات فی ہذا الباب ولا نہا تدری بالشیجات ولی کون ذلک مفسر شہدہ جث کما معنی الجماع لا بصورتہ فلا یجیب۔ علیہ میں ہے۔ لان الکفارة اعلیٰ عقوبات انقضت لافطارہ فلا یعالب بہا الا بعد بلوغ الجنایۃ نہایت اولیٰ وعلیٰ نہایتہا الان فہما تنجیانہ من مجنبہا بلوغ نہایتہا وحی الجماع صورتہ ومعنی۔ ہایہ میں ہے۔ والباشرة الفاحشة مثل التغییل۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ جناب فلاسین صاحب کثرہ جانہاں بریلی معرفت رحمت اللہ صاحب ۳۰ ذیقعدہ ۱۲۸۵ھ زید کہتا ہے کہ بروز جمعہ روزہ رکھنا حرام ہے بکرنے دریافت کیا کہ کس وجہ سے روزہ جمعہ کا حرام ہے اور اس کی کیا دلیل ہے تو زید اس کے ثبوت میں بخاری شریف کا حوالہ دیتا ہے کہ صحیح بخاری شریف کے حدیث ہے کہ روزہ جمعہ کا حرام ہے تو زید کا یہ دعویٰ صحیح ہے یا غلط اگر غلط ہے تو از روئے شریف کیا حکم ہے فقہا **الجواب۔** زید بعض غلط کہتا ہے اپنی طرف سے من گراحت باطل فتویٰ دیتا ہے وہ بخاری کی وہ حدیث دکھائے جس کا یہ مطلب اس کے نزدیک ہے کہ جمعہ کا روزہ حرام ہے۔ حدیث میں جمعہ کے روزہ کے لئے خاص کر دینے سے نہی وارد ہوئی ہے ہر شئی انہی تحریم نہیں ہوئی حدیث میں حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یصوم احدکم یوم الجمعۃ الا

ان یصور قبلہ اولی صور بعد عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال علی اللہ علیہ وسلم لا یختصوا الیلة الجمعة
بقیام من بین الیالی ولا یختصوا یوم الجمعة بصیام من بین الایام الا ان ینزل فی صور یصوره احدکم
اس میں تخصیص کی چند وجوہ علمائے نے ذکر فرمائی ہیں (۱) اقامت و طائف و اور آخر سے ضعیف صوم مانع ہوگا (۲)
جوہ معتدل یا یہ ہے اس کی تعظیم میں بالفہ کے خوف سے مخالفت فرمائی کہ کہیں مسلمان اس کی تعظیم میں ایسا
بالفہ کرنے لگیں جیسے یہود و کفار کی تعظیم میں اور نصاریٰ تعظیم یوم احد میں کرتے ہیں (۳) اس خوف سے نہایت
فرمائی کہ اس کے وجوب کا اعتقاد نہ کرنے لگیں (۴) روزہ روزہ روزہ عید ہے خود حدیث میں ہے یوم للبعۃ
یوم عید کم فلا یجوز ان یوم عید کم یوم صیام کم اس لیے کہ دن روزہ مناسب نہیں ہے جو بھی وجوب
وجوہ سے اس میں ہے کہ منطوق حدیث ہے لمعات میں حضرت شیخ محقق محدث و بلوکی قدس سرہ فرماتے ہیں۔
قولہ (ولا یختصوا) قد ذکرہ اللہ عن تخصیص یوم للبعۃ بصوم وجوہ الاول انہ لیس عن معونہ
ثلاث مصل لہ ضعف عنہ عن اقامت و طائف الجمعة و اور لاہ و الثانی خوف المبالغة فی تعظیمہ
فیقتل کما افتتن الیہ وہ بالہبت والنصارى بالاحد والثالث ان سبب التخی خوف اعتقاد وجوبہ و
المرآع ان یوم الجمعة یوم عید فلا یصام فیہ وقد ورد یوم الجمعة یوم عید کم فلا یجوز ان یوم عید کم
یوم صیام کم و لهذا الوجه احسن الوجوہ لانہ منطوق الحدیث ام یختصوا اولی صور و ثانی اعلیہ

کتاب الحج

حج کا بیان

مسئلہ۔ از شہرہ عالمگیر مولوی مسعود شفیق احمد صاحب ۱۶ سوال مشہور
ایک شخص حج کو گئے غزوات شریف سے واپس جبہ نئی میں آئے تو قربانی و سر منڈا کے کپڑے پہن
نے رات میں کسی تم کو خواب وغیرہ نہیں ہوا لیکن فجر کی نماز کو جب سو کر اٹھے تو پاؤں میں تری پانی پا کر
تبدیل کر کے اپنے جسم کو دھوا لیا پہاں پر رشک تھا لیکن غسل وغیرہ نہیں کیا صرف و منکر کے نماز پڑھا و حق
اس پر توجہ پانچ کو مکہ معظمہ میں آگئے۔ طواف وغیرہ کر لیا اور اب تک غسل وغیرہ نہیں کیا تھا بعدہ دس یوم کے

مدینہ طیبہ کو روانہ ہوئی مدینہ طیبہ سے مشرف ہو کر حاجی اپنے مکان پر آیا اب عرض یہ ہے کہ حج میں کسی قسم کی کوئی خرابی تو واقع نہیں ہوئی حاجی مذکور نہایت فکرمند ہے جواب باصواب سے مشرف فرمائیے مگر مدینہ کر کے وفات فرمائیے گئے تھے۔

الجواب۔ اگر اس شخص کو یقین تھا کہ یہ تری منی ہے تو اتفاقاً اور اگر شک تھا تو بھی امام اعظم و امام محمد کے نزدیک اس پر غسل واجب تھا جب اس نے بے غسل کے طواف فرض کیا اس پر اس کا اعادہ لازم ہے اگر نہ جانتے اور بعد نہ سمجھ دے اونٹ یا گائے تو اس سے بھی بری الذمہ ہو جائے گا بعد نہ سمجھ دینا کافی ہوگا مگر خود جا کر اعادہ افضل ہے۔ عالمگیری میں ہے۔ ان سرائی ابلا الا انہ لہدین ذکرا لا اختلاف فان یقین انہ وادی لا یجب الغسل وان یقین انہ منی یجب الغسل وان یقین انہ مدی لا یجب الغسل وان شکی انہ منی او مدی قال ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ لا یجب الغسل حتی یقین بالاحتمار وقال لا یجب حکمًا ذکور شیخ الاسلام۔ اسی میں ہے۔ لو رجع الی اہلہ وقد طاف حبشاً یجب ان یعود ویعود باحرارہ جدید وان لم یجد وبعث ہدنة اجزأ الا ان العود هو الا فضل واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتاب النکاح

نکاح کا بیان

مسئلہ۔ از بریلی مستور رئیس الدین بریلوی

زید و عمر دو چشتی بھائیوں کی شادی خالد کی دو لڑکیوں سے ایک ہی وقت میں عمل میں آئی شب کو غلطی سے زید نے عمر اور عمر نے زید کی بی بی سے صحبت کی اب زید و عمر اپنی بیوی کو رکھیں یا نہیں اور ان کا یہ فعل زنا ہوا یا نہیں بیٹو اتو چروا۔

الجواب۔ یہ زنا نہ ہوا ایسا حضور اہم اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ مبارک میں بھی واقع ہوا امام دونوں بھائیوں سے طلاق دلو اگر جس نے جس سے صحبت کی تھی اس سے اسی کا نکاح کر لیا یا تو جس اب بھی کر لیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح عبد الرضا ریاست رضوی

شیبان سلفی

مستولہ

مسئلہ۔ از بریلی محلہ

ایک شخص نے اپنی زوجہ اولیٰ کی نافرمانی کی وجہ سے دوسری شادی اس طرح پر کی کہ ایک عورت اور خود آپس میں لا محاب و قبول کر لیا اور نہ وہاں کوئی گواہ نہ قاضی صرف عورت و مرد دوسرا کوئی نہیں بعد دو ماہ کے پھر چند شخصوں کے سامنے عورت نے یہ اقرار کیا کہ میں نے اذن دیا اور اب بھی اذن دیتی ہوں اب اس مرد نے کہا کہ مجھے منظور ہے میں قبول کرتا ہوں عرض میں شہدین بھی موجود تھے صرف قاضی نکاح خواں نہ تھا آیا ایسی صورت میں نکاح جائز ہے یا ناجائز بیٹو اتو چروا۔

الجواب۔ مسئلہ کے نکاح میں آزاد ماعقل بالغ سائغ فاہم جو ایک محاب و قبول نکاح کو سنیں اور کہیں ایسے دو گواہوں کا حضور شرعاً صحبت نکاح ہے وہ نکاح نہ ہوا اگر تہا مرد و عورت نے ایک اب و قبول کیا دوبارہ جو چند لوگوں کے سامنے کہا وہ صرف اس کا کہ اب بھی اذن دیتی ہوں مرد نے کہا قبول کرتا ہوں اور

تو یہ کچھ نہیں کہ کس بات کا اور کسے اذن دیتی ہوں مرد کہے قبول کرتا ہے پھر اذن دینا اپنے نکاح کا کسی کو وکیل بنانا ہے کہ فلاں بن فلاں سے اتنے نہیں نکاح ہو گا کہ مرد سے وکیل وکالت ایجاب کرتا ہے پھر والا شوہر قبول ہوا اذن دیتی ہوں کا حاصل توکیل ہوا اور مرد کا قبول قبول وکالت نہ قبول نکاح تو سرے سے ایجاب و قبول ہی غائب اس صورت میں شاید موجود ایجاب و قبول نہ ہو بلکہ صحت میں ایجاب و قبول سختی سے شہود و مقننہ کہیں کہیں غائب کہیں شرط اور نکاح موجود ہو جائے کیونکہ ممکن جب کہن یا شرط ہی ناقد تو مٹے گا کہاں وجود اور اذن دیتی ہوں کا مطلب ہی لے لیا جائے کہ نکاح کو جائز کرتی ہوں تو یہاں پہلے نکاح موقوف کہاں جس کے جائز کرنے کا زبردستی ادعا ہو سکے بہر حال نکاح نہ ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از مسؤلہ عبدالحیہ صاحب

الاستفتاء فی حضرت الفکر والعلما والعزائم المجتہدین فی الایلیۃ الظلماء الذین ہم مقبسون افواشکوا
الغیوۃ بکرم سید الانبیاء فضاؤک کمد امت بدور ہذا یدانک علی اللہ الہدایۃ ساحطۃ وشموس کرم لہم
علی سماء اللہ ارقۃ بانغۃ بافتاق الاسامی جمع العظام الفقہام انکرم ہر اللہ سہمہ والایام فی ہذا
الصورۃ وکلاک المسالۃ لارکتہ مقننہ انہ سید المرسلین بلجماعۃ سادۃ المسلمین وبلدۃ المؤمنین۔
زید کی نیا بلوغ لڑکی کا نکاح تین برس کی عمر میں زید کے والد نے بلا اجازت و شرکت زید کر دیا لہذا
زید موجود تھا مگر نکاح کے وقت گھر میں نہ تھا بعد نکاح گھر میں آیا تو خیر نکاح پر محض سکوت سے زید نے کہا
ماصل مرام زید کو اس عقد سے کوئی موافقت نہ تھی اور نہ ہے اور اس کی اجازت اس کے ہونے ہونے
نہیں لی گئی اب لڑکی حد بلوغ کو پہنچی اور وہ بھی بذات خود اس عقد سے بیزار ہے تو اب آیا یہ نکاح شرعاً
جائز ہو یا نہیں بصورت اول زید کی لڑکی کو خیار دفع ہے یا نہیں؟ بینوا تو ہوا۔

الجواب۔ باپ کے ہمتے دادا ولی نہیں دانا نے جو نکاح بابا الفد بے اجازت ہونا الفد کیا وہ
نا الفد کے باپ کی اجازت پر موقوف ہوا اگر جائز کر دے جائز ہو جائے گا اور رد کر دے گا تو باطل مگر سوال
کی یہ عبارت کہ لڑکی حد بلوغ کو پہنچی اور وہ بھی بذات خود اس عقد سے بیزار ہے یہ بتاتی ہے کہ باپ نے
بھی اس عقد سے نظر باز فرمت وینا لڑکی کیا اور لڑکی نے بھی اگر باپ نے اس کا اظہار کیا تھا تو وہ نکاح سے
ہی باطل ہو گیا تھا اور اگر ایسا نہیں ہوا تو لڑکی کے بلوغ تک اس کی اجازت پر موقوف تھا لڑکی کے بالغ
ہوتے ہی اس کی اجازت پر موقوف ہو گیا لڑکی نے اگر خیر نکاح پاکر اس کے جواز کا کوئی قول یا فعل نہ کیا

تھا بلکہ نفرت و بیزاری ظاہر کی تو اب باطل ہو گیا اس قول یا فعل کے بعد پھر اگر مترجہ رضامندی بھی دیدی
 نہ ہو تو لغو و بے کام ہے۔

اور مختار میں ہے لہذا زوج الا بعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازت فتح القدیر میں ہے
یتوقف علی لجانۃ الولی فی حالۃ الصغر ولو یبلغ قبل ان یجیرہ الولی فاجازۃ بنفسہ نذ ولا ینفذ
بمجرد بلوغہ ام مختصراً در مختار میں ہے استحسنوا التحمل بد عند الزفاف لان الغالب اظہار الثقرۃ
عند نفیۃ السامح طحاوی میں ہے ای فیقول انما الثقرۃ من النکاح عند اعلانیہ فیقول العقد ولا
یلحقہ الرضا عبارت سوال سے ظاہر ہے کہ نزدیک شہر یا محلہ میں موجود تھا اور اس کی ہے اجازت نکاح کر لیا
گیا مگر ایک احتمال یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ شہر میں موجود نہ ہو کہیں سفر پر گیا ہو اور غائب یعنی منقطع ہو
تو یہ نکاح حوا د ادا نہ کیا لازم ہوگا اگرچہ غیر کفو سے اسے غیر کفو جانتے ہوئے یا جہر میں نہیں فاش کے ساتھ
کیا وجہ کہ اس صورت میں واد معروف بسوا اعتبار یا محال نشہ نہ ہو واد اش تعالیٰ اعلم۔
متمم۔ ازہریری شیعہ ربی مسطور حکیم محمد عبدالحق غفرلہ۔

نیز اپنے مکان پر قاضی کو بلا لیا ہے اور دو تین آدمیوں کو ان تین اشخاص میں سے ایک زید کو بھی
 بلوائی ہے اور دوسرا بہنوئی کا ماسوں زاد بھائی ہے اور یہ دونوں بھائی آپس میں ایک مکان میں رہتے
 ہیں اور ایک ہی کام کرتے ہیں اور ایک ہی جگہ کھا کھاتے ہیں میرا محض زید کے احباب میں ہے مگر شہ
 میں غیر ہے زید کے بڑوں میں ایک عورت مسماۃ ہندہ جو صاحب جانہ ادبہ اور زید کی رشتہ کی بھانجی بھی
 ہوتی ہے بوقتِ شادی زید اور مسماۃ ہندہ کے مکانوں کا ایک ہی قطعہ ہے ایک ہی راستہ ہے صرف اپنی اپنی
 کوٹھریوں میں رہتا ہے اور اپنا اپنا کام کر کے علیحدہ کھا لیتا ہے قاضی زید کا نکاح بڑھا لیا ہے وکیل اور
 گواہوں سے معلوم کر کے آیا ہندہ نے کہا ہے کہ میرا نکاح زید کے ساتھ کرو وکیل اور گواہ کہتے ہیں کہ ہندہ
 سامنے ہندہ نے اقرار کیا ہے کہ میرا نکاح زید کے ساتھ کرو قاضی یہ معلوم کر کے نکاح بڑھا لیا ہے اور یہ واقعہ
 مات کے دس بجے کا ہے اور دو سو بھی محنت سہری کا ہے مسماۃ ہندہ اپنی کوٹھری میں ہے اور یہ واقعہ زید کی
 کوٹھری میں ہے۔

مسماۃ ہند کو روپی ایک منٹ میں پہنچتا ہے کہ میرا کچھ چڑھایا گیا ہے اور میں چار آدمی ہن

ہیں تو ہندہ مذکور روٹی ہوئی اور شور کرتی ہوئی نکھا نہ جاتی ہے اور رپورٹ کرتی ہے کہ میرا نکاح جبر سے اور فتنی پر ہوا گیا ہے میں اس نکاح سے خوش نہیں ہوں نہ میں نے اقرار کیا ہے نہ اس سے پہلے مجھ کو علم تھا کہ میرا ساتھ یہ کارروائی کی جہانے گی بعد کر دینے رپورٹ کے ہندہ نے وہ مکان سکونہ قطعاً چھوڑ دیا اور نکاح اس کے دوسرے مکان میں جو وہاں سے زیادہ عرصہ پر ہے اور زید کی رسائی نہیں ہو سکتی ہے سکونت اختیار کر لی اس واقعہ کے تین چار ماہ بعد زید نے سہ ماہ ہندہ پر عدالت میں دعویٰ کیا کہ میرا نکاح ہندہ سے ہو گیا ہے اور میرے گھر میں نہیں آتی ہے عدالت نے ہندہ کو طلب کئے کہ زید کے بیان کے بعد بیان ہندہ کے اور فوراً زید کا دعویٰ خارج کر دیا عدالت نے وکیل گواہ قاضی وغیرہ کو نہیں سنا محض ہندہ کی رپورٹ اور فقہین کے بیان پر خارج کر دیا اس واقعہ کو گندے ہوئے دو سال ہو گئے ہندہ اسی وقت سے اب تک انکاری ہے اور نہ اس مکان میں جو ہندہ کو اپنے شوہر سے ترکہ میں ملا تھا جو زید کے پرکوس میں ہے جہاں قبل از واقعہ رہتی تھی آج تک گئی بلکہ اپنے شوہر شتونی کی ماں کے پاس جو دوسرے ایک غیر شخص کے نکاح میں ہے رہنے لگی آیا ایسی صورت میں یہ نکاح شرعاً ہو گیا یا نہیں؟ بیجا تھوڑا

نوٹ: فتویٰ پر حضرت مولانا کے دستخط ہوں تو زیادہ بہتر ہے کیونکہ جن صاحب کے اطمینان کی غرض سے منگایا جا رہا ہے انھوں نے کہا ہے کہ میں حضرت دلائل و تحفظیہ ہر دو کی قوائوں کا وارنہ نہیں۔

الجواب۔ اگر شوہر کے ایسے بیان سے جو قابل قبول شرع ہو ثبات ہو کہ عورت نے زید کے ساتھ اپنے شخص کی اجازت دی اور یوں ان کا نکاح ہوا تو عورت کا انکسار بے سود ہے نکاح نافذ لازم حصے کا حکم ہو گا جبکہ وہ گواہ ایسے ہوں جن کی شہادت قابل قبول شرع ہو بہنوئی کا بھائی بلکہ بہنوئی ہونا شرط نہ کی وجہ نہیں ہو سکتا اور اگر فی الواقع عورت نے اجازت نہیں دی زید نے بے بنیاد دعویٰ نکاح کیا اور گواہوں نے زید کی شہادت دی تو یہ سب سخت عظیم گناہ کے مرتکب ہیں اللہ تعالیٰ العہد میں گرفتار ہوں گے اور عذاب نار کے مستحق ہیں عورت کی تسلیم نفس پر مجبور نہ کی جائے گی ایسی صورت میں جب کہ عورت بتاتی ہے کہ ہرگز اس نے نکاح نہ خود کیا نہ کسی کو وکیل کیا نہ حضوئی کیا ہوا نکاح قبول کیا عورت کو چاہئے کہ تو مجبوراً ظالم زید سے عقد پر راضی ہو جائے اور اس سے عقد کرے یا کچھ دے کہ اس سے خلاصی حاصل کر لے بے نکاح اپنے نفس پر اسے اگر قابو دے گی تو گنہگار ہوگی یا اس سے نکاح کرے یا اس سے بھاگے اور اپنی گلو خلاصی کے لئے اس کو کچھ دے کر راضی کر لے ہذا ما عندی والعذر بالحق عند ربی وهو تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ سید زادی کا عقد غیر کفو میں بھی خواندہ یا ناخواندہ کے ساتھ جائز ہے یا نہ؟ اگر جائز ہے تو کیا یہ عقد اہل بیت کی ہنک اور بے حرمتی کا باعث نہیں ہے۔

الجواب۔ سید زادی جو بالغ ہو اس کا عقد غیر کفو سے جو خواندہ ہو یا ناخواندہ باذن صریح ولی جائز ہے جو اسے غیر کفو کو غیر کفو جانتے ہوئے اجازت دے۔ اگر سیدہ بے رضا سے صریح ولی خود عقد کر لے گی یا غیر کفو کا غیر کفو ہونا ولی کو معلوم نہ تھا اس لئے اس نے اجازت دی تو ان دونوں صورتوں میں ہر دو اہل حسن و عفتار و تقویٰ بوجہ فساد زانی بھی حکم ہو گا کہ عقد اصلاً ہو گا ہی نہیں یعنی فی غیابہ بعد وجوازہ اصل الفساد انہوں نے کافی الدعا المتعسبہ وغیرہ من الاستفسار۔ یوں نا بالغہ کا غیر کفو سے نکاح اس صورت میں جائز ہو گا کہ اس کے باپ اور وہ نہ ہو تو دادا نے اس غیر کفو کو غیر کفو جانتے ہوئے اس سے اس کا نکاح کر دیا مگر شرط یہ ہے کہ باپ و دہر و فہم و سوراختار نہ ہوں یعنی اس سے پہلے کسی ایسا عقد نہ کر چکے ہوں اور اگر وہ دہر و فہم و سوراختار نہ ہوں یا ان کے علاوہ کسی اور ولی نے ایسا عقد کیا یا اب وہ کو غیر کفو کا غیر کفو معلوم نہ تھا تو یہ عقد اصلاً نہ ہو گا و اللہ تعالیٰ اعلم۔

ہاں عرفی ہنک ضرور ہوگی مگر اس کا اعتبار عن الشرح جب ہی ہو گا اولیٰ اس کی بنا پر راضی نہ ہوں اور اگر وہ راضی ہوں تو شرع خواہ مخواہ اس کا اعتبار نہیں فرمائی کفارت کا اعتبار برائے حق اولیاء ہی ہے جب وہ خود دست بردار ہوتے ہیں تو شریعت لازم نہیں کرتی واللہ تعالیٰ اعلم۔ ہاں ایسا عالم جس کی قلوب میں عزت و وقعت ایسی جم گئی ہو کہ اس سے اس سیدہ کا نکاح اولیاء کے لئے باعث ننگ و مار و بدنامی نہ رہا ہو یا اس کے پہلے پیشہ کو لوگ بالکل بھول چکے ہوں تو وہ بوجہ اپنے ملکی وقار اور کمال و قوت کے سیدہ کا کفو ٹھہرے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ ازہار اس ہشیدہ مدن پورہ مرسلہ جناب عبدالجبار صاحب حامدی۔
 زید نے والدین ہندہ سے یہ شرط و معاہدہ کیا کہ اگر ہندہ نا بالغہ کا نکاح میرے ساتھ کر دینے تو میں اپنی منکوحہ زوجہ اولیٰ جو کہ کسی سال سے اپنے میکہ منشی سے اس کو طلاق دے دوں گا اس پر والدین ہندہ نے بمقابلہ چند اشخاص زید کی شرط و معاہدہ کو قبول و منظور کر کے ہندہ نا بالغہ کا نکاح زید کے ساتھ کر دیا بعد نکاح شرط کر دینے کے زید سے مطالبہ کیا کہ شرط و معاہدہ پورا کر دو جس پر زید نے یہ عذر نکالا کہ جب تک ہندہ نا بالغہ بلوغت کو نہ پہنچے گی تب تک شرط و معاہدہ پورا نہ کروں گا کسی گفت و شنید میں عرصہ دوڑ دھائی

سال کا گذر گیا حتیٰ کہ ہندہ قریب زمانہ بلوغت کو پہنچی تب زید نے عزیزان ہندہ سے کہا کہ ہندہ کو رخصت کرلو میرے یہاں تاکہ میں ہفتہ عشرہ میں اپنی شرط و معاہدہ کو پورا کر دوں اس پر عزیزان ہندہ نے کہا کہ آپ اس شرط ایک تحریر کر دو کہ بعد رخصت ہفتہ عشرہ میں شرط و معاہدہ پورا کر دوں گا اگر شرط و معاہدہ پورا نہ کروں تو ہندہ کا طلاق ہائے تصور ہو گا اس جواب پر زید خاموش بیٹھ رہا بعد ازاں جب ہندہ کا زمانہ بلوغت کا مل گیا تب ہندہ ہالفہ نے نکاح مشروط کو فسخ و منسوخ کر دیا بمقابلہ چند گواہان کے جو کہ اسی دن زید بد عہد کو خبر بھی دیا اور اس کے نزدیک والدین ہندہ بھی ہوئے اب تحقیق طلب امر یہ ہے کہ نکاح مشروط بغیر شرط و معاہدہ پورا کئے کا بلی تھا یا باطل اور ہندہ کا فسخ و باطل کرنا صحیح ہے یا غلط اور زید بد عہد جرم شرعی کا مرتکب ہے کہ نہیں اسے شخص کی شہادت امامت جائز ہے یا نہیں؟ بیوا تو بڑا

الجواب۔ بات کا کیا ہوا نکاح لازم ہے اس کے فسخ کا لڑکی کو بالغ ہو کر اختیار نہیں ملا تھا جس کے سبب وہ اسی کو فسخ کر سکتی وہ لاکھ فسخ کرے فسخ نہ ہوا زید نے وعدہ طلاق کی وعدہ طلاق بلا طلاق ہے اور بری چیز ہے اور اگر وعدہ کرتے وقت بھی دل میں یہ خیال ہو کہ ایسا کریں گے نہیں تو یہ دھوکہ دہی اور قریب ہے اور جھوٹ ہے اس صورت میں گناہ بھی ہے ہاں اگر وعدہ کسی بات پر معلق ہو تو اس صورت میں وفا واجب ہوتی ہے اور وعدہ طلاق گناہ صورت مستفسرہ میں شخص مذکور نے اپنی عورت منکوحہ اولیٰ کے وعدہ طلاق کو اس شرط پر معلق کیا کہ اس کا ہالفہ سے اس کا عقد کر دیا جائے اگر ایسا ہو گا تو وہ پہلی منکوحہ کو طلاق دے دے گا اس صورت میں اس وعدہ معلقہ کی وفا البتہ اس کے ذمہ لازم ہوتی جب شرط پوری ہو گئی منکوحہ وہ دو برابریں مبتلا ہے ایک بے قصور و خطا پہلی منکوحہ کو طلاق دینا اور ایک اس وعدہ معلقہ کا وفا نہ کرنا اسے چاہئے کہ امون کو اختیار کر کے مسلح ہتھیار پہنچائے اور ہتھیار پہنچانے کے بعد اگر وہ عدل پر قاعد ہو تو پہلی کو طلاق نہ دے اور اگر قدرت بر عدل نہ رکھتا ہو یا اسے اپنی طبیعت سے عدل نہ کر سکے کا غالب گمان ہو تو اسے چھوڑ دے **هذا ما عندی والعلم بالحقیقہ عند ربی وهو تعالیٰ اعلم بالصواب**

والیہ المرجع والکتاب فی کل باب۔
مسئلہ۔ مرسلہ مولوی نجم الحق متعلم دارالعلوم منظر اسلام بریلی۔
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین ان مسائل میں۔
 (۱) غیر مقلد سے شادی جائز ہے یا نہیں؟

(۱۲) اگر کچھ لوگوں نے بوجہ اپنی لاعلمی اور عدم توجہ اس کے عقائد باطلہ کے ایک لڑکی کی شادی کر دی اب وہ لڑکی غیر مقلدہ ہو گئی تو ایسی صورت میں ان لوگوں پر کوئی جرم شرعی مائدہ ہوتا ہے یا نہیں؟
(۱۳) اور غیر مقلدہ سے سلام کلام میل جول نشست و برخاست جائز ہے یا نہیں؟ بیواؤں پر اور۔

الجواب۔ غیر مقلدہ اگر صرف غیر مقلدہ ہی ہو تو مکراہ ہے مکراہ سے شادی کرنا جائز نہیں مگر اگر نکاح کیا تو ہو جائے گا یہاں کے غیر مقلدہ میں صرف غیر مقلدہ ہی نہیں بلکہ وہابی بدین ہیں جن پر طرح طرح کے الزامات لکھے قائم ہیں ان سے نکاح ہو ہی نہیں سکتا باطل محض ہے یہ ہمارے ہی نزدیک نہیں خود غیر مقلدہ کے نزدیک بھی کہ وہ مقلدہ کو مشرک اور تغلید کو مشرک جانتا ہے اور مشرک سے وہ نکاح کو حرام و باطل جانتا ہے والہ اعیاذ باللہ تعالیٰ و ہو تعالیٰ اعلم۔

(۱۴) اگر لاعلمی میں شادی کی گئی تو اس شادی کرنے کا الزام نہ ہوگا ہاں اگر بعد علم وہ باطل نکاح کو نکاح جانیں گے اور ان دونوں کو زن و شوہر مانیں گے تو ضرور ملزم ہوں گے بعد علم ان پر فرض ہوگا کہ وہ ان دونوں کو اجنبی اور اجنبیہ جانیں ان دونوں میں جدائی کی پوری توری سنی و کوشش کریں وائے تعالیٰ اعلم بالصواب۔
(۱۵) ان سے سلام کلام میل جول ربط و ضبط حرام ہے قرآن عظیم میں فرمایا ہے وَاَتَايَاكُمْ بِالْحِلَالِ فَلَا تَقْعُدُوا عَنْهَا كَمَا كُنْتُمْ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔

مسئلہ۔ از نواد العلوم مؤلف کنان منقطع مظفر پور مدرس مولوی شرف الدین صاحب مدرس مدرسہ معرفت مولوی نجم الحق مستعلم دارالعلوم منظر اسلام۔

ہندہ کا جب سے عقد نزدیک سے ہوا نزدیک کے یہاں نہیں گئی عقد قبل بلوغ ہوا بعد عقد نزدیک کو عارضہ ہندام لاحق ہوا ہندام اب بالغ ہو گئی ہے اپنے نفس پر زور دیتی ہے بوجہ ہندام کے نزدیک کے یہاں جانا نہیں چاہتی ہے اس سے فرقت اختیار کر کے دوسرے سے عقد کرنا چاہتی ہے کیا عہدہ علیہ الرحمہ کے قول پر قریب اختیار کر کے دوسری جگہ عقد کر سکتی ہے؟

(۱۶) ضرورت و اعبر کے وقت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر کسی مسئلہ میں فتویٰ دیا جاتا ہے یا نہیں؟
الجواب۔ ہندہ نابالغہ کا نکاح ولی نے کیا ہے یا غیر ولی نے اگر ولی نے کیا ہے تو وہ اقرب ہوگا یا ابعد بصورت اقرب وہ ولی باپ یا دادا ہوگا یا اس کا غیر اگر غیر ولی نے نکاح کیا لیکن ہی اگر ولی ابعد کے بحال قیام ولی اقرب تو وہ نکاح با بلوغ ہندہ ولی اقرب کی اجازت پر موقوف تھا اگر اس نے با بلوغ ہندہ جائز نہ نہ

تم اس کی مالک ہو ایسی صورت میں وہ کسی کی ملکیت ہے؟
(۳) اگر مستی کی اشیا جو زندگی خرید کر وہ ہے محض گھر کی زیبائش یا ضرورت کے لئے متوفیہ زینتوں
کی وہ کسی کی ملکیت ہے؟ بیٹا تو خبر دنا

الجواب۔ اگر فی الواقعہ مرحومہاں کے سامنے مہر معاف کر چکی تو اب ماں کو بہر کا دعویٰ کرنا ناجائز
ہے ظلم ہے اللہ سے ڈرے اور ظلم نہ کرے واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) جو زور و غیرہ اشیاں ماں نے خیر میں دی ہے یا بعد شادی عورت کو دی ہے وہ سب مرحومہ کی
ملک ہے اور اگر کہے اس کے ورثہ پر بعد حصہ شرعی تقسیم ہو گا اور جو زید نے چڑھا دیا بعد شادی اس میں
حرف مختلف ہے کہیں چڑھا دیا عورت کو بطور تمنا یک دیا جا تا ہے اور کہیں محض برائے نمائش اس وقت
دکا دے کے لئے ادھر ادھر ہانگ کر پہنانے کے لئے دیا جا تا ہے یوں ہی شادی کے بعد بھی رواج مختلف
ہے کہیں شوہر زور و غیرہ برتنے کی چیزیں بطور تمنا یک دیتے ہیں اور کہیں برتنے اور استعمال کرنے بھی
نیت ہوگی ویسا حکم ہو گا اگر زید نے فی الواقعہ بطور تمنا یک وہ اشیا دیں اب بھوٹا دما کرے کہ میں نے فقط
برتنے کو دیں تو گنہگار ہو گا مگر حقیقی اللہ اور حق العبد میں گرفتار ہو گا والیافا تہ تعالیٰ۔

(۳) ان دونوں نمبروں کا جواب نمبر ۲ میں آگیا۔

مسئلہ۔ از نکھت و زبیر ریج مرسلہ النور خاں محمد یوسف صاحبان اڑھتی میوہ ۲ رشتہ جان الخیر مسئلہ ۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم ، غمد و فضل علی رسولہ الکریم۔

ایک شخص نے اپنی سگی بہن کی لڑکی سے عقد کر لیا ہے اس شخص کی بہن اور بھانجے ان دونوں کو
اپنے پاس رکھے ہوئے ہیں اس شخص کی بہن اور بھانجے سے لوگ کہتے ہیں کہ تم اس شخص کو اور اس لڑکی
کو اپنے پاس کیوں رکھے ہوئے ہو تو وہ خیر جواب دیتے ہیں کہ اب تو نکاح ہو چکا ہے ایسی حالت میں
مندرجہ ذیل سوالات کا حکم قرآن و حدیث سے مطلوب ہے۔

(۱) کیا مذہب اسلام میں سگی بہن کی لڑکی سے نکاح جائز ہے؟

(۲) ایسے نکاح سے جو اولاد ہو کیسی ہے؟

(۳) کیا ایسے نکاح کی اولاد سے دیگر مسلمانوں کو نکاحت جائز ہے؟

(۴) جو مسلمان اپنی سگی بہن کی لڑکی سے نکاح کرے کیا ہے؟

والقول فی بیات الاخ و بیات الاخوت کا قول فی بیات الصلب ای کل شیء يرجع نسبہ الیہ بالولادۃ
بدلہ حجة ابدیہ بجات باناث اوبن کوس فہی بناتھ (فہذا الاقسام السبعة محرومة فی نفس الکتاب
بالاجاب والامحارمہ مستقطاۃ) احتیاطا شرح مختار میں ابن زکریا المتقین میں فرمایا بیات الاخ و بیات الاخوات
وان سفلن فہو لام محرمات بنفس الکتاب تکلیفا و طأ و دواعیہ علی التامید۔

ان بیکارناموں میں بھی باپ بیٹی پر فرض ہے کہ نورانور اس میں ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں
مسلمانوں پر فرض ہے کہ ہر مکرہ جائز میں ان کی جدائی کی کریں وہ بدکار باپ بیٹی اور ان کے حامی اگر نہ سہیں
توبہ نہ کریں تو ان سب کو بدنامی سے خارج کر دیں جب تک یہ لوگ توبہ نہ کریں سلام کلام رابطہ قطع نہ ہو
وہ غیبت قطعی پر موقوف کر دیں ان کا حقد پائی بند کر دیں یہاں کسی اور سزا کا سوال فضول ہے اس اجنبی
ترکین فعل کے خلاف ہر مسلمان پورا پورا اظہار نفرت، اعلان بنیادی کرے اس ناہنجار باپ اور اس ناشدنی
بیٹی کے اس اجنبی نفس غلطی سے بھرا لاد ہوگی وہ ولد الزنا ہوگی وہ کسی ولد طلال کی گفوت ہوگی مگر جو مسلمان
ایسی مسلمہ لڑکی سے نکاح کرے گا وہ ہو جاوے گا اور یہ لڑکے سے ایسی بالہ مسلمہ کا نکاح بھی نافذ ہو
جاوے گا جو ولی نہ رکھتی ہو یا جس کے اولیا اس سے ولد الزنا جانتے ہوئے پیش از نکاح اس عورت کے کما
سے نکاح پر مصر اور نہ مامندی دے دیں جو لوگ اس ماموں بھانجی کے اس خبیثہ نفس ناپاک تعلق میں
جس کا نام نکاح رکھا ہے شریک ہوئے یہ جانتے ہوئے کہ یہ باپ بیٹی ماموں بھانجی کا نکاح ہو رہا ہے وہ
سب باپ بیٹی کے زنا کے دلال ہیں سب مستحق ناز و ستیز جب غضب حیا و متلائے قہر تبارحت عظیم و ان میں
گرفتار شدہ گنہگار شدنیوں کا رہیں والعیاذ باللہ العزیز العفار۔

ان سب پر توبہ پر فرض ہے توبہ نہ کریں تو ان سب سے انھیں ناپاک ظالم ستم شعاروں جفا کاروں کی
طرح مقاطعہ کیا جاوے جنھوں نے اپنی جانوں پر عظیم ظلم ڈھایا ستم توڑا ہے قال تعالیٰ واما انہیں ستم و انھیں
فلا تعتقد بعد الذکر مع القوم الظالمین و قال تعالیٰ ولا تکرہوا الی الذین جالوا فکفرت امر اور
اگر ماذالہ اس حرام قطعی کو ان بد نصیبوں کے طلال جان کر کیا ہو اور ان کے ساتھیوں مامیوں ساعیوں کے
اسے جان کر کیا ہو تو وہ سب از سر نو کفر اسلام پر ہیں بعد توبہ و تجدید ایمان اپنی اپنی عورتوں سے نکاح جدید بنام
جدید کر لیں مسلمانوں پر لازم ہے کہ ضرور ضرور اس نفس ناپاک خبیثہ فعل کے خلاف متفقہ آواز اٹھائیں پوری
سنی انتھک کوشش سے اس ناپاک اس غلاظت کو دور کریں ضرور ضرور ایمان والوں یا جانے جس سے یہ

حرم قانوائی جرم عظیم قرار پائے اور کافی سزا اس پر مقرر کرانی جائے خلاصہ و ہندیہ وغیرہا کتب مستند فقہیہ میں
ہے بیش اعتقاد الحرام حلال الا علی القلوب یکفر۔ اعلام الا اعلام میں ہے ومن ذلک ما می من الفقہاء ان
یستحل محرما بالاجماع شرح فقہ اکبر میں ہے استحلال الفحشاء صغیرہ کانت او کبیرہ کفر اذا ثبت کونها
معصیۃ بدلالة قطعیة و کذا الاستہانۃ بها کفر بان بعد ہینۃ سہلۃ ویرکبها من غیر بالائہا و
یجرہا بحری المباحات فی امرتکابا۔

حرام لعینہ قطعی الثبوت اور قطعی الثبوت اور حرام لغیرہ میں اگرچہ بعض علماء فرق کرتے ہیں یکفر و لا اول
لا فی الاخرین شرح فقہ اکبر میں ہے اذا اعتقد الحرام حلالا فان کان بحرمۃ لعینہ وقد ثبت بدلیل
قطعی یکفر والا فلا بان تكون حرمۃ لغیرہ او ثبت بدلیل ظنی وبعینہا لہم فیرق بین الحرام لعینہ
ولغیرہ فقال من استحل خراما وقد علم فی دین النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تحريمہ
مصحح ودی المعاصر او شرب الخمر او اکل میتہ او دم او لحم خنزیر من غیر ضرورۃ فکفر واصل استحل
شراب النہید الی الکفر کفر اما لو قال الحرام هذا بحلال لغیرہ السہلۃ او بحکم الجہل لا یکفر۔ توبہ و
تجدید ایمان و تجدید نکاح کا حکم ضرور ہے مجمع الانہر وغیرہ کتب مستندہ میں ہے ما کان فی کونہ کفر الاختلاف
یورسقا لہم یجدید النکاح و بالتنبیہ والجموع عن ذلک احتیاطا جو اس حرام قطعی سے توبہ نہ کرے حلال ہوتا
ہو ام جائز ہے اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیا جائے اس کے جنازہ میں شرکت نہ کی جائے۔
وان تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نہ از غیاب مثل گجرات مقام سرائے مالگیر مرسلہ منشی شان علی بک میری انجمن اسلامیہ رشید
ممالیک خزانہ ہے یہاں جہاں کی چند سال کے بعد زنگ نہ کرنے اس کو طلاق کے کامیابی
زوجیت سے طلاق کر دیا اور وہ اپنے بیکہ اپنے حقیقی بھائی کے پاس رہنے لگی اور اس کا بھائی بھی قادیانی تھا
کچھ ماہ کے بعد معلوم ہوا کہ مسماۃ مذکورہ کو حمل ہے اور طلاق ہے اگرچہ یہ یہاں تو بڑی مذلت ہوگی اس لئے
اس کے حقیقی بھائی نے ہرچیز کوشش کی کہ کوئی ہرنانی اس سے دوران حمل میں نکاح کرے مگر کسی نے
نہیں کیا آخر اسے ایک حقیقی المذہب ملا اور وہ بھی المذہبی نو وارد تھا وہ مسماۃ مذکورہ کے ساتھ شادی کرنے کو تیار
ہو گیا مسماۃ مذکورہ کے بھائی نے قادیانیوں سے کہا کہ نکاح پڑھو مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ
یہ نکاح ہم نہیں پڑھائیں گے کیونکہ مسماۃ مذکورہ کو ایام عدت کے اندر ہی حمل تھا یہاں تک کہ جب مرزا انیسویں نے

نکاح پڑ جانے سے انکار کر دیا تو اس نے دو جتنی علماء سے بات کاٹھی اور ہر دو علماء نے چند روپیہ لے کر نکاح پڑھا اور جب نکاح پڑھا گیا اس وقت محل آٹھواں تھا اور طلاق لئے ہوئے تقریباً نو ماہ ہوئے تھے واقعات مذکور سے گائوں میں سخت سنسنی پھیل ہوئی ہے کہ نکاح ٹھیک نہیں آپ برجیت متقی اعظم کوئی آرزو سے قرآن مجید و حدیث شریف صادر فرمادیں کہ نکاح صحیح ہے یا غلط ہے اگر غلط ہے تو شرع اسلام کے مطابق نکاح خوال اور حاضرین کو کیا سزا ملنی چاہئے اور اس کی حد کیا ہے ؟

الجواب۔ مرزائی مرتبہ ہے خواہ مرزا (علیہ علیہ) کو نبی ماننا ہو یا مجدد مرزا جس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور انبیاء کی توہمیں کیں خصوصاً حضرت سیدنا مسیح روح کاملہ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی والدہ ماجدہ علیہ طہارہ و حضرت مریم بتول کی اور قرآن کے صریح خلاف یہودیوں کے موافق کہا کہ حضرت مسیح یوسف نبی کے بیٹے تھے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ مرزا اپنے ان ناپاک عقائد سے اورد وہم و خیال مردودہ افعال و اقوال کی بنا پر ایسا کافر و مرتد ظہر اکبر جو اس کے اس بحث و اشنع احوال پر مطلع ہو کہ اس کے کفر و عذاب میں شک اور تردد قابل کرے وہ بھی اسی کی طرح کافر و مرتد ہے متقی شافعی کفریہ و عذابہ فقد کفر۔ مرتد کا عالم میں کسی سے نکاح نہیں ہو سکتا عالمگیری میں ہے لا يجوز للمرتد ان يتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا كافرة اصلية و كذلك لا يجوز نکاح المرتد مع احد کذا فی المبوط۔

مرزائی کا اس مسامحہ سے نکاح باطل محض اور وہ مسامحہ اگر مرزائیہ نہیں ہے جیسا کہ سوال سے یہی ظاہر ہے تو خود مرزائی مذہب پر بھی مرزائی کا نکاح غیر مرزائی سے باطل محض ہے مرزائی مذہب کی کتابوں سے یہ امر روز روشن کی طرح روشن ہے اگر وہ عورت مسلمان ہے تو جس مسلمان سے اس کا نکاح کر دیا گیا بلاشبہ ہوگا کہ وہ مکمل بہر مال حمل زن ہے خواہ اس مرزائی کا جو خواہ غیر کا اور زن کے پانی کی کوئی حرمت نہیں اور جب اس سے نکاح و طلاق ہی نہیں تو عدت کیسی ہاں جس سے نکاح ہوا ہے اسے تا وضع حمل قمریت نہ چاہئے حدیث میں ارشاد ہوا لا نکاح الا بقرنی عذراء و اللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ ازہداس سرسلہ مولوی عبدالرشید صاحب معرفت حلاجی ہلال الدین اشیر الدین صاحب

۳۳ جمادی الاخریٰ ۱۲۵۶ھ

(۱) اہل سنت و جماعت مرد و عورت کا نکاح قادیانی و تبرائی و رافضی و غیر مقلد کے ساتھ صحیح ہوتا ہے

تعالیٰ اعلم۔

(۱) اعلیٰ حضرت سیدنا والوالد الماجد امام اہل سنت مجدد المائۃ الحاضرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ہر سنی کا بڑی مسک ہے کہ ایسے نکاح باطل ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) انزالۃ الغار والسود العقبان وحمام الحرمین والنفی الکیہ عن الصلاة وما عدى التقليد وحرار فضہ تصنیفات: اعلیٰ حضرت قدس سرہ ملاحظہ کریں۔

مسئلہ۔ از موضع خمس آباداک خانہ میگردد منسلک کیا مرسلہ میں محمد خاں صاحب قادری زلّٰی اللہ عنہ ایک منیہ نابالغہ کا نکاح اس کے چچیرے چچا نے ایک نابالغہ سنی سے اس کے باپ کی ولایت میں لڑکی کے عزاویہائیوں کی موجودگی میں چڑھا دیا۔ قاضی نے لڑکی کے عزاویہائیوں سے کہہ دیا کہ آپ لوگ ولی ہونے کے مستحق بر مقابلہ چچیرے چچا کے نہیں ہیں ان لوگوں نے خیال کیا شاید یہ بھی صحیح ہو اس عقد نکاح کو ان بھائیوں نے اسی وجہ کہ نہیں پڑھایا۔ وہ لوگ وقت نکاح موجود تھے اور رضامند تھے بعد گذرنے کچھ مدت کے لڑکی کے اعزاء و اقارب کو یہ رشتہ ناپسند ہوا اور چاہا کہ یہ عقد نکاح کسی طرح منسوخ کر دیا جائے لڑکی کو بالغ ہوئے بھی عرصہ گذرا۔ اور لڑکا ابھی تک نابالغ ہے لڑکی نے بوقت بیوفیت نکاح منسوخ نہیں کیا اور یہ نکاح بھی اسے ناپسند ہے اب استفسار ہے کہ کیا کوئی صورت شرعاً نکاح کے فسخ کی ہو سکتی ہے جواب کو ہر ولی سے مرین فرمائیں۔ نیز آؤ خبر و

الجواب۔ صورت استفسار میں ولی اقرب عزاویہائی ہی ہیں جب کہ وہ اہل ہوں۔ چچیرے چچا پر کوئی درجہ مقدم۔ قاضی نے غلط کہا۔ عالمگیری میں فرمایا۔ شرابا بن العہد لاب و ام شرابا بن العہد لاب وان سفلوا بشرعہم لاب لاب و ام شرعہم لاب لاب بشرعہم ابوہما علیٰ ہذا الترتیب۔ مگر جب کہ وہ اس نکاح سے لایعنہ تھے تو نکاح ہو گیا۔ بشرطیکہ کفو سے ہوا ہو اور ہر میں غبن فاحش نہ ہوا ہو عزاویہ کی رضا و اجازت نہ ہوئی تو بھی یہ نکاح ان کی اجازت پر موقوف ہوتا وہ اپنے قول یا فعل سے جائز کر دیتے یا نہ ہوا جائز کر دیتے باطل ہو جاتا ہر تہ پر ہے ان زوج ابعد الا و لیاء فان کان الا اقرب حاضر او حوس اهل الولایہ توقف علی اجازتہ ام مختصراً۔ لڑکی کو خیار بلوغ تھا جس وقت وہ بالغ ہوئی تھی مگر جب اس نے بعد بلوغ خود راہن نکاح کو رد نہ کیا تو اب لازم ہو گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از شہر حملہ کی بستی پرانہ شہر مستولنیا از احمد صاحب رضوی ۵ رجب ۱۲۵۴

الجواب۔ (۱) اگر مہر مہل وہ جس کا پیشگی لینا مقہور ہے اگرچہ دیا کبھی جائے مہل مہر کے مطالبہ کا عورت کو ہر وقت اختیار ہے جب پاس ہے طالب کرے اور حسب تک پورا وصول نہ ہو اسے حق منع نفس ماحصل رہتا ہے کہ اپنے نفس کو روکے نہ توہم کو اپنے اور قدرت نہ دے نہ مہل وہ مہر جس کی ادائے کے لئے کوئی اہل مہر کی جائے قبل حلول اہل اس کے مطالبہ کا عورت کو استحقاق نہیں ہوتا اہل آنے پر طلب کر سکتی ہے۔

(۲) مہل رخصت سے پہلے ہی دیا جائے اور نہ مہل اہل آنے پر اور اگر ایسا عورت کی مرضی سے نہ ہو تو جب عورت طالب کرے واللہ تعالیٰ اعلم۔ حدیث میں ہے۔ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال لما تزوج علی فاطمۃ رضی اللہ عنہما قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطھا شیئاً قال ما عندی شیئ قال این در عاف الحطیمة رواہ ابو الذبیہ سنہ لاطی قاری کی مرقاۃ میں فرماتے ہیں دفعہ الیہا مہراً معیلاً امام محقق علی الاطلاق امام ابن الہمام فتح القدیر اور لاطی قاری مرقاۃ میں فرماتے ہیں نیز اعلیٰ حضرت قدس سرہ اپنے فتاویٰ میں ان العادة عند ہم کان تقبیل بعض المہر قبل الدخول حتی ذهب بعض العلماء انہ لا یدخل بها حتی یقبلہا شیئاً لہا نقل عن ابن عباس وابن عمر والزہری وقتادة عنکامنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علیہا رواہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان علیاً رضی اللہ عنہ لما تزوج ببت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر اذان یکدخل ہوا لہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتی یسطعھا اشبھا فقال یا رسول اللہ لیس فی شیئ یلقاھا فاعطھا ورنعک فاعطھا رعدہ ثم دخل بها۔

تقریب میں ہے قبل اخذ المہل لہم من الوطی والفرج ہا والو بعد وطی ہر رضا اکثر میں فرمایا لہم من الوطی والاخر ارج للمہر وان وظلھا اسی طرح ما مکتب مشہور مستند میں ہے مالک فرماتا ہے لا یحلان زنا ان تا جبیل المہر فی غایۃ معلومۃ نحو شہر او سنہ صحیح ہات الزہری میں ہے المہر المہل والموہل ان بیانا میں علی العقد ان تکلم او بعضہ یکون معیلاً او مکتباً فی الغلین واجب اداۃ علی ما بین مہر مہل علی الفور واجب الا اناس ہے اور مہل کی ادا وقت وعدۃ لازم واللہ تعالیٰ اعلم

رجب ۱۳۵۰

خطبہ نکاح کو غیر ضروری کہنے اور کہنے والا رمانا تکثر شریعت کے اولیٰ سے اولیٰ نوافل بھی ضرورت سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتے، کون ہے کیا شریعت کے فرض و نوافل میں غیر ضروری چیزیں بھی شامل ہیں۔
الجواب۔ غیر ضروری کا مطلب یہ ہے کہ اگر خطبہ نہ پڑھا جائے نکاح جب بھی ہو جائے گا یہ بات صحیح ہے نوافل بھی غیر ضروری ہیں یعنی اگر کوئی نہ پڑھے تو اس پر کوئی الزام نہ ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ ازین علی بحیث ۱۶ رمضان مبارک ۱۳۵۴ھ

زید پوچھتا ہے کہ ایک لڑکے اور لڑکی کا نکاح باالغنی میں ہوا اور اب بالغی میں لڑکا کہتا ہے کہ میرا نکاح نہیں ہوا اور جب سپارچ آدمی موجود تھے اور اگر نا بالغی میں ہوا بھی تو میں منظور نہیں کرتا وہ آدمی جو موجود تھے ان کے سامنے زید واپس کر دیا اور اب تین یا چار سال کے بعد کہتا ہے میں نے طلاق نہیں دی اب اس لڑکی کی شادی کسی اور مقام پر ہونا چاہئے یا اسی کے نکاح میں ہے۔

الجواب۔ اسے اطلاع نہ ہوئی ہوگی اس لئے انکار کرتا ہوگا یا کسی اور فرض سے بھٹوٹا انکار اسے نکاح میں کوئی غلط نہیں آیا بلکہ اس کا یہ کہنا کہ اگر نا بالغی میں ہوا بھی تو میں منظور نہیں کرتا اس صورت میں کہ وہ نکاح بعد بلوغ اس کی اجازت پر موقوف ہو گیا ہو ضرور اسے ختم کر دیتا ہے اس صورت میں طلاق کے کیا معنی جب اس نے اس نکاح کو جو اس کی اجازت پر موقوف تھا رد کر دیا نکاح اس رد سے ختم ہو گیا اب یہ کہنا کہ میں نے طلاق نہیں دی محض اس نام سے طلاق کا نفل تو جب ہوتا جب اس نے اس نکاح کو منظور کر لیا ہوگا اور لایم ہو چکا ہوگا طلاق تو بعد نکاح کی ہو سکتی ہے نکاح منظور ہوا اور طلاق کی جو اس نے کہ میں نے طلاق نہیں دی لہذا نکاح باقی ہے ہاں اگر صورت ایسی ہو کہ وہ نکاح اس کی اجازت پر موقوف نہ ہو کہ نکاح لازم ہو چکا ہو تو اس کا یہ کہنا کہ مجھے وہ نکاح منظور نہیں لگتا ہے اس صورت میں ضرور طلاق کی ضرورت ہے۔

اور اگر صورت یہ ہو کہ نکاح اس کی اجازت پر موقوف تو نہ ہو مگر اسے خیال بلوغ ملا ہو تو بے شک اس صورت میں جب کہ وہ اس سے پہلے کوئی قول یا فعل رمضان کر چکا ہو اس کے اس قول سے کہ میں منظور نہیں کرتا اور زید واپس کر دیتا ہے وہ نکاح قاضی صحیح کر دے گا اور دونوں میں تفریق سے تفریق قائمی محض اس کے اتنا کہنے یا کرنے سے نکاح نسخ نہ ہوگا مانگہ یہی میں ہے ان دنوں جمہور الادلہ والجد ولا خیایا لہما بعد بلوغہما وان من وجہا غیر الادلہ والجد فکل واحد منهما الخیار اذا بلغ ان شام

اقام علی النکاح وان شام فمض ویشترط فیہ القضاء فان اختار الصغیر او الصغیرۃ الفرقۃ بعد البیوع فلم
یفرق القاضی بینہما حتی مات احدہما لو اضرثا وعمل للزوج ان یطاعہما لہ یفرق القاضی بینہما کذا فی
المبسوط الشیخ بن بے لا یجوز لخیار الغلام مال یتقل رضیت او عی منہ ما یعلم انہ رضی واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ۔ از ملوک پور بریلی۔ مسکول شفاعت احمد خاں ۱۱۱ شوال ۱۲۵۴ھ

زید نے ایک عورت خریدی مگر کہتا ہے کہ بیزکر کا ہے کہ بیزکر نہیں ہے علامتے دین اس مسئلہ میں
کیا فرماتے ہیں؟

الجواب۔ یہاں بخاری روایت ان شرعی کہیاں: تراکر کا بیچا فریدنا قولہ الزرقہ ہزار بار اگر بیکس کو بخاری
نہیں ہو سکتیں۔ اگر وہ عورت غیر منکوحہ ہے تو اس کی رضا سے اس کے ساتھ نکاح ہو سکتا ہے جب کہ یہ
اس کا کفو ہو اور اگر کفو نہیں تو اس کے ولی کے اذن صریح کے بغیر کہ وہ اسے غیر کفو ثابت ہوئے اس کے
ساتھ نکاح کی اجازت دے محض عورت کی رضا سے نکاح نہیں ہو سکتا اور اگر وہ منکوحہ غیر ہے اور اگر شہوت
اقوام کے لوگ ایسی ہی عورتوں کو بیچتے ہیں خود شوہر فرحت کرتے ہیں تو جب تک شوہر اسے طلاق نہ دے
اور اس طلاق کی عدت نہ گزرے ہرگز اس سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ قال اللہ تعالیٰ ولا تحلفن علیہن

مسئلہ۔ از موضع گونیری پرگزہ جہان آباد ضلع پٹیلتا بھیت منزلہ محمد بخش صاحب ۱۱۱ شوال ۱۲۵۴ھ
ایک لڑکی جس کی عمر پانچ سال کی تھی اس کا نکاح زبردستی کرادیا اور اذن اس کی ماں سے دلوادیا اور
اس وقت میں قانون سارواہل کاچل رہا تھا تو سب سے پہلی عدت کے غیر آدمیوں نے لڑکی کی ماں کو مجبور کر کے
نکاح کر دیا اور بعد نکاح کے اس وقت تک کوئی لڑکی کا پرمان حال نہیں ہے جس کو عمر ۱۱ سال کا ہو گیا
ہے اور لڑکی کی عمر آٹھ سال کی ہے اور وقت نکاح لڑکی کا باپ قریب المرنک ہے ہوش تھا بعد نکاح
ہونے کے دو دن زندہ رہ کر مر گیا اور لڑکی کے نکاح کا حال نے اس کو اوافیت نہ ہوئی اور لڑکی کے باپ
کا کوئی غرض و اقارب بھی نہیں تھا اس کے کوئی بھی نہیں ہے اور وقت نکاح اس کی ماں ملاؤ نہ نام میں
رہتی تھی اور اب موضع گونیری ضلع پٹیلتا بھیت میں رہتی ہے اور وہ شرع شریف لڑکی کا ایسی حالت میں
عقد ثانی ہو سکتا ہے یا نہیں اور اب کیا کرنا چاہیے کہ لڑکی جوان ہے اور اس کی ہمدادات کا کوئی ذریعہ
معاش نہیں ہے۔ بیوا تو جروا۔

الجواب۔ صحت مذکور میں وہ نکاح صحاح میں نااہلی باذن اور اگرچہ ایسی حالت میں ہو کہ باپ بے بیوش تھا باپ کی اجازت پر موقوف ہو واجب باپ کو اطلاع نہ ہوئی اور وہ مر گیا تو اس صورت میں کہ یہ نکاح ولایت بعد کے بحال قیام اقرب کیا تھا اجازت اقرب پر موقوف ہوا تھا اور وہ مر گیا تو یہ جائز نہ ہوگا جب تک کہ باپ بعد موت اقرب جب ولایت ماں کو پہنچی ماں پھر اسے جائز کر دے اگر باپ اسے جائز کر دے گی جائز ہوگا ورنہ کر دے گی باطل ہو جائے گا مگر یہ نہیں ہے لہذا وجہ الابد حال قیام الاقرب حتی توقف علی اجازت الاقرب دفعاً بالاقرب وتحوّل الولایة الی الابد لا یجوز ذلک انما صح الذی ما شرع الابد الا اجازت قصہ بعد تحویل الولایة الیہ حکم ذی الظہیرۃ مطاع ویشائی میں فرمایا قوله وتحوّل الولایة الیہ ای الی الابد بموت الاقرب او غیبتہ عقب منقطعہ بعد اس کے کہ ولایت ماں کی طرف آئی اگر ماں نے لڑکی کے ہاتھ ہونے تک کوئی قول یا فعل ایسا نہیں کیا جس سے اس نکاح کی اجازت ہو یا ایسا جس سے وہ نکاح رد ہو تو وہ اس کی اجازت پر رد ہو موقوف رہا تھا چاہی تو جائز کر دیتی یا حتی رد کر دیتی۔

اب جب لڑکی بالغ ہوئی تو اب لڑکی کی اجازت پر موقوف ہو گیا یا ہے رد کر دے چاہے جائز۔ اور اگر ماں جائز کر چکی تھی تو نکاح جائز ہو گیا تھا لڑکی کو بعد بلوغ ہی اس آن بلوغ میں جس وقت وہ بالغ ہوئی اور اسے اپنے نکاح کا علم ہوا یا بلوغ تھا اگر کسی جلسہ میں اس نے اسے استعمال کیا ہو تو نکاح صحیح ہو سکتا ہے اور اگر نہیں تو اب نکاح لازم ہو گیا اور اگر ماں بعد تحویل ولایت اس نکاح کو رد کر چکی تھی تو وہ رد ہو چکا اس کا کوئی اثر نہیں لڑکی آزاد ہے مگر یہ سب اس صورت میں ہے کہ وہ شخص جس سے نکاح ہوا تھا لڑکی کا کنوینین یعنی مذہب نسب چال چلن پیشہ میں لڑکی کے کثر نہ ہوا یا کہ اس سے اس کا نکاح اس کے اولیاء کے لئے باعث تنگ و مار و بدنامی ہوا اور بہر میں ضمن فاحش نہ ہوا ہو۔ ورنہ اگر لڑکی کا کنوینین تھا یا بہر میں ضمن فاحش کے ساتھ یہ نکاح ہوا تھا تو محض بے اثر نکاح ہوا ہی نہیں کہ نااہل کا ایسا نکاح (نکاح) سوا باپ دادا کے جو مرد و عورت ہوا اختیار نہ ہو کوئی نہیں کر سکتا کر کے گا تو نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ ازدواجی منیٰ مال ہر ملکہ ولایت علی ماں صاحب ۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۷ھ

ایک نابالغ بچے کے باپ کا استعمال ہوا نابالغ مذکور کی بیوہ ماں اور مہوم کا یعنی اس بچے کے باپ کا چچا اور بھائی دونوں۔ نابالغ مذکور کی ولایت دونوں میں کے بہر پہنچتی ہے۔ اگر ماں کو یہ پہنچتی ہے تو کیا بھائی

کر لینے سے ولایت ختم ہو کر نہ کو پہونچے گی یا عقد ثانی کر لینے سے ولایت بدستور رہے گی حکم شرع سے مطیع کیا جاوے ؟

الجواب۔ تا بلکہ کا ولی نہ اس صورت میں اس کے باپ کا چچا زاد بھائی ہے۔ ماں کا اس صورت میں ولایت نہیں ماں ولیہ اس حالت میں ہوتی ہے جب کہ کوئی عہد نہ ہو اور مختار میں ہے الٹوئی فی الصحیح العصبۃ بنفسہ بلا توسط اشقی علی ترتیب الامراث والمحبب بشروط حریۃ وتکلیف واسلام فان لم یکن عصبۃ فالولاية للامراء مختصرا ولایت ماں نہ اسے ہے نہ ماں کو کو ولی ماں باپ۔ باپ کو ولی دادا دادا کو ولی۔ قاضی قاضی کا نائب ہی ہوگا کسی اور کو مال میں ولایت حاصل نہیں ہوتی۔ روایت میں ہے قول لا المال فان المولى فله الالب ووصبه والمجد ووصبه والغضی وناثیہ فقط ولایت سے اگر مطلب حق حضانت ہے تو وہ مال ہی کو ہے بچہ اگر لڑکا کہے تو سات سال کی عمر پوری ہونے تک ماں ہی کے زیر پرورش رہے گا اور لڑکی ہے تو نو سال کامل کے ہونے تک ماں ہی کے پاس رہے گی مگر جب کہ اس کی غیر خرم سے عقد کر لے یا کسی اور وجہ سے مستحق حضانت نہ رہے۔

در مختار میں ہے المحضاتۃ تثبت للام ولود بعد الفرقة الا ان تكون مروتا او فاجرة لغير البیع الولد لہ کنز او ضنا و سرقة و نایحة کما فی الجہر والنہر بحاشا قال المصنف والذی یظهر العمل بالاطہم کہ اھو مذهب الشافعی ان الفاسقة بہ ترک الصلاة لاحضانتہا و فی القیۃ الامر بحق الولد ولو سبقتہ السبقة معروفة بالظہر سال المقل ذلک او غیر ما مسونة ذکرہ فی المجتبی ماں تخرج مکمل وقت و ترک الولد ضائعاً ان میں سے وہی قطعاً ہذا کاغذ غیر مجرمہ و کذا لیسک اھل عند المبتدیین لہ واللہ

تعالیٰ اعلم۔ مسماۃ احمدی بی بالذکر شادی ۱۳۳۵ء میں جعفر علی بالغ کے ساتھ جلسہ عام میں ہر پانچ سو روپیہ بلا تفصیل مجل و موعیل کے ہوئی جب سے فریقین ایک ماہ تک بطور دن و شوہر رہے تھے کوئی شکایت نہ ہوئی۔ ایک ماہ کے بعد جعفر علی نے کونے عام بازار والوں کے سامنے دو دیگر اشخاص و احمدی بی کی والدہ کے سامنے یہ جھوٹی تہمت لگائی کہ مسماۃ احمدی خراب ہے اور بگڑی ہوئی ہے جس سے مسماۃ احمدی کو روحانی و جسمانی صدمہ پہونچا اور تمام میں بدنامی ہوئی اور مسماۃ احمدی اس جھوٹے الزام جعفر کے لگانے سے منہ دکھانے کے قابل نہیں رہی اور جعفر علی کے پاس رہنا نہیں چاہتی ہے لہذا

کی حکم ہے (۱) مساقہ احمدی جعفر کے نکاح میں رہی یا نہیں (۲) مساقہ احمدی اس بھوٹی تھوت کے سبب سے انفسان نکاح کر سکتی ہے؟

الجواب۔ نکاح میں اس سے کوئی غل نہیں آیا خراب ہے اور بگڑی ہوئی یہ تو لفظ صریح بھی نہیں اگر صریح لفظ کہتا ہے زانیہ اسے زنا کار تو نے زنا کیا اور اس کے مثل جب بھی اس کے کہنے سے نکاح میں کوئی غل نہ ہوتا۔ ہاں اگر سب شرائط لعان پائے جاتے اور زوجین اہل لعان ہوتے تو لعان کا حکم تھا اور بعد لعان صحت حرام ہو جاتی بعد لعان جب تک تفریق نہ کر دی جاتی نکاح نفس لعان سے نہ ہوتا۔ یہ تفریق ایک طلاق یا سن ظہری یا لکیری میں ہے۔ سبب قذف الرجل امرأۃ قذفاً یوجب الحد فی الاجناب فجیب بہ اللعان بین الزوجین کذا فی النہایۃ، اذا قال لہایا زانیۃ أو انت ذیبت اور یکت سنن بن فانیہ یجب اللعان کذا فی السراج الوہاج، اذا قذف الرجل امرأۃ بالزنا وحی من لا یحد قاذفہا لا یجری، بینہما اللعان بان کانت وطئت بشبہة أو کانت ظہرہا ناہابین الناس قبل ثلاث أو دلہا ولد من غیر آب معروف کذا فی غایۃ الیابان، لو قال لہا جو معت جماعاً فحرماً أو قال وطئت حرماً فلا لعان ولا حد۔

(۲) ولو قذفہا بعمل قوم ولو قذفہا لعان ولا حد عند الی حنیفۃ رحمہم اللہ تعالیٰ کذا فی البدائع، شرطہ ان یکونان زوجین وأن یکون النکاح بینہما صحیحاً سواء دخل بها أم لم یدخل حتی لو قذفہا مطلقاً ثلاثاً أو بأشافلاحد ولا لعان وکذا اذا کان النکاح فاسداً لا یجب اللعان لانہ لیس بزواج مطلقاً کذا فی غایۃ الیابان، ولو تزوجہا بعد الطلاق فطالبت بہا ثلاثاً القذف فلا حد ولا لعان کذا فی السراج الوہاج۔ لو طلقها طلاقاً صحیحاً لا یسقط اللعان کذا فی الظہیریۃ، لو طلق امرأۃ طلاقاً بائناً أو ثلاثاً بعد قذفہا بالزنا لا یجب اللعان لعدم الزوجیۃ ولو طلقها طلاقاً صحیحاً ثم قذفہا یجب اللعان ولو قذف امرأۃ بعد موتہا العربی لعان عندنا کذا فی البدائع اھل عندنا من کان اھلاً للشہادۃ حتی ان اللعان لا یجری بین الزوجین عندنا اذا کان محققاً فی القذف ولاحد ہما او کان رقیقین او احد ہما او کافرین او احد ہما او اخر سین او احد ہما او صبیبن او احد ہما او مجنونین او احد ہما و یجری فیما عدا ذلک کذا فی المعبط۔

لو قذف رجلاً فضر بہ بعض الحد ثم قذف امرأۃ لنفسہ لم یرکن علیہ لعان وعلیہ

تمام الحد لذات الرجل كذا في المبسوط لو كان فاسقين او اعميين يجب اللعان لانهما من اهل
 الشهادة في الجملة كذا في المضمرات، قد ف الإصر امرأته يوجب اللعان كذا في العتابة متى
 سقط اللعان لمعنى الشهادة بظن ان كان من جانب الزوج فعليه الحد وان كان من جانب المرأة
 فلا حد ولا لعان كذا في شرح الطحاوي، لو كان محمد ودين في ذنب فعليه الحد كذا في الهداية
 اذا كان الزوج عبيد والمرأة محمد ودين فعلى العبد اذا قذف حد القذف ان اقترت المرأة بالزنا
 فقد خرجت من ان تكون اهلا للعان كذا في المبسوط حكمه حرمة الوطء والاستماع كما
 فرغ من اللعان ولكن لا تنفع الفرقة بنفس اللعان حتى لو طلقها في هذا الحال طلاقا بائنا ينع
 وكذا الواجب الرجل نفسه - ل - لو لم يرد السكاح كذا في النهرية، قال ابو حنيفة
 ومحمد ومحمد الله تعالى الفرقة الواقعة في اللعان فرقة بطلية بائنة فيزول ملك النكاح
 وتثبت حرمة الاحتجاج والتزوج مادام على حالة اللعان - والله تعالى اعلم -
 (۲) نہیں۔ ہاں اگر وہ قاضی شرع کے پاس مراجعہ کرے اور لعان چاہے اور لعان ہو جائے تو
 قاضی تفریق کر دے گا۔ قاضی ہندو میں ہے بشرط طبقات امتیج عنہ حبسہ النکاح حتی بلا حق اور
 یکذب نفسه كذا في الهداية، الا فضل نمرأته ان تترده الخصومة والمطالبة فان لم تترد
 وخصمته الى القاضي لتحسن للقاضي ان يدعوا الى الترتك فيقول لها اتركي واعرضي عن هذا
 اكي شئ ہے لو اتھما العا فرغ من اللعان سالا القاضي ان لا يفرق بينهما العی یحبهما انی ذاك وینفی
 بينهما۔ والله تعالى اعلم۔

مسلمہ۔ ارنا وہ ہانا اگر گندی حافظہ عبد اللہ سوداگر۔

ہندہ نے اپنے زوج زید کے خلاف اس امر کا ہر گزست ۲۵۰ کو کچھیری میں دعویٰ دائر کیا کہ
 زید نام وہ ہے جو ہر نام دی کے نکاح منع فرمایا جائے دوسرے یہ کہ انی زور کو زید کے طلاق دے دی۔
 نامزدیت کا ثبوت ڈاکٹر محمول سر جن صاحب نے زید کا معاند کرنے کے بعد ایک سائریکٹ دیا اور
 کچھیری میں ڈاکٹر نے بیان دیا اس کے بیان سے یہی ثابت ہوا کہ زید نام وہ ہے زید نے خود اپنے بیان
 سے ثابت کر دیا کہ نام وہ ہے طلاق شہادت سے ثابت ہوا کہ طلاق دے دی چنانچہ ۵۰ روپیہ مستحقہ کو
 اجلاس منصفی نے ہندہ کا دعویٰ نامزد ہونے و طلاق دینے کو تسلیم کر لیا اور نصف ہر محل کی ڈگری ویدی

اس کے فیصلہ کے خلاف زید نے عجبی میں اپیل کیا وہاں سے دوبارہ ڈاکٹری کا حکم ہوا نید کا دوبارہ ڈاکٹر محبت معائنہ ہونے کے بعد نید ڈاکٹر کے بیان اسے بھی مایہ ناست ہوا نید نے نامر وہب سے حق زوجیت سے ادا نہیں کر سکتا لہذا نہ شریعت کو اپیل خارج ہو گئی فیصلہ سابق بحال رہا واقعی نامر وہب۔

اب در یافت طلب یہ ہے کہ حقیقتاً تفریق نے طلاق نہیں دی طلاق کا دعویٰ محض مقدمہ کی کامیابی کی وجہ کیا گیا تاکہ مزید مقدمہ سے حق زودیت اور انہیں کر سکتا۔ تو ایسی صورت میں کیا عین کے کے فسخ نکاح کے جو شرائط عد الشریع میں ہیں ہو چکا۔ اب ہندہ اپنا عقد ثانی کر سکتی ہے یا اور اگر نہیں تو اب کیا صورت حوازا نکاح کی ہو سکتی ہے۔ بنو اتجروا

[illegible]

محض ثبوت نامردی پر قاضی شرع بھی تفریق نہیں کر سکتا قاضی شرع بعد ثبوت ایک سال کا
کی ہمت کے ساتھ یہاں پر رہت رہتا ہے۔ لیکن اگر ایک سال بھرتہ ہو جائے تو اس کے بعد بھی

وہ اگر قاضی کے حکم پر بھی طلاق نہ دیتا تو قاضی نے اس کی دیر تا عالمگیر سے ہے۔ آدابیت عدم الوصول
 الیہا الجملہ القاضی سنہ طلب الرجل التاجیل اولہ یطلب ویشهد علی التاجیل ویکتب لہ ذلک فیما
 یدانی فتاویٰ قاضی خان۔ ابتداء التاجیل من وقت المخاصمة کذا فی التخیط۔ لایکون طلاق
 التاجیل الا عند قاضی مصر أو مدینة فان اجلته المرأة او اجله غیر القاضی لایعتبر ثلاث فی
 فتاویٰ قاضی خان ۴۰۔

اسی میں سے جہازت المرأة الی القاضی بعد مضي الاجل وادعت انہ لم یصل الیہا وادی
 الزوج الوصول ذالی قولہ) اذ قر الزوج انہ لم یصل الیہا خیرھا القاضی فی الفرقة کذا فی شرح
 الجامع الصغیر لقاضی خان۔ فان اختارت زوجھا او قامت عن مجملھا او اقامھا اعوان القاضی
 او قام القاضی قبل ان تختار شیءً یطل تحیارھا کذا فی التخیط۔ وھکذا روی عن محمد بن محمد
 اللہ تعالیٰ وعلیہ الفتویٰ کذا فی التماسر خانیة ما قبل عن الواقعات۔ ان اختارت الفرقة أمر
 القاضی ان یطلقھا بآئنة فان ابل فرق اللہ القاضی بینوما ھکذا ذکر محمد بن حمہ اللہ تعالیٰ
 فی الاصل کذا فی التبيين۔ والفرقة تطلیقة بآئنة کذا فی الکافی۔ ولھا المهر کما ملّا علیہا العدة یا
 لا جماع ان کان الزوج قد خلّا ھا وان لم یخل بها فلا عدة علیہا ولھا النصف المہر ان کان مسمی
 والتمعة ان لم ین مسمی کذا فی البدائع۔ ان مضت السنة من وقت الاجل ولم تمخض اصمہ زمانا
 طویلا لایبطل حقھا وان طارعت فی المضاجعة فی ثلاث المداک کذا فی فتاویٰ قاضی خان وعلیہ
 الفتویٰ کذا فی الفتاویٰ الکبریٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ ارشاد حسین

نایاب لڑکا اور نابالغ لڑکی کے مابین عقد ہوا لڑکے کی طرف سے اس کا باپ ولی یا نکاح ہوا
 اور لڑکی کی جانب سے اس کے باپ کا میرا بیٹائی ولی بنا تحقیقات اور چہنگواہوں کے بیان سے معلوم
 ہوا کہ عقد کے زمانہ میں لڑکی نابالغہ کے دادا کا نہ بچا چچا زاد بیٹائی موجود تھا ان سے لوگوں نے مجلس مقدس
 رہنے کی خواہش کی اور نکاح کی اجازت چاہی مگر اس عقد یا یہی منازعت کے سبب نہ مجلس شادی
 میں شرکت کی اور نہ عقد کی کسی طرح اجازت دی اور بعض لوگوں کا بیان ہے کہ لڑکی کے دادا کا بچا زاد
 بیٹائی یعنی اس کی برادری کے ہونے کا علم نہیں اور نہ ہونے کا یقین نابالغ لڑکی کی شادی کا سر انجام لڑکی

کی دہری نے کیا تھا۔

نابالغ لڑکی کی شادی کے زمانہ میں اس کی مادرِ حقیقی بقیدِ حیات تھی اور اب تک ہے مگر عقد کے زمانہ میں لڑکی کی ماں اپنے شوہر زانی کے گھر تھی جو تفریقِ اجائے مناکحت سے دو میل کے فصل پر دوسرے موضع میں تھی عند الدریافت تحقیق عورت مذکورہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عقد سے نہ شادی کے وقت رضامندی اور نہ اب راضی ہے اس پر اگر کئی لوگ گواہی بھی دیتے ہیں مگر بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ نابالغ لڑکی کی ماں نے اپنی طرف سے فتر کے لئے انگوٹھی بھیج دی جس سے رضامندی کا ثبوت ہوتا ہے لڑکی بالغ ہونے پر چند بار اپنے شوہر کے گھر گئی تھی اب چند بیہوشوں سے وہ لڑکی اپنے ماسول کے مکان پر پہنچا اور اپنے شوہر کے پاس جانے سے منکر ہے صورت مذکورہ کی بنا پر وہ عقد صحیح و درست ہے یا ناجائز اور باطل امدک واضح بیان سے مدلل فرمائیں۔

الجواب - صورت مستفسرہ میں باپ کا میلہ بھائی ولی نکاح نہیں جبکہ کہ عصبہ موجود ہے اور اگر نکاح بھی ہو کہ وہ شخص لڑکی کے واردا کا چچا زاد بھائی ہے وہ عصبہ نہیں لڑکی کے باپ سے اس کا ایشاء نہیں کہ وہ عصبہ ہو تو بھی یوں کہ محال عدم عصبہ ولایت مال کو ہے بہر حال یہ نکاح فضولی ہوگا کہ وہ شخص عصبہ سے تو اس کی اہانت پر موقوف ہوا تھا اور نہ لڑکی کی مال کی اجازت پر۔ عصبہ یا ماں نے اس نکاح کی خبر لکرا سے جائز کر دیا تھا تو جائز ہو گیا تھا اور وہ کہہ دیتا تھا اور۔ اور اگر سکوت کیا تھا تو وہ موقوف ہی رہا تھا یہاں تک کہ لڑکی بالغ نہ ہوئی اب یہ نکاح موقوف بعد لہجہ خود لڑکی کی اہانت پر موقوف ہو گیا تھا جب کہ اس نے اسے جائز کر دیا تھا تو لازم ہو گیا۔ اب لڑکی کا انکار اسے کا ہے۔

یہ سب اس صورت میں ہے جب کہ یہ نکاح جو باپ کے غیرے بھائی کے کیا کھوے مہر میں بے غبن فاحش کیا ہوا اگر کھوے کیا یا کھوے کیا اگر مہر میں غبن فاحش کے ساتھ تو اسلئے مستند نہیں ہوا اگرچہ وہ محضہ اور مال بھی اس نکاح سے لازمی ہوں کہ باپ اور دادا جو معروف ہو اختیار نہیں ان کے سوال کو یہ اختیار نہیں کہ وہ غیر کھوے نکاح کر دیں یا مہر میں غبن فاحش کے ساتھ کر دیں یہ نکاح باپ دادا جو کہیں پہلے ہی ایسا نکاح کر چکے ہوں ان کے کہے بھی نہیں ہوتا۔ اور ولی تو ولی ہے اور رضوی تو رضوی ہے۔ ورنہ اگر میں ہے لہذا نکاح ولو بغین فاحش اولیغیر کفایان کان الولی الغیر والفقہاء میں ہے قولہ اصلا ای لا لان مالاً و موقوفاً علی الرضی بعد البلوغ فتح القاری میں ہے ان العہود وغیرہ لا

یعنی منہا التزوج بغیر انکسار شامی میں ہے فی شرح الجمع حق الوعوف من الاب سوء الاختیار.....
اجساد اسی میں ہے لوزج خلفہ غیور کفو اور بغین قاحش صح الخ ہلہ میں ہے انکاح الامح والمصر من
غیر کفو الخ ورمح از میں ہے الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ بلا توسط امتی علی ترتیب الاموات والمحب
بشخص حریۃ و تکلیف واسلام الخ ورمح از میں ہے کتکاح الفضول یعنی فی البیوع توقفت..... مجہز حالۃ
العقد۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ زید کی شادی کو قریب دو برس کے ہوتے زید کی شادی موضع..... میں ہوئی سنگنی
کے بعد میرے خسر نے کہا کہ کچھ مضبوطی کر دو پانچ روپیہ ماہوار لکھ دو میں نے پانچ روپیہ ماہوار لکھ دیئے
اگرچہ روٹی کپڑا مزدوں تو مجھ سے میری بیوی ہر ایک جگہ وصول کر سکتی ہے۔ زید کی بیوی کی ماں کا انتقال
ہو گیا۔ میری بیوی کی عمر اس وقت میں دس سال کی تھی میرا نکاح میری خوشدامن کے انتقال کے بعد
میں ہوا ہے اور نکاح کئی سال کے بعد میں ہوا ہے نکاح کے بعد کچھ دنوں بعد نصرت کی اس بلوکی
کی عورت قریب ساٹھ پندرہ سال کی ہے جب میں اپنی بیوی کے پاس گیا تو معلوم ہوا کہ یہ لڑکی مرد کے پاس
رہنے کے قابل نہیں ہے غرض صبح کو دائیوں کو بلایا تو ان سے کہا کہ تم اس لڑکی کو دیکھو یہ مرد کے قابل ہے
یا نہیں سب دائیوں نے دیکھا جواب دیا کہ یہ لڑکی خاوند کے پاس نہیں جا سکتی اس کو دائی لڑکی کو دیکھا تو
غرض تین ڈاکٹر لڑکیوں کو دیکھا ڈاکٹر لڑکیوں نے کہا کہ یہ لڑکی مرد کے پاس نہیں جا سکتی ہے یہ لڑکی پیدا نشی
ایسی ہے۔

غرض اب لڑکی نے دریافت کیا بہت سی عورتوں نے کہا کہ کچھ کو یہ بات معلوم تھی کہ میں آدمی کے
پاس نہیں جا سکتی ہوں تو لڑکی نے جواب دیا کہ میری ماں نے مرنے سے پہلے سب گھر سے کہا کہ دیکھو اس
لڑکی کی شادی مت کرنا میرے سب گھر کی عورتیں مرد جانتے ہیں اور اس گاؤں میں جتنے عزیز ہیں سب
جانتے ہیں میری ماں نے سب پر یہ بات ظاہر کر دی تھی۔ اب عرض یہ ہے اس لڑکی کو اور سب گھر کو جب
معلوم تھا تو مجھ کو دھوکا دے کر پانچ روپیہ ماہوار کا شام کیوں لکھوا اور تین سو روپیہ میں کیوں شادی خیر کر گئے
اب عرض یہ ہے کہ اس عورت کا نکاح جائز ہے یا نہیں اور اگر جائز ہے تو اس کا کیا کرے اور اگر ناجائز ہے
تو اس کا جو کچھ خرچ ہوا ہے وہ دینا اس لڑکی کے والدین کو جائز ہے یا نہیں دوسری بات یہ ہے حیدر آباد
مستری اس کا چچا وہ اس کا ولی بنا تھا جو نہ کہ جب اس کو یہ بات معلوم تھی تو اس نے کیوں نہیں مجھ پر ظاہر

کیا جن جن شخصوں کو جن عورتوں کو یہ بات معلوم تھی انھوں نے ظاہر نہیں کیا ان کے واسطے شرع شریف کا کیا حکم ہے۔ نیز یہ کہ ایسی ناقابل عورت کا ہم اس کے شوہر پر واجب ہے یا نہیں شریعت مہرہ کا کیا حکم ہے؟ جو نکاح ہو جائے۔

الجواب۔ صورت مستفسرہ میں نکاح تو جو بھی گیا جن لوگوں کو یہ معلوم تھا کہ عورت اس وجہ سے مرد کے لائق نہیں وہ مرض معلوم تھا اور پھر معلوم ہوتے ہوئے یہ نکاح کیا وہ مہر میں گزر نکاح کسی عیب کی بنا پر رد نہیں ہوتا نکاح لازم ہو چکا۔ چونکہ عورت ایسے مرض سے مرینہ ہے اس کے ساتھ جو خلوت ہوئی خلوت صحیحہ نہیں ہوتی کہ پورا مہر لازم ہو جائے اب اگر طلاق دے گا نصف مہر دینا ہو گا۔ لڑکی کا بیان کہ اس کی ماں نے یہ کہا تھا کہ اس کی شادی مت کرنا اگر صحیح بھی ہو تو اس سے کب مراد یہ معلوم ہو کہ عورت کو یہ مرض ہے اکثر گمراہانہ غور دیکھ کر بھی عورتیں ایسا کہہ دیتی ہیں کہ یہ لڑکی اس قابل نہیں کہ شادی کی جائے۔ اگر ماں نے ساتھ ہی یہ بھی کہا ہو تاکہ یہ مرد کے قابل نہیں تو وہ بھی اس مرض ہونے کو ظاہر نہیں کرتا اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ اپنی لاغری کمزوری کے سبب مرد کا تحمل نہیں کر سکتی یا اسے ایسا مرض ہے کہ مرد کے پاس جائے گی تو اسے نقصان زیادہ ہو گا وغیرہ وغیرہ۔ ہاں اگر لڑکی کے باپ اور اس کے سوا اور ایسا کو واقعی لڑکی کی جو حالت ہے رقی و قرن وغیرہ تو انھوں نے یہ جانتے ہوئے اس لڑکی کا نکاح اس شخص سے کیا بہت برا کیا وہ اس کے حق میں گرفتار ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از موضع پر زونا ڈاک خاندن کیسب منسل بریلی مرسلہ ٹھیکہ دارانہ بخش صاحب۔
(۱) ایک عورت کا خاوند مندہ ہے مگر خاوند نے کل تعلق مع کھانا کپڑوں کے ادا کرنے کا عرصہ تخمینہ ۱۵ سال سے چھوڑ دیا ہے اور عورت اپنی گذشتہ اوقات خود محنت مشقت سے کرتی ہے مگر خاوند نے طلاق نہیں دی ہے مگر عورت اسی مدت مذکور بالا کے بعد اب محنت مشقت نہیں کر سکتی ہے اب وہ عورت بلا طلاق دیئے ہوئے خود اپنا نکاح دوسرے کے ساتھ کر سکتی ہے یا نہیں؟

(۲) اور عورت بلا طلاق کے متنی مدت کے بعد اپنا نکاح خود دوسرے کے ساتھ کر سکتی ہے؟
الجواب۔ (۱) ہرگز نہیں اگر بے طلاق دوسرے سے نکاح کرے گی باطل محض ہو گا وہ نکاح نہ ہو گا نہ اسفاح ہو گا نہ پرہیز ہے کہ عورت کو بھلائی کے ساتھ رکھے یا بے بھلائی کے ساتھ چھوڑ دے قال تعالیٰ والمحسن من النساء۔ وقال تعالیٰ۔ امسکوهن جعفر ووف اوسرھون بمعرفہ

اور وہ شخص حق اللہ وحق زن میں گرفتار ہے شدید گنہگار ہے اس پر تو بہ فرض واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) بلا طلاق کبھی نہیں کر سکتی جب تک ایک کے نکاح میں ہے دوسرے سے نکاح نہیں ہو سکتا نقد نہ دینا خبر گیری نہ کن طلاق دینا نہیں بعد طلاق دوم و عدت دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے اس سے پہلے کرے گی باطل ہوگا نکاح ہرگز نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ مرد فرزند علی ہرن توڑ ڈاک خاں بائسی ہاٹ ضلع پورنیہ ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۲۵۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع اندر اس صورت میں۔

یہ کہ بلائیں لڑکا سہمی محمد شریف اور نابالغ لڑکی سماء معیدہ کا عقد چھپنے کشمیں اس طرح ہوا کہ لڑکی کی طرف سے اس کی دادی نے (ولی بن کر) بیاہ کیا باوجودیکہ چار سو جو اس وقت تھا اور لڑکے کی طرف سے اس کا چچا ولی ہو کر قبول کیا لڑکا و لڑکی دونوں کا مکان ایک ہی آنگن میں ہے لڑکی بعد از عقد عدم بلوغ سے بلوغ تک برابر اسی لڑکے کے گھر میں آمد و رفت کی اور دونوں میں مباشرت بھی ہوتی ہے ہاں لڑکا اس وقت نابالغ ہے اور لڑکی بھی اور حالت بلوغ میں لڑکے نے لڑکی کو مکرر طلاق دی اس طرح سے کہ اس نے ایک طلاق دی کسی نے پوچھا کہ تم نے طلاق دی تو کہا کہ ہاں اور دوسرے نے دوسرے روز پوچھا کہ تم نے طلاق دی تو کہا کہ ہاں اور تیسرے نے تیسرے روز پوچھا کہ تم نے طلاق دی تو کہا کہ ہاں اور چوتھے نے پوچھا کہ واقعی تم نے طلاق قطعی دی تو کہا کہ ہاں لڑکی عدم بلوغ سے بلوغ تک برابر کہتی آئی کہ مجھ کو بھی شوہر پسند اور منظور خاطر ہے۔ صورت مسئلہ میں مجاز یا عدم جواز کون سا حکم نافذ کیا جائے فقط۔

الجواب۔ صورت مستفسرہ میں وہ نکاح کہ نابالغ کا اس کی دادی نے کیا نابالغ کے چچا کی اجازت پر موقوف ہوا جب کہ ہر میں غلبین فاحش نہ ہوا ہو ورنہ ہوا ہی نہیں اگر نکاح چچا کی اجازت پر موقوف ہوا تھا تو اگر چچا نے خبر نکاح یا کر اسے جان کر دیا تھا تو چنانچہ ہو گیا تھا اور لڑکی جب بلوغ پہنچا اس نکاح سے راضی رہے تو اسے رد نہ کیا تو وہ نکاح لازم بھی ہو گیا اور اگر چچا نے رد کر دیا تھا تو وہ رد ہو چکا تھا لڑکی بحالت نابالغی اس سے رضا ظاہر کرتی رہی وہ کو بے کار بھی ہی بحالت بلوغ بھی اس مرد و دو نکاح سے رضا ظاہر کی ہے کارہی اور مباشرت نہایت زور اور اگر چہ ایک نے خبر نکاح پا کر نہ اسے رد کیا نہ چا تو وہ اس کی اجازت پہلے اس وقت تک موقوف تھا جب تک لڑکی نابالغ تھی جب لڑکی بالغ ہو گئی خود اس کی اجازت پر موقوف ہو گیا اس نے اسے جان کر دیا نہ خبر ہو گیا تھا اور اگر چہ لڑکی لڑکے کا دونوں کا ولی ہے تو اس صورت میں بھی نکاح ہو گیا

زوال کا خوف ہوتا ہے اور فقیر ایک آنکھ میں بادشاہ ہو سکتا ہے ایسا جو کھڑوں روپہ ہزارا کر سکتا ہے بادشاہ
 اگر کیا یہ خیال کہ میر کو ہر کون سمجھے تو اس کے لئے بھی وہی ہے جو فقیر کے لئے جو اس قدر مہر کی اس وقت
 قوت نہیں رکھتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ انہا کسی ہائے مطلع پورنہ مدد سر گنج مسئولہ مولوی غیاث الدین صاحب ۱۹ ذی قعدہ ۱۲۷۴ھ
 اپنا حقیقی نانا کی مدخلہ بی بی بی بی سوتیلی نانی سے عقد کرنا چاہتا ہے یا نہیں اگر جائز نہیں ہے تو اس
 کا ثبوت کتب مجتہدہ سے مع حوالہ منقول تحریر فرمائیں اور یہ بھی واضح طور پر بیان کریں کہ جس مفتی نے باوجود
 علم کے محض دنیاوی مفاد کے خیال سے جو اذکار فتویٰ دے کر عقد کر لیا ہے اس کے لئے شرعاً کیا حکم ہے
 اور ایسے مفتی کے ساتھ مسلمانوں کو کیا سلوک کرنا چاہئے امید کہ اپنا دستخط دہرے مرقن فرمائیں۔

الجواب۔ نانا کی زوجہ حرام ہے اپنی سگی نانی ہو یا سوتیلی یوں جسے سگی دادی سوتیلی دادی سگی ماں
 سوتیلی ماں لقولہ تعالیٰ۔ ولا تنکحوا ما نکح اباؤکم وہاں سے اصول مراد ہیں ابابیر میں اب۔ اب اباب۔ اب
 ام سب آگئے تفسیرات احمدیہ مطبوعہ جدید رتی پریس دہلی ۱۲۷۱ھ میں ہے اما الرابع من المصاحف وهو حلیۃ
 الالب فی الذکور فی الآیۃ الاولیٰ یعنی لا تنکحوا ما نکح اباؤکم عالمگیری مصری ج ۱ ص ۱۷۱ میں ہے والآیۃ
 نسام الاباء والاحداد من جهة الاب والامه وان علوا فہو الام محرمات علی التامہ من کلما ووطا نکح
 فی المحادی القدسی قناوی الام فیہ النفس قاضی خاں رحمہ اللہ تعالیٰ مطبوعہ برہاش عالمگیری مصری ج ۱
 ص ۱۷۱ میں ہے اما المحرمات بالعقد فنکوحۃ الاب والجد من قبل الاب والامہ وان علما جس کے یہ
 نکاح کیا اس پر فرض ہے کہ فوراً ایذا ہو جائے وہ عورت مرد اور اس نکاح کے سائی وشرکار جو اس سے
 واقف تھے کہ یہ نکاح نانا کی زوجہ سے اس کے خواہر کا ہو یا بہن کا ہو یا بہن کے وہ مفتی بھی۔ خدا سے
 اور سب کو تو یہ وجہ کی توفیق دے اور معاف فرمائے۔

یہ فتویٰ غلط دیا مگر کسی مسلمان اور پڑھے لکھے انسان کی طرف یہ گمان کہ اس نے جان بوجھ کر
 ایسا غلط فتویٰ دیا بدگمانی ہے اور بدگمانی خود منجرب ہے اگر اس نے بے گنجی سے ایسا عمل میں کیا یا کچھ
 کر دانستہ غلط کیا تو پھر خال اس مفتی سے گناہ جو دوسری صورت ہو تو آفت سخت ہے۔ میرے پاس دوسری
 جگہ سے بھی یہ سوال کیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ مفتی نے دھوکا کھایا قناوی رضویہ کی اس عبارت سے کہ
 باپ کی ساس حلال ہے اگر اپنی نانی نہ ہو۔ مفتی نے یہ عبارت دیکھ کر اس کا مطلب یہ سمجھا کہ سگی نانی حرام

ہے اور سوتیلی حرام نہیں مالا کھاس عمارت کا مطلب یہ ہے کہ باپ کی ساس جو اس شخص کی نانی ہو چلا
ہے مگر ہو یا سوتیلی۔ اور جو اس کی نانی نہیں وہ طلال ہے باپ کی ساس ہونے سے نانی حرام نہیں مگر
نانی ماں کی ماں اور زوجہ بنانا ہونے سے حرام ہے اور سوتیلی نانی کی منکوحہ ہے اس لئے حرام ہے باپ
کی وہ ساس جو اس کی نانی نہیں مگر نہ سوتیلی وہ حرام نہیں تو یہ کہنا کہ باوجود طم کے محض دنیاوی مفاد کے
خیال سے مفتی نے جواز کا فتویٰ دیا خلاف واقع بات اور بدگمانی معلوم ہوتا ہے والغیب عند اللہ و
ہو اعلم بحقیقۃ الحال واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از اساتذہ ربی سرمد شیخ محمد صاحب ۲ مجرم الحرام ۵۸ھ

بعض لوگ کہتے ہیں کہ کچھ سے نکاح درست ہے۔

الجواب صحیحی کے ساتھ نکاح ناجائز نہیں قال تعالیٰ۔ واصل نکمہ ما دامہ ذلک تک صحیحی عمارت میں
نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از کراچی پراڈ فٹل مسلم لیگ مسئولہ محمد عبدالحی صاحب حقانی مولوی فاضل آفس سکریٹری
۱۳ جمادی الاولیٰ ۵۸ھ۔

ایک لڑکی سہ ماہی بالغ ہے اور جس کی عمر ۱۶ سال ۸ مہینے ہے نہ خوش و رضا مشرف اسلام
ہوئی اور مسلمان ہو کر اس کا نکاح مسیحی محمد عالم کے ساتھ کر دیا گیا لڑکی کے ہندو باپ نے کورٹ میں
رجوع کیا کورٹ نے لڑکی کے بپوع و قول اسلام اور نکاح کے جائز قرار دینے کے باوجود لڑکی کو ہندو باپ کے
قبضہ میں اسے دیا اور مسیحی محمد عالم سے ملنے اور خط و کتابت کی بھی ممانعت کر دی۔

(۱) کورٹ کا یہ فعل مداخلت فی الدین ہے یا نہیں؟

(۲) مسلمانوں کو ایسے ناجائز حکم کی پابندی کرنی چاہئے یا نہیں؟

(۳) کیا باقی کورٹ کے مجوزہ حکم کو دوسرے صوبہ جات میں مثال کے طور پر پیش کر دیا جائے؟

(۴) اگر یہ معاملہ مداخلت فی الدین ہے تو مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے؟

الجواب۔ جواب مسئلہ تو ظاہر ہے کہ جب وہ لڑکی بفضل تعالیٰ مسلمان ہو گئی تو اس کو ہندو باپ سے
کوئی تعلق نہیں رہا جب اس نے محمد عالم سے عقد کر لیا وہ اس کی بیوی ہو گئی اس کے اسلام و نکاح کو مجوز
نے صحیح مانتے ہوئے پھر اسے اس کے ہندو باپ کے پر و کیا اس سے بوجہ مخالف مذہب کوئی تعلق نہ بقا

اور محمد عالم جس سے اتنا زبردست تعلق کہ اس کی منکوحہ ہے اس سے ملنے بلکہ خطا کا بت کی بھی ممانعت نہ کر دی
 ضرور مخالفت فی الدین اور مزج زیادتی ہے جس پر احتجاج لازم پہل کیا جائے جائے مگر طور پر انشاء ہو چکے
 سنی اس حکم کے خلاف کی جائے اس حکم پر ہرگز صبر نہ کیا جائے جو کچھ جائز کوشش اس کے رد کرنے کی ہو سکتی
 ہو کر فی لازم مسائل نے جس امر کا اندیشہ نہ میں بتایا ہے صبح ہے اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اس لڑکی کے
 جو ابھی مسلمان ہوئی ہے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھنے اور اگر ایمان پر بفضلہ تعالیٰ قائم رہے تو جان جانے کا
 قوی اندیشہ ہے۔ ایک مسلمان کو اس کے ایمان و ایمان کے دشمنوں کے حوالہ دینے پر کوئی مسلمان کیونکر مجبور
 کر سکتا ہے ہرگز ایسا کوئی قانون خیال میں نہیں آتا کہ ایک شخص کو اس کے ایمان و ایمان کے دشمن کے حوالہ
 کرتا ہو۔

مجوز نے محض اپنی رائے سے ایسا کیا ہو گا اس قانون کے تحت سمجھ کر کہ ۱۸ سال سے کم عورتیں نکاح
 نہ ہونا چاہیے اس قانون کا حاصل تو اتنا ہی سمجھا جاسکتا ہے کہ ۱۸ سال کی عورتیں نکاح نہ کیا جائے اگر کوئی
 کرے گا تو قانوناً مجرم ہو گا پھر نہیں کہ وہ نکاح نکاح ہی نہ ہو گا اس لئے مجوز نے اس نکاح کو صحیح یا اقواں
 قانون کی بنا پر بھی عورت کو اس کے ہندو باپ کے سپرد کر دینا اس کا کوئی موقع خیال میں نہیں آسکتا شوہر
 کے سپرد تو یوں نہ کی کہ عمر ۱۸ سال سے کم شہی اور ۱۸ سال سے کم عورتیں نزن و شوہر میں یکساں قانوناً منوع
 بھی ہوگی مگر ہندو باپ کے سپرد کر دینا اس قانون سے کیسے سمجھا شوہر کو دینے پر اگر عورت کی صحت پر وہی
 خطرہ تھا تو اس کا علاج تو یہ بھی ممکن تھا کہ شوہر کے اعزاء کسی معتد مسلمان کے سپرد کی جائے کہ جب تک اس
 کی عمر قانونی نکاح کی نہ ہو اس وقت تک شوہر سے تنہائی میں نہ ملے اس کے یہاں رخصت نہ کی جائے تو
 ہندو باپ کو دینے میں تو واقعی خطرہ اس کے جائے گا اور قوی اندیشہ انتقامت علی الایمان اور ایمان چلنے
 کا ہے جس کا کوئی بندوبست نہیں ہو سکتا۔ اس وہی خطرہ کا لٹا ٹکانا اور اس صحیح خطرہ قوی اندیشہ کو خطرہ میں نہ
 لانا مجوز کا یہی انصاف ہے ہر اہل انصاف پر روشن ہے۔ ذی انصاف تو اسے ظلم بالائے ظلم کہہ سکتے ہیں۔
 وللحول ولا قوت الا باللہ العلی العظیم وهو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ ایک عورت کا نفاذ تین سال کا عرصہ ہوا پاگل ہو گیا اور اب ایک سال سے لاپتہ ہے ہم
 لوگ خدا واس کے رسول کا درمیان میں دے کر صحیح تحریر کرتے ہیں اب وہ عورت جوان ہے اس کی گذر
 بسر ہوا مشکل ہے لہذا ایسے عورت میں شریعت کا کیا ہے؟

نشان انگوٹھا چھوٹے شاہ موضع خیر پور نشان انگوٹھا محمد شاہ موضع سرسا
الجواب۔ جب تک اس کے مرنے کی خبر معلوم نہ ہو ایسی کہ اس خبر پر عورت کا دل خستے اور اس کی
 عدت نہ گناہے اس وقت تک عورت دوسرے سے نکاح نہیں کر سکتی اگر کرے گی تو ہوگا اشد گناہار مستحق
 تازہ ہوگی وہ دوسرا جس سے نکاح کرے گی اگر اسے معلوم ہوگا کہ عورت ایسی ہے جس کے خاوند کا پتہ نہ ہو
 مفقود ہو گیا ہے یہ جانتے ہوئے نکاح کرے گا وہ بھی حرام کار ہوگا یہ نکاح نہ ہوگا نہ او سماع ہوگا ولا یشائی

کتاب الرضاع

رضاعت کا بیان

مسئلہ۔ از مظہر موز موضع برہنڈاک خانہ مہندوارہ مولوی حفیظ الرحمن بتاریخ ۱۱/ ۱۱/ ۱۳۴۶ھ
 نزدیک شادی ہند سے ہوئی اب کچھ دنوں کے بعد ہندہ کی ماں آپس میں عورتوں میں گفتگو کر رہی
 تھی کہ سیرالاکا جو انتقال کر گیا ہندہ سے بڑا تھا اس کے ساتھ میرا دودھ نہ لینے پر ہے اس وقت زید وہاں
 پر موجود تھا اس وقت زید نے اس کا کچھ خیال نہ کیا کیونکہ رضاعت کے مسئلہ سے ناواقف تھا جب زید
 کو یہ مسئلہ معلوم ہوا تو زید نے خیال کیا کہ میری ماسی یعنی (ہندہ کی ماں) کہہ رہی تھی کہ زید نے میرا دودھ پیا ہے
 اب زید کو یہ پتہ نہیں کہ جس وقت میں نے ہندہ کی ماں کا دودھ پیا اس وقت میری عمر کتنی اب زید اس
 بات کو ہندہ کی ماں سے موقع کے ساتھ دوچار روز میں مکمل طور پر تحقیق کرنا چاہتا ہے یک بیک پوچھتے
 شرم آتی ہے تو اس درمیان میں زید ہندہ سے جماع کر سکتا ہے یا نہیں؟

ملا گئی سال کی عمر میں زید کے ہندہ کی ماں کے دودھ پینے سے زید پر رضاعت کا مسئلہ ثابت ہوگا
 یا کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اور اس کی صورت کیا ہے جواب مرحمت فرماؤں۔ بیوا تو حروا
الجواب۔ ثبوت رضاعت کے لئے حجت مال درکار نہ دو روز ایک مرد و عورتیں ایسے جن کی شہادت
 شرعاً مقبول ہو زمانہ رضاعت میں دودھ پینے کی شہادت دینے درمیان میں ہے الرضاع صحیحۃ العالما علی
 شہادۃ عدلین اعدال وعدلتین۔ شہادت مرفوضہ مقبول نہیں روا التاثر میں ہے لا تقبل شہادۃ لخصۃ

عند ابی حلیفة وامامہ۔ خانیگیں ہے۔ راجل تزوج امراتہ فشدات اسراۃ انہا اسمنعتہا الا شبت الخ
بقولہا وان کانت عدلۃ فان تزوجہا کان الفضل الخ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۔ اگر شہادت شرعیہ ثابت ہو کہ زانیہ نے ماورہ ہند کا دو روزہ مدت رضاع کے اندر یا جو امام اعظم و
صحابین کے نزدیک دو سال ہے جب تو بالائے اتفاق حرمت ثابت ہوگی اور اگر وہیں کی علم پوری ہونے
کے بعد ڈھائی برس پوری ہونے سے پہلے بیابایت ہو تو امام اعظم کے نزدیک حرمت ہوں صاحبین کے
زادہ ثابت نہ ہوگی۔ فتویٰ دونوں صاحبان ہے اس صورت میں احتیاط یہی ہے کہ ایسی عورت کو بچہ دیا
جائے اور اگر ڈھائی برس بعد بیابایت ہو تو بالائے اتفاق حرمت ثابت نہ ہوگی کہ مدت رضاعت کے بعد بیابا
سے حرمت نہیں ہوگی در مختار میں ہے یتیم الخ قوله في الدنيا قطرة الماء في بحر الرائق سے ہے اس
بعد ہا فانہ لا یوجب التحریم اور در مختار میں ہے ہو وحوالان و نصف عندہ وحوالان فقط بعد ہا
وهو الاصح فتح وہ یفتی کما فی تصحیح القدوسی عن النعمان لکن فی الجوهرة انه فی المحولین و نصف
ولو بعد الفطام محرر وعلیہ الفتویٰ ام روا مختار میں ہے۔ انہما قولان اثنی بکل منہما واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ ازیدہ حسین علی صاحب وکیل جاوہر ۱۸ ستمبر ۱۳۸۷ء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں۔ سکینہ

احمد علی
فاطمی
شانیہ بی
احمد بخش

سکینہ بعمر ۱۰ سال کے ایک پوتی شانیہ بی اور ایک نواسہ احمد بخش ہے سکینہ ۲۵ یا ۳۰ سال سے
بیوہ ہے بالکل خشک ہے یعنی ٹھنڈی کی کمال ہے یہ نواسہ احمد بخش سے محبت رکھتی ہے اس کو محبت سے
جب کہ وہ روتا ہے پستان منہ میں دیتی ہے اس میں دو دھاتفاق سے کہا ہے اور وہ بی لیتا ہے اس حالت
میں احمد بخش کا نکاح شانیہ بی بی سے ہو سکتا ہے یا نہیں یہ دونوں ماموں بھوپگی کی حیثیت سے بھائی بہن
ہیں یعنی ماموں زاد شانیہ بی اور بھوپگی زاد احمد بخش ہونے کی بنا پر نکاح جائز ہوگا۔

الجواب۔ اگر احمد بخش کے بون میں اس کی نانی کا دو دھ پینے سے لیک بار بھی بیوہ بن گیا ہو تو حرمت
رضاعت کے لئے کافی ہے۔ احمد بخش احمد علی کی لڑکی شانیہ کا چچا مولہ وہ اس کی شہینہ چچا بیوی کا نکاح حرام۔

مرضہ اگرچہ بڑھ ہے اور آئینہ بھی کسی عالمگیر نہیں ہے۔ یہ تعلق القویہ بہ اذا حصل من بنت قح بنین
فصل الذلک فی الجوهرة النيرة اسی میں ہے۔ اذانزل الفتی لبن ان علم انه امراتہ تعلق بہ القویہ
۹ برس کامل کی ذلہ اس سے زائد عمر کی عورت کے دو دھپنے سے تحریم ثابت ہوتی ہے اگر وہ بڑا غیر شادی
شدہ شوہر والی ہو یا بیوہ۔ ذات جہین ہو یا آئینہ ہو یا دم دور بنتا میں ہے۔ الرضاع مص من ثدی آویہ
ولو بکر او بیثہ او آویہ۔ روا المتشریش ہے قولہ او آویہ ذکرہ فی النہای اخذ اسن احلا فہم قال وهو
حادثة الفتوی۔ جب احمد بخش اپنی نانی کا دو دھپتا ہے تو شاید اس کے لئے حلال نہیں کہ وہ اس کا دم
رضاعی ہے۔ بصرہ من الرضاع ما بصرہ من النسب واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتاب الطلاق

طلاق کا بیان

مسئلہ۔ از شہر بریلی محلہ قروان ۱۹ شوال المکرم ۱۳۵۰ھ
زید نے ان الفاظ کو ادا کر کے میں نے اپنی بیوی کو جو بے حاکم لڑکی ہے اور میرے نکاح میں تھی میں
اس کو طلاق دیتا ہوں مجھ کو اس سے کوئی تعلق نہیں خواہ وہ نکاح کرے یا زندگی کرے میرے نزدیک
یہ زندگی ہے۔

الجواب۔ عورت نکاح سے مکمل گئی اس پر دو طلاقیں بائن ہو گئیں کہ اس کو طلاق دیتا ہوں طلاق
ضریحہ رجعی ہے اور مجھ کو اس سے کوئی تعلق نہیں ہے لہذا نکاح طلاق سے اور بوجہ تقدم طلاق ضریحہ رجعی
تصح فیت نہیں تو اس بائن نے اس رجعی سے مل کر اسے بھی بائن کر دیا کہ اس سے بغیر رجعت نہ رہا عورت
کو اختیار ہے بعد عدت جس سے چاہے نکاح کر لے اگر زید بھی سے نکاح پر راضی ہو تو اس سے بھی کر سکتی
ہے کہ اس صورت میں زید صرف ایک طلاق کا مالک ہو گیا اب کبھی اگر ایک طلاق بھی اسے دے گا تو کدور
اس پر عیشہ ہمیشہ کو بوجہ طلاق مغلطہ حرام ہو جائے گی کہ بے حلالہ بھی حلال نہ ہو سکے گی یہ میری ان دو سے
مل کر تین طلاقیں ہو جائیں گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ اگرچہ دوکان سیٹھ صاحب محمد نمبر ۱۹ ایڈورڈ اسٹریٹ سرسلٹج محمد عواد صاحب انویلیجسٹ ۱۳۵۴
شیخ محمد حنیف کی لڑکی کی شادی شیخ محمد عواد کے ساتھ ہوئی جس وقت یہ شادی ہوئی تھی اس وقت
محمد حنیف سنی مسلمان تھا اب مذہب دہابیہ دیوبند پر اختیار کر لیا ہے اور محمد عواد سنی ہے۔ محمد حنیف نے محمد عواد
کو بہت کچھ سچایا کہ مذہب دیوبندیت و ولایت پر آیا و گھر محمد عواد نے صاف انکار کر دیا کہ ہم اپنا مذہب اہلسنت
نہیں چھوڑیں گے تب محمد حنیف نے اپنی لڑکی کو محمد عواد کے نکاح سے چھڑانے کے لئے اپنی لڑکی کو مشورہ دیا
کہ تو کافر مرتد ہو جا۔ لڑکی نے اپنے والد کے کہنے سے کلمہ کفر کھلا اب محمد حنیف کہتا ہے کہ ہماری بیٹی کافرہ
مرتدہ ہو گئی اور محمد عواد کے نکاح سے خارج ہو گئی۔ لہذا میں محمد عواد کے یہاں نہیں رخصت کروں گا۔
اور محمد حنیف اپنی لڑکی کا نکاح دوسرے سے کرے نہ کہہتا ہے۔ اب آپ حضرات ارشاد فرمائیں کہ اس
صورت میں محمد حنیف کی لڑکی شیخ محمد عواد کے نکاح سے خارج ہوئی یا نہیں۔ اگر نہیں تو محمد عواد زبردستی اپنی
عورت کو محمد حنیف کے یہاں سے لاسکتا ہے یا نہیں۔ اور محمد حنیف نے ایک مسلمان کو کافرہ مرتدہ ہونے کا
مشورہ دیا تو محمد حنیف مسلمان رہا یا کافر اور محمد حنیف کی عورت محمد حنیف کے نکاح میں رہی یا خارج اگر
خارج تو محمد حنیف تجدید ایمان و تجدید نکاح نہ کرے تو مسلمان محمد حنیف کے ساتھ کیسا رہا تو کریں۔

الجواب۔ عورت کی ردت سے مزاد مشائخ شیخ و مکر قہ فرقت واقع ہی نہیں ہوتی وہ حلال اب
المعصیہ وسد الباب الفتقہ ہی فتویٰ دیتے ہیں نیز امام صفار و امام دیوبند رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی کو اختیار
فرمایا اسی پر فتویٰ دیا وانا نقول وبالله التوفیق۔ قرآن عظیم کا ارشاد ہے۔ یٰٰلَیْہَا عَقْدَةُ النِّكَاحِ نکاح کی
گرہ مرد ہی کے ہاتھ ہے تو یہ ارشاد الہی بھی بظاہر اسی کو مختص ہی کہ ردت عورت سے فرقت نہ واقع ہو و اللہ
تعالیٰ اعلم عامہ مشائخ نے ظاہر الروایہ میں فتویٰ دیا کہ ردت احد الزوجین سے فسخ فی الحال ہو جائے گا۔ اور
سد باب فتقہ کے لئے فرمایا کہ عورت بعد تجدید اسلام اسی شوہر سے تجدید نکاح پر مجبوری جائے گی اس کا نکاح
اسی سے جو کرکڑیا جائے گا اور کم سے کم مقدار جوہر۔ راضی ہو یا انکار کر فی سبب اس کا انکار سموع نہ ہو جائے
حلال نہیں کہ وہ اپنے شوہر کے سوا کسی دوسرے سے نکاح کرے۔ امام فقیر النفس امام قاضی خاں نے فرماتے
فتویٰ اسی کو اختیار فرمایا بہر حال اس نام کے حنیف نے اپنی لڑکی کو مرتدہ کر کے اور اس بد نصیب عورت نے
مرتدہ ہو کر سخت سے سخت عذاب الہی کے استحقاق اور غضب جبار و قہر قیام نے سزا دہنے کے سوا اور کچھ
نہ کیا۔ کہ با تو فرقت واقع ہی نہ ہوئی انکلام صفار و امام دیوبند و مشائخ شیخ و مکر قہ نہ کہ قول اختیار کیا جائے۔ یہی

نہ ہوئی ایک سی فسخ ہو کر بھی کمال نہ ملے کہ جو فسخ مانتے ہیں وہ بھی اسے شوہر اول ہی سے نکاح پر مجبور فرماتے ہیں۔ اور کسی اور سے اس نکاح اس حال میں حلال نہیں فرماتے۔ اسے قید ہی رکھتے ہیں آزاد ہی کہاں دیتے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو زمین میں فساد کی ہر طرح کی روٹھا ہوتا واللہ لا یحب الفساد۔ واللہ لا یحب الفسک واللہ لا یبذل یکید الخائنین۔

[illegible]

جن کے نزدیک تفریق واقع ہی نہ ہوئی۔ ان کے نزدیک تو محمد و عواد کو اسے جبر اللہ کا اختیار ہوتا تھا ہے۔ اور جو فرج مانتے ہیں ان کے نزدیک بھی عورت جبراً محمد و عواد کی جانب راہ رکی جائے گی۔ وہ نام کا حنیف اسے روکنے کا حق نہیں رکھتا۔ وہ اگر دیوبند یوں کے ان اقوال بدتر از احوال پر مطلع ہے جن کے سبب علماء حرمین شریفین نے انھیں ایسا کافر قرار دیا کہ ان کے ان کلمات العین پر مطلع ہو کر ان کے کافر و متحق غلاب ہونے میں شک کرے خود کافر مظہرے گا۔ اور پھر انھیں اپنا بیرونی دشواری کے علماء اساتذہ صرف ملمان ہی مانتا ہے تو وہ پہلے ہی سے کافر ہے اس سے لڑائی کو مزید کرنے کی کیا شکایت اور اگر اساتذہ انھیں ثواب اس سبب سے کافر ہو گیا اس کی عورت اگر پہلے نکاح سے خارج نہ تھی تو اب یوں خارج ہو گئی اس نام کے حنیف کو اس پر کوئی دھڑک نہ پڑی وہ بعد عدت جس سے چاہے اپنا نکاح کر سکتی ہے مجمع الانہر و فتاویٰ رازا زید وغیرہ جاتیں ہے۔ عن علیہ السلام لیتین من زوجھا فلیوکفوا۔ بعد توبہ و تہجد و کیا شوق پر عورت اس کے ساتھ نکاح پر مجبور نہیں کی جاسکتی۔ مجمع الامتہ میں ہے۔ ان استدا الفوج لایجب علی

النکاح بعد اسلامہ۔ اگر وہ نام کا حیف تو یہ نہ کرے تو اس کے ساتھ میل جول حرام ہے جب تک تائب نہ ہو اس سے رابطہ خط اسلام کلام میل جول قطعاً موقوف کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ اگر وہ کافر لگی رہے مسجد انجمن تبلیغ الاسلام میں نہ مولوی محمد علی آؤ مولوی سلیم رضا علیہ الرحمہ

۲۸ فرم فرمائے

مسماہ سارونٹ طلبین کا نکاح بحالت نابالغی ہو نکاح کے بعد شوہر مجنون ہو گیا جسے عرصہ آٹھ سال کا ہو اس کی حالت جب سے اب تک وہی رہی ہے کچھ فرق نہیں ہوتا ہے جبکہ اگر امارا بیچر تائب نہ اس کا کوئی وابستہ ہے نہ لڑکی کا کوئی وارث۔ بجز نادر ضعیف کے لڑکی کے خورد و نوش کا کوئی انتظام نہیں ہے لڑکی کی عمر

۱۸ سال ہے بہت ممکن ہے کہ اس کا قدم جاوہ استقامت سے پھیل جائے تو ایسی صورت میں شرعی رہائی کی جو صورت ہو جو تحریر فرمائی جائے اور یہاں حاکم وقت مسلمان نہ ہو تو کس طرح یہ مقدمہ فیصل ہوگا سخت پریشانی ہے۔

الجواب۔ سیدنا الامام الاعظم والہام الامم اور حضرت سیدنا الامام ابو جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک جنوں (اگرچہ طوق ہو اس کے) سبب عورت کوئی فرق حاصل نہیں ہوتا امام کا مذہب امام مذہب ہے اس سے سوائے ان صورت کے جن کا علم کرنے استثن فرمایا عدول جائز نہیں نیز اور وجہ کثرت سے اسی کو ترجیح حاصل متون مذہب کا یہی مختار ہے اگر مشرک یا مرتدین کا کسی پر اتفاق ہے کثیر فتاویٰ کا کسی پر اتفاق ہے شرح اسی کی دلیل کی ترجیح پر تیسرے امام اجل قاضی خاں وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی کو مقدم فرمایا تو ان کے نزدیک یہی معتبر و ملحق و مؤید ہے امام فقید النفس قاضی میں فرماتے ہیں حق القیاس مذہب العیب عندنا لا یثبت فی النکاح

فلا نرد المروءۃ بسبب شادان وحدت المروءۃ بزوجھا جنونا لا وجد اما اور بسا طلبس لها حق الفرقة بتویر الامام اور مختار میں دلائل میں احد الزوجین واجب الاضطرار ولو فلتحاشا کجنونہ امام فخر الدین زہری پھر امام کمال الدین ابن الہمام متفق علی الاطلاق نے اس مذہب مذہب کی تائید و توصیف اور دوسرے مذہب کی وہ تصنیف فرمائی جس کے بعد گناہ کلام ہی نہ رہی وان شئت الاطلاق علیہ فلنستوف مطالعة العجیب ونقع القدر بسبب ضرورت ملیمہ مقبولہ شرع اس مذہب امام سے عدول ناچار نہ ہوا رہا اگر واقعی ضرورت ہو ضرورت کا ادعا کرے خدا راخ اور نفس کے اتہام سے نہ ہو حاجت واقعہ متحقق ہو تو جب کہ عند الضرورة تقلب امام مذہب آخر شرط واجباً تو یہاں تو اسے مذہب کے ایک امام امام محمد کا بھی مذہب دہی ہے جو ائمہ کرام امام مالک و امام شافعی و امام احمد کے اس صورت میں امام محمد کے قول پر عمل کی اجازت ہو سکتی ہے۔

امام محمد کا مذہب یہ ہے کہ عورت حاکم شرع کے یہاں دعویٰ کرے وہ بعد ثبوت جنون جس دن سے عورت نے دعویٰ کیا اس دن سے ایک سال کی ہجرت دے اس بیچ میں اگر جنون بجا ہو یا شوہر مسلم ہو یا ہو گیا تو ہو گیا ورنہ ایک سال کامل گزرنے پر عورت پھر رجوع کرے اس وقت حاکم عورت کو اختیار دے کہ چاہے نفس کو اختیار کرے یا شوہر کو عورت اسی مجلس میں فوراً اپنے نفس کو اختیار کرے اگر مجلس بدلنے سے پہلے ہی اپنے نفس کو اختیار کرے تو حاکم تفریق کر دے روز تفریق سے عورت عدت کرے بعد عدت جس سے چاہے نکاح کرے اور اگر حاکم شرع کو ثابت ہو کہ جنون عیناً ہے تو ایک سال کی ہجرت نہ دے کافی الطوالت کو اختیار دے گا عورت فوراً اپنے تبدیل مجلس اپنے نفس کو اختیار کرے گی تو تفریق کر دے گا بعد تفریق روز تفریق سے عورت عدت کرے گی کافی میں ہے۔ قال محمد رحمہ اللہ تعالیٰ ان کان المحدث حاداً فاجلہ سنة كاللعنة ثم یفیر للمراۃ بعد الحول اذا لم یبرأ وان کان مطبقاً فھو کالمحب وبہ نالخذ کذا فی الخصال القدسی جہاں مسلمان حکام نہیں وہاں حاکم شرع اعلم واقعہ علماء اہل بلد ہے کما فی الحدیقة السندیۃ وہ اگر حسب بیان بالا تفریق کر دے گا تفریق ہو جائے گی جلد اکثر ماخوذ من العطاویہ النبیویہ یہ سہ مسائل صورت میں ہے جب کہ نابالغ کا نکاح اس سے نافذ لازم ہو چکا ہو کہ باپ نے خود یہ نکاح کیا ہو یا اس سے نکاح کر دینے کی جیسے اجازت دی ہو اس نے کیا ہو شوہر لڑکی کا کنوہو مہر میں کمی فاحش نہ ہوئی ہو یا مہر بچا نے کمی فاحش کے ساتھ کیا یا لڑکا کنوہو نہیں تو ان دونوں صورتوں میں باپ معروف بسوء اختیار نہ ہو اور شوہر کا غیر کنوہو نہ اسے پہلے سے معلوم ہو اسے غیر کنوہو جانتے ہوئے اس نے اجازت دی ہو یوں ہی اگر باپ نہ تھا دادا تھا دادا نے یہ نکاح کیا یوں ہی اگر کسی اور نے کیا اور شوہر کنوہو ہے اور مہر میں کمی فاحش نہ ہوئی اور باپ یا اس کے نہ ہوئے دلوانے اس نکاح کی خبر سن کر اسے جائز کر دیا ہو یا باپ دادا کے علاوہ بھائی وہ نہ تھا تو بھیا وہ نہ تھا تو دادا پر دادا کی اولاد سے کسی ولی اقرب نے کیا یوں ہی اگر دادا پر دادا کی اولاد میں کوئی نہ تھا تو بھیا نے یہ نکاح کیا بشرطیکہ ان لوگوں میں سے جس نے کیا کنوہو ہے کئی مہر کیا یا غیر ولی نے ایسا نکاح کیا اور جولی تھا اس نے جائز کر دیا تو نکاح ہو گیا۔

باپ یا دادا یا ان کے وکیل نے جو نکاح کیا کنوہو ہے کئی مہر یا غیر کنوہو ہے اور کھلی کمی مہر کے ساتھ کیا اگر باپ یا دادا معروف بسوء اختیار نہیں یا غیر نے کیا اور اسے باپ دادا نے جائز کر دیا تو یہ نکاح جائز و نافذ لازم ہو گیا اس صورت میں عورت کو کسی وقت خیال نہیں۔ یوں ہی اگر باپ دادا کے نہ ہوتے اور والدہ

سے کسی اقرب نے کیا اور لڑکی نے بائف ہوتے ہی اپنے نفس کو اختیار نہ کیا جس مجلس میں بالغ ہوئی اسی مجلس میں یا اگر اسے خبر نکاح نہ تھی بعد بلوغ جس جلسہ میں اسے خبر ملی اسی مجلس میں اپنے نفس کو اختیار نہ کیا تو بھی نکاح لازم ہو گیا اب عورت کو کوئی اختیار نہیں۔ بول ہی اس صورت میں جب کہ غیر ولی نے کیا تھا اور ولی نے اسے جان کر دیا تھا۔ ہاں اگر ایسے باپ دادا نے یہ نکاح کیا تو معروف بسور اختیار تھے اور یہ شوہر عورت کا کفو نہیں یا یہ کفو ہے مگر عمر میں کمی فاحشگی یا وہ معروف بسور اختیار نہ تھے اور شوہر غیر کفو ہے انھیں دھوکہ دیا اپنا کفو ہونا ظاہر کیا اس بنا پر انھوں نے اس سے اس لڑکی کا نکاح کیا یا غیر ولی نے کیا اور ولی نے اجازت نہ دی نہ تو لاندہ فعلاً تو عورت کی ناپا لنی تک وہ ولی کی اجازت پر ہو تو تھا بعد بلوغ خود لڑکی کی اجازت پر نہ تو کفو ہو گیا ان صورتوں میں برہنہ جیون شوہر شرعی چاہتا ہے مخفی ہے مگر بعض پہلی صورتوں میں نکاح ہوا ہی نہیں اور بعض پچھلی صورتوں میں وہ نکاح لڑکی کی اجازت پر نہ تو کفو ہے جان کر دے گی جائز ہو جائے گا ورنہ کی باطل۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ زید کی زوجہ اول مرگئی اور ایک لڑکا چھوڑ گئی جو کہ اب بالغ ہے زید نے یکے بعد دیگرے دو عورتوں سے نکاح اور کئے زید کی موجودہ عورتوں میں سے ایک نے زید کی زید کی زوجہ اول کے لڑکے اور موجودہ عورتوں میں سے دوسرے پر زنا کا الزام لگایا لڑکا اور اس کی سوتیلی ماؤں میں برابر دشمنی چلی آ رہی ہے زید اپنی بیوی پر اس قدر فریفتہ ہے کہ وہ اس کو خوش کرنے کے لئے حق ناحق کرتا ہے لہذا بیوی کی منشا سے زید نے لڑکے کے الزام کو صحیح جانا اور اس سے بالکل قطع تعلق کر لیا چہرچاہیں یوم کے (بعد) لڑکے کو اس کے اخراجات دینا شروع کر دیا دونوں عورتیں کہتی ہیں کہ لڑکے نے نہ کیا یہ بالکل غلط ہے محض یہ عداوت ہے لہذا مذکورہ بالا شخص کی بابت کیا حکم ہے صاف تحریر فرما دیں۔

الجواب۔ زید نے الزام کی جب تصدیق کر لی تو وہ عورت زید پر حرام ابدی بیوی جس کے ساتھ اپنے لڑکے پر الزام زنا صحیح جانا زید کو اس عورت سے جدا ہونا فرض ہے اب خبر لڑکا کرے کہ میں نے نہیں کہا دیا تھا حلف سے کہے کہ یہ بات غلط ہے ہرگز ایسا نہ ہوا کچھ سمجھا نہیں وہ عورت جس نے الزام زنا کا رکھا اور زید اس کی وہ دوسری بیوی جو اب تک بعد اس تصدیق الزام کے زید کے پاس ہے منہ بیکار رہیں تو بہر حال اور اگر فی الواقع زید کے بیٹے نے سوتیلی ماں سے کالافتہ کیا تو اس کا اور اس کی سوتیلی ماں کا جس نے سوتیلے بیٹے سے کالافتہ کیا (یا) پوچھنا ظاہر ہے بہت سخت ترمیم کے دونوں مرتکب ہوئے دونوں

پر تو یہ فرض ہے الزام نہ اس کے ثبوت کے لئے اقرا یا چار عادل ثقہ ایسے مردوں کی شہادت دیکار جنہوں نے اپنی آنکھ سے سرسروانی میں سلائی کی طرح دیکھا ہوا اور وہ بالاتفاق ایسا بیان کریں کہ اس کے سوا ثبوت زنا نہیں ہو سکتا محیط اوہ ہندیہ و کھر الرائق جامع الرموز و مجموعہ القروى و در مختار وغیرہ میں ہے۔ والفاظ اللہ قدیل لہ ما فعلت ہام امراتک فقال جامعہا تثبت الحرمۃ ولا یصدق ابنہ کذاب ولو ہا زلا خلاصہ وغیرہ میں فرمایا والا صراہ لیس بشرطی الا قرأ بعرضہ المصاحف۔ در مختار میں ہے۔ تزوج بکرا فوجدھا فبھا و قالت ابوت فغنی ان صدقہا مات بزلہ و الالا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ زید کی دہلی بی بی جس سے قبل ایک بی بی تھی جس سے ایک لڑکا بالبن موجود ہے اس نے اپنی سوتیلی ماں سے زنا کیا تو زید کی بی بی جس سے زنا کی نکاح سے خارج ہوگی یا نہیں اگر نکاح سے خارج ہوگی تو پھر نکاح میں لانے کی کوئی صورت ہے یا نہیں؟ بیوا تو جبراً

الجواب۔ بیٹے نے جس سے زنا کیا وہ بی بی زید پر حرام ابدی ہوگی کہ کسی طرح اس پر کبھی حلال نہ ہوگی نکاح سے خارج ہونا اور بات ہے اور حرام ہو جانا اور بات۔ حرام نکاح سے خارج ہونے کے بھی ہو جانا ہے اور کبھی نکاح میں رہتے ہوئے بھی۔ زید پر فرض ہے کہ جب بی بی کا زید کی اپنی بیوی سے نہ ثابت ہو یا بیہ ثبوت صحیح شرعی زید نے پس کر تصدیق کر دی ہو تو اس صورت سے مستلک کرے۔ قال تعالیٰ فلنکح ما یغفر او قسح بالحدانہ اس صورت میں جب اس کا بالمعروف محال ہے تو سرسری احسان ہی لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ زید کی زوجہ اول ایک لڑکا چھوڑ کر گری ہو کہ اب باقی ہے زید نے یکے بعد دیگرے دو عورتوں سے من، وادے نکاح اور کئے من نے زید کے لڑکے کے ساتھ زنا کا الزام لگایا زید نے من کی زبانی من کو اس الزام کو صحیح مانا اور لڑکے سے تبرا ہو کہ اس کو من کے کہنے سے نکال دیا من چند روز دن پہلے سے زید کے بھوتے بھائیوں کو اس الزام میں اپنا شریک اور واقعی بنانے کی کوشش کر رہی تھی جو نہ زید کے بھائیوں کو من سے روپیہ پسرا دیکھانے پینے میں بہت مدد دیتی ہے اس لئے کہا من نے من کے اطفال کا زید کو یقین دلانے کی کوشش کی زید نے دے دیا پھر کہا لڑکے نے زنا کیا آپس دے منکر ہوئی زید نے زید کو کہا کہ تو دے منکر ہوئی دوسرے دن زید نے دے کو پھر زید کو کہا کہ تو دے منکر ہوئی یعنی دے مار کے دے جیسی زید کی منشا دیکھی ویسا ہی کہہ دیا من مطلق نہیں چاہتی ہے کہ لڑکا گھر میں رہے

نزدیک سوس کی خوشی دیکھا کہ سب ترنما موسیقی کیوں نہ ہو زید اس واقعہ سے حق کے پرکھنے میں اگر کہتا ہے کہ اب لڑکا بالغ ہے مجھ پر اس کا کچھ حق نہیں ہے میں اس کی شکل نہیں دیکھتا چاہتا ہوں میں نے تو اس کو سن بلوغ تک پہنچا دیا دوسرے باپ تو دوسرا نکاح کرتے ہی پہلی بیوی کی اولاد کے ایک منٹ کے بھی روادار نہیں ہوتے اس واقعہ سے پیشتر لڑکے مذکورہ کو سوتیلی ماؤں نے زید سے کہہ کر اور جھوٹے الزام لگا کر کئی مرتبہ لڑکے کو گھر سے نکلوا دیا تھا گو کہ لڑکا بالکل سب نے خطا تھا لہذا صاف صاف تحریر فرمادیجئے مذکورہ بالا اشخاص میں سے ہر ایک کے لئے حکم شرع شریف کیا ہے زید کی دو بیویاں ہیں اور زید جانتا ہے کہ دونوں کے ساتھ کیا سلوک کرنا فرض ہے لیکن نہیں کرتا زید کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب۔ زید بے قید و سخت لڑکا ہے ظالم ستم کار خطا کا ہے حق اللہ و حق العباد دونوں میں گرفتار ہے اس پر قہر لازم ہے بالغ لڑکے کے نفقہ کا شمار ماہ و دم دار نہیں مگر اس پر محدود الزام کے سبب غلام و تم کا ٹھیکہ لڑا ہے اسے اس پر غلام و تم سزاوار ہے۔ دلائل و اقوال الایمان اعلیٰ العظیم جب اس نے اس ناپاک الزام کی تصدیق کر دی اسے صحیح مان لیا تو اس پر حرام ابھری ہوئی اس پر فرض ہے کہ اس سے متاکر کرے و پر فرض ہے وہ زید سے ایسا بھانگے جیسا شیر سے زید نے دہر غلام کیا کہ اسے اس بے ہودہ ناپاک الزام پر جو اس کی سوت کا تراش ہوا تھا سن کر مایوس و غمی آنا کہ بے چاری طبع ہو کر اقرار کر بیٹھی پھر اس پر بھی جبر کیا دوسرے روز پھر زید کو بے کیا زید جو حق کا ایسا حاکم ہو رہا ہے کہ اس کے حکم کے آگے اسے روادار و انجمن سوجھتا شریف کا فرمان فاسق فاجر جو مرد کافر ال بردار ہے جلد سے جلد توبہ کرے وہ بتکائے قہر بار و سبب غضب جیسا ہے والیہا ابان العزیز الغفار زید جس پر عدل فرض ہے جب وہ دونوں بیوی میں عدل کا کرک رہتا کرک فرض ہے بھلا شرم شمار ہے حق جس نے وہ ناپاک بہتان اٹھایا اسے حق ناپاک ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۰۰ ہجری الثانی ۱۱۵۰ھ

ہندہ و زید کا ام حالت نوافی نکاح کیا گیا بعد بلوغ زید کا دل نامرد ثابت ہوا اس کے عقوبت کے بعد ہندہ پہل بھی ہوگی اب بھی مجنون ہی ہے ہوش و حواس بالکل درست نہیں ہے اور ہندہ چولن ہے وہ پیشتر شوہر کے نہیں رہ سکتی بنا بریں اس کی زید سے گلو غلامی کی کیا سہیل ہے تو ایسی صورت میں ہندہ کے لئے حکم شرع کیا ہے؟ بینا الکتب و نور و ایم المصاب۔

الجواب۔ ہندہ سے اللہ کے مذہب بلکہ چاروں مذاہب کے احب کے امام مالی مقام امام احمد

حضرت سیدنا امام ابو یوسف کے مذہب میں مذہب پر تو جنوں مطلقاً کہ حادث غیر متقدیر جو جسے عرصہ دراز نہ ہوا ہو یا
مطابق ہو کہ جس پر ایک مذہب ان کا طویل گزرا ہو کسی حال میں سبب حصول خیار منع نہیں ہو سکتا اس مذہب میں امام
الاکبر سراج الامم کا شفع الثمرہ پر تو کہر جو کہ جنوں شوہر عورت کو منع کرانے کا اختیار نہیں سوا صبر و زہد اس
کے لئے کوئی چارہ کار نہیں یہی مذہب مذہب ہر طرح مرع ہے یہی قول مرضی و مختار و معتد و مجید و مقدر
و واضح ہے کہ اکثر احمد کا اسی پر اتفاق ہے۔ اکثر قتلاوی کا اسی پر اتفاق ہے تمام متون مذہب نے جن کی بجا
کاری بیان مذہب ہے اسی کو اختیار فرمایا شرح معتدین نے شروع مقدمہ میں اسی کی دلیل کو ترجیح ٹھہرایا
اکثر کتابوں میں اسی پر جزم کیا اس کو ذکر کیا قول آخر ذکر فرمایا غایت میں امام فقیہ النفس نے اس کو مقدمہ کر کے
راج و معتد بتایا۔ اور اس کے رائج واضح ہونے کو یہی کافی کہ وہ قول امام الامام بعد الصحابۃ الکرام ہے کہ کوئی
مطلقاً علی قول الامام ہے۔ الاھن و ذہن و ضعف دلیلہ او تعامل بخلافہ کما انصوا علیہ الامۃ النعمان و اھلہ
الاحلام و قد اوصیہ بما الاثر علیہ حضرت شیخ المسلمین و الاسلام محمد و المائۃ العاصرة مؤید اللہ علیہم
حجۃ اللہ علی اعدائہ اللہ الام و معجزۃ بآثرہ لید الانام علیہ الصلاۃ و السلام مولانا والوالد العلماء داخلہ اللہ
دار السلام فی العطا فی النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ۔

طلاق بائن شمار ہوگی عورت پر عدت لازم ہوگی بعد مرد عدت جس سے پاس ہے نکاح کر سکے گی۔

فتاویٰ ہند میں ہے۔ قال محمد ان كان الحيض حلا فاحول منه كالعدة شرعية للمرأة بعد الحول اذا الحيض وان كان مطبقا فهو كالعدة خائفة من الحيض فيس وراة بموجب ہے لو وجدت المرأة وجها مجبورا بخبرها القاضى الحال ولا يوجب حملها ما لم يكن في مقابل المطبق لها الحد وث بعد النكاح فشرطه طلاق عند محمد اوله مطابقا لمعتد ولغيره مطبقه زمان طویل یقابل المطبق لها الحد وث بعد النكاح فشرطه طلاق عند محمد اوله مطابقا عند ملائکہ ما کافى سجود التلاوة من مرد المحتاسر عن الفتح وقد كونا المتد في الصلاة ما استغرق ست صلوات وفي النصور الشهر كله لیکه ونهايه وفي الزکاة الحول قلت والظاهر ان المطبق ههنا لا يكون ما لم یتم کمل حولان ما والله تعالى اعلم۔ عالمگیری میں ہے۔ انما جاءت المرأة الى القاضى بعد مضى الاجل والنزوح لہ یصل اليها خبرها القاضى في الفرقة كذا في شرح الجامع الصغير للقاضى خان۔ ان اختلافات الفرقة فرق بینہما حکذا ذکر محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فی الاصل کذا فی التیسر، والفرقة تطبیقة ہائشہ کذا فی الکافی ونهايه مالا وجليها العدة بالاجماع ان كان الزوج قد خلاها لم يمتنع انما في میں ہے۔ فان اختلفت فزوجها او قامت عن مجلسها او اقامها اعوان القاضى او قام القاضى قبل ان تحتسب بطل خيارها كذا في المحيط۔

ذریارہ عینیں یہ حکم ہے کہ عورت حاکم کے حضور دعویٰ رجوع کرے حاکم شوہر سے دریافت فرمائے اگر وہ اقرار کرے ایک سال کامل کی مہلت بفرمیں علان دے اور اگر انکار کرے تو عورت کا معاذ کسی تقدیر پر عورت سے کراسے جب وہ بی بی شہادت دے کہ بنوہ عورت باکرہ ہے تو سال بھر کی مہلت دے مہلت اگر اثنائے ماہ میں دی جائے گی تو سال بھر کا شمار ذوقوں سے کیا جائے گا یعنی پونے تین سو ساٹھ دن سے جائیں اور اگر ختم ماہ قریب مہلت دی جائے گی تو بارہ ماہ کا تیرہ ماہ سے حساب ہوگا مثلاً بھادی آخرہ سٹھ کی چاند رات کے دن مہلت یک سال دی گئی تو رجب سٹھ کی چاند رات کو مہلت ختم ہوگی اس پنج میں بستے دن عورت خود شوہر سے ملے گی کہیں رہے گی یا بستے دن وہ یا شوہر کسی ایسے مرض میں مبتلا ہوتی ہے کہ جس میں عورت نہ ہو سکے وہ دن شمار میں نہ آویں گے اتنے دن رجب سٹھ کی چاند رات پر اوافاضہ ہوں گے مثلاً بدرہ روز عورت خود مکان شوہر میں نہ رہی یا وہ شوہر مندرہ دن ایسے مرض میں مبتلا ہو جس میں صحبت نہ ہو سکی تھی تو پندرہ رجب کو ہا کر ایک سال کامل ہوگا رمضان اور عورت کے ایام حیض اس حساب سے فوری نہ ہوں گے یوں ہی

شوہر کے ایام نسیب۔ جب سال کامل گزر جائے اور شوہر صحیح نہ ہو حکومت پر قادر نہ ہو تو حکومت بھرتی کر کے عام
 پھر شوہر سے پہلے مقرر ہو تو اسے طلاق کا حکم دے۔ ویدے فجہ اور تفریق فرما دے اور اگر منکر ہو تو بھرتی کر کے پاک
 پر منکر اور تفریق بی بی سے معائنہ کر کے وہ شہادت بکارت دے تو تفریق کر کے منکر تفریق سے پہلے محنت سے
 پوچھے کہ تو شوہر کو اختیار کرتی ہے یا اپنے نفس کو وہ اگر بے مجلس بدلے اسی مجلس میں اپنے نفس کو اختیار کرے
 تو تفریق کر دے خلوت در میان زن و شوہر ہو چکی تو عدت لازم ہوگی اور ہر کامل دریا ہوگا ورنہ عورت پر عدت
 نہیں اور ہر بے شوہر نصف ہوگا وھذا الحدیث کما مشہور فی کتب القووس مطبوعہ مسطور۔ و مسطور۔ جب یہ
 سب معلوم ہو چکا۔

اب صورت منسفرہ کے جواب کی طرف رخ کیجئے۔ جب کہ شوہر عین مجلس ہے اور حیوان بھی حیوان مادہ
 ہوگا تو وہی جہلت تک سال اس میں بھی ہوگی اس صورت میں مذہب امام سے عدول ضرورت خوب ہے
 ہوگا کہ کامل یوں بھی نہ سکے گا۔ لہذا اسے چاہئے کہ برہنہ سے عتہ کسی شیئی عالم اعلم علماء بلد افتہ فقہائے شہر کے
 یہاں دعویٰ رجوع کرے وہ حسب بیان بالا کارروائی کرے کہ یہاں قاضی کہاں یہاں اعلم علماء بلد عتہ
 حسب تصریح علماء قائم مقام سلطان ہے سال بھر میں شوہر صحیح ہو جائے گیا نہیں اگر عالمان کا گورنہ ہو اور پھر
 صورت رجوع لائے تو برہنہ سے عتہ تفریق کر دے اور اگر وہ یوں تو تنہا درست ہو جائے مگر حیوان باقی رہے تو عتہ
 اب اگر ضرورت کہتی ہو۔ اور ظاہر حاجت ہے کہ مذہب کر کے ہوا نفس کے اتہاس و پیروی سے ضرورت۔ ضرورت
 نہ کیا کرتی ہو واقعی کسی ضرورت متحقق ہو تو چوں کہ حکام ضرورت جب مذہب غیر بھی عمل کی اجازت ہو سکتی ہے تو
 یہ قلام ہی کا ایک قول ہے جو امام محمد کا مذہب ہے تو یہ یقیناً اول بالجواب ہے ضرورت واقعیہ صادقہ پر وہ اس
 مذہب امام محمد کی رو سے اب برہنہ سے حیوان دعویٰ کرے وہ عالم حاکم شوہر کو ایک سال طلاق کی جہلت دے
 صحیح ہو جائے نہ عتہ نہ جب بھر عتہ دعویٰ کرے حسب بیان بالا تفریق کر دے یا اگر حیوان طلاق ہو اور ضرورت
 صادقہ واقعی ہو تو اس صورت میں عتہ مذہب امام محمد پر عمل کر کے عالم حاکم سے رجوع کرے عالم بعد تحقیق مذہب
 امام محمد پر حسب بیان بالا تفریق کر دے اور اگر قانوناً عالم ایسا فیصلہ نہ کر سکے یا کوئی عالم نہ مل سکے تو کسی اسلامی
 ریاست میں ایسے قاضی کے یہاں رجوع کریں جو منجانب رئیس صرف وہیں کے مقدمات طے کرنے کے لئے
 خاص نہ ہو ھذا الحدیث عندی واللعلم والحق عند ربی وھو تعالیٰ اعلم وعلیہ جبل عجلہ و استرحا حکم۔

جناب مولانا مولوی مفتی صاحب بریلی الاسلام علیکم درختہ و برکاتہ

مسئلہ۔ ایک شخص نے اپنی لڑکی اپنے بھانجے کے نکاح میں دی دونوں مسلمان اہل سنت و
الجماعت تھے اور ان سے ایک لڑکا بھی پیدا ہوا اب لڑکی کا خاندان ایک سال سے زیادہ عرصہ بیمار ہو کر مر چکا
گیا اور مایوسی بستی میں جا بسا جہاں کثرت سے شدید راضی و داؤدی رہتے ہیں اور وہ لڑکا ایک شیعہ داؤدی کے مکان
میں ایک شیعہ کا لڑکا میں کر رہا اور ان کے مذہب کے مطابق رہنے لگا انھیں کا سا لباس اختیار کر لیا اور انھیں
کی سی عبادت کرنے لگا ہے وہیں رہتا ہے وہیں کھاتا ہے بیتا ہے اور ایک سال سے اپنی بیوی بچہ کے
پاس بھی آیا نہیں اور بیوی بچہ کا نام واقعہ بھی بھیجا نہیں ہے لڑکی باپ کے مکان پر رہتی ہے لہذا اس صورت
مستور میں لڑکی اپنے خاوند کے نکاح میں رہی یا نہیں اور اگر نکاح ٹوٹ گیا تو اس کی عدت کیا ہے جواب
ہو اب جلد مطلع فرماؤں اللہ تعالیٰ اعز و عطا کرے۔ راقم نیاز مند عین عبد الغنی حاجی مار محمد چوک بازار سورت۔

۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۲ھ

الجواب۔ رعا فی زمانہ عوام تہدین ہیں جب اس نے بے کراہے ضرورت ملے اور بے فائدہ
شرعیہ ان کی صورت بنائی۔ سیرت اختیار کی تو وہ انھیں میں کا ایک ہو گیا حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم فرماتے ہیں متشذبہ بقوم فہو منہم۔ فتاویٰ الصغریٰ پھر فقہ اکبر امام اعظم کی شرح طاعلی قاری میں
ہے۔ من قلنسۃ بقلنسوة الجیوس ای لبسھا و تشبہ بہم فیہا الخاطو خرقۃ صلوٰۃ علی العائق ای ہومن
شعار تھا اور شد فی الوسط خطا کفر اذا کان مشابہا بخیط طوعا و لا بطوعا و سدا لا نہائیا یہاں تک کہ اگرچہ
مزاج و منزلت ہی سے پناہ بخود کسی سے واقع ہو چوبہ بھی کچھ حکم ہے۔ اسکی میں ہے۔ و تشبہ نفسہ بالیہود
والنصارى ای صورتہ او سببہ علی طریق المزاح والہزل ای ولعلیٰ ہذا المنوال تخذ۔ منقہ پھر شرح فقہ اکبر
میں ہے۔ اذا شد الزنا و اخذ الفحل اولیس قلنسوة الجیوسی جافا اوہ ولا یکفہ۔ فتاویٰ خلاصہ میں ہے
من یتخذ زینۃ الزنا و الفحل و ان لم یدخل کینستہم کفر و یجرس کایا و یجوز اجزہ معرف ان کی دست کے
ان کے کینستہ میں جایا کرے بلکہ انھیں کی طرح عبادت بھی کرے و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العظیم نیز فتاویٰ
عالمہ میں امام ابو جعفر الاسفہانی سے ہے۔ لو شد الزنا من ان فعل لخصیو الاساۃ لا یکفہ۔ و الاصفہ
مجمع الامہ شرح المتقی الامیر میں ہے۔ یکفر بخروجہ الی ندوۃ الجیوس و الموافقة معہ یدخلونہ فی ذلک
الیوم و یضع قلنسوة الجیوس علی راسہ علی الصحیح الا الفضلین الاسیر او لفظ لا یمہ دفع احدیہم عنہما بعض
وقیل ان قصدہما التمثیلہ بکفر و قد اشد الزنا من فی وسطہ۔ شرح فقہ اکبر چاہے ہے۔ زنا المسلم الزنا

[illegible]

اسی پیش ہے۔ رعلاۃ الرافض ومن ضاعا هرفان انشاہورہ یحصل منہم ہذیل وسیع فی الإیجاز
فان من یقول بان علیا ہوا لہ الہ بان جبریل غلط وغیر ذلک من الختف انہا ہو شیخ بعض الہوی وهو
سواء أعالی من قال ما نبذہ ہوا لا یقرؤنا الی اللہ نرا فی فلا یتاق من مثل الإمامین العظیمین ان لا یحکم
بافہم من اکثر الکفرۃ وانما کلامہما فی مثل من لہ شبہۃ فی ذہب الہدیان کان مازہب الیہ عندا تحقیق فی
حد ثلک کفر کفر الرئیۃ وغیر ذلک فہو غلط فانہ فیہ انکابکم التعمول لظہور والاجماع الانتم شبہۃ فی اسأل اللہ
علی الشاہد وغیر ذلک ہما صلی علی کل امرئ من الشیخین والساب لہما فان فیہ انکابکم الذمراج التعلیق الا
انہم یکرہون شبہۃ الاجماع بانہ لہم العصابۃ فکان لہم شبہۃ فی الجملة وان کانت ظاہرۃ البطایا الفظول لہما لعل منسب
تعلق الشبہۃ الخ لہذا الیجا الجواہر لہم کفر ہر من ان معتقدہم کفر لہما لعل ان کل من ذکرنا من الافلاک لہم کفر
شفا رقا حنی عیاض ودر مختار وغیرہ معتدات اسفار میں ایسے کے ہوتے ہیں جس کا کفر قطعی ہو مگر
من شلف فی کفرہ وعبادہ فقد کفر۔ تو اگر کوئی رافضی ایسا ہو جو خود ان کفریات قطعیہ کا معتقد نہ ہو مگر
لغائیں ایسا کوئی نہ کہے گا جو ان عقائد کفریہ رکھنے والے کو کافر جانے اور ان اپنے مجتہدین کو جو ان کفریات کے
معتقد ہیں امام و پیشوا اور مجتہد نہ مانتے یہ شخص اگر ان کفریات اور ان کے مثل مشابہات کو قبول و تہذیب و توفیق عزان
فی تفضیل مولی علی و اہل بیت اطہار پر یا بر سوا سید الانبیاء علیہم السلام کا مستحق نہ مانے ان ذریعہ کہ وہ قذف
حضرت سیدنا عائشہ کا کفر کہے ہوا نہ کہ اس نے مسیح فحشین رضی اللہ تعالیٰ عنہا یا انکار صحبت و خلافت کا انکار
کیا کہ یہ سب کفریات کی بنا پر اجماعی قطعی کافر کہا جائے اور سب انکار صحبت و خلافت پر بھی اکثر فقہاء کے طور پر کافر

شہر یا مگر حب وہ ان میں ایسا گھلا ملا تو لا اقل اس پر اتنا لازم ضرور آیا کہ وہ روافض کو کافر نہیں جانتا بلکہ ان کی طرح عبادت کا اختیار بھی جانتا ہے کہ وہ انھیں کو حق پر مانتا ہے جب تو اپنا طریقہ چھوڑ کر ان کا پیڑھ ہے تو یہی اس کے کافر ہونے کو پس ہے۔

مگر ممکن ہے کہ وہ یہ ادا کرے کہ مجھے روافض کے ان عقائد غیث کفریات قطعیہ کا علم نہ تھا اتنا ہی جانتا تھا کہ روافض سب صحابہ کرتے اور خلافت غنیہ سے انکار رکھتے ہیں وہیں اس ادعا سے اگرچہ اس پر اجماعی حکم نہ ہوگا مگر حکم رض منور ہوگا کہ انھیں اہل حق نہ آس سکو نہ سنت زور میں کوئی فرق نہ ہوگا کہ سب و انھیں صحبت و خلافت غنیہ منور و کفر ہے اگرچہ ترک کفر کو شہرہ کا فائدہ دیا جائے اور لفظ کافر کا مطلق نہ کیا جائے شہرہ کا فائدہ اتنا ہی ہے کہ وہ لفظ اسے نہ کہا جائے گا مگر اس قول و فعل کی بنا پر جس کا وہ مرکب ہو اس پر ترک توبہ و تجدید ایمان و یکبارہ یقیناً ہوگا۔ فتح القدر یہ واضح شامی علی التبین وغیرہ میں ہے۔ ذلک المستند فی نفسہ کفر فاللغات بہ قائل بما هو کفر وان لم یحرم جمیع الآثار وغیرہ میں ہے۔ مایکون کفر بالاتفاق یوجب احباط العمل کمافی المبرئین وتلزم احادیث الایح ان کان قد یخ ویكون و ملو محض من مع امرات من ادا اولاد اللہ مل من فی لہا و لہا ولید نہ بنا جس کا کفر حق مختلف فیہ ہو ایسے کفر کے ارتکاب پر بھی علماء کرم توبہ و تجدید ایمان و تجدید یکبارہ فرماتے ہیں آئیں میں ہے۔ و اما کان فی کونہ کفر اختلاف لیس فی کونہ کفر بالکفر و بالکفر و بالتوبہ و بالوجوب عن ذلک احقاقاً لکری الواقع وہ ان کے ان عقائد کفریہ میں شریک نہیں اسے وہ عقائد معلوم ہی نہیں اور معلوم ہونے پر وہ بے سکان انھیں کافر ہر ہر جانے نہ اس سے تیرا واقع ہوا وہ تیرا کو ملعون جانتا اور تیرا ہی کو مذہب سے خارج مانتا ہے نہ اس سے انکار خلافت و صحبت واقع ہوا انکار کرنے والے کو گناہ جانتا ہے دل سے سنی مذہب کے علاوہ ہر مذہب کو باطل جانتا ہے اب بھی قصار منور میں حکم ہوگا کہ سب یحییٰ و الکفار خلافت بلکہ تدف حضرت مہدی تا مشرقی اللہ تعالیٰ عنہا مشہور و معروف اور روافض کا طریقہ عبادت ان کا شمار اور بے انکار ہے فائدہ اس کا اتنا اس حکم کے لئے کافی اور عورت کا القامی وہ ہرگز نہ مانے گی بلکہ وہ تہجد فائزہ من کفر لسانہ طاعتاً و قلبہ مطمئن بالایمان فہو کافر عند اللہ تعالیٰ کما صرح بہ العلماء فی غیوہ کتابہ و اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ مدت وہی تین حصین کا بعد طلاق شرعی شروع ہو کر تہم میرا ہے جو مدت طلاق ہے وہی اس کی مدت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ اگر کلمہ ہر شریعت و پوست البر شریعت کلمہ ہر سلسلہ جناب علیہ السلام صاحب۔ لا یریب فیہ

مولانا محترم دام بالحد والکرم زید محمدکم۔ السلام علیکم درجہ درجہ عالمی خیر بھر یہاں ایک مسئلہ میں بہت جھگڑا ہے جواب مع محبت تکلیف فرما کر جلد ارسال فرمائیے۔ اور عندانشاء بخور ہو جتنے فقط والسلام مع الکرام۔
 زیدی مثنیٰ نے اپنی تابالغہ کالج بکر سے اسے کئی صحیح عقیدہ اپنا ہم مذہب جان کر کر دیا اور کئی بھی کروی بد کو کھلا کر بالکل مخالف مذہب فاسد الاعتقاد پکا دانی کثا دیو بندی ہے۔ زید دیو بند کا ہم خیال اشرف علی تھانوی کا معتقد کیا اس منہ بہت کئی کالج بکر ایسے دانی سے درست ہوا۔ آیا ایسے شخص کسی سیرت کئی کالج ہو سکتا ہے۔ اگر کالج کا عدم ہے تو کیا اس منہ کے والد کو اب بھی اختیار ہے کہ اس کا دوسرا عقد کسی سنی کے ساتھ کرے اگر کر سکتا ہے تو قدرت کی ضرورت ہے یا نہیں۔ جب کہ تحقیق ہو چکی ہے ایک سنی مولوی صاحب نکاح کو باطل محض اور زلت کے خالص قرار دیتے ہیں اور بکر کو کافر معاملہ بنات ہیں اسے آپ کے جواب کا انتظام ہے۔ جلد رحمت فرمائیے عنایت ہوگی نیز وہ منہ ایک بد مذہب کے بچے سے نجات پائے گی۔

۷۶۷۔ **الجواب**۔ اللہ ہدایۃ الحق والمواف۔ نکاح مذکور فقہین کے مذہب پر باطل محض ہے ہم اسے مذہب مذہب پر بھی اندر ہائیر کے نزدیک سمجھی ہمارے نزدیک تو یوں کہ جب بکر دیو بندی ہے یعنی ان کفریات کا معتقد ہے جو دیو بندیوں کے کفریات ہیں کہ دیو بندی ایسے ہی کو کہا جاتا ہے جیسے دانی کو بندی کہتے ہیں۔ وہ دو عقیدہ کافر ہے۔ وہ اور طواغیت دایہ جنہوں نے وہ کفر بے کفر میں برابر ہیں اور وہ سب ابو جہل سے کفر میں بڑھ کر ہیں کہ ابو جہل نے اللہ رب العزت عزت حیز کی شان عز میں ایسی گندی گھنٹی گالی نہ دی۔ ابو جہل نے یہ گندی نہ اچھالی کہ معاذ اللہ معاذ اللہ معاذ اللہ عزوجل کو کذب جیسے سب سے لموت بتایا ہو یا ہر عیب کو اس کا مقدر بایں معنی ہانا ہو کہ وہ اس سے متصف ہو سکتا ہے تو کون کذب اس سے ہو لیا یا اس سے کذب واقع ہو سکتا ہے پناہ بخدا خدا کا جابل ہونا ظالم ہونا چوری کر سنا شراب پی سنا زنا بتایا ہو ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم ابو جہل نے کبھی ابلیس عین کے لئے کوئی ایسا وصف نہ ملا جسے خدا سے خاص ہا کیوں شیطان کو خدا کا شرک نہ بنایا ایسے ہی میں خدا نہ بنا ابو جہل نے ممکن کہ شیطان کو نہایت اللہ کہا ہو مگر اس کی رائے ابو جہل نے سرکار رسالت میں جو گستاخیاں کیں وہ بھی ایسی نہیں ہیں اس نے شیطان کو حضور سے فضیلت علم میں نہ بڑھایا کہ اس نے شیطان کے لئے علم عطا فرمایا اس سے ثابت ہوا اسے انرا ظالم نام اور حضور کو دیوار پیچھے کے علم سے بھی جاہل مانا ہو پسے خاتم کے حال سے ناواقف بتایا ہو

کہ اچھا ہو گا پناہ بخدا ابو جہل نے یہ کہہ کر کہ دعاؤ اللہ معاذ اللہ بعض علوم غیبیہ میں اس کو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو ہر زید و عمر و بلکہ ہر مسی و مجنون بلکہ حجج حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ ہر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا اس علم زید و عمر و بلکہ ہر کچھ سیکھے اور ہر سورا کتنے کے لئے حاصل نہ بتایا تھا وہ کبھی ابو جہل رسول اللہ اور اللہ صل علی ابی جہل کہتے رہنے پر خوش نہ ہوا اس لئے اسے کبھی تکش نہ بتایا اس نے کبھی منصب رسالت پر حملہ نہیں کیا۔ اس نے کبھی اشارہ بھی حضور کو اپنا یا کسی کا شکر نہ بٹھا یا اس نے کبھی یریز کہا کہ عبادت میں حضور کا خیال کرنا اپنے گھر کے گاؤں کے خیال میں ڈوب جانے سے بدتر ہے۔ وللا حول ولا قوۃ الا باللہ

ابو جہل نے اگرچہ شرک کو مباح ہی نہیں اپنا حسین دین نہ مانا مگر شرک کا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدود نہ جانا حضور پر اس کا گھس اتہام نہ رکھا حضور کو شرک کا دشمن اس کا قاطع وقائع ہی اعتقاد کیا کلام اللہ نے بعض شرک کو مباح مانا اگر تانا تو تانا تو وہ اور ابو جہل اس میں برابر ہوتے بلکہ اس میں ابو جہل سے یہ کہہ کر مر رہتا مگر اور رو سے ابو جہل سے شرک میں بھی دو قدم یا پار ہاتھ آگے ہی رہتا لہذا اس نے نہ صرف مباح کہا بلکہ مدار عن الرسول جانا کہتا ہے شرک کے افراد مباح تک ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ صرف بغیر اللہ کو شرک فرمایا اور خود صلی بغیر اللہ آپ کے کلام میں موجود ہے خود آپ ہی تو شرک ثابت کرتے ہیں اور خود آپ ہی اس کام کو کیا (لطائف رشیدیہ ص ۲۷) لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور اگر وہ خود یہ عقائد خبیثہ نہ رکھتا ہوتا ان اقوال ملعونہ کا مستفاد نہ ہوتا تب بھی کافر ہوتا جب کہ ان اقوال ملعونہ کے قائلین کا ان اقوال پر مطلع ہو کر مستفاد نہ ہو خصوصاً تعالوی کا جن کی نسبت علماء عرب و علم نے حل و حرم نے ان کے ایسے کلمات خبیثہ پر یہ حکم دیا کہ جو ایسوں کے ان اقوال پر مطلع ہو کر انھیں مسلمان جانے والوں کے کافر و متحق نقاب ہونے میں شک کرے خود کافر کافر کسی مسلمہ کافر کو نکم ہو سکتا ہے۔ مرتبہ سے عالم میں کسی کا نکاح نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اس کے ہم مذہب کا جس سے ہو گا زانی ہو گا جب کا کفر اسل سے مسلمہ کا نکاح نہیں ہو سکتا تو مرتبہ کو نکاح کا اہل ہی نہیں مانا گیارہ میں ہے۔ لا یجوز للمرتد ان یتزوج مرتدۃ ولا مسلمۃ ولا کافرة اصلیۃ وکذا لک لا یجوز نکاح المرتدۃ مع احد۔

اور دوسرے کے نزدیک یوں کہ وہ اہل سنت کو بدعتی و شرک جانتے ہیں اس لئے مباح شرک سے نہیں بلکہ اس شرک سے جو ثابت اقرار کفر ہے۔ یہ اگرچہ بالکل مانتا نکاح ہے مگر اچھا ہے کہ اس کا بھی ثبوت پیش

کہو جس کی کمرے کی گلی نہ رہے وہ ایسا کلام الطائفہ اپنی تقویۃ الایمان میں کہتا ہے جسے دیوبندی اور غیر دیوبندی ہر قسم کے فتنائی اپنے ائمین ایمان سمجھتے اور قرآن سے بھی زیادہ اس کے احکام پر چلتے اسے قرآن عظیم سے بھی زیادہ رکھتے ہیں جس کی نسبت امام الدیوبندہ لنگوی نے تصریح کی کہ بندہ کے نزدیک سب مسائل تقویۃ الایمان کے صحیح ہیں (فتاویٰ رشیدیہ ج ۱ ص ۲۲۱) تقویۃ الاسلام نہایت عمدہ کتاب ہے اگر کسی گمراہ نے اسے برکاتِ خودہ ضال حاصل ہے۔ (فتاویٰ میلاد لنگوی ص ۲۲۱) استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ و ما دیش سے ہیں یہ ایک بڑھاپا کہ اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے (فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول ص ۲۲۱) جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے کہتے ہیں وہ سب یہ نام کے مسلمان اولیاد تیار اور فرشتوں سے کہہ کر کہتے ہیں اور دھرمی مسلمان کا کئے جاتے ہیں سمان اللہ یہ منہ اور یہ دعویٰ شرک میں گرفتار ہیں ص ۲۲۱ نیز کہتا ہے بغیر خدا کے وقت کے کا فر بھی اپنے بتوں کو ان کے برابر نہ جانتے تھے مگر یہی پیکارنا اور بددینا کرکری اور ان کو اپنا مشاشری بھنا ہی ان کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گواہی اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو جو بھل اور وہ شرک میں برا رہیں۔

جب دیوبندی وغیرہ وہابیوں کے نزدیک اہل سنت و شرک میں اور خود وہابی اپنے آپ کو مسلمان جانتے ہیں اور مسلمان و مشرک کا تکیح وہ بھی باطل مانتے ہیں تو واجب کہ ان کے نزدیک بھی یہ تکیح ضمن باطل نہ تھا لہذا اگرنا سمجھ ہے تو ان آپ کے تبعیت میں والدین کے حکم میں ہے اور اگر سمجھ و ادب ہے اور سمجھ کے بعد اس باپ کی ہم خیال ہے تو خود ان جیسی کسی صورت وہابی کے نزدیک وہ ایسی نہیں جس سے اس کا تکیح خلاف ہو گا اور وہ بھی مرتد مسلمہ کا کفر و جب کہ ہندو جب تو کسی منید کا بلکہ فاسق کسی سالو کا کفر ہے ہی نہیں۔ کفایت کا اعتبار نہ جب پاک ملن میں بھی فرمایا گیا ہے یہ سوال ہی باقی ہے کہ بیکر لوکی کا کفر ہے یا نہیں کفر کا سوال تو جب ہوتا جب کہ وہ مسلمان ہوتا اگر باپ خود کسی مسلمان غیر کفر سے اسے کفر و جان کر نکاح کر دیتا پھر اس کا کفر ہوتا ظاہر ہوتا جب بھی کفر و باطل ہوتا اگرچہ راست باطل نہ ہوتا اور اگر باپ معروف بسور اختیار کرتے ہوئے ایسا کیا کفر سے کہتا اور ہر شے غنیمت فاحش کے ساتھ کرتا تو راستی باطل ہوتا اور صاحبین کے نزدیک تو بہر صورت راستی باطل تھرتا۔

ہاں اگر کسی مسلمان کو غیر کفر و جان کر ایسا باپ جو مکدان و معروف بسور اختیار نہیں اپنی نانا لڑکی کا نکاح کر دے اگرچہ ہر شے فاحش کی کے ساتھ تو البتہ یہ نکاح صحیح و لازم ہو گا جس پر نہ پھر اسے کوئی اعتراض

ہو سکے گا نہ بعد بلوغ لڑکی کو کوئی حق اعتراض مل سکے گا نہ توطیر و در مختار میں ہے۔ لڑکے کا نکاح ولو بغیر من فاحش
 و بغیر کفو و ان کان الولی المزوج بنفسه یا بالوحد لہ یعرف منہما سوء الاحیاء و ان عرف لا یصح النکاح
 اثباتاً ام مختصراً نواز الی امام فقیہ ابو الیثیم کہ فرمادیں ہیں ہے۔ لڑکا جو بطنہ الصغیرہ میں بیکرانہ یقرباً شکر
 فاذا هو مد من لہ الی ان قال فالنکاح باطل۔ فقیر میں ہے۔ لڑکا جو بطنہ الصغیرہ میں بجل ظنہ حر
 الاصل و کان معتقاً فہو باطل بالانفاق۔ و ذخیرہ و مخرج الکفر میں ہے۔ لڑکا جو بطنہ الصغیرہ میں من حبس
 علی ظن اسے صالح لا یشرب الخمر فوجدہ الاب شرباً یا لہ صاناً و کبریتہ الابنتہ فقالت لا امرنی بالنکاح ان
 لہ یعرف ابوہا یشرب الخمر و غلبہ اہل بیتہ الصالحون فالنکاح باطل ای بطل و ہذا المسئلۃ بالانفاق
 الزعم ہے کہ یہ دونوں ہی الی الی بھی دیکھ کر تقلید کرتا ہے مخفی بتا ہے تو خود اس کے نزدیک بطل بھی یہ نکاح
 باطل واقع ہوا صورت مستفسرہ میں جب کہ وہ نکاح بوجہ کفر و اتداد بکرمض باطل ہے بالبالغہ کے والد کو یہ
 اختیار ہے کہ جب چاہے دوسرے سے نکاح کر دے بکرمض کو اس کا بالغہ ہو کر کوئی دوسری نہیں رخصت نا بالغہ
 سے اس کا دخول بہا ہوتا کچھ ضرور نہیں بلکہ ظاہر یہ ہے کہ خلوت نہ ہوتی ہوگی اگر وہ غیر مدخول بہا ہے تو فی الحقیقہ
 اس کا نکاح دوسرے سے ہو سکتا ہے اور اگر مدخول بہا ہے خلوت ہو چکی تو وہ مراہقہ ہوگی یا غیر مراہقہ اگر غیر
 مراہقہ ہے تو فراق کے تین ماہ بعد نکاح کیا جائے اور اگر مراہقہ ہے تو ایک قول پر وہی تین ماہ بعد اور قول
 آخر پر نہانہ ظہور تک ایک انتظار کریں اگر عمل ظاہر ہو تو دس تک ٹھہریں اور اگر ظاہر نہ ہو تو وہی تین ماہ۔

تنبیہ لانتظار در مختار میں ہے۔ العدة فی حق من لہ خمس الصغیران لہ تیغ تسعة اشہار الا
 لولی العرة والا فبالایام ان وطئت ولو حکما کالمخلوۃ ولو فسدۃ ام مختصر اور المختار میں ہے۔ قولہ بان
 لہ تیغ تسعہ اشہار ایام اقل من یمکن فیہ بلوغ الانثی و تقبید لا بہا کف تیغ التیغ و البصر والنہر لا یعلم
 من حکم من زاد سنہا علی ثلاث ولم تیغ بالصن و قسماً المراهقة وقد ذکر فی الفتح ان عدتها البینا ثلثة
 اشہار و ملوطلق الصغیرۃ و فسرہا من لہ تیغ بالنسب لشمس المراهقة و من دونہا وہی من لہ تیغ تسعہ
 وقد یقال مرادہ اخراج المراهقة لختی الی النکاح الامام الفضل انہا اذا کانت مراهقة لا تستغنی عن عدتہا
 بالاشہار بل یوقوف حالہا حتی یظہر ہل حبست من ذلک الوطام لافان فظہر حبسہا اعتدات بالوضع
 والا فبالاشہار۔ پھر کسی میں ہے۔ دفعہ فی المملوۃ عدۃ الصغیرۃ ثلثة اشہار الا اذا کانت مراهقة فلیفتن
 علیہا ما لہ یظہر فرغ من حکمہا کذا فی المبیعۃ ام من غیر ذکر خلاف و هو حسن ام کلام الفتح لکن یشیخ الاثر

لہ بخبر در مختار جلد ۳ ص ۳۷۱ مطبوعہ مدرسہ عالیہ قزوین جلد ۳ ص ۳۷۱ مطبوعہ مدرسہ عالیہ قزوین جلد ۳ ص ۳۷۱ مطبوعہ مدرسہ عالیہ قزوین

بہ احتیاطاً قبل العقد بان لا یسفل علیہا الا بعد التوقف التي یظهر بها الحصل الخ جلد ۱۲ ص ۱۸۱ فرمایا۔
 قوله قبل العقد لعلمه بریویدہ ان الوعد علیہا بعد ثلثة اشهر لایحکم بفساده ولا یؤمر الزوج بفزلہا
 حملہا الرابعۃ الظاہرة الا ان تلد باقل من ستة اشهر من نکاح الثانی۔ والله تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ جناب مولوی صاحب فضائل مآب فیض انساب دام ظلکم السلام علیکم !
 اس کی شادی ہوئی اس منکوحہ میں نقص اندرونی جس کو کہہ سکتے ہیں کہ جس سے شوہر کی کوئی حالت
 روائی نہیں ہو سکی اور نہ پستان میں بالکل سیدہ مثل تخت کے غرض یہ ہے کہ نہ عورت ہے اور نہ مرد ہے عمر
 منکوحہ کی اس وقت پچیس سال کی ہے بلکہ زیادہ ہو گی نکاح ہوتے دو سال گذرے ہیں میری طرف
 سے دیگر شادی کی خواہشات اور کوشش ہوئی وہ مخالف بن گئی اب اس کی طرف سے یہ کاروائی ہوئی
 ہے کہ اس کے ایک درخواست عدالت میں دی ہے اپنے حق حقوق قائم کرنے اور لینے کے واسطے میں
 سواس کاروائی اور شرکے مقابلہ پر مجھ کو فتویٰ علمائے دین سے لینے کی ضرورت پڑی کہ جس میں یہ نقص ہو
 نکاح جائز ہے یا نہیں اور شوہر کے ذمہ کوئی حق ناں نفقہ یا دین مہر شرماسے یا نہیں لہذا یہ واقعہ کدہ کہتے
 مال میں پیش کر کے امیدوار کہ فتویٰ مرحمت فرمایا جاوے فقط خادم ضمیر احمد و کا نڈار بھوانی منڈی مورمہ
 ۷ جنوری ۱۹۳۳ء۔

الجواب۔ جب وہ عورت ہے اگرچہ سائل اس نے کہا اس کا سیدہ صاف ہے یہ کہتا ہے کہ وہ شوہر
 ہے تو نکاح ہو گیا اور ہمارے نزدیک احد الزوجین کو دوسرے کے عیب سے خیر نہیں ملتا اگر اسے طلاق
 دے گا تو نصف مہر دینا لازم ہو گا اگر اس سے خلوت کر چکا ہے کہ یہ خلوت بوجہ دینی صلی خلوت مجھ سے نہیں
 خلوت فارم ہے ہاں اگر بناؤ خدا احد الزوجین سے کسی کا قبل طلاق انتقال ہو جائے تو پورا مہر لازم ہو
 جائے گا نفقہ اگر اسے خدمت کے لئے یا استیناس کے لئے گھر میں رکھے گا دینا ہو گا اور اگر نہیں تو نہیں وغیرہ

تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ۔ از قبہ انوار قلعہ منہج بریلی سلسلہ جناب سید لائق علی صاحب ۱۴ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ
 زید نے اپنی زوجہ کو کھسے یہ کہہ کر کہ تو میرے نکاح سے باہر ہے میری بیوی نہیں رہی اور میرے
 کام کی ہے اور لفظ لعن تک کہے اور تعلقات زین و شوہر منقطع کر کے اس کے والدین کے گھر بھیج دیا اور
 زید نے خود ایک دوسری عورت بازاری سے تعلق کر کے اپنے پاس رکھ لیا لہذا یہ کی زوجہ جب سے نکاح

ہے شرع شریف درست ہے یا نہیں اور درست نہ ہونے کی قدر پر رفاہی صاحب کا جواب سب صحیح ہے
کی حکم ہے اور ان کو اجول کا اور حلال و ناجائز کا حکم ہے بعض لوگ اس کی یہ صورت بتاتے ہیں کہ زور جگانی
اگلاں کے ساتھ صرف غلوت کرے اور وہی نہ کرے اور طلاق دے دے تو اب نکاح باطلی کے لئے عدت
کی ضرورت نہیں ہے اور اگر وہی کرے تو عدت کی ضرورت ہے تو ان کا یہ قول صحیح ہے یا نہیں اور ایسی صورت
میں حلال اور نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

الجواب۔ جب اس نے لوگوں کی ملامت پر بھائی سے اس کا نکاح کر دیا تو اس کا اس عورت ہی کو
طلاق دینا معلوم ہو گیا ہے شک عورت پر تین طلاقیں ہو چکیں اور حلال کا حکم ہے اور طلاق کے بعد ان چار ماہ
میں عورت کو تین جاہن آئے تھے تو عدت سے نکل گئی عدت گزرنے پر زید کے بھائی سے نکاح ہوا تو نکاح
صحیح ہوا مگر جب کہ فورا ہی بے دخلی طلاق ہو گئی تو حلال نہ ہو کہ حلال محض نکاح کا نام نہیں حلال اس وقت تک
نہ ہو گا جب تک دوسرا زوج اس سے وہی نہ کرے حدیث میں فرمایا : لا یصحی تذوق مسیتہ و تذوق مسیتہ
بھائی نے جب طلاق دے دی تو طلاق ہو گئی مگر زید سے اس کا نکاح باطل کہ حلال نہیں ہوا اور وہ اس پر بے
حلال و حرام ہے اور اگر ان چار ماہ میں عدت ہی نہیں گزری تھی تو زید کے بھائی سے نکاح ہی باطل ہوا تاہم
اور گواہ اور شرکاء مجلس ان میں سے ہر وہ جو اس سے واقف تھا کہ حلال نہیں ہوا ہے اور یہ جانتے ہوئے کہ
باطل نکاح میں کسی طرح شریک ہوا سب سخت گنہگار ہیں سب پر توبہ لازم ہے تو پھر یہ جن باہن لوگوں نے
وہ کہا کہ صرف غلوت کرے اور وہی نہ کرے محض غلط و باطل کہا فقط غلوت ہے پہلے شوہر کے لئے ہرگز حلال
نہ ہوگی اور کسی دوسرے سے بھی بعد غلوت بے عدت گذارے نکاح نہیں کر سکتی غلوت سے عدت لازم ہو
گئی اس شخص پر توبہ لازم ہے جس نے وہ غلط و باطل و من گڑھت فتویٰ دیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ زید نے اپنا لڑکا عمرو کی بی بی کے ساتھ زنا کیا اب وہ عورت عمر کو حلال ہے یا نہیں اب
زید کے لئے کیا حکم ہے ؟ بیوا باللیل تو جہودا عند الرب الخلیل۔

الجواب۔ اس صورت میں عمرو کی بیوی اس پر ابی حرام ہو گئی اس پر فرض ہے کہ اس سے جدا
ہو جائے اور رتا کر کہے کہ جب اسلاف معروف نامکن ہو گیا تو نہ حاج باحسان ہی فرض رہ گئی قال تعالیٰ
فاسلاف معروف او تسامح باحسان عالمگیر میں ہے۔ تحریر الزی فیما علی لہا الزانی واجدہ وادہ وان علوا و
اسلافہ وان سفلا واذی فح القدیر۔ زنا تو زنا والیہا زنا لہ تعالیٰ مس وقبیل بشہوت ہی سے حرمت مصاہرت

ہو جاتی ہے مگر حکم جب ہے جب کہ عرو نے اس کو تسلیم کر لیا ہو اور اگر وہ اسے جھوٹ مانتا ہو اسے یہ مسلم نہ ہو تو وہ اس پر حرام نہیں۔ قناتنی ہندو کہتا ہے۔ سجل خروج امراتہ علی امہا حذر امہ فلما احذر امہ و قلعہا صحتا قدا انقضت فقال لها من افتضح ففالت ابولہ ان صدقہا الزوج بانث سنہ ولا صبر لہا وان کذلک بہا ففی امراتہ مکذ ابی الفطہریریۃ۔ اسی میں ہے قبل الایہ امراتہ اسہ بشہوتہ وحی مکہوتہ وانکر الزوج ان یکون بشہوتہ فالقول قول الزوج وان صدقہ الزوج وقعدہ الفرقۃ ویجب المہر علی الزوج ویرجع بہن علی لہن فصل ان تعمد الفاعل الفساد وان لم تعمد لا یرجع وفي الوطء لا یرجع وان تعمد بالوطء الفساد لا یرجع الا بعد ما مال مع المحذ لا یصحح واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ از نو ساری ضلع سورت نزد جمعہ مسجد سلجہ الرمن حاجی قادر بھائی صاحب میں ۱۳۱۲ھ فی ۱۲ شعبہ بخدمت شریف جناب حضرت مولانا مولوی مفتی ہند قلمیہ رضا خاں صاحب زید کی المیرہ اپنے شوہر سے اکثر بزدانی کرتی تھی چنانچہ ایک روز زید سے تنگ آکر اپنی المیرہ کو تہہ اودن کا کڑا دھمکا اور ڈرایا کہ تم جیسے شیرے خلاف جواب دیتی ہو اور نا ملائم گفتگو اور میری توہین کرتی ہو اس لئے اگر تم نے ایسی حرکت کی تو میں تم کو ایک دو اور تین بول کہہ دو گا۔ اس صورت میں الفاظ میں زید کے آیا اس طرح کہہ دینے میں کیا طلاق ہوگی؟

الجواب۔ اس سے طلاق نہیں ہوگی بلکہ اگر وہ بول کی جگہ لفظ طلاق بھی کہتا جب بھی طلاق نہ ہوئی کہ تین بول کہہ دوں گا وعدہ طلاق ہے نہ کہ خود طلاق، وعدہ طلاق سے طلاق نہیں ہو سکتی قناتنی خلاصہ دعا المکیہ میں ہے۔ مثل عبدہ الدین بن عمر رجل قال لامرأۃ اذھی الی بہت امدت ففالت طلاق دہ تاہم فقال توہر من طلاق دافہ فرستہ قال لا تغلق لانہ وعدہ پھر اگر وعدہ نہ ہو تو جب بھی طلاق کا حکم جب ہو تو جب عورت پھر کوئی ہے جو وہ گفتگو کرتی جواب دیتی توہین کرتی۔ اور تین بول سے طلاق ہی عزم لازم ہوئی ورنہ اس صورت میں بھی شوہر کی نیت معلوم کی جاتی کہ تین بول سے تیری کیا مراد تھی اگر وہ طلاق مراد ہونے کا انکار کرتا جب بھی حکم طلاق نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از کربک خان صاحب مدرس مدرسہ جامع مسجد میل پور علیہ السلام زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو کئی گواہوں کو حاضر کر کے صدقہ دل سے اپنی نہ بان میں تین چار مرتبہ کہا کہ میں نے طلاق دی جس کو عمر تقرباً اب تک دو سال کا گذر چکا ہے اب زید نہ کہ وہ دوبارہ اپنی زوجہ ہندہ

مذکورہ مطلب کے لئے ہے اور کہتا ہے بلا تحریر کے طلاق واجب نہیں ہے اس اپنی بیوی کو لینا چاہتا ہو اور ہندو عورت بھی اس وقت جو ان عمر ہے اس حالت میں طلاق شریعت مطہرہ مفصل طور پر تحریر فرمادیجئے کہ اس میں کیا کرنا چاہئے۔ نیز اتوجروا۔

الجواب۔ جب تین بار اس کے زبانی طلاق دے دی اور اس کا اسے اقرار ہے کہ اس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں صرف یہ نہیں ہے کہ بلا تحریر دی ہیں البتہ انہیں تو عورت پر تینوں طلاقیں ہو جائے گا کہ ہے عورت اب اس پر ہمیشہ کو حرام ہوگئی کہ بے طلاق اب بھی اس پر حلال نہیں ہو سکتی یہ سب یہود ہندو عدم تحریر بعض باطل بالکل ناکارہ اور مردود ہے طلاق ہوجانے کے لئے تحریر ہو کر لازم نہیں طلاق گواہوں سے عبارت اس کے اقرار سے یہ ثابت کہ اس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں کھتا تو اس کے خطاب از قضا یا نشان انگشت سے تو اس ثبوت ہو تا بھی نہیں طلاق دینے میں اصل تو زبان ہی سے طلاق دینا ہے تحریر کرنے میں بھی طلاق ہو جاتی ہے اور اس کی وجہ علیہا ہی بیان فرماتے ہیں الفتوحۃ الحدی الثمانین واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از بنارس شی مرسلہ عبدالرحمن

ہندہ کا نکاح بالباطل کی حالت میں اس کے ایک غویز سے ہوا تھا مگر حرمہ بعد نے اسے طلاق دے کر نکاح دیا اس لئے ہندہ مدت سے اپنے میکہ بیٹھی ہے اور مذید طلاق دینے سے انکار کر کے ہندہ کا خواہش مند ہے لیکن ہندہ کسی عنوان پہلے پر راضی نہیں اس معاملہ کو حرمہ گنداب لڑکی کے والدین کو یہ معلوم ہوا ہے کہ ہندہ کا دوسرا نکاح کرو ورنہ ہندہ مذہب تبدیل کر دے گی یا زانیہ ہو جائے گی لیکن ہندہ کے والدین تحریری طلاق نامہ کے مستطری ہیں اور مذید کہتا ہے کہ ہم طلاق نہیں دیں گے اس لئے دریافت طلب ہے کہ اگر واقعی مذہب نے طلاق دے دیا ہوا تو اس کی کوئی تحریر نہ ہو تو کیا طلاق صحیح نہیں ہے اور کیا طلاق نامہ کے استکار میں ہندہ کو غیر مذہب ہو کر یہ عیسائیہ یا زانیہ بنوے دیں مگر اس کا نکاح کسی دوسرے سے نہ کیا جاوے بلکہ فوازش جواب صاف تحریر فرماتیں و نیز اتوجروا۔

الجواب۔ تحریری طلاق ہونا کوئی ضروری نہیں جب مذہب نے زبان سے طلاق دی طلاق ہوگئی مگر ثبوت طلاق کے لئے گواہ درکار ہیں یا تذکرہ کا اقرار جب یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو صرف عورت کے کہنے پر حکم طلاق نہیں ہو سکتا نیز مذہب اگر دی ہے تو اس پر فرض ہے کہ اقرار طلاق کرے اور حکم ہے کہ انکار کرے جب تک وہ جھوٹ انکار کرے کا حق اللہ تعالیٰ العبد میں گرفتار ہے گا اگر سے ڈرے اور عورت پر ظلم نہ کرے عورت

جس نے معاذ اللہ تہلیل مذہب کا ارادہ کیا کہ اگر دوسرا کس زکیا جملے کا تودہ پناہ بخدا آری یا عیسائی ہو جائے گی
وہ اس ناپاک ارادہ سے فی الحال متردد ہو گئی اس پر توبہ فرض ہے اور تجدید ایمان لازم اور سرور تکملہ اسلام چہرے
اور اسلام لائے وہ نہ اسے بچنے کے لئے تبدیلی مذہب چاہتی ہے حالانکہ متردد ہو کر نہ اسے کسی طرح نہیں بچ
سکتی جس سے وہ اپنا نام کا نکاح کرے گی نہ اپنی ہو گا اور اگر وہ نہ اسے بچتی ہو تو نہ اسے بچ کر کفر کے گڑھے میں
گرا تاں اس سے بھی بدتر ہے کہ بوندوں سے بھاگ کر نہال کے نیچے کھڑی ہو جائی خدا سے عقل دے اور توبہ کی
توفیق اگر فی الواقع زیادہ سے طلاق دے چکا ہے تو وہ نکاح کا اقدام کر سکتی ہے مگر اب بعد توبہ و تجدید ایمان والہ
حقانی العلم۔

مسئلہ ۲۔ در سہا من پر معرفت مولوی شرف علی صاحب قادری رضوی بنگالی ۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۵
میرے اور میرے لڑکے میں ٹکڑا تھا جس کی وجہ سے میرے گھر میں میرے لڑکے کے ہمراہی ہو کر رہے
سے لڑنے لگی اور لڑنے وقت یہ الفاظ منہ سے نکلتے ہیں اب جو روین گرد ہوتا نہیں چاہتی ہوں مال ہوس
بن کر رہ سکتی ہوں اس پر میں نے کہا میں اس طریق سے رکھتا نہیں چاہتا اس پر وہ اپنے لڑکے کے ہمراہی
اپنی لڑکی کے ہاں چلی گئی اس کے دو تین گھنٹہ کے بعد جب کہ میں کوڑا بند کسے لیٹ گیا تھا لڑکے کا آیا اور کہا کہ کوڑا
کھولیں گے جواب دیا کہ میں کوڑا نہیں کھولوں گا لڑکے نے جواب دیا کہ میں تمہارا لڑکا نہیں ہوں میں نے
کہا میں ایسا لڑکا بنانا نہیں چاہتا ہوں پھر کہا کہ کوڑا کھولو ورنہ میں کوڑا توڑ دوں گا اور یہ کہہ کر کوڑا توڑنے لگا مجھ کو
تو شخصہ آئی رہا تھا میں نے کہا اس کی رپورٹ پولیس میں دکھاؤں گا اور پولیس کی طرف چلا اور میرے ہمراہی
لڑکا بھی چلا اور میرا احمد میرا بھی آگیا لڑکا اور میرا احمد خوشامد کہنے لگے مگر میں بنے نہیں مانگتے جلتے میری
رحم الہی کے مکان تک پہنچ گیا یہاں پر میری رحم الہی اور میرا داماد فضل احمد آئے میری رحم الہی اور میرا
نئے میرے داماد فضل احمد نے کہا کہ تم لڑکے کو لے جاؤ ہم ان کو سمجھا کر لاتے ہیں۔

اس کے بعد انھوں نے مجھ کو سمجھایا اور واپس میرے مکان کی طرف مجھ کو میری رحم الہی اور میرا احمد
لے کر گئے مکان پر آکر دیکھا تو لڑکا اور داماد پر کھڑے دیکھ کر شخصہ آیا اور میں نے کہا کہ دو رہو با اس وقت اس
کی والدہ بھی آگئی اور کہنے لگی کہ میں مکان میں جاؤں گی میں نے کہا کہ میں بہن بنا کر رکھتا نہیں چاہتا ہوں پھر
لڑکے کی طرف اسی شخصہ کی حالت میں پہنچنے لگا اور جب مجھے زیادہ شخصہ آیا تو میں نے کہا لو ایک دو تین کہا
نہ میرا مقصد پہلے کچھ تھا اس وقت صرف میرا مقصد تیرے کرنے کا تھا جس کی وجہ سے یہ الفاظ نکلے اس کے بعد

وہ دونوں لڑکا اور اس کی والدہ اپنی لڑکی کے یہاں چلی گئی اس پر شرعی حکم کیا ہے کہ اس میں سے کہ حاجت
 اللہ رکھا صاحب حرف مبارک حسین صاحب سے بعد نماز صبح دعا کی فراغت کے بعد مذاق میں میں نے
 یہ ضرور کہا کہ جہان سے اچھے پیش امام جوئے کے ہم کو بھی اپنے جیسے کر لیا وہ دوسرے کے وقت قاضی احسان الحق
 صاحب سے بھی ذکر کیا کہ میں آزاد ہو گیا۔

الجواب۔ اگر واقعی زید نے ان الفاظ سے طلاق کا ارادہ نہ کیا تھا محض تجویف مقصود تھی طلاق دینا
 مقصود نہ تھا جیسا کہ وہ بیان کرتا ہے تو اس صورت میں حکم طلاق نہیں دیا جاسکتا اگر بھٹو کہتا ہے تو وہ اس
 کے سر پہ کہ اگر واقع میں اس نے وہ لفظ نہایت طلاق کہے تھے تو عورت پر طلاق مغلظ ہو گئی وہ ہمیشہ کے
 لئے اس پر حرام ہو چکی جب تک طلاق نہ ہو اور بر بھٹو بولے اور بھٹو بول کر اس حرام نہ کو اپنے لئے رہے گا
 حکم کر لیا جاتا ہے والیاء یا بشاء المکیرین میں ہے۔ لو قال لها نوسدہ ونوی الطلاق یقع کذا فی غرضتہ المتعبد
 اسی میں ہے۔ لو قال انت بثلث وقعت ثلاث ان لوی ولو قال لها نوالی صدف اذا کان فی حال مذکورة
 الطلاق والاصدق وشهد بالذاتية تجب علی صاحبها الفتناء والفتویٰ خلاصة الفتاویٰ میں ہے۔ رجل قال
 لامرأته تری لیکے او تراہ او قال تو یکے او تومرہ قال ایوالفاسم الصفا لا یقع شیء وقال الصدرا الشہید یقع
 اذا لوی قال یہ یقع قال الفاضل ویبقی ان یکون الجواب علی التفصیل ان کان فی حال مذکورة الطلاق
 او فی حال الغضب یقع الطلاق وان لم یکن لا یقع الا بالذاتية کما قال بالعربیة انت ولحدثة ولو قال
 این زن کر مر است برترہ قال ابو نصر الدبوسی لا یقع وقال ابو بکر العیاض ان لوی الطلاق ینکون طلاقا ولو
 قال انت بثلث قال الشیخ ابو بکر محمد بن الفضل اذا لوی یقع وفي مجموع النوازل امرأة طلبت الطلاق
 من زوجها فقال لها ادم یکے ورومرہ یقع الشارح شہد ون الذیة وفي فتاویٰ النسق امرأة طلبت من الزوج
 ان یخلف بطلاقها فقلت انکر ان کر دم تو بمرہ اجاب انها لا تطلق وفي فتاویٰ الفضل قال لها انت منی ثلاث
 ان لوی طلقت وان قال لها نولم یصدق اذا کان الحال حال مذکورة الطلاق ولو قال توتہ ای ونوی
 الطلاق یقع والله تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ ازمار و از دھولی باوری سو تھ رواں ماسٹر عاشق حسین خان مورخ ۱۲۳۲ ہجری الاولیٰ بمطبع شریف
 زید نے غصہ کی حالت میں اپنی زوجہ سے کہا تجھے طلاق طلاق طلاق دی از دھولی شرع زوجہ مذکورہ
 کو طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ فیضا الکتاب والسنۃ تو جواب دہ خواجہ ابوالحسن۔

الجواب۔ صورت مستفسرہ میں ہے بشرط طلاق ہوگئی عورت مطلقہ ہے طلاق ہوگئی اب نزدیک اس پر کوئی دسترس نہ رہی وہ دونوں اپنی دہلیز ہو گئے عورت اس پر ہمیشہ ہمیشہ کو حرام ہوگئی کلب ہے طلاق کبھی اس کے لئے حلال نہیں ہو سکتی طلاق خصہ ہی میں دی جاتی ہے معمولی طلاق نہ ہونے کا سبب کیونکہ ہو سکتا ہے ہاں اگر گناہات ہو کر خصہ اسے اس وقت بخون برائے ہوئے تھا جوش غضب اس درجہ تھا جس سے اس کی عقل میں خلل ہو گیا تھا تو اس صورت میں مکمل طلاق نہ ہوگا اگر عذر میل سے کوئی بات بھی نہیں اگر جھوٹا جوت جوش غضب تاحد جنون کا پہنچا کر عورت کو اپنے جھجھک میں رکھے گا تو اس سے حرام اس کے لئے حلال نہ ہو جائے گا۔ وہ حرام حرام ہی رہے گا اور اس جھوٹ فریب مکاری کا اس پر اور بال عظیم ہوگا واللہ اعلم بالصالح واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ اگر کوئی حلقہ فارس روڈ پر پچو بیٹھ کر باری کے انگلی میں شکر علی روٹی والے کی دوکان میں سرسدا قائم مل ولد محمد نسیم۔

نیز عرصہ چار پانچ برس سے بالکل بخون ہو گیا ہے اور ہنوز کوئی صورت صحت کی نظر نہیں آتی ہے اور اس کی زوجہ ہندہ جوان ہے۔ ورنہ کے پاس نہ کوئی جائیداد ہے اور نہ دوسری آمدنی ہے نہ زوجہ ہندہ کے پاس کوئی نفعیہ معاش کہ جس سے گذار و قات ہو سکے اور ہر پر وہ نشینی کے نہ ہاں بھل کر محنت مزدوری کر سکتی ہے ان تمام باتوں پر خیال کر کے طرفین کی جماعت والوں نے درمیان نزید اور ہندہ کے تفرقی کو لادی اور بعد اختلاف عدت طلاق ہندہ نے نکاح طانیز دوسرے شخص سے کر لیا آیا یہ تفرقی موافق شرع شریف ہے یا نہیں؟ بحوالہ کت مع عبارت و ترجمہ کے جواب اتمام فرمائیں خداوند مآجور ہوں گے۔

الجواب۔ امام اعظم کے نزدیک اگرچہ جنون طلاق ہو تفرقی نہیں ہو سکتی ہے بلکہ ضرورت طلاق مقبولہ شرعیہ اس مذہب ہندہ سے عدول ناجائز و ناروا ہاں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ تفرقی ہو سکتی ہے اگر جنون طلاق اسے لاحق ہوا ہو اور ہنگام ضرورت طلاق موجب دوسرے امام کے مذہب پر عمل کی اجازت ہو سکتی ہے تو یہ تو اس مذہب کے ایک امام کا قول ہے مگر جو صورت کہ سوال میں مذکور ہوئی محض باطل ہے یوں نہ تفرقی ہوئی نہ دوسرا نکاح یوں جو نکاح کر لیا وہ باطل محض ہوا امام محمد کا مذہب ہندہ یہ ہے کہ عورت حاکم شرع کے حضور دعویٰ دائر کرے مگر بعد ثبوت اگر جنون طلاق ہو محبت کو اختیار دے کہ چاہے تو اپنے شخص کو اختیار کر لے اور اگر جنون حادث غیر طلاق ہو تو روز دعویٰ سے ایک سال کامل طلاق کے لئے مہلت دے اس درمیان میں اگر شوہر صحیح ہو گیا تو ہو گیا اور نہ عورت پھر دعویٰ کہے حاکم شرع بعد ثبوت عورت کو اختیار دے کہ

اگر دونوں صورتوں میں ای مجلس میں اپنے نفس کو اختیار کرے ماکم شرع تفریق فرمائے گا ورنہ نہیں ای مجلس میں
 اگر نفس کو اختیار کرے گی اور تفریق ہو جائے گی تو روز تفریق سے عدت کہے گی بعد مدت دوسرا نکاح کرے گی
 صورت مستحکم میں نہ رہے سے ماکم شرع نے تفریق ہی نہیں کی اور اگر تفریق کرنے والا ماکم شرع بھی
 ہو تو تفریق اس طور پر نہ ہوگی۔ پھر عدت بھی نہ وارد ہوگی عدت کے بعد بھی جتنا تو قبل تفریق عدت ہے معنی
 ہوتی عرض نہ تفریق ہوتی نہ نکاح یہاں ماکم شرع اعلم واقف علیہ ہاں سے عدت اگر تفریق کر لیا تو کسے قلعہ نہ شہر
 کے اعلم واقف معنی عالم کے حضور نہ ہوئی رخصت کرے وہ حسب بیان الماطیق وغیر مطیق جو صورت ہو اس کے تحت
 کے بعد وایا کہ جسے عدت بعد تفریق عدت گذار کر دوسرا نکاح کر سکتی ہے فتاویٰ امام فقیہ النفس قاضی خان
 میں ہے۔ وان بعد مدت الفراقہ بزوجه جنونا او بعد اما او بعد ما قال ابو حنیفہ و ابو یوسف رحمہما اللہ
 تعالیٰ لیس لہما حق الفراقہ وقال محمد رحمہ اللہ تعالیٰ لہما حق الفراقہ۔ مالک رحمہما میں ہے۔ انما کان
 بالزوج جنون او بوس او بعد ما فلا اختیار لہا کذا فی الکافی قال محمد رحمہ اللہ تعالیٰ ان کان الجنون
 حاداً بالجلد ستۃ کاعنتہ و بعد عن المرأة بعد الحول اذا العید و ان کان مطبقاً فہو کالجلب۔ اسی میں ہوتا
 مجبور ہے۔ لو و بعد ما المرأة و جنہا مجبور بخبرھا القاضی الحال ولا یؤجل کذا فی فتاویٰ قاضی خان
 اعلیٰ حضرت قدس سرہ و مالک رحمہما کے قول حاد کا پر واضح تحریر فرماتے ہیں۔ ای ان لم یعد و لم یعد علیہ
 نہ مان طویل المختار الماطیق لہما الحد و بعد النکاح فہر ما طلقا بعد محمد مطبقاً پر فرماتے ہیں۔ ان
 ملائمہ کما فی مجموعہ التلاوۃ من مد العتار عن الفتح و ذکر ان الحد فی الصلاۃ ما استغرق ست صلاۃ و فی
 الصور الشہر کہ لیلہ و فیہا و فی الزکاۃ الحول قلت و الظاہران المطبق حصلاً لا یكون ما لم یعد شکل حولا
 رہا و اقلہ تعالیٰ اعلم فتاویٰ خلاصہ میں فرمایا اختیار العیوب لا یثبت للزوج عند تالف الذل لا یثبت لمرأۃ عند
 الی حنیفہ و ابی یوسف و عند محمد لہا العیوب انفس الجنون و الجنان ما لایکمل ہے۔ لا
 یکون اتاجیل الاعنتہ سلطان و یجوز خضارہ ایتدم الذلیل للزوج من وقت الخلع و اسی میں ہے معنی
 رفعت الی القاضی بالجلد ستۃ من یوم الخصوفۃ قمریۃ بالاہلۃ فی ظاہر الروایۃ و فی روایۃ الحسن
 عن ابی حنیفہ شمسۃ بالایام و علیہ الفتویٰ دھی تنزیل علی القسریۃ باحد عشر یوماً فی نکاح الاصل و لہما
 البیضی قال خبرھا القاضی فان اختار من نفسہا من وجہا اوقعت من یحلبھا او اقامہا و ان القاضی اور

لہما یجوز من مالک رحمہما ماکم شرع ہوتی علی مالک رحمہما ماکم شرع ہوتی۔ علی مالک رحمہما ماکم شرع ہوتی

علی مالک رحمہما ماکم شرع ہوتی علی مالک رحمہما ماکم شرع ہوتی۔ علی مالک رحمہما ماکم شرع ہوتی

قام القاضی قبل ان یختار شیئاً یبطل خیابارها وان اختلفت الفرقۃ امر القاضی للزوج بان یدلفها فان انی فارق
 وینہما فان كانت تطلیقہ بانث و فی شرح الشافی ان اختلفت لنفسها بانث منہ فی ظاہر الروایۃ واللہ تعالی اعلم
مسئلہ اگر کوئی شخص لائوش روڈ کشی ہو تو نرائن مرسلہ ایس محمد عا شق علی بہر کن رضوی مورخہ ۲۸
 ہجری الاولیٰ یوم شنبہ ۵۵۵ھ

فرید و ہند میں لڑائی ہو رہی تھی تھوڑے عرصہ کے واسطے رک گئی تھی اس عرصہ میں میر سے خالہ زاد
 بھائی ارشاد علی آئے اور انھوں نے پھر پھیر و شروع ہو گئی گزیدے نے دل میں خیال کیا کہ بے نرض و جمعی غصہ
 کی حالت میں میں نے ایک تربہ کیا ایسی ہندہ کو تو طلاق دے دے یہ نہیں کہا کہ میں تم کو طلاق دیتا ہوں ہندہ
 نے اس لفظ کو نہیں سنا تو دوبارہ پھر چار پارچہ منٹ کے بعد کہا کہ طلاق دی طلاق دی اس کا خیال نہیں رہا کہ اخیر
 میں ایک تربہ کیا اور تربہ نہیں کہا کہ میں تم کو طلاق دیتا ہوں کیونکہ بھائی ارشاد علی سے معلوم ہوا کہ اول ایک تربہ
 یہ لفظ کہا کہ ایسی ہندہ کو تو طلاق دیدے دوبارہ وہ تربہ کہا ہندہ سے معلوم ہوا کہ ایک تربہ کہا انا اب اس سے
 مکرر شہاح ہو سکتا ہے اور اس کا انکار کیا ہو گا پھر بلا قصور معافی چاہتا ہوں الفاظ خط میرے مکان میں ہندہ
 کا مزاج گرم ہے اس وجہ سے مجھ سے غلطی ہوئی معافی چاہتا ہوں۔

الجواب۔ صورت مستقر میں طلاق رخصتی ہونے کا حکم ہو گا عقلوں میں اصناف نہ ہوں اصل اصناف نہ
 ہونا نہیں یہاں عقلوں میں اگرچہ نہیں کہ تم کو یا اس کو یا فلاں کو طلاق دی مگر جب پہلے وہ یہ لفظ کہہ چکا ہے کہ یا
 ہندہ کو تو طلاق دیدے نیز خط میں لکھا ہے کہ میرے مکان میں ہندہ کا مزاج گرم ہے اس وجہ سے مجھ سے یہ
 غلطی ہوئی معافی چاہتا ہوں ان جملوں سے معلوم ہو گیا کہ ان الفاظ سے اپنی عورت ہی کو طلاق دینا مقصود ہے
 اس پر یہ کہ ایک ہوئی یا دو اگر اسے شک ہو اور وہاں جو شخص موجود ہو اس کے بیان سے اسے ایک طرف
 گمان غالب ہو تو کو ایک ہوئی یا دو اگر اسے دو گمان غالب ہو خود وہاں جو وہ اس کے بیان سے دو دو گئے
 اور اگر خود یا گمان نہ رہے کا ہو اور حاضرین جو مادی ہوں ان کا بیان کہ تم کا وہ عورت ان کا صدق اس کے دل پر ہے
 قیام ایک ہی کہہ سکتا ہے۔

در خبر نہیں ہے۔ شاہ طالع داخلہ فلان کن حق علی الاقل۔ رولہما دوسرا ہے۔ قولہ حق علی الاقل
 ای نکاح ذکرہ ہاں یہاں الا ان جہتین بالاکثر او یکوی ایک جہت نہ وعن الامام الشافی انما کان لایامری
 اکثر ام اقل بخیری وان استقر اصلہ بانث ذلک علیہ اشاہد من الزمانیۃ قال دا علی قول الشافی انفسہ

قاضی خان و بعد ازاں نہ یعمل بالاحتیاط خصوصاً فی باب الفروج ام قلت و یکن حمل الاولی علی التعماد و الثاني علی الدیانة و یلیدہ اسلسلۃ المنون فی باب التعلیق لوقال ان ولدت و کرا فانت طالق و لحدہ و دان ولدت و نخی فانت طالق فشتین قولد تهما و لحدہما الاول تطلق واحد و تفتنم و تفتنم تنزهای حیاته هذ اوفی الاشیاء ایضا و ان قال عزیت علی انه ثلاث یترکها و ان اخبره عدل و حضر و الا ذلک المجلس بانها و اجدت و قد قسم بخذل بقولهم۔ عالمگیرؒ میں ہے۔ فی نوادر ابن سمان عن محمد بن محمد بن احمد بن محمد بن علی بن اذیضا فی ان طلق واحد و اوثر لا فاقی واحد و حتی یستغن او یكون اکبر یظنہ علی خلافہ فان قال الزوج عزیت علی انہا ثلاث اقول غلطی علی انہا ثلاث الا انہ اصبح الزمر علی شہد لا فلتک و عدل و فی حضر و الا ذلک المجلس و قالوا کانت واحدة قال اذا کا واحد و لا احد قسم و اخذ بقولهم کذا فی الذخیرۃ و انہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ محمد بن خواجہ قطب معرفت محیل احمد صاحب۔ ۲۲ رجب المرجب ۱۰۳۶ھ

زید بنی محبت سے یہ کہے کہ میں نے تجھ کو آزاد کیا اور تو بھی مجھ کو آزاد کر دے اس عورت نے چول دیا کہ تم میرے غلام نہیں زمینے اس پر جواب دیا کہ ہوگا کوئی رگالی دے کہ تیرا غلام نہ تو میری عورت نہ میں تیرا غلام ایک ماہ سے یہ اتفاقاً متواتر رہی اور ابھی تک ہے مگر دونوں کہتے ہیں رسولی گفتگو کسی وقت اشارت ہوئی ہے اب وہ عورت چاہتی ہے کہ میں معافی اپنے قصور کا پاہ لوں ایسی صورت میں زید کو کیا کرنا چاہیے اور نہ کونہ بالاسکند پر کیا جواب دیا یا کہ ہے والسلام من اتع الہدی۔

الجواب۔ اگر مرد نے عورت سے یہ لفظ بیزیت طلاق کہے کہ میں نے تجھ کو آزاد کیا تو ایک طلاق بائن ہوگئی جب وہ دونوں راضی ہوں تو نکاح جدید پر مجید کر لیں۔ فی الہدیۃ لوقال احتسب حلالیت بالبیۃ کذا فی معراج الدار یہ اس کے دوسرے لفظ نہ تو میری عورت نہ میں تیرا غلام نہ میرے نسب مثلاً الفاظ طلاق سے نہیں یہ اگر بیزیت طلاق بھی کہے ہوں۔ ان سے طلاق نہ ہوگی ہاں ان سے بظاہر اتنا ہے چاہے کہ یہ الفاظ بیزیت طلاق کہہ ہوگا شوہر اگر قسم کہہ دے گا کہ اس نے پہلے لفظ سے بیزیت طلاق نہیں کی تھی تو اصل طلاق کا حکم نہ ہوگا اور اگر کہے کہ کیا حلف نہ کرے گا تو ایک طلاق بائن کا حکم ہے عالمگیرؒ میں ہے۔ لوقال فخذن من نیل لا یخف وان نوى هو لغتہ مکذ فی جوابہ الاختلا علی ای میں مجبور و الخمارل سے ہے۔ سر آقا لالت

لزوجہ آخر فخذن لوامر فقال الزوج منہ قوتہ نہی نولا یخف بهذا اثیق کذا فی المعیط۔

فتاویٰ مجددیہ میں ہے۔ لوقال لامرأتہ لست لی ہامراً اذ اوقال لہا انا بنو جلد ان قال فویت

لہ علی جلد ہر وقت نہ ہند جلد ہر وقت نہ ہاں جلد ہر وقت نہ ہند جلد ہر وقت نہ ہند جلد ہر وقت نہ ہند

الطلاق يقع الطلاق في قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى وعندهما لا يقع إجماعاً مختصراً اسی میں ہے۔
وقالت امرأة لزوجها لست لي بزوجة فقال الزوج صدقت وتويعني به الطلاق يقع في قول أبي حنيفة
رحمهم الله تعالى كذا في فتاوی قاضی مدائن اسی میں ہے۔ قد انفقوا جميعاً انه لو قال والله ما
است لي بامرأة اولست والله لي بامرأة فانه لا يقع شي في وان نوى۔ فتاویٰ علامہ میں ہے۔ لو قال لهما
لست لي بامرأة عندهما لا يقع وان نوى وعند أبي حنيفة يقع اذا نوى اسی میں ہے۔ قال تون من
يبيح لا يقع وان نوى هو المختار۔ اسی میں ہے۔ لو قال والله لست لي بامرأة لا يقع وان نوى۔ فتاویٰ
علامہ اور فتاویٰ بزاز میں ہے۔ قالت له لست لي بزوجة فقال هو صدقت فهذا او ما لو قال لست
لي بامرأة سواء۔ در مختار میں ہے۔ والقول له بميمنه في عدم حنيفه عورت اس سے قسم لے لے اگر قسم کہہ
دے کہ اس نے طلاق کی نیت سے وہ لفظ نہ کہے تھے مان لے جھوٹ کہے گا وبال اسی پر ہوگا۔ در مختار
میں ہے۔ یعنی تحلیف نہائی منزلہ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از اشیر کتبہ مسئلہ ڈاکٹر نوشی علی صاحب ۳، محرم الحرام ۱۳۵۶ھ

زید نے عرو کی لڑکی سے بقاءہ شری بکاح کیا پھر چند روز قاضی بکاح خواہ کے درجہ میں منسلک ہو گیا ہے اب عرصہ پانچ سال کا ہو گیا ہے جسے پہلے نکاح کر لیا مگر اب اسے آخری فیصلہ اس کا یہ ہے کہ کیا اس پر تعلیم اور رخصت زید کے نام سے ہو جائے اور جو لڑنے کے کچھ ہے اس کی مرضی کے موافق دہلی سے خریدے جائیں تو تاریخ رخصت متعین کیا جاسکتی ہے عرو کو اس قدر وسعت نہیں ہے کہ اس کی حسب منشاء اس کی کس فرمائشیں پیش کر سکے زید نے آج تک اس کے نان نفقہ کے خرچ کے لئے ایک پائی نہیں دی ہے نہ اس کی گلو خلاصی کرتا ہے یوں ہی معلق ڈال رکھا ہے اور کہتا ہے کہ جب تک میری فرمائشیں نہ پوری کی جائیں گا یوں ہی پڑا رکھوں گا عرو کی لڑکی بھی بی بیال کرتی ہے کہ زید ایک حسدی اور لالچی ہے اس سے پورا ندامت ملے گی اور ایسا کہ ہے میں مہر مصافحہ کرتی ہوں جس کی تعداد پچاس جڑاڑ پچیس جڑاڑ مجل اور پچیس جڑاڑ مجل معنائی نفقہ و میری گلو خلاصی خلق کر کے کرے زید اور عرو دونوں مخفی المذہب ہیں۔ ایسی صورت میں خلق جہرہ کہتا ہے یا نہیں فقط۔

الجواب۔ غلط تو جب چاہے ہو سکتا ہے مگر غلط بھی تو شوہر ہی کی رضا سے ہوگا وہ اگر غلط پر راضی نہ ہو تو کوئی ہوگا وہ شخص گنہگار حق اللہ اور حق زن میں گرفتار مل جائیگا کہ اس پر یہ قیود لازم۔ یا کوئی کوئی نصرت

کرائے اس کے ساتھ معروف پیش آئے بھلائی کرے اور یہ نہ کرے تو لازم ہے کہ اسے بھلائی کے ساتھ چھوڑ دے۔ قال تعالیٰ اسکو ہوں معروف اور ہوں معروف ولا تخشوا من غلام التعداد ومن يفعل ذلک فقد ظلم نفسه ولا تخذوا الیہ ہذا آہ احادیث میں فرمیں ہے رکھنا ہے تو بھلائی کے ساتھ رکھنا اور بھلائی کے ساتھ چھوڑ دے اور میں انکا احرام ہے۔ قال تعالیٰ لا تمیلوا کل المیل فتدوا بها کما لعلقۃ۔ نقصان زمانی تنگی میں ڈالنا احرام ہے اسے رخصت کر کے بھلائی کے ساتھ رکھے اسکو ہوں من حیث من یستکثر من وجد کعد ولا تضاروا ہوں تصفیہ واعلیٰ ہوں نقصان رسانی مسلمان کی شان کے بہت بعد ہے حدیث میں ہے۔ ولا تضاروا ولا تضاروا الا لاسلام کسی مسلمان کو اپنے قول یا فعل سے ناحق ایذا دینا اللہ ورسول کو ایذا دینا ہے حدیث میں ہے۔ من اذی سئل فقد اذی ومن اذی سئل فقد اذی اللہ۔

باپ اگر اس کی قدرت بھی رکھتا ہو جب بھی اسے یوں مجبور کرنا شرعاً ہر طرح سخت مذہم و ممنوع و میوہ ہے کسی صورت میں کہ وہ اس کے (سے) باہر ہے باپ پر کچھ بھی دینا لازم نہیں۔ ہاں کچھ چیز دینا مستحسن ہے۔ عورت سے اگر ہر صراف کر دیا تو ہر صراف ہو گیا۔ باپ اگر گناہ نش رکھتا ہو اور اس کے وعدہ بھی کیا ہو تا جب بھی اس کے ذمہ لازم نہ ہو تا ہاں ہے و ہر مقول وعدہ خلافی ہر طرح مذہم و میوہ ہوتی اور اگر صورت یہ ہوئی کہ وہ شوہر یا شوہر کے والدین سے کہتا ہو کہ اسے شوہر اور والدین جہنم میں دوں گلا شریک تم اس قدر بری لاؤ تا پڑھاؤ یا تیار ہو یہ لڑکے یا لڑکی کو دیا اس قدر ادا لڑکے یا لڑکی کے نام کر دو تو صرف اس صورت میں اسے ایسا کرنے وعدہ کی تاکید کی جاتی ہو کہ اس میں لڑکی کا کیا قصور رخصت نہ کرانے سے جو ناحق ایذا اور نقصان ہو رہا ہے جو اللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ اگر رائے بریلی میں مسیحی چھدا صاحب ہر محرم الحرام ۱۳۵۸ھ

(۱) اگر کوئی شخص غصہ کی حالت میں اپنی بی بی کو طلاق دے تو طلاق ہوتی ہے یا نہیں؟

(۲) طلاق کتنے قسم کی ہوتی ہے؟

(۳) جس عورت کا شوہر انتقال کر گیا ہے اور جس عورت کا شوہر طلاق دے دیا ہے تو یہ عورتیں کس دن کی عدت گزاریں؟ پھر زانیہ کی عدت۔

الجواب۔ (۱) غصہ کی اکثر طلاق کا باعث ہے۔ قول ہے اکثر غصہ میں طلاق دی جاتی ہے تو طلاق غصہ طلاق نہ ہونے کے لئے کچھ نہ کہد و مقول و مقبول ہو سکتا ہے ہاں اگر کجوش غضب اس حال پر ہو کہ اس

روما البیہدی) فنو غان بدی لمعنی یعود الی الحد ویدعی لمعنی یعود الی الوقت فالذی یعود الی الحد
ان یطلق ثلاثاً فی طهر واحد بکلمة واحدة او بکلمات متفرقة او یجمع بین التخلیقین فی طهر واحد
بکلمة واحدة او بکلمتين متفرقتين فاذا فعل ثلاثاً وقع الطلاق وكان عاصياً والبدی من حیث ان
ان یطلق المدخول بها وحی من دعوات الاقرباء فی حالة الحيض او فی طهر واحد معها فیه كان الطلاق وانفاً
ولیسبب له ان یراجعها او لا یصح ان یرجعها واجبة طلاق کی باعتبار النفاظ طلاق تین تیس ہیں صریح بلقی
بالصریح طلاق بالکتابتہ۔ واللہ تعالی اعلم۔

(۳) عورت حرہ مدخولہ آئندہ (یعنی حیض والی) مطلقہ غیر المہر اس کی عدت طلاق تین حیض ہے۔
قال قتیبہ والشافعیہ وقرئین بانفسهن ثلاثة قروءۃ اور جو غیر المہر متوفی عہدار و جہاں ہواس کی عدت وفات
چار ماہ و س روز ہیں قرآن عظیم فرماتا ہے۔ والذین یشوفون متکدی الذل انما وجاہہن من بانفسهن
اس اربعۃ اشهر وعشراہ اور مطلقہ آئندہ مدخولہ جو تین ایس کو پہنچی) اور مطلقہ نابالغہ اور مطلقہ بالغہ غیر آئندہ
(یعنی جو تین بیو کو پہنچی یوں بالغہ جو تین اسے حیض نہ ہوا یا ایک روز خون آیا یا حیض نہ آیا) جب کہ مدخولہ بول ان کی
عدت تین ماہ ہے۔ قرآن عظیم فرماتا ہے۔ والذین یشوفون من النساء ان یرجعن فعدتھن ثلثۃ
اشهر والذین یشوفون من النساء ان یرجعن فعدتھن ثلثۃ اشهر۔ والذین یشوفون من النساء ان یرجعن فعدتھن ثلثۃ
اشهر والذین یشوفون من النساء ان یرجعن فعدتھن ثلثۃ اشهر۔

یعنی من بعد نفاس

اور مطلقہ غیر المہر جاری کی عدت ما آئندہ کی دو حیض غیر آئندہ کی ڈیڑھ ماہ اور عدت وفات و ماہ پانچ
روز ہے غیر مدخولہ عورت کے لئے عدت طلاق نہیں۔ عالمگیری میں ہے۔ اجمع من اللہام لاعدت علیہن
المطلقة قبل المدخول الخ حرۃ ممن حیض فعدتھا ثلاثۃ اقراء۔ والعدۃ لمن لم تحض لصغرها وکبر
بولبت بالسن ولرحض ثلثۃ اشهر وکذا النورأت دما یوما شہد لعدتھن فعدتھا بالشہور۔ ہوا فصیح۔ وعدۃ
الامۃ وللذیبرۃ وادم الولد والمکاتبۃ فی الطلاق والنفق قرآن وان کانت لا حیض فعدتھا بشہر ونصف
وعدة الحمل ان قنع حملها سواء کانت المرأۃ حرة او مملوكة الخ عدة الحرة فی الوفاۃ اس اربعۃ اشهر
وعشرة ایام سواء کانت مدخولہا او لا صغیرۃ او کبیرۃ ان آئندہ اذ کانت المتکوحۃ امة فعدت عنہا
شہر وجہا فعدتھا شہران وخمسۃ ایام عند الجمہور الخ طلقت وحی صغیرۃ لرحض من قد دخل بها و
مشاہد اجمع فعدتھا ثلاثۃ اشهر۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ از محمد با و مطلق سیتا پور مستور جناب مولوی محمد امین صاحب ۲۲ رجب ۱۲۸۵ھ
ایک شخص نے اپنی بی بی سے کہا کہ تجھے طلاق دی طلاق ہے میں تجھے طلاق دیتا ہوں اور کچھ
چھوڑنے کی نیت نہیں کی تو کیا حکم ہے عورت نکاح میں رہی یا نہیں اسے کیا کرنا چاہئے۔ دوسرا ایک شخص
نصرہ کی حالت میں اپنی زوجہ سے لڑائی کر رہا تھا اس لڑائی کے اندر اس نے اپنی بی بی کو کہا کہ ہا میں نے تجھ کو
طلاق دیا تجھے طلاق دی میں تجھے طلاق دیتا ہوں اور تو میری ماں ہے ان دونوں سوالوں کے جوابات مفصل
عطا ہوں۔ سوال اول میں صیغہ دیتا ہوں کا لفظ ہے اور چھوڑنے کی نیت نہیں فرمونا غلط مالی رہے۔

الجواب۔ دونوں صورتوں میں تینوں طلاقیں ہو گئیں ہر لفظ صریح ہے اور صریح مناج نیت نہیں
خاص صیغہ سال طلاق دیتا ہوں تو تحقیق ہی ہے۔ صیغہ سب مضاف جو در آئین الحال والا استقبال ہے اس کے
مبھی اس جگہ جہاں اس کا غالب استعمال مال کے لئے ہو تحقیق ٹھہرے بلکہ فارسی اور ہندی زبان میں تو
مال کا صیغہ صیغہ استقبال سے جدا ہے عربی میں ہوا نہیں مگر جب مضاف کا غالب استعمال حال میں ہو
تو ضرور حکم طلاق ہوگا اور تحقیق ہی ٹھہرے بلکہ قضاۃ عراق نیت نہ ہوگا اور عورت مثل قاضی ہے ایسی صورت میں
اسے اپنے آپ کو مطلق سمجھنا لازم ہوگا۔ اپنے نفس پر اسے قدرت دینا لازم ہوگا۔ یہ الحتمیہ و فیرو ماننا سزاوارتہ
میں ہے۔ الصریح لا یتاح الی التیغہ جو اہل الاطاعت میں ہے۔ طلاق ہی کہم طلاق ہی کہم طلاق ہی کہم قلت
لان ہی کہم قصص الحال و حوثیقین بخلاف قولہ کہم لانہ استقبال قدریکن تحقیق قاضی الشافعی
ان فی موضع غلب استعمال الحال کان تحقیقاً کقول الکافر اشہد ان لا الہ الا اللہ و کقول الشاہد اشہد
بہذا و کقول الحال الشہد بالحد۔ مالگیری میں ہے۔ قال التزوج طلاق ہی کہم طلاق ہی کہم و کہم
ثلث اصلقت ثلثا بخلاف قولہ کہم لانہ استقبال قدریکن تحقیقاً بالتبکیف ای میں محیط سے ہے۔ او
قال بالعریۃ اطلاق لا یتکون طلاقاً الا اذا غلب استعمالہ للحال یمکن طلاقاً

شافعی میں ہے۔ المضارع اذا غلب فی الحال مثل اصلقت کما فی البحر قلت و منہ فی عرفہ لما
تکون طلاقاً و منہ تعدی طلاقاً فقالت اخذت فقد صح الوقوع۔ بلا اشتراط کما فی القی و کذا
الاخذتھا قولہ اخذت کما فی البحر۔ ہذا التثانی علی حضرت شہنا المہدی علیہ السلام و المسلمین سیدنا الوالد
قدس سرہ الما جہ فرماتے ہیں۔ المضارع اذا غلب فی الحال صح قلت و صیغۃ الحال یلہنا علی حدیث
فیجی ان ینقہا اذا کان صریحاً من دون نیت و منہا قولہ۔ میں تجھے چھوڑتا ہوں بخلاف قول میں تجھے

چھوڑے ویسا ہوں فان غالب استعمالہ فی العزیز علی الفعل دون تحقیقہ فاغفرہ وامل۔ فتاویٰ ہندیہ
میں ہے۔ لوقال لہا انت طالق ونوی بہ اطلاق عن وثائق لم یصدق قضاہ ویدہا فیمابینہ وہیں
الطہ مضائق وامرأة کالفاصلی لا یجمل لہا ان تمکنہ اذا سمعت منه ثلاث او شہد بہ شاحدا عادل عندھا
شاقی میں ہے۔ امرأۃ کالفاصلی اذا سمعتہ او انبیرا عادل لا یجمل لہا تمکنہ اس میں فتح القہدیر سے ہے ان
المرأۃ کالفاصلی لا یجمل لہا ان تمکنہ اذا سمعت منه ما ظاہر بخلاف مدعاہ۔ عورت کو حلال نہیں کہ وہ
بعد اس کے اس کو نفس پر قابو دے اس کے ساتھ رہے وہ اپنے آپ کو مطلقہ ٹھٹ جائے گی اور جیسے ہوگا
اس سے چٹکارا حاصل کرنے کی اس سے دور بھاگے گی جیسے سانپ سے جیسے شیر سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ۔ ازہا جس مناع رائے بریلی المستفتی منظور الحق

زید نے اپنی بیوی کی عدم موجودگی میں ایک شخص کے سامنے یہ الفاظ اپنی بیوی کے متعلق کہے ہیں
اپنی بیوی کو غسل ماں کے سمجھتا ہوں مجھ سے اور اس سے کوئی واسطہ نہیں تو کیا حکم ہے؟
الجواب۔ اگر اس نے اپنے ان الفاظ کے کہ میں اپنی بیوی کو غسل ماں کے سمجھتا ہوں نیز اس کلمہ
سے کہ مجھ سے اس سے کوئی واسطہ نہیں طلاق کا ارادہ کیا تھا ہر دو کلمے سے علیحدہ علیحدہ طلاق کی نیت ہو ایک
سے طلاق مخصوص ہو یہ حال اس صورت میں کہ وہ کلمے بہ نیت طلاق ہی کہے ہوں ایک طلاق بائن ہوگی کہ
پہلا کلمہ نیز دوسرا مرد و کنایات طلاق سے ہیں۔ کنا سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے دونوں سے علیحدہ علیحدہ
طلاق کی نیت ہو جب بھی ایک ہوگی ایک لغو ہو جائے گی۔ فان البائن لا یملک بالباطنی کما ہو مصرح
بہ فی غنود کتاب۔ عالمگیری میں ہے۔ لا یملک البائن البائن بان قال لہا انت بائن ضعیف قال لہا
انت بائن لا ینفع الاطلاق واحداً بائناً۔ اور اگر بہ نیت ظہار یہ کہہ کر میں اپنی بیوی کو غسل ماں کے سمجھتا
ہوں اور یہ لفظ کہ مجھ سے اس سے کوئی واسطہ نہیں بہ نیت طلاق کہے تو ظہار بھی ہوا اور طلاق بھی بعد نکاح
جدید بھی جب تک کفارہ نہ دے اس سے استعمال حلال نہیں اس سے صحبت حرام اس کا بوسہ بشہوت لینا
یوں بابتہ نکاح اس کی شرمگاہ دیکھنا حرام اور اگر طلاق کی نیت نہ تھی ظہار ہی کی نیت تھی تو صرف ظہار ہوگا نہ
اس پر لازم کہ ایک غلام آزاد کرے اور میریاں باندی غلام کہاں جب اس پر قدرت نہیں تو دواہ کے بے درپے
روزے رکھے اور ان دواہ میں دن میں بارہاں اس سے صحبت نہ کرے اور اگر اس سے قبل اور کفارہ صحبت
کے کا تو یہ نہیں کہ گناہ ہوگا بلکہ اگر سر نو دواہ کے لگاتار روزے رکھنے ہوں گے یوں اگر پنج میں سے

صورہ کو کہ میں عورت طلاق ہو جائے گی یا نہیں؟ چنانچہ فرمایا

الجواب۔ اس صورت میں تین طلاقیں ہوئیں عورت اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی کہ بھلا
اب بھی اس پر طلاق نہیں ہوگی۔ قال اللہ تعالیٰ۔ انشلاق مرفوعہ فاما ان معرفت اوقسم باللسان فان
طاعتها فلا یحل لہ من بعد حق تکلیف منع جاذبہ۔ طلاق ہو جانے کے لئے دو چار آدمی زوج کی طرف کے اور
دو چار زوجه کی جانب کے ہونا کیا معنی ایک آدمی بھی ضروری نہیں محض تنہائی میں اگر شوہر طلاق دے طلاق
ہو جائے گی۔ جہاں طلاق دے وہاں اگرچہ زوجه بھی موجود نہ ہو نہ ثبوت طلاق کے لئے دو چار آدمی اس
کے دو چار اس کے ہونا درکار۔ دو اہل شہادت درکار ہیں اگرچہ وہ نہ زوج کے ہوں نہ زوجه کے محض اجنبی
ہوں۔ دونوں میں سے کسی ایک سے ذرا بھی علاقہ نہ رکھتے ہوں واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ اللَّعَانِ

لَعَانُ كَابِيَانِ

مسئلہ۔ لعان مابین زن و شوہر کہن کر کن وجوہات سے حد شرعی میں آتا ہے جس کی وجہ سے زن و شوہر کے تعلقات قطع ہو جاتے ہیں۔ جواب مفصل مرحمت فرمایا جاوے۔

الجواب۔ لعان نہ ہو گا اگر زوجین میں جن کا نکاح صحیح اور زوجیت قائم ہو اگرچہ عورت بھالت مدت رہی ہو۔ دونوں مسلمان آزاد ماعقل بالغ غیر مجرور و فی حد القذف مسلمان پر اذائے شہادت کے اہل ہوں کھڑے
حفیظ زوجینی زن او تہمت زنا و نفی حرام اگرچہ ایک ہی بار شہید یا نکاح فاسد سے بالکل بڑی پاک و صاف ہو
ایک یا بھی اس ہلکے میں نہ پڑی اور اس پر ایسی تہمت نہ دھری گئی ہو۔ اور نہ اس کے کوئی بچہ طلب معروہ
ہو اور نہ عورت و وقت قذف زندہ اور عصہ نہ ہو وہ لعان کا مطالبہ نہ کر دیا معنی بالصورۃ نفی و لہذا خود قاذف طلاق
عند القاضی کرے دونوں میں سے کوئی کو شکانہ ہو۔ عورت وجود نہ اسے منکر و اپنے صدق پر بیعت نہ رکھنا ہو
اور مرد اسے زنا کی دالہ الاسلام میں اس نے عورت پر تہمت دھری ہو نہ وہ لہذا نفی کی بھی منکر کرنا نہ ہے۔
فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اللعان لا یجوز الا بین زوجین صحیحین مسلمین عاقلین بالغین غیر مجرورین

في قذف لان اللعان عندنا شهادات مؤكدة بالامعان فلا يجري اذا لم يكن من اهل الشهادة او لم يكن

لحد هما من اهل الشهادة مع اهلية الشهادة ولا يراعى النكاح والاحسان في جانب المرأة

وروي عن النبي صلى الله عليه وسلم - (اللعان وهو شريعنا وشهادات) اربعة كشهود الزنا (مؤكدات بالامعان) مقرون

شهادتين باللعان وشهادتين بال غضب (قائمة) شهاداته (مقام حد القذف في بطلانه) وشهادتهما بمقام حد

الزنا في حقهما وشرطه قيام الزوجية وكون النكاح صحيحا لا فاسدا وسببه قذف الرجل زوجته قذفا

يوجب الحد في الاجنبية يختص بها لانها هي المقدرة فقتلها اشرطا للاحسان (وروي عنه شهادات

مؤكدات باليمين واللعن وحكم محرمات الطوط والافتعال بعد التلاعن ولو قبل التنزيق بينهما فاهله

من هو اهل الشهادة على المسلم فمن قذف زوجته (الحية) بكنح صحيح ولو في عدة الترحى (العنفية

من) فعل الزنا وتكتمه بان له قسطا محرما ولموسة بشبهة ولا بكنح فاسد ولا لها ولد بلا باب ورجلها

لادام الشهادة على المسلم او من وثق بالنسب الولد منه او من غيره (وطالبه) (الولد المسمى

بهم) عند القاضي (لا من) (مختصرا) -

اور روي عن النبي صلى الله عليه وسلم - وقوله وشرطه قيام الزوجية فلا لعان بقذف المنكوحة فاسدا او

المهانة ولو بواحدة بخلاف المطلقة رجعية ولا يقذف زوجته الميتة ويشترط ايضا المحرمية والعقل و

البلوغ والاسلام والنطق وعدم المجد في قذف وهذه اشرط اربعة اليهما ويشترط في القاذف خاصة

عدم اقامة البينة على صدقه وفي المقدرة خاصة انكسارها وجود الزنا منها وعقد لعنه ويشترط

ايضا كون القذف بصريح الزنا وكونه في دار الاسلام وفي الولد بمنزلة صريح الزنا وقوله بصريح

الزنا كما انما يمانية او ياتي لانه ترخيخ قد زنت قبل ان تزوجك فمصدق صدقك او نكاحك فزنت ونكح

الكفنية والتعرض نحو لست انا بزن ونكح بهذا كذا الزنا للوطا فلا لعان فيه عندنا وعندنا ما يثبت فيه

ونكح ايضا اجندات معهما بجلالهما على الان الجماع لا يستلزم الزنا بجم وقوله في دار الاسلام يخرج

دار الحرب لانقطاع الولاية (قوله الحية) لان الميتة لم يبق زوجة ولان لا يأتى في منها اللعان وقوله

بكنح صحيح هو ايضا التتبع بالزوجية لان المنكوحة فاسدا غير زوجة ولو دخل بها فيه لم يبق

عقوبة ايضا لا يحد فانها (قوله ولو في عدة الترحى) خرجت المهانة فلا لعان فيها لكنه يحد

لا اجنبى -

دقوله العقیقة) امرأه بریحة من الوصل المحرمات التهمة دقوله بان لم یوطأ الخ بیان اللعنة الشریعة ولوسرقة بشبهة ای ولوقان بشبهة کوطی، سئلته من، یأمن وان ظن حله، وقوله ولا ینکاح فاسد، الاول اوبنکاح فاسد اعطنا علی قوله بشبهة لانه من الوطی المحرم، وقوله ولا لها ولد الخ الاولی ولم یمکن لها ولد اعطنا علی قوله لم یوطأ لانه بیان لقوله وتهمته فانها تعهد بالزنا بوجود ولد لها بل بان ای بلا انب معروف، وقوله وطأ لثم، قید به لانها لم تطأ لثم فلالعان لانه حقها الدفع العادیه، وسراده طلبها اذا کان القذف بعرض الزنا اما بنی الولد فالتطلب حقه ایضا لاحتیاجه مالی نمی من لیس ولد عنه وقوله وطأ لثم الولد (الشیء) هذا قد سبق قلعه ولعمره العیة، والصواب ان یقال او طأ الثاني للولد وعبارة الغفغ وبشترها طلبها بخلاف اذا کان القذف بنفی الولد فان الشطاطه لاحتیاجه مالی نمی من لیس ولد عنه وعبارة التزییص لابن من طلبها الا ان یمکن القذف بنفی الولد فان لثم ان یطلب لاحتیاجه الخ ولا یخفى ان الغفغ فی طلبه، اجمع للعاقبة لان الولد انفعده طلب الولد شرط لوجوب حد القذف ان کان ولد غیر العاقبة وكانت الاممیتة والا فالشرط طلبها کما سیمائی فی بابہ و الکلام فی التطلب الذی هو شرط وجوب اللعان ولا یمکن بعد موته، ولهذا ظاهر جعل امره محتملاً۔

رکن لعان۔ شهادت مؤکدات بالیقین معرون باللعن والغضب ہے لعان لفظ شہادت پر موقوف ہے اگرچہ اسے اشد بانہ لعلن کہا جائے گا لعان صحیح نہ ہوگا کیوں نہیں مرد اگر اسے مؤکد باللعن عورت مؤکد بالغضب نہ کرے گی لعان نہ ہوگا۔ سبب لعان۔ مرد کا اپنی بی بی منکوحہ بنکاح صحیح کی طرف صراحت زنا کی نسبت کرنا مثلاً اسے زانیہ کہنا یا یوں کہنا کہ تو نے زنا کیا وغیرہ یا عرض ایسی بات کہنا کہ اگر اختیار عورت کو کہتا تو حد قذف کی موجب ہوتی۔ شرط لعان۔ زن و مرد کا بنکاح صحیح زن و شوہر ہونا اور قیام زوجیت ہے۔ اہلیت لعان۔ اہل لعان وہی ہے جو اہل شہادت ہے دونوں کا اہل ہونا ضروری ہے۔ حکم کمان۔ لعان سے فاسخ جوئے ہی وطنی واستملاء کی حرمت ہے مگر نفس لعان سے فرقت نہ ہوگی جب تک قاضی تفریق نہ کرے گا وہ دونوں زن و شوہر رہیں گے بے طلاق یا تفریق قاضی فرقت نہ ہوگی۔ نوہیت قائم ہے گی۔ لعان بعد وجوب بہت وجہ سے ساقط و باطل بھی ہو جاسکتا ہے۔ جب تک حکم لعان باقی ہے اور طلاق یا تفریق قاضی سے قبل حرمت وطنی واستملاء ثابتہ شدہ باقی رہے گی۔ جو فرقت ہوگی طلاق یا تفریق شوہر سے گی۔ ایک دوسرے کے ساتھ رہنا حرام ہو جائے گا یا بے اعتبار بحالت لعان انھیں نکاح حرام ہوگا۔

مالکیر میں ہے۔ حکمہ حرمة الوطاء والاستمتاع كما افترعا من اللعان، ولكن لا تنفع الفرقة بنفس اللعان حتى لو طلقا في هذه الحالة طلاقاً بائناً يقع وكذلك الواكذب الزوجان نفسهم حل الوطاء من غير تجديد النكاح كذا في النجاشية، قال ابو حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالى الفرقة الواقعة في اللعان فرقة بطلانية بائنة فيزول ملأ النكاح ونشبت حرمة الاجتماع والزوج ما دام على حالة اللعان، اكنى ثم لم يمسح۔ اللعان يقف على لفظ الشهادة عند ما حتى لو قال احلف بالله اني لمن الصادقين او قال حتى ذلك لم يصح اللعان كذا في السراج الوهاج، اذا لعتا ففرق الحاكمان بينهما ولا تنفع الفرقة حتى يقضى بالفرقة على الزوج فيفارقه باطلاق فان امتنع ففرق القاضى بينهما وقبل ان يفرق الحاكم لا تنفع الفرقة والزوجية قائمة يقع طلاق الزوج عليها وظهاره وبلاؤه ويجزى التواصت بينهما اذا مات احدهما الخ والله تعالى اعلم۔

کتاب الوقف

وقف کا بیان

مسئلہ۔ از بریلی شریف محلہ گلاب نگر مرید چناب محمود حسن صاحب
ایک شخص نے اپنی سمیت اور قوت دینی سے ایک مدرسہ دینی اپنے مکان پر قائم کیا اور وہاں پر
اس مدرسہ کی ترقی کی کوشش اور نگرانی کرتا رہا اس نے یہ بھی کیا کہ شہر کے چند متدین اور علمائے دینی ایک
مجلس بنائی جو مدرسہ کے انتظام اور اس کی ترقی کے لئے مشورہ دے جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ مدرسہ کے قائم اور
برقرار رکھنے کے لئے کافی جائیداد موقوفہ کا انتظام ہو گیا لیکن پرانے ممبران جب سیکے بعد دیگرے مر گئے
تو اس شخص نے جدید ممبر اور قائم کئے اور خود بھی مر گیا اب اس شخص کے مرنے کے بعد مدرسہ کی ترقی
میں چند ممبران کی وجہ سے صورت زوال پیدا ہو گئی جس سے باقی مدرسہ کی اولاد نے یہ چاہا کہ یہ مدرسہ
جہاں سے باپ کا قائم کیا ہوا ہے لہذا ہم کو اس کی اعانت اور نگرانی کرنا چاہیے تاکہ کل کو یہ ایک مفید سلسلہ
تعلیم دینیات کا ٹوٹ نہ جائے لیکن یہ موجودہ ممبر اس باقی مدرسہ کی اولاد کو نہ تو مدرسہ کی نگرانی کرنے دیتے

ہیں اور دان کو مدرسہ کی منتظر کیشی میں شامل کرنا چاہتے ہیں اس لئے کہ ان لوگوں نے مدرسہ کو اپنی ملکیت سمجھ رکھا ہے اور اس کی اولاد کا دخل ہونا برا جانتے ہیں لہذا باقی مدرسہ کی اولاد کو حق تولیت اور حفاظت مدرسہ شریعہ حاصل ہے یا نہیں؟ بینوا تو جہاں۔

الجواب۔ وقت کا متولی واقعہ کے بعد اس کا وہی ہو گا اور جب کہ اس نے کسی کو وہی نہ بنایا تو اس کی اولاد نے جو اس کا اہل ہو وہ یہاں تک کہ اگر وقت موت اس کے اولاد پہم صغر سن مثلاً تولیت کے قابل نہ تھے تو قاضی کسی عامل کو تولیت انجمنی کو اس وقت تک کار وقت پہم رکھے گا جب تک واقف کی اولاد سے کوئی تولیت کا اہل ہو مگر ان کا یہ غلط ہے کہ وہ تولیت تو تولیت مدرسہ کا کہن بھی اولاد واقعہ کو نہیں بنانا چاہتے۔ اسحاق فی حکام الاولاد واقف میں ہے۔ ان مدامت و لم یجعل ولا یت الی احد جعل القاضی لہ

قیام الاولاد یجعله من الاجانب مادام یجید من اهل بیت الواقف ممن یصلح لذلک لئلا یغفل الاولاد من فصل الواقف نسبة الوقف الیہ وظلالہ فیما ذکرنا فان لم یجید فمن الاجانب ممن یصلح فان اقامہ جنبیاً نہ حرام من ولداً ممن یصلح من فعالیہ ام ان بلا میں قاضی کہاں یہاں ایسے امور سنی اعلیٰ علمائے اہل بلد کے سپرد ہیں جو اس شہر کا سنی عالم اعلیٰ واقف ہو اس کے یہاں معاملہ رجوع کریں اسے چاہئے کہ اولاد واقف سے جو صالح تولیت ہو اسے متولی وقت کر دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ اگر اولاد صالح بریلی متولی

کیا کسی متولی کو یہ حق حاصل ہے کہ ہزاروں کی جائداد کو وقف کے عوض دو تین سو روپے مقصد شر کے واسطے لے کر شخص واحد کی ملکیت بنادے؟ بینوا تو جہاں۔

الجواب۔ نامتولی کو نا خود واقعہ کو کسی کو یہ اختیار نہیں۔ فانما الوقف لایباع ولا یرحمہ نہ ہزاروں کی جائداد دو تین سو کے عوض کسی کو دی جا سکتی ہے نہ یک ٹروں کی جائداد ہزاروں لاکھوں کے عوض جس مقصد کے لئے واقف کے وقت کی ہے جائداد اسی کے لئے ہے کی مگر اس صورت میں ہے کہ واقف نے تبدیل کی شرط نہ رکھی ہو اور اگر تبدیل کی شرط رکھی ہو تو بدلے کے لئے واقعی اسے جائداد کو فروخت کر کے دوسری خرید لے گا ہے اور اگر لپٹے قائم تمام کے لئے بھی اس نے یہ شرط رکھی ہے تو اس کا قائم مقام بھی یہ کر سکتا ہے جو اسی مقصد کے لئے وقف ہو گا جو واقف نے مقرر کیا ہے یہ کسی کو بھی جائز نہیں کہ جائداد وقف کو کچھ روپے کے عوض بیچ ڈالے اور ان روپوں کو کسی کا ذخیرہ میں صرف

کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از بریلی محلہ گندہ مالہ مسئول جناب سوداگر محمد طفیل صاحب ۱۹ ربیع الآخر ۱۳۵۴ھ
ایک شخص نے اپنی کچھ جائیداد واسطے وقف کی اور اس وقف نامہ میں یہ لکھ دیا کہ اس کی جائیداد
سے کچھ آمدنی مساکینوں کو دی جائے بقید آمدنی سے غریبہ کے کپڑے دکھانے سے امداد کی جائے مگر
آمدنی وقف کی بڑھ جائے تو غریبہ کے کپڑے دکھانے میں ترقی کر دی جائے اور کی آمدنی ہونے پر اس
میں کمی کر دی جائے وہ شخص اپنی سیات میں اپنے انتظام سے اس کام کو انجام دیتا رہا بعد انتقال کے اس
کی اطاعت میں ایک اولاد بلا سہی طرح کام انجام دیتی رہی اس وقف شدہ جائیداد کی آمدنی گذشتہ آمدنی سے
اس وقت چار گنی زیادہ ہے اب اس کی اولاد میں سے ایک کی جائیداد گردش ایام سے ختم ہو گئی اور وہ بہت
مغرور و جس ہے پریشان حال ہے نہ کوئی سلسلہ آمدنی خورد و نوش کا بھی نہیں رکھتا ہے نہ بسبب ضعیفی کے کسی
قابل ہے یہ وقف نامہ رجسٹری شدہ ہے۔ اب دریافت طلب امر ہے کہ اس وقف شدہ آمدنی سے یہ
شخص روپیہ لے کر اپنی بی بی و بچوں کی پرورش کر سکتا ہے یا نہیں یا پھر اس اس وقف شدہ جائیداد کے
آمدنی سے ادا کر سکتا ہے یا نہیں جس کا اس کے اوپر بہت زیادہ بار ہے لہذا اس بارے میں جو شرعی
احکام ہوں ان سے آگاہ فرمایا جائے فقط

الجواب۔ اگر ولد و اہل و عیال محتاج ہو گیا ہے تو وہ اس رقم وقف کا مصرف ہو سکتا ہے اور
جب کرے وقف بھالت صحت کیا اور ظاہر سوال سے یہ ہے کہ مصارف ائیماء بعد الموت نہیں تو اس
صورت میں اس کا مصرف جو غریب و مساکین کو نقد دینے امداد کے کھانے کپڑے میں مصرف کرنے کے
لئے تحریر ہے اس پر زیادہ بہتر ہے قدر حاجت اسے دی جائے جو بچے وہاں چاہے نقد و طعام و شایاب
کی صورت میں حسب تحریر وقف نامہ مصرف کی جائے اس کا لحاظ نہ کیا جائے کہ وہ موجودہ ایک وقت نہ
دیتے ہاتھ اس سے کم دیا جائے فتاویٰ خاصہ میں ہے۔ فی الفتاویٰ افعل بمرتبہ صدقہ موقوفہ
حل الفقہ ابو حنیفہ فلعنہ احتیاج بعض قرینہ اول احتیاج الوقف ان احتیاج الوقف لا یصلی لمن توفی الخلفۃ
عینی عند النکاح و لو احتیاج ولیدہ ذکر النصف و حصہ اللہ تعالیٰ عند وفاتہ وان کان الوقف علی العصبۃ و لم یکن
مضافاً الی ما بعد الموت الصرف الی ولد الوقف افضل لکن ذکر ان مطلق فی واقعتہ و ہلال رحمہ اللہ
فتاویٰ وقفہ غیرتہ لا یصلی اقل سن سالیقی درہم ولا بصرف الیہ کل الخلفۃ وان صرف الی کل لا یصرف فی

کل الامانات اہم مختصہ اللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ اگر شہر بریلی محلہ کنگران مستولہ جناب مولوی حکیم عزیز غوث صاحب ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۲ھ (۱) واقع کسی جائیداد کو وقف علی الاولاد و علی النفس کرے اور خود ہی اس کا متولی بنے تو وقت صحیح ہوگا یا نہیں امام محمد کے نزدیک وقفہ متولی کی صحت وقف کے لئے جو شرط ہے اس کا عمل در آمد اس وقت میں کیونکر ہوگا امام ابو یوسف کا قول اس مسئلہ میں کیا ہے اور حنفی مذہب والا اس مسئلہ میں امام ابو یوسف کا قول لے سکتا ہے یا نہیں؟

(۲) مسائل وقف میں حنفی علماء کی رائے کیا ہے آیا انھوں نے ان مسائل میں امام ابو یوسف کے قول کو امام محمد اور امام ابو یوسف کے اقوال پر ترجیح دی ہے یا نہیں؟
(۳) جائیداد غیر منقسمہ کا وقف قول امام ابو یوسف کے مطابق جائز ہے اور صحیح اور قابل نفاذ ہے یا نہیں؟

(۴) جائیداد غیر اگر شامل وقف ہو جائے تو مذہب امام ابو یوسف کے رفض سے وقف جائز ہے یا نہیں؟
مہربانی فرما کر بتائیے کہ حنفی علماء کا مخصوص حضرت امام اہلسنت بقیۃ السلف حجتہ الخلف مولانا و متعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تحقیقات جس کے ہم اہلسنت بریلی متبع ہیں کیا ہیں؟

الجواب۔ (۱) وقف علی النفس صحیح اور وقت کا خود متولی ہونے کی شرط جائز وقف صحیح ہوگا اور حسب شرط ہی متولی رہے گا یہی مذہب امام ابو یوسف ہے اور یہی معتد بموجب و عنار للفقوی ہے اور یہی ایک روایت میں امام محمد سے ہے۔ ان سے دوسری روایت وہ ہے جس میں اسی لئے کہ ان کے نزدیک تسلیم شرط ہے۔ عدم صحت ہے۔ اور اسے بھی یہ بھی کہا گیا ہے مگر مرجع وہی ہے امام محمد سے اس پہلی روایت ہی کی بنا پر امام محمد رحمہ اللہ نے بطریق صاحب در عنار علامہ علاؤ الدین حنفی وغیرہ علماء کے وقت کو بالاجماع جائز وقف فرمایا کہستانی نے کہا اگر واقع خود اپنے آپ کو متولی کرے تو لیت اپنی رکے تو تسلیم شرط نہیں۔ اس سے ظاہر کہ وقف علی النفس و علی الاولاد ہو یا کوئی اور وقف وقف جس وقت کا بھی متولی خود ہوگا تو لیت اپنی رکے گا تو تسلیم شرط نہ ہوگی۔

کہستانی پھر رد المحتار میں ہے۔ ان التسلیم لیس بشرط اذا جعل الوقت غشہ قیلہ تنویر الابصار و

در مختار میں ہے۔ جعل الواقف الولاية لنفسه جائزاً بالاجماع وكذا لو لم يشترط احد فالولاية له عند الثاني وهو ظاهر المذهب فهو خلافاً لما نقله المصنف في المختار میں ہے۔ (قول مجازاً بالاجماع) كذا ذكره الزيلعي وقال لان شرط الواقف معتبر في رأي لكن الذي في القدر اني انه يجوز على قول أبي يوسف وهو قول هلال أيضاً وفي الهداية انه ظاهر الرواية وقد علم العلامة قاسم عن الزيلعي دعواه بالاجماع بان المنقول ان اشترط اطلاقها ينسد الوقت عند محمد كما في الذخيرة وما منعه في النهر وإطال واحاط السمس (قولہ) خلافاً لما نقله المصنف (ای عن السراجیة من انه لا یصح هذا الوقت عند محمد وبه یفتی نیز شریعہ و در مختار میں ہے) وجعل عدة الوقت (والولاية لنفسه عند الثاني) وعليه الفتوى والمختار میں ہے لو وقف على نفسه قيل لا يجوز وعن أبي يوسف جواز وهو المعتبر وما في النهاية من انه لو وقف على نفسه على فلان صح نفسه وهو عدة فلان وبطلان حصة نفسه ولو قال خسر على فلان لا يصح شي من مذهب على القول بالضعف بغير السمس (قولہ) والولاية) معناه ان فيه خلاف محمد مع انه قد مر ان اشترط الولاية لنفسه جائزاً بالاجماع لكن لما كان في دعوى الاجماع نزاع كما قد مر مع الطريق بان عن محمد روايتين احدهما توافق قول أبي يوسف والاخرى تحالفه فلما دعوى الاجماع مبنية على الرواية الاولى ودعوى الخطا على الثانية فلا دخل في التقليدين۔

تسلیم ہے شک شرط ہے مگر اس صورت میں کہ وقت علی النفس ہو یا وقت کا متولی خود واقف ہی رہے تولیت کی شرط اکیات خود اسے ہے کہے تسلیم کا شرط ہو یا یا امام محمد کا قول علامہ نے اختیار کیا اور وقت علی النفس اور تولیت واقف کی صحبت یہ مذہب امام ابو یوسف اختیار فرمایا چونکہ مذہب ایک ہی ہے اس لئے اس تعلق میں کچھ حرج نہیں تسلیم کی شرط سے اس صورت کو برسرانے مذہب امام ابو یوسف مستثنیٰ فرمایا کہ تہستانی کا وہ قول اور برگذا کہ اس صورت میں تسلیم شرط تہیں علامہ شامی نے زیر قول در مختار وفي غيره بنسب الفتوى تہستانی کا وہ قول نقل کر کے اس میں نظر فرمادی اور تامل فرما کر اظہار تامل کیا تھا کہ فرمایا۔ لیکن یہ ان میں شرط التسلیم وهو محمد لم یصح کذات الواقف نفسه ومن تحلفا وهو ابو یوسف لم یثبت قطعت عمل اس پر امامی حضرت سیدنا ابوالحسن المہاجر قدس سرہ نے جملہ الحائزینا شیعہ ردالمحتار میں فرمایا۔ اقول میا فی حاشیہ ان فی مسألة تولية الواقف نفسه الفتوى على قول أبي يوسف وقد حقق المحقق رحمه الله تعالى ان التناظر من احوال ائمة الثلاثة ليس من التناظر الباطل فان الكل مذاهب واحده فحين

اختیار فی اشترط التسلیم قول محمد لا یجعل جعل الواقف لنفسه متولیا مغبنا عنه بنام علی قول ابی یوسف
المحقق بہ غلاما اخذ تعلیہ۔ واللہ تعالی اعلم۔

بلکہ خود علامہ شامی نے عقود الدریہ میں فرمایا۔ التلخیص من اقوال اصحاب المذہب لیس تلیفہا
بإحلام امام محمد کی روایت عدم صحیح کو بھی اگرچہ متفق بہ کہا گیا ہے مگر امام ابو یوسف کا قول ہی ممتاز للفقہ
ہے اول تو وہ امام ابو یوسف کا قول ہے اور علامہ فرماتے ہیں قولی محمد لا ینفی بہ ما وجد قولی ابی یوسف
الا ان یصح وبقوی وجہ کذا فی ش۔ قول امام محمد پر فتویٰ نہ ہو گا جنب تک قول امام ابو یوسف ملے گا
اس صورت میں کہ قول امام محمد کو اصحاب تصحیح سے کسی نے صحیح کہا ہو یا اس کی دلیل قوی ہو یا نہ جب
دونوں پر فتویٰ ہوا تو پھر وہی ہوا کہ قول محمد لا ینفی بہ ما وجد قولی محمد لا ینفی بہ فی خصوصاً
اس صورت میں کہ وہی اسهل وارفق ہے تو وہی ممتاز ہو گا کہ شرع کو رفیق و تیسرے یہ ہے در مختار میں
ایک دوسری جگہ ایسے ہی اختلاف پر ترجیح کے موقع پر فرمایا۔ اختلف الترجیح والاضد بقول الثانی احوط
واسهل یروى فی الدرر وصدر الشریعہ بہ لفقہ رد المحتار میں فرمایا واختلف الترجیح مع القصر فی کل
منہایا الفتوی علیہ وہی ظاہر الروایۃ ہے اسی پر متون مذکور ہیں۔ اسی پر اکثر شایخین وہی مقدم ہے
رد المحتار سے اوپر گذرا و فی الہدایۃ اندر ای جو من جعل الواقف الولاية لنفسه بظاہر الروایۃ
یوں ہی ابی سے اوپر مذکور ہو چکا عن ابی یوسف جو ان کا لای جو من جعل الواقف الولاية لنفسه
وهو المختار نہر سے گذرا۔ وهو ظاہر المذہب صاحب در مختار نے فرمایا تھا۔ وعلیہ الفتوی اس پر
علامہ شامی فرماتے ہیں۔ لکن اقالہ الصدر الشہید وهو مختار اصحاب المتون ورجعہ فی التبع واختارہ
مشایخ بلخ و فی البحر من الحاوی اندر مختار للفتویٰ شریعہ الناس فی الوقت و تکبیر الخیر رد المحتار میں ہے
الواجب الرجوع الی ظاہر الروایۃ عند اختلاف الترجیح۔ اسی میں ہے۔ ان اختلفت الفتوی فالعمل بما
فی المتون اولی وان کان لفظا تصحیح فی الجانب الاخری اقوی۔ اسی میں ہے ما کان اوجہ وارفق واعتد
المتنوعون وجب التوصل علیہ وان قالوا ان الفتوی علی غیرہ ابی علامہ شامی کی عبارت سے معلوم الا میں گذر
مراجعہ فی التبع یعنی امام ابو یوسف کے قول کو امام ابن الہمام بالفتح جہتہا جہتہا متفق علی الاطلاق نے فتح القدیر
میں ترجیح فرمایا یہ قول امام ابو یوسف کا قول ہے جس قول امام زفر کو امام ابن الہمام نے ترجیح دی علامہ شامی
اس کی نسبت فرماتے ہیں۔ یحق ہما بقول زفر لان الحق علی الاطلاق رجحہ بحر الواقع میں فرمایا تصحیح

میں اغنا و افتواہ حاشیہ المولیٰ عبداللہ الحارثی علی الدین ہے و قول محمد اقرب الی موافقۃ الآثار و قول
ابی یوسف ترمذی الحسن فی الوقف اقول وقد عرفت ان الرجلان لقول ابی یوسف واللہ تعالیٰ اعلم۔
(۳) صحیح ہے اس کی جائداد وقف ہوگی ملک غیر وقف نہ ہوگی بزازتیر میں ہے۔ وقف مسئلہ ملک
غیر و جمع فی مسئلہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ اگرچہ پورا اور گنج متصل مکان جناب احمد حسین صاحب مختار مسئلہ محمد عین الدین صاحب
ملک مشرقی دواخانہ۔

زید نے ایک مسجد میں ایک مدرسہ بنایا مدرسہ طریقی قائم کیا کچھ مدرسے کے بعد ایک عمارت کی صورت
پیش آئی اس پر مدرسہ کے غیر خواہ بکھرنے زید سے کہا کہ میں تمہارے مدرسہ کے لئے عروسے ایک عمارت
اور ایک مسجد بنوادوں گا کیونکہ وہ بہت مالدار آدمی ہے اور ہر سال ہزاروں روپیہ مختلف کاموں میں خرچ
کرتا ہے اور آج کل کوئی اس کا والی وارث بھی نہیں لہذا میں عروسے تمہارے مدرسہ کے لئے تحریک
کروں گا چنانچہ حسب وعدہ بکھرنے عروسے مدرسہ کے لئے تحریک کی اور اس پر آمادہ ہو گیا پھر بکھرنے
زید کو لاکر کہا کہ ابھی رہنا تو تمہیں ہے لہذا امپر و منٹ ٹرسٹ کی زمینوں میں سے کوئی موٹی کی زمین
پسند کرو جو چاہو زید نے امپر و منٹ ٹرسٹ کی زمینوں کا معائنہ کر کے چھ پلاٹ زمین مدرسہ کی عمارت
کے لئے پسند کر لی اور سنی زمین زید نے پسند کی تھی اس کی خریداری عروسے منظور کر لی پھر زید نے یکوش
کی کر زمین رعایتی قیمت پر مل ہلے اور اس کے لئے زید نے حکام تک رسائی حاصل کرنے میں بڑی
دوا دوش کی اور متعدد سفر کئے سفارشیں بھی ہو چکیں اور ان مساعی میں مدرسہ کی رقم بھی صرف کی بالاخر ان
تعالیٰ نے ان کی مساعی کو کامیاب کیا اور ساڑھے دس ہزار کی زمین ایک ٹکٹ قیمت میں لے لی مساعی
تین ہزار میں مل گئی۔

چنانچہ اس کا بیع نامہ اس طرح لکھا گیا کہ امپر و منٹ ٹرسٹ اس زمین کو رعایتی قیمت پر خریدا و
مدرسہ کے لئے اسے اس شرط پر فروخت کرتا ہے کہ اس میں مدرسہ کی قائم کیا جائے اور اگر یہ زمین کسی اور
منصرف میں لائی گئی تو امپر و منٹ ٹرسٹ نے جو رعایت کی ہے وہ بعد اس کے بقیہ قیمت زمین بھی لینے
کا حقدار ہوگا اور اس میں بے صلحت عروسے کو سولی نکھوا دیا گیا چنانچہ جب اس بیع نامہ کی رجسٹری ہو رہی تھی
تو عروسے زید سے فیس رجسٹری وغیرہ کے لئے پھری میں دس روپے بھی ملے لئے عروسے کی تحویل سے

دے گئے اور اس کے بعد عمارت کا نقشہ بھی زید نے مدرسہ کی تحویل سے لیا اور دوران تعمیر میں عمر کے مشورہ سے معماروں کی نگرانی بھی کرتا رہا اور تعمیر کے بعد چھ ایک میں لوہے کی پٹری وغیرہ بھی خریدنے کے مدرسہ کی تحویل سے ڈھولائی اور جب یہ عمارت مکمل ہو گئی صرف کمروں میں دروازہ لگنا باقی رہ گئے تو زید نے عمر کی اجازت سے اس میں مدرسہ کے فارغ التحصیل طلبہ کی دستار بندی کا ہلسہ بھی کیا جس کا اشتہار چھپوا کر شائع کیا گیا اور اس میں یہ مضمون چھپا گیا کہ فلاں محلہ کے مدرسہ عربیہ کے طلبہ فارغ التحصیل کی دستار بندی کا جلسہ مدرسہ ہنگامہ جدید عمارت میں ہونا قرار پایا ہے جو عمر نے مدرسہ مذکورہ کے لئے تعمیر کرائی ہے۔

اس اشتہار کا مسودہ اور مبلوعد اشتہار بھی عمر کی نظر سے گذرا مگر اس نے اس مضمون کی تردید میں کی البتہ اتنا ضرور کہا کہ میں نے یہ کام اپنے نام کے لئے نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ کے واسطے کیا ہے اس لئے اس لئے اس میں میری تعریف نہ کرو چنانچہ مسودہ میں سے اس کی تعریف کا مضمون نکال کر یقیناً چھپوایا گیا اس کے بعد مدو طویل ہوا اور اس پر دیوانی میں ایک نالاش دائر ہو گئی جس سے متاثر ہو کر اس نے بکر سے کہا کہ زید سے کہئے کہ مدرسہ جدید کی عمارت میں تعلیم شروع کر دے چنانچہ زید مدرسہ میں مشغول ہو گیا سامان لے جانے اور پوریہ وغیرہ لے جانے میں مدرسہ کا روس بھی خرچ کیا چنانچہ اس کے تین ہی چار روز کے بعد عمر نے خالہ کو درمیان ڈال کر زید سے ہڈیہ بکریہ کہلوا یا کہ زید مدرسہ خالی کر دے اس پر زید نے نال کیا مگر جب بکریہ نے امر کیا تو زید نے مدرسہ خالی کر دیا اور انھیں واقعات کو عرضی دعویٰ میں لکھ کر عمر کے خلاف نالاش کر دی لیکن حکومت فیس کے لئے مدرسہ میں رقم نہیں تھی اس لئے زید نے مغلی میں نالاش کی تھی بہر حال نالاش دائر ہے اس کے بعد اللہ نے کافی دوا دوش کے بعد عمر سے اس عمارت کو بھی تہہ نہ نہت کر لیا جس کی رستہ پڑی ہو گئی اور بکر کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ زید سے یہ کہے کہ زید وہ ہزار روپیہ بشا اٹھا اس کے لئے کہ اپنے مقدمہ کو خارج کر لے مگر زید نے یہ سوچ کر کہ اگر یہ عمارت مدرسہ عربیہ کی ہو چکی تب اسے کیا حق ہے کہ وہ ایسے مبین فاش کے ساتھ جو خواہش کی حد تک پہنچتا ہے صلح کر لے اور اگر یہ مدرسہ کی نہیں ہوئی تو محض نالاش کے جبر واکراہ سے یہ رقم محض رشوت ہوئی اس لئے زید نے اس صلح اور بدلہ صلح سے قطعاً انکار کر دیا۔

زید نے اسی زمین کے متصل اتنی ہی زمین اپر و منٹ ٹرسٹ سے اور بھی لی تھی جس کی قیمت میں زید تقریباً تیرہ سو روپے ادا کر چکا تھا اور وہ ہزار سے کچھ زیادہ اب اسے دینا ہے لہذا زید کے سامنے یہ ضرورت

پیش کی گئی کہ یہ بقیہ قیمت عمر داد کر دے گا مگر شرط یہ ہوگی کہ متولی کوئی اور شخص بنایا جائے گا اور نیا دہ سے زیادہ دوسرے متولی کے ساتھ اسے بھی متولی کر دیا جائے گا جس کا حاصل یہ تھا کہ جو تیسرے مدرسے کے لئے پہلی جس میں زید نے اپنی بانی والی بے دریغ قربانیاں پیش کیں نہ صرف اسی سے اس کو محروم کیا جائے گا بلکہ اس کے مطالبہ کی پاداش میں جو زمین اس کے بلا شرکت بغیر سے دینا کی ہے وہ بھی اس سے پھین لی جائے گی چونکہ اس میں صریح غلط زلت اور چالاک تھی اس لئے زید نے اسے قبول نہیں کیا اب اس کے بعد زید کو مجبور کرنے کے لئے اسی جماعت نے امپرومنٹ ٹرسٹ سے زید کو ایک بہت ہی قلیل مبادا کا نوٹس دیا دیا کہ جس زمین کا اس نے بچہ نام جمع کیا ہے اس مدت کے اندامند اس کی قیمت بھی داخل کر دے ورنہ یہ معاہدہ منسوخ کر دیا جائے گا مگر زید اب اسے بہتر طاعت پر ہے کہ جنش کرنے کی بھی طاقت نہیں تو وہ ایسی باتوں پر جماعت کے مقابلہ میں بھلا کیا دوا دوش کر سکے گا اس لئے صبر کرتا ہے اور یہ جس کی نکت ہے اس کے سپرد کرتا ہے۔

(۱) اب دریافت طلب ہے کہ کیا صورت بالائیں یہ زمین اور تعمیر جس میں عمر و کی رقم کثیر اور تحویل مدرسہ رقم قلیل صرف ہوئی یہ مدرسہ عربیہ کے حق میں وقف ہوگی یا نہیں؟
 (۲) یہ وقف نامہ جو تیسرے خاندان کے حق میں لکھا گیا یہ شرعاً صحیح ہے یا باطل؟
 (۳) یہ صلہ جو پیش کی گئی آیا اس کے قبول کرنے کا بحیثیت متولی و تہتم مدرسہ زید کو حق ہے یا نہیں؟
 (۴) یہ جماعت جس نے مدرسہ عربیہ کی مخالفت میں سرگرم کوششیں کیں یہ ظالم ہیں یا عادل؟
 (۵) اور یہ عمارت مدرسہ عربیہ کی ہوگی تو آیا اس کی نوکیت یا اقد کوئی حق عمر و کو دیا مدرسہ کی مخالفت کی وجہ سے اس کا یہ حق بھی ہٹا ہوا ہے یا نہیں؟

نقل جواب تھا نہ بھون غور مولوی عثمان رباری مصدقہ مولوی اشرف علی حقانی۔

الجواب سوچو کہ زمین جس کا سوال میں ہو کہ ہے مدرسہ عربیہ کے لئے خریدی گئی ہے بچہ نامہ میں اس کی تصریح موجود ہے پھر عمر و نے اس میں مدرسہ کا مسلمان اور طلبہ کو لے آنے کی اجازت دی اور اس میں تعلیم کا سلسلہ بھی جاری ہو گیا اور اشتہار عام کے ساتھ اس زمین اور عمارت کو مدرسہ عربیہ کی ہمید عمارت کے نام سے موسوم کیا گیا اس میں مدرسہ کا جلسہ بھی کیا گیا تو اب اس میں شک نہیں کہ یہ عمارت مدرسہ عربیہ کے عمارت ہے اور مدرسہ زید کو دے کے لئے وقف ہو چکی۔ قال فی اللہ المکتبہ عربیہ حسن بنی سفیۃ السلفین او

مدرسہ عربیہ کے ہاتھ اس شرط پر فروخت کرے کہ اس میں مدرسہ ہی قائم کیا جائے اور اگر زمین کی اور صرف
 میں لائی گئی تو اس پر منٹ شریٹ نے جو رعایت کی ہے وہ نقد اس کے بقیت قیمت بھی لینے کا حقدار ہوگا اسے
 وقف نہیں بنا سکتا ہے ظاہر ہے کہ بانٹ کی اس شرط کو وقف سے کوئی علاقہ نہیں کر و وقف کرے گا تو شریعت
 کے خلاف اس شرط کی بنا پر شریعت کو وقف کرنا لازم اور ہوتا بھی تو جب تک وہ وقف نہ کرنا وقف کیسے ہوگا
 بلکہ اس شرط بانٹ نے تو بیچ ہی کا ارادہ کر دیا اور ایک قول پر زمین شریعت کے ہاتھ لانت ٹھہری جس میں وہ
 تصرف سے منوع ہے عمر و متولی بھی نہیں جیسا خود سوال میں مذکور ہے کہ اسے بصلحت متولی لکھوا دیا گیا تو وہ
 اپنے رویہ سے جو زمین خرید لے لے اگرچہ ہیئت تعمیر کا بلے مدرسہ کو حصہ اس سے وقف ہو گیا مگر
 رکھتا ہے وقف تو وقف سے جائداد متعلق وقف بھی نہیں کیا جا سکتا حصہ نیت سے نہ وقف ہوتا ہے نہ ہیہ
 اگر کوئی یہ خیال کرے کہ عمر و نے زمین کی خریداری کے لئے جو روپیہ دیا وہ مدرسہ کا ہو گیا لہذا اس رویہ سے جو
 زمین خریدی گئی وہ مدرسہ کی ہو گئی تو یہ بھی صحیح نہیں اول تو روپیہ زمین کی خریداری کے لئے کسی اپنا پیسہ منٹ
 کو جو کہ مدرسہ کا بھی نہ کہن یا معین ہو وہ مدرسہ کو بیچ دینا کچھ ضرور نہیں بلکہ ظاہر ہی ہے کہ ہرگز وہ روپیہ ہیئت ہے
 مدرسہ کو نہیں دیا گیا کہ زمین خرید کر مالک بنا کر مدرسہ کو دینے کی نیت ہے نہ فقط بطور صلہ روپیہ دینا خود عمر و
 یعنی عبداللطیف کو یہ زمین نہیں کہ اس نے وہ روپیہ مدرسہ کو بیچ کیا اور نیت ہوئے نہ ہونے میں اسی کا قول
 معتبر ہے تو حصہ نہ ہوتی ہے نہ خواہ خواہ اس رویہ کے مدرسہ کا حصہ اس لئے ٹھہرا جا سکتا ہے کہ اس نے زمین
 خریدنے کے لئے مدرسہ کے کسی ارکن یا معین کو دے دیا یا ہے مدرسہ کو روپیہ دینے کی نیت تھی یا نہ تھی۔
 اور اگر زمین غلط یا ناجائز بھی ہائے کو بانٹ نے بیچ تو عمر و یعنی عبداللطیف کے ہاتھ کی روپیہ مدرسہ ہی کا دیا
 گیا ہے جب بھی مالک دی ہوا مدرسہ مالک نہیں ہو سکتا بلکہ اگر خود مدرسہ کے رویہ سے خریدنا اور متولی گیا
 ہو واجب بھی قطعاً اسے بلکہ مدرسہ اس وقت ٹھہرا جا سکتا ہے عمر و یعنی عبداللطیف اسے مدرسہ کے لئے
 خریدنا بتا آ کر اگر وہ اپنے لئے مدرسہ سے خریدنا بتائے تو مالک یہ ہوگا اور نہ مدرسہ کا خاص بلکہ اگر کسی زمین
 وقف پر عمر و یعنی عبداللطیف کوئی تعمیر کر لیا تو بھی ہر حال وقف کی نہیں ٹھہری اگر عمر و یعنی عبداللطیف اس
 زمین وقف کا متولی ہوتا اور مال وقف سے بنا لیا اپنے مال سے مگر وقف کے لئے ان دونوں صورتوں
 میں وہ عمارت وقف کی ٹھہری اور اگر اپنے مال سے اپنے لئے بنا لیا اور اس کا اظہار کر دیا تو اسی کی ہوتی
 وقف کی نہ ہوتی یا وقف میں بنا لیا اور کوئی خاص نیت نہ ہوتی تو بھی وقف کی ٹھہری اور اگر عمر و یعنی عبداللطیف

اجبی ہوتا وقت کا متولی نہ ہو تو صرف اس صورت میں کہ وقت کے لئے بنایا وقت کی ہوتی جب باذن
 متولی بنایا باقی صورت میں اس کی لڑی ہوتی عمر یعنی عبداللطیف جب کہ متولی نہیں تو اگر اس زمین کو کوئی شخص
 قلعہ محض ان امور کی بنیاد وقت علی الدردہ یا ملک مدرسہ نہ ہوتی اس کی لڑی ہوتی تو بھی عمارت کو وقت نہیں
 ملتا بلکہ اس کے لئے کوئی مدرسہ یا مکان ہے اس پر وقت ٹرسٹ کی اور شرط بتاتی ہے تو صرف اتنا بتاتی
 کہ اس سے مدرسہ کا ذکر کیا گیا ہو تو محض یہ نیت اگر واقعی بھی ہو تو نہ وقت کرتی ہے نہ جائداد کو متعلق وقت کر
 سکتی ہے اور کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ جس طرح عمر یعنی عبداللطیف کو یہ مصلحت متولی لکھو اور اسی طرح محض اس
 مصلحت سے کہ اس بنیاد کی زمین ساتھ سے میں بنیاد کر دوں گے عمر یعنی عبداللطیف کے کسی کا نہ خیر نہ شر
 کا نام نہ لگا دیا واقع میں مدرسہ کو دینے کی نیت ہی نہ تھی اور وہی عمر یعنی عبداللطیف کی بعد کی کاروائی سے ظاہر
 اگر کوہا ان شرعی کے بیان سے یہ سب باتیں ثابت بھی ہوں گے عمر یعنی عبداللطیف نے وقت پر شرعی
 زمین یعنی مولوی عثمان سے دس روپیہ تحویل مدرسہ کے لئے اس کی عمارت کا نقشہ تحویل مدرسہ سے بنوایا عمارت
 کی بنیاد کا کام زمین یعنی مولوی عثمان سے لیا چنانکہ میں لوہے کی پٹری بھی مدرسہ کی تحویل سے ڈالوائے تو ان
 سب سے بہت سے بہت ان ثابت ہو سکتا ہے کہ مدرسہ کو دینے کی نیت تھی چنانکہ مدرسہ کی اجازت دیدینا
 اگر ثابت ہو جائے یا ان مدرسہ کا وہ پوچھ جس میں انھوں نے یہ لکھا کہ قلعہ مدرسہ کا جلسہ اس مدرسہ کے عہدید
 مکان میں ہو گا اگر ثابت بھی ہو جائے کہ عمر یعنی عبداللطیف نے دیکھا اور خاصاوش رہا ہو جس اگر ثابت ہو کہ اس
 مکان کے دو کمروں میں طلبہ کو رہنے کے لئے اجازت دے دی تو ان امور میں سے کوئی امر بھی نہ تو وقت
 ثابت کرتا ہے نہ اس جائداد کو متعلق مدرسہ کر دینا بتاتا ہے بلکہ اگر یہ ثابت ہو کہ عمر یعنی عبداللطیف نے لوگوں
 سے یہ کہا کہ اس میں تعلیم شروع کروادو جب بھی اتنے سے نہ وقت ثابت ہو گا نہ وہ مکان جائداد مدرسہ ٹھہرا
 جائے گا چنانکہ اس معاملہ سے متعلق ایک دوسرا سوال بھی کا نہیں ہے آیا ہے بہن کے ساتھ بیان نید
 یعنی مولوی عثمان اور بیان عمر یعنی عبداللطیف اور بیان بیکر یعنی حاجی دلدار خان سب میں عمر یعنی عبداللطیف
 کے بیان میں ان تمام امور سے انکار کیا گیا ہے جو اس سوال میں مذکور ہیں بلکہ بیکر یعنی حاجی دلدار خان جس
 کے بیان سے ظاہر ہے کہ وہ مدرسہ کا حامی ہے عمر یعنی عبداللطیف کے بعض بیان کی تائید ہوتی ہے۔

نقل بیان عمر یعنی عبداللطیف

بیکر یعنی حاجی دلدار خان کے بیان کے وہ فقرے جو عمر یعنی عبداللطیف کی تائید کرتے ہیں۔

(۱) عمر دینی عبد اللطیف نے کچھ روپیہ بطور ریمانہ کے دیا اور زید نے وہاں جا کر بیعت کیا اور فقیرانہ چار
رجسٹری کا وقت آیا تو عمر دینی عبد اللطیف نے روپیہ میری معرفت دیا۔

(۲) مجھے علم ہے کہ عمارت میں مرتضیٰ حسن صاحب کا وعظ ہوا مجھے یاد نہیں کہ میں شریک ہوا یا نہیں اس
مقررے سے یوں تائید ہوتی ہے کہ مدرسہ کے فارغ التحصیل طلبہ کے دستار بندی کا جلسہ اگر ہوتا تو کچھ دینی حاجی
دلدار خاں دینی بیان کرتا محض کسی کے وعظ کا ذکر نہ کرتا اور وہ بھی ایسا کہ اپنے شریک ہونے نہ ہونے کے متعلق
یاد نہ ہونا کہہ دیا۔

(۳) عمر دینی عبد اللطیف نے مجھ سے کہا کہ اگر کچھ لڑکے وہاں آکر انرا انداز کریں تو مجھے کچھ فائدہ ہوگا میں
نے زید دینی عثمان کو بلا کر کہا کہ لڑکوں کو وہاں بھیج دو عمر دینی عبد اللطیف نے چاہی دینے میں کچھ ٹھنڈا ٹھنڈا کر کے
میں نے زید دینی مولوی عثمان سے کہا کہ تم بلا کھول کر داخل ہو جاؤ زید دینی مولوی عثمان نے کچھ طلبہ داخل ہو گئے
اس کے چاروں بعد عمر دینی عبد اللطیف نے مجھے خالد دینی ڈاکٹر عبدالصمد کے نزدیک بلا بھیجا کہ زید دینی مولوی عثمان
تالا کو کھڑا کر داخل ہوئے ہیں اس لئے مدرسہ خالی کر دیتے ہیں اور میں نے زید دینی مولوی عثمان کو بلا کر کہہ دیا اور
مدرسہ خالی ہو گیا اور مدرسہ بند کر کے چلی عمر دینی عبد اللطیف کے پاس بھیج دی گئی۔

(۴) زید دینی مولوی عثمان کی زمین کی بابت کوئی تحریک کسی نے نہیں کی میں اس کا ممبر ہوں اور جانتا
ہوں جو نوٹس ان کے پاس آیا وہ مضابطہ کا تھا اور یہی وہاں کا قاعدہ ہے کچھ دینی حاجی دلدار خاں کے اس
بیان سے واضح ہوا کہ روپیہ بطور ریمانہ دیا گیا تھا اور یہی وقت رجسٹری روپیہ مدرسہ کو نہیں دیا گیا بابت عمر دینی
عبد اللطیف کے ہاتھ نہیں پہنچتا ہے اور عمر دینی عبد اللطیف خریدتا ہے۔ وہ بچاتے اس کے اپنے سرے
بائع کا بار اتارے روپیہ مدرسہ کو واپس کر دیتا ہے شاید ہی کوئی ایسا آدمی ہو جو اس بات کو تسلیم کرے صرف اس
لئے کہ جس شخص کے ہاتھ اس نے زمین بھیجا وہ اس کا معتاد اور مدرسہ کا بھی مافی تھا اور یہاں زید دینی مولوی
عثمان کے ہاتھ جو مدرسہ کا ہتھم کہا جاتا ہے بھیجا اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا حکم شریعت ایسا فسادوں
سے نہیں ثابت ہوتا۔

نیز کچھ دینی حاجی دلدار خاں نے اپنے بیان میں جو ایک وعظ کا ذکر کیا جلسہ دستار بندی کا ذکر نہ کیا اس
سے واضح ہوا کہ عمر دینی عبد اللطیف کا یہ بیان کہ فارغ التحصیل لڑکوں کا جلسہ بالکل غلط ہے۔ بالکل صحیح
ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو کچھ دینی حاجی دلدار خاں ایک وعظ کا ہونا بیان نہ کرتا جس کے متعلق اتنا بھی نہیں کہ

ملكه لما عرفه، بل وفي قوله وقت على الفقر ما يوجبى - فآية او حانا او ما بالهنى السيل او جعل امره مقيما
لا يزول ملكه عنه الا بالحكم عند الامام وعند ابن يوسف رحمه الله تعالى يزول بمجرد القول وعند محمد
رحمه الله تعالى يزول اذا سطر الى متول كما هو الاصل عندنا وفي التنزيل وعند محمد رحمه الله تعالى
لا يرد من التسليم ولكن في كل باب يعتبر عايشون نداء الخ

یہاں نہ حکم کا نہ قول حقیقی یا محکی تو وقف ہو جائیگا یا مٹنی وقف کرنے کی نیت سے اگر موقوف خان
رابطہ وغیرہ میں موقوف و غیرہ کی عام اجازت تو ایسی اجازت سے مسلمان اگر اس میں کوئی مردہ دفن کریں
یا کوئی ایک مسلمان خان یا رابطہ میں ساکن ہو جائے تو وقف صحیح و لازم ہو جائے گا یہ نہیں کہ وقف کرنے کی
نیت ہی نہ ہو اور بالی کی اجازت سے کوئی اس زمین میں کسی کو دفن کرے یا رابطہ وغیرہ میں ساکن ہو جائے
اور وقف ہو گیا یہاں صورت ایسی ہی ہے اول تو عمر و بنی عبد اللطیف کو اجازت وغیرہ سے صاف انکار
ہے اور اگر ثابت بھی ہو تو وقف کرنے کی نیت کہاں سے ثابت ہوگی اور ہر کوئی دینے کے لئے خریدنے
اور مکان بنانے سے مدد نہ کرے بلکہ نہ ہونا ظاہر ہے نیز علامہ میں فرمایا۔ المتول اذا بنى في عرصة الوقف ان
كان من مال الوقف يكون الوقف وكذا من مال نفسه لكن بنى الوقف فان بنى لنفسه ان اشهد كان له ولها
وان بنى لغيره لم يثبت له الوقف بخلاف الاجتهاد۔

محقق الاثر میں ہے۔ متول یعنی عرصة الوقف قہوای الی نام یكون الوقف ان ہا من مال الوقف
اوس من مال نفسه ولو اقام الوقف ولو بنى لنفسه واشهد عليه كان له ای المتول نفسه والاجتهاد
بنی ولو بنى لنفسه فلا ینفذ وان بنی لغيره یثبت له الوقف وان بنی لنفسه فلا ینفذ
عمارة فی الوقف یثبت له ان قال المتول ان یخرج بالرفع ان لم یثبت له بالبناء فقد یعدوا لغيره والذى شیخ ماله
فلیرتضی ان بنی بنفسه من تحت الی نام یثبت له الوقف بالرفع ان لم یثبت له بالبناء فقد یعدوا لغيره والذى شیخ ماله
الفساد وهو ان یكون یأخذ الاموال المستری بغيره وینفق بها او یصل فیہ شیطان فاسدا او یخرب فانه یصل
البيع بقیة المبيع وینفق عند القبض کذا فی تعین الشخص وینفق المبیع ان یمنع من امره ان قال
بعضهم هو امره ان قال بعضهم ینفق عند القبض کذا فی تعین الشخص وینفق المبیع ان یمنع من امره ان قال
فی اسواستحسانا الا ان هذا المذهب یستحق النقض ویکون المشتري ان یصرف فیها المشتري شیطان فاسدا او یخرب
او انقاع لکن مع هذا المذهب فیہ قصور فالتقصر فيه ولا یمنع من قصوره وینفق به حتى الی الی لا یسترد

سوام کان قصداً یجتمعت بعد ثبوت کالبع و الشاہد الاول الخ عالمگیری میں ہے۔ لوباع دارا علی ابن محمد
 مسجد المسلمین فسد البیع (۱) وکذا لوباع بشرطان یجعلها سقایة و مقبرة للمسلمین فسد البیع انکی میں
 ہے۔ لوباعی رجل جاور اشرفاً فاسداً و فینہا شمر و فینہا سمل العقرام و الماکین جاور و تصدیق و فاعل ما وقت
 علیہ و علیہ قیدی البائع کنافی فتاویٰ قاضی خان اغ۔

(۲) عبارت مذکورہ بالا سے روشن کہ وہ زمین اور تعمیر مدرسہ کے حق میں ہرگز وقت نہیں نہ مدرسہ کو
 پرہیز ہو کہ اس کی ملک ٹھہری۔

(۳) تعمیر خانہ کے حق میں وقت کن صحیح ہے۔

(۴) زید یعنی مولوی عثمان اور اس کے حامیان کی کہ کوچا کر نہیں کہ وہ عوامخواہ زبردستی مدرسہ کے لینے
 ایک غیر موقوفہ شدہ کو موقوف بنائیں اور طرح طرح کے مکاتد سے اسے وقف ٹھہرائیں یا ملک وقف بنائیں
 اور حق اشد اور حق العبدیں اپنی گزینیں چننا اس میں برقرض ہے کہ اپنے جھوٹے باطل دعوے سے باز
 آئیں و یقینی عبد اللطیف مجبور ہو کر روپیہ دے کر صلح کرنا اور اپنی جائیداد اور کچری کی کشاکش سے اپنی
 جان چھڑانا چاہتا ہے زید یعنی مولوی عثمان اور اس کے حامیان کی یہ پر لازم صلح کر لیں صلح یہی ہے کہ وہ
 دعویٰ واپس لیں اور ایسا روپیہ جو مجبور ہو کر دیا جا رہا ہے لینے سے نہیں۔

(۵) وہ جماعت جس نے وقف کی حمایت کی اور مدرسہ والوں کے جھوٹے دعوے کی مخالفت کی
 راہ حق و ثواب پر ہے اور وہ جماعت جس نے طرح طرح کے مکاتد سے غیر وقف کو وقف ٹھہرا کر زبردستی چیتا
 چاہتا رہا ہے۔

(۶) یہ عمارت مدرسہ کے لئے وقف ہوئی نہ مدرسہ کی ملک ہوئی اور تولیت عمر یعنی عبد اللطیف کا
 سوال محض فضول ہے عمر یعنی عبد اللطیف مدعی تولیت ہی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم و طویل عہد اہم و احکم۔
مسئلہ۔ ایک شخص نے اپنی دو کائنات وقف علی الاولاد کر کے اپنے بیٹے کو تولیت کیا بخلاف دو کائنات
 وقف شدہ کے ایک دوکان پر بندہ روپے ماہوار کر لیا پڑا یعنی ہوتی ہے اب تولیت اس دوکان کو جو بندہ روپے
 ماہوار کر لیا پڑا یعنی ہے ایک مسلمان کو سات روپے ماہوار پر سات برس کے ٹھیکہ میں دینا ہے ٹھیکہ دار
 کو ایسے دار سے ملے روپے ماہوار کر لیا وصول کرے گا اس طرح ٹھیکہ دار کو سات روپے ماہوار زیادہ ملیں گے۔
 دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس طرح جو ٹھیکہ لیا جا رہا ہے وہ شرعاً جائز ہے یا نہیں ٹھیکہ دار جو سات روپے کر لیا

وصول کسے گا جس میں اس کو شہر باہر زیادہ طلب کے تو یہ رقم جو ٹھیکہ دار کو دیا جائے وہ اسے وصول کرے گا کیا
شرطاً سود ہوگی متولی ٹھیکہ دار سے سات برس کا نرخہ ملے ایسا ہے جو سات برس میں سات روپیہ باہر دے
حساب سے ادا ہو جائے گا اگر متولی ٹھیکہ دار سے نو گزیر دے دے اسے شلے روپیہ وصول ہوں گے گس ماہ ہونے
یکشت نہیں۔

الجواب۔ یہ ناہانزگنا ہے نہ اسے دینا جائز نہ اسے لینا طلال۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ۔ از خان بہادر نواب حاجی غلام محمد خاں صاحب جافظی متولی وقف مدرسہ اسلامیہ سعید
دادون حافظ منیر آغا صاحب نواب مولوی ظہیر احمد صاحب متولی و منیر مدرسہ اسلامیہ نیازہ خیر آباد اودھ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اوقاف اور عبادت و موقوفہ میں کسی مسلم یا غیر مسلم حکومت کا مندرجہ ذیل قوانین وضع کرنا جائز نہیں یا نہیں
(۱) ایسا قانون جو عبادت اور استحکام و قوت کے خلاف ہو۔

علا ایسا قانون جس سے مزارعین کو حقیقت استحصال آراضی حاصل ہو۔
علا ایسا قانون جس سے آمدنی پر ایسا اثر واقع ہو جس سے مزارت متحرکہ و ثابتہ واقعہ میں خلل واقع ہو۔
علا مصارف و مصروفہ کے خلاف کسی مصروفہ کا اضافہ کرنا یا عدا کے نفیس ایڈٹ یا مصروفہ کی کٹ
رقم کا کٹنا اور عدا کو دیا جانا و قوت بل کے ذریعہ سے پاس کیا گیا ہے۔

یہ بوقت ضرورت حکومت غیر مسلم کا تحویل محفوظ موقوفہ میں سے قرض لینا۔

الجواب۔ یہ قوانین ظالمین و مرتجع جو رجحان جفا قبیح و تمردا غلط فی الدین ہیں ان کا واضح مستحق
مذابہ ہیں۔ حکومت مسلمہ جو یا غیر مسلمہ کسی کو یہ حق نہیں پہونچتا ظلم کبھی کسی کے نزدیک جائز نہیں ہو سکتا ایسے
قوانین بنانے والے انھیں جاری کرنے والا ان پر راضی ہونے والا انھیں بخوشی مان لینے والا سخت اشد
ظلم جفا کا اگر گہرا گہرا ٹھہرے گا ان اشد ناہانز قوانین کے خلاف جو جس طرح آوازاٹھا سکتا ہو فرض ہے کہ پوری
قوت سے اس کے خلاف آواز اٹھائے بعض قوانین ان میں وہ ہیں جن سے وقف وقف ہی نہیں رہتا
اور بعض وہ جن سے اٹھا کر موقوفہ کو شدید صدمہ پہونچتا ہے بعض نقصان پہونچتا ہے بعض وہ ہیں جن کا آمدنی اٹھا
پر بدترین اثر پڑتا ہے غرض یہ قوانین اوقاف پر نہایت ظلم ہیں کسی کا ظلم کوئی انکار نہ کرنا اس کے خلاف
جو کہہ کہہ سکتا کہ سکتا وہ کہہ نہ کرنا نہ کرنا ظلم پر راضی ہونا ہے۔ ان قوانین پر راکت رہنا حرام ہے ان کے منسوخ

کی کوشش انتہا تک پہنچانا لازم۔ قال علیہ الصلاۃ والسلام من رغب عمل قومکان شریکاً من عملہ بد
ادب و قدرت و استطاعت خاصش رہنے والے اس ظلم مرتب پر آہ بھی نہ کرنے والے ظالموں میں شمار نہ کریں
کی جس میں حکم حشر گرفتار ہوں گے۔

یہ نکر ہے اور از الہ منکر طاقت و قوت فرض۔ قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم من رغب منکم
فی غیر ما یبذل فان لم یصلح فیما سئل فان لم یصلح فبقبہ و ذلک اصعب الایمان۔ اچھا نہیں اچھا کیا
کے اس ظلم کو ظلم بھی نہیں کہا جاسکتا یہ بھی فرض کیجئے تو اس سے اظہار ناراضی پر بھی کیا زبان بندی ہے ؟
وہ ۴۴ آقاؤں کی بڑی گنتی ہے۔ وقف تو ابدی اقامت قیامت باقی رہنے ہی کے لئے ہے تو جو قانون اس کی
خلاف ہو وہ سرے سے وقف ہی کو باطل کرنے کا قانون ہے پھر اگر بے راعت فی الدین کے سرکار
ہوتے ہیں وقف میں شرط و اوقف سے کمی بیشی حرام ہے کہ شرط و اوقف کا اتباع ایسا ہی لازم جیسا کہ خود
شرع (وقف میں) ہے اجازت خاصہ شرعیہ تغیر و تبدل یقیناً باہتمام اشراف النظار میں فرمایا۔ شرعیہ
اصول نفس الشائع ای فی وجوب العمل بہ۔ وقف کے منافع کے لئے بھی مصارف شرط پر زیادت
مستحب امام متقی علی الاطلاق بالغ مرتبہ اجتہاد امام کمال الدین ابن الہمام نے فتح القدیر میں ارشاد فرمایا۔
اسی جگہ میں منافع وقف کے لئے مصارف شرط پر زیادت کی جگہ کے احکام و ابقاء الوقف علی ما
ہو اوقاف کے واقفین کی شرائط کا پتہ نہ چلتا ہو وہاں کے لئے حکم ہے کہ قدیم الایام سے جو مصارف متداول
ہوئے و جگہ کے کرتے چلتے آئے ہیں وہی کے جائیں گے۔ جدید صرف اس میں بھی اضافہ نہیں ہو سکتا۔
فتاویٰ خیر میں فرمایا۔ اذا وجد شرط الواقف فلا یسبل للی مخالفتہ و اذا اقلد عمل بالاستفاضة والاجتہاد
و یدفع التمسک من تقدم الزمان الى هذا الوقت واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از مہند رسول علیہ السلام حضرت شاہ ازراں قدس سرہ و سرسید شاہ عاشق حسین صاحب
ہند نواز اسلام علیکم مسلمانوں پر اس وقت جو مظالم ڈھائے جا رہے ہیں وہ عثمانیان نہیں
ہیں گورنمنٹ کی طرف سے یہ اسلام وقف بل کوئل میں پیش ہے سلم لیگ اس کی مخالفت ہے اس بل
پر جو شرائط ہوں اور اس بل کی مخالفت میں راستے عام اور قادی جو شائع ہوئے ہیں ان کی ایک
لیگ کوئی کوئل کے ممبران کو گورنر و سرسید کو بھیج دی گئی ہے ایک کاپی آپ کے ملاحظہ کے لئے بھیجے
گئی جاتی ہے اور ایک فرد استفسار سنگ ہے جس پر جناب بھی براہ عنایت فتویٰ مشعر تحریر فرما کر جلد بخیر کو

بیچ دیں۔ آپ کا دعا گو شاہ عاشق حسین۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں (۱) مسلمانوں کے اوقاف میں کسی مالک یا غیر مالک کو امتیاز ہے یا نہیں کہ وہ شرائط و اوقات کا منشاء واقع کے خلاف مخالفت میں کرے یا واقع کے مقرر کردہ متولی کے خلاف کوئی جدید قانون بنانے کی اسکیم پیش کرے جب کہ واقعہ اپنے منشا کے مطابق اپنے مقرر کردہ متولی کے سپرد کئے اور اس اختیار پائے ہوئے متولی نے اپنے بعد کے لئے اپنا جانشین متولی مقرر کیا جس کا اس کے سوا اختیارات یکے بعد دیگرے جانشین متولی کو سپرد ہونا چلا آیا۔ دلائل حاکم کے واقعہ کے وقت کے اختیارات اپنے منشا کے خلاف نہ تو کسی کمیٹی کے سپرد کئے کسی بورڈ کے مگر گورنمنٹ یا پارلیمنٹ ہے کہ متولی کے اختیارات اپنے مقرر کردہ کسی کمیٹی یا بورڈ کو دے کر حق تولیت سے متولی کو محروم کر دے تو بڑی ایسا کیا نہ مداخلت فی الدین ہے یا نہیں؟

(۲) وقف کی جائیداد کی سابق مقرر کردہ مکان میں کمی کر دینا جس سے آمدنی کم ہو کر امور خیر میں حسب منشاء واقع صرف نہ ہو سکے یا وقف کی آمدنی جو صرف امور خیر کے لئے تھی اس میں سے ایک معقول رقم لے کر یا دفتر کوئی کمیٹی یا کوئی بورڈ قائم کر کے اس میں صرف کرنا یا کسی قسم کا کوئی ٹیکس لگانا اس میں سے بطور جزیہ وصول کرنا منشاء یا ترمیم یا نہیں ہیں تو جبراً و اجواباً بصواب جلد غایت ہو۔

الجواب بے جناب محترم۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ہائیکذا فی مع استفسار وصول جو افتقر مکان پر موجود نہ تھا اس لئے جواب میں تاخیر ہوئی۔ تکلیف انتظار ہوئی معافی کا خواستگار ہوں۔ مظلوم کے نوکر و جفا پیشہ سم کر ظلم پرورد بخیر کے عادی جو مظلوم کریں کہ ہیں۔ بندگان خدا کو اوروں کے مظلوم سے حفاظت کے بلند بانگ دعاوی کرنے والے خود کو کچھ قوانین گڑھتے پاس کرتے ہیں اور جیسی کچھ زاد و بدل و انصاف دیتے دلاتے ہیں کے معلوم نہیں۔ ان کے املاک پر جیسی جیسی چیز و دنیاوی قانون کی آڑ میں ہوتی ہیں ظالم ہے وہی اہل اور ترقی کر کے خاص املاک الہی پر دست قدمی دلا کر لیا جاتے ہیں مگر نام حفاظت وہی ہوا ملک و مکان پر شہ و دیو طرح طرح تعدیاں کرتے ہیں اذن مالکان زبردستی تصرف ملامت کے بل بوتے پر شہ حکومت سے مخدوم ہو کر گرتے ہیں اہل اوقاف پر ہاتھ بھیننا شوقی حکم نامہ جاتے ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ ملک غیر میں تصرف ظلم ہے اور ظلم کس کے نزدیک حرام اور اشد جرم نہیں ہے کیا کچھ مقاب ہے اس سے کون واقعہ نہیں ہو گا اس کا کیا ملان کہ خود کو کچھ کیا ہائے وہ ظلم نہیں۔ یوں کون نہیں جانتا کہ وقف میں

مشاور و غرض و شرط واقف کے خلاف عمل خاص ملک الہی میں تصرف محض بے جا ظلم اور ناجور و جناہ ہے
مقصود وقف ہی کا صریح ابطال ہے شرط کا نہ صرف شرعی بلکہ عقلی بھی۔

وہ امور جو سوال میں مذکور ہوئے سخت ناجائز و فحش جو رد ظلم صریح میں اور دین میں کھلی بدانت
فضیح غیر حکام۔ اور یہ حکام کیسے خود شرعی حکام بھی وقف میں ایسے امور نہیں کر سکتے یا دخل نہیں دے
سکتے جو ایسے کر کے گاؤں ہاں ہاں کے تمام زمین و ملک کا علمدار ارشاد فرماتے ہیں شرط واقف محض انشاء عرف
و وجوب العمل بعد اہم مختصراً (اور مختصراً) اہم و احیاناً صرف عاقل غرض الواقفین واجبہ (اور المختصراً) امور تابدقہا الواقف
على ما كان (فتح القدير) القاصح لا يملك التصرف في الوقف مع وجود المستولى (روز المحتار) ليس للقاصح ان يقرر
و ينفذ في الوقف بغير مشورۃ الواقف (روز مختار) اذا قصد شرط الواقف فلا يبيح له ان يقرر في غير
مسائلہوں میں لازم کہ تاحدا استطاعت پوری قوت سے اس وقف ہل کے خلاف آواز اٹھائیں۔ و ان تقاتل عالم
مسلمہ زین نے بعد وفات ایک مقتول ہاندا اور ایک والدہ ایک زوجہ بنتیر سے وارث اپنے چھوٹے بچوں کو لڑکے
ایک لڑکی ایک لڑکی اور لڑکا اور بچوں سے اور دو لڑکے زوجہ بنتیر سے وارث اپنے چھوٹے بچوں کو لڑکے
تینوں تباہ تھے ان کی دوا دی اور والدہ کی ناتجربہ کاری و پرہیز بینی کی وجہ سے عدالت کے ایک میسر شخص
غیر وارث (ایجنٹ) ان کا ولی منتظر جائداد کو دار قریب ہو گیا جس نے بہت کچھ تغلب و اپنی اغراض کے لئے
بہت سے امور نقصان رسائی کا ارتکاب کیا اور نہایت ورثہ کو نقصان پہونچاتے اسی دوران میں زوجہ بچوں
کا ایک لڑکا بانٹ ہوا لیکن بچوں کو وہ لڑکا نہایت سادہ لوح اور ناتجربہ کار تھا اس پر ولی مذکور نے اپنی پالاک
سے اپنے اختیارات اور وجہ جائداد قائم رکھنے کے لئے اس لڑکے پر اپنے اثرات قائم کرنے شروع کئے
اور ایک خفیہ وقف نامہ اس کے حصہ جائداد اور کاروبار کا اس طرح مرتب کر لیا کہ وقف علی الاولاد کرتے
ہوئے ورثہ موجود کو بالکل محروم کر دیا اور صرف بعد وفات واقف اس کی بیوی فرضی اب تک یعنی نسبت
بھی نہیں ہوتی تھی اور اولاد کو صرف فائدہ اٹھانے کے اختیارات رکھے اور ان کے نہ ہونے پر سب
بصرف خیرات لکھ دیا نیز اس کے بانٹ ہو کر وقف نامہ کی تکمیل رجسٹری سے تقریباً ایک سال بعد بادشاہی
کے لڑکے مذکور کا انتقال ہو گیا۔

ولی مذکور کی زیارتوں کی وجہ سے تنگ آکر دیگر ورثہ بٹانی نے اپنے حصہ کی تقسیم عدالت سے
کر لی جو تقریباً ایک سال مقدمہ بازی کے تتم ہوئی۔ اس مقدمہ تقسیم بھی کسی شخص کو اس وقف نامہ

کاظم نہ ہو سکا اور یہ خفیہ رکھا گیا۔ اب وجود یکہ وہ حصہ دیگر ورثہ جائز پر تقسیم ہو گیا اب جب کہ حصہ داران نے اپنے اپنے حصے پر اس سے حساب بھی کاٹ لیا تو ایک سازش کر کے یہ سب سے شخص کو ستولی وقت اپنی بارگاہ سے تجویز کر کے اپنے اوپر ایک نانش ستولی مذکور سے عدالتی مصلحتوں کی بنا پر دائر کرانی سب ورثہ موجودہ کو وقف نامہ کاظم ہوا۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ جائداد مشترکہ کا ایسے طریقے پر وقف علی الاولاد کرنا کہ جس کے ورثہ موجودہ محمولہ کو حصے ہوں اور وہ بھی ایسے وقت کہ ان کی سوائے اس وقت ان کا اور کوئی وارث بھی نہ ہو اور وہ بھی اس طرح کہ خفیہ اور پوشیدہ آیا شرعاً جائز ہے یا نہیں اور ایسا وقف نامہ موجودہ ورثہ کے لئے قابل پابندی ہے یا نہیں، بیضا تو جہر و انقضائے۔

الجواب۔ صحت وقف مشاع محفل القسۃ مختلف فیہ ہے ہر دو جانب فتویٰ ہے امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی صحت کے قائل ہیں۔ امام محمد عدم صحت کے مشائخ بخلاف کاٹا ٹھوڑا قول امام محمد ہے اور سراجہ میں اس پر فتویٰ سب آیا۔ مگر تاثرین قول امام ابو یوسف اختیار کرتے ہیں۔ اور حواشیا فتویٰ دہشتہ ہیں۔ فتاویٰ مالگیری میں ہے۔ وقف المشاع المحفل القسۃ لا یجوز عند محمد رحمہ اللہ تعالیٰ وبہ أخذنا شیخنا محمد بن اسماعیل علیہ الفتویٰ کہ فی السر الحبیۃ۔ والمتاخرین افتوا بقول ابی یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ انہ یجوز۔ وھو المختار کہ فی خزائن المفتیین۔ اب کہ مختار قول امام ابو یوسف ہے کہ مشاع محفل قسۃ کا وقف جائز ہے سبھی ماٹا ہو گا تو یہ بات کہ جائداد مشترکہ وقف کی عدم صحت وقف کے لئے کوئی حیلہ نہیں ہو سکتی نہ وقف کی صحت کے لئے یہ ضروری کہ وقف کی شہرت کرے لوگوں پر ظاہر کرے ہاں غیر وقف کو مذہبی و قبیلت کے اثبات کے لئے پیش کرنا ہو گا تو ثبوت وقف کے لئے شہادت ضروری ہے۔ نہ کہ صحت وقف کے لئے اگر اس لئے کہ نے بعد بلوغ کل جائداد مشترکہ وقف کی تو اس سے جتنے حصہ کا وہ ملک تھا اس کے حصہ سے وقف متعلق ہوا اور ان کا حصہ وقف نہ ہوا اور اپنا ہی حصہ وقف کیا ہو تو بھی اور کل وقف کی ہو جب بھی اس سے جو اس کا حصہ ہے وہی وقف ہوا جب کہ کمال صحت وقف صحیح کیا ہو اور یہی حالت مرض موت کی تو اس کے حصہ کے ایک ثلث سے وقف متعلق ہو گا۔ باقی دو ثلث اس کے ان ورثہ پر تقسیم ہوں گے اگر ان میں سے وقف نہ کریں گے پھر وہ ثلث موقوف ہے بھی ہو کر اس کے اولاد نہیں اور اس حالت میں کہ اولاد نہیں اس کے مستحق فقہر مسلمین ہیں ان ورثہ میں جو فقہر ہوں گے وہ بھی منتفع ہو سکیں گے اور وہی الحق ہوں گے۔

اس صورت میں جب کہ ان لوگوں کو اس کا وقت کن معلوم نہیں جو قابض ہے وہ بڑی وقیفیت ہے ان پر محض اس کے اس دعویٰ کی وجہ سے لازم نہیں کہ وہ اسے وقف تسلیم کر لیں اگرچہ یہ شخص کو قیاسیہ کاغذ انگریزی دکھاتا ہو ہے اس طرح کے کی طرف منسوب کرتا ہو اگرچہ اسے اسی طرح کے کاغذ دکھاتا ہو بلکہ اس کاغذ کا خط لڑکے کا خط سمجھا جاتا ہو کہ الخط بيشه الخط اگرچہ وہ کاغذ رجسٹری شدہ ہو جب تک شاہدین کی شہادت قابل قبول شرع ہو وہ شہادت شرعی اس کے وقف ہونے کی ندادا کر میں محض کاغذ سے وہ انگریزی رجسٹری شدہ ہو غیر رجسٹری شدہ وقت ثابت نہ ہو گا۔ یہ ورثہ اسے اس سے جائز خصوصیت کر میں گئے تو لازم نہ ہوں گے عالمگیری میں ہے۔ لوقال وصی هذا صدقة موقوفة علی من بعدنا لی من الولد والیس له ولد یصح هذا الوقف فانما اذینک الخلة القصور علی الفقراء فان حدثت له ولد بعد القصر قصر الخلة لقی تولد بعد اذینک الخلة الولد مد یصح هذا الولد فان لم یبق له ولد فصرفت الخلة الی الفقراء کذا فی فتاویٰ قاضی خان۔

عن عبد الله بن عمرو بن العاص قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
صورت رسول الله صلى الله عليه وسلم قول ورثته ما جعلت كجانب منك بشهادته شرعاً ومنه شخص اس كما هو ثابت في كبره
والكبري من هو رجل جامد في قاضي بلد أو قال في كنف أمية للفاضل الذي كان قبله هاتين بلدي صدقة
كانت لرجل يقال له فلان بن فلان وقتها على قوم معلومين سماهم قبل قوله إلا أن تمكن للواقف ورثته ولم
يعلم من أمره هذا الصدقة غير ما اقتربه هذا الرجل وإن كانت له ورثته فقالوا هو ميراثك بهن وأوليس
بوقت الفاعل قوله هو يكون ميراثاً بغيره أكي من هو - إن قال في الصحة الوصي صدقة موقوفة على الفقراء
يبدى وهو يخرج من الثلث إذا كان في المرض (ألي قوله) فإن احتاج بعض قرابت أو بعض ولده إلى ذلك
والموقف في الصحة (ففيها تكلم) أحد هان صرف الغلة إلى فقراء القرابة أولى وإن فصل منها شيء يصرف
إلى الأجنب (ألي قوله) هذا إذا وقع على الفقراء واحتاج إليه جعل قرابت الخ أكي من هو - من مريض وقت
فاز في مرض موته فهو جائز إذا كان يخرج من ثلث المال وإن كان لم يخرج فلما زلت الورثة فكل ذلك وإن
لم يخرجوا بطل فيما زاد على الثلث الخ أكي كس باب في وقت المريض من هو - إذا جعل أهله صدقة موقوفة
فإنه تعالى أهدى ولد لا وولد وولد له ونسبه أهدى ما تاسلوا ومن بعدهم على ذلك أكي فإن كانت لهذا
الامر من يخرج من الثلث صارت موقوفة تستعمل في فقراء عائلها جميع ورثته على سهام للميراث (ألي قوله)
وإن كانت هذا الامر من يخرج من الثلث فإنما زلت الورثة الوقف فما زاد في قوله وإن لم يخرجوا الوث

جاء الزوال من الثلث فصارت الرقبة وقفاً للفقراء (أو قوله) فان مات الوالد الموقوف عليه كانت
 الغلة للفقراء اكنى شئ سمع - لو قال الموقوف ارضي هذا وصداقة موقوفة على من احتاج من ولدي
 وشي يعطى كل واحد ما يسع نفسه وان لم يكن في ولد ولا نسله فقير الغلة كلها للفقراء اكنى شئ سمع -
 رجل في يده ضيقة جاء رجل وادعى انها وقف جهام بملكه فيه خطوط عدول وقضاة قد انقضوا وطلب
 من القاضي القضاء به ليس للقاضي ان يقتضي بذلك الصلح كذا في الخلاصة فكذلك لو كان لوح مضمون على
 نائبه ان ينطق بالوقف لا يقتضي به ما لم تشهد الشهود بالوقف كذا في المحيط

خاتمة من قبل رجل ادعى على رجل ما لا يخرج خطا وادعى انه خطا المدعى عليه فانكر المدعى
 عليه ان يكون الخط خطه فاستتب فكتب وكان بين الخطين مشابهة ظاهرة تدل على انه الخط كاتب
 واحد لمختلف المشايخ صحبه الله تعالى فيه واصبح عنه لا يقتضي بذلك رد الحكم اكنى شئ سمع - تنبيه
 ذكر في الخاتمة والامساف ادعى على رجل في يده ضيقة انها وقف وانصره عكافه خطوط العدول واقضت
 الماضين وطلب من القاضي القضاء بذلك الصلح قالوا ليس للقاضي ذلك لان القاضي انما يقتضي بالهبة
 والهبة انما هي البينة الا لا اقر ما اصابه فلا يصلح حجة لان الخط يشبه الخط وكذلك لو كان على باب الدار
 مضمون ينطق بالوقف لا يجوز للقاضي ان يقتضي ما لم تشهد الشهود واما قلب وهذا المظاهرة في ما هي
 من العمل بما في دواوين القضاء والجواب ان العمل بما فيها استحسن كما في الامسافات وغيره (أو قوله)
 اني ان قال قلو وجد في الدار فاثبت ان المكان الغلا في وقف على المدعى وصلة الغلاية مثلا يعمل به من غير
 بينة (أو قوله) لكن افترق في الخبر بيبانه لا ثبت الوقف بمجرد وجوده وفي الدار فترسل في العمل
 على الخط فامل ما في شئ سمع - وكذلك لو كان احد حرا انتفع للوقف لمعاش في في الوقف والاحكام ان لا يقتضي
 بكل ما هو انتفع للوقف فيما اختلف الظاهر فيه والماصل انه اذا كان لاحد القولين مرجح على الآخر شمع
 الشايح لا يملك القولين فينبغي ان يكون الماخو فيه ما كان له مرجح لان ذلك المرجح لم يزل بعد التصحيح فينبغي

فيه زيادة قوة له لو وجد في الآخر والله تعالى اعلم بالصواب :-

مسئلة - ان زيارك حسين بن ابي نصر الله بن ابي رافع

متولى مسجد قير صحن مسجد بن ابا نزهة ؟ جب کہ امام اجازت دے اور اس کی اجازت
 سے قبر کھودی جائے اور اپنی موجودگی میں قبر کھدوانے اور لوگ اعتراض کریں تو وہ اپنی روزی پر قرار

خاتمة من قبل مضمون بروت شہ واما زيارك حسين بن ابي نصر الله بن ابي رافع واما زيارك حسين بن ابي رافع واما زيارك حسين بن ابي رافع

کھنے کے لئے کہے کہ مجھ روکنے کا کیا حق ہے۔ تو دریافت طلب۔ یہ امر ہے کہ ایسے امام کے پیچھے غلام
 نہ ہے یا نہیں؟ اہل علم امام کے ساتھ نماز لوں اور عام لوگوں کو کیا روئے اختیار کرنا چاہئے؟
الجواب۔ مسجد کا محض توکلین مسجد بمعنی موضع صلاۃ کے علاوہ بھی مسجد کے متعلق کسی زمین میں قبر
 بنانا یا اور کوئی تصرف کرنا ناجائز ہے۔ امام نے غلط کیا کہ مجھے روکنے کا کیا حق ہے۔ ناجائز امر کے روکنے کا
 ہر مسلمان کو حق جتنا اسے ہے جیسے انکار کر کے نبی عن المنکر فرض ہے اس کو لازم تھا کہ وہ اس کو ناجائز نہ سمجھتا
 اور جو روکنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا تو جو روک سکتے تھے انھیں اطلاع حکومت سے چارہ جوئی کرنا کرانا۔
 اس نے نہ روکا یا گناہ کیا بلکہ اس نے اجازت دی یہ اور بڑا گناہ ہوا جب تک وہ تو یہ نہ کرے اسے ہرگز
 دم نہ بتائیں وہ تو یہ نہ کرے تو اسے خود معزول کر سکے ہوں تو معزول کر دیں ورنہ جو معزول کر سکتا ہوا اس سے
 کہہ کر معزول کر لیں۔ واللہ تعالیٰ ہوا الہادی و ہو تعالیٰ اعلم۔

کتاب البیوع

خرید و فروخت کا بیان

مسئلہ۔ اگرچہ اعلیٰ پوچھ چاہا ہے کہ خرید و فروخت کا بیان کیا صاحب معرفت جناب مولوی اکبر علی صاحب
 طالب علم مدد رہ منظر اسلام ۱۲ رجب ۱۳۵۷ھ
 آج اس وقت غلہ گندم کا مائع نرخ چودہ سیر فی روپیہ ہے لیکن زید معاملہ سہاری ادا کرتا ہے اور گندم
 کا کوئی گاہک بروقت نہیں ملتا کہ فروخت کر کے معاملہ ادا کرے۔ بجز سید زید کو کہ اکبر میرے پاس بحساب
 سولہ سیر گندم فی روپیہ کے حساب فروخت کر دو تو میں تم سے غلہ گندم خرید لوں گلہ زید نے بوجہ مجبوری سولہ
 سیر گندم فروخت کر کے معاملہ ادا کیا یہ بیع و شراہ ناجائز ہے کہ نہیں جواب باصواب ہو۔
 وہ فی الوقت گندم کا نرخ عام دست بدستی یا روپیہ فی روپیہ فروخت ہو رہا ہے یا کم و بیش مگر زید
 غریب آدمی ہے اس کے پاس نقد قیمت موجود نہیں ہے اگر بجز سید زید سے گندم بطور قرضی مانگتا ہے۔ بجز سیر
 فی روپیہ کے حساب زید کو گندم قرض دیتا ہے اور قیمت ماہ مہنگہ میں لینے کا وعدہ ہوتا ہے زید اپنی غرضت

اور ضرورت کی وجہ سے مذکورہ نسخہ ہر گندم کے لیے لیتا ہے جواب مکمل ہو۔ فقط۔

الجواب۔ قذیرہ در مختار میں اسے جائز مع انکار است بتایا قذیرہ میں ہے۔ شریعی الشیخ الیسیہ میں
 قال اذا كان للمعجل الى القرض يجوز ويكفره في مختار میں فرمایا شریعی الشیخ الیسیہ میں قال للمعجل القرض
 يجوز ويكفره وافقوا المصنف قذاوی مولوی عبدالحی صاحب کفہنی میں بھی ایسا ہی لکھا۔

سوال۔ اگر دو ہزار نرخ بحساب فی روپیہ بیست آٹار گندم ست و خمس ہر ستر بحساب فی روپیہ
 بیستہ آٹار فی فروش دایں صحیح راست ست یا نہ۔

جواب۔ صحیح مذکورہ انداز ست اما مکروہ است در قذیرہ فی آرد الخ مگر گراہت بہر صورت نہیں
 جیسا کہ ان عبارات سے ظاہر ہے بلکہ یہاں تفصیل ہے۔ در مختار میں زیر قول در مختار بخیر ویکوہ ہے۔

ای یصح مع انکاره وهذا بالشراء بعد القرض لما في التخيير وان لم يكن النفع مشروطا في القرض
 ولكن اشترى المستقرض من المقرض بعد القرض ما عاين غاي فعل قول الترخي لا بأس به وقال المصنف
 ما احب له ذلك وذكر المحقق في انه حرمان لانه يقول لو لم يكن اشترى منه بطا بالقرض في الحال والمعد
 له ويريد لك بأسا وقال نحو ما مرادة ما نقل عن السلف محمول على ما اذا كانت المنفعة مشروطة وذلك مكره
 بلا خلاف وما ذكره محمد محمول على ما اذا كانت غير مشروطة وذلك غير مكره بلا خلاف اهله اذا انعقد
 الاقرض على البيع فان انعقد البيع بان باع المظلوب منه المعاملة من الطالب ثوبا قيمته عشرة دراهم ودينارا
 باس بعين ودينارا ثلثه قرنه ستين ودينارا اخرى حتى صار له على المستقرض مائة دينار وحصل المستقرض
 ثمانون دينارا ذكر المصنف ان ما جاز وهذا امد ذهب محمد بن مسلمة امام بايع وكثير من مشايخ بايع كانوا
 يكرهونه ويقولون انه قرض جرم منفعة الاول لا له لتفصل المستقرض غلام الممن ومن المشايخ من قال
 يكره لو كان في مجلس واحد والا فلا بأس به لان المجلس الواحد يجمع المكسرات المتفرقة فكانها باعدها
 معا فكانت المنفعة مشروطة في القرض وكان شمس الانظمة المحلوا في يفتي بقول المصنف وابن مسلمة
 ويقول هذا المجلس بقرض جرم منفعة بل هذا البيع جرم منفعة وعلى القرض ادم مخلصا۔

جسہ یہاں صورت مستفسرہ میں قرض کا سابقہ ذلہ متا کہیں قدم و زمان میں نہیں تو اس کے بلا
 خلاف جائز ہے کہ گراہت ہوئے میں کیا کلام۔ اور وہ مضطر بھی نہیں کہ مضطر ہو تو واسطای صحیح و شرع فاسد
 ٹھہرے تا جب کہ یقین ہو کہ روا مختار میں ہے در قولہ بیع المضطر وشرای فاسد) ہواں یضطر الرجل علی طعام

اوشہ اب اولہاس اوغیرہا ولا یبعہا البائع الا باکر من ثمنہا کثیر وکذا فی الشراء منہ کذا فی المبیع ام ح
 وکذا فی الشراء منہ مثال بیع المضطر الی ہان اضطر الی بیع شیئ من مالہ ولعروض المشتري الا بشرائہ
 بدل ولف شمن امثل بغبن فاحش ومثالہ مالو الزمہ الغاضی بیع مالہ لا یدعہ وینہ والزمہ الذمی بیع
 معصیت او بعد مسلم وجودہ لک لکن سبیل کما المستفت فی الکرہ او صا دہ السلطان اسرہ بالبیع مع
 اسہ بدل ولف اسر مضطر الی البیع حیث لا یمکنہ غیرہ وقد یجاب بان ہذا الیس فیہ اسہ باع بغبن
 فاحش من شمن امثل لغبن العبارۃ مطلقۃ فیکن تقبیل ہا ہا اسہ انما یصح لو باع بائع امثل او غبن
 یسر توفیقہ باین العبارتین غنا ملہ واللہ تعالیٰ اعلمہ۔

۲۔ اس کا جواب بھی اوپر کے جواب سے ظاہر کہ مشتری غیر مضطر ہے اور بائع کا مقروض نہیں تو
 بے وعدہ ہوا تر ہے اور اگر مضطر ہے تو مضطر کا بیع وشرار فاسد کما فی الدار المختارہ وحاشیۃ رد المحتار
 للعلامة السید الشامی قدس سرہ السامی۔ واللہ تعالیٰ اعلمہ۔

بَابُ الرِّبَا

سود کا بیان

مسئلہ۔ از ہوا ان مبلغ سینا پور مدرسہ اسلامیہ مدرسہ جناب مولانا مولوی محمد اسماعیل صاحب
 محمود آبادی صدر مدرس مدرسہ مذکورہ نے مرحوم الحرام ۱۲۵۴ھ
 کیا فرماتے ہیں علماء دین حضرات و اشراف علوم اسلامہ علیہ السلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسئلہ ذیل میں
 (۱) کچھ روپیہ مدرسہ اسلامیہ کے واسطے وقف ہے اور قوم کے لوگوں میں بطور قرض لفظ نفع کے
 نام سے تقسیم ہے کسی کے پاس یا کسی کے پاس دس کسی کے پاس پانچ ہیں اور شرح مقررہ مثلاً دس
 روپیہ سیکڑہ قوم نفع دیتی ہے اور اگر نفس مال تجارت میں قوم کو گھٹی ہو تو قوم مدرسہ کو گھٹی کی تیر بارہی سے
 پہناتی ہے کہ مدرسہ ٹوٹ جائے گا وہی نقصان ہو گا اس واسطے ہم کسی بھی اوڑھے لیتے ہیں اور نفع
 بحساب مقررہ مذکورہ بغیر کویشی کے دیتے رہیں گے کیا یہ جائز و مباح ہے یا گناہ کبیرہ؟

(۳) آمدنی مذکورہ سے جو اخراجات مدرسین کو دی جاتی ہیں وہ ان کے واسطے جائز ہیں یا نہیں؟
 (۴) اس کی کفایت کے واسطے ایک رجسٹر بھی ہے کیا اس کا کھنا پڑھنا حساب فہمی کرنا کسی مدرس یا مسلمان کو جائز ہے؟

(۵) ایسا روپیہ مدرسہ اسلامیہ میں صرف کس کے نیکی کی امید رکھنا سبب نجات ہے یا باعث مذلت؟
 (۶) اگر فی روپیہ دو آنے یا ایک آنہ یا چار آنے مثلاً ماہوار نفع مقرر کیا جائے اور گھٹی اور نفع دونوں کے ذمہ داری ہو تو یہ نفع محمود و طیب ہوگا یا نہیں؟

(۷) نوٹ کو بیچ کر کے مثلاً دس کا نوٹ ساڑھے بارہ میں بیچ دیا جائے اور عرض کیونکہ نقد کو نئے گا پھر مہر یا ہواور نفع لیا جائے اور اصل جب تک ادا نہ ہو یوں نفع لیتا رہے یہ جائز ہے یا اس میں تعین میں لیا کی جائے تو صورت ہواثر شکل سکتی ہے؟

(۸) سو روپیہ کا نوٹ ایک سو پچیس روپے میں بیچ کر دیا جائے اور غصہ کا نذر پر ایک سو پچیس کھوٹا منگوا کر یہ دیا اور اس ایک سو پچیس کے بدلے ایسی شئی بھی کھوالے جو بیچ کر روپیہ وصول کرے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

(۹) کیا مشرکین موجودہ عمری نہیں؟ کیا حرامی جب دارالاسلام میں آباد ہوں تو ان سے سود لیا جاسکتا ہے یا کوئی صورت ہو سکتی ہے۔ اگر کوئی ڈاک خانہ یا بینک یا حکومت میں روپیہ جمع کرے تو اس کا وجود ملتا ہے وہ لے سکتا ہے اور لینے کی کیا صورت ہے؟

الجواب۔ کچھ روپیہ مدرسہ اسلامیہ کے لئے وقف ہے اس کا مطلب ظاہر تو یہی ہے کہ کسی نے خود روپیہ وقف کیا ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مدرسہ پر کوئی جائداد وقف ہے اس کا روپیہ یا یہ کہ مدرسہ کے چندوں کا روپیہ۔ اگر مطلب وہی ہے جو اس عبارت کا ظاہر ہے تو یہاں روپیہ کا وقف بوجہ عدم عرف و تعامل صحیح نہیں کہ منقول کا قصد اوقف اگرچہ مختلف فیہ ہے اور صحیح و مفتی بہ مذمبہ جواز ہے مگر جن کے نزدیک جائز ہے ان کے نزدیک بھی جب ہی جب کس شئی منقول کا وقف و قمار لایع و معمول بہ ہو قیاس کا مقتضی تو یہی ہے کہ شئی منقول کا وقف صحیح ہی نہ ہو۔ لکن شرعاً اوقف التابعد و المنقول لایلد و اگرچہ حضرات تعامل کے سبب اس کے جواز کا قول کرتے ہیں وہ بوجہ حدیث شامہ ۱۱۱۱ المسلمون حسنا فهو عند الله حسن فرماتے ہیں کہ تعامل سے قیاس متروک ہو جائے۔

۱۰۰
 ہندوستان میں خود ولایت و دنیا نیز کے وقف پر تعامل نہیں۔ تو یہاں اس کے جواز کا قول کسی طرح
 نہیں کیا جا سکتا۔ اگر بعض اقطار ہند میں اس کا وقف آج کل رائج و معروف ہو تو ان اقطار میں جب
 ایسا رائج و معروف رہے اس کے جواز کا فتویٰ دیا جائے گا۔ نیز یہاں اعتبار و وقت میں اختیار کے لیے
 وقف کو منقول قصد الخیر تعامل کے واسطے وقف و درہل و درازہم و دنیا نیز و منکمل و موضوع و قد رويها شریعہ و
 بہاد و مصحف و کتب لای التماس یقرنہا بہ الفیاض الحدیث مامراء المسلمون حسناتہم و عبد اللہ حسن
 خلاف ما لا تعامل فیہ و ہذا قول محمد و علیہ الفتویٰ اختیار اہم مقرر۔

اور اگر مدرسہ کی کسی وقتی جائداد کا روپیہ ہے تو بھی اگر تجارت قوم کی ہے تو اسے قرض الیہ ہے یہی حکم ہے
مفسر نابجا تو فارو اسے مدرسہ کی پاک آمدنی کا سود کی تجارت سے ناپاک کیا ہے اور اگر وہ تجارت مدرسہ کی
مدرسہ کے روپے سے کرتے تو بھی جائز نہ ہوتا کہ تجارت میں نفع و نقصان سود و زیان دونوں کا احتمال یکساں
تھیں مدرسہ کے روپے سے تجارت کا کوئی حق نہیں خصوصاً اس صورت میں جبکہ واقعہ کی شرط کے
خلاف یہ تجارتی کاروائی ہو۔ ایک اس کی شرط کا خلاف یہ نارا کام نابجا تو حرام لائن شدہ الواقعہ مفسر لکھتا ہے
و دعوی الانواع والصلبہ کما نصوا علیہ قطعیۃ و دوسرے مدرسہ کی آمدنی کو مفسر ناپاک میں ڈالتا اس

٢٩٥ - ٢٩٦ مطبوع مصر - دار المعارف ١٩٤٣ مطبوع مصر - دار المعارف ١٩٤٣ مطبوع مصر - دار المعارف ١٩٤٣

صورت میں جب کہ نقصان ہو تو بہت نقصان ہوگا اس کا ادا ان کے ذمہ لازم ہوگا دوسرے یہ کہڑا گئے
یا چار یا دس یا بیس جو بگٹے۔ چوٹی ہوگی اس کی ادا ان کے ذمہ لازم ہوگی اور اگر چہ دیوں کا روپیہ ہے تو اس
صورت کا حکم بھی تقریر بالاسے ظاہر ہے۔

وقال شيخنا وملا فداؤنا الفداء وسيدنا الوالد المعجل رحمہ اللہ تعالیٰ وقد سبوا وقد سبنا
ماسرنا الشريعة في فناؤنا المنيعة العطايا الغيبة في الفتاوى الرضوية چندہ کے روپے چندہ دینے
والوں کی ملک پر ہوتے ہیں ان سے اجازت لی جائے جو جائزات وہ بتائیں اس پر عمل کیا جائے دیہان
المستلة وغنیقہا فی کتاب الوقف من فناؤنا ایسی کہی میں جو سود کا لین دین کرنی ہو شامل کر کے بڑھا
حرام ہے اگرچہ چندہ دہندہ اجازت دےں غلبس لاحد ان بجل ماحرم اللہ وقال فی جواب السوال الاخر
اوقات میں شرط واقف مثل نص شارع واجب الاتباع ہوتی ہے اس میں بلا شرط واقف یا اجازت عام
شرعیہ کوئی تغیر تبدیل یا اثر نہیں۔ بدرجہ کے مال سے مسجد کا قرض نہیں ادا کیا جاسکتا جو ادا کرے گا ادا ان اس پر
ہے وقال فی موضع اخر فی جواب هذا السوال مسجد کا روپیہ جمع ہے اسے کسی منفعت پر خرید و فروخت اتھارت
کہہ سکتے ہیں ہر مسجد کے جمع مال افزوں کے لئے الجواب تجارت میں نفع و نقصان دونوں کا احتمال ہے اور اگر کوئی
میں امین و خائن دونوں طرح کے ہوتے ہیں اور مال وقف میں شرط واقف سے زیادت کی اجازت نہیں
انحر والہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) اس صورت میں جب کہ وہ زیادت سود ہو اگر خاص اس سودی روپیہ سے تنخواہیں دی جائیں تو کسی
کو اس خاص نہ حرام کا اخذ جائز نہیں نہ مدرس کسی ایسے کو نہ کسی مسلمان کو، وہ مال حرام لینا حلال نہیں اور اگر کوئی
سے مخلوق کو دیا جاتا ہے وہ سودی روپیہ علیحدہ نہیں رکھا جاتا تو امام اعظم کے نزدیک ناقض تہ ہے مگر مکروہ اور حاکم
کے نزدیک اب بھی ناجائز ایسی صورت میں اگر تنخواہیں پاک روپیہ سے قرض سے کرادی جائیں تو بدین اشک
حرام یا مکروہ سے محفوظ رہیں گے فتاویٰ خانہ میں ہے ان کا ان السلطان علیہ السلام احمد بعضہا بعض فائدہ
لہا سبہ وان دفع من الغصب من غیر غلط لرحمہ زائدہ وقال الغنیۃ ابو اللیث، هذا الجواب یستقیم
عن قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ لان عندہ اذا غصب الدار احمد من قوم و غلط بعضہا بعض
یظہر الغاصب اما علی قول ابی یوسف و محمد فائدہ لایعکھا و تكون علی مطلقہ صاحب الدار تعالیٰ اعلم۔
(۳) اگر صورت سود کی ہے اور اس پر شرطیں سود کا حساب بھی لکھا جاتا ہے تو حدیث میں سود کے کاتب

و مناسب و شاد سب پر انت فراتی۔ والدین یا اشرافائی ہے حساب فہمی اندر در مشغور ہو اور اس میں سود کا حساب بھی وضع ہے تو نہ حد در کی حساب فہمی میں حرج نہیں لکن اخصال بالانعام وانما انکل اصراف مالہا سود کا حساب اس کا مشغور نہیں ہے کوئی مدرسہ یا مسجد ملے اور راضی کوئی منکر پائے جب تک اس منکر کی طرف بالغہ و لغت نہ ہو گا اس پر کوئی الزام نہ ہو گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) مدرسہ یا کسی دینی کام میں نہ حرام کا صرف حرام اور اس پر امید کتاب حرام ہر حرام ولاحول ولا قوۃ ۶۱
واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) اس کا جواب بھی اوپر کے جواب ہے واضح و دل سے چار آنے اور دو روپے چار روپے اور ماہولہ اور سالانہ اور روزانہ سے حکم نہیں بدلتا تاہم اگر مطالبہ یا قسط لینے سے سو نہیں ہو جائے جیسی صورت ہوگی ویسا حکم ہوگا اگر سود کی صورت ہے اور جب قوم مدرسہ سے قرض لے کر نفع دیتی ہے تو یہی صورت ہے تو پہلے میرے یا آنے اور میرے روزانہ سے یا ماہانہ یا سالانہ حرام حرام ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۱) سب تک اصل ادا نہ ہو بلکہ ہر ایک پر ایک پیر طے لے کر ہر ایک کو دے دس کاٹھ مائے ادا یا ستر
کوئی معاملہ کہ انص علی جہان مع قطعۃ الکفۃ بالغ فی فتح الفتوح فخر مولى بیچہ یا نقد جتنے میں بھی اس سے
کے پیر نہ لے کر نفع لیا وہ سود ہوگا یا قسط لے یا یکشت جس قدر کہ چاہے استے ہی لے خواہ یکشت یا قسط
سہ ماہ ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۷) نوٹ کی جو قیمت لینے والے پر ہی اس میں اگر اس کی کوئی فیسی مستغرق کہے کہ اگر وہ اس کا سٹا
خدا کا کہ تو اس شے سے وصول کیا جائے اس میں حرج نہیں جب کہ اس شے سے یہ کچھ نفع نہ کہے
واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۸) سود حرام قطعی ہے نہ مسلمان سے لینا حلال نہ کافر سے نہ ذمی سے نہ عربی سے سود ہونے کے لئے
مال معصوم نہ کہ سب جس کا مال معصوم ہو اس سے زائد لینا سود ہوگا کہیں لے اور جس کا مال معصوم نہیں اس
سے جو کچھ لے وہ حرام نہ ہو نہ میں ہاں نقد نہ عہدی نہ کہے کہ حرام ہے یہ حکومت جو نفع دیتی ہے وہ در حقیقت
سودی نہیں ہوں ہی یہاں کے اور کفار کہ سب عربی ہی ہیں واللہ و بس معصوم ہو کہ کر لینا آتا ہے و مگر
شے یہ کہے کہ سود ہے لی وہ سود نہیں بکری کو سو کر بکھڑا کرنا نہ مگر جو کھلیا تو نہیں بکری ہی تھا حال
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یہین المسلمہ والعربیۃ والاعرب والاعرب کی قیما اتفاقاً ہے اشتراکاً

نہیں کہ دارودین دار کی کوئی تخصیص نہیں مگر دارالحرب یا بحسب واقعہ ارشاد ہو کہ اس زمانہ برکت نشان میں کوئی ایسی صورت ہی نہ تھی کہ داروالاسلام ہو اور کفار و حربی اصل علت وہی عدم عصمت ہے و اللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ ایک شخص کے پاس تیس روپیہ ہیں کچھ ان میں سے ڈاک خانہ سرکاری میں بفرسہ من

سو جمع کر دیے ہیں اور خود ایک آٹہ روپیہ کا سود ہندو اور مسلمان سب سے لیتا ہے اور نوٹ لیتا ہے اور نقد دیتا ہے اور بھی نوٹ دیتا ہے اور روپیہ لیتا ہے اور یہ سدا لک ہے کہ جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب نے پتھر رکھا ہے اگر جائز ہے تو فرماں باری تعالیٰ کا کیا مطلب ہے اور کیا معنی ہیں قوله تعالیٰ احل اللہ البيع و حرم البیوع لہذا اس مسئلہ کو چھانچا جاوے کہ جس کے جواب سے مشرف فرمائیے تمام لوگ اس میں متفق ہیں آپ خدا را باجور ہوں گے اور ایسے شخص سے اہل علم وستی کو کیا کرنا چاہئے اور تین نفیسے آداب مسجد و نماز پڑھتے اور اس کے اندر ایک ٹکٹ رکھ دیا گیا مگر یہ کہ دارالحرب میں سود کس سے لیتا جائز ہے ہندو و مسلمان دونوں میں ہر دین میں دارالحرب کون کون جگہ ہے اس کی بھی تشریح فرمائیے کہ یہ ہے شہر علی بحیث محلہ شیر محمد متصل باکریت مولوی عبدالباق صاحب۔

الجواب۔ سود نہیں قطعی قرآنی حرام ہے قال تعالیٰ و حرم اللہ اکیس سے حلال نہیں اور کہیں حلال نہیں نہ مسلم سے نہ کافر سے نہ دارالاسلام میں نہ دارالحرب میں جو سود نہیں وہ کسی سے حرام نہیں کہیں حرام نہیں بخیرہ دارالاسلام میں ہی حرام نہیں کہ دارالحرب میں چاکر اس کا کھانا جائز ہو دارالاسلام میں آکر حرام ہو جائے یوں بکری جب حلال ہے تو اس کا گوشت مگر سوکھا کچھ کر کھائے تو حرام گوشت نہ کھائے گا حلال ہی اس حرام کچھ کر کھائے گا گناہ ہو گا یہ بات اور ہے۔ گوشت غنڈے سے جو روپیہ زائد ملتا ہے سود نہیں کہ وہ سود ہونے کے لئے مال معصوم ہو تا ضروری ہے۔ و مال الحرامی لیسو معصوم جب گوشت غنڈے ایک رقم اپنی رضا سے خود قاید دیتی ہے اس کے لینے میں کوئی حرج نہیں کہ وہ سود نہیں مگر سود کچھ کر لیں یا ضرور گناہ ہو گا اس سمجھنے سے وہ سود نہ ہو جائے گا جو زائد مال اندھا مال حلال ہے مگر حرام کچھ کر لیا اس کا گناہ ہوا اگر اسے سود جانتا ہے اور لیتا ہے تو گناہ گاہے نہ کہ نہیں دیا سخت شدہ گناہ کا مگر جب فرض کا تک مستحق عذاب شدہ مدید ہے والیاد اللہ تعالیٰ اس پر فرض ہے کہ وہ توبہ کرے اور صاحب کے جس قدر زکاہ کا مدید ہے اب تک اس پر دینا فرض ہو چکا ہے سب سے اور اگر اس وقت سب ادا کیے نہ قدرت نہ کھتا ہو تو جتنا ادا کر سکے ادا کرے باقی پھر سب قدرت ادا کر سکے اور جو دینا واجب ہوتا ہے اسے بھی۔ زکاہ نہ دینے والوں کے متعلق قرآن کا ارشاد ہے اللہ یحب المتقین

جب تک کہ میں لفظ میں سورہ ایک روپیہ سیکڑا دو روپیہ سیکڑا نہ لکھا جائے گا تب تک یہ کاغذ لکھا ہوا جائز ہوگا اور اس کی مدد یوں ہوگی کہ کسی مع سود نہیں کر سکتے ہوں غالی روپیہ کی ڈگری ہوگی کیونکہ نقد روپیہ یا نوٹ پر سرکار مبالغہ نہیں دیتی اور سود دیتی ہے منافع وغیرہ کچھ نہیں ملے گا اگر ہر دو روپوں سے کاغذ میں لفظ سود لکھا تو گے تو سود صحیح و خریجہ وصول کر سکتے ہو ورنہ نہیں مایہ با اس پر کیا کیا جائے ہم تو دل میں اسی لفظ سود کو برا سمجھتے ہیں اور ہندو بھی کہتے ہیں کہ ہم یہ سمجھے اسی طرح سے کاغذ لکھ کر دیتے آئے ہیں اگر وہ اپنی غرض کی خاطر وہی جہاز کا کہا منظور کرے تو وہ کاغذ کو رش میں منظور نہیں ہوتا امید ہے کہ حضور اس لفظ کی بابت بھی شرح کر دیں گے۔

دوسرے سوال کے جواب میں کہ اس روپیہ کی کتنی عوض ترقی روپیہ کے کرنا ہے جس میں آئینہ سفید کی کتیاں و دنیاں چوئیاں یا پیسے سرخ تانبہ کے یا پنج چھ ماہ کی میعاد پر کسی مسلمان یا ہندو سے جائز ہے یا نہ اور اس سے روزانہ آٹھ یا دس روپیہ مقرر کر لے لے سکتا ہے اس کا جواب حضور نے یہ لکھا تھا یہ معلوم کر حضور کے لکھ لفظ غلط ہوگی یا وہ درست ہے اس لفظ پر نشان چرکھڑی کاسہ ہے جواب یہ ہے کہ قال اللہ علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا اختلفت الجہان فبیعوا کفیت شتر قناری عزیزہ میں حضرت علامہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں جو روپیہ راغفلوں کو بکنا مذکور غرض دو تازہ روپیہ فروخت کرنا یا سبب غیر غرض بودن غفلوں حلال ہی شود مگر غرض ہی اس کی کوئی میعاد مقرر کرنا اسقاط پر غرض لینا سبب حلال ہے اسے سود کر دینے میں کوئی دخل نہیں واللہ تعالیٰ اعلم یہ لفظ اسقاط ہے تو میعاد مقرر نہ کرنا جائز ہوگی اور اگر کچھ اور ہے تو اس کی تشریح کر دی جاتے۔

سوال رسد نوٹ کا منافع پر غرض بیچنا اور اس کے عوض روپیہ لینا چاہئے یا کر یا نہ اور اس کو ایک میعاد معین تک بیچ سکتا ہے یا نہ اور اس سے روزانہ روپیہ یا دو روپیہ جو اس سے مقرر کر لے لے سکتا ہے یا نہ اور اگر سو روپیہ کا نوٹ دس روپیہ منافع پر غرض دس ماہ کی مدت پر بیچے اور دس روپیہ کا نوٹ اسی وقت دس نوٹوں میں سے رکھ لے اور نوٹ ملے جا تیری طرف سو روپیہ ہو اور کچھ کو اسقاط پر ماہ یا ماہ دس روپیہ دیے جا اور اس نے بعد کر ملے کل میں عائد کر دی نوٹ دیے یا پانچ نوٹ دیے اور پچاس روپیہ دیے یا بیچ درست ہوگی یا نہ اور اگر بیچ غرض پر کسی مسلمان سے بھی کر سکتا ہے یا نہ پہلے جو خط حضور کی طرف لکھا تھا اس کا جواب کے درج ہوئے پر غرض نے ایک خط مولوی انور شاہ صاحب کو لکھا تھا اس خط کے جواب کے دس ہندو یوم کے بعد وہ فوت ہو گئے تھے اور ایک خط عہدہ رسائی میں دہلی بھی لکھا تھا دونوں کا جواب حضور کو کس سوال لکھنا ہوتا

وہی سوال جماعتی حضرت کو جس نے کہا تھا جس کا جواب حضور نے یہ کہہ کر دیا کہ آپ میں نے وہ لفظ استعمال کیا
 صاحبوں کو لکھے تھے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدا تعالیٰ ان کو جنت میں اور بدترین کا عطا فرمائے لفظ خود
 سے بچنے کی کوشش فرمائے ہیں اور جو ان صاحبوں نے لکھا ملاحظہ ہو جو سوال میں نے مولوی انور شاہ صاحب کی کتاب
 سوال و جواب کی طرح ہونے پر ترجمہ فرمایا ہے کہ یہ ان کے جس میں کہ جسے سفید کی چیز یاں دو زبان
 انگلیاں اور پیسے سولے چاندی کے کرماندے ہوں ایک مدت میں ایک کسی مسلمان یا ہندو سے جائز ہے۔

سوال یہ کہ جب کہ سود مطلقاً حرام ہے تو اس ملک میں نہ ملک میں اور یہ دیکھ ہوئے ہر کسی ہندو صاحب
 کو فریاد دینے ہوتے پر منافع لینا کیسا ہے جب کہ منافع کی بھی ایک رقم کثیر ہو۔ جو جواب اس کا مولوی انور شاہ
 صاحب نے بھیجا تھا ملاحظہ ہو۔

جواب سوال اے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یہ کہ اس خطبہ مجھے نہیں ملا دوسرے کا جواب اپنے عقول
 میں دوسرے کے قلم سے لکھواتا ہوں اگر ایک جنس کا دوسری جنس سے معاوضہ ہے تو وہ سود نہیں ہر جنس
 ہر سود میں شرط ہے چاندی سونے اور انگلیوں کا کرماندے کے ساتھ معاوضہ جائز ہے کسی بدی کا لکھواتا نہیں ہم جنس
 نہ ہوں۔

جواب سوال بلا جس ملک میں عمل داری مسلمانوں کی نہ ہو اور فیصلہ مقدمات کا شریعت پر نہ ہو اس
 ملک کو منافی مذہب میں دار الحرب کہتے ہیں اور یہ دار الحرب قانون شریعت سے امام ابو حنیفہ کے نزدیک خارج
 ہے دار الحرب میں مسلم اگر غیر مسلم سے سود لے تو منافی مذہب میں جائز ہے امام احمد سے بھی ایک روایت جواز
 کی آئی ہے اور احمد ناجائز کہتے ہیں منشاء اختلاف یہ ہے اور احمد یہ فرماتے ہیں کہ عام قانون قرآنی مسلمانوں پر ہر
 جگہ عادی ہے اور امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں جب اسلامی حکومت نہیں ہے تو قانون پہلا نہیں سکتے ان کے
 نزدیک دار الحرب ایسا ہے کہ جیسے سلطنت کے باہر خود مختار کوئی علاقہ ہو اس حالت کا فیصلہ ہم جیسوں کے
 بس میں نہیں۔

لوگوں سے کہتے ہیں کہ ایک میں سے سود لے لو اور غریبوں پر صدقہ کرو تاکہ پادروں کے مشن میں خرچ
 نہ ہو۔ والسلام
 اختر محمد انور شاہ کشمیری عطاء اللہ عنہ

دلی میں جو سوال بھیجے تھے انھیں اوپر کے دو سوالوں میں ایک میں مدت معین کی جگہ پانچ چھاد کی
 مدت معین بھی اللہ دوسرے سوال کی عبارت پر تھی جب کہ سود مطلقاً حرام ہے تو اس ملک میں نہ ملک میں اسکے

ہوئے پر کسی حربی کافر کو رہ دے دیے ہوئے پرستان لینا کیسا ہے جب کہ منافق کی ایک رقم کثیر ہے اور
بیک نصابی میں کوئی مسلمان حصہ دار ہے تو ان کا کیا حکم ہے۔

جواب سوال علم ازہدیٰ فلول اور غلط کی اکنیاں اور دروہاں وغیرہ اگر دہریوں کے معاوضہ میں
خریدی جائیں تو کسی بیش سود میں داخل نہیں پانچ چھ ماہ کی مدت تو بہت ہے ایک گھنٹہ کا ادھار بھی کیا
جائے گا تو یہ بیع ناجائز ہوگی بشرطیکہ نقد بعض ابدالہ بنیں کاموچہ ہو جائے اگر دونوں ہاں بے نقاب
نہ ہوگا تو معاملہ ناجائز ہوگا و الحما قرأتی شامی میں لکھا ہے کہ انی البزانیہ نوا شری ما شہ فلس بدھم
بکفی الشقاق و لوم من احد الجانبین قال و مشہ مالو باع فضة او ذهباً بفلول کما فی البصر من الحلیط
فقط و الشہ علم حسیب المسلمین عفی عنہ نائب مفتی مدرسا مینیہ دہلی۔

جواب سوال ملا ہند کے علاقہ میں سود کا لینا مطلق ناجائز ہے ہندو سے جو خواہ مسلم سے جو خواہ حربی
سے ہو مگر غیر مسلم کی بیک میں سود کی رقم بھرتی نہیں چاہئے بلکہ ان سے لے کر ایسے محتاجوں پر صرف کئی
چاہئے کہ جن کا ذریعہ بظاہر کچھ بھی نہ ہو اور بظن غالب یہ بات ثابت ہو اگر یہ مال محتاج نہیں کھائیں گے تو
ان کی جان تلف ہوگی فقط و الشہ علم حسیب المسلمین نائب مفتی مدرسا مینیہ دہلی عفی عنہ میر صاحب سب سے
کوئی شرطوں پر تھے ہیں اور حربی کافر کی نہیں مانتے اور ساتھ ہی فرماتے ہیں کہ بیک میں سود کی رقم بھرتی
نہیں چاہئے شاید نام چن کر رکھا ہے اس لئے کہ مسلمان کے پیارے ہیں اور پھر ایسے آدمی بڑھوٹے ہو جو
مرنے والے ہوں بھوک کے باعث تاکہ یہ حرام مال انھیں دیں ایسا حرام مال کون لے گا ایسے مرے والے
اول تو تلاش سے ملیں گے نہیں اور اگر ان کو کہا جائے کہ یہ مال حرام ہے تو وہ ملیں گے نہیں اور موت کو بیکو
پر ترجیح دیں گے برس عقل و دانش بیاہر گریست فقط حاجی غلام محمد کٹر دروازہ ہاتھی۔

الجواب۔ مکرمہ عزم نہ کر ہم و علیکم السلام درجۃ اللہ و بکا نہ جواب بہت تاخیر سے پہنچ رہا ہوں
تکلیف انتظار کی معافی کا خواست کار ہوں دوسرا عنایت نامہ جب آیا ہے میں مکان میں ہی موجود تھا
دارم عنان المبارک کو جب مکان واپس آیا تو ملا۔ وہ بھائی صاحب سے متعلق تھا انھیں بھیج دیا اور جواب
کے لئے بتا کر کہلا بھیجا غالباً اس نقش کی ترکیب انھوں نے لکھ بھیجی ہوگی کل انشاء اللہ تعالیٰ پھر ان سے
دریافت کروں گا والسلام

سوال میں جو لفظ تکرر کر دے ہیں ان سے رجوع فرمائیے اور آئندہ احتیاط رکھتے جب وہ مسئلہ

کافر عربی سے کیا گیا مشرق و مغرب میں تو اسے کافر یا کچھ بڑی کے کہے سے حقیقت سود نہیں ہو سکتا تو کافرانہ سے اگر وہ کافر اسے سود لکھ کر بھری اسے سود کہہ کر ڈگری دے اس سے وہ طلال حرام نہ ہو جائے گا یا ایسا ہی ہے جیسے کوئی بھری کا گوشت دے اس کے کو سود نہ کھا تو اگرچہ مسلمان جانتا ہے کہ وہ گوشت بھری کا ہے اور طلال غیب ہے مگر نام لے کر جو کھا گیا ہے اس نام سے کراہت کرتا ہے۔ یوں سود کا نام نہ دے اور اس سے جہاں جسک بچنے کی کوشش ہو سکے کی جاتے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے الفاظ شریف بھی یہی ہیں کہ بے نام سے بچنا مناسب مسلمان کا نہ ہے اگر سو اس کے نہیں ملتا ہے اور کافر کے پاس رہا جائے تو یا اس نام کی کراہت سے کہیں نہ بدادش ہے لہذا وہ اپنا مطالبہ کافر سے وصول کرے اور اس نام کی کراہت کا لحاظ نہ کرے یہاں تو کچھ ایسا ایسا بھی نہیں جہاں واقعی دو مذاہب میں معاذ اللہ ایسا ہو رہا ہے رحمتہ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واکہ و اصحاب اجماع کی شریعت نے اختیار اہل کفر یا کفر سے کہ شہادتیں، بیعتیں، غلغلا وغیرہ۔ رہا یہاں حالہ کہ تاؤ اگر موقع ایسا ہو کہ بہت کا اندیشہ نہیں کہ حوام سلین کو اس معاملہ کی خبری نہ ہوگی یا ہوگی مگر وہ مسئلہ سے واقف نہ ہو کہ جس کو کچھ بھی حرج نہیں کہ بے نام سے انھیں کی خاطر ایسا تھا کہ انھیں نفرت ہو اگر موضع موضع بہت و نفرت ہو تو پھر پہلے یہ حدیث میں فرمایا اللہ ما وقع التہجد اور کراہت و اختلاف عربی کا مال محصور نہیں اور وہ مسلمان کے ہاتھ میں طرح بھی آئے مال مباح ہی ہے ہاں میں فرمایا کہ یہی طریق احکام اللہ ما وقع التہجد و لا یجوز ان یباع مالہما مگر اس کا لٹا کر ناپا ہے کہ اپنی جان کی طاقت اپنی عزت کی جنگ نہ ہو قال تعالیٰ ولا تستولوا علیہن ما ینکھن من مال التہجد عزت و آبرو نہ گنوا کہ یہ مال حاصل کرنا مائل کا کام نہیں مگر کوئی یوں بھی حاصل کرے گا تو وہ مال مباح ہو گا حرام نہ ہو گا واللہ تعالیٰ اعلم۔

دعا و لفظ استولوا نہیں اقساط ہے سبق فکر کا تب سے استاذ لکھا گیا تصحیح کے وقت اس پر مجمع نے جو پارہ اس لئے بنا دیا تھا کہ اسے جھیل کر اقساط بنائے گا مگر پھر خیال نہ رہا جو پارہ برائے یا درست بنا دیا گیا تھا جیسے قناری شاد عبدالعزیز صاحب میں محب افکارہ انھیں فی قولہ مجمع الاسواق کی جگہ اسق قناری صاحب محب افکارہ انھیں مانع واقع ہوا مگر قسطلوں پر لے اسے سود کرنے میں کوئی دخل نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ کہ جواب اوپر کے جواب سے واضح ہے کہ لفظ استولوا لکھا گیا ہے مجمع اقساط ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔
یہ کہ لوٹ کا ترجمہ یہی ہے جو کچھ شہر اردہ خواہ کر لے لیا تاکہ ساتھ اقساط مباح طلال ہے۔

یہ بھی ہائز ہے کہ حرج نہیں ٹوٹ کہ یا زیادہ کو شرعاً مسلمان کے ہاتھ بھی نقداً فرض ہر طرح بیچ سکتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۔ وہابیوں سے مسائل پوچھنا حرام ہے پہلے نئی مذہب میں بعض جگہ سود کی حلت بتائی والیعا ذی اللہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سود حرام قطعی جو ہرگز نہیں مسلمان کے نزدیک حلال نہیں جسے اللہ عزوجل نے مطلقاً حرام فرمایا کہ ارشاد فرمایا حرہ الدعا کون نہیں حلال کہہ سکتا ہے؟ حنفی مذہب پر یہ کھلا اقترا ہے سود کو حلال بتا کر اللہ کے حرام قطعی کو حلال کہہ کر کوئی مسلمان بھی رہ سکتا ہے؟ حنفی شافعی مالکی شنبلی تو بدھ کو ہر گناہ حنفی مذہب تو مذہب کوئی ایک شخص حنفی کہہ کر حنفی کیا ہے مسلمان نہیں رہ سکتا کیا شیعہ یا اقترا ہے جس سے مذہب ہندو حنفی ہی باطل ٹھہرا پر لعلت یہ کہ ہندوستان کو دارالکرب قرار دے کر مسلم کا غیر مسلم سے قرض پر فتنہ لینا دے سود کہا، عند الخفیہ جائز ہا کہہا جا سکے کہ لے لے اور اپنے قرض میں نہ لائے غریب کو دے دے۔ جب اس کا اخذ جائز ہے تو اپنے اوپر اس کا صرف کس نے حرام کر دیا باوجود دعویٰ حقیقت حنفی کے مسلک سے الگ جا رہے ہیں وہ حلال ہے کہ حنفیہ تو حلال کہتے ہیں اور اکثر حرام کہتے ہیں چونکہ اس بحث کا فیصلہ ہم بیسوں کے بس میں نہیں لہذا من و بیہ حلال اور من و بیہ حرام کی راہ چلتے ہیں اسے سود مان کر اس کا اخذ جائز ٹھہرتے ہیں والیعا ذی اللہ۔

جب وہ سود ہے تو اس کا اخذ کیسے جائز مانا؟ شراب اپنے پینے کے لئے نہ لے دوسروں کے پلانے کے لئے لے تو ان کے نزدیک جائز مگر جب کہ مصنف نے کوئی کافر کسی مسلمان کو شراب دے تو ان کے نزدیک اس کو چھوڑنا نہیں چاہیے لے لے خود نہ پئے ان غریب مسلمانوں کو پلا دے جو کافروں کی بھیٹی سے خرید کر بیٹے ہیں اور اپنا پیسہ کافروں کے حوالہ کرنے ہیں یا یوں کہے کہ ایسی بھیٹی سے خریدتے ہوں جس کا مذہب کسی شخص کے لئے ہو یا مشن ہی کی تمہاری دوکان شراب سے دلاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم دوسرے نے پہلے سوال کا جواب بھی غلط دیا کہ ایک گھنٹہ کا ادھا بھی کیا جائے گا تو یہ بیچ جائز ہوگی اسے بیچ صرف سبھا مالانکہ یہ بیچ بیچ صرف نہیں شراب کی کہ اپنی مخالفت عبارت اپنے موافق سمجھ کر نقل کر ڈالا اور اپنے منہ ہی اپنے خلاف بولا کہ بشرطیکہ اتفاقاً بعض احداث یا سنین کا موجود ہو جو ہلے سمجھ کا یہ حال سنگر قوتی لکھنا ضرور دلاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

دوسرے کا جواب بھی محض یہ ہو رہا ہے اور اس پر بھی وہی مواخذات ہیں جو پہلے شخص کے

حاج پر لکھا اس سے نام آتا ہے جو اس پر تنقید کی ہے وہ بھی صحیح ہے ایسوں سے فتویٰ لینا حرام حرام حرام
ہے خصوصاً ایسی حالت میں واللہ تعالیٰ اعلم۔

سئلہ۔ کیا فراتے ہیں علماء دین مسائل مندرجہ ذیل میں۔

۱) سنائی یا آریہ دھرم والا اگر کسی مسلمان سے کچھ قرض لینا چاہے کچھ عرصے کے لئے اور اس کے بارے
میں پرگناہ ہو تو مسلمان اس کے بارے میں کیا کہتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ ہر کافر حربی سنائی یا آریہ جیتی ہو یا تم لادگی تجھ سے یا یہودی نصرانی کوئی جو اس سے
وہ معاملہ جو دیریاں دو مسلم یا مسلم فذمی سود بخواتین سود نہیں کہ مال حربی معصوم نہیں والہو الا بحری الاغنیہ
واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال چلے روافض اور وہابی دیوبندی جن پر علماء عرب و عجم نے ان کے اقوال کفریہ کی بنا پر
کفر و لاد کا فتویٰ دیا ہے اگر کچھ قرض لینا چاہیں تو ان کو بھی کسی منافع پر قرض نہ دے سکتا ہے یا نہیں اور یہ
فتح لینا جائز ہو گا یا ناجائز؟

الجواب۔ مرتد سے کوئی معاملت جائز نہیں مرتد کے لئے شرفاً نہیں مگر اسلام و در نہ سبقت اس کا
ہیں اس کا وہ مال جو حالت اسلام کا ہے وہ اس کے مسلم ورثہ کا ہے اور زمانہ رد کے کسب و بیعت مال
کے فی النہایین ہے جس عرصے کے ورثہ مسلم ہوں اس میں یہ دیکھنا ہو گا کہ اس کے پاس زمانہ اسلام کا
مال ہے یا نہیں اگر نہیں تو اس سے اگر اس حیلے سے اخذ کیا جائے کہ سود نہ ہونا چاہیے اور اگر ہو تو آخر تر چاہیے
مگر حرج کہ معلوم ہو کہ جو زیادہ ہے وہ زمانہ رد کے کسب سے ہے فتیٰ الامجد و مجمع الاقوال ہے کسب
بلاحدہ لو امرتہ المسلم ان یأخذ ما کسب مدتہ فی السنین فیوضع فی بیت المال عند اللام
تحتین میں سے بعضی مدت میں کسب۔ مجمع الاقوال میں ہے کہہ دای الاسلام حق بالورثۃ بخلاف
کہا اس میں ہے ان المرتد لا مال جمعة نفسه بالورثۃ فکل ما اصبحت مالہ لانیہا تابعۃ لانتسب لہذا لفتاویٰ
واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال رہا روافض یا کوئی کافر کسی مسلمان کے پاس زمین یا کوئی چیز گروی رکھے تو مسلمان کسی فتح کی
شرط پر زمین رکھ سکتا ہے یا نہیں اور وہ پیر فتح کا اس کے لئے حلال ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اس کا جواب خبر سے ظاہر ہے واللہ تعالیٰ اعلم

سوال نمبر پوسٹ آفس وغیرہ کافروں کے بینکوں میں اگر کوئی مسلمان روپیہ جمع کرے نفع لینے کے خیال سے یا حفاظت کے خیال سے اور ان سے جو زیادتی ملتی ہو وہ لینا جائز و حلال ہے یا نہیں؟
الجواب: وہ سود نہیں حلال و طیب ہے بلکہ وہ غیرہ میں فرمایا فی طریق اخذہ المسلم واخذنا ما لامہا واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال نمبر: یہ کیا کہنا کہ مال معصوم میں جو زیادتی لی جائے وہ سود ہے اور مال معصوم مسلمان کا مال ہے صحیح ہے یا غلط نیز مال مباح کی زیادتی کو سود نہیں بتایا اور مال مباح کافروں کے مال کو کہتا ہے۔ کیا یہ کہنا بھی اس کا صحیح ہے یا غلط؟

الجواب: ہر کافر کا مال مباح نہیں ہر غیر مسلم کا مال غیر معصوم نہیں کافر جی کا مال غیر معصوم و مباح ہے ذمی کا نہیں وہ اس کا اور اس کا مال حکم مسلم و مال مسلم میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال نمبر: ہندوستان میں جتنے فرقہ کافروں کے پائے جاتے ہیں وہ کافی حربی ہیں یا کچھ اور؟
الجواب: ہندوستان کی مسلم ریاستوں کے کفار و مشرکان صحیح طور پر ذمی ہوں ذمی ہیں باقی سب حربی واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: انجیلوں مولوی محمد درویش قادریہ مرسلہ قاضی محمد امین الدین بخاری ۲۸ جمادی الاخرہ ۱۳۱۵ ہجری قمریہ شریعت پیشوائے طریقت مافی دین و ملت ماسی شریک و بیعت حضرت مولانا مفتی مصطفیٰ رضا خاں صاحب دام ظلکم بعد بدینہ سلام سنون معروض اس مسئلہ کی سخت ضرورت ہے لہذا عرض ہے کہ چنانچہ ممکن ہو دوسرے مسئلوں پر مقدم کریں عین نوازش ہوگی۔

سینکڑوں ملک میں روپیہ رکھ کر زیادہ لیتا کیسا ہے یہ زیادتی سود ہے یا نہیں؟ روپیہ بینک میں رکھنا جائز ہے یا نہیں۔ روپیہ رکھنے والے یہ چاہتے ہیں کہ اگر میں سود نہ لوں تو وہ سود عیسائیوں کے گرجے میں جمع ہوتا ہے اور اس روپیہ سے اس کی تعلیم کا انتظام ہوتا ہے یہ جملہ صحیح و درست ہے یا نہیں ہندوستان کے کافر حربی ہیں یا کہ نہیں جواب مفصل و مدلل عنایت فرمائیں تاکہ کسی قسم کا شک و شبہہ باقی نہ رہے بیوقوفوں کو۔

الجواب: ولیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ کا خط کل دوپہر ملا کہ بعد نماز میں نے پڑھا تھا کہ بعد جمعہ فوراً جواب لکھ کر ڈاک کے وقت کے اندر ڈاک میں ڈال دوں مگر بعد جمعہ لوگ آئے اور مسئلہ ڈاک کے وقت جانے کے بعد بھی دیر تک ملا۔ ادھر بھی آئے ہوئے استغفار کا جواب نقل کر رہا تھا شب کو اور پھر صبح کو اس

کی نکل سے فرصت کہے اب دو پہر کو آپ کا جواب لکھنے بیٹھا ہوں آپ کے فرمانے سے اسے سب پر
مقدم کر دیا یہاں تک کہ کئی کے جواب کا مقابلہ و تصحیح بھی موخر کر دی گئی۔

ہندوستان کے کفار و زور و جری ہیں ان کے حرئی ہونے میں کیا شک ہے یہاں نہ سلطان اسلام بہانہ
اس کا عہد نہ مہر یہاں کے کفار نے خود اپنے ہاتھوں طرح طرح اس عہد کو توڑا جو خود ہی ٹوٹ چکا تھا تو کوئی
کاوشدار اسلام پر کیا کچھ جھگڑے نہ اٹھائے گئے کاغذ پر اپنے والے مسلمانوں کو ظلم و ستم کی کن پھری سے جب
موتی پانچ کچا دستی کا تیل ڈال کر جلایا پھونکا۔ دوسرے شاعر اسلام مساجد پر بھی شور و شر فتنہ و فساد برپا کیا
کئے تیسرے شاعر اہل اذان پر جگہ جگہ گڑے بکھیرے گئے غرض طرح طرح مسلمانوں اور اسلام سے برسر پیکار
ہوا کے طرح طرح ظاہر کیا کہ مسلمان جہاں سے آئے ہیں وہاں چلے جائیں انہیں ہندوستان میں سے کافر
حق نہیں ہندوستان ہندوؤں کا ہے نہ سلطان باقی نہ عہد و نہ واثیمان باقی نہ کفار اپنے اس عہد پر قائم بلکہ
ان کی اسلام دشمنی مسلمانوں سے گہری عداوت پر بر موقیع بر سر ہے بطریقہ مظاہر ہو چکی۔ اور وہ ہندوستان
دونی والیا زباندان کے حرئی ہونے میں ہرگز کوئی شبہ نہیں ہو سکتا کسی مائل کو ادنیٰ مائل کا موقع نہیں
مسئلہ۔ از شہر بریلی مسرت حاجی احمد بخش صاحب رضوی سوار گرانار کلاں بریلی ہوجاؤں لاؤں
زینے لیک خاکروب کو کچھ روپیہ بہت خرید کر دے دس نیشکر قرض دیا جو کہ خاکروب اٹانہ کر سکا نہ دے
اس پر سوار نکلیا اور اس کل دیکھ میں زینے اس خاکروب سے خنزیر پھلے اور ان کو دوسرے
خاکروب کی سپردگی میں دے دیے اور زینے اس خاکروب سے باجی یہ تصفیہ کر لیا کہ خنزیر فروخت کر کے منافع
نصف ہمارا تقسیم ہو جائے گا۔

الجواب۔ اگر اس شخص نے خاکروب کے خنزیر اپنے مطالبہ میں اس سے خرید لئے تو گناہ کیا اور وہ
بخش ناجائز اس پر تو بہ لازم اور اگر خریدے نہیں مستقر میں کو اس نے اس پر دھمکی کر لیا کہ سو تو بھوکا اپنے مطالبہ
کا روپیہ لئے یا وہ سو تو خود لے گیا کہ انہیں بھوکا بنا روپیہ لئے اور اس نے دوسرے کافر کو بھیجے کہ کہا
تو یہ صحت بھی شدید کہ بہت سے خالی نہیں خاکروب سو تو خود بھیجے یا دوسرے خاکروب کو وہ دیکھ کر دے
اور وہ بھیجے اور اس کا مطالبہ دے دے تو اس میں حرج نہیں کافر حرئی سے ہوجاؤں دے وہ سو تو نہیں اسے
سو دھنا کھلی ہے خدا اعلم بالصواب واللعنہ ملعون عندنا فی۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ۔ از امر سر بیرون دروازہ باجی متصل شفا خانہ جو کلات حاجی غلام محمد مال والا۔

خدا اصل میں انسانی شکل ہے جسے علم ہوتا ہے کہ انی جواب اسل کر کے سے رہ گیا۔

بخدمت شریف علامہ دروان مشعل انوار ہدایت جامع شریعت و طریقت غراس درلمے معانی
حضرت مولانا امام ظلمک الاسلام علیکم درجۃ انوار و برکات مزاج شریف۔ و اعظام الاعظام بان ہندوستان دارالاسلام
دیکھا جس میں ہندوستان دارالکفر نہیں دارالاسلام ہے اس کے بعد میں نے ایک خط اعلیٰ حضرت کا کئی
مولوی سید احمد صاحب ناظم حزب الاحناف کے پاس دیکھا جس میں کسی صاحب نے سوال کیا ہے وہ
سوال یہ ہے جواب جو اعلیٰ حضرت کا لکھا ہوا ہے درج کرتا ہوں انداء بندہ لوازمی امید ہے کہ حضور میرے
تسکین خاطر فرمادیں گے اگرچہ تفسیر ہے تو ان بد مذہبوں حریفی کافروں سے کیوں روپیہ منافع چھوڑا جاتے مگر
جواب یہ کہ ایسا پیچیدہ ہے جو ہمارے جیسے طالب علموں کی سمجھ میں نہیں آتا حضور زرا وضاحت سے لکھے گا
سوال یہ ہے اس ملک میں اہل ہنود سے سود لینا جائز ہے یا نہیں بعض کہتے ہیں کہ نصاریٰ سے
جو ہمالیہ کتاب ہونے کے بیان لینا درست ہے۔ جواب۔ سود مطلقاً حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ و حرم
الربوا۔ ہاں جو مال غیر مسلم سے کہ نہ ذی ہونہ مستامن بغیر اپنی طرف سے کسی غرض و بد عہدی کے ملے اگرچہ عقود
فاسدہ کے نام سے اسے اسی نیت سے نہ نیت را و غیرہ محرمات سے لینا جائز ہے اگرچہ وہ دینے والا کچھ
کہے یا سمجھے کہ اس کے لئے اس کی نیت معتبر ہے نہ دوسرے کی نکتہ امری مالتوی پھر بھی جس طرح برے
کام سے بچنا ضروری ہے برے نام سے بھی بچنا مناسب ہے ایلاف ما بسود الاذن ان تمام احکام میں
مشرب و نجوس و گناہی سب برابر ہیں جب کہ نہ ذی و مستامن ہونہ غدر کیا جاوے بلکہ یہی شرط کافی ہے
کہ ان دونوں کو بھی معاوی ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

دوسرا سوال۔ کیا پچاس روپیہ کی بیع بعض ترویج روپیہ کے کر یا نہ ہے جس میں تلہ ہے مفید کی
چونیاں دونیاں اکنیاں اور پیسے سرخ تلہ ہے کے جوں پانچ چھ ماہ کی مینا و پر کسی ہندو یا مسلمان سے
ہائز ہے اور اس سے روزانہ آٹھ یا پچھویمہ مقرر کر لے لے سکتا ہے یا نہیں ؟
گزشتہ رمضان شریف میں میں نے تین چار خط مولانا حامد رضا خاں صاحب کی خدمت میں لکھے
مگر جواب نہیں آیا پھر مولوی مہدی علی نے حضور کا پتہ دیا کہ سلطان کے نام سے لکھو وہ جواب دیں گے بڑے
صاحب گھر میں کم رہتے ہیں۔

الجواب۔ بے شک اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا مسکت یہی ہے کہ ہندوستان دارالاسلام ہے خلفا
و ائمن اور بے شک سود مطلقاً حرام ہے مسلم سے مولوی یا حریفی دنیا میں کسی سے دارالاسلام میں ہو۔ یا

دار الحرب میں کہیں ہجو۔ قال تعالیٰ واصل البیع وحسن العروا جیسے صحیح مطلقاً استعمال ہے کہیں ہویوں
 ہی کہ مطلقاً حرام۔ ہندوستان اگرچہ دارالاسلام ہے مگر یہاں کے کفار سب حریفی ہو گئے تو یہاں کے ان
 حریف کفار سے وہ معاملہ جو یہاں مسلم و مسلم و ذمی سود ہوتا ہے سود نہیں کہ کافر حریفی کا مال محصور نہیں
 اور یہ نہیں ہوتا مگر مال محصور میں۔ قاضی طریق اخذہ المسلمون لخدمہ الاملاحد نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وآلہ وسلم فرماتے ہیں لآخر ہوا بین المسلمون والحریفی فی دار المحصورہ

دار الحرب کی قید استعرازی نہیں وہ اس واقع کے لحاظ سے ہے کہ ایسی صورت اس وقت بھی ہی
 ہے کہ دارالاسلام اور کافر حریفی جو سود نہیں اسے کوئی سود بھیجے یا کہے تو اس کے بھیجنے یا کہنے سے وہ سود
 ہوتا ہے جیسے شربت کو کوئی شراب بھجے کہ بکری کو سود نہ بھجے کہ سوڑے تو اس کہنے اور ایسا بھجنے سے
 وہ شرب و سود نہ ہوتا تھا۔ ہاں ایسا کہ کچھ انھیں کھا لیتا یا تازہ ہوگا اور اگر کھائیے گا تو کافر ہوگا مگر اس
 شربت سے سود کھانے کا لازم نہ ہوگا کہ درحقیقت اس نے شربت پر اسے بکری کا گوشت کھا لیا ہے نہ کہ روہ اپنی
 اس بیعت کی وجہ سے ہوا ہے فاتح الاممال بالذات۔ یہی وجہ ہے جو اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فرمایا کہ
 حل غیر مسلم سے کہ ذمی ہونے مستان الخ مگر اس نے سوال لفظ سود سے کیا تھا اس لیے پہلے یہ اشارہ فرمایا گیا
 کہ سود مطلقاً حرام ہے کہ کہیں مسائل جو اس صورت کو سود سمجھا رہے ہیں نہ سمجھ کے کہ بعض صورت میں سود مال
 ہے والیاقا لہ تعالیٰ۔ وہو تعالیٰ اعلم۔

یہاں چنانچہ قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اذا اختلفت المذنبان فبیعوا کفیت شتمہم کما انی
 نے ہے حضرت علامہ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور وہ پیرا غلوں کا کتنا مذکور عرض دہانہ وہ روپیہ
 و غیرہ نہ کہ کہ سبب غیر غلوں ہوں غلوں حلال ہی مشورہ عرض جیسے کوئی میعاد مقرر کرنا اس کا پریشان لینا سبب
 حلال اسے سود کہہ دے میں کوئی دخل نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ
 ۱۔ اکثر مشہور ہے کہ کفار کا روپیہ لینے پر بالکل منع کرنے کا کفار و غیرہ سے بے ہافائدہ اٹھانے

س مواخذہ نہیں اس کی کیا حقیقت ہے؟
 ۲۔ مسلمان یا کافر سے مجبور ہی سود پر روپیہ قرض لیا اور نہ نیت کی کیا اصل ادا کر دی گا اور جس طرح سے
 بھی ہو کے اس سود پر نہ زول گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کیا اس پر اس روپیہ کی گرفت ہے؟

مے مدد میں کہ مشن انعام نہیں ملتی بلکہ انعام کی یہ صورت رکھی ہے کہ جس روپیہ ماہوار یا اس سے زائد تنخواہ والوں سے ارفی روپیہ وضع کر کے ارفی روپیہ اس کے نام جمع کرتے رہتے جس اس صورت میں بیس روپیہ ماہوار دولے مدد کے ملنے کے لئے جمع ہوئے رہتے اور پھر اس پر عہدہ سیکرٹری سالانہ سو فیصد دیا جاتا ہے تو علیٰ حوالہ اس کی اصل رقم بھی اس کے علاوہ مزید رقم اور سود سے سیکرٹری وصول کرنا کیسا ہے؟
 بیٹا تو جوڑا۔ فقط رقم الحروف خاکسار مرزا علی بیگ قصبہ بہتری ضلع بہری مورخہ ۱۹۳۶ء

الجواب۔ علامتی تو کسی کمانڈر نہیں۔ اور یہاں کمانڈر اگرچہ جرنی ہیں مگر پانچھٹ سو فکرا اپنے کو اپنٹ کے لئے پیش کرنا ہے اپنی عزت کو خطرہ میں ڈالنا ہے کہ خلاف قانون ہے۔ مستوجب سزا ہوگا۔ لہذا ایسی حرکت سے احتراز لازم ہو جو موجب دولت و رسوائی ہو۔ ڈاک خانے یا حربی کفار کے کسی سینک سے جوڑا ملتا ہے سو نہیں۔ فان الردوا لا یجوزی الا فی المال المصوم و مال حربی لیس بمصوم و ھکذا فی الجہاد و غیرہ ما من لا یتکب الفقہیہ اس کے لئے میں کوئی حرج نہیں کہ کافر کا مال بے قدر و بے عہدی اس کی رضا سے مل رہا ہے جو خلاف قانون بھی نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔ علامہ شریعہ نہیں

مے یہ سود نہیں ہے اسے سود سمجھنا غلطی ہے۔ ہاں کچھ کافر کا گناہ ہے جیسے شربت کو شراب سمجھ کر پینا اس کی ناہمی شربت کو شراب نہ کر دے گی۔ بری نیت سے بیگانہ ہو گا تو وہیں جو سود نہیں اسے کو سمجھنے سے وہ سود نہ ہو گا مگر بری نیت سے لینے کا گناہ ہو گا واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از محمد علی خاں موضع گردہ ڈاک خانہ خان پورہ ضلع بلند شہر۔
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مقتدا ان شرع میں اس مسئلہ میں کہ مہر کی نالاش میں سود لگانا جائز ہے

الجواب۔ حرام حرام حرام ہے مہر کی نالاش میں جو کسی اور نالاش میں سود حرام قطعی ہے قال تعالیٰ حرام الدوا یہ غلط مشہور ہے کہ بے سود لگائے نالاش نہیں ہوتی واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ۔ از مصطفیٰ علی خاں۔ بارہ دہی

اگر کسی شخص کی ہامداد پر قرض ہے سو یہ لہذا اس کی آمدنی کھانے سے روزہ یا نماز میں فرق تو نہیں لگتا ہے ایسی صورت میں نماز روزہ قبول ہو جائے گا اس کے علاوہ اگر کوئی شخص نماز یا روزہ کے لئے کچھ خیرات کرتا ہے اسے آمدنی میں سے تو وہ قبول ہو جائے گی؟

الجواب۔ جس کی جائداد پر سودی قرض ہو تو اس سے اس کی آمدنی کا کما انبیہا حرام نہیں نہ روزہ نماز میں اس سے کوئی فرق ہو نہ نماز روزہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے قبول فرمائے والا ہے اس آمدنی سے خیرات بھی پاتا ہے مگر جب کہ اس پر قرض ہے تو قرض کا ادکار واجب ہے اور خیرات دینا نفل ہے واجب کو چھوڑ کر نفل کرنا مافیل کا کام نہیں پہلے واجب قرض ادا کریں پھر نفل کام کرے قبول کا مالک اللہ ہے مگر جب تک قرض ذمہ پر ہوتا ہے واجب سے عہدہ ہوتا نہیں ہوتا اس وقت تک قبول نفل موقوف رہتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از حبيب احمد رضوی قادری بکلی بھٹی

بسم الله الرحمن الرحيم — بحمد الله وفضل مني رسول الله محمد

مسلمان آئینے کی دوکان کھولنا چاہتے ہیں جس میں مال لائے والوں کو روپیہ بیگانہ دیا جائے
جب مال ان کا فروخت ہوتا ہے تو وہ روپیہ وصول ہوتا ہے ہندو ذہنی روپیہ جو دے لیتے ہیں مسلمان سود نہیں لے سکتے کسی حالت میں مسلمان کس طرح منافع لیں جو سود نہ ہو اور اگر منافع نہیں لیتے ہیں تو نقصان ہوتا ہے لہذا ایسی صورت بنائی جائے کہ منافع بھی مل جائے اور سود بھی نہ ہو۔ فقط ینو اتوجروا
الجواب۔ کسی مسلمان کو یا کافر کو قرض دے کہ اس پر کوئی نفع لینا سود ہے مسلمان یا اس کا کافر یا محمدی ہو اور اب ذمی یہاں کہاں؟ قرض پر نفع ہرگز نہ لیا جائے کہ کافر عربی سے لیا جائے تو سود نہ ہو گا لایا جائے غیر مصروف قساق طریق اخذہ السلطۃ لخصما الامباح کما فی الہدایۃ وغیرہ مسلمان اپنا مال اس کی دوکان پر بیچنے کے لئے دے تو اس سے دوکان کا کاروبار کس کے کہ جتنے دن تمہارا یہاں رکھو گے فی روزہ نہ لگاؤ دنیا ہو گا یا دنیا حق منت تمہارے کہ تم تمہارا مال فروخت کر دیں گے ہمیں نفع نہیں شریک کوئی روپیہ اتنا مثلاً سو روپے کو جو مال فروخت کر دینا طے ہو اس میں چھ سو روپے یا پچیس آنے یا پچیس جوتے کر لئے جائیں وہ اس مضامین کے ہوں گے ہذا ما عندی والعلم الحق عند ربی وهو تعالیٰ اعلم۔

بَابُ الْقَرْضِ

قَرْضِ کا بیان

مسئلہ۔ از ملک تذاک خانہ علی پور بنگال گورنمنٹ پریس سرمدہ و بیہ اللہ صاحب
 زید سہب ملازمت اپنے وطن سے کچھ دور ایک شہر میں مقیم تھا یہاں اس نے بخود سے کچھ
 روپیہ قرض لیا اس امید پر کہ جلد ہی واپس کر دے گا مگر کیا یک وہ بیمار پڑ گیا اور اپنے وطن کو چلا گیا جہاں
 اس کی موت ہو گئی زید کے ورثہ چاہتے ہیں کہ اس کا قرض ادا کریں لیکن ان کو یہ نہیں معلوم کہ جن سے قرض
 لیا گیا تھا اس کے ورثہ کون ہیں اور کہاں ہیں اور اس لئے وہ لوگ بذریعہ منی آرڈر روپیہ روانہ کرنے سے
 مجبور ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ وہ لوگ اس شہر میں جا کر قرض دینے والوں کے ورثہ کو تلاش کریں تو یہاں کے
 لئے نہایت مشکل ہے اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں نے زید کے مال و اسباب کو جسے زید
 چھوڑا تھا اگر نہیں لاسکے اور وہیں سب تلف ہو گیا اگر جانتے تو اسے فروخت کر کے زید کا قرض ادا کر دیتے۔
 اب ایسی حالت میں اگر قرض ادا کرنا چاہیں تو اس روپے کا کون سا بہتر مصرف ہو سکتا ہے جس کے اختیار
 کرنے سے زید کا قرض ادا ہو جائے پتہ تو ہوا۔

الجواب۔ جتنا سے زید نے قرض لیا تھا اتنا باوجود بھی نہ رہے مگر یہی لئے سوال میں یہ ہے کہ
 جن سے قرض لیا گیا تھا ان کے ورثہ کون ہیں اور کہاں ہیں یہ نہیں معلوم مگر سوال میں ان کا نام واضح نہ
 نہیں۔ اگر وہ لوگ زندہ ہیں تو ان کے ورثہ کی تلاش انہوں نے معنی ہے جن کا روپیہ ہے انہیں کو واپس دینا
 ہے۔ ہاں اگر وہ مر چکے ہوں تو بے شک اس صورت میں ان کے وارثوں کی تلاش ضرور ہے کسی مصرف
 میں صرف نہیں کیا جاسکتا جس طرح ممکن ہو معلوم کریں اور قرض ادا کریں جہاں کے وہ لوگ رہنے والے
 ہوں وہاں کے آنے ہانے والوں سے یا جو لوگ اس جگہ کے ان ورثہ زید کے معروف ہوں ان سے
 بذریعہ خط پتہ چلا کر کہ وہ خود جانتے ہوں تو خود بتائیں نہ جانتے ہوں تو وہاں کے لوگوں سے دریافت کر کے
 پتا چلا کر بتائیں یا اخباروں کے ذریعہ ان کا پتا نشان دریافت کریں جو ممکن طریقہ ہو اس سے پتا چلتا ہے۔

اس وقت تک پہلے تلاش جاری رکھیں جب تک ان کے تعلق کی امید ہے چند سال اور تلاش
 کریں۔ جب تک ان کا پتہ نہ ملے ان کا وہ پیدا ہوا ہے کہ کسی معتبر ملک یا ملک خاندان میں پیدا ہو کر رہا ہو
 کا پتہ لگے وہاں سے حاصل کر کے ہمیں بخیر ان کے حصص کے تقسیم کر دیں جب کسی طرح پتہ نہ ملے اور
 ان کے پتے سے ملوئی ہو جائے اس وقت اس روپے کے کو ان کی جانب سے مسلمانوں میں بانٹیں کہ وہ روپہ
 دے دیں کہ ان کا وہ پیدا ہوا ہے کہ کو اس کا ثواب انھیں پہنچ جائے اور ان کے پاس ہے ان علم
 اور اہل سنت دین مورثہ فحلیہ ان یقتضیہ من الملوک وکے وان الملوک فلوک الخ قدس فی الآخرة وان
 لہو علیہ صاحب الدین ولا وارثہ فصل فی عن صاحب الدین بری فی الآخرة اہ مختصر اور اگر یہ معلوم ہو
 کہ نہ دامن باقی ہے نہ ان کے ورثہ میں سے کوئی جب بھی ہر دامن کی جانب سے مرید کریں اور ان کو الی اعلم

کتاب الہبۃ

ہبۃ کا بیان

مسئلہ۔ اگر انور شاہ خاں ولد احمد شاہ خاں صاحب ساکن شہر کربلا روایتی قولہ بری۔
 نے یہ تحریر سلطان ایک ماہ سے پہلے تھا اس وقت ہندوستان میں ہوش و حواس ہندوستان میں کل ہندوستان
 میں اپنی دختر کی سبب کہ اور کوئی اولاد حیات نہ تھی اور نوادہ شہرہ روزہ تکمیل و تحریر ہبہ
 فرمت ہوا تب نہ لکے کہ عصبہ ہبہ نامہ کو ناہانزادہ مرض الموت قرار دیتے ہیں یہ درست ہے یا نہیں اور وقت
 تحریر ہبہ نامہ کو زمانہ احدث و قسم بیماری مرض الموت شمار کیا جائے گا یا نہیں اور ہبہ نامہ جائز ہے یا گایا
 نہیں؟

الجواب۔ یہ پیر بری مرض الموت حکم و وصیت میں ہے۔ ہبہ نامہ کی لئے سبب اجازت و رشہ شمس
 نافذ ہونا سبب یہاں ہبہ دختر کو لے کر ہے تو یہ اجازت و رشہ ہے۔ روایت ہبہ نامہ ہے ان عادت من فلا فلان
 فان کان الموصی لہ وراثۃ لا تجوز اجازتہ الا ان تجوز وراثۃ الموصی بعد موتہ وان کان لہ عینہ لکن
 اجازتہ و وصیتہ من الثلث۔ و رشہ شمس ہے و رشہ ہبہ الثلث لا اجازتہ وان لہ عینہ و الوصیۃ بالثلث

مسئلہ۔ اگر انور شاہ خاں ولد احمد شاہ خاں صاحب ساکن شہر کربلا روایتی قولہ بری۔

ہو تو فرمائیے جب کہ جواب سے پہلے یہ لفظ تحریر کر دیا جائے۔ الغیب من ان لا اس کے بعد لکھا جائے کہ ہر
روئے گردش فلکی ایسا ظاہر ہوتا ہے اور جواب کے بعد آخر میں یہ لفظ تحریر کیا جائے۔ وان لا تالی اعلم نقطہ
بیتر اتوجہ۔

الجواب۔ علماء۔ تعلیم و تعلم علم نجوم فوق الحاجۃ کو حرام فرماتے ہیں مگر ماقبل مقولہ کو جائز بتاتے ہیں جس
سے وقت سمجھتے قبلہ سب اوکالت لہینوں اور رسول کا صاحب معلوم ہو اس سے زیادہ کو جائز نہیں بتاتے
طریقہ جدید اور اس کی شرح حدیثہ تدریس میں ہے قاضی الخلاصۃ و قلعہ علماء الصوفیاء کان قد علموا یعلموہ
مواقیت الصلوۃ الخمسة و یعلموہ جہۃ القبلة لایاس بہ والزيادة على ذلك حرام لیسان العارفین میں امام
البرالیٹ مکرندی نے فرمایا ان لو تعلم من علماء الصوفیاء مقادیر ما تعرف بہ جہۃ القبلة و یعرف بہ امر لیسان
الاصحاب الاوقات والشہور والسنین فلا یاس بہ و هو صریح ولا ینید علیہ تعلیم المسلم میں ہے علم
الصوفیہ بمنزلة المرض لمن تعلمہ لانہ مرض القلب فی الایمان بالغیب فلیق العبد اذا تعلمہ یرفع فی نفسه
علوما کان قبل فلیفہ بكل علمہ الی اللہ تعالیٰ من الامور الخفیات فتعلمہ حرام لانہ یضی بعالمہ فی
دینہ لانہ ینقلہ بالایمان بالغیب الی الایمان بالکذب الموهوم ولا ینفع اصلاح

اگر کسی کا قلب محفوظ بھی ہے تعلیم علم نجوم سے مرعیت نہ ہو تو بھی باعتبار اکثر حکم ہونا چاہئے اگر غور کوئی
موقوف یا توہر کوئی محفوظ نہ ہے گاہی سے وہ نہ ہر کوئی طرح ایک شخص نے استعمال کیا اگر کسی وجہ سے وہ محفوظ
رہا تو اسے یہ حلال نہیں ہے کہ دوسروں کو بھی استعمال کرائے تعلیم علم نجوم کیا ہے تعلیم بھی کرے یا اس کا پیشہ
کرے کہ پیشہ کہ لوگ سوال کریں یہ جواب بتاتے اور ان لوگوں کے قلوب کو مرعیت کرے اعلیٰ حضرت قدس سرہ
نے حاشیہ حدیثہ تدریس میں فرمایا قولہ یرفع فی نفسه الخ ہذا ان جزو جزو ماہر امر لکفر اما اذا استدال
کا استدلال طیب بالنیف والخصیۃ فلا شہاد ان لکل علمہ الا ان یتعلمہ فی اللہ تعالیٰ و ما یرفعہ عن حق
ما لای الیہ نظر فلیذا لا یجوز لہ ان تکلم افادۃ الاما جہۃ الاسلام بضعہ ان ادی الی فسد و هو اکثر من ضرر
فقدہ ہاں اگر کسی شخص جس طرح خود جرم نہیں کرتا دوسروں کو بھی اس سے روکے اور طرح طرح سے برابر قلم کرے
بہ کہ یہ باعتبار ان دلائل کے حکم کیا جائے جو میں نے نظر کیا اور کچھ ضرر نہیں کہ ان دلائل سے میں جس نتیجہ
پر پہنچا ہوں صحیح ہی ہوں اس پر یقین کہ حرام ہے اگرچہ جزا بار جو کجی بتاتے اس کے مطابق ہی واقع ہو تو اس
صورت میں حرام نہ ہونا چاہیے ہذا ما عندی و العلم بالحق عندی و هو حق الی اعلم۔

کتاب الغصَب
غصَب کلبیان

مسئلہ: عزیز اللہ باشندہ پرانے شہر ٹولہ ہریٹی بتاریخ ۱۶ درجہ ۵۴

ایک مسلمان پانچ سو سال زندہ وغیرہ بھی لکھا کرتا ہے اس کی ایک آٹھ سو بار بقیہ قرآن کریم ہے اس کو خرید کر کے ہوتے چوتھ ہندو سال کے ہوتے چند عرصے سے چند مسلمان جو بڑے ہیں وہ اس کو بیزار کرتے ہیں لاکر قبرستان میں شامل کرنا چاہتے ہیں کہ ایسے شرع شریف میں جانتے ہے جس کی آٹھ سو بار بقیہ قرآن کریم ہے جانتے ہیں جانتے ہیں جانتے ہیں۔

الجواب - فریکہ زمین یا کوئی چیز حسب کربانیا بجز مال دنیا و زبردستی اس پر یا بعض امور یا ظلم ہے جو حرم حلت
 اشیا میں داخل نہ ہو کہ اس پر عودا ہے جسے یا دبا کر کسی وقت میں شامل کرے جو پانی زمین ظلم والے اس کی
 نسبت حدیث میں فرمایا مثنیٰ خلاصہ قید شدہ من الاصل طوقہ من سبع ارضیں جو کسی کی مالیت مجوز زمین
 ظلم کے لئے کارفرماست ساقول زمینوں سے طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا والیہ انبیاء
 جو لوگ جانتے ہیں کہ ظلم میں ظالم کے ساتھ ہوں گے وہ حسب تک توبہ دیکر اس کے گھر لڑائی میں رہیں گے
 حدیث میں ہے مثنیٰ ان من عمل خطیئة ثم عطف بها على نفسه فزاد بها خطیئة و دوسری حدیث میں ہے
 مثنیٰ ان ظالم الیہ من باطله حقا فقد ابرئ من ذمته الله و ذمته رسول الله جل جلاله و حمل باطلا
 علیه و سلم ایک اور حدیث میں ہے من اخذ من الارض شیئا بغیر حقہ خسف به يوم القيامة
 فی سبع ارضیں اور اگر واقع میں زمین قبرستان کی ہے کسی ظالم نے پیچ ڈالی ہے تو اس غریبہ والے
 کو کہا ہے کہ اس زمین کو جو قبرستان کی ہے چھوڑ دے اللہ سے ڈرے اس نے اپنے واسلے پر دعویٰ کیا کہ اپنا
 زویہ واپس لے والہ تعالیٰ اعلم

کتاب الذبائح

ذبح کا بیان

سوال۔ طوطا مبدیہ بگلا آخر گوش حلال ہیں یا نہیں بعض کہتے ہیں طبعی ہیں طبعی سے کیا مراد ہے جو کوئی
جواب۔ سب حلال ہیں مگر طبعی سے یہ معنی ہیں جس سے طبیعت کراہت کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
سوال۔ مردار غری فروخت کر کے اس کی قیمت مسلمان کو کھانے پینے میں لانا ہمارے یا نہیں؟
جواب۔ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از غفرہ یوم رسلا نوالہ حق صاحب قادری رضوی حامدی ۷۲ چوادی الآخر ۱۳۵۵
عورت مرغ یا در کوئی جانور ذبح کر سکتی ہے یا نہیں اگر کر سکتی ہے تو کوئی حدیث اس کے بارے
میں آئی ہے یا نہیں؟

الجواب۔ عورت کا ذبح جائز ہے سراج النیر میں ہے بجز وہ ذبیحۃ المردۃ مشکاۃ وکفا
میں حدیث بھی موجود ہے عن کعب بنہ مالک انہ کانہ عنہ عن علی بنہ سلم قال صارت جالیۃ لثاۃ اقص
غفاسا من فکسوت حمرا فذا یجھتہا یفعل اللہ فی حل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فامرہ بالکھل واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ۔ زید ایک سانپ کو کھلایا اور ذبح کر کے کھایا اور حلال ہوئے کا دعویٰ بھی کرتا ہے اور اس
کی حلت کا بھی قائل ہے ال غیر مسلم ہونے کے سبب سے اور بکر حوت اس کی مثل سور کے قرار دیتا
ہے آیا بکر کی حوت کا قول صحیح ہے یا قاطعاً اور زید کا حلال سمجھنا اور دعویٰ حلت کا کرنا جائز ہے یا نہیں؟
بشراف توجہ روا۔ المستفی محمد علی مومنی صمدانور

الجواب۔ وہ سانپ شرکاً حلال جانور ہے اس کی حلت میں کوئی شبہ نہیں۔ وہ اگر یہاں خدا ذبح کیا
جاتے تو حلال ہوگا وہ منقح اس لئے کہ بتوں کے نام پر پھوڑا گیا احرام نہ ہوگا بتوں کے نام پر پھوڑنے سے
حلال جانور حرام نہیں ہوگا غیر خدا کے نام پر جو ذبح کیا جائے وہ حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ۔ از دوائے برکی مرسلہ شیخ محمد صاحب ۲۵ محرم الحرام ۱۳۵۵

چڑیوں میں کون کون چڑیا کا گوشت بہا ح ہے اور کون کون جانوروں کا گوشت کھانا ہے؟
الجواب۔ دہندے، شکاری جانور، بکلی رکھنے والے شکاری پرندے، شکاری بچر کھنے والے
 حشرات الارض، حشرات الارض کے شکاری جانور اور وہ جانور جن میں خون نہیں سوا چھل اور پٹری کے کوا
 چمکا در پتھر، گھوڑا اور دیگر گدھانا جانور ہیں، سمندر موشی و درندہ و عقرب جانور ہیں۔ قتلاوی خلاصہ میں ہے۔ فی
 شرح الطحاوی ما لا یؤکل کل ذی ناب من السباع وذی غلب من الطیور، والھوام التي سکن اھالی الارض
 وجميع سباع ہوام الارض الا الامرناب فانہ یصل آكلہ وذو غلب من الطیور وذو فتاوی الصغری
 ما لا دملہ كالزنبور، وغنوی لا یؤکل الا السملہ والجراد والعقرب وغنوی یؤکل وبكرہ الغراب وهو الذی
 یأكل الفضاسات وفي الفتاوی القاضی لا یؤکل الخناش لانه ذناب وھما الذو حش یؤکل مختلف الا
 والیض لا یؤکل وبكرہ الحمار الخول عند الی حنیفۃ ام مختصر ادنیائی سارے جانور سوا چھل کے ناجائز ہیں۔
 والله تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ انشرونی افریقہ جو بد مسجد مرسلہ عطا محمد صاحب ۱۶ جہادی الاولی ۵۸۸ھ
 اس ملک افریقہ میں حکام وقت قصاویں کو حکم دیتا ہے کہ پہلے ذبح سے میل وغیرہ کے مغزیں
 پستول مارو بعد ذبح کرو آیا یہ فعل شرعاً جائز ہے یا نہیں؟
الجواب۔ یہ فعل ناجائز و حرام ہے وجہ شرعی ایذا و مرجع ظلم و ستم ہے اس حکم کا امتثال حرام ہے والله تعالی
مسئلہ۔ اگر کوہری مثل راولپنڈی پنجاب بازار کلاں تحصیل ہوش عبت خاں مرسلہ جناب بلوچن مس
 رجب ۱۳۵۶ھ۔

نہ ایک بکری کے ساتھ نہایت سا بکری کا مالک گندگی سے آلودہ بکری کو ایک مالک کے پاس لایا
 صحیح شہادت اور طہر کے اقرار کرنے پر فتویٰ دیا گیا کہ بکری ذبح کر کے دشمن کی ہلاکت اور طہر مالک کو قیمت مانا
 کرے اور تیس آدمیوں کو کھانا کھلانے طہر نہ دے وہ توں میں سے ایک تعزیر کو بھی انجام نہ دیا مالک نے پھر
 طہر صاحب کے پاس جا کر کہا طہر صاحب نے جواب دیا کہ جس طرح مرضی ہے کہ داؤد بکری فروخت کرنے کو
 کہا بکری فروخت ہوئی اور دوسری جگہ پہنچ کر بکری کا گوشت مسلمانوں کو کھلایا گیا۔ کیا یہ فتویٰ اور تمام عمل
 صحیح ہے؟

الجواب۔ زید بے قید نگہار ہوا اس پر تو بہ لازم سلطنت اسلام ہوئی تو اسے تعزیر کرتی وہ بکری ذبح

کھانہ میں کوئی حرج نہیں۔ کوئی الزام نہیں، زید پر تو یہ لازم ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتاب الحظر والاباحت

حظر و اباحت اور متفرق مسائل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ۔ زید کہتا ہے کہ میرا دشمن میں منبر اقدس پر بیٹھنے کے لئے عالم ہونا چاہئے کیونکہ مالاکلم نائب رسول اور نبی شوائے دین میں عوام الناس کے لئے بیٹھنا روا نہیں کیونکہ یہ منبر اقدس حضور رب الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منبر کا نمونہ ہے اور اسی سے نسبت ہے لہذا عالم ہونا چاہئے اور عام خواندگان کے لئے قالین یا اور کوئی بستر ہے بہتر بیٹھنے والوں کے لئے بچھوا دیا جائے منبر ہونا چاہئے اور بچھ کر کہتا ہے کہ عام طور پر لوگ سمجھتے ہیں لہذا کوئی حرج نہیں ہے اگر حرج ہوتا تو کیوں لوگ گھسے بلکہ چھٹاؤ اور گناہ چلے جاتے ہیں اور ان بھی کہتے ہیں لہذا یہ بتا دیا جائے کہ زید کا فرمان حق ہے یا جکا کا اور لیے شخص کے لئے جو ذکر پاک میں کون کام خلاف ادب کرنے کی حکم ہے؟ چنانچہ فرما۔

الجواب۔ منبر اکرین کے لئے بچھا یا جائے اس سے تعظیم ذکر مقصود ہوتی ہے۔ ذکر طہار بھی ہر گز نہیں اور وہ جاہل بھی جو علماء کی مستند کتاب سے بیٹھیں باقی وہ لوگ جو منکر و محرمات کہتے ہیں اگرچہ وہ اپنے آپ کو عالم بتاتیں ہرگز منبر کے استحقاق نہیں نہ وہ ان کی روایات کا ذریعہ ذکر نہ ان کا سنا ہوا ذکر نہ ان کے ذریعے میں بعض حماقتیں فساد و فحار پر بھی مشکی ہوئی ہیں ان فحاشی کو منبر نہ دیا جائے کہ تعظیم ذکر کے ساتھ ان کی بھی تعظیم ہوگی اور فحاشی کی تعظیم (لہذا آنسو گناہ) کو خدا و اہلسنن و ائمہ و اکرین جو کسی صحیح العقیدہ و خیر فاضل معتمد ہوں اور کتب متبرہ مستند سے روایت صحیحہ مقبولہ و مستندہ پڑھیں وہ علماء کہ اس وقت نائب نبی انھیں منبر پر بیٹھانے میں حرج نہیں ذکر پاک کے آداب کے خلاف کوئی امر نہ کرنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ مرسلہ پروفیسر سید شاہد علی میرٹھہ لکھتے۔

جزیرہ جو اسلامی حکومت میں غیر مسلم اقوام سے لیا جاتا تھا وہ کیا تھا اور کیوں لیا جاتا تھا جزیرہ ایک قسم

کافری ٹیکس تھا ہو کسی قوم سے لٹنے کے بعد لڑائی کا نقصان پورا کرنے کی غرض سے لیا جائے تھا یا وہ ایک ایسا محصول تھا جو غیر مسلم اقوام سے محض اس لئے کہ وہ اسلامی حکومت میں رہتی تھیں لیا جاتا تھا۔ از روہرمعہ عالمنا س مسئلہ کا جواب پوری تفصیل اور دلائل کے ساتھ عنایت فرمایا جاوے اور اگر کوئی کتب جس میں جزیرہ کے متعلق کافی دلائل اور شرح ہوں تو براہ مہربانی اس کا نام بھی تحریر فرمایا جاوے۔ فقط منوا تو خبر دا۔

الجواب۔ جزیرہ حقیرت علی الکفر ہے کفر پر رہتے ہوئے دارالاسلام میں رہنے پر سب سے قتل سے بچ کر کا بدلہ ہے کہ یا اسلام لاؤ یا قتل کئے جاؤ گے۔ یا ذلت سے روز کو ذلت کے ساتھ حاضر ہو کر جزیرہ حاضر کرو، جو کہ کافر پر واجب ہے مگر تیرہ بار اور علی مشرک بت پرست پر ان سے جزیرہ نہ لیا جائے گا اسلام نہ لائے تو قتل ہی کئے جائیں گے ان سے قتل ساقط نہ ہوگا اور فقیر جو کسی وجہ سے عمل پر قادر نہیں اور اپنا بیچ مطلوبہ نوالہ نہ لے سکتا بہت بڑھا جو بالکل عاجز ہو چکا ہے اندھا اور راہب جو لوگوں سے انقطاع رکھتا ہو کسی سے ملنا ملنا نہ ہو اور بچہ اور غلام اور نسائے مکرہ کی نقاب کی عورتیں کہ ان پر جزیرہ ہے۔ بات یہ ہے کہ جزیرہ نہیں مگر وجہ اسقاط قتل اور فقیر اپنا بیچ وغیرہ مذکورین قتل سے حکماً نامومن۔ غلام میں نکاح و دہرہ و این ام لہ سب داخل ہاں اگر ان مذکورین سے کوئی ذی دلتے ہو یا بی دلتے سے کافروں کی امانت کرتا یا مال دار ہو اپنے مال سے انھیں مدد پہنچاتا ہو تو وہ قتل کیا جائے گا ورنہ اس پر اسقاط قتل کے سبب جزیرہ مقرر ہوگا۔ جزیرہ دو قسم ہے ایک وہ جو صلے سے وضع کیا جائے۔ یہ سن چاہئے اشوع معین نہیں جتنے پر صلح واقع ہوئی وہ لیا جائے گا اور اس میں تغیر نہ ہوگا، کچھ کہ ویش نہ ہو سکے گا اور ایک وہ جو بعد طلبہ وقوع مقرر کیا جائے گا اس کی تین صورتیں حسب حال الناس ہوں گی۔ فقیر معطل جو کسی طرح کسب پر قادر ہو اس سے سال میں بارہ درہم ایک درہم ماہوار اور متوسط الحال سے سال میں ۳۰ درہم ہر چھ مہینہ دو درہم اور غنی مال دار تیس پر سال پندرہ درہم ہر زیاد چار چار سے سال پر لیا جائے یا ہر چارہ دس دس کے کہ اگر کم دس ہزار درہم کا مالک فقی ہے اور دوسو درہم کا متوسط الحال اور جو کسی چیز کا مالک نہ ہو فقیر ہے۔ یوں ہی وہ جو دوسو درہم سے کم کا مالک ہو اور چھ سال عرف میں دس ہزار درہم سے کم کے مالک کو کثیر کیا جائے اور وہاں کے اعتبار سے وہ ہی مکرر ظہر نا چاہئے بعض ائمہ نے اس میں عرف کا اعتبار فرمایا۔ اور جب ظاہر الروایہ میں کوئی تحدید نہیں بیان ہوئی ہے تو رائے امام و سلطان کی چاہئے تفویض

کرنہا ہے کہ وہ جسے جیسا ہے اس پر اس کے حسب حال مقرر فرمائے ان اوصاف کا لحاظ آخر مال ہوگا کہ وہی وقت و وجہ اول ہے اور اہلیت و عدم اہلیت میں وقت و وجہ متبوع ہوگا اگر شرائط وقت و وجہ صحیح تھا یا مجنون تھا بعد وضع الہام اسی سال بالغ ہو گیا مجنون صحیح ہو گیا تو اس پر جزیرہ مقرر فرمایا جائے گا آٹھ سال اگر یہ اہل ہوں گے تو وضع کیا جائے گا۔ مگر فقیر کہ وہ اگر وقت و وجہ فقیر غیر متعل تھا پھر مومر ہو گیا تو اس پر وضع فرما دیا جائے گا اگر کوی اکثر حول باقی ہے امام ہر سال تجدید وضع فرما کر ہے گا یہ غلط ہے کہ جزیرہ فوجی کیس تھا جو لڑائی کا نقصان پورا کرنے کی غرض سے لیا گیا تھا جزیرہ کے کچھ مسائل تو یہاں ذکر کرے انھیں سے روشن کہ وہ جزیرہ فوجی کیس کسی طرح نہیں خاص جزیرہ کے متعلق تمام مسائل کی کتاب اردو فارسی میں ہمدانی نظریں نہیں۔

در مختار میں فرمایا الموضوع من الجزیرۃ بصلح لایقتدر ولا یخیر یقرر بمن الغدیر وما وضع بعد ما قہر وادافر واصل اسلا کہ یہ یقرر فی کل سنۃ علی فقیر معتدل یقرر علی تحصیل التقابل من ہای وجہ کان انشاء بعد ما فی کل شہر و دھرم و علی وسط الحال متعطل فی کل شہر و دھماں و علی الفکر متعطل فی کل شہر اسبوعہ دناھرم و دھماں التسلیل لالیان الوجوب لائتہ ہاول الحول ومن مطلق عشرۃ الاف دھرم فصلا علی و من مطلق مائتی دھرم فصلا متوسط ومن مطلق مائتین الف مائتین اولی مائتین شیئ فقیر قالہ الکثری و ہوا حسن الاقوال و علیہ الاعقاد و اعتبار الوجہ العرف و ہوا الاصح و اعتبار وجود ہذا العفقات فی آخر السنۃ فتح لائتہ وقت وجوب الادام۔ و توضیح علی کتابی و مجوسی و لوعین ہا و وثقی لہو انا استفادہ لہا من شرب الجزیرۃ علیہ لاعمل و وثقی علی لان القہ جزیرۃ فی حقہ اظہر فلیقرر بعد و مسرت فلا یقبل منہما الا الاسلام و السیف و سبی و اسراۃ و عبد و مکاتب و مدبر و ابن امر ولد و من نفس بعض اعفقات او تعطل قراءہ فی دخل الفلوج و الشیخ العاجز و اعفی و فقیر یقرر معتدل وراہب لایقتدر لائتہ لا یقتدر و الجزیرۃ لاسقاطہ و الاعتبار فی الاہلیۃ و عدلہا وقت موضع فمن افاق او عتق او بلغ او یری بعد وضع الامر لہ موضع علیہ بخلاف العتق و اذ الیر بعدا موضع حیث موضع علیہ لان سقوطہا العجزۃ و تقدیر و فی ہی الجزیرۃ لیست و ہما انیکز ہرم کما ملعن المذہبۃ بل انما ہی عقوبۃ لہم علی اقلہم عتق و اکثرہا اذ جازا ہما لہم لائتہ احوال الایمان بد و ہا فیہا الاولی و قال تعالیٰ حتی یعطوا الجزیرۃ عن یرد و ہرم

صاغر و د۔
روال مختار ہے۔ قولہ لا یقتدر و لا یخیر ای لا یكون لہ نقد یر من الشارح بل کل ما یصلح

علیہ یسعون ولا یخیر بزیادة ولا تنقص قوله واعتبر ابو جعفر العرفی حیث قال یظن انی عادة کل بلد فی
 ذلک الاثر ان صاحب ثمانین الذابیح یعد من اکثرین وفی البصرة ویدخله ولا یعد من اکثر اولادہ
 وهو الاصح صحیحہ فی الولول الجبۃ ایضا قال فی الدر المنسق والصحیح فی معرکہ هو لا یعرفہ کما فی اکثر
 وهو المختار کما فی الاختیار و ذکرہ القہستانی واعترف فی التبع تبعاً للبحرانی انہ ای التحدید لہ بدلیہ کفی ظاہر
 الروایۃ ولا یخفی ان الاول ای اعتبار العرف اقرب لرأی صاحب المذهب وافرغ فی الشرع لالیۃ فی شرح
 الجمع وغیرہ وینفی نفویسہ الامام ای کما هو رأی الامام وفی التاویخ انہ الاصح فنجس ابو یحیی ان
 رأی الامام ان المقدرات التي لم یرویہا نفس لا تثبت بالرأی بل نفوض الی رأی المتبلی قوله لانه لا یقتل
 الاصل ان الجزیۃ لا تسقط بالقتل فمن لا یجیب قتله لا توضع علیہ الجزیۃ الا اذا اعانوا برأی اوصال فجب
 الجزیۃ قوله لم توضع علیہ لانی وقت الوجوب اطل السنة منذ وضع الامام فان الامام یجد والوضع
 عندئذ من کل سنة تنفع لحوالہم بلوغ المعنی ویشق العبد وغیرہ ما اذا اختلفت معتق العبد بعد الوضع
 فقد مضی وقت الوجوب فلم یکن اھلاً للوجوب۔ قوله بخلاف الفقیر رأی غیر المتعقل عاذا الیسر العمل
 فانما الوضع علیہ۔ قوله لان سقوطها العجز لان المقدر اھل الوضع الجزیۃ لیکون محرراً کما لکنه معذراً
 بالفقیر فاذا ازال اخذت منه لکن ان فی من المول اکثر۔ والله تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ اگر کیا خاک نہ ارفع گنج محمد علیہ السلام ایڈجزل مرتبت موروثہ ۲۴۴۴
 گراموفون جس میں کہ اشعار تغنیہ وغیرہ ہوں اس کا سننا جائز ہے یا نہیں اور اگر گراموفون مزامیر کے

اندر داخل ہے یا نہیں؟

الجواب۔ گراموفون آلات ابھو و لعب سے ایک آلہ ہے اور نعمت شریف اللہ و رسول کا ذکر مل جائے
 علی اللہ تعالی علیہ وسلم پھر رکاوٹ کے مصالحتیں سپرٹ ہوتی ہے سپرٹ شراب ہے گراموفون سے ہرگز کچھ
 نہیں خصوصاً اگر کمالاً و محضاً غرضاء و طیبۃ التیہ والثناء اگر گراموفون میں مزامیر کی آواز بھی ہوتی ہے گراموفون
 خود مزامیر میں نہیں واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ اگر رنگون برہم اٹھل اسٹریٹ ملے اور ملے مطیب صاحب ملے اٹھری القعدہ شاہ
 رحم شریف میں حضرات جنین کو کھین رمی اللہ تعالی عنہم کا ذکر شہادت صحیح روایتوں سے مسلمانوں
 کو سنانے کے لئے عقلمیں منع کرنا یا حضرات اہل بیت رمی اللہ تعالی عنہم کو ایصال ثواب کے لئے

ان کی نیابت لانا سنی مسلمانوں کے لئے نہی رسول میں سے ہے یا نہیں اور ایک سنی مسلمان اس کو اپنی مذہبی رسم کہہ سکتا ہے یا نہیں؟ بیڑا تو جروا۔

جواب۔ بلکہ شک بہ شبہ حضرت امامین سیدین شہیدین حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ایک ذکر مبارک کی مجلس شہرہ اہل سنت کا طوقہ رضیہ رسم محمودہ مزیہ ہے محبوبانِ خدا و پیروانِ دین حبیب کبرا علیہم السلام التبیہ والثناء کا ذکر مسلمانوں کے دین میں ذکرِ خلافتی ہے کہ مروان خدا خدائے باشندہ ایک خدا جلوانہ باشندہ۔ ظاہر ہے کہ مسلمانوں کا ان محبوبانِ الہی سے علاقہ ان کی ذوات کے لئے نہیں۔ مئی لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بزرگانِ خاص محبوبانِ انتہا خاص ہیں ان کا ذکر وہ اسی لئے کرتے ہیں کہ وہ بارگاہِ الہی کے خاص مقبول بندے ہیں۔ ان کا ذکر باعثِ رحمت و برکت اور کارِ ثواب ہے ان کا ذکر خللِ حرمت اور خدا چاہے تو سب نجات از عذاب ہے امام سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں عند ذکر الصالحین تنزل الرحمة اور خاص کر یہ ذکر شہادت توارشا والہی و ذکر ہمہ مایہ اللہ کے نیچے داخل اس ذکر سے مسلمانوں کا مقصد دانے ان اماموں کی دینی عظمت دکھانا حق پر استقامت اور باطل سے نفرت کی ضرورت بتانا فسق و فجور کی عداوت اور اپنے ان دینی پیروانوں کی محبت کو جن سے ایمان کو قوت پہنچتی ہے اپنے دلوں کو تازہ کرنا اور دین و مذہب پر اپنی جان و مال عزت و آبرو سب کو نثار و قربان کر دینے کا سبق اپنے ان اماموں کے اس اسوۂ حسنہ سے حاصل کرنا اور ان کی ہدایت کرنا کرتے

طائفتِ اہل ذمہ ہے۔
ان مجالس کی رسم بہترین رسم ہے ان مجالس سے مسلمانوں کے بہت دینی فائدے ہیں مگر وہاں اور یونہی محبوبانِ خدا کے دشمن ایسے دشمن ہیں کہ وہ ان کا ذکر بھی سنتا نہیں چاہتے بلکہ اتنا بھی نہیں سن سکتے کہ سال بھر میں ایک بار فلاں جگہ ان کا ذکر خیر ہوا اور کیوں چاہیں گے جانتے ہیں کہ جب تک ان کا ذکر مسلمانوں میں رائج ہے گا مسلمانوں کو ان سے محبت ہے گی اور جب تک محبوبانِ خدا سے مسلمانوں کا علاقہ محبت ہے گا وہ ان کے دامِ تودیر میں آسانی سے نہ پھنس سکیں گے ان مجالس مبارک اور اسے ایصالِ ثواب کی رسم ایسی ہی رسم ہے جیسے مجلس میلاد مبارک اور گیارہویں شریف کی رسم مسلمانوں میں رائج ہے کون نہیں جانتا کہ یہ دینی و مذہبی مصالح ہیں وہابیوں کے نزدیک جیسے مجلس میلاد شریف وغیرہ ویسے ہی یہ مجالس شہرہ اہل ملت تو دینی محبوبانِ خدا سے عداوت ہے مگر باطنی کے دانت کھانے

کے اور اور کھانے کے اور ہوتے ہیں۔ گڑھی ہیں ان ہی میں سے ایک یہ ہے کہ چونکہ یہ رسم ہے لہذا حرام ہے دیوبند لوگوں کے پیشوا اشرف علی تھانوی کی اصلاح الرسوم دیکھئے۔ جمہا کھچڑا اور کچھ کھانا یا کاکر اسباب یا مساکین کو دینا اور مال کا ثواب حضرت امام حسین کو بخش دینا اس کی اصل وہی حدیث ہے کہ جو شخص اس دن میں اپنی مجال پر وسعت دے اللہ تعالیٰ سال بھر تک اس پر وسعت فرماتے ہیں مگر چونکہ اس میں رسوم کی پابندی کر لی ہے اس کو تہوار قرار دیا ہے اس لئے رسم کے طور پر کرنے سے مانعت کی جائے۔ مختصر یہ کہ شرعیت پر لایا یہ بھی اپنی ذات میں مباح تھا جب پانی پلانے میں ثواب ہے تو شرعیت میں کیا حرج تھا مگر وہی رسوم کی پابندی اس میں بھی ہے مختصر یہ کہ شہادت کا قصہ بیان کرنا یہ بھی فی نفسہ جنت و روایات کا ذکر کر دینا ہے فی ذاتہا نہ تھا مگر الخ

انھیں تو رسم سے چڑھ ہے اس سے کچھ بحث نہیں کہ رسم ابھی نہیں یا بری ان کے نزدیک رسم ہے تو بری ہی ہے۔ نہیں انہیں بات وہ ہی ہے کہ محبوبانِ خدا کی تعظیم ان کا ذکر انھیں ایصالِ ثواب سے چڑھ ہے۔ محبوبانِ الہی کو ایصالِ ثواب، ان کا ذکر شریف معاذ اللہ اس کی رسم تو بری ہے وجہ رسم ہونے کے حرام ہے مگر اب بری مری کی رسم کیا خلاف کلیت ہے پہلے شک و ابیوں کے نزدیک تو وہ بھی شرک تہی مگر اب اس وقت کے دیالی اپنے ان مسلمان کو اتنی سمجھتے ہیں کہ ایسے نفع کی بات کو بے وقوف و شرک و بدعت بتاتے تھے انھیں ہر وہ بات جس میں دہائی کا مالی فائدہ ہو بالکل حلال ہے انھیں اگر مسلمانوں میں بجائے کچھ اپنا کئے لنگر کرنے شرعیت یا سنی سبیل لگانے جیاس ذکر میں خرچ کرنے کے یہ رسم ہو جائے کہ وہ جو روپیہ ان کاموں میں صرف کرتے ہیں وہ ابیوں کو بددعا کسی نذر جہنم کے نام سے دیدیں پھر رسم نہایت خوب محبوب و مرغوب و مطلوب ٹھہرے گی ولا حول ولا قوۃ الا باللہ و اللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ اگر علی مستور لکھنوی انجمن اسلامیہ۔ وجہ مرجع ہے۔
شبِ برامت کی آتشبازی مسلمانوں کے ہاتھ فروخت کرنا اور خود چھوٹا اور دوسروں کو چھوٹنے کی تحریک کرنا اور لاد دینا جملہ امور مذکورہ بالا کے بارے میں جو شریعت مطہرہ کا حکم ہو وہ فصل بتلایا جائے

بینوا و بینوا۔
الجواب۔ عقل و نقل کا قاعدہ مسلمانوں کا ایک پختہ اصل از اصولِ محکمہ ہے کہ جرم میں کسی طرح کی ناکست بھی جرم ہے۔ یہاں تک کہ اس میں برائے نمازہ شرکت بھی۔ قاتل ہر ایک کلب قتل پر جرم نہیں۔ ہر وہ شخص جو

اس کا کسی طرح معین وعدہ گنجائش کی طرح جرمِ شہر ہے بلکہ وہ بھی جو کھڑا تھا دیکھتا ہے بمقتول کتے
اعتاد کر رکھتا ہوا کسی طرح قاتل کے حملے سے بچانے کی کوشش کر رکھتا ہوا اور ذکر ہے۔ قرآن عظیم کا ارشاد
یکرم ہے لا تھادوا علی الاثم والعدوان۔ گناہوں پر ایک دوسرے کی امداد و اعانت نہ کرو۔ حدیث میں
فرماتے ہیں اصل اللہ تعالیٰ ملیر و لم یثقل مشی مع الظالمین یعنی وہ سب کو اذیت دے گا مگر ظالمین کو اذیت دینا اس کے لیے آسان ہے
عن صفقہ او کما قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انتم تعزج فرماتے ہیں التفرج علی الحرار من حرام۔ مال
مضائع و بر باد کرنا حرام ہے۔ شبِ برسات کی آتشِ باری ناجائز باری ہے کہ اولاد و باری ہے اور ابو و لعب
حرام پھر اس میں تضییع مال ہے اور وہ ناجائز ہے۔ مبتدئ پرلے سرے کا ناشکر اور شیطان اپنے رب کا بڑا
ناشکر۔ تو ہر مہند اس ناشکری کے سبب شیطان کا بھائی ٹھہرا کر آئی کریم متنبہ فرما کہ ہے لاشبہ منہذیر
مگر یہ نہیں سمجھا اس علیہ الہد کہ ہے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا تھا شیطان کی راہ میں ہے ورنہ صرف کرتا ہے
اسی بقرہ قرآن عظیم ارشاد فرما کہ ہے ان المذہبین کا ان المعواف المذہبین وکان الشیطان لربہ کفوراہ
والتے اگر چھپیں تو نہ مانے والے نہائیں کیوں؟ بنانے والے نہ بنائیں تو نہ تینے والے کہاں سے پائیں؟ پھر جب
بنانے والے نہ بنائیں بیچنے والے نہ بچیں تو چھوڑے والے اپنی کائی بابا پ دادا کی کائی میں خود آگ لگانے
والے کیونکر آگ لگائیں؟ خود ادا کرنا ایک جرم اور اس کی ترغیب و تحریص دوسرا جرم۔ جرم ہالاس جرم ہے۔
اللہ تعالیٰ ہی ہمارے بھائیوں کی آنکھیں کھولے اور ہم سب کو شیطان کے قدموں پر چلنے سے بچائے۔ قال اللہ

مَنْ تَمَكَّمَ بِهِ نَزَلَ عَلَى عِلْمِهِ مَسْئُولُهُ شَيْبَانِ شَاهِدٌ

بیکہ نے مسلمانوں کے قبرستان کی قبریں جس میں علماء و اولیاء اللہ و عام مسلمانوں کی قبریں تھیں
کھود کر اپنے مکان بنالیا اور انھیں قبروں پر اپنا خانہ و غسل خانہ وغیرہ جو لوازمات مکان مسکونہ کے ہیں تعمیر
کر لئے جب اس ناشائستہ فعل سے بیکہ کو منع کیا گیا تو وہ آمادہ فوجداری ہوا، لہذا اس بارے میں بیکہ کہاں
سبک الدنیا کے شریعت مطہرہ کے مجرم ہوا اور اب اگر وہ لپٹے گناہوں سے توبہ کرتا ہے تو اس کا کیا کفارہ ہوگا
کو دینا چاہیے؟ مرنے والا

الجواب۔ بحکمعت شریک اگر گھر مستحق ناستوجب غضب جبار مبتلائے قہر قہار حق اللہ اور حق العباد دونوں میں گرفتار ہے اس پر تو بے غرض ہے سچے دل سے توبہ و رجوع کرے اپنے اس گناہ اور سب گناہوں کی

پر شرمندہ و مشغل ہونا سے منفرت پاس ہے قبور جو منہم کی ہیں انھیں پھر بنادے لہذا قبضہ مال کا نہ قبرستان سے
 اٹھائے فائدہ حاصل خانہ فورا فورا دینے کرے جہاں غناست کی ہے اس جگہ کو فورا فورا غناست سے پاک کرے
 خالی انسانی توبہ نہ ہوگی۔ زندوں سے معافی پاس ہے مردوں کو ایصال ثواب کا اسے جہنم کی قبور منہم میں جہنم
 کے قبور پر پاناہ حاصل خانہ وغیرہ بنایا ان زندوں سے جہنم کے اعلان و اقرار کی قبور کی توبہ کر کے انھیں بھی ایلیک پہنچا
 ان سے معافی پاس ہے خدا سے توفیق دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بخدمت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رفیع الدرجت مولیٰ اللہ حضرت مولانا مولوی مصطفیٰ رضا خاں صاحب
 استفتا امر۔ (۱) کسی اسلامی رفاہ عام شفا گت خانہ ہسپتال وغیرہ کے لئے چار چار لاکھ روپے دینے والوں کے ذریعہ
 امدادی چہندہ حاصل کیا جائے اور حاصل شدہ رقم میں سے نصف چہندہ دینے والوں کی ایک معینہ تعمیر و تعمیر
 رقم تقسیم کر دیا جائے اور چہندہ دینے والوں کے کوئی شہر سے معلوم بھی ہو کہ نصف تقسیم کر دیا جائے گا تو کیا عند الشرح اس
 میں کچھ قیاحت ہے۔

(۲) اگر مذکورہ صورت میں کچھ قیاحت ہے تو ایسی حالت میں جب کہ غیر مسلم تو ہیں اس طرح سرمایہ اکٹھا
 کرتے ہیں اور مسلمان بھی اس میں حصہ لیتے ہیں یہ مسلمانوں کے رفاہ عام کے کام میں نہ ہونے کی وجہ سے ناکام
 ہوتے رہتے ہیں مسلمانوں کو اس صورت سے فائدہ حاصل کرنا پائزہ ہوگا۔ بیخود اور برا۔

الجواب۔ یہ ہرگز پائزہ نہیں چہندہ کار و پیر چہندہ دینے والوں کا ہے یہ ایمن ہے جس نیک کام کے
 لئے انھوں نے دی ہے قیامت کے ساتھ اسے اس میں صرف کرے اور صرف نہ ہو تو لازم ہے جس سے جتنا
 جتنا پاس ہے ہر ایک کو اتنا اتنا واپس دے یا ان کی اجازت ہو تو کسی اور جائز کام میں صرف کرے اگر کسی کام کے
 لئے چہندہ لوگوں سے چہندہ لیا اس میں صرف کر کے کچھ بچ رہا اور کام ختم ہو گیا تو حساب کر کے حصہ برد واپس دے
 اور آگے بھیجے پاس ہے تو جن جن کا روپہ پور پور صرف ہو گیا ان کا پور صرف ہو گیا جن کا آدھا تنہائی چھوٹا
 صرف ہوا انھیں آدھا یا دو ٹکٹے یا تین دینے واپس دے۔ اور جس کا بالکل صرف نہ ہو سکا اس کا پورا واپس
 کرے۔ صورت مستفسرہ و یقیناً پائزہ ہونا نہ رکھنا چاہیے۔ خدا مسلمانوں کی آنکھیں کھولے نیک کام کرنا چاہئے
 جس توں پھر بڑیہ حرام۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔ یہ نصف چہندہ کار و پیر جو ایمن کے پاس نیک کام
 میں دگانے کے لئے تھا ایمن اسے اس میں نہ صرف کرے والا اور بڑیہ رقم دیا کا بھیا تے اور کچھ کا گیا کے
 نیچے لگانے والا کون۔

چند مختلف ہوگا مثلاً کسی کے روپیے کسی کے دوائے کسی کے پار کسی کے آٹھ کسی کا روپیہ کسی کے کسی کے دس کسی کے بیس کسی کے پچاس کسی کے سو سب مثلاً ہزار روپیہ چند ہوا اب پانچ سو روپیہ آدمی کی معین تعداد پر ہزار روپیہ خریدا گئے تو کچھ ضرورتیں کہ پانچ سو سے وہی نکلیں جنہوں نے سو روپیہ دیے تھے کہ ہر ایک کو سو روپیہ اس کے مل جائیں بسا اوقات یہ ہوگا کہ وہ پانچ نکلیں جنہوں نے ہر ہزار روپیہ ۸ روپیہ تو ہر سے لے کر زیادہ سے زیادہ آٹھ آنے خرچ کرنے والے کو سو روپیہ مل گئے کیا اچھے کے سر ہینگ ہوئے ہیں؟ واپس کتنا تو لاکھ کو کتنا کسی کی بلک کسی کو دنیا کیو بیکروا ہو سکتا ہے اس کو اس کا علم ہونا کہ ایسا ہوگا تو کیا سو روپیہ والے رشوت دینے والے جو اکیلے والے کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ اتنا زیادہ اس صورت میں چلے گا بلکہ اگر یہ صورت بھی ہو کہ چند مختلف زمرہ ہر کسی سے مثلاً ہر ایک روپیہ لیا گیا اور ہزار روپیہ ہر سے تو بھی یہی صورت ہوگی اس صورت میں تو یہ بھی ممکن تھا کہ پانچ شخص وہی شکل آئے جس سے سو روپیہ لئے گئے تھے اور اس صورت میں یہ بھی ممکن نہیں یہاں ہر ایک روپیہ والے سب ہیں اور ہر ایک روپیہ ہی میں سو روپیہ ملتے ہیں۔

پھر جس صورت میں سو روپے والے پانچ قرضے سے نکلے اس میں بھی نہ امین انھیں ان کا روپیہ
اپس دے رہا ہے نہ انھیں کے خیال میں یہ کہ ہمارا روپیہ لے رہے ہیں بلکہ اتفاقاً یہ صورت ہو گئی ہے
انھوں نے ہتھ مار دیا تھا اسٹا انھیں پہنچ گیا اور مگر میں کہہ ہڈی لگی چھٹکری اور رنگ چمکا آیا سو روپے
جائے تک کام میں لگے ہوئے ہیں اور میں غریبے سے وصول بھی گئے ہوں اسے نیک کام میں گئے اور دل
کے ہمیں مل گئے اور سب کو یہ حال معلوم ہوا ہے لہذا اس میں کوئی حرج نہیں ہے پھر وہ حقیقت یہ دینا ان کا
کام گئے نہیں کام کا نام ہی نام ہے وہ تو محض برائے نام ہے دینے والوں کی اسلک فرض میں جو اسے
دے لیا اور اللہ تعالیٰ کہ اگر ایک سو روپیہ کے قرضے کے امید پر دیا جاتا ہے قسمت سے مل گئے تو وہاں
جتنے کچھ کہہ رہا ہوں یہ نیک کام میں صرف ہوتا ہے نہ کچھ۔

مگر قسمت کہ وہ بھی کچھ ضرور نہیں کہ ممکن کہ اس کا رعبہ اس بزرگ کام میں صرف ہی نہ ہو اس نصبت
 جس سے میں ان پانچ کے پاس پہنچ جاتے تو اول وہ ایم عسبہ اور ثانیہ ایمہ ثواب عیسے کسی بڑھیک اور ثریا
 کوئی جانور لے بھاگا اس نے اول کو قسمت کوشش کی کہ اس سے بھی عین لے جب وہ پہنچ گیا اس کا کوئی
 جانور نہ تو بولی جا میں نے غلہ کی راہ میں دیں پھر تقریب کو غلہ میں حیت و کار زمانہاں غلہ میں کہاں اول ہی

سے نیت ہے اسے نیک کام سمجھنا حرام حرام ہے اسے عزیز پوچھنا ہے کہ یہاں اس میں کچھ قباحت ہے
یہ پوچھ کر عین قباحت کی کس قدر بظہر شامت ہے ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔

(۱۶) ہرگز نہیں، ہرگز نہیں، ہرگز نہیں غیر مسلم قریب سود کے منافع تبلیغ وغیرہ امور میں جنہیں وہ کار خیر جانتی
ہیں صرف کرتی ہیں یہ پوچھنا ایسا ہی ہے کہ کوئی یہ پوچھے کہ غیر قریب سود سے جو نفع نکلتا کرتی ہیں اور مسلمان بھی
اس میں حصہ لیتے ہیں تو کیا مسلمانوں کو جائز نہ ہو گا کہ وہ سود کاروبار سے جس کے ذریعہ کاموں میں صرف کریں اسے

غیر قرآن کا ارشاد سن۔ لا تشبھوا حظوظ الشیطن۔ ہ۔ فاذہ تعالیٰ اعلمہ۔

مسئلہ۔ حکیم عبدالستار صاحب مبنی عنہ ۵ نومبر ۱۳۲۶ھ

بخدمت المکرم ذوالعجود المکرم جناب مولوی صاحب قلم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مزاج شریف ا
بعد سلام منقول یہ تحریر فرمائی تھی فیصلہ ارسال خدمت ہے کہ بریل کے دوستوں میں اس امر کی بحث ہے کہ کیا
کہتا ہے کہ اسلام بسبب اپنی حقانیت اور اخلاقیات کے دنیا میں پھیلا اور پھر کہتا ہے کہ اسلام تلوار سے پھیلا اگر
آج تلوار مسلمانوں کے ہاتھ میں ہو اسلام روضہ انزول ترقی کرے آیا جناب کے نزدیک ان دونوں مسلم شاعروں
کے حق میں کیا فیصلہ ہے اور نہ یہ دیکھیں کون صحیح الراء ہے۔ بنو التوحید

الجواب۔ اسلام اللہ کا پسندیدہ دین ہے اسلام کی روشن و پاک تعلیم اور اس کے بہتر سے بہتر صحیح
اصول نے مانتوں کو اس کا بندہ بنایا۔ جو نہ بھی سمجھ سکتے تھے اور جن مذاہب گزشتہ تھے انھوں نے بھلا
دل نہایت شوق و رغبت سے اس کا کمر بٹھایا جو احمق مرض عناد میں گرفتار تھے باوجود اسے کہ اس کی سخت
ان کے دل پر آشکار ہو چکی تھی جب کسی طرح اسلام کی مندرجہ ساری سے باز آئے تو اسلام نے اپنے ملحقہ گوشوں
کے ہاتھوں تلوار دی جن کے حق میں اس طریقہ سے ہدایت ہونا تھی اور کسی طرح نہ سمجھ سکتے تھے تو وہ اس
ذریعہ سے حق سمجھ گئے کہ اگر نہ مذہب حق نہ ہوتا تو اس کے منہ سے بھر آدمی دنیا بھر کو فتح نہ کر لیتے ان کا عناد یوں تلوار
کے گھاٹ اترا اور وہ سچے دل سے اسلام کے حلقہ جوش ہوئے۔ اور جن کے حق میں ہدایت نہ تھی وہ یوں بھی
ڈلنے لگے اگرچہ دل سے اس کی حقانیت کے معترف ہوئے۔ تو یہ غلط ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا اسلام
یقیناً اپنی حقانیت ہی سے پھیلا۔ اس کی مثال تھلے گی کہ تلوار کے ذریعے اسلام قبول کیا تو تلوار دیکھ کر بھی
جس نے اسلام قبول کیا اس نے اسلام کو حق جان کر ہی قبول کیا۔ اسلام کی تلوار ہی اس کے لئے اسلام کی
حقانیت کا روشن شہادت بنی۔

ہاں امت میں منافقین بھی جو نظام پر کلہ پڑھتے تھے اور اہل میں کافر تھے انھیں اسلام قبول ہی نہ ہوا وہ ویسے ہی کافر ہے تو ان میں اسلام کہاں پھیلا۔ وہ انھیں معاندین میں سے تھے انھیں کسی طرح اسلام قبول نہ ہوا اگرچہ طرح اسلام کی حمایت ان پر روشن ہوئی منافقین کو اسی نسبتیں چھانٹ چھانٹ کر جماعت مسلمین سے نکال دیا گیا جنھوں نے ہلچل مچا کر یہ راہ اختیار کی تھی کہ مسلمانوں کی فہمیت میں شریک اور محرک بنوں سے حصہ بانٹ ان سے ملے تو ان کی کہنے ان میں جاتے تو ان کی کہنے کہ دونوں طرف سے حصہ پائیں اس شخص کو لینے اس قول سے رجوع لازم کہ یہ آئیں یہاں کہتے ہیں اور اس سے بے وقوف لوگوں کو یہ کہتے ہیں۔ اسلام آج بھی ترقی کر رہا ہے جب کہ ان کے ہاتھ میں اتنا تلوار ہے نہ یہاں کوئی اور مذہب اول کفہ سے اس کی ترقی پر چھوڑ کر وہاں وہ سب اہل جہادوں میں لڑیں دیتے اور اپنے مذہب اہل کی تکلیفیں اٹھا دیتے صرف کہتے اور بعض تلوار کا زور بھی لے سکتے ہیں ولاحول ولا قوۃ الا باللہ یہ اس کا خیال ہے کہ اسلام کے ہاتھ میں جب تلوار ہوگی جب ترقی کرے گا اسلام تو اس وقت بھی باعتبار قیام ترقی رہے گا ہاں جب تلوار ہاتھ میں ہوگی تو آج کی سی حالت مسلمانوں کی نہ ہوگی ان کو ذمہ داری عزت اس سے زائد ہوگی اور ان کی شوکت و شہت بھی کچھ بڑھ جائے گی وہ شخص جو دل سے مسلمان نہ ہو مسلمانوں کے لئے تلوار کے خوف سے اسلام ظاہر کرے اسلام اسے مسلمان کہہ نہیں لے گا ہے اسلام تو اسے منافق کافر فرما لے گا تو اسلام کی ترقی ہرگز تلوار سے نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از میر تقی میر شاہنشاہ قاضی امیر مولوی عبدالعلیم صاحب مدنی۔ ۱۳۰۲ھ رمضان ۱۳۰۲ھ

ما قولکم دلم فضلكم
 (۱) اوف بکا کہ قصائد زناقت اور حالت قیام میلاد شریف میں صلاۃ و سلام پڑھنا جائز ہے یا ناجائز و نفی
 مع جہانجی ہو تو کیا حکم اور بلا جہانجی ہو تو کیا حکم
 (۲) کسی بزرگ کے قدیم جہٹے پر بھول چڑھنا و نف بکا کہ قصائد زناقت و قول پڑھتے ہوئے اس
 کا مجلس مکان پھر اس جہٹے کو بیت تبرک مجلس میلاد شریف میں رکھنا اور بعد غم میلاد شریف ان پر بھولنا
 کو تبرک کے طور پر لٹانا جائز ہے یا ناجائز
 (۳) کسی صوفی کے غیر مقدم میں ان کی راہ میں حسب ذیل کلمات کہتے ہوئے بجا لانا کہ اے اے
 مجھ کے خون پر ان بزرگ اور ان کے متبعین کا میرا کہتے ہوئے چلنا اور چند قدم آگے چل کر پھر وہی حسب

شامی میں ہے قولہ اِنَّهُ يَغْرِبُ اِلَى اَدْنٰى اٰى عَلَيْهِ وَجْهُ الْعِبَادَةِ لَانَّهُ الْمَكْنُ وَهَذَا الْجَدِيدُ مِنْ حَالِ الْمَسْلُوفِ فَقَدْ
اِنَّهُ قَسَدُ الدُّنْيَا وَالْاَعْيَالِ عَنْهُ يَاطْلُو اِلَّا حُجْبَةً دَخَلَ فَاَدْعَاهُ فَكَيْسَ لِمَا كَانَ مِنْ ذَلِكَ تَعْظِيمُهُ لِمَوْلَاكَ التَّعْبِ
مَجْرِبَةٍ اِنَّهُ تَعَالَى عَمَّا تَوَقَّعَ الْجَسُوفُ وَهُوَ اَسْمَعُ فَرَاتٍ حُرُوفٍ وَاجْلَانِةً بَيْنَ الْحَرَمَةِ وَالْكَفَرِ اِىْ يَسْأَلُ
فَيُصَلِّعُهَا تَعْظِيمُهُ لِمَوْلَاكَ اِنَّهُ اَوْجَحُ لِقَدْ دُرُومِ وَخَوْبَةٍ بِحَرَمٍ وَلَوْ سَمِعَ . وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ
(۳۲) جَانِزُكَ اَوْ تَوَكُّبُكَ كَتَبْنَاهُ اِحْرَامُ سَبْعَةٍ . وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ .

مستملکہ حضرت صدیق اکبرؓ و امیر المومنین علیؓ نے اس سلسلے قرآن مجید کے حامل تھے یعنی حافظ تھے یا اس قرآن مجید کے حافظ تھے جو پہلے حضرت عثمان غنیؓ نے جمع کیا تھا کہ سورۃ بقرہ سورۃ عمران یا اور سورۃ کے حافظ تھے؟

الجواب - حضرت خلیفہ رسول اللہ صمدی کبر رضى اللہ تعالیٰ عنہ پوسے قرآن عظیم کے حافظ تھے
 قرآن تو ایک ہی ہے اس کے کیا معنی کہ جو آج کل مروج ہے یا وہ جسے حضرت عثمان غنی رضى اللہ تعالیٰ عنہ نے
 فرمایا تھا یہ وہی قرآن ہے جو آج بغضتہ تعالیٰ ہمارے ہاتھوں ہمارے سینوں اور چاروں زبانوں پر ہے۔
 اور ان ہی کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل فرمایا اور جسے پہلے حضرت یسین صمدی کبر رضى اللہ تعالیٰ عنہ
 نے دوزخ میں جمع فرمایا جس کے جمع کرنے کی کشتی مشورہ حضرت یسین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیا تھا پھر حضرت
 یسین عثمان غنی رضى اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی ترتیب پر مصواتی قرعہ میں تہذیب امام نووی سے ہے کہ
 خدا الذین یعلمون القرآن کلامہ۔ امام ابن حجر موصاتی میں فرماتے ہیں وکن فی اللہ العظیمہ معہ القرآن
 فقد صحیح ابو یعلیٰ عن علی قال سمعتہ انہ سئل عن اهل البيت فقال اول من جمع القرآن
 یسین اللوحیین۔ وخرج الیہ عن زید بن ثابت قال امر علی ابی ابوبکر ینزل اهل البیت وینزلہم
 فقال ابوبکر ان عمر ابی فقال ان القتل قد استقر واما البیت وانی لا اشی ان یشہر القتل بالقرآن فی الناس
 فیذهب اکثر من القرآن الا ان یتبعوا وانی لا اشی ان یتجمع القرآن۔

قال ابو بكر بن قنطلة العزقي قال سمعت ابا عبد الله عليه السلام يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال عمر هو و
ابو بكر في الامور لا يجرى فيها حق شرع الله لئلا يقع صدره في فريقتين التي راى امرى عمر قال زيد
وعمر عندنا ما ليس لابي بكر قتال ابوبكر انك شاب عاقل ولا تفهمكم وقد كنت تكتب القوم لسواك الله
صل الله عليه وسلم فتفتح العزاقين فاجمعوه قوله انه لو كان في مثل جبل من الجبال ما لان انقل على سائر ارضي

۱۹۸۰ء درجہ اولیٰ، ۱۹۸۱ء مطبوعہ بیروت، ۱۹۸۲ء مواصلت علیہ السلام مطبوعہ اسکندریہ

بہد من جمع القرآن فقلت کیف فعلان شیخ لم یفعلہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابو بکر وجہ اللہ
خیر قولہ انزل امر الجعہ حق شرح اللہ صدہای للذی شرح اللہ لہ صدہای ابی بکر وعمر فثبتت القرآن
اجمعہ من الرقاع والاکناف والعصب ای العصب من الجربیل وصدہای الرجال حتی وجدت من سورۃ
التوبۃ آیتین من مخزئہ بن ثابت لہما لحدہما یح غیرہ لقلہما وکرم رسول ابی لخرہما فکشف الصفحت
القی جمع فیہا القرآن عند ابی بکر حتی قوافہ اللہ شعر عند عمر حتی قوافہ اللہ شعر عند حفصۃ بنت عمر
رحمہم اللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ اگر سید پور محلہ ترین پور وارث منزل مرسلہ تقویٰ حسین صاحب الہدیٰ وراہ پرلی مسئلہ
مقدم و معترم بندہ زاد غازیہ بعد بجا آوری آداب خدامہ گذارش ہے کہ ایک مہر سے یہ مسئلہ میرے اور
میرے ایک عزیز بزرگ دوست کے درمیان زیر بحث ہے کہ آیا قرآنی کا گوشت کفار کو دینا جائز ہے یا نہیں
لہذا حضور سے استدعا ہے کہ اس مسئلہ کو حل فرمادیں کہ اس بحث کا ناتمام ہو جائے۔

الجواب۔ قرآنی از غرض فعل کے نام پر اراقت دم سے ادا ہو جاتی ہے گوشت کلیہ الگ و فساد ہے
جو چاہے کرے اپنے صرف میں لائے یا اپنے اعزاز و اقرار یا جواب کو تقسیم کرے یا سب فقرار و سائین کو
دے دے ہاں مستحب ہے کہ اس کے تین حصہ کرے ایک گھوکے لئے رکھے ایک اعزاز و اجاب میں
تقسیم کرے ایک فقرار و سائین کو بانٹے کافر ذی کے ساتھ و احسان کی اہانت ہے قال تعالیٰ لا یحکم اللہ
عن الدین لہد فکما اللہ عن الدین و لہد غیرہ و کرم دیا رکھان تہ و ہد و فکما لہد عن الدین کے ساتھ و ہد
ہے قال تعالیٰ انما یحکم اللہ عن الدین فکما لہد عن الدین و لہد غیرہ و کرم دیا رکھان تہ و ہد و فکما لہد عن الدین کے ساتھ و ہد
ہاں اگر اپنے کسی کافر خادم کو اس کی اجرت میں قرآنی کا گوشت دے دے تو حرج نہ ہو گا کہ وہ اس کے اپنے
ہی صرف میں آلیہ یوں اگر اسے بطور انعام اس امید پر دے کہ ع مزد و گوش دل کند کا پیش تو بھی حرج
نہ ہو تا چاہیے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرعی متین حسب ذیل مسائل میں۔

۱) اعلیٰ حضرت کے متنی کیا ہیں مت دلیل کے بیان کیے؟

الجواب۔ اعلیٰ حضرت کے متنی میں اعلیٰ نبی ش گواہ اور عواہ سے میں عی ان اس کا اطلاق منظم تر شخص پر
عائد ہے جیسے طہین کو حضرت کہا یا تاکہ یوں جیسے جناب کہا یا تاکہ ہے۔ میرا کارہ لاہا تاکہ ہے اور لاہا تاکہ ہے

عواذ سے میں معظم شخص پر دہرا کا اطلاق کیا ہاں ہے۔ یوں ہر عام عواذ سے میں معظم کو جناب عالی۔ عالی جناب، عالی سرکار سرکار عالی کہا ہوتا ہے، یوں میں حضرت اعلیٰ اعلیٰ حضرت، عالی حضرت، حضرت عالی بھی واٹر تعالیٰ اعظم۔ (۱۲) بعض کہتے ہیں سرکار کا مانع ہے۔

الجواب یہ سرکار کا بہت اچھا ہے حدیث میں فرمایا نعم اللہام اعلیٰ۔ جو کہ تپا ہے منع ہے جو تپا ہے واٹر تعالیٰ اعظم۔

(۱۳) کس طرح کہاں کھڑے ہو کر پناہ درست ہے۔ مثلاً جھٹا پانی سبیل کا پانی مومنوں کا پانی ناسب نرم نرم یہ پانی کھڑے ہو کر پناہ درست ہیں یا نہیں؟ دیتا تو ہے واٹر۔

الجواب یہ کہ نرم نرم اور مومنوں کا پانی کھڑے ہو کر پناہ دینا سبیل کا پانی لوگوں نے اس نے لگا ہے کہ اکثر سبیل کے نیچے کچھ ہوتی ہے۔ جیسے کاموں کی نہیں ہوتا مسلمان کا جھٹا پانی کھڑے ہو کر نہ نہیں۔ واٹر تعالیٰ اعظم۔

(۱۴) السلام علیکم کس شخص کو کرنا درست نہیں مثلاً جو اکیلا ہوتا شکیلا ہو گا اگھائے وقت تلاوت کرتے وقت اور وظیفہ میں مبتلا ہو۔ ان موقعوں پر جواب السلام علیکم کرنا درست ہے یا نہیں؟ عملی میاں میں ہوا اور کس کس موقع پر السلام علیکم کا جواب دینا درست ہے؟

الجواب۔ مصلح فاسق جو کسی کبیرہ کا ترکیب یا صغیرہ پر مصر ہو اس سے اسلام اسلام نکالے مجتہب کس سے ضرر کا اندیشہ ہو ایسے مشغول شخص کو بھی سلام نہ کیا جائے جو گھٹانے پینے میں مشغول ہو یا طہرین کے اور میں یا تلاوت قرآن عظیم کر رہا یا درود شریف یا اور کوئی وظیفہ پڑھ رہا ہو یوں واعظ یا ایلا و خواں اور جواب دینا درست ہے۔

(۱۵) صورتوں کو کھڑی رائی کا جواب پناہ درست ہے؟
الجواب۔ جو عامر وادہ ہو یعنی جس وضع کامر دول کے ساتھ فاسق و مومنوں کو اس کی پناہ نہ نہیں۔ واٹر تعالیٰ اعظم۔

(۱۶) دولہا کو نہادی لگا نہادہ درست ہے یا نہیں؟ آج کل عام رواج ہے۔ دولہا پانڈی کا زور ہے پتہ نہیں اور لنگن ہاتھ سے کیا زور اور لنگن اترا کر کچھ پڑھا ہوا ہے اگر زور اور لنگن چھپنے ہیں اس صورت میں کما پڑھا یا اور درست ہے؟

المجواب۔ مرد کو ہاتھ پاؤں میں بندی لگانا جائز ہے۔ زیور پہننا گناہ ہے کنگنا ہندوں کا رسم ہے۔ سب چیزیں پہلے اترائیں پھر نکاح پر چھائیں کہ بتنی دیر نکاح میں جوگی اتنی دیر وہ اور گناہ میں رہے گا اور اگر نکاح میں قدرت ہوتے ہوئے دیر خود گناہ ہے باقی اگر زیور پہنے ہوئے نکاح ہوا تو نکاح ہو جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۷) عقلی کام کا جو امر کو پہننا درست ہے یا نہیں یعنی چاندی سونے کا کڑا لگا کر دیکھا ہو اور اگر چاندی سونے کا کڑا لگا ہو تو درست ہے یا نہیں؟ بیڑا تو جروا

المجواب۔ بھوٹے کام کا استعمال نہ کریں اور وہ سچا بھی جو مغفل ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۸) سیاہ لباس پہننا درست ہے یعنی سر سے پیر تک سب کپڑے سیاہ ہوں۔

المجواب۔ جائز ہے مگر عرم میں درست نہیں نہ سب کپڑے سیاہ پہننا نہ کوئی ایک آدھ کہ پردہ نصن کا دستوبہ اور ان کے ساتھ شہرہ منوع۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۹) جو مرد چوڑی پہنتے ہیں سدا سو اگ جتے ہیں ان کا کیا حکم ہے جائز ہے یا نہیں؟

المجواب۔ ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ پہننے والے کڑا کر مہلتے ہیں مگر بعض اولیا کہ حکم ایسا کرتے ہیں ان کے لئے وہی حکم ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۰) جو شخص برہمن پڑا ہے اور مجذوب میں شمار کیا جاوے یہ درست ہے اس کے پاس جانا خدمت کرنا اس کو کامل سمجھا درست؟

المجواب۔ مجذوب کی بھی ایسی حالت نہیں دیکھی جاسکتی کہ وہ مرفوع القلم ہے دیکھنے والا تو مرفوع القلم نہیں اسے اس کے مشورہ دیکھنا جائز نہیں۔ پیرس و ناکس کو مجذوب سمجھ لینا بھی ناجائز ہے اور جو مجذوب ہو اس سے بھی دوری رہنا چاہئے کہ اس سے قطع کر اور ضرر نہ آئے جو بچے کا اندیشہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۱) سونے کی انگلی اس شیت سے زمین کو مرفیتس ہانا کہ وقت ضرورت پر کام آوے درست ہے یا چاندی سونا سبب میں رکھ کر نماز پڑھنا درست ہے؟ بیڑا تو جروا

المجواب۔ سونے کی انگلی مرد کے لئے جائز نہیں چاندی کی انگلی ایک سنگ کی جگہ جس قدر بھی قیمتی ہو ساتھ چاندی سے کہ مرد کی ہتھیلی جائز ہے چاندی سونا سبب میں رکھ کر نماز پڑھئے میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۱۲) بزرگوں کی فاتحہ مرزا کے سامنے دانا افضل ہے یا امر اسے علیحدہ؟ بیڑا تو جروا

الجواب۔ فاتحہ ستمب ہے چاہے جہاں ہو اور ہزار کے پاس یوں اور بھی اچھا ہے کہ قریب مزار
عظیم کی تلاوت ایک گز شہر دوکار ہوگی۔ فاتحہ کا ایصال تو لب بھی اور دہاں تلاوت قرآن عظیم بھی جس
سے کو فرخ دسروں اور اس دانیسا ط ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

(۱۳) ماش جو عام طور سے کھیلا جاگیا ہے بغیر راجیت کے یہ درست ہے یا کسی قدر گناہ ہے۔ بیوقوفو! تو
الجواب۔ ماش کھیلنا حرام ہے سخت گناہ ہے اور اس میں باری لگانا اور جو کھیلا حرام در حرام ہے
مست ضعیف خبیث کام ہے واللہ تعالیٰ اعلم!

(۱۴) ہندو کو فاتحہ کی شیرینی دینا درست ہے یا نہیں؟

الجواب۔ حرجی فکر کو نہ فاتحہ کی شیرینی دینی درست نہ غیر فاتحہ کی۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

(۱۵) ہندو اگر شیرینی لائے اور کہے فاتحہ دے دو کسی بزرگ کی یا بغیر علیہ السلام کی تو فاتحہ دینا درست
اور فاتحہ دے کر ہندو کو شیرینی دے دی جائے یا مسلمانوں کو تقسیم کر دی جائے۔

الجواب۔ ہندو سے شیرینی لے کر اپنی کر کے اپنے آپ فاتحہ دے کر اپنی بھر کر تقسیم کر دیں واللہ تعالیٰ اعلم
ہندو سے نہیں ہو سکتی، واللہ تعالیٰ اعلم!

(۱۶) عورتوں کو قبرستان میں ہانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب۔ نہیں چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

(۱۷) بعض کہتے ہیں تہہ بنی سوئم کے چنے چبانے سے قلب سیاہ ہو جاتا ہے اور میت کی فاتحہ
اللہ اس سے قلب سیاہ ہو جاتا ہے یہ صحیح ہے یا غلط؟ بیوقوفو! تو جوا

الجواب۔ غلط ہے ہاں انہی کو کہنا نہیں چاہئے کہ انہی کے قلب میں اس سے قساوت پیدا
ہوئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

(۱۸) تہہ بنی سوئم کو تہہ بنی سوئم کہنا صحیح نہیں مگر اسے اس حالت میں قبرستان میں جانا درست ہے

الجواب۔ درست ہے اور تہہ بنی سوئم باندھنا چاہئے مگر سنا نہیں چاہئے، مرنے والے
کے سر نہ دیکھیں مرنے والوں میں غلط مشورہ ہے کہ گھر سنا نہ ہو گا تو وہ سر نہ دیکھے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۱۹) بزرگوں کے گلاب برادر میں چڑھانا درست ہے یا نہیں اور لفظ چڑھانا استعمال کرنا درست ہے

ما نہیں یا بھائے چڑھانے کے دوسرے الفاظ استعمال کیا جاوے جو دوسرے الفاظ استعمال کیا جائے وہ صحیح کہہ سکتے ہیں
الجواب۔ درست ہے چار چڑھانا ایسا ہی بولا جاتا ہے جیسے غلاف چڑھانا مگر یہ لفظ نہیں چلا
ڈالنا بولیں واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ جو گیاں ڈاک خانہ نہ بنے مگر سلسلہ سالمانان تھہرے مذکور۔ الاحادیث الشافعیہ

خانہ دان مدار کے سلسلہ جاری ہیں یا سوختہ ہیں؟ بیوا والدلیل و توجہ روا

الجواب۔ بے کار سوال کہتے جاتے ہیں نماز روزے وغیرہ ضروری مسائل تو بوجھے نہیں جاتے یہ
بے کار باتیں دریافت کی جاتی ہیں اور پھر ایک بار نہیں واللہ اعلم کسی بار یہ سوال آیا ہے لوگ برابر اس سلسلہ
میں ہیبت کرتے مر رہے ہوتے ہیں انھیں یہ ہیبت نہیں کہ یہ سلسلہ سوخت ہو چکا ہے جن بزرگوں کو اس کی اطلاع
ہے انھوں نے ایسا تحریر فرمایا ہے اس میں اس درجہ جاہلوں کو ٹپکانا ایک دوسرے کا دشمن ہو جائے تکفیر
و تفسیق تک توبت پہنچ جائے ہرگز آخر نہیں جو مذہبی سلسلہ میں ہوتے ہیں ان سے تعرض نہ کریں کہ اس
بے کار بحث کا نتیجہ مافساد اور کچھ نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ ہمارے یہاں رواج ہے کہ گیارہویں شریف کے فقیروں کا ایک گروہ ہاتھ میں رنگین
جھنڈے لئے ہوتے ہیں کونشان کہتے ہیں اور لوہاں دانہ میں لوہاں سلگاتے ہوئے اور دائرہ (دھن) بجاتے
اور قصائد گاتے ہوئے نکلتا ہے اس کا نام ان فقیروں نے راتب رکھا ہے عورتیں اس راتب کی منتیں مانگی
ہیں یہ گروہ مسلمانوں کے مختلف محلوں میں گزرتا ہے اور دروازوں پر ٹھہرتا ہے اور تھوڑی دیر قصائد گاتے
ملکی عورتیں کٹری مالٹ میں بے پردہ ان کے سامنے آتی ہیں پھر اہل خاندان کو کچھ نذرانہ دیتا ہے بعض عورتیں
اس راتب کی نذر بھی مانگی ہیں کہ اگر میرا خاں کام ہو گیا تو گیارہویں کے روز میں اپنے مکان پر راتب کر دوں گی
وغیرہ لہذا اس طرح راتب پڑنے یا چھلانے کی نذر ماننے کا شرعاً کیا حکم ہے؟ بیوا توجہ روا

الجواب۔ عورتوں کا ناخرموں کے سامنے بے پردہ ہونا حرام ہے راتب کے وقت ہونا یا کسی
وقت راتب کا مقصد کیا ہے اور یہ کیا رسم ہے ادھر یہ نہیں ہوتا ہے بہر حال اگر قصائد مانا جائز نہیں ہوتے
اور اس کا کوئی مقصد مقبول ہے تو کچھ حرج نہیں مگر دف نہ ہونا چاہئے یا تو سادہ اندہ بیت موسیقی سے نہ
بجایا جائے یہ راتب اس سے زیادہ گھبراؤ نہیں معلوم ہوتا کہ نذر کئی اور اپنے راتب کے لئے کچھ حاصل کیلئے
کا ایک آلہ ہے تو یہ بھیک کے ڈھنگوں میں سے ایک نیا ڈھنگ ہے ساگر لہر ہے تو سوا عروج کے اور

فقیروں کو کچھ دینا ہمارے ہے۔ اور اس کی منت و نذر محض انھوں پر ہوتا ہے اور جب اس میں ہے پر دگر بھی ہوتی ہے تو اور بھی زیادہ اشتیاق ہے عورتوں کو اس سے روکا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ از غفرلہ در مسئلہ انوار الحق صاحب تہذیبی رشیدی جلدی۔ ۲۶۴ ہجری الاخرہ ص ۲۷۰

(۱) ارواح مسلمان کی پاک ہیں یا ناپاک اگر پاک ہے تو ناروغز کیسے جلائے گی؟

(۲) ہمارے نوکران ہمارا کیسا ہے اور اس کا سننا کیسا ہے؟ بیٹا اور بیٹا

الجواب۔ (۱) مسلمان کی روح نہایت کفایت پاک ہے مگر عامی کو آتش معامی سے پاک کرنے کے لئے اسے اتنی مدت جہنم میں رہنا ہو گا جب تک جلا جائے۔ والیاذ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اللہم اجبتنا بیننا و بینہم مسلمان کی روح کفایت پاک ہے نہ کہنا چاہئے مدح نہیں ہوتی کہ اتنی نہ دھتکے کی چیز ہے جسم ہلا کر دیا جائے واللہ تعالیٰ اعلم!

(۲) لوگو! لوگو! لعاب کے آلات سے ایک آگ ہے اور لوگو! لعاب حرام اس کا بھانا اور منادوں کا بھانا

گناہ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ از المصنفی زکریا مسجد ۲۷۰ ص ۲۷۰ صاحب معرفت سید خیر الدین صاحب ۶

ذی قعدہ ۱۲۷۰ بمقام حضرت عرس موقوفہ شریعہ الاسلام جناب مولانا مفتی رضا صاحب مفتی مسلمہ واللہ تعالیٰ آمین۔

میں جناب مولانا خیر قریب۔ صاحب کا خلیفہ میر۔ صاحب کامریہ ہوں میرے پیر صاحب مذکر جناب میر صاحب مذکر والہ اللہ کے طرف سے پیری مریدی کے سلسلہ میں بحیثیت خلیفہ کے اکثر خدمت میں مشغول ہوا کرتے ہیں مگر میر صاحب ایک مغربی جناب قبلہ وادار پیر صاحب میرے پیر صاحبان کا درود و دعا گوار ہوں میں جو امام جرجی اس علم میں قیام پذیر تھا پیر صاحبان ایک ہفتہ تک فضل سید فکوش رہے مابرجی ہر دو ہفتہ ان کی خدمت میں لایح حاضر ہوا کرتا تھا سحر و وجود کے کافان واقامت کی آواز برابر سنائی دیتی تھی مگر میر۔ صاحب نے کسی مسجد میں ہا کر نہا نہیں پڑھی ہاں گلے گلے رہے۔ صاحب شریعت میرا و مسند میرے ساتھ چلے ہاتھ میرے مگر پانڈ نہا و جماعت با مسند کے یہی نہ تھے ادب و بے علمی ملے ہوئی تھی کہ پیر صاحبان کی مسجد کی عدم حاضری کا باعث دریافت کر کے لیکن مجھ کو ایک دن پیر۔ صاحب سے مسجد میں ہا کر نہا نہ پڑھنے کا اپنی زبان سے دریافت کیا تو جواباً آپ نے فرمایا کہ ان اموروں کے پیچھے ہلائی نہا نہیں ہوئی سلب جواب طلب رہے کہ ایسا شخص جو بلا عند شریعت ہا پنج وقت مسجد میں حاضر نہیں ہوتا ہوتا

گھر اس کی نماز ہوگی یا نہیں؟

(۳) دوم یہ کہ قبلہ پیر..... صاحب کا حلقہ درس قوالی مع بابا گاہا کے ہوتا تھا جن مکان ان پر مصروفی حال آتا تھا وہ پیر صاحب کو بے حجابانہ مسجد سے کرتے تھے میں نے مجبوراً پیر..... صاحب سے دریافت کیا تو فرمے لگے کہ پیر کو قطعی مسجد جانا ہے میں حیرت میں رہ گیا مسجد تو مجرماً لے کسی کو نہ کرنا چاہئے کیا پیر کو مسجد کرنا چاہئے اور ایسا پیر جو چھوٹی نماز مسجد کی اذان و اقامت سنے اور مسجد میں نہ جائے اور بابا گاہا کے ساتھ قوالی میں مست ہے اور مردہ مسجد سے کس ان کو منع نہ کرے ایسے پیر سے مردہ نماز شرعاً چاہئے یا نہیں اور اگر اس کی مردہ کی توڑے تو شرعاً کوئی جرم تو نہیں ہے نہ کورہ بالا بیسویں دہلے پیر کا شرعاً کیا حکم ہے؟ بیوا تو خدا عند اللہ بغیر حساب۔

الجواب۔ بلا حشری جو تارک جماعت و مسجد ہوا فاسق ہے۔ مگر جو نماز وہ گھر میں پڑھے گا ہو جائے گی ہے وجہ شرعی ترک جماعت و مسجد کا اس پر لازم ہوگا مگر مسافر کہ اسے رخصت ہے پیر اس کے لئے بھی مسافر مسجد جماعت ہے مگر اس پر لازم نہیں خصوصاً مقتدا پیشوا اصحاب کے لئے ان کا ترک مسجد جماعت محض برہناتے سفر گزارنا سب نہیں حد درجہ نامناسب ہے لہذا علماء امجد الاف امجد کے معنی یہ نہیں کہ گھر میں جو نماز پڑھی وہ نمازی نہیں بلکہ یہ کہ وہ صلاۃ کاملہ نہیں۔

صورت مستفسر میں جو پیر صاحب نے ترک جماعت و مسجد کی یہ وجہ ظاہر کر دی کہ ان لہا مل کے بچے ہماری نماز نہ ہوگی تو اب اس سوال کے کیا معنی ہیں کہ بے عذر شرعی جو نماز نہیں ہوگا وہ تو عذر شرعی جانتے ہیں اور سوال اس کے متعلق ہے جو بے عذر نمازی ترک کرے رہا ترک صلاۃ یا یہ بہت اشد حرام فسق الاکمل ہے۔ یہ اگر ثابت ہو تو نہ عذر صغر یا قبول ہے نہ عذر عدم الہیت امام۔ بے نمازی سے بیعت نامانوس ہے اولاً علمی میں جو ایسے سے بیعت ہو گیا ہوا ہے بعد علم دوسرے کسی جامع شرط سے بیعت چاہئے۔ قوالی مع عزائم یہاں کے نزدیک منہ حرام و ناجائز و نامناسب ہے اور سجدہ قطعی بھی ایسا ہی۔ ان دونوں مسئلوں میں بعض صاحبوں نے اختلاف کیا ہے اگرچہ وہ ناخلف التفات نہیں۔ مگر اس نے ان ہتلاؤں کو حکم فسق سے بچا دیا ہے جو ان مخالفین کے قول پر اعتقاد کرتے اور چاہئے کہ ترک ہوئے ہیں اگرچہ شرعاً ان پر اب دہر الزام ہے ایک از کتاب حرام کا دوسرا ہے جائز سب کے خلاف قول صحیح جہور چلے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ ہنود وغیرہ کافرین سے اگر کسی مسلمان نے تکلیف کے وقت کچھ قرض لیا تھا اور ادا نہ کی

ک کوئی صورت نہیں ہوتی اور یہ لوگ کچھ کو بھی نہیں سکتے یعنی کوئی ثبوت نہیں فرض دینے کا تو دعویٰ دھماکی
 نہیں ہو سکتا قاس صورت میں پرلے فرض نہ دینے کی وجہ سے وہ مسلمان گناہ ہو گیا نہیں۔ مولیٰ تعالیٰ کے یہاں
 یہ کہ مسلمان فرض تو ادا کر سکتے مگر جان بوجھ کر ادا کرے کیونکہ وہ کسی طرح وصول نہیں کر سکتے اور اس کی عزت
 و آبرو پر بیعتا کوئی آفت نہیں ہو سکتی تو ایسی صورت میں یہ مسلمان مالِ مؤدی نصیب فاری سچ کرنا ادا کرے تو
 گناہ کار ہو گیا نہیں؟

الجواب۔ وفاتے عہد مسلمان پر فرض ہے، فرض لے کر واپس نہ دینا حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
 مسئلہ۔ اگر اولاد متعلق بریلی مستولہ از مولوی عبد اللطیف صاحب۔ تاریخ ۲۲ مارچ ۱۳۷۷ء

(۱) نزدیک والد افعال حرام کا ارتکاب کرے تو نزدیک اس سے بوجہ ارتکاب افعال حرام لازم رہتا ہے
 اسی وجہ سے دنیاوی امور میں اس کی اطاعت و فرمانبرداری بھی نہیں کرتا ہے تو کیا اس وجہ سے گناہ کار
 منکب معنوق والد ہو گیا نہیں؟

(۲) نزدیک والدہ اگر کوئی حکم زید کو دے اور اس حکم کے خلاف اس کا والد حکم دے تو زید کو کس کا حکم
 ماننا لازم ہے؟ بیٹا تو جروا۔

الجواب۔ (۱) ضرور۔ جو امر خلاف شرع نہ ہو اس میں باپ کی اطاعت لازم ہے اور نہیں کرتا تو ضرور
 گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

(۲) ماں باپ دونوں کی اطاعت لازم ہے اور جہاں دونوں کی نہ ہو سکے وہاں والد کی اطاعت ترجیح
 ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ اگر والد گجرات۔ مرسلہ جمال بھائی قاسم بھائی۔

یہاں پر خود دے اندر مسلمان بڑوہ راج کا نفرش نامی ایک انجن واسطے حقوق طلبی و تحفظ اسلام
 قائم کی ہوئی ہے یہ انجن بیچ کوئی مذہبی امور کے دخل کرنے کے واسطے نہیں ہے صرف یہاں کے ہنود راج
 و ہنود مالک کے سامنے مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کا کام کرنے والی ہے اس لئے اس میں بلا قید و شرط
 کے کلمہ گوشا بل ہو سکتے ہیں کیا اس انجن میں سنی مسلمانوں کو شریک ہونا جائز ہے؟ بیٹا تو جروا

الجواب۔ اس کا نفرش میں شرکت ہلے تحفظ حقوق المسلمین کے لئے فرق باطلہ و تحفظ حقوق مسلم
 بھائی۔ مدار اسلام ضروری ہے۔ فرق باطلہ کے ساتھ جماعت تاجا ترو حرام ہے جو ہر نیکے محبت و مسالوات

ہو نیز وہ جسے ضرورت و حاجت و مصلحت شرعیہ ہو نہ وہ جو ہرے تلخ درد ہو اور اللہ تعالیٰ اعلم !
مسئلہ۔ انہی بی حیثیت حملہ شیر خوار متصل کو بھی عبد اللطیف خاں صاحب رضوی تھیکیدار مرحوم مسئلہ
 شہزادی بیگم ۳۰ محرم ۱۲۵۳ھ۔

جو شخص کہ اہل سنت بنجو قیہ نمازی روزہ اور تلاوت کا پابند ہو اور پاسا ہوا و گور نہ منت گریس لیں سکول
 کی ملازمہ ہو اور غیر مذہب راضی کو دل محبت سے تعلیم دے اور آپس میں وہ دونوں استاد شاگردی محبت
 کا اظہار محبت کے لفظوں میں زبان سے ادا کریں یا تحریر میں لکھیں ان لفظوں میں کہ مجھ کو تم سے قدرتی
 محبت ہے تمہارا احسان حشرک مرتے وقت تک نہیں بھولوں گی تم آتی ہو تو مجھ کو تسلی ہوتی ہے نہیں آتی
 ہو تو صدمہ ہوتا ہے اگر اس شاگرد راضی کے یہاں کوئی بیمار ہو تب تو اس کی عیادت کو جانا اس کے
 ذریعہ سے سودا کھانے پینے کا منگوانا جائز ہے یا نہیں۔ اس راضی کو ان بی بی نے نہیں بنایا ہے اس کے
 لئے لفظ ہمیشہ کا استعمال کیا جاتا ہے یہ بی بی جناب قبلہ و کعبہ اعلیٰ حضرت پیر و مرشدک مرید ہیں۔

(۱) جب کہ مجبوری سے اپنی گذراؤ وقت کرنے کے لئے گور نہ منت کی ملازمت ہے اس میں غیر مذہب
 راضی کو اصول کے مطابق تعلیم دینا اور دل میں کرامت کرنا ظاہر و باطن میں دلی محبت کا برتاؤ نہ کرنا کاسے
 بگل ہے سرسری طور پر دنیا کا برتاؤ نہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) چاندی کا نپال کرنا جائز ہے یا نہیں اور اگر جائز ہے تو کس طرح پڑا کسی غیر مذہب راضی کے
 دینے پر اور اس کے کہنے پر کہ جائز ہے استعمال میں لایا جاتا ہے یا نہیں؟

(۳) اگر اپنی زندگی میں کوئی اپنی موت حیات کرنے کو اپنی زندہ روح پر فاختہ کا ثوب کس طرح پہنچاتا

جائے؟

الجواب۔ کسی کا فرسے دلی محبت و مولات چاہتو نہیں خصوصاً مرید سے۔ راضیہ مرید ہے اس
 سے ملافتہ محبت و مولات رکھنا تو بہت سخت ہے محض مجبوری مولات بھی حرام ہے اور جب واقع میں محبت
 نہیں محض زبان و دعویٰ کیا جاتا ہے تو ایک تو بھوت کا گناہ دوسرے بے ضرورت مجبوری محبت و مولات صورت
 کا گناہ اور چھایا جاتا ہے کہ اس زبانی دعویٰ محبت و دوستی کے لئے وہ برتاؤ ضروری ہیں جن سے محبت کا ثبوت
 ہو جیسے مریض کی عیادت کو جانا۔ حدیث کا ارشاد تو یہ ہے دان سر صوا فلا تعود و بعد و ان ما انا فلا تشہد و
 اگر وہ بیمار پڑیں تو ان کی عیادت نہ کرو یہاں پر کسی کو نہ جانا اور اگر مر جائیں تو ان کے جنازے پر نہ جانا و کھانے سے دلی

محبت تو سخت اشد ہے جس پر تو کائنات عظیم نے فرمایا اشد ادا شد کہ کفار سے دلی محبت کرنے والا انھیں کے
 مثل ہے اور فرمایا انھیں میں اشد علی شقی یعنی اسے خدا سے کوئی ملا تو نہیں دانا سے اشد ادا محبت ہے ضرورت
 و مصلحت شرعی پر لازم ہے۔ یہ کہنا کہ مجھے تم سے قدرتی محبت ہے اگر محبت نہیں ہے تو جھوٹ ہے یوں ہی
 یہ کہ تم آتی ہو تو مجھے تسلی ہوتی ہے نہیں آتی ہو تو صدمہ ہوتا ہے اسے میں بنانا اسے ہمیشہ و کرنا باہر آنے والا ہے
 ان سب باتوں سے توبہ و رجوع لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) ہاں تعلیم میں حرج نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) چاندی سونے کا خنکال ناجائز ہے اگر نقص طبع ہو تو ناجائز ہے راضیہ کے جائز ستانے پر عمل کرنا پڑے
 مذہب کا حکم نہ ناروا فیض کے مذہب کا باطل فتویٰ ماننا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۶) اللہ عزوجل کے لئے جو نیک کام کرے تلاوت قرآن عظیم و روزہ و خیرات و دنا، ان کا ثواب
 اسے اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو ملے گا جیسے اور کاموں کا ثواب دے وغیرہ کا ثواب۔ ثواب نہ ہو بخلاف اس کا کام نہیں
 ثواب دینا اللہ عزوجل کا کام ہے اس کا کام دعا ہے جیسے دوسرے کے لئے دعا کریں کہ الہی اس میرے
 پر ہے اس کے کا ثواب نہ میرے عمل کے لائق بلکہ تو اپنے کرم و فضل کے لائق فلاں کی روح کو عطا فرما۔
 یوں ہی اپنے لئے دعا کرے کہ مجھے عطا فرما۔ خدا چاہے گا تو اسے عطا ہوگا۔ روح کسی کی نہیں سر کر سکتی۔
 واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ اگر کسی کھوکھلا مکان مثلا دوسرا مال پوسٹ میں سرسبز جناب حافظ سید نور الحق صاحب نے لکھی
 برکاتی قادری ۲۹ عزم الامام سید محمد

محمود والا دامت برکاتہم السلام علیکم وعلیٰ اولیکم وعلیٰ اہل بیتکم علیکم السلام۔ ایک استفتاء ہے انھیں کہ اس کی وجہ سے یہاں
 سخت ہے لگائی ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قافلہ آپ کی زوجہ جعدہ ہے کیا اس کا شہوت
 ہے یہاں علماء کی جماعت میں دو گروہ ہو گئے ہیں ایک وہ جس کے چند افراد کہتے ہیں کہ جعدہ کا زہر دینا ثابت
 نہیں اس لئے خواہ مخواہ الزام نہیں لگاسکتے اور ثبوت میں سوانح کربلا پیش کرتے ہیں جس میں لکھا ہے کہ
 یہ روایت غیر متبر ہے اور اس کی بنا پر امام کے قتل کا الزام جعدہ کے سر نہیں لگاسکتے یہ بھی لکھا ہے کہ خادق
 گروہ کا اس سے بڑھ کر اتنا ہیہر ہوگا۔ امام کی (قرین) کے ذمہ الزام لگا کر خود گالی دیں اور دینیوں سے دلوامیں
 غصہ اور دوسرے گروہ جس میں یحییٰ کے تمام مولوی خواہ شہادت نامہ پڑھنے والے ہوں یا فاضل سب کہتے ہیں

کہ بلاشبک جعدہ اور نبوت میں وہی موزنین کی روایات — جب کہا گیا کہ قتل عوسن بالعمدہ کا الزام بغیر ثبوت کسی پر نہ لگایا گیا تب درست ہے تو جواب دیکھو تو معلوم ہو کہ امام کو نہ ہر دہائی نہیں گیا آپ کی شہادت ہی نہیں ہوئی ورنہ قاتل کا نام بتاؤ غرض شک کسی ہی باتیں ہو رہی ہیں ارشاد فرمائیں کہ جعدہ نے نہ ہر دہائی نہیں شرعاً جعدہ کو قاتل امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہہ سکے ہیں یا نہیں؟ بینوا بالکتاب تو جو دایم الحساب۔

الجواب۔ عزیز قلم۔ وعلیکم السلام ورحمۃ وبرکاتہ میں مکان پر موجود تھا وہاں ہی کے بعد اب جواب حاضر کیا ہوں تکلیف انتقاد ہوئی، جعدہ کی طرف قتل امام عالی مقام کی نسبت کو علماء اہل علم ائمہ کرام نے مقرر رکھا ہے تو وہ محض بے سزا و پاکیزہ نہیں کہ کسی مورخ نے یوں ہی اپنے ظن و گمان سے اختراع کی ہو اور قیامی دھوکہ سلوں سے گڑھ کی ہوا اور پھر عوام میں مشہور ہوئی ہو کہ اگلیا ہوا تو علماء و ائمہ ہرگز اسے مقبول نہ مقرر کرتے مقرر نہ رکھتے اپنی تصانیف میں خود جعدہ کی جانب نسبت نہ کرتے بلکہ یقیناً اسی زمانہ سے پہلے و مستفیض خبر کی حیثیت سے منقول ہوئی۔ اس لئے علماء و ائمہ نے اس کا اعتبار فرمایا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استفسار کہ کس نے آپ کو نہر دیا اس کے کچھ مدانی نہیں شہرت و استغناء کے لئے کچھ وقت دے گا ورنہ آپ اسی وقت شہرت ہو جائے اور نہیں خصوصاً ایسا معاملہ جس کے اخفا کی شدید کوشش کی جائے ہو سکتا ہے کہ اس وقت تک حضرت امام حسین کو اس کی اطلاع نہ ہو پھر ہوئی ہو یا یہ کہ حضرت کو اطلاع ہو گئی ہو مگر نہ مدعیان کے لئے دریافت فرماتے ہوں یا یہ کہ یہ استفسار محض دریافت منشا کے لئے ہو کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس میں کیا منشا ہے معاملہ سخت نازک تھا۔ اور ہر بار در محترم کی جان اور جعدہ زہرہ امام محی اگر قصاصاً قتل کی جائے تو اسے ہر بار در محترم اور نوابی اور گھر بھر کی عزت یمن کہ قاتل معلوم ہوتے ہوئے بھی حضرت کا منشا اس نازک مسئلہ میں دریافت کرنا ہو اس لئے یہ ذکر یوں پھر لکھا استفسار فرمایا کہ آپ کو کس نے نہر دیا حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جواب پر اگر نظر کی جائے تو اس سے ظاہر ہے کہ حضرت کے خیال مبارک میں نہر دینے والا ہے اور حضرت کی مصلحت سے اس سے بدلہ لے پڑے ہر زمانہ نہیں ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت نے جواب میں فرمایا اللہ اشد نقۃ ان کان الذی اظن و الا لالا یقتل فی واللہ بری۔ دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا یا اخی قد حضرت وفاتی و قد فراتی لک وانی وانی وانی ہر فی و احب کبھی یغطفی وانی لعارف من ابن دعبت فانما الضاعۃ الی اللہ تعالیٰ فی حق علیہ الرحمۃ

فی ظلالہ بشری و اقصر علیہ اللہ ان لا تری فی فی اموی حجة حرة نیز ایک روایت میں ہے یا اسحق سقیب
 السمر ثلاث مرات لم اقصه مثل هذه البرقة فقال من سقاہ قال ماسوا اللہ عن هذا التبری فانما
 اکمل سرہم فی اللہ و صوات حقہ بکمل روایت سے ظاہر ہے کہ حضرت کو کسی کی طرف گائی ہے لہذا
 محض گمان پر نہیں فرمایا چاہئے کہ فلاں نے زہر دیا فرماتے ہیں اگر وہ ہے جسے میں گمان کرتا ہوں تو انہی میں
 اس سے بڑا انتقام لینے والا ہے اور اگر وہ نہیں تو میرے خون بہا میں بری کیوں قتل ہو مگر دوسری روایت میں
 روایت سے ظاہر ہے کہ حضرت کو معلوم ہے کہ قاتل کون ہے نہ کہ جس کے دل سے ہے نہ کہ کونسا ایک بار بھیبتے
 تین بار دیا گیا ہے کہاں تک نہ ہر دینے والا ایسی صورت میں پوشیدہ رہ سکتا، فرماتے ہیں برادر میں اس
 آفت کے پرکالے کو بے شک خوب پہچانتا ہوں میں اس سے اللہ کے حضور حاضر کروں گا جس سے حق
 کی قسم اس بارے میں کوئی کلمہ زبان سے نہ نکالنا اور میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ میرے معاملہ میں کوئی قتل
 خون نہ بہاتا۔

ان دونوں روایتوں میں توفیق کی صورت ایک ہی ہے وہ یہ ہے کہ ہر روایت کو ایک ایک وقت پر
 معمولی کیا جائے کہ جس وقت تک اثنین نہ تھا محض گمان تھا وہ فرمایا اور جب اثنین ہو گیا تو یہ فرمایا کہ میں خوب پہچانتا
 ہوں حضرت کا قسمیں دے دے کہ انتقام سے روکنا بلکہ اس بارے میں کوئی کلمہ زبان سے نہ کہنے کو قسم ہے
 کرنا فرمایا جو کہ یہاں ہے ظاہر ہے حضرت جانتے ہیں کہ برادر خورد کے علم میں بھی قاتل ہے یہ سوال محض دنیا
 منشا کے لئے ہے یا یہ کہ یہ بات بھی سمجھنے والی نہیں اگر برادر خورد کو اس وقت اس کا علم نہیں تو اب ہوا اور
 اب ہوا۔ لہذا قسمیں دے کر اداۃ انتقام سے روکنا اگر جسدہ فاکہ نہ ہوتی تو قسمیں دینے کی حاجت نہ ہوتی
 انتہای انتہا منع نہ فرمایا جانا اگر کوئی اور قاتل ہوتا جو اہل بیت سے نہ ہوتا اور حضرت اس سے دنیا میں انتقام
 دے چاہتے تو اس انتقام کے لئے اللہ اللہ نصیحت اکمل اللہ اللہ یہ قسمیں نہ دی جاسکتی یہ قسم دے کر اس معاملہ
 میں کوئی کلمہ زبان سے نہ کہنے کی کو منع نہ فرماتے۔ جو علم جسدہ کی جانب قتل امام کی شہادت سے راضی نہ ہوں
 نہ ہوں نہ نہبت کہ نہ ملکہ کو ان پر کسی ظلم کا موقع ہے ناظنین ان پر جسدہ کی جانب نہبت نہیں کہ نہ
 اپنے زعم میں اسے امتیاز دیتے ہیں کہ قتل وہ بھی قتل امام حسن جرم اللہ اعظم ہے اللہ ہے قطع کسی مسلم کی جان
 ایسے جرم کی نہبت جائز نہیں۔

اور جو نہبت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں یہ صحیح ہے مگر شہرت اور ظلم و انکسار کا قبول ایسی چیز نہیں جو نظر انداز

کی جا سکے وہ اگر بھی یہ جانتے تھے کہ قلعہ کسی جرم کی نسبت کسی سلم کی جانب نہیں کی جا سکتی تھی انھوں نے
 اس نسبت کو قبول کیا برقرار رکھا خود اپنی تصانیف میں یہ جرم جعد سے منسوب کیا ہمارے لئے وہ قدرہ میاں
 آج تیرہویں برس بعد ہم اس کی تحقیقات نہیں کر رہے ہیں کہ کوئی قطعی بات معلوم ہو جو نسبت کو نسبت کرنا نہ چاہیے
 و در حرام۔ یوں تو یہ دیکھنے کی طرف امام حسن کے قتل کرانے اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر عظام و قتل و
 غارت کی نسبت نہ کریں۔ ابن زیاد بد نہاد اور شرمزدہ اور عس ابن سعد اور ان کے ہمراہیان کسی بڑی کوئی الزام
 نہ رکھا جائے سب کو یہی کہہ دیا جائے کہ خارجیوں کا یہ پردہ بیکٹا ہے انھوں نے خود قتل کیا اور بادشاہ اعدا
 کے حکام و عمال سے منسوب کر دیا کوئی روایتیں نے خود دھوکے دے کر لایا اور قتل و غارت کیا اور ان
 لوگوں سے منسوب کر دیا۔ سوانح کرام میں جو یہ لکھا کہ بد روایت غیر معتبر ہے اپنا غم نہ لکھا۔ اور یہ لکھا کہ اس کی
 بنا پر امام کے قتل کا الزام جعد کے سر نہیں لگا سکتے یہ بھی اپنا غم نہ لکھا اور وہ اسی میں احتیاط کچھ رہا کہ
 کہ خارجی کرہ کا اس سے بڑھ کر کیا تبرا ہو گا لای بہت گراں ہے ہمارے ائمہ و علماء یہی فرماتے آئے اپنی تصانیف
 میں اسی کو ذکر فرمایا یہ خارجیوں کا تبرا ہو تو ان علماء پر ان کے عدم اعتقاد و قلت تبرا کہ الزام ہو گا ہی۔ ہمارے
 سامنے خارجیوں کی کوئی تصنیف نہیں ہمارے پیش نظر تو ائمہ و علماء اہل سنت کی تصانیف ہیں جن میں جعد
 کی طرف اسے منسوب کیا ہے اور اس طرح کہ اسی روایت پر اعتقاد کیا ہے کوئی دوسرا قول لکھا ہی نہیں۔
 صلوٰۃ علی عمر قدام علامہ ابن حجر البیہقی دیکھئے وہ لکھتے ہیں۔ کان سبب موتہ ان نہ وثبتہ جعد و ثبوت
 الاثبات بن قلیس اللکندی دس الیہا یرید ان قسمہ و یرز وجہا و بدل لہا ما شئت الف درہم ففعلت
 قمرض اربعین یوما فلما مات بعثت الی یزید تسألہ الوقام بما وعدہا فقال لہا انالہ من روضۃ الحسن
 افنضاک لافنضاک تاریخ الخلفاء امام جلال الدین سیوطی میں ہے۔ قوفی الحسن رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ بالمدينة سموا مستمہ زوجہ جعد بنت الاثبات بن قیس دس الیہا یرید ان معاویۃ ان
 تسألہ فیرز وجہا ففعلت فلما مات الحسن بعثت الی یزید تسألہ الوقام بما وعدہا فقال لہا انالہ من روضۃ
 الحسن افنضاک لافنضاک من الشہادۃ بن زبایہ شہداء محمد بن العزیز صاحب دہلوی میں ہے سبب موتہ
 ان نہ وجہ جعد بنت الاثبات بن قیس مستمہ بانواع یزید بن معاویۃ کان یزید یمن لہا ان
 یرز وجہا ففعلت قمرض الحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اربعین یوما ثم ماتت فبعثت جعدۃ الی یزید
 تسألہ الوقام بما وعدہا فقال لہا انالہ من روضۃ الحسن افنضاک لافنضاک انھوں نے تو اس کے

بعد میں ایک کھافصامت من خسرو الدینا والاخرة ذلک هو المنسوان المین۔ آئینہ قیامت تصنیف حضرت
میر جناب استاذ حسن مولانا حسن رضا خاں صاحب حسن رحمہ اللہ تعالیٰ میں لکھی ہوئی کھافصامت کتاب علی حضرت
قدس سرہ کی دیکھی اور مجالس میں کہتے ہی بارہی ہوئی ہے۔ اوداندر سہائے و تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ از قضاہ نگارانی ضلع کلیم پور کھری اودھ سرسہ مولوی پتھر شاہ ترمذی مسجد جامع ۱۲ ربیع الاول ۱۲۸۵
حضرت شریف جناب مولانا مولوی مفتی اعظم محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب السلام علیکم وعلیٰ اولادکم وعلیٰ
والیکم مسلمان کے کوثر برتنوں میں قوم بیباکی کے ایک پادری نے کھا لکھا یا اور پانی پیا مسلمان ان
برتنوں کے استعمال کرنے سے گریز کرتے ہیں اور جو مسلمان کے برتن تھے اس کا استقبال بند کر دیا ہے لہذا
اس صورت میں کیا ہونا چاہیے؟

۱) حقہ بند کرنے والے بھی کہتے ہیں کہ شریعت میں یہ نہ ہے تو ہم لوگ اس کو دھارہ کر کے نہیں اور
شریعت کو نہیں ملتے لہذا اس کی تنبیہ ان لوگوں پر کیا ہونا چاہیے؟

۲) چوں کہ اس خطہ کا غیر شہریت جمہوریت کے اکثر مسائل ہر ماہ ہے لہذا صاف اور ہر حال
مطابق شریعت محمدیہ طریقے تاکر حل ملتا تو میں اس مسئلے سے آگاہی دہانے مطابق شرع شریف یہاں کے
مسلمان عمل پیرا ہوں؟ جیوا تو ہوا۔

الجواب۔ جمہوریت ہندو مذہب میں ہے اسلام میں اگرچہ جمہوریت نہیں مگر کھڑے نفرت اور کھافصامت
تو قدر قدرت بوجہ ان کی جمہوریت باطنی کے پرستار مسلمان کافر ہے سب سے مذہبی و مجبوری شرعی حاصلت
مقبول شرع کھافصامت ظاہری میل یا ان کی جانب اولیٰ میل جائز نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ ولا تکرہوا الیٰ الکفر
ظلموا أنفسکم الناس اگر وہ شخص واقعی مجبور و معذور تھا اس نے بے مجبوری اس کافر کے ساتھ وہ برتاؤ
دیا تو اس کو معذور سمجھنا چاہیے جب کہ واقعی معذوری نہ ہو اس حالت میں اسے حریک معذور نہ سمجھنا
چاہیے اور اگر کوئی مجبور ہی نہ ہو تو کوئی ایسی غرض و مصلحت جو عند الشرع قابل قبول ہو تو وہ گناہگار ہوا۔
برتن اس کی جماعت باطنی سے نجس نہیں ہو گئے اگر اس کے منہ ہاتھ پاک تھے ان پر کوئی نجاست ظاہری
نہ لگی تھی تو وہ پاکی تطہیب قلب کے لئے دھوئے جائیں اور اگر نجاست ظاہری لگی تھی مثلاً اس نے
پیلے شراب استعمال کی تھی یا درہمان طعام کوئی نجس شے کھا کی پی تو برتن نجس ہو گئے پاکی کہنے جائیں ان
برتنوں کو کھانے کو درہمان حرام اور جمہوریت جیسا ہے حقہ پانی بند کر دینا یہ منہ صاحب ہی درست ہے جب وہ شخص

مسئلہ اول کے لیے یہ ہے کہ میں ہاکیا ان کے ڈاکو اپنے گیلے ہر وقت ہر گزری پھر سے یہی سلسلہ نکلا
سے معافان ایک مرقا تھند۔

جو لوگ اس بچے کو اس سے روکتے ہیں وہ حقیقت وہ مطلقاً ہجرت سے نہیں روکتے ہجرت کو برا
نہیں جانتے بلکہ وہ اس کی خیر خواہی کر رہے ہیں کہ یہ وقت ایسا نہیں ہے کہ لاکھوں سے طفلانہ ضد اور ہٹ
کے سبب اپنی پوجی فروخت کر دے اور کسی کے بھڑوں میں لگا رہے سوچے سمجھے وہ کام کہ بیٹے جس سے عمر
بھر بچتے اور عمر بھر بچتے نہ بنے بے وقوف سے ایسا مطلب کبھی اچھی راہ دکھا کر بھی نکالا جاتا ہے۔ ہرگز
یہ وقت ہجرت کا نہیں وہ بھی اس طرح کہ اپنا قدیم مذہب ترک کر کے جب تک وہاں وہ مذہبی جہاں ہی کے
لڑے نہیں مگر وہاں پر بچا یا اس نے دل سے ہی سوچو مگر۔ آہ یہ تو ایسا وقت ہے کہ خود وہاں کے مسلمان
اس لڑے کے قتل کا ظاہر کو اپنا رول ہزاراں نفوس بچھوٹنے پر مجبور ہو کر بچھوٹاتے اور شہر کو بچھوٹ چکی اور گلی خالی
بھاتے پھرتے ہیں۔ یہ تکالہت اور گناہوں مصائب سفر کیا انھوں نے بے مہموری اختیار کئے ہیں وہ ماشا
اللہ زمین و آسمان کی ایک کڑی آزمائش اور آزمائش اس ارض حرم کو بچھوٹ چکی ہے اور جہاں ان رہی ہے کہ کب یہ دنیا
وایمان کے لیے ہے وہاں سے دھت ہوں۔ سولی غزول جلد تران کو دھت کرے اور ان مسلمانوں کو جو فراق کے
مصائب جھیل رہے ہیں اس محبوب ترین وطن میں پہنچائے۔ آمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ دوم۔ اگر پورے ڈاک خان کسی ہاٹ موضع منشی ٹولہ لالہ لاری سرسہ منشی محمد کریمت حسین قادری
شیدی منشی حنفی۔

فاتحہ موجود ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو جواز کی دلیل کیا ہے؟ بعض لوگ جہاں فاتحہ کی دلیل یہ
ہے کہ میں نے اس کو طاعن قاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوذر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا حضرت امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم
سے وصال کے تیسرے روز اونٹنی کا دودھ اور کچھ روٹی اور کھجور کے کھدیاں لے کر ان سے منسوب ہوئے اور حضور
سے روٹنے رکھ دیا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دستِ مقدس اٹھا کر فاتحہ پڑھی ایک بار الحمد للہ شریف
اور تین بار قل ہوا اللہ شریف اور اللہ جل جلالہ عن محمد انت جہاد و جہاد تلاوت فرمائی پھر ان چیزوں کو کھیم
فرما دیا کہ حدیث صحیحہ سے وہ لائق واضح بیان فرماتے؟

الجواب۔ فاتحہ موجود ہے ضرور جائز و مستحب ہے۔ جو ناجواز کی گامدہی ہو قاعدہ سے دلیل ان کے

دوسرے کہ الاصل فی الاشیاء الا بالاعتدال جب اہل سنت اصل ہے تو جائز کہنے والے کو بھی اس سے ناجائز تانے
 والہا بتانے کہ وہ کہاں سے اور کس دلیل سے اسے ناجائز کہتا ہے کیا قرآن میں کسی طرح اس کی ناجوازگی کا
 بیان ہے یا حدیث نبوی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں یا کسی امام مجتہد نے اسے ناجائز بتایا ہے فاتحہ نام ہے پھر قرآن
 خوانی ہر روز خوانی کا اور برائے ایصال ثواب کوئی خوردنی یا نوشیدنی یا کسی کام کی کوئی شے دینے کا اور دعائے
 ایصال ثواب کا کوئی مسلمان ہے جو قرآن خوانی کو جائز تو جائز مستحب نہیں مانتا یوں ہی رد و رد خوانی کو کون مسلمان
 ہے جو صدقہ و تبرع کو مستحب نہیں مانتا ہے کون مسلمان ہے جو دعا کو مستحب نہیں مانتا ہے اہل اہل سنت مستحب
 ہوں اور مجموعہ حرام و ناجائز شرک و بدعت یہ نجد یوں کی ہی سنت ہے امامان شریعت سے بیات و رد و رد
 کی طرح آشکار ہے کہ عبارت ہدیٰ اور الی کا ثواب میت کو پہنچایا جاسکتا ہے اور پہنچتا ہے اور میت
 اس سے خوش ہوتی ہے۔ حدیث میں ہے۔ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ سئل رسول اللہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ انما تصدق عن موتانا و عن محمد بن عبد اللہ بن عبد اللہ بن عبد اللہ
 البہرق قال نعم انہ یصل و یدفعون بہ کما یفزع احدکم یا الطبق اذا اھدی الیہ۔ و دوسری حدیث میں
 ہے۔ عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال من مر علی المقابر فقرأ
 قل هو اللہ احد احدى عشرة مرۃ شفعہا جبرھا اللہ موت اعلم من الاھل بعد و الاحوات۔
 ہمارے علمائے اہل سنت نے بنا پر تصریح فرمائی کہ انسان اپنے عمل کا ثواب غیر کو پہنچا سکتا ہے اہل سنت
 کی ہر مذہب ہے۔ وہ عمل نماز ہو یا روزہ یا حج ہو یا صدقہ ہو یا قرآن پڑھنا یا یاد کرنا یا ان کے سوا انواع برے
 اور وہ میت کو پہنچا سکتا ہے اور اسے نفع بخشتا ہے مثلاً امام زہری سے مرانی الطالعح علامہ طحاوی میں ہے۔
 فلا ینسان ان یجعل ثواب عملہ لغيرہ عند اھل السنۃ و الجماعۃ صلوٰۃ کان او صوماً او حجاً او صدقۃ
 او قرآن او قرآن الاولاد کان او غیر ذلک من انواع النعم و یصل لذلک الی المیت و ینفعہ فاتحہ میں قرأت
 قرآنی و یاد کرنا و دعا اور صدقات وغیرہ انواع برے سوا اور کیا ہے جس کے سبب اس کی حرمت و شرک و بدعت
 کا توکل کیا جاتا ہے۔ علامہ طحاوی کی عبارت سے معلوم ہوا کہ اہل سنت کو اسے جائز ہی سمجھتے ہیں کہ کوئی ایک
 کام کرے اور اس کا ثواب دوسروں کو پہنچائے تو جو اسے نہیں مانتا وہ یقیناً اہل سنت کا خلاف کرتا ہے۔
 وہ حدیث جو سوال میں مذکور ہے میری نظر میں ثابت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ۔ از محمد اعظم بکر مرسلہ کن صاحب قریشی۔

زید منت مانے ہے کہ اگر میرا لاکھ سال کا ہو گیا فلاں کام ہو جائے تو مدار صاحب اپنا فلاں بزرگ
 سزا پڑھاؤں گا اب منت کی تائید سے بچے کے سر پر چوٹی رکھتا ہے جب میرا مدعی ثانی ہے تو زید ایک
 رخ کے کہ مدار صاحب کے سیدھے میں ہوتا ہے اور پہلے کی چوٹی موٹتا ہے اور سرخ ایک مسلمان سے ذبح کرنا
 فقرہ میں تقسیم کرتا ہے سب دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کا یہ قول کہ مدار صاحب کا مرغا پڑھاؤں گا
 مدہ سے شرع شریف کی سادہ اور اس سرخ کے گوشت کا کیا حکم ہے اور چوٹی جو اہل ہنود کا شعار ہے اس
 چھوڑنا کیا ہے؟ بیضا بالکتاب قحہ والوم الحساب زید کہتا ہے کہ یہ سب امور بدعت قبیحہ ہے سخت گناہ
 ہے اور کہتا ہے کہ کسی کے نام کا جانور چھوڑنا ہر کتاب میں حرام لکھا ہے۔

جواب۔ چوٹی لڑکے کے سر پر لکھنا یا ہاتھ کے سر پر بھی ایسی چوٹی یا ہاتھ ہے کہ ہندو
 کی چوٹی ہو مرغا پڑھاؤں گا یہ لفظ بھی بڑے اس لفظ سے احتراز کریں اس منت میں کوئی حرج نہیں کہ
 گرایا ہو تو میں حضرت سیدی نمدار سیدنا مدار قدس سرہ قافلایں بزرگ کی تہذیب و تہذیب کے مزار
 پر حاضر کروں گا یہ پیر پڑھاؤں گا اس کا مطلب بھی یہی ہے مگر یہ لفظ چھوڑنا تھا اس لئے اس سے مدد کیا۔
 ان منتوں تہذیب کی حقیقت یہ ہے کہ یہ تمام مزارات پر صدقہ سے جہازیں۔ حدیقہ تہذیب شرح طریقیہ محمدی میں
 حضرت سیدی امام علامہ محمد الفیہ تاجی قدس سرہ القدری فرماتے ہیں۔ من هذا القبيل تباينة القبول والقبول
 صراحة الاولیام والصلحین والسند والحدود من شفاء وحصول شفاء وقد مر غالب فانه لم يصرح
 الصدقة على الخادوسين لغیرهم كما قال الفقهاء في من دفع الزكاة للقبول وسماها فوضوح لان العبد
 بعض الا باللفظ وكذلك الصدقة على الخلق هبة والهبه الفقهاء صدقة وقد صرح الشيخ ابن حجر المذنب
 ان من ائمة الشافعية في فتاواه ان هذا الذکر الاول المیت اذا قصد به النذور فربة اخرى كالذلول
 المیت او خلافا له او اطعموا الفقراء الذین عند قبره مع السند ووجب صرفه في ما قصد به النذور الى
 اخر ما يسطر من الكلام وغالب الناس في هذا الزمان يقتصدون باللفظ ليحصل الكراه عليه ولا ينفق
 ان ينهي الواضع عما قال به امام من ائمة المسلمين۔

کسی جانور کی جان یا نہت کرنے سے اس میں حرمت نہت نہیں کہ جاتی اس نہت
 کا حاصل تو اتنا ہی ہے کہ یہ جانور انڈے کے نام پر ذبح کر کے اس کے گوشت پر ان کی فائز ہوگی جیسے شادی
 وغیرہ مصارف کے لئے جانور ہال لیا جائے اور وقت پر انڈے کے نام پر قربان کر کے اس کا گوشت اس سفر

میں صرف کیا چاہتے جس کے لئے اس نے بالائے حضرت ملازم کا مرغ یا سدا محمد کی کہانی کہہ دینے سے اس میں حرمت و نجاست کدھر سے آگئی وہ بھی ایسی ہی کہ اب لاکھ لاکھ بار خدا کا نام لے کر فاعلاً و فاعلاً کر دے حرمت اس سے نہیں ہوتی وہ بول کی توں ہے کہاں کسی کے نام کا جانور چھوٹا اور کہاں کسی کی فاختہ کے لئے جانور پانا اوساے اللہ کے نام پر فوج کر کے اس کی فاختہ دے کر تقسیم کرنا۔ بتوں کے نام پر جانور چھوٹے جانتے ہیں یہ کفار ان کی عبادت کے لئے کرتے ہیں تجارت جو بارے بھرتے ہیں یہ وہی ہوتے ہیں جو کافروں نے بتوں کے نام پر چھوٹے ہیں تو کہاں یہ نجاست اور کہاں وہ کہ کسی کی فاختہ یا شاہی یا کسی مصرف مباح کے لئے کوئی جانور لے کر اللہ کے نام پر قربانی کر کے اس کا گوشت اس مصرف میں صرف کرنا یا گھر یاں کرنا یا فدا کر دینے کے لئے تقسیم کرنا یا کچا کرنا یا کھانا کھانا۔

[illegible]

مثلاً۔ اگر کوئی زمین موقوفہ کسی ہندو کو کرایہ پر دی گئی ہو وہ اس میں ناجائز افعال کر کے مثلاً

شیر و خنیا وغیرہ تو ایسی حالت میں اس زمین کا کرایہ لپنا حرام ہے یہ اجاہد صحیح ہے اور کرایہ طلال اور جانے ہے۔

الجواب۔ بیان سائل سے معلوم ہوا کہ جب ہندو کو زمین و مکان کرایہ پر دے دے گئے اس وقت
 اس نے یہ نہ کہا تھا کہ وہ اس میں ٹھیکہ دار بنے گا اس لئے لیتا ہے اسے کرایہ پینے کے مکان، کرایہ پر
 چلائے زمین میں ٹھیکہ دار بن گیا قائم کر لیا اس صورت میں وہ زمین اسے کرایہ پر دے دے والوں پر کوئی التزام نہیں
 کر دیا یہودن حرام ہوا نہ کرایہ لینا حرام نہ اجارہ کی صحت میں کوئی کلام۔ مگر اگر فاسق ہمارے مکان کرایہ پر لیتے ہیں اس
 میں بخود وہ اس کرتے ہیں۔ کافر اس میں کفر کرتا ہے۔ پوجا پاٹ کرتا ہے۔ کلمات کفر کرتا ہے۔ فاسق و فجار شراب
 پیئے ہیں۔ ہانپتے ہیں۔ بیچتے ہیں۔ زنا و فحشا کرتا ہے۔ اس سب کا وبال ان پر ہے۔ مکان والے پر اس کا الزام نہیں
 ہوا۔ گناہ اس نے مکان اس لئے نہیں دیا ہے کہ کافر اس میں کفر کرے اور فاسق و فجار اس میں فسق و فجور
 کرتا ہو۔ اگر زمین میں ہے۔ استیجار الاذن و دار امن مسئلہ ایک مکان الا یا اس میں فاسق و فجار شراب پیئے۔ الخضر و اعمہ
 الصلیب الا یا شراب و الخمر۔ بلکہ کسی میں ہے اذا آجروا فمؤلفہ فی مصلحتہ لا یجوز ان یکونہ اذیت منہ و یطیب
 لہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ اگر شہر حاکم کے لئے ان مسئلوں پر جواب مولوی حکیم فخر فرحت صاحب ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۷ھ
فرمایا ہو تو حق اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ اختلاف مسائل میں اگر کوئی امام ابو حنیفہ کے وہ امام ابو یوسف کا قول
لے تو مسئلہ مذکور سے بچا نہیں۔ اگر نہیں لے لے گا تو مسائل اختلافی میں صمدی کے قول امام ابو حنیفہ
کو چھوڑ کر قول امام ابو یوسف کو علمائے کبار نے کیوں اختیار کر لیا ہے؟

الجواب۔ قول امام ابو یوسف یا قول امام محمد ان کے سوال کا مختصر صحیح و مکمل مذکور ہے۔ اور علامہ کا کشف المصابیح امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر عمل سے حلفیہ یا زعمی وغیرہ نہ ہو جائے گا کہ مذہب نہیں مگر امام اعظم کا ان کے اقوال امام اعظم ہی کے اقوال ہیں۔ جو جس سے مروی ہو اس کی طرف منسوب ہو اس مسئلہ میں امام کا کوئی قول نہیں مگر امام ابو یوسف مضطرب ہوتے اور یہ ان کے لیے ہے خود ان سے یہ منقول ہوا علامہ محقق ابن نجیم مصری بحر الرائق شرح کنز الدقائق میں فتاویٰ غلبہ سے ناقل۔ بحوالہ الحدیث ص ۱۱۰ ج ۱۱ رحمہ اللہ تعالیٰ فیہ قول جن کا لفظ مضطرب زالی یوم النبیۃ و جب حین الی یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ فقال اے ان مضطرب فی بعض المسائل فان وقول کل مسئلۃ لیس الشیخ انہا نقول فیمن نوبھا للحکماء۔

ہر وہ امر جس میں امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ علیہ سے کوئی قول مردی نہ ہوا یا قیامت تک مضطرب ہی رہے گا امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ سے حکایت ہو اگر وہ بعض مسائل میں مضطرب حیران و پریشان ہوتے اور فرمایا کرتے ہر وہ مسئلہ جس میں ہمارے شیخ کا کوئی قول نہیں ہوا اس میں کسی حال ہے۔ ایسی جگہ کسی یہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ سے کوئی صاحب جو فرماتے وہ بھی امام ہی کا ارشاد ہے کہ یہ جو کچھ فرماتے ہیں آخر انھیں اصول و قواعد سے جن پر امام اعظم کے مذہب کی بنیاد ہے یہ حادثہ اگر امام اعظم کے عہد میں حدوث پانا امام کے حضور پیش ہوا انھیں اصول سے امام کا بھی ہر ارشاد ہوتا۔

قول وودوح کا ہوتا ہے صوری و ضروری وہ صوری وہ جو مقول منقول ہو، ضروری وہ جس کا قائل نفساً قائل نہیں لیکن منشاء ضروری قائل ہے جسے کوئی اپنے خدام کو کسی شخص صالح کے اکرام کا حکم دے اور بائزہ بیکار اس سے کہے کہ ان کی تعظیم کیا کرو اور تعظیم فاسق سے انھیں روکے کہ کسی فاسق کی تعظیم بھی ہرگز نہ کرنا پھر وہی شخص جو صلح تمام اذانتہ فاسق ہو کر گئے تو خدام پر اس کی تعظیم ان کے آقا کے اس ممانعت عام سے منع ہے اگرچہ ان کے آقا نے اس شخص کے اکرام پر نص کی تھی اور یہاں اس کے ترک تعظیم پر نص نہیں خدام پر اس عام ممانعت کی بنا پر اس خاص کی ترک تعظیم لازم اگر وہ باوجود اس ممانعت کے اس کی تعظیم کریں گے اپنے آقا کی اطاعت نہیں۔ نافرمانی کریں گے۔ خدام اس ممانعت کی بنا پر اس کا اکرام و تعظیم نہ کریں تو کون مائل ہے جو یہ کہے کہ اگر اس کے خدام نے اس کی نافرمانی کی۔ ظاہر ہو کہ قول وہ ہی نہیں جو منقول ہو نہ صرف بلکہ قول وہ بھی ہے جو ضمنی ہو۔

العلیاء النبویہ فی الشاوی الزمیری میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں القول قولان صوری و ضروری فالصوری هو القول المنقول والضروری ما لم یقلہ القائل نصاً بالخصوص لکنہ قائل بدقیض العصور والحدود انما کم ضروریان فان لولیکم فی هذا الخصوص لکنکم کذا اور بعد انما الف الحکم الضموری الحکم العصور و حدیثا یقتضی علیہ الضروری حتی ان الاخذ بالصوری بعد مخالفة الغائل والعدولی عنہ الی الضروری موافقة اذ انما لہ کان لان زید صالحاً فامر عمر و خدیجہ باکرہ نصاً لاجہاد و کس و ذلک علیہم سراراً و قد کان قال لہما باکرہان تکرما و فاسقاً ابداً فیعد زمان فسق بن زید علانیۃ فان اکرمہ بعد خدائہ عملہ بنصہ المکرر المقر کذا کذا عاصین وان ترکوا اکرامہ کانوا مطیعین۔ اس تقریر سے ظاہر ہو گیا کہ ایسے حالات جن میں امام کا کوئی قول منقول منقول نہیں۔ حضرت امام ابو یوسف یا کسی اور امام اصحاب امام الائمہ کا قول

کے تو وہ مقتول ان کا ہے صدی اور قول امام ہے ضمنی ضروری۔ دلائل کام میں ہے الامام حکم مطلق ہے صاحب
الہیاء ابو یوسف اور محمد بن حنفیہ صاحب الامام فلیس حکم اختلاف میں ہے علامہ شبلی اور سب سے
جہارت مذکورہ شدہ امتیاز میں نقل کر کے فرماتے ہیں۔ افادان اقوال اصحاب الامام میں خارجہ عن
مذہبہ فقد نقلوا منہما ما قالوا قولاً الاھو مدعی عن الامام کہما او منحت ذلک فی شرح سنن ابی
فی دسوا الحق۔ نیز جلد چہارم رد المحتار میں بھی ایسا ہی فرمایا کہ ضمنی مذہب ابو یوسف یا مذہب محمد جو حکم
کہے وہ اس کے مذہب ضمنی ہی کا حکم ہے۔

اگر یہ صدی و ضروری اقوال مختلف ہوں تو یہ مطلب نہ ہوگا کہ امام کا مذہب کچھ ہے اور ان کے
اصحاب سے اس قائل کا مذہب کچھ ہے۔ بلکہ وہ ایسا ہی ہے جیسے خود اقوال مقولات امام میں اختلاف نہ
اختلاف عصر و زمان اختلاف ہی نہیں ایسے وقت جو یہ فرما رہے ہیں امام محمد ہی فرماتے تو ان کا یہ قول
امام ہی کا ارشاد ہے جیسے احادیث میں عورتوں کو مساجد سے روکنے کی حضور نے مانعت فرمائی۔ لا تنصوا
امام اللہ ساجد اللہ۔ عورتوں کو مساجد میں تک کہ عافیات کو بھی کہ وہ عید گاہ میں بیٹھ جائیں
رہیں اور درمیان شریک ہوں یہاں تک کہ بعض نے عرض کیا کہ ہمارے پاس علمایہ ہیں۔ ہاں انہیں اضافہ
جو چاہدہ والی اپنی ساتھی کو بھی اپنی چادر میں لے لے۔ اوکھا قال علیہ السلام انکرم ما یجوز لیسے حکم اور اس
میں کے حضرت یسنا علیہ السلام المؤمنین فادوا فی اعظم نے عورتوں کو مسجد سے نکالا اور انہیں روک دیا اور حکم
کے کہ عافیات حضرت ام المؤمنین صدیقہ بنت مسعود نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام ہم میں اگر
وہ ماضی فرماتے جو ہم دیکھتے ہیں تو وہ بھی عورتوں کو مسجد سے روک دیتے جیسے بنی اسرائیل نے اپنی عورتوں
کو روک دیا تھا کہ عافیات حضرت صدیقہ اور حضرت یسنا علیہ السلام نے انہما نے حضور کے ارشاد کا
خلاف کیا۔ لا و انہ کہہ دی کہ جو حضور فرماتے۔ تو ان کا یہ قول و نقل حضور ہی کا قول و فعل ہے صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم واکرم۔

الطیاء البیہ میں عبارت منقولہ بالاسے آگے فرمایا و مثل ذلک یقع فی اقوال الامم اما المحدث و
سماۃ و ادھر جرح او تعارض و مصلحت مہمۃ تھبت او مفسدۃ مسلمۃ قسب و ذلک لای فتنہ بالشرع
و رفع الحرج و سماعہ المصالح الدینیۃ الخالیۃ عن مفسدۃ شرعیۃ کا دورہ المفسد و الاخلاص العرف
و العمل النماصل کل ذلک قولہ کثیر معلومۃ سنن الشرح لیس لحد من الامم الا مثلاً الیہا و

لشکایہ ام و آخر ہا لہذا ہب مذہب المتأخرین ولما راد علیہ الجہان ہذا الفتویٰ بخلافہ
 الامام و صاحبہ جمیعاً فانہما اذہما اثنی عشر الحضور مطلقاً والامام فی غیر الظہور العصر والجمعة فہا
 تمام یعنی فی کل جماعت کل فالمتقدم مذہب الامام ام بمعنا احباب عنہ فی الشہر الثلاثہ نظر
 ہوا متخو من قول الامام وذلک ہنہ انہما مسعوا للقيام الحامل وهو فطر الشہرۃ بنا علی ان الفسقة
 یشترون فی الغریب لایسبحوا الطعام مشغولون و فی الفقیر والعشام نامعون فاذا فرض انتشارہم فی
 ہذا الاوقات لعلہ فسقہم کما فی زماننا ہا ہا کان المتبع فیہا الظہر من الظہر ام۔

علامہ کرام نے یہاں کہیں قول ظاہر امام سے مدلول کیا اور قول صاحبین اختیار کیا اس کے وجہ
 اتنا ہی رضویہ کی عبارت منقول بالا میں گزری ہے منقوشت ہوئی ترجمہ مرتبہ تعامل مکتبی دینی منقوشت مصلحت
 کے حامل یا کسی فساد مروجہ منقون بظن غالب کے نازل کرنے کے لئے تیر منعت دلیل نظر آتا ہے
 اگر اختلاف مسوری نہیں واقعی ہوا اور وجود مذکور ہے کوئی وجہ نہ پائی ہلے قسبہ وجہ امام کے قول ظاہر
 سے مدلول ناہا ہے کہ اسوا علیہ قاطبہ بحکم الراۃ میں ہے قد صحوا ان الاختلاف بقول الامام فیج من
 ہذا السنہ یجب علیہ الاختلاف بقول الامام وان ائقی المشایخ بخلافہ غیر ہر سببہ الغیر انما عندنا
 انہ لا ینق ولا یعمل الا بقول الامام الاعظم ولا یعدل عنہ اقل قولہما او قول احدہما او قول غیرہما
 الا عندنا ورتہ من ضعف دلیل او تعامل بخلافہ امام العلمیہ تقدم التقیہ شیخ الاسلام ہر ان الدین
 مرغیانی صاحب ہر جنیس میں فرماتے ہیں الواجب عندی ان ینقی بقول اہل حیدۃ علی کل حال۔
 علامہ طحاوی علامہ نور افندی سے ناقل لا یرجح قولہما علی قولہ الامم یوجب من ضعف دلیل او تنق
 او تعامل او اختلاف زمان ولہ یوجد شی من لایلف فالعمل علی قولہ ان اللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ املا ہر دفتر بشان اکثر سلسلہ عنایت محمدیال صاحب غوری ہر ہادی الآخر سلسلہ
 حضرت سربراہ کرامت وامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ باعث تصدیق یہاں ہے کہ ہر ایسی
 ذاک قرآن کو کجا ہادیث ہا کہ وہ غیر ہم سے یا ہر ثابت فرما دیتے کہ تلوار رکھنا مسلم کے لئے ضروری ہے
 ایک دیگر نئی انہا نے یہاں ہے کہ تلوار رکھنا مسلمانوں کا مذہبی شعار نہیں فقط تلوار صاف صاف گناہ ہے
الجواب۔ عزیز قسوم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ نہایت ہوں والحمد للہ تعالیٰ آپ کا ماقیت
 خواہ موت نامہ ملا ہے دشمنوں سے محفوظ دین کے لئے کفایت رکھنا ہے دین اپنی جان مال کی دفاع

کے لئے تیار ہنا اور سامان رکھنا مسلمانوں کا دین ہے اس پر معروف و نہی عن المنکر اور خدا کی راہ میں کوشش کرنا ہر مسلمانوں نے جہاں اپنے اور فراتفس چھوڑنے والی رہی جو مجبوری چھوٹے تھے وہ تو چھوٹے ہی تھے سخت افسوس کی بات یہ ہے کہ اپنے اختیار سے بھی چھوڑ بیٹھے ہیں کئے مسلمان ہیں جو نماز نہیں پڑھتے روزہ نہیں رکھتے نہ زکاة نہیں دیتے حج نہیں کرتے داڑھی سنت ہی نہیں شواہدین ہے کئے مسلمان آگے بڑھتے کرتے ہیں قرآن عظیم کا ارشاد ہے **وَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرِيدُونَ** بے عدا والہ وعدہ وکعبہ پر خدا کی رحمت ہے کہ اس نے کسی خاص چیز کا رکھنا فرض نہ فرمایا قوت کی جو چیز رکھنے کی قدرت ہو اس کے رکھنے کا حکم فرمایا تاکہ اگر شواہدین ہے تو ہر ممکن قوت جس کی استطاعت ہو اس کا رکھنا تو قرآن عظیم و حدیث نبوی کو کرم علیہ الصلاۃ والتسلیم سے ثابت ہے اس کا تو دینی حکم ہے خاص کر دینی تہ و مکان گولی بندوبست سے ہوتی ہے حدیث میں ہے **إِلَّا إِنْ لَقِيَ الرُّمِي إِلَّا إِنْ لَقِيَ الرُّمِي** **إِلَّا إِنْ لَقِيَ الرُّمِي**۔

اشعۃ المعات شرح مشکاة میں شیخ علامہ عبدالحق دہلوی قدس سرہ حدیث علی عقبہ میں عامرہ قال
سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول علی المنہ یقول الا ان القوۃ الرمی الحدیث کے نیچے لکھتے
ہیں گفت شنیدم آل حضرت را و اما لکن آل حضرت بر منبری گفت وی تو ایں آیت را۔ و انکد و الحمد ما
استطعن من قوۃ۔ و آماہ سازیدم جنگ کافران را بخند تو ایں از قوت و اندر تو اہالی وی گفت مکرر سارا اس
کلام را الا ان القوۃ الرمی الا ان القوۃ الرمی و اما آماہ با شنیدم از قوت و درین آیت کہ اگر کرداند
با خدا و آل تیر اندازی ست مکرر گفت سہ بار رواہ سلم و زنجیری وی عینا وی تفسیر کردہ اند قوت را سہ مرتبہ قوت یا ست
شود بدان در حسب وی عینا وی گفت شاید کہ تخصیص آل حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی را بد کہ بہت بودن
او ست قوی۔ و دوسری حدیث میں اور اشارہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم استعج حکمہ و دیکھو حکمہ
فلا یجوز احدکم ان یدعو سہمۃ۔ اشعۃ المعات میں زیر حدیث مذکور ہے بلکہ کہ عاجز نہ یابدیکے اشارہ از بازی
کردن تیر راستے خود یعنی حادث کہ نہ شہادت تیر اندازی و یا موزید آن را و اما تمام نمائید بر شان آن ویستے گھسا اند کہ
ترک نہ کنید تیر اندازی را و اما عیا و آن را و اما ست نمائید بر آن بعد از فتح خیر و غرور نہ شویہ کہ احیاناً تیر اندازی
و اتم ست الخ مختصر۔

سیدنا عبد اللہ والدہ ماجدہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اس نور کریم کے فیض حسن و جمال کے بہت بڑے
 زمان قدیش عاشق تھیں ہر ایک کی دلی آرزو تھی کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے دام میں پھانسی
 راہ میں بیٹھی آپ کا انتظار کیا کرتی تھیں مگر نور محمدی علیہ الصلاۃ والسلام کی ہر حرکت سے آپ ان میں سے
 کسی کے دام تر نہ ہوئے نہ آنے اور گناہ سے محفوظ رہے کافی مدارج النبوة للشیخ المحقق عبداللہ محدث
 الدہلوی قدس سرہ تو ایسا ہونا کوئی تعجب غیر نہیں ممکن ہے ایسا ہوا ہو میرے سامنے جو چہرہ نہایت تین
 اوپس نے ان میں نہ پایا اس سے یہ لازم نہیں کہ یہ نہ حضرت جو جو لوگ لکھتے ہیں انھوں نے کسی معتبر
 کتاب میں پایا ہو گا ان کی جانب ہر گاہ کیوں کی جائے کہ گڑھ کر لکھ دیا کہ علم و جدان عدم نہیں
 ہاں ہم اس وقت تک اسے بیان بھی نہ کریں گے جب تک معتبر کتاب جس نہ پائیں حاصل یہ کہ ہم اس
 کا اقرار کرتے ہیں جب تک کسی معتبر کتاب سے نہ پائیں اور نہ انکار کہ مسلمان لکھتے ہیں اولیسا ہونا ممکن
 تو ان کی جانب ہر گاہ کیوں نہ کر کے کہ دل سے گڑھ کر لکھ دی۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ ازربا بازار دوکان قند الحسن سوداگر مسلولہ محمد فاروق صاحب ہم جہادی الاولیٰ و ثانی

متصل مسجد منیر شاہ۔

کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین اس مسئلہ کہ ہندوستان کے کفار کی حربی کفار ہیں؟

الجواب۔ ہاں یہ سب حربی کفار ہیں اور آج ہی نہیں جب کہ سلطنت اسلامیہ یہاں نہیں رہی بلکہ یہ
 اس وقت بھی حربی ہی تھے جب کہ سلطنت منلیہ تھی حضرت ماروف باللہ رحمہ اللہ جیون رحمۃ اللہ تعالیٰ استاذنا
 مالک رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں انقلوا یا ایہا المؤمنون حل فی ہذہ الزمان ذمی و تکفروا یا ایہا
 المسلمون ان ہذا الاحزاب دما بقتلہا الا الاعامون وقد طال الکلام فی نہائاتی بیان الذمی والحر فی الاموال
 والتفریط والحق ما بینہ بعض مشائخنا سلمہ اللہ تعالیٰ فی بعض رسائلہ فطاعنا ان شئت وقد ذکر فی
 خفیہ تھا الاعظم الشافعی کلاما لا مزید علیہ فلیدعج الیہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ (۱) وہابی شہری دیوبندی۔ قادیانی۔ رافضی شیعہ وغیرہم معاملات میں ایک دوسرے میں
 یا کچھ فرق ہے ان کے ساتھ رحم رکھنا کھانا پینا ان کا معتد کیا کیسا ہے جو لوگ ان سے ایسے معاملات رکھتے ہیں
 ان کا ساتھ دینا ان کے یہاں کھانا پینا کیا کیسا ہے اگر ان سے قطع تعلق نہ کرنے میں ان کی شرارتوں سے مبتلا نہ
 معصیت ہوئے کا ڈر ہو جن کا وہ قتل نہ ہو سکے تو کیا کہے؟

۱) ایک حنفی شخص ضرورت پر باقی تینوں اماموں میں سے کسی کا مسلک لے سکتا ہے یا نہیں؟
 ۲) دو اشخاص ہندو و مسلمان ہیں تنازعہ ہے حق بجانب فیصلہ کرنے میں مسلمان کو نقصان پہنچتا ہے کافر کا حق ضبط کہتے اور مسلمان کو بچانے پر قہر اور کراہی اگر اس کو بری کر دیا جائے تو اس پر از حد سے شریعت سخت ہے یا نہیں؟

[illegible][illegible]

يسلم على الرجل الفاسق المعلن أي المظهر لضيقه أهانة له ويخفف من عني فجوره -

ہے مزد و مہاجرت ہرگز مانتے نہیں یہاں تک کہ اگر کسی کافر یا مبتدع کو سنی مسلمان سمجھ کر سلام کیا پھر اس کا کافر یا مبتدع ہونا معلوم ہوا تو کہہ دے کہ میں اپنے سلام سے بابتائے کافروں و مبتدعوں کی تحقیر کے لئے اس میں ہے (شیخ علی بن حنن) ائمہ مسلمہ و شافعیہ رحمہم اللہ و بھی او مبتدع بقول استرجعت عن سلامی غفرلہم اللہ و انی اونی برازیل میں ہے فی السیرۃ لابن ابی بکر سلام اهل الذمۃ و انی عن الیہام و الاقاامان عن الیہ غلافہ اس بہا الیہا و لکن یکبر و معانہ غفرلہم اللہ پھر بھی انھیں مرتدوں سے میل جول کی ممانعت کی تبلیغ اس انداز سے کرتے رہیں کہ وہ براہ راست جوش غضب میں آکر انھیں کسی معصیت میں نہ پھنسان و کیا واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اے خداوند العزیز المہذب ایسا کر سنا ہے کہ اس وقت وہ حکم خود اس کے مذہب کا حکم ہے کہ
 میناہ فی قضاۃ اللہ تعالیٰ و حوزہ حسن توفیقہ و ہدایت تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ (۱) خلع مسجد ایک درخت موسی کا ہے اس کا ایک ٹہنہ مسجد کی جیل پر سایہ کئے ہوئے ہے جس کے ساتھ میں نمازی بیٹھ کر وضو کرتے ہیں درخت اس کو کاٹنا چاہئے میں باقی اہل عملہ درخت کے کاٹنے جانے کے خلاف ہیں جب اہل عملہ نے درخت کاٹنے سے روکا تو ایک شخص مولانا محمد میں درخت کاٹا ہوا تھا انہیں اہل عملہ نے کہا کہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کی مسجد میں یہی درخت ہے تو اس شخص نے جواب دیا کہ اس کا گناہ مولوی صاحب کے ذمہ ہے وہ مجھ سے کبھی نہ

طلب یہ امر ہے کہ جس درخت کے ساتھ میں نمازیوں کو قافلوں پر بیٹھتا ہے اور کسی قسم کا کسی عملہ والوں کو تکلیف نہیں اگر درخت کاٹنے والا اندوٹ شرع شریف کس جرم کا مرتکب ہے۔

(۱۶) کسی عالم کو اپنی سنت والجماعت کو ترک کرنے والا خصوصاً امام اہل سنت کی توہین کرنے والا ان کو گنہگار بنانے والا اور جسے شرع کیلئے سب مسلمانوں کو اس سے بات چیت مسلام و کلام جائز نہ چاہئیں؟

بیسوا تو کروا۔

الجواب۔ اس درخت کے کاٹنے کا انھیں کوئی اختیار نہیں اور درخت خالص مسجد ہے اگر مسجد میں ہوتا تو جب بھی انھیں اختیار نہ ہوتا خصوصاً اس مسجد میں کہ وراہِ اہلِ علم مانع ہیں اور اس درخت سے منقطع بھی ہے۔ مسجد میں اپنی موضعِ سلامۃ میں بعد مسجد بیتِ درخت ہے عنقریب، لہذا مکروہ ہے۔ چنانچہ یہ ایک

لانہ تشبہ بالبیعة ویشغل مکان الصلاة الا ان یکون فیہ منفعة للمسلمین
 لا یرى فیہ لاقبقراسطینا فیقرین فیہ الشجر یقل الذی لای فی فتاوی قاضی خان۔ وہ شخص غلط
 دلیل من اگرچہ فتویٰ دیتا ہے کہ مسجد میں درخت کا پوتا یا ٹرنہیں اگرچہ علم فتویٰ اتفاقاً صحیح بھی ہو
 مسجد کو یہ چاہئے نہ کہ محض غلط دلیل علم فتویٰ دیتا ہرام ہے۔ رد المحتار میں ہے کہ قولہ تکفیل سنہ
 خلاصہ غرض الاشہار فی المسجد لاس بہ اذا کان فیہ نفع للمسلمین ان کان المسجد فائز بالاسطفا
 لا یشترط ویناویلہ وذلک لاجتہادہ۔

وفی التعلیل یہ عن القراء شہدان کان نفع الناس بطلہ ولا یضیق علی الناس ولا یرق الصفوف
 لاس بہ وان کان نفع نفسه بوسقہ او شجرہ او یرق الصفوف او کان فی موضع قبیح بہ المشاہدہ بین
 البیعة والمجید بکرم ام ہذا۔ وقد مر آیت رسالۃ للعلاۃ ابن ام یحجاج بخطہ متعلقہ بغرض المسجد
 الا قصی رہ فیہا حق من الحق بحوائج فیہ اخذ من قولہما کوغرض شجرۃ المسجد فغرضہا المسجد فغرض
 علیہ ہانت لایزیر من ذلک حل الغرض الا للعداۃ المذكور لان فیہ شغل ساعدا للصلاة ونحو ہاوان
 کان المسجد واسعاً او کان فی الغرض نفع شجرۃ والایزیر ایضا قطعاً منہ ولا یجوز ان یأتیہ ایضا بقولہ علیہ
 الصلاة والسلام لیس لعرق ظالم حق لان الظلم وضع الشیء فی غیر محلہ وذلک لکذلک اسے شخص پر
 ظلم کے سوا کچھ اور نہیں کہتے جس حدیث میں ارشاد ہوا حسن، افق یفیع علیہ لعنتہ ملائکہ السموات
 والارض من حق کسی مسلمان کو خصوصاً اس کے انتقال کے بعد۔ کسی گناہ کی اس کے جانب نسبت کرنا
 جس قدر شدید بات ہے پھر عالم کی شہادت ظاہر ہے کہ اس سے بھی ایذا ہے۔ خلاصہ تو یہ کہ توفیق ہے
 اور ارسال لسان اور ہدایت سے کہلئے آمین۔ واللہ تعالی اعلم

(۲) اس شخص نے جو کہا اللہ تعالیٰ اسے معاف کرے اور چاہئے کہ علی حضرت قدس سرہ کے
 مزار پر امن ہو کہ ابدال تو اب کسے کلام ٹرے کہ اس نے اپنے اس غلط معلوم کے بناء پر کہا کہ ان
 داری کی اگرچہ بھی اس نے جو اسے اور وہاں ہر جہ نہ کرے تو مسلمان اس کا احترام ہی بڑے کر کے کریں آگے
 نہ ٹھٹھ چھو سکتے ہیں جب تک وہ توبہ نہ کرے کسی مسلمان کی باقی ایذا رسانی حرام ہے حدیث میں ہے کہ
 من اخطأ مسلماً فقد اخطأ فی حق اللہ نہ کہ عالم دین اور امام مسلمین کی توفیق وہ بھی بعد رسالہ
 اعلیٰ حضرت کی سہولت جو درخت ہے وہ مسجد سے سیکڑوں پر جس پشیرے کہ جس وقت برقی بھی آباد نہ تھی

یہاں جنگل تھا پھر مسجد بھی اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تعمیر کرائی ہوئی نہیں اور اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ مسجد میں درخت ہونا بجا نہیں درخت سے ضرورت بعد سجدت موضع صلاۃ ہونا چاہئے کسی مسلمان کی ہانپ کسی گناہ کی نسبت پھر بے ثبوت کرنا سخت شدید بات ہے اگرچہ وہ فاسق ہو نہ عالم علماء فرماتے ہیں لا یجوز نسبتہ الخ اور ایسے جلیل القدر عالم دین امام مسلمین کی طرف نسبت وہ بھی بعد وصال شریف کجیات میں تو استغفا بھی ممکن۔

مسئلہ۔ ازبرخی متصل مسئلے نام مسئلہ شتمت ازہر علوانی مورخہ ۱۲ رجب المرجب ۱۳۵۶ھ میں ایک بزرگ بیوکہ دو دوسرے میں حرام کوئی ہے وہ اپنے یہاں کوئی کارخیز کر کے یعنی تختہ یا بزرگ فاتحہ یا نکاح وغیرہ وغیرہ تو وہ اس وقت دس روپیہ قرض لے کر اپنا کام کر لے اور بعد میں اپنی فروگ سے وہ اس کو دس روپیہ دے دے تو ایسا پسہ کوئی نمازی آدمی یا طالب علم کھلے تو بجا نہ ہے یا ناجائز؟

الجواب۔ فتاویٰ مولوی محمد امجدی مکتوی میں ہے ہا اگر وہ شخص کہ کل مال اس کا حرام ہے وہ اگر خیرات کرنا چاہے تو قرض لے لے اور اپنے مال خیریت سے اس قرض کو ادا کرے اور قرض لے کر وہ دے دے گا اس کا جواب اس کو ملے گا اور نذر نہ تحفہ وغیرہ لیا بھی اس سے درست ہو گا۔ فی الخلاصۃ قال فی شرح جبل المنافع الشمس الاثمۃ ان الشیخ ابی القاسم کرمان محمد یا علیہ السلام جازۃ السلطان کان یستقرض لم یصح حوائجہ ویقتضی دینہ بما یأخذ من الخیرات والیہ فی المال حرمہ الراجح عفویہ بالقوی ابو الحسنات محمد عبدالحی سجاف الذہن ذنبہ الجلی والحق۔ فتاویٰ عزیز حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب میں ہے۔

سوال۔ اگر کسی از قرض کہ مشروع نہست گرفتہ مسجد احداث نماید بعد از ذر زشت و غیرہ کہ غیر جائز ست زدر قرض ادا نماید شرعا احداث ایسے مسجد درست ست یا نہ؟

جواب۔ ایسے تمام احداث کردن مسجد درست ست حکم مسجد دارانہ ولید ثواب برآں متوقع ست زیرا کہ انزال کر قرض گرفتہ بناساتہ دو وقت اولے دین ایس قرض اگرچہ انزال خیریت ادا نماید خیریت اس دے مال کے اول قرض گرفتہ است تا غیر نمی کند۔ جو مال حلال اس نے لے کر صرف کیا وہ کما مال مال کا طالب علم اور مقصد از شخص کو اس کے یہاں بجا آمد عورت پر یا بے دعوت نہیں چاہئے کہ کچھ کیاں انھیں گی تفسیرات ائمہ میں ہے ان کان مقتدی بجمع البتہ ولا یأکل مثلاً لا بدی الناس بہ وان لم یکن مقتدی فان قعدا فان جازوا لادنی ترکہ ام مختصراً لا لکیرہ میں ہے لا یحب دعوی الناس المعلن لہم علمتہ غیر من

مقدم کرد کسی ہے زمینے بجایا اگرچہ ہے لوگ الخ یعنی حرام خواری میں کوئی حرج نہیں مرنے نہیں ہے بھی
بزرگوار بجاکر تم کو بہتر ہوگا کہ شراب پی لیتے۔ شراب پینے کو بہتر کیا اور زبان کے کھانے سے بہتر کیا۔ و لا حول ولا
قوة الا باللہ العظیم واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ ازینبی صالح مگر مسئلہ کفایت حسین صاحب رضوی بزم شعبان ۱۳۵۴ھ
نیدر داشت کرتا ہے کہ طالب علم قرآن عظیم کا سبق یاد کرتا ہو اس حالت میں کہ اس کا ہر حرف غلط
اور ہوتا ہو اور اس کا ایک جملہ کئے ہوئے ہو اس حالت میں کہ کچھ غلطی کرتے ہوں اور کچھ ٹھیک و سہو
اور استاد بھی ہر شخص سے باتیں کر رہے ہیں اور کچھ نکاح ہے میں مگر طالب علم کو سبق صحیح کرانے کی استاد
کو کچھ فکر نہیں ہے یہ معاملہ دیکھ کر کہہ سکتے ہیں کہ اگر ایسی حالت میں یہ سب کام خرام ہیں تو استاد نے جو لب
دیا کہ نکاح کا نام بھی نہ کہنے کہا کہ اس کی کوئی خبر ہی نہیں لی جا رہی ہے۔ لہذا حکم شرع استاد کو
وام کے واسطے کیا ہے؟

الجواب۔ قرآن عظیم کا مستابر شخص پر جو وہاں جہاں قرأت ہو رہی ہو اس پر فرض ہے اس
وہمات پر ہی نہیں ہر کام کہ محل استماع ہو گا جائز ہے قال تعالیٰ۔ واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا
لعلکم ترحمون۔ خصوصاً استاد کو اس پر اصلاح کے لئے بھی مستابر ہو رہی ہے اور طالب علم جو غلطی کرے
اس کا تانا بانا خصوصاً قرآن عظیم میں۔ بے شک وہ استاد ہے پر وہابی اور ترک فرض استماع دونوں بالکل
کاظم ہو گا جب کہ بعد قرأت وہ کلام یا کسی کام میں مشغول ہو رہا ہو تو وہ لوگ جو وہاں بیٹھے ہوں اور
اگر وہ مشغول تھے پھر ان کے نزدیک طالب علم نے اپنا پڑھنا شروع کیا تو اس صورت میں یہ لوگ معذور
نہیں ہائیں گے ان پر الزام نہ ہو گا۔ فقیر نہیں ہے میں انرا حق البیت واحد مشغولون بالعمل یصلون
فی تربت الامتاع بن اختصار العمل قبل القرأت والا فلا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از عملہ لوگ پر مستفیق عبد الرحمن بنی معرفت، بلذات۔
لوگ تبارک کہتے ہیں یہ فرض طالب و سنت ہے یا نہیں رسول قبول علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
صاحب کرام کے یا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہے کہ لا حکم فیہ کیا ہے کہ نہیں؟
الجواب۔ تبارک ایضاً جواب ہے ایضاً جواب سلب و محسن ہے حضور نے بھی ایسا
جواب کیا ہے مگر کرام نے بھی امام اعظم نے بھی ایسا جواب دیا کہ ایسا جواب جائز ہے اور میری قیامت

سے لگاویں یہاں قاضی کہاں۔ یہاں علم علم اربلہ کی صحیح التعمید غیر فاسق قاتم مقام والی ہے اس کے
اجانت سے یہ تغیر کی جاسکتی ہے جس کی اصلاح ہو جائے اور واپس گرنے پر پھر اس کے بگڑ جانے کا
اندر نشہ ہو تو بعد اصلاح اسے اس کی رقم واپس دے دی جائے اور جس کے بگڑنے اور تغیر کی حدیت
ہی جانے کا اندیشہ ہو اس کی رقم کسی نیک کام میں صرف کر دی جائے اگر اس سے اجانت لے لی جائے تو
ایسا ہے اور اگر وہ اجانت نہ دیں تو بھی اس کی طرف سے کسی نیک کام میں لگا دی جائے کہ اسے ثواب
پہنچے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ لوگوں جو کھانے کی گڑیاں آدمی اور عورت کی شکل بنا کر کھیتی ہیں تو یہ جائز ہے یا نہیں
نہ کہہ سکتے کہ جب تصویق نہ کیا گیا تھا تو کھانے کے کھیلنا بھی ناجائز ہوگا اور یہ بھی ثبوت ہے کہ بی بی عائشہ
صدقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بچپن میں گڑیاں کھیتی تھیں۔

الجواب۔ تصویر کشی بے شک ناجائز ہے۔ بنی ہوئی گڑیاں جس کے ناک نقشہ کچھ نہیں ہوتی جن
کالے دھبے سے کچھ نشان کر دیے جاتے ہیں ان سے کھیلنے میں بچوں کے لئے حرج نہیں جیسا کہ
حدیث ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ظاہر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از عملة ولان مسئولہ سید احمد شاہ صاحب۔ از رمضان المبارک ۱۳۱۴ھ
حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صاحب زادہ تین تھے یا چار اور ان کے اسامہ بارگ
کی کیا تھیں؟

الجواب۔ اس بارے میں روایات بہت مختلف ہیں ان چاروں کو سب کا اتفاق ہے حضرت
سیدنا قاسم و سیدنا انور اور چار صاحبزادیاں حضرت زینب اور حضرت رقیہ حضرت ام کلثوم و حضرت فاطمہ
زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا و تینوں صاحبزادے کسی روایت سے تین اور کسی روایت سے تین کے نام نہ بھی
معلوم ہوتے ہیں۔ قاسم عبد اللہ۔ طیبہ۔ طاہر مطہر۔ قناری شہر شہر میں ہے مسئلہ رضی اللہ عنہ عن
عبدلاد و لادینہ الذکر ام علیہ و علیہا افضل الصلاۃ والسلام فاجاب بقولہ لا یلتحق علیہ منہ مست و ذکر
ان القاسم و طاہر و احیہ و امیر و بک و وقیعہ و ام کلثوم و فاطمہ و طہ و لام و امیر و امیر و امیر و امیر
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و مختلف قیامی و طہ و لام السنتہ فضلہ علیہا بن مصداق الطیب و الطہر
فتكون ثمانية اسماء ذکور و اربع اناث و الزینب و بن کاسم عبد اللہ صغیر و بک قال و هذا

الاؤذنتہ فی صلواتہ شکرکلمہ من ناحیۃ البیت لایلدرون من ہول غسلوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم
وعلیہ ثیابہ مقاموا اتبہوا من النور فغسلوا علیہ قبضہ یضعون الما فوق القیمین ویذکونہ
بالتیمس مہوا البیہ فی دلائل النبوۃ واصلہ فی ابی داؤد عن عائشہ وابن ماجہ عن بربیعہ والک
تعلل اعلمنا

مسئلہ - از میری ضلع بریل میں مسٹر عبد الشکور ۱۲ رمضان ۱۳۵۴ھ
(۱) فاتحہ و وجہ سنت ہے یہی فاتحہ گو سنت کہتا ہے اس کا کتنا تحیک ہے یا نہیں بروئے شرع

فاتحہ کیا ہے؟
(۲) اگر کوئی شخص تمام عمر باوجود قدرت کے اپنے اہلاد و آبار کی داد و اکرام کی جناب غوث اعظم کی
گیارہویں مغل میلاد اقدس نہ کر سکے اور تمام عمر یاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ کر سکے نہ کہنے سے کہو
اسلام کا سوال پیدا ہوتا ہے یا نہیں۔ شخص مذکور صوم و صلاۃ امر دینی کا پابند متبع سنت ہے؟
(۳) حرام ہر چاروں چاروں کا کیا ثواب ہے اور اس سے صاحب خراج کو کیا فائدہ پہونچتا ہے؟

الجواب - ایصال ثواب سنت ہے حدیث کریمہ کہ قرآن عظیم کی تلاوت ہر ایک ایصال
ثواب سنت ہے وہ سنت ہے فاتحہ میں اور کیا ہوتا ہے وہی آئینہ و عرفی ہے شرعی نہیں اور اس کی
غرض صحیح ہے قاتل و قاتلین میں ہے اس میں معنی سنت ہر چاروں احوال مطعون علیہ زیر اگر غیر از ان میں شرعی
مقررہ لاجس کس فرض نمی داند اسے زیادت و تبرک بقبور صالحین و اہل ایمان بادل ثواب و تلاوت قرآن و
دعا کے غیر و تقسیم طعام و شیری امور مستحسن و محبوبہ است بلکہ اہل ایمان روز عرس ہر ایک سنت کمال ہر
بکر اشغال ایشان فی باشد از دار العمل بدار ثواب و اہل ہر روز کہ اس عمل واقع شود موجب فلاح و نجات است
و علف و الا لازم است کہ سلف خود را میں نور و بر احسان نمایان چہ در احادیث مذکور است کہ ولد صالح
پر عمر و تلاوت قرآن و اہل ثواب را عبادت قرار دادن یعنی ہر کمال بلاست و اقرار بخل سنت دینی میں ہے
در تذکرہ سنی مرقوم است عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کان یأتی الحدائق کل عاء فاتی القنویۃ الشعب ملہ حی قبرا الشہداء و قال سلام علیکم ہا صبرتم فنعہ حق
اللہ ام و اتخرج ابن جریر عن محمد بن ابراہیم قال قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یأتی قبرا
الشہداء ام علی داس کل حول فبقول سلام علیکم ہا صبرتم فنعہ حق اللہ ام و اتخرج ابن جریر و عثمان

ولی التعلیہ عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کان ہالی فہو الشہدہ من اس علی صلی
فیقول السلام علیکم وعلیٰ عیالکم وعلیٰ اموالکم وعلیٰ اولادکم

قادی جیو شہر میں یہاں حضرت شاہ صاحب کا مجلس ذکر وفات شریف اور مجلس شہادت حسین
کے نام سے ہوتا ہے اس کے غم پر یہ جماعت ہے۔ بعد ازاں تمام قرآن مجید و شی کرت خواندہ ہر صاحب فاضل و
عی آید و درین میں اگر شخصے غرض امان سلام فی خواندہ ہر شروع اس اتفاق فی شود طاہرست کہ درین
کا شرف و احترام مجلس را و این فقیر را ہم رقت و یکالافتی فی شود ان مست قدسے کا محل فی آپسے اگر تیز از
فقیر کہیں و فتح کہ غور شدہ ہر از فی بود اقام برآن اصلا فی کرد و اللہ تعالیٰ اعلم فاقوم و جبے سخن و غیب
ہوئے میں کچھ شک نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

(۱۲) اگر وہ یہ سعادت بہا نہیں لانا اور یہ برکات حاصل نہیں کر سکتا اگرچہ فی نہیں رکھتا تو بدست
تو نہیں تا سعادت مند بہ نصیب عز و سعادت ہی شاہ صاحب کی جماعت میں گذر کر غفلت والا زمست کہ
ملفت خود را اس نوع برو احسان نگیرد اور جو پیش بر عقل ماسور مستغرق و گاہ کا انکار کتابے انھیں منور ہوتا
ہے وہ فی شریف دل سے گزرتا ہے حدیث حکم سے طعون ملائکہ زمین و آسمان ہوتا ہے قال التی وحی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان افق افقہ سعادت ملائکہ السعادت والافق وہ جری ان رسول چھڑی
ہے میں طرح کسی بات کو باطنی طرف سے نہیں کہا جاسکتا قرآن و حدیث ہی کی رو سے کہا جائے کہ لایا
کی کو بات کو باطنی ہی کی طرف سے نہیں کہا جائے گا بارشانا ہی و فرمان رسالت جنابی جل جلالہ و صل
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کہا جائے گا کہ کسی دہائی میں دم کہ وہ امور مذکورہ سے نعمت کی کوئی اہمیت
میں کہ سکے۔ مثلاً ابرہہ ان کے حملہ قدین ہ قتل اللہ اذن لکھ علی اللہ فکونہ منور کہنے والا
ہر مذہب دہائی گرام ہے کہ آج کل دہائی کا یہی شعار ہے۔ یہ تو محض انکار کا حکم ہے کہ وہ متبع قیوہل
موسنین ہے اور جن کا انکار بہر مذہبی اور توہین و تحقیر پر مشتمل ہے ان کا حکم اس سے زیادہ سخت
ہے واللہ تعالیٰ اعلم

(۱۳) عزراٹ اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو قبور حرام سے متاثر نہ کہ لوگ وہاں حاضر ہوں ان کے
غیر برکات سے مستحق ہوں ان دعاؤں کی کے سبب ان کی بہت سے عجیب چاروں ٹالے سے مستحق
ہے مسلمانوں کو فیوض برکات اولیائے کرام سے بہرہ مند کرنا اور ضرر و زہا ان اولیاء کرام سے بچانا ضروری

کار ثواب ہے اور مستحب و مستحسن ہے کہ نصیحت وغیرہ راہی مسلمان ہے صاحب غرہ کو یاد رکھنا حاجت نہیں
مگر اتنا ضرور ہے کہ جب امتیاز قیود عوام سے ہوگا تو وہاں لوگ سامعین دیں گے اور ایصال ثواب کا خاص
اہتمام کریں گے۔ یوں ہی گذرتے ہوئے نہ چلے جاتیں گے شامی میں ہے (۱) قصدہ التغلیف فی عبود
العامۃ حتی لا یخفروا صاحب القیود وحبب الخشوع والادب للفقہ المذنبین الزائنین فہو جائز ولا یصلح
بالغیبات وان کان بلدۃ فہو کقولہ بعد طواف الوداع یرجع الفقہری حتی یرجع من المسجد لاجل
للہیت حتی قال فی منہاج السالکین انہ لیس فیہ سنتہ مرویۃ ولا اثر جمعی وقد فعلہ اصحابہ انتہی
واللہ تعالی اعلم

مسئلہ۔ از قصیدہ حکیم علیہ شیریں مطلع بستی جو بدالہام قادری اشرفی ۱۶ ربیع الثانی المبارک ۱۳۵۵ھ

(۱) میلاد شریف میں قیام کرنا جائز ہے یا کہ نہیں؟

(۲) ساتھ کھانا شیرینی وغیرہ رکھ کر فاسخ کرنا جائز ہے یا کہ نہیں؟

الجواب۔ (۱) قیام مجلس میلاد جائز و مندوب و مستحسن ہے اور اس زمانہ میں کس کا انکار؟ بہت
کاشعہ ہے قیام کرنا کہ ہے تفصیل اگر منظور ہو تو رسالہ مبارکہ ۲۰۱۱ قاتلہ القیامہ تصنیف الطیف علی حضرت
سیدنا ابوالحسن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہ مطالعہ کرس والہ تعالیٰ اعلم

(۲) ہاں اگرچہ فی قنوی عزیز حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہ میں ہے فاقہ بر شیرینی یا طعام
ممودہ تقسیم در میان حاضران نہایت نایاب قسم معمول در زمانہ غیبہ خدا و خلقا در شدن نہ ہو و اگر کسی اس طوکند
پاک نیست زیرا کہ درین قسم گنج نیست بلکہ فائدہ ایما و اموات و حاصل فی شود اسی میں ہے اگر مالید
و شیرین و بنابر قاتلہ بزرگ بقصد ایصال ثواب بروح ایشان بکند بخود نہ مضائقہ نیست و اگر
فاقہ بنام ہند کے دادہ شود اس فی خور دن اناں جائز است نہ لکھنؤ تفصیل مطلوب ہو تو رسالہ مبارکہ
مالیہ الفاقہ تصنیف شریف علی حضرت قدس سرہ مطالعہ کرس والہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ زید کا قول ہے کہ شراب حقوزی مقدس ہے کہ مدسکہ کو پہنچے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ
کے نزدیک اس کا پینا جائز و حلال ہے یہ صحیح ہے یا نہیں اگر نہیں تو سنو حوالہ کتب جواب غنایت ہو
میں آؤ تو روا۔

الجواب۔ زید کا قول حضرت سیدنا امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ پر اقرار ہے اس پر پہلی آن

فیہا الطبع یعنی بعد ماصالت حمرا لا یفرق حرمتها باطبعہ ولکن جاشر یقتلہا عندنا ناعلا فالشفا فیہا
مسئلہ۔ از میر تقی مولوی محمد حسین صاحب موجد طلسمی پریس۔ ام شوال المکرم ۱۳۵۷ھ
 مستورات کو اپنے پیروں شد قبلہ سے پردہ کرنا چاہیے یا ان کے سامنے آنا چاہیے اگر بزرگان دین کا
 معمول بھی کچھ ارشاد ہو تو بہتر۔ بیضا تو ہوا۔

الجواب۔ عورت پردہ پر ضرر محرم سے پردہ فرض ہے۔ پر استاد محرم نہیں ہوا بعض انہی سے جو بزرگان
 دین ہیں وہ پردہ کو لازم ہی جانتے ہیں۔ شرعاً اجانب سے پردہ لازم۔ مطلقاً قاری کی مسک متعطل میں ہے
 فرماتے ہیں سنو النوحہ عن الاحباب واجب علی المرأة جو عورتیں خود سے پردہ پھرتی ہیں ان کو ہدایت
 کنوایہ پر کام ہے اگر وہ پردہ نہ کریں خود سامنے آئیں اور ان کی طرف دوسری نگاہ قصدی نہ ڈالی جائے
 تو اس پر الزام نہیں۔ بزرگان دین عورت کی آواز کو بھی عورت جانتے ہیں اور اس کی آواز بھی سننا انہیں
 جانتے ہیں۔ میرا اولیاء شریف میں ہے کہ گفت اگر امامی در نماز باشد وہ جانتے در عقب او مقتدی شود و در اس
 جماعت عورت ہم باشد پس اگر امام را سہواً قدم دمانے کہ آقا کردہ باشد کہے کہ تسبیح اعلام دو گوید سبحان اللہ
 و اگر نہ واقع شود او بیگو نام را آکا نہ۔ سبحان اللہ گوید زیر کہ نشاید آواز نشود ان پس کہ نہ پشت دست
 برکت دست زند و کف دست برکت دست نہ زند کہ یا ہونی مانند۔

یعنی حضور نظام الملک والدین سلطان المشائخ نے فرمایا کہ اگر جماعت پوری ہو اس جماعت میں
 عورتیں بھی ہوں اور امام کو سہو ہو۔ مردوں سے کوئی امام کو سہو سے تسبیح کہہ کر مطلع کرے اور اگر عورت ہو
 پردہ خوف پائے تو وہ تسبیح نہ کہے کہ عورت کی آواز سننا جائز نہیں وہ کہہ کر نہ کہے کس طرح سے اعلام ہو کرے
 وہ پشت دست کف دست پر مانے۔ مانی نہ بجائے کہ تالی اہو لعب میں کہاں جاتی ہے۔ پردہ کا حکم حکم
 شرع ہے اور بزرگ کا کوئی قدم شرع سے ہٹ نہیں سکتا اس کی بزرگی مانی سہنے کے لئے ضروری ہے
 اتباع شریعت علی وجہ الکمال۔ اور پیروی سنن بروہر کافی۔ تو بزرگوں کا معمول پوچھنا ہی نافرمانی ہے۔
 بزرگوں کا معمول اتباع شرع جب ظہر اور پردہ کا حکم حکم شرع تو خود ظاہر کہ بزرگوں کا معمول پردہ ہوا اللہ ہے
 اور ہے گا۔

بعض اولیاء کرام کے مرید جو خود بھی درجہ ولایت بر فائز تھے ایک نہایت حسین خوبصورت
 پر نظر پڑی جب بے پردہ جاری تھی ساتھ ہی اسی آن میں اس کا چہرہ ہوا کشوف ہوا آپ نے دوسری نظر

انھیں دیکھنا تھا کہ کسی حسین خلیل ہے اور اس کا کیا برا تھا کہ جب مرشد حق کی خدمت میں حاضر ہو کر
 اس میں عرض کیا کہ اے اقدس پیر لیا دوسری جناب حاضر ہو کر سلام عرض کیا اور دوسرے شریف پیر لیا
 خیر اس سے نہیں ہو گیا کہ آج کوئی لڑاؤ میں لیا ہے کوئی جرم مجھ سے ہوا ہے کوئی خطا کوئی قصور
 مجھ سے سرزد ہوا ہو گیا تو یہی کہہ کر اس ناخرم عورت کی طرف میں نے نگاہ کی تھی عرض کی حضور
 ہاں آج بھی وہ نگاہ شہوت نہیں تھی ارشاد ہوا کہ مگر شرع نے دوسری نگاہ کی اجازت تو نہیں دی۔ اللہ
 انہیں آج کل کے لوگ بے پردگی پر راضی رہتے ہیں وہ بننے کے بزرگ تھے بزرگ صورت ہونا اور بے
 اور بزرگ ہونا اور حقیقتاً وہ بزرگ نہیں ہرگز وہ بزرگ نہیں جو متبع شریعت نہیں کیسا ہی بظاہر بزرگ
 بلکہ صاحب کشف کرامت جو الامتاز فوق الکرامت شریعت پر امتقامت ہے اور کشف و کرامت
 میں تو بزرگ کرامت سے زائد کرامت امتقامت ہے اور لاکھ کرامت دکھائے شریعت سے بے کراں ہے
 حضرت سرور و العالیٰ راشد تعالیٰ و مہربان تعالیٰ

یہ حکایت اس وقت کہ میں نہیں آتا کہ کس کتاب میں کن کن بزرگوں کے متعلق دیکھی غالب اس
 سیراویا شریف میں ہے اور حضور سلطان المشائخ اور ان کے مرید ہی کا واقعہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 ملاحظہ فرمائیے۔ ازلام پور رسول علی حسین خان صاحب معرفت مولوی عزیز احمد خان صاحب فکیل، ایشوال ملک
 ایک ایسی ریاست ہے جس کا تیس اول سنی المذہب تھا اور تین افواج کی امداد سے یہ ریاست
 اصل کی گئی وہ بھی ایک ایسی سنی المذہب تھیں چند سنی المذہب ریسول کے بعد بعض ریسول نے شیعہ
 مذہب اختیار کر لیا اور تیس سال مذہب شیعہ مذہب لکھا ہے اس ریاست میں ہمیشہ سے حنفی مذہب کا
 احترام کیا جاتا تھا حنفی قوانین جاری تھے افکار رسوم کے وقت صرف ایک قیام افغان کے لئے
 پہلا کی جاتی تھی جو سنی قاضی کے حکم سے سینوں کے افغان کے وقت ملتی تھی اور کوئی کام ایسا نہ کیا جاتا تھا
 جو حنفی مذہب کے احترام کے خلاف ہو۔ رئیس مال نے حنفی قانون کو ترک کر کے اس کی بجائے غلامان
 جاری کرانے شرع شریعت کی بجائے خود ساختہ قوانین پر عمل ہونے لگا۔

دسویں عزم کو بازار لوگ میں بند کر دیے جانے لگے مدلل و فیوض کے جلوس آبادی اور از میں
 سے گندنے لگے اور افغان کے لئے دو توپیں سر ہوئے لگیں ایک سنی افغان کے وقت دوسری شیعہ افغان
 کے وقت سنی آبادی کے وہ لوگ جو اتفاق سے سنی افغان کی توپ نرسن کے یاہیہات کی آبادی جو پہلی

توب کے سننے سے عاجز رہے وہ شیعاوقات پر روزے افطار کرنے کے ایسی حالت میں محفل المدرب کو ان ہمدردوں کے خلاف احتجاج کیا مذہباً لازم ہے یا نہیں اور بالخصوص مبنی علماء کا فرض فرمائی ہے یا نہیں کہ وہ ان ہمدردوں کے خلاف آواز بلند کریں اگر اس احتجاج میں اندیشہ نقصان اٹھانے یا قید و بند ہونے کا ہوتو تب بھی احتجاج کرنا علماء کے لئے ضروری ہو گیا یا نہیں؟ بیونالہ الصدق والصابا توجروا۔

الجواب۔ امر بالمعروف وازالہ المنکر بقدر قدرت واستطاعت فرض ہے حدیث میں لکھتے ہیں دافعی منکر مقلد افلیح یروا بہ فان لم یستطع فلیس بکافر فان لم یستطع فلیس بکافر واذک اضعن الایمان امر بالمعروف وازالہ المنکر میں اگر ضرر لگائی ہو تو ایسے وقت اگرچہ ترک موجب ثناء ہو گا مگر امر بالمعروف کرنا منکر کا سامنا بہت عظیم کاروائی ہو گا یہاں تک کہ اس میں اگر کسی کی جان جائے تو افضل شہداء ٹھہرے پھر رہن رہتے ہوئے محض احتجاج پر حقوق منکر کا کسی ایسے شخص سے جو کتنا ہی ظالم ہو مگر اگر اس کی سبے حیائی اس حد تک نہ پہنچی ہو کہ وہ ظالم کہے جانے اور بدنام ہونے کی پرواہ نہ کرے بلکہ کوئی اندیشہ بھی نہیں ہو سکتا علمائے کرام وظیم جم سائر امام خواص اور عوام سب پر ہر ایک فرد پر اپنے حسب قدرت واستطاعت تحریر و تقریر ہر حد پر سے ان مظالم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنا شرعاً عقلاً ہر طرح لازم اور ظالم مظالم کی آواز بلند ہونا ایک فطری بات ہے جو ہرگز کسی ذی انصاف کے قانون کی زد میں نہیں آسکتی اور جو اس پر بھی دفعہ ہوا نافذ کرے وہ ہرگز کسی مائل کے نزدیک ذی انصاف ہستی نہیں ٹھہر سکتی۔ وہ جفا کار تمام شعائرا یا ہو گا کہ ظالم عالمے اور روئے ندوے (اہل سنت کی سیاست پر انصاف کا قبضہ ہی خود بظالم اور تمام مظالم کی جڑ ہے۔ پھر ظلم بالائتہ ظلم یہ کہ اہل سنت کے مذہب بہ مذہب کے خلاف احکام جاری کرنا۔ سوگ تلام ہے پھر سوگ کرنا ان کے مذہب کے احکام کو کٹا کر قوانین شریعت کیسے لٹا کر ان کی جگہ خود ساختہ غیر شرعی قوانین جاری کرنا یہ تو نہ صرف اہل سنت بلکہ ہر اس شخص کے نزدیک بھی اشد ظلم ہے جو اسلام کا نام لکھا ہو مگر مسلمان کا فرض اہم ہے کہ وہ ان مظالم حکام و رافضی پر بند صدائے احتجاج بلند کرے اور ان کی اصل کی تصحیح کی جاسے پوری یک جہتی کے ساتھ یک دلی یک زبان ہو کہ احتجاج کو اس اور جب تک دم میں دم ہے برابر احتجاج کرتے رہیں رئیس اگر تو جہ نہ کرے گورنمنٹ کے کانوں تک اپنی چیخ بیکار ہو جائیں وہ گورنمنٹ کو اپنے خود ساختہ قانون کا احترام اور اس کا لحاظ پاس اتنا ضروری جانتی ہے کہ آئندہ وہ دشمن کو اس کی خلاف ورزی کے ارادہ پر محنت سے لگادیتی اور ملک بدر ہونے پر مجبور

کہ کیا وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ وہ گورنمنٹ اہل سنت کے احتجاج پر کس قدر افسس کی منیوں پر
 ہی دین و مذہب کے خلاف ہے ان کے یہ مظالم نہ ہوتے تو ایک عظیمی وجہ واجب العزل کہنے کے لئے
 حکام کی وجہ تھی ردافض کو برسر حکومت و اقتدار رہنے دے اور منیوں کے دینی اسمائی مطالبہ کو شکم
 نہ لے اگر گورنمنٹ منیوں کے اس مذہبی مطالبہ کی پرواہ نہ کرے اور ان کی مدد سے احتجاج پر کان نہ دھرے
 تو ہر ذی انصاف کی نظر میں اس کے اور عدا انصاف کی جو قدر ہوگی وہ محتاج بیان نہیں خصوصاً ان مظالم
 واضح و فاضحہ پر بھی اگر کچھ شنوائی نہ ہو اور ہر مذہبوں مظلوموں کی بھیج بیکار نہ رہی ہلے معمولی اوقات کا متولی
 جب دہانت کے خلاف کرتا ہے شرعاً عقلاً ہر طرح ذی ہوش اور عقل سلیم سے خدا واسطہ رکھنے والے کے
 نزدیک بھی واجب العزل ہو جاتا ہے نہ کہ ایسے ظالم جاہل کام۔
 ریاست و بادشاہت حکومت و دہانت کے کوئی شخص کسی ذی انصاف کے نزدیک مالک
 نہیں ہو جاتا کہ جو چاہے جیسا چاہے تصرف کرے۔ انگریزوں نے اپنے خود سامانہ قوانین پر جسے بادشاہ
 امین نہیں حاکم ناما اس کے لئے لازم ہے کہ وہ ان قوانین کا احترام کرے اور محدود و مقرر میں ان کے قانون
 سے تجاوز نہ کرے اگر تجاوز کرے گا اس حد بندی کو توڑے گا لیں نہیں توڑا جاسکے گا۔ تو ان دھت
 سے محرم کر دیا جائے گا پھر کیا وجہ ہے کہ مسلمانوں کی ریاست میں جہاں ان کے شرعی حدود و قوانین
 جاری رکھے جیسے حدود شریعہ کے اندر حاکم ناما وہ حدود شریعہ کو توڑے اور جسے تمہاؤں کے پھر بھی لے
 تو لے اس کے بنائے ہوئے ایسے حکام کو جو مسلمانوں پر ظلم و ستم کرتے رہیں مسلمانوں کے سر پر لگاتے
 ہے دہان کی طرح مسلط رکھا جی جائے مسلمانوں کی بھیج بیکار نہ رہی ہلے مسلمانوں کے کان دھوں پر
 ان کے دین و مذہب کے خلاف زبردستی ایسے ظالموں کی حکومت کا جو اگر رکھا جی جائے خصوصاً ایسی
 حالت میں کہ وہ ان حکموں کے دین و مذہب کی علی الاعلان بھیجی اور ان کے نزدیک جو مذہب باطل
 ہو اس کی پیروی کے لئے انھیں مجبور کرتے ہوں۔

اہل سنت کے دینی ہر ذی حکام ان عبارات سے ظاہر ہیں اور ہر حدیث گلدستی میں مدنی مکتبہ
 مکتبہ اعلیٰ علیہ السلام الحدیث اس کی شرح تفسیر شرح جامع تفسیر میں حضرت سیدی عبداللہ عرف مٹاوی قدس سرہ
 و ظہر بن مالک اوی نے یوں فرمائی میں مدنی ای معلوم کہ مشعر الحسین الکفیلین الفاضلین مکتبہ اوی
 شرح کتبہ الشرح مکتبہ اوی ولا فائدہ علیہ السلام و ہونا اشرفاً او عقلاً فان لم یستطع الا ان کا یہ لکھا ہوا ہے

ظن لم یجوز ضار به فیسانه ای بالقول کاستغاثه او تو بیج او اعلا کله بشرطه فان لم یستطع ذلك بسانه لوجود مانع کما یفوت فتنه او خوف علی نفس او عسوا و مال فبقدره ۱۰ یتکبر و جود و ان یتکبر به و یغیر و انه لو قد رفع علیک ای الانکسار القلب اضعف الایمان ای اتصاله فالمراد به الاسلام و انکسار و غیرت و ۱۱ مطبوعه مصر
 سر واد الامام محمد بن حنبل و مسلم و ابو داؤد و الترمذی و ابن سلجه و النسائی عن سیدنا ابی سعید الخدری
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ حدیث امام احمد نے اپنی مسند میں اور امام مسلم نے اپنی صحیح میں اور ابو داؤد و ابن ماجہ
 و ترمذی و ابی یوسف نے حضرت سید ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

فتاویٰ خلافت میں فتاویٰ حضرت علی مرتضیٰ سے ہے الاسرار المعروف بجل وان کان بطلقه الضمان غالی و ایدلہ
 لہذا اول الفتاویٰ لفتاویٰ الامام ابراہیم بن ابی العزیز منکر اس قوم و وہو یعلم انہ لو نہا ہر عنہ قبل انہ فائتہ
 لا یجہدہ ان یسکت و یتربص وان کان یعلم انہ لو نہا ہر لا یمتنعون و سعدہ ان یتربص و التلبی افضل وان
 علما انہ یبصر یونہ و ایشتمونہ لو نہا ہر و سعدہ ان یتربص و سعدہ المتحارج ۳ باب الجہاد میں ہے
 ذکر فی شرح السیرات لابن ابی عمیر الرجل و حدیثہ وان ظن انہ یسکت اذا کان یضغ شیئا یقتل و یجرح
 او یجوز و یفقد فعل ذلک جماعۃ من العصابة بین یدئ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لو نہا ہر
 و حدیثہ علی ذلک فاما اذا علم انہ لا یسکت فیہر فائتہ لا یجمل لہ ان یجمل علیہر لانہ لا یجمل بجماعہ
 شیئی من اعراض الدین بخلاف نہی فتنۃ المسلمین عن منکر اذا علم انہ لا یمتنعون بل یسکتون
 فائتہ لاباس بالاقدا موان رخص لہ ان سکوت الخ حدیثہ تفسیر شرح طریقہ محمدی ج ۲ ص ۱۹۵ میں ہے حمل
 الناس علی الطاعة و اجتناب المعصية فلو لم تحسب انک یسکت ۲ ص ۱۹۶ پر ہے الجہاد فی سبیل اللہ تعالیٰ
 لا یجوز للمسلم عند تبیین القتل من اهل الحرب و البقی و عند علمہ التکلیف للکفرۃ الجاہلین و تمیز
 المحسبۃ من الانسان عند تبیین القتل لہ من یحسب علیہ و بعدہ التکلیف فیہ و لا یفتح جوازہا
 بسبب ذلک و لا یفتی ان العیر علی القتل فی ہذہ المسالۃ لیس بمحسبۃ فلا یجتمع جواز المحسبۃ و تسبیق
 مشروعۃ معہ و کذا لہ علمہ التکلیف و التاثر لا یجتمع الجواز و یكون ذلک لہ المحسبۃ اذا اقتلہ من محسب
 علیہ من افضل شہداء عند اللہ تعالیٰ امام مختصراً۔

کوئی یہ کہے کہ غیر حکام کے لئے یہ احکام ہیں حکام کے لئے نہیں اسی حدیث میں ج ۱ ص ۱۹۵
 حاکم باہر ظاہر برائے صاحب کر کے والے اور اس پر غلطو محسب مقتول کی نہایت حدیث نقل فرماتے

وربما لم يسمع به. ان بالغ الناس الامار والبريطان حكمه فيه طبعه عن قهرهم لا يصح ايلها
فان اصبر ما املها الا لا يعزل النكاح له قهره وخضعة لغيره والاقهر للانانية والاي تعزل به لانه سيد والامر
منه قهره والاي تعزل به ما ان لم يكن له قهره ومنعة يعزل بهما بالجور قال في شرح المقصد
يصل عقدا الزامية مما يزيل به مقتضود الزامية كالزوجة والمجنون والطبق بصير ورسته امير الزاير في خلاصه
وكذا بالمرض الذي يخسه المعلوم وبالعقود والقصور والخمس وكذا بالخلعة فلهذا لعجزه عن القيام بمصالح
المسلمين وان لم يكن ظاهرا بل مستترا من نفسه اذ في قوله وكذا في انزاله بالنقص والاكثرون على
انه لا يعزل وهو المختار من مذهب الشافعي والي حنيفة من جهة الله تعالى ومن جمهور مايتان و
يحق العزل بالاتفاق ام وقال في المسابقة واذا اقدمت على العجز او فسق لا يعزل ولكن يحقق العزل
لغيره فلهذا فقتة ام وفيها العاقبة وشرحه ان الزامية طلع الزام وهذا المذهب توجهه مثل ان يعزل
بما يجب المختل بالاحوال للمسلمين وانما كان من الدين كما كان له من نفسه واقامته لا يستقامها
والا لهما وان اذله لعله الى فقتة احتمل ادنى المصنفين.

[illegible]

جب غلیظ نام انعام کے بارے میں یہ احکام میں تو ایسے حکام وہ بھی مستقلب وہ بھی رافضی ظالم جاہل کا

سایا پوچھنا اس کے متعلق حکم ظاہر پھر یہاں جب کہ ان پر خروج کی قوت و استطاعت مفقود ہے تو خروج کی ایسی حالت میں اجازت ہی نہیں نہ کوئی نہ کہتا ہے نہ کرے گا یا رب اگر طاقت ہو تو اور ان پر خروج کیا جاتا جس کو اس سے لوگ بلانی نہ تھے نہ تو بعض احتجاج کو جو فداوت ٹھہرائے اس سے بڑھ کر نظام طاعتی کو نہ ہوگا جسے ملکی وغیرہ ملکی کی بحث اٹھانے والا اور اس پر تہذیب و تمدن کی کڑیاں جھیننے والا اور طرح طرح کی اذیتیں برداشت کرے والا و بڑا تلوں خواہ ریل و سواروں میں پڑنے والا بلکہ اپنے زمینوں پر اس کے لئے گولیاں مکنے والا اور آج ہمیں کیا ہوا کہ تو اپنے کھلے مظالم کس پر جو تہذیبی جانوں ہی پر نہیں مذہب پر بھی ان پر تم بستی ہی پر جیسے پیشے ہو کہ اسے مظالم ہو کرے تو خدا کے احتجاج بلند نہ کرنا لازم ہے یا نہیں غیرت۔ غیرت غیرت ضرور ضرور پر خدا کے احتجاج بلند نہ کرنا ایسی کہ صرف ہندوستان کی حکومت ہی کے الزاموں میں گم ہو گیا کہ اس کے ساتھ ہندوستان میں نہ لڑا نہ لگن نہ ہو جسے کہ گم زور لڑا اور دلائی حکومت کو ہلا دے۔

قید و بند کی پروا نہ کرو ظالموں کو غلام کرنے دو تم سرکشی متہا لا تمہا سے ہاں ظلم ہو جیسے جاؤ ہر
تم پر چلتے جاؤ ظالم ہاں تمہا حکام جاہلہ اگر نہ کہہ سکو تو اپنی مظلومی کی داستانیں تو سنائے جاؤ گوشت
کے کان تک اپنے غمخیز و فغان کی آواز پہنچاؤ میں تمہیں جو حکم نہیں کر سکتے اس کا حکم نہیں دیتا نہ ایسا امر
کر سکتا ہوں رجب کرم خیر خروج کی طاقت و قوت جہاد کی استطاعت نہیں یہ حکم نہیں دیتا کہ تم ایسا کرنا چاہو
وقت تمہیں ایسا نہ چاہئے مگر فقط اپنی داستان مظلومی سنائے کی طاقت و استطاعت تو نہ دیکھتے ہو جو کر سکتے
ہو جو دیکھو وہ بات ایسی کی جائے جس کی تردید ہمارے مذہب بد شرعی ہو حتی الامکان اس کی زد سے مذہب کو
بچاؤ اپنے مقدور و مجاہد سے ہو لو گھر مذہب کو محفوظ رکھنا جاؤ وراثۃ الہادی وراثۃ اعلیٰ و فضیول کے شہر
میں جہاں حق کی حکومت ہو اگر کسی ان کے ساتھ ایسا ہی پیش آئے اور ان کے مذہب کی ایسی ہی حق
کرتے تو کیا راضی کا مذہب ایسے حق حکام کے متعلق ایسے احکام نہ دیتا جو ہم نے تحریر کئے اگر دینا تو معلوم
ہو کہ راضی مذہب پر بھی ایسے ظالم ہاں تمہا حکام جاہلہ کا حکم ہی ہے وراثۃ اعلیٰ

مسئلہ در موضع و حضاری ملک خانہ چھرا علی علی گڑھ سرسید الحدیث احاطہ و جناب حافظ نعت علی
صاحب دسلمان موضع ۲۵ شوال ۱۳۵۶ھ۔

استقامت بسم الله الرحمن الرحيم - نعمة وفضل على رسولنا الكريم
ما طليل فاضل خيل حضرت مولانا المكرم والاعظم فاضل العالمة السلام على روحه الشريفة

یہ صاحب دوا احترام خدمت والا ہیں انھیں سب کے سب ذیل امور کو ملحوظ فرماتے ہوئے کہ
 (۱) کانگریس کو جو کہلاتے نام اقوام ہند کی مجموعی اور حقیقت میں اہل ہند کی ناقص جماعت ہے جو نہ صرف
 برطانیہ کے مارشل لا مستقل طور پر کچھ اختیارات تفویض کر دیے ہیں جن سے نہایت فائدہ اٹھا کر وہ اہل ہند
 کی قوم کو فروغ اور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تقاضوں کو ترک کر دینا چاہتے ہیں ؟
 (۲) کانگریس کے متعلق ہیں اہل اسلام کی جس قدر باتیں کام کر رہی ہیں ان میں مسلم لیگ کا مطالبہ
 اس حقیقت کے کہ یہ مسلمانوں کو ہندو سے علیحدہ رکھ کر چاہتی ہے اور ان کو ہر گز نہ طور پر ترقی دینے کی مدتی ہے
 اور نہ ہی اس کا مقصد ہے کہ اس کا نام یک و متحد ہے بلکہ زیادہ کامیاب اور سربراہ آورہ ہے جس کی اہمیت
 کا اندازہ مزید طور پر ان حقائق سے بھی ہوتا ہے کہ کانگریس ہر مسلم جماعت کو نظر انداز کرتے ہوئے مسلم لیگ اور
 صرف مسلم لیگ کے اشتراک میں اور تعاون کا مطالبہ اور خواہش کر رہی ہے ؟
 (۳) اہم لوگ اول تو خود شریکین کی اس روز افزوں ترقی اور بھگت رانی کی گہری نظر سے دیکھتے ہیں
 جس سے ہم جس طبقہ میں آباد ہیں وہ مسلم تہذیب کا زیر تین ہے حضرت دوسرا بھی ان کی حرکتوں سے ناخوش
 ہیں ان کی جانب سے ہمیں پورے طور پر اجازت ہے کہ اگر ہم چاہیں تو مسلم لیگ کی مقامی شاخ سے ملا
 قائم کر سکتے ہیں ؟

(د) بعض حضرات قطعاً غیر ناہمدار رہنے کی تاکید کرتے ہیں اور کہتے ہیں کانگریس اور مسلم لیگ
 دونوں جماعتیں ایک ہی مقصد کے لئے لڑتی ہیں اور غرض یہ کہ یہ دونوں کی خداوندی شریعت پر دھوکا
 دے رہی ہیں اور دونوں کا حکم ایک ہے ؟

(۱) صاحبانِ حضرات سے جو غیر ناہمداری کے علم بردار ہیں اور اہمیت کیا جا رہے کہ ہماری خاموشی
 اور خاموشی کی جو صلا فرائی کا باعث ہوگی تو جواب دیتے ہیں کہ جدید تہذیب کیا کر دیکھتے ہیں مسلم لیگ کی میت
 اور تہذیب میں بلکہ شریعی نظام کے ماتحت اور جب کہنا چاہئے کہ وہ شریعی نظام کا جو کچھ ہے تو مشورہ
 دیتے ہیں کہ اہل ملت والجماعت کے تمام حضورانور قبلہ علی حضرت مظہر ابکرت مجدد دین و ملت علامہ
 محمد اسلم عبدالمصطفیٰ شاہ احمد رضا خاں صاحب قدس سرہ کے آستانہ عالیہ سے استعارہ و انتشار لے کر ان کی
 ہر بات سے استفادہ کرنا اور ہر شکل کا عمل ہو جائے گا۔ لہذا کوئی سادہ فہم فرد خدا پرست اور پوری کمال شریعت
 کے ماتحت سے مسلم لیگ میں شرکت کرنا ہاتھ نہ دے گا۔ اور اگر نہیں تو مدلل طور پر بیان فرمایا جاوے کہ کیوں

نیز جو لوگ غیر جانبدار ہیں ان کے لئے اسلامی حیثیت سے کس انجس یا ہماست کی رکینیت موزوں ہو سکتی ہے
مولیٰ تعالیٰ حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل میں ہمیں ہلکات سے بچائے اور اسلام کے مافظہ نام
مؤثر علمائے اہل سنت اور بالخصوص امام اہل سنت محمد الاسلام مفتی عالم فقیر اعظم ناظم دارالافتاء ستاد
رضویہ کا سایہ ہمارے سر پر قائم و دائم رکھے آمین ثم آمین فقط والسلام۔

الجواب۔ مسٹر لیگ جہاں تک میں معلوم ہے وہ اب چند روز سے کانگریس سے جدا ہوئی ہے
جب کہ کانگریس اپنے تشکر نامیاتی سے محمود علی اور اس نے نہایت بری طرح ان بعض افراد کے جنہوں نے
مسٹر لیگ نام رکھ لیا ہے بعض مطالبات کو ٹھکرا دیا اور ان کی ایک نہ سنی ذرا بھی التفات نہیں کیا اور ان کا
ہے کہ جب کانگریس کا نشر ہرن ہوگا اور وہ مسٹر لیگ کے ان مطالبات کو مان لے گی تو مسٹر لیگ بھر کانگریس
میں ختم و غم ہو جائے گی آج یہ افراد جنہوں نے مسٹر لیگ ایک گواہ و جماعت کا نام جو بھول بسر کا تھا
رکھ لیا ہے ان بھی کہہ رہے ہیں۔ خیر اب بعد غرابی کیا اب اگر کانگریس کھلی میں سہارک ہو اور غلط کرے
کھلی میں مگر جب کہ وہ ایک ایسی جماعت ہے جو غیر سنی ہی نہیں ایسے لوگوں پر مشتمل ہے جو عام اسلام ہی
دیکھتے ہیں تو اس کی رکینیت و شرکت کی تو شرعاً اہانت نہیں ہو سکتی بقولہ تعالیٰ و اما ینبذ الشیطان فلا
فعلہ بعد الذکر می مع القوم الظالمین و قوله عز و جل ولا تدرکوا الی الذین ظلموا فاقبضوا منہم
بقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تجالسواہم ہاں اس کی اس بابے میں مخالفت بھی نہ کی جائے
کہ کانگریس کی شرکت حرام ہے کانگریس سے یہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ کانگریس اسلام و مسلمین کی دشمنی
ہے کانگریس سے کوئی مسلمانوں کو کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

مسٹر لیگ یہ جو کہہ رہی ہے وہی ہے جو اہل سنت علماء کے ارشاد میں خصوصاً اعلیٰ حضرت
امام اہل سنت مجددین و ملت شیخ الاسلام و المسالین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آج مسٹر لیگ ہماری جنواہری
ہے بعد مدت اسے اتنی ہدایت ہوئی ہے۔ خدا کرے کہ وہ اس ہدایت پر قائم رہے اور پوری ہدایت
لے لے کر اپنی خالص اہل سنت کی جماعت ہو جائے۔ آمین مسٹر لیگ کا سنی نمائندہ مسلمانوں کی جماعت
کا مستحق ہے بمقابلہ کانگریس شخص کے مسٹر لیگ کے سنی نمائندہ کی معاونت کی جانتے اس کی بھیجے
مخالفت اس لئے کہ وہ مسٹر لیگ کا نمائندہ ہے نہ کہ ہاتھ۔ ہاں مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ خالص اہل سنت
کی اس حیثیت کے رکن نہیں اصرارے ہر طرح قوت پر نہ چائیں اس کی ہر ممکن امتناع کریں اس کے مقاصد

میں تمام مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت و مصلحت کا انتظام کرنا اور فوائد مسلمین کے متعلق صحیح شرعاً حکم ہے گو رنٹ و دھماں ابھی تک گاہ کرنا اور قانون نافذ الوقت کو مجبورہ و آئندہ میں تعرض فوائد مسلمین حرم و بیخ و تبدیل کی کوشش کرنا ہے خدا مسلمانوں کو کامیاب کرے اور دشمنوں کے نکائد سے بچا
آمین واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ زمانہ ماضی میں سلاطین و مہملوں کو ضرورت سے زیادہ علم نہیں دیتے تھے وہ کون سی مہمل تو میں تھیں اور کیا پیشہ کرتے تھے اور وہ کون سے سلاطین تھے اور اگر سلاطینوں نے ایسا لکھا ہے تو کیا انہوں نے قانون شریعت والہ اپنے خود بادشاہی قانون سے متحرک کیا ہے اور گذارش یہ ہے کہ ہمیں سمجھا لیں کہ کچھ لوگوں کی سمجھ میں نہیں آیا۔ اس وجہ سے تفصیل سے لکھ کر سمجھا دیجئے تاکہ سب کی سمجھ میں آجائے؟

الجواب۔ ضرورت سے زیادہ علم و جوہر فرض میں نہ ہو جتنا علم فرض میں ہے اس سے جڑا کسی مسلمان کو روکنا ہائز نہیں کسی نے اس سے روکا بعض مسلمانین اسلام سے مراد شل حضرت سلطان عالمگیر ہی جو مستشرق اور عالم سلطان تھے انھوں نے خود اپنی رائے سے ایسا کر لیا بلکہ غیر اہل سے ایسے علم کو روکنا جس کا وہ اہل نہ ہو حکم شرعی ہے نیز شخص سے اس کی استعداد اور اس کی عقل میں جتنا اس کے اتنی اور اسی بات کہنے کا حکم ہے محمد ﷺ عن قتادہ بن سلقوہ و غیرہ ان شرائط سے باہر ہونا ہے پھر شخص اگر ضرورت سے ناہم کر سکنے میں مشغول ہو تو دنیا کے نظام کار میں بڑی جو ضرورت کا علم خود نہیں آج کل بہت سے علماء کہلاتے والے مڑھری یا قول کا علم نہیں کہتے ان احادیث میں۔

(أ) الناس يعادون (كمعادن الذهب والفضة) والعرق دماس وادب السوم كعرق السوم -

(٢) تحذروا المتعلمين من الانكسار والاكدام وانكسروا في الله وروى لفظه فان انكسروا يلوون واشبهوا انكسروا انكسروا

(٣) تزويجها في النكح المصالح فان العرق سادس -

(١٢) العرب للعرب الكفا والمولى أكذا المولى الاحسانى: الامام

(۱۰) خیار مصر فی الجاهلیۃ تنفی ان مصر فی الاسلام۔

٢٥٠ ان غلامنا اهدى الى المواقفة فعوضت منها ست بكرات فظل ساخطا القدامت عن لا قبل

صلیة الامن قریشی او انصاری او ثقیفی او دوسی۔

(۷) وغفار و صریحہ و جہلیۃ غریب من بنی و من بنی امر و من المہجین بنی اسد و عطفان۔

(۸) ایاکم و خضر ام الدامن المرأة الحسان فی المہین السوم۔

(۹) لاسعن نرج ذیلت الاحد نب الامن الاکفاء۔

(۱۰) تحبوا الی الاشراف و تودوا واکتفوا علی امرتکم من السفلة۔

(۱۱) اول من اشبع لہ یوم الفیاض من امی اهل بیت من قریش شعر الانصار

شعر من آمن فی و تفتح من المین شعر من سائر العرب شعر الخلم جو من اشبع لہ اول الفضل۔

(۱۲) یوقی العاصین و الصیامة و الحاکمة۔ اور لا یجعلہ جائزاً و لا حائلاً و لا حجاباً۔

ان احادیث اور ان کے علاوہ اور و انتہی الامم دون کی تفسیر دیکھنے سے شرافت و عزالت اور آپس میں تفاضل اور یہ کہ کون شریف اور کون نہیں سب کچھ روشنی میں یہ کہ صحبت کے اثر سے جب آدمی متاثر ہوتا ہے اور جس ماحول میں بیٹھتا ہے اس سے اثر لیتا ہے تو اسی سے واضح کہ پست اخلاق رکھنے والے جن کی تسلیں اسی میں گزری ہوں اس اثر کو کیا پوچھنا کہ روبرو باری مشغول لوگ ضروری علوم کی طرف بھی پوری توجہ کی فرصت نہیں رکھتے تو ظاہر ہے کہ ان کے انکار مشغولہ اور ان کے اذہان غیر صافیہ میں ضرورت سے تاثر و علم کی استعداد کو کہاں الا ماشاء اللہ جس میں اخلاق فاضلہ ہوں وہ شریف اور جس میں اخلاق ذلیلہ ہوں وہ ذلیل اور بہت سی باتیں اور اذکار و اقوال سے ممانعت شرعی ہے قال تعالیٰ یا ایہ الذین آمنوا لا تمشوا مع المشاکم ان تبدلوا کما تبدلوا و اللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از محمد گھیر جعفر خاں مستور مولوی غلام محمد حسین صاحب ۷۰۰ اجادی الثانی

ایک اشتہار دہلی سے آیا ہے اس میں تحریر ہے کہ سورۃ انشا انزلک کھانے کی چیز پر دم کرنے میں نہ سے محفوظ ہے گا۔ زید کہتا ہے کہ گویا بنائے ہیں لیکن سر رہا ہے۔ جیسے حضرت ہمارے فریق شکر نے حضرت عائشہ علیہ نے سورۃ اخلاص پڑھ کر شمی پر دم کیا سوا ہو گیا زید کو دے دیا پھر زید نے وہی سورۃ اخلاص شمی پر پڑھ کر دم کیا وہ شمی رہی اسی طرح اس سورت کے پڑھنے سے کوئی اثر نہیں رہ سکتا۔ اس کے بیان سے بھی منشا پایا جا کہ اس مثال کے بیان کرنے سے اور لوگوں کو اس عمل سے روک دیا زید پر کیا شرعی جرم مانا ہو سکتا ہے یا نہ ہو۔ نقل اشتہار

بسم خدا الرحمن الرحیم۔ انشائیہ کی کتاب میں اس مرض ظاہر و باطن دونوں کا علاج رکھا ہے۔ کھانا
 ہلکا ہے کہ آج کل جہنم کی ہوا بھرتی ہو رہی اس واسطے اللہ علیہ السلام نے کھانے کو ذہن میں رکھا ہے جو
 مرض کرتا ہوں کہ جب تک اس مرض کا علاج نہ ہو اس وقت تک کھانے کی پابندی کے ساتھ تین مرتبہ سورۃ
 فاتحہ پڑھ کر کھانے پینے کی ضرورت نہ کریں۔ خدا تعالیٰ یہ صحت بخش آگے اسی وقت میں ہر
 روز ان اسرار پڑھ کر دم کر کے ملاویں انشاء اللہ العزیز شفا ہوگی۔

فیوض۔ استفادہ کر سونم کی کثرت کی ہائے گناہوں سے پرہیز کرو نہ توکلی تلخ کرو نہ ادا کی کے ساتھ۔
الجواب۔ اس شخص نے جو کہا تھا کہ کیا اور بہت یہ پورہ حرکت کی کہ نیک عمل سے روک دیا ہے

قرآن عظیم ظاہر و باطن ہر مرض کی دوا ہے شفا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ «وَنَزَّلَ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شفاءٌ وَرَحْمۃٌ
 لِلْعٰلَمِیْنَ» وقال اللہ تعالیٰ «قُلْ هُوَ الَّذِیْ اٰمَنُوْا هَدٰی وَّشَفَّاهُ» مومنوں کے لئے شفا ہے اور ظالموں
 کے لئے خود فرما ہے «وَالَّذِیْ یُذِیْقُ الْعٰلَمِیْنَ الْاَلْحَادِیْہِ» قرآن عظیم سے طالب شفا عہد کریم حضور علیہ الصلوٰۃ
 والسلام سے آج تک تمام مسلمانوں میں باری و ساری ہے اس کو کوئی مسلمان کیوں انکار کر سکتا ہے
 کسی مسلمان سے یہ مطلوب کیا سونم بھی نہیں ہو سکتا کہ وہ اس کا مطلقاً منکر ہو اس شخص نے جو الفاظ
 کے بہت ترسے تھے کہ میں تو یہ درجہ کرے۔ مگر وہ اس کا مطلب مطلقاً انکار نہ ہوگا بلکہ یہ کہ قرآن عظیم شفا
 ہے مگر ہر مرض کی استعمال دینا نہیں جن سے خاطر خواہ فائدہ ہو جیسا قرآن عظیم کی تلاوت یا کتابت
 سے ہر مرض کا شفا ہوتا ہے ان الفاظ کی کیا کہانی ان کے ہاں ان کے ہاں کیا کہانی ہے کہ ان کی تلاوت یا کتابت سے

بعض اظہار سے مٹی سونا ہوگی مگر ہماری زبان سے تلاوت ہونے پر بھی سونا نہیں ہوتی تو تاہم
 قرآن کا وہ مطلقاً منکر نہیں معلوم ہوتا۔ بعض ان کو دنیائے سے پڑھا جائے اس کی تاثیر کو منکر معلوم ہوتا ہے
 اور یہ اس کی نامی ہے بلکہ دوا میں اللہ عزوجل نے شفا دیکھی ہے دوا کا اثر اللہ تعالیٰ مشرور ہوگا ہے سب
 حاذق ہونا ضرور نہیں کہ طبیب حاذق استعمال کرے تو فائدہ ہو تو غیر طبیب حاذق استعمال کرے تو فائدہ نہ
 ہو اس شخص کے طور پر کوئی طبی سائنس افلاطون بقراط سقراط و سوطا ہالی نوس بی نسخہ لکھیں تو فائدہ ہوگا ورنہ
 نہیں یہ اس کی حیاالت ہے۔ اگر وہ لوگوں کو ایسا کہہ کرے کہ تو لوگ اس کو پاگل سمجھیں گے اور کبھی
 دوائے نہ دیں گے۔ مگر آواز ضعف اسلام آہ آواز موس ان بے خبروں پر جو اس پر عقل بدش ہے غرور

کماں ہے محمود خالصت پر قرآن عظیم سے شفا حاصل کرنے سے روکیں ایسے لوگ سخت بد نصیب ہیں
والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از مقام سید فاک غار بنو محبوب منقطع شاہ آباد آکر مستوفی حکیم بشیر الدین احمد صاحب۔

(۱) قریب سیدنا دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اوفروا العیقات اخرہ پر عمل نہیں سنبھلتی اس کی
ڈاڑھی بالکل منڈی ہوئی اور کوٹھیں بے مدھڑی بڑی ہوں

(۲) بظاہر ترک الصلا ہے یعنی اس صورت میں کہ جماعت پوری ہے اور وہ جماعت میں بالکل
شریک نہیں ہوتا۔

(۳) دعویٰ عشق و محبت اللہ و رسول بھی ہے اور اپنے آپ کو غفور الست سمجھتا ہے۔

(۴) پیری مریدی کا سلسلہ درویش پر جاری رکھتا ہے مگر بظاہر متقین کے سامنے اپنی خاکساری
ان لفظوں میں ظاہر کرتا ہے کہ بھائی ہم ڈاڑھی منڈے ہیں اور کوٹھیں بڑی بڑی ہیں تم لوگ بھوکھ مرید ہو
مگر لوگ اپنی عقیدت سے مجبور ہو کر مرید ہوتے ہیں تو کیا ایسا شخص کا ذکر کہ بالافعل اوروں کے شریعت و
طریقت ہمارے دروازے پر

(۵) ایسے جو شرعاً و طریقتاً ایک حکم صادر ہوتا ہے اور یہ عیسیت شرعاً اور جہان ہے اگر ناہان ہے تو
ایسی صورت میں مریدوں کو کیا کرنا چاہئے جواب ارسال فرما کر باہر ہوں، بنو آؤ ہوا۔

الجواب۔ ڈاڑھی حد شرع سے کم کٹنے والا فاسق و فاجح ہے یوہیں بے قدر شرعی تارک عیسیت
فاسق مستحق اہانت ہے اس کی تعظیم حرام ہے بغیر وغیرہ کتب معتدہ میں ہے لوقد موافقاً یاشون، لان
فی تقدیرہ تعظیم و قد وجب علیہم اہانتہ شرعاً شرائط پیری سے یہ بھی ہے کہ فاسق متعلیٰ نہ ہو اسے
شخص سے بیعت ہاں نہ ہو، مریدوں کو کسی بھی صحیح النقیہ غیر فاسق ایسے شخص سے جو اپنی ضرورت کے
مسائل ہاشا اور زادہ جوئے پر کتاب سے نکال سکتا ہو جس کا سلسلہ متصل اور صاحب اہانت ہو،
بیعت ہونا چاہئے۔

حضرت میر سید محمد واحد بلگرامی قدس سرہ السامی علیہ السلام شریف میں فرماتے ہیں "اے بڑا
انجیری و مریدی دینی و دنیوی دشمنانہ است و ان رحم و انیم نیز مبنی پیر شرائطی دال کہ بے ان شرائط
صلائیری و مریدی درست عیسیت اناخت از شرائط پیری کیے ان ست کہ پیر مسلک صحیح داشت باشد

کے لئے نے اپنے بچاؤ کا قرض ہمارے درویش ادا کر دیا اس وقت بھی اس نے اپنے ہاتھ کے اس درویش
 دینے پر ہنس کر کہہ دیا کہ میں کیا لیکن اس پر ہندہ دن کے اندر نیک کے ہتھے لڑکے اور اس کے بھائیوں نے
 اپنے ہاتھ کا روٹنا چھیننے کو دیکھ لیا اور مجھ سے بکری خریدی اور گرد کا چھوٹا بھائی ہے جس کا نام روزنامہ
 میں لکھا ہے وہ اندر نیک کے لئے بھجوا کر رہے ہیں کہ نیک کا درویش اور اگر وہ مرنے والے تو تعالیٰ کی قسم کھاتی
 کہ اس پر ایک پیسہ زیادہ نہیں اس قسم و ملت کے بعد بھی وہ لوگ نہیں مانتے لہذا آپ سے گزارش ہے
 ہے کہ کیا وہ درویش جو نیک کے لوگوں کو شرفا سے سکتا ہے اور کیا وہ روزنامہ کے بھائی اور دعا پڑی کی
 وصیت پوری کی جا سکتی ہے؟ بیٹو! کتاب تو میرا من اللہ والہاب۔

الجواب۔ روزنامہ میں لکھا ہوا شرعی ثبوت نہیں جو لوگ مدعی ہیں ان پر لازم ہے کہ وہ اپنے
 دعوے کو شرعی طور پر پروردگار سے ثابت کریں اور جب وہ بینہ نہ لاسکیں تو باطل سے ان پر مدعی گوید دعویٰ
 بلا دلیل قبول نہ کریں ان کا دعویٰ محض باطل شرفائے فتنے مدعی ہے اور منکر ہر ملت علی المدعی
 والبعین علی من انکر جب ان کا بینہ سے غائب ہے اور عمر قسم کھا کر انکار کرتا ہے تو اس کا دعویٰ
 خارج ہو گا اور انکار معتبر ہو گا اللہ تعالیٰ اعلم!

روزنامہ میں تو مدعا علیہ کی تحریر بھی نہ ہوگی اگر مدعی خود مدعا علیہ کی سی تحریر پیش کرتا اور مدعا علیہ
 کہا اس سے انکار ہوتا ہے مدعی کا دعویٰ ڈگری نہ ہو سکتا غائب نہیں ہے محل اعلیٰ علی محل الاصل
 المدعی علیہ فلخرج المدعی خطا باقرار المدعی علیہ ہذا لای اقال وقال هذا خط المدعی علیہ فانکر
 المدعی علیہ ان یکون خطا فاستغلب فکتب وكان بین الخطین مشابہة ظاهرة اختلافاً قال
 بعضہم یعنی القاضی علی المدعی علیہ ہذا لای اقال وقال بعضہم لا یعنی وهو الصبیح وقتر ساع و
 صراف سسار ای کسی کا باطل خط اس پر حجت ہے یہ نہیں کہ وقتر سراف و قتر ساع جو کچھ مکتوب ہو جس کا مکتوب
 جو وہ سب مہر کا ہے اس پر اور اس کے لئے حجت ہے۔

رواۃ میں ہے ج ہم ملنا اھل ان ہذا ایک فقہا کی کہنے علی نفسہ کہما قیدہ بعض المتأخرین
 وهو ظاهر بخلاف ما کی کہنے فی نفسہ کہانہ لودعا ولسانہ صریحاً ان فیہ خصوصہ یہ تکلف تھا کہتے ولسانہ
 قیدہ فی الحضرات لقولہ کتب علی نفسہ کہ سرور ذکر فی شرح الوہاب فی ائمة بلخ قالوا لای الا البیاع صحیحہ
 لانفسہ علیہ فان قال البیاع وجہات غلطی ان علی لقولہ کذا الذی قال الذی شخصی وکذا اخذنا الساسا

والصراف ام فقوله ان على نقل الخ صريح في ذلك واما قول ابن وهب في تعليل المسألة لانه لا يكتب
الامانة عليه فماده ان البيع وغنوه لا يكتب في دفتر شيئا على اميل التجربة للفظ والله واللعب بل
لا يكتب الامانة اولى ولا يتر من هذا ان يعمل بكتبته في الذي له كما لا يخفى خلافا لما فيهم من
دفتره ويحب تقويده ايضا بما اذا كان دفتره محفوظا عنده فلو كانت كتابته فيم عليه في دفتره
فانظر اهوانه لا يعمل به خلافا لما يشهد حال الخط معاير ومؤكد الوكان له كاتب والدفتر عنده
لاحتمال كون الكاتب كتب ذلك عليه بلا علمه فلا يكون حجة عليه اذا انكره او ظهر ذلك بعد موت
انتمته الورثة ام

اى من كتاب الامانة ام
عليه بهذا المثال فانكر كون خطه فاستكتب وكان بين الخططين مشاهة ظاهرة تدل على انه خط الكاتب
واحد لا يحصى عليه بالمال في الصحيح لانه لا يزيد على ان يقول هذا خطي وانكرت ولكن ليس على هذا
المال وثمة لا يجب كذا هذا الا في دفتر المسار والبيع والصراف ام وقال الساجي وفي المقدس عن
الظاهرية لو قال وجدت في كتابي ان له على الف او وجدت في ذكرى او في حسابي او خطي او قال كتب
بيدي ان له على كذا كذا باطل وجملعة من ائمة يبلغ قالوا في دفتر البيع ان ما وجد فيه بخط الياس
فهو لازم عليه لانه لا يكتب الاما على الناس له وما للناس عليه صيانة عن النسيان والبناء على العادة
الظاهرة واجب ام فقد استندنا من هذا ان قول ائمتنا لا يعمل بالخط يجري على عمومهم واستثناء
دفتر المسار والبيع لا يظهر بل الا في ان يعزى الى جملة من ائمة يبلغ وان يقيد بكونه فيما عليه
جاءت ثانی سے یہ بھی روشن کہ اگر روزنامہ میں مدعا علیہ کی تحریر وصول بھی ہو تو بھی قبول
ہے نہ ہوتی جب کہ وہ روزنامہ میں اس کے فریق کسے کہ خط خط کے مشابہ ہو تو اسے بٹا یا جا سکتا ہے اور میں کرتا
ہوں کہ اگر مدعا علیہ کو وہ تحریر تسلیم بھی ہوتی جب بھی جب کہ وہ اس قرض کو تسلیم نہیں کرتا ہے مہول ہونہ
ہو سکتی کہ روزنامہ میں تحریر اتنا ہی قوت پاتی ہے کہ مدعا علیہ نے یہ قرض لیا تھا اس کے دس اس کا بانی ہونا
یہ روزنامہ میں اس تحریر مدعا علیہ سے نہیں ثابت ہوتا۔ والله تعالی اعلم !

مسئلہ - سید احمد باغ بیرانی۔

مستورات کو میلاد شریف پڑھنا ایسی مجلس میں کہ جس میں صرف مستورات ہی ہوں جائز ہے

تیر کا تصور کرنا اس میں حرج نہیں ہال کا نہ صوں تک ہوں تو حرج نہیں اس سے زائد ہوں تو زائد ہونا ناجائز ہے سلام نہ کرنا ہے سلام کا جواب واجب ہے اس کا ترک بے وجہ شرع گناہ ہے باجہ بجا ہونا اس پر گناہ حرام ہے ایسے شخص سے میل جول ربط منقطع کرنا ہمارا واجب تک وہ تو یہ نہ کرے۔ اس کے ناجائز امور کے ترک تک ہونے سے جو واقف ہوں اور پھر اس سے ملیں وہ گناہ گاریں اور جو اس کے عنوا میں وہ اسی دین میں گرفتار۔ واللہ تعالیٰ اعلم؛

مسئلہ۔ از شہر کتبہ از مکان مصطفیٰ علی خاں بریلی
(۱) کسی شخص کی جائیداد پر قرض سودی ہے تو اس شکل میں اس جائیداد کی آمدنی کاروبار پر خواہ خود کھائے یا اولاد کھائے یا خدا کی راہ پر دے اس کا کچھ ثواب ہے یا نہیں اور اس کا تہذیباً قرضہ قبول ہو گا یا نہیں؟
(۲) امام ضامن باندھا جائز ہے یا نہیں؟
(۳) اگر کوئی شخص اپنا بیجا اور چالیسواں کا کھانا اگرچہ کچھ تو دوسرے شخص کی فاحشہ کھا کا یا کھا سکتا ہے یا نہیں؟

(۴) لوگ زیارتوں پر جلتے ہیں اور دین و دنیا کی باتوں کے لئے دعا مانگتے ہیں خواجہ صاحب یا اور کسی کی زیارت پر اس صورت میں ان کی مراد پوری ہو جاتی ہیں۔ تو ایسی صورت میں دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں یا ناپائیدار مانا جائز ہے یا نہیں یا خود نیاز دلوانا جائز ہے یا نہیں؟
الجواب۔ سودی قرض لینا اور ناسلام ہے نہ راسی کا ادا کرنا لازم چنانچہ تادمے کے دے جتنی کی ادائیہ قادر ہوا سنا ہے وجہ شرعی (نہ دنیا) گناہ و حرام نہ لایم ہے حدیث میں فرمایا مطلق اللہ تعالیٰ بخلاص اپنے اور اس کے ذمہ جن کا نفع ہے وہ تو معارف ضروری سے ہیں خدا کی راہ میں دینا ہی ہے قرض اور قرض ادا کرے قرض ادا نہ کرے اور فقیر کو دے دے یہ نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم؛

(۲) امام ضامن کاروبار کھڑے میں باندھا جائز ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ شخص بفضلہ تعالیٰ بخیر و خوبی واپس آئے گا تو حضرت کی فاحشہ دلائی جلتے گی اس میں حرج نہیں اور اگر سونے چاندی کا تھونہ سنا یا گر باندھے تو یہ ناجائز ہے واللہ تعالیٰ اعلم؛
دس کھا سکتا ہے۔

(۳) اندر مداخل سے دعا مانگنے بزرگان مانگتے ہیں کچھ حرج نہیں اور یہی ہوتا ہے بزرگوں سے بھی

یہی مرض کیا ہے کہ حضرت بھی دعا کریں فاتحہ پڑھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم !
مسئلہ۔ میری ایک عزیزہ مرض تپ دق میں مبتلا ہیں ڈاکٹر صاحبان کی رائے شیرادہ خرمید
 جاتے ہیں مگر میرا پس چیر کے استعمال کرنے کو منع کرتی ہیں کیونکہ وہ حرام خیال کرتی ہیں ایسی حالت میں
 اس کا استعمال جائز ہے کہ نہیں بینوا تو پروا۔

الجواب۔ مولیٰ عزوجل انھیں صحت تامر عطا کرے بہت اچھی نیک خیال بی بی ہیں مادہ خرم
 دودھ جائز نہیں، حرام میں شفا نہیں ہاں اگر طبیب ماذق مسلم خیر فاسق کہے کہ اس مرض کی اسب بھی دلو ہے
 یہی کچھ علاج ہے تو اس وقت اس کے حق میں وہ خرم نہ ہو گا یعنی بقدر ضرورت اور اس وقت اس
 سے شفا ملے گی یہ بھی ہوگی تاوی خلافت میں ہے اللہ اوی ملے ان الا ان اذا شفا اللہ لا پاس بہ قال
 الصدق الشہید فی الفتاویٰ وفیہ نظر وکذا یکرہ العالجۃ فی الجرحۃ بعضہا لعلہ یورث عجزا شریک ہے۔
 اختلف فی الفتاویٰ بالمعروف وظاهر المذهب المنع کما فی رمضان البصر لکن قتل الصنف من الجاوی
 قیل ترخص اذا علم فیہ الشفاء ولم یعلم دوام الحصر کما ترخص الحصر لعلہ یورث عجزا شریک ہے۔

بہال اضطراب مضطر کے حق میں قدر ضرورت حکم حرج سے ترفع ہو گا کہ خود مرث میں رد انھیں
 سے منہی وار و سداوی بالحرام سے ممانعت فرمائی۔ ان کے ساتھ حدیث میں جس میں بول شرکے دوام
 استعمال کا حکم موجود بھی نظر میں ہے بات وہی ہے کہ ایسا کام حالت اضطراب احکام حالت اعتدال سے جدا
 ہیں علامہ بدیع الدین محمودی مبنی عمدة العارنی شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں اجماعا علی حدیث العزیزین
 بلکہ قد نکلت الصنوبرۃ فلیس فیہ دلیل علی انہ مباح فی غیر حال الصنوبرۃ الم مضطر کا استنار خود بخیر ان
 کے ارشاد و حکم سے معلوم کر فرمایا الا انما اضطربت علیہ اور فرمایا ان مضطر خود مباح ولا خلاف انہ علیہ
 واللہ تعالیٰ اعلم !

مسئلہ۔ ازبوند منہل سہارن پور خزانہ کا درجہ سرکار مافتہ محمد یوسف شاہ خاں صاحب ازبوند منہل
 قبلہ و کعبہ میں جناب مولانا مفتی تاج محمد صاحب دام ظلہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ نے جب وہ
 بخیریت ہے اور خیر و ممانعت خراج مقدس مطلوب۔

آپ کی دعا سے رمضان شریف میں اس عامی ہی کے پولیس لائن سہارن پور کے محمد حسین
 قرآن مجید راوی میں منیلا عرصہ سے حضور والا کی غیریت نہ معلوم ہونے کی وجہ سے ٹکے ہو کر ان کی عقیدہ

یا سوال ہی کی عمر میں ہونا چاہئے یا ابراہام اس میں بھی ہو سکتی ہے چونکہ میں نے یہ سنا ہے یا تو اسات سال کی عمر میں یا سوال کی عمر میں ہونا چاہئے اس کے متعلق واضح تحریر فرمائیے ؟

الجواب - وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کلمہ تعالیٰ مع الخیر ہوں آپ کا مافیت خواہ جتنا ہی کا وقت جب سے اس تکلیف کو برداشت کرنے کے قابل ہو شروع ہوتا ہے اور بعد بلوغ کو پہنچنے سے بالغ ہونے سے پہلے پہلے ہونا چاہئے سوال کی عمر پوری ہونے تک کروا چاہئے ۹ سال کے بعد بھی کوئی برائی نہیں۔ زیادہ دیر نہ کرنی چاہئے اور بعد بلوغ اگر اپنے ہاتھ سے کر سکے تو کرے لگاتار حلوانی سے غلامن میں ہے وقت المختار میں ہیں یعنی ثلاث اقل ان یبلغ - ۹ سال سے پہلے ہو تو بہتر غلامن میں ہے فی الغنائی الغاصی الامام یبلغ ان یغتنق الغصی اذا بلغ تسع سنین فان غتصہ وہو صغر من ثلاث حسن وان کان فوق ثلاث قلیلاً قالوا لا بأس بہ والرحمنہ لدرقدہما وقت المختار والذ

تعالیٰ اعلم

مسئلہ - زید کہتا ہے کہ کچھ عرصے پہلے غلام کیا اور مجلس میلاد شریف پڑھتا ہے لیکن زید فاسق ہے عمر و انکاری بھی ہے اور نائب بھی ہے صورت مسئولہ میں جب کہ دوسرا گواہ بھی نہیں ہے عمر و میلاد شریف پڑھ سکتا ہے عمر و دائری بھی نہیں لکھتا ہے اگر عمر و تو بکر ایسے اور دائری کتر و لے سے تو بکر ایسے کو میلاد شریف پڑھ سکتا ہے یا نہیں زید پر پانز روئے شرع شریف کیا حکم ہے شریعت مطہروں میں حبس پڑی کا حکم ہے یا روادری کا کیونکہ زید ہر گلی کوچہ میں کہتا پھرتا ہے بیٹو اتو جروا -

الجواب - زید جب فاسق ملعن ہے اس کی بات پر فوراً بے تحقیق اعتماد جائز نہیں قال تعالیٰ ان جاء کفہ فاسق بنبأ فتبینوا ان تصیبوا قوماً بجهالة فتصبوا علی ما فعلتم وندمنا منہ - خبر فاسق واجب التوقیف ہے کسی ہی خبر ہو اور کیا ہی وہ شخص ہو تفسیر ارتقاء میں ہے الحق ان جاء کفہ فاسق بنبأ فتقنوا و تفتحوا و ترقی فتثبتوا و اما الی واحد ای فتقنوا الی ان تمین لکمال حال ان تصیبوا قوماً بجهالة ای کما حۃ ان تصیبوا قوماً جاهلین بجهالہم فتقنوا ای فتصبروا نادیمین علی ما فعلتم وندمنا منہ یعنی اولہم فتقنوا فی خبرہم لفتقنوا منہم و حجة و وجد و هو و کونین لفتقنوا لیتقنوا لفتح من اللفظ لکمالہ معہ لاند و کونین و بالتصود ان الایہ تدلیل علی ان خبر الفاسق واجب التوقیف و فتقنوا فاسق و نہا بالتصبر ای ای فاسق فایستعین کان - پھر کسی کی کسی مسلمان کی جانب نسبت ہے تحقیق جائز نہیں نہ کہ ایسا گندہ کبر و در جب

نزدیقین نہ لایا چونکہ مجھ نے بھائی نذیر کو بیشتر سے یقین دلا کر ذہن نشین کر لیا تھا کہ بھادوں مہینے پر بھوکا لڑھکے لائے گی ہے کہ بھائی بھائی جدا ہو جائیں چونکہ میرا رہنا ہے ناگوار گذرتا ہے بغیر لوگ خوب جلتے ہیں کہ بیکرا پاچا ملن قابل اطمینان نہیں اور وہ نذیر کی آنکھوں میں پردہ ڈالے ہوئے ہے اور اس آنکھ میں اپنے نانا آزمودہ میں کامیاب ہونا چاہتا ہے نذیر کی زندگی قفسِ مطلقہ شوہر سے اس کی خراب باتوں کا اظہار کرتی ہے مگر شوہر اپنے بھائی کی محبت میں یقین نہیں کرتا اور جواب دیتا ہے کہ تجھ کو بھیچوڑوں کا تھکھو کھو طلاق دے دوں گا مگر بھائی کو بھیچوڑوں کا بلکہ کوشش کرتا ہے کہ ان حرکاتِ پریمی زندگی بھائی سے مل کر رہے اور اسے نا اعلیٰ نہ کرے۔ ایسے شخص کے ہمراہ کھانا پینا دوا سلام امام بنانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ جب تک وہ شخص اس بے پردہ کلمہ سے کہ اگر ایسا وہ کرنا تو کچھ حرج نہ تھا تو بزدل کے
خیز اس سے کہ وہ اپنی عورت کے ساتھ اپنے بھائی کی خلوت پر تو کہ اگر کسی ہے اور کسی بات کا اگر اسے
یقین نہیں ہو تو عورت کو بھوکھا بنا کر بھائی کو کھانا پاتا ہے تو اتنا تو ہے کہ وہ بھائی کے ساتھ عورت کی نہایت
کوروا کر کھتا ہے اور جب تک وہ اپنی عورت کا بھائی سے پردہ نہ کر دے اس سے مسلمان شرک قتل کرے
اسے امام نہ بنائیں اس کے پیچھے نہ مانے اسے اقرار کریں عورت پر بغیر عرم سے پردہ لازم ہے۔ دیورہ عینہ عورت
خالو، چھو بچا، رشتہ کے بھائی سب بغیر عرم میں شوہر کے بھائی سے پردہ کرے اگر شوہر اس پر مجبور کرے
کہ وہ اس کے بھائی کے سامنے اس سے پردہ نہ کرے تو اس میں اس کی اطاعت نہ کرے اس کا شوہر
تو اس خلاف شرع کرنے سے اشد گناہگار تھیں ہر گز کبھی عورت بھی گناہگار ہوگی اگر اس کے کہنے سے
ایسا کرے گی۔ وہ اگر مجبور کرے تو اپنے عرم سے کسی کے یہاں یہاں اسے اس نے چلی جاتے جب
بیک شوہر اس کا پردہ نہ کرے کہ وہ اسے اپنے بھائی کے سامنے ہونے پر مجبور نہ کرے۔

یہ غلطیات جاہلوں میں مشہور ہے کہ عورت بے اجازت شوہر گھر سے نکلے تو نکاح سے نکل جاتی ہے غیر عزم کے یہاں بعض اوقات بنائیں اجازت شرعیہ، بول ان کے سوا اور کت کو ہانا پناہ اور گناہ ہے اگرچہ شوہر اجازت دے۔ شوہر اجازت دے گا تو وہ بھی گناہ کا رواج مگر نکاح سے کسی گناہ کے سبب نہیں نکلتی۔ اس وقت کہ مکان میں اس کی مصمت پر حمل ہو چکا تھا اور مشکل وہ اس سے اپنی مصمت چپا کی تھی اور اس وقت اس مکان میں میسرہ تھی اس کو اپنی عزت اپنی آبروراندیشہ تھا بہتک حرصت کا خطرہ تھا جو اس کی جگہ آئی وہاں چلی گئی اگرچہ غیر عزم کے یہاں پیادے لے سکی۔ مثلاً اہل بیتین فیختراہو نھما۔ اس

میرٹ کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہا جاتا ہے اگر فی الواقع وہ اس وقت اس خطہ اس انڈیشہ سے یوں ہی نکل
سکتی تھی تو گن گارڈی نہیں ہوتی۔ شوہر نے کوئلہ کہا ہے کہ اگر ایسا ہوجاتا تو کچھ عرصہ نہ تھا کہ دوسری جگہ جانے
سے میرے مکان سے نکل گئی اور میری بدنامی ہوتی یہ نہایت بے ایمانی ہے شرعی بدعتی بے وقوف اور شرع
میں کی خلاف ورزی اس کے برعکس لان رتی ہے واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ - اندانے بریلی میں شیخ محمد صاحب بن محمد الحرام ۵۸۸ھ

بعض بعض لوگ کہتے ہیں چندوستان دارالحرب ہے دارالاسلام نہیں لہذا یہاں جمعہ ادا نہیں ہوتا
ہے ظہر پڑھنا چاہئے کیا ایسا ہی حکم شریعت میں ہے؟

الجواب - چندوستان دارالاسلام ہے دارالحرب نہیں یہاں جمعہ شہر و قصبہ میں فرض ہے گاؤں
میں جمعہ وعیدین کی نماز نہیں ہو سکتی کہ جمعہ وعیدین کی نماز کے لئے معسر ضروری ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ - الریثی ہالی مسلح ہونہ مسئلہ نامش صاحب قوال نہایت الاول ۵۸۸ھ
غزنی ہالی کوپ دیکھنا جائز ہے یا ناجائز کیونکہ ان دونوں ایک حج ظہر تیار ہو کر نکلتے آیا ہوا ہے
میں کو بتایا گیا ہے کہ علماء عرب و مصر نے جائز قرار دیا ہے اور شاہان عرب و مصر نے خود دیکھا ہے اور مسند
کیا ہے دنیا اسلام کو بڑی اہمیت کے ساتھ دیکھنے کا شوق دلایا ہے اس لئے عام مسلمانوں میں اس کی
شورش پیدا ہے کہ جب علماء عرب و مصر نے جائز کیا ہے تو پھر اس ظہر کا دیکھنا کیسے ناجائز ہو سکتا ہے میرے دہر
میں کہ حکام خداوندی و عطا و فرمان مصلحتی اصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہم مسلمانوں کو گواہ فرما کر فعل شریع
ہے کیا ہیں گے؟

الجواب - اللہ عذابہ الحق والصواب۔ سب انی لعمروہ بلف من جہرات الشیطان والعیاذ باللہ
میں سے ایسا نہیں ہے۔ اللہ اللہ کہ ان سے کہے آج یہ وہم کہ مسلمانوں کو ظہر میں پھر کے حرام کر دینا جو ہم
میں حکم خدا کے خلاف تھا کہ اس تماشہ کے جواز کا ثواب انھیں نظر آنے لگا وہ ہانکے ہوئے اندیشہ تھا کہ
میں سے حکم ہے غلام و غلام مطلقاً گناہ و حرام ہوتے ملتے ہیں کبھی اسے اگر حرام میں کہیں گے غلام
کبھی مبتلا ہو جائیں جنھیں مبتلا نہیں ہی نہیں خود بخود آنکھوں دیکھ لیا جائے گا ہانکے ہوئے غلام تھا کہ
کوئی بدگلام اس گناہ سے بچنے اور قصاص نہ پانے کا تماشہ دیکھنے دکھانے کو ہانکے ہوئے گناہ و غلام
دلیل ذلیل سے کہ ظالم جبکہ غلام ہی نہیں غلام بھی اس میں مبتلا ہوتا ہے ہاتھ میں کے یہ گناہ تھا کہ

کوئی اہل سے ادنیٰ سمجھاں بھی شریعت کہیں کے مولوی کہلانے والے ماکوں بادشاہوں کے قول فعل کا نام نہ لے گا کہ وہ جو کہیں کریں ہاں نزد حال ہوگا کیسے ناجائز و حرام ہوگا۔

اب تک تو مسلمان ہی سمجھتے تھے کہ بائبل سے زیادہ عالم حوام سے زیادہ خواص پروردگار کتاب گناہ سے اشد الزام ہوتا ہے ورنہ سے زیادہ شریف از کتاب گناہ پر مورد الزام مطعون و ملامت ہو کر کتنا تھکاتے نہ جانتے تھے کہ اب نہ سنا یا آگیا کہ لوگ مولوی کہلانے والوں اور بادشاہوں کے ایسے ناجائز قول و فعل کو سن کر بھلے اس کے کیا نہیں اشد لطم کھیں ان پر لاشعریں کریں انہیں سخت مطعون ملامت خوار تھیں ان کے اس قول و فعل کو دلیل ہمارے بنائیں گے والیاء اللہ تعالیٰ وہ بھی ایسا نہیں قول جس سے مسلمانوں کے دین کو منہی کھیل بنا لینے والوں کی ملامت و لعنت ہر عروج مسلمانوں کے دین مقدس کا کرکٹ ہے اس کا تماشما بنا دین کو منہی کھیل بنا لینا انہیں تو کیا ہے خدا تعالیٰ وانا اللہ معہود و لا حول و لا قوة الا باللہ العلیٰ العظیمہ سیدنا دیکھتا تو نیلے بھی حرام ہے اور حج فلم کا تماشما دیکھنا حرام در حرام اشد اذیت کا ہے حج فلم کے ساتھ ملامتی ہونا اپنے دین کو منہی کھیل بنا لینے پر لاشعریں جو اس سے اذیت اور اشد نفوس بدتر کام اور کیا ہوگا بھلے نہ بھلے گئے حرمات اور قصا ویر کی ناجواز کی کے متعلق اگر تفصیل دیکھنا ہو تو عطا اللہ فیروز القدر رساں مافی حضرت قدس سرہ ملاحظہ کریں۔

بعض لوگ خوشامد میں بادشاہوں ماکوں کے سامنے ایسے ہوجاتے ہیں کہ وہ دن کو رات کہیں تو یہی ان کی ہاں میں ہاں ملانا ضروری خیال کرتے ہیں جو وہ کریں ان کے خوشامد میں یہ بھی ویسا ہی کر گزرتے ہیں جنہیں فرمایا ایا الناس علی مدبرہ بادشاہ کے دین کا لوگوں پر اثر ہوتا ہے لوگ بادشاہ کے دین کے رنگ میں رنگ جاتے ہیں مگر یہ آج تک غالباً نہ ہوا تھا کہ بعض بان کے قول و فعل کو دلیل ہوا دیکھ لیا گیا خود شریعت ان کے ہاتھ میں بان کے قول و فعل کے تابع بھی گئی ہو اب جو نہ ہو کہ ہے پھر فساد ہی اشتہار ہی ہلاکت کے معلوم نہیں عرب و مصر کے ملکہ کا نام بدنام کیا جاتا ہے ہرگز ملکہ ایسی خبیث بات نہیں کہہ سکتے ہرگز ایسی فحش امر سے لاشعری نہیں ہو سکتے ہرگز ایسے کس کام کو پسند نہیں کر سکتے ملکہ کو بدنام کرنے والے بدنام کسے نہ کیا چہ نہ ہندوستان ہی میں نہیں جس ہر ملک میں یہاں ہندوستان ہی میں دیکھو ایسے لوگ ہر مائی مشرقات الارض کی طرح پھیلے بھٹے ہیں کیسے کیسے اہل آفاق کل ملامت اور عطا بنے ہوئے ہیں ہر گز نہ چنگیزی رنگ جو کھا پہلے تو قریب دہی کو تو بے بے ملے اور لانے

چوتے جیسے دیکار ہوتے تھے اسے اب تو حورن والوں کی طرح زبان کھول لی یا تھنوں میں نوکری گئی اور وہاں سے تقریر میں کچھ نہایت اور لگنے کی مشق یہ دیکر لی اور مولانا ہوا اور بے سے بڑا مولانا ہونا ہوا اور لی کی جو اکھا لی اور ملاس کی ڈگری کے لئے تو اتنا بھی نہیں گھبرائے ملاس بن ہانا ہے اخباروں میں اور سے یہ سے مضمون لکھے اور اپنے نام کے ساتھ ملاس کا لفظ خود ہی لکھ دے اپنے آدمی سے لکھو لیا کرے دو چار آدمی ایسے بنائے جو ملاس ملاس کہا کریں ہندوستان بھر میں علامہ مشہور ہو جائے گا۔ دلائل و دلائل و لا حوالہ۔

اگر یہ واقعہ ہے کہ ہر صبح کچھ لوگوں نے حج فلم کے ساتھ اظہار رضا کیا اسے ہائز ہا ہے تو وہ ایسے ہی مولانا اور ایسے ہی ملاس ہیں۔ ہرگز کسی عالم دین کی یہ ناک حرکت نہیں قول نہیں ہو سکتا۔ یہاں دلی کے ایک مشہور عام روحانین القوام والعوام کسی بھی توسیعی فلموں کو دیکھتی اور اس کی تہنیں نکلتی اور چلاتی ہے۔ ایسے ہی صبح کے بعض حمد الدنیا والہ دم دین سے آزاد باطلوں نے حج فلم کو پسند کیا اور دیکھا دیکھا ہو گا اور ملاس اگر دنیا بھر کے خواص و عوام کسی ایسے حرام کا ارتکاب اس سے پسند کریں تو کیا اس سے حرام ہائز ہو جائے گا ہرگز نہیں۔ لا الہ الا اللہ ولا حول ولا قوة الا باللہ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۸ جمادی الآخرہ ۱۳۸۸ھ

ایک شخص کی قبر پر جا کر جو کہ شہر سے تقریباً ایک میل کے فاصلہ پر ہے مجلس میلاد کے ہر جمعہ کے روزانہ یہ مجلس منعقد ہوتی ہے جو ان لوگوں میں تو جوان عورتیں بھی شرکت سے متوجہ ہوتے ہیں شہر سے تھوڑے فاصلے پر جہاں جہاں ہوا وہاں ہمارے گنبد کے اندر داخل ہو کر جس کا ہاں نکل تنگ دروازہ ہو اس سے اندر داخل ہو کر وہاں روشنی وغیرہ کا کچھ انتظام نہ ہوا وہ جب سے یہ کام شروع ہوا ہے بہت سے ناہنظروں نے اسے کھینچ کر لیا یا تہمت بھی ہو چکا ہے چنانچہ بعض آدمیوں نے اپنی غمخوئیوں کو ملائیں بھی دی ہیں۔ جو آدمی کہنے والے اس نے کئی دفعہ یہ لفظ کہہ ہیں اور عام مجمع میں کہہ ہیں کہ خدا کے پیش میں کئی نافرمانیوں کا شہر میں بی جا ہیں۔ ان فرض تمام برصا شایں وہاں ہوتی سکتی ہیں۔

جو خدمت خواہ ساتھ لے جاتا ہے وہ سارے تقریباً صوفیائے دیمہ شریعت کے خلاف ہوتے ہیں اور مشفقہ شاعر ہوتے ہیں اور اہل شہر اس بات کو بہت برا سمجھتے ہیں چنانچہ ہم نے کئی کوشش کی مگر ایچ اس نے وعدہ بھی سمجھ میں نہ کر لیا کہ آئندہ میں کیا لاتی جاؤں گا اور غمخوئیوں کو بند کر دوں گا اگر غمخوئیوں میں

کیس توہیں جاننا بند کر دوں گا لیکن اس کے بھی خلاف کرتا ہے اور کہتا ہے خواب میں حضور نے فرمایا ہے کہ محد میں جہاں چاہیں جانے دو کیوں روکتے ہو لہذا ہم اہل سنت والجماعت حنفی ہیں ہم آپ سے اس کا فتویٰ قرآن حدیث اور فقہ حنفی کی مدد سے طلب کرتے ہیں آپ فقہ حنفی کی جہاد میں مہربانی کے نقل فرمادیں تاکہ آج کل کے علماء کی ذاتی رائے سے بچ کر فقہ حنفی کے اور امام ابوحنیفہ کے مقلد ہو جائیں اور کبھی کبھی نوجوان لوگ یہاں بھی وہاں بلند آواز سے فحشیں پڑھتی ہیں مہربانی فرما کر ہر ایک جزیہ کا حدیث قرآن و فقہ سے جواب عنایت فرما دیں۔

الجواب۔ نزدیک کر کر خدا و رسول بل ہمارے رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہتر ہے سب نزل رحمت ہے و دفع زحمت ہے مردہ ذکر سے انس پاتا اور وحشت دفع ہوتی ہے میلاد مبارک میں ذکر اللہ و ذکر حضور پر نور درالمت پناہی ہوتا ہے اس طرح وہاں عورتوں کی شرکت نہ چاہئے گلاس سے وہ فعل ناجائز نہیں ہو سکتا کور و کاجائے کوئی اچھا کام پہلے نہ ہو اب شروع کیا جائے اس سے وہ برا نہیں ہو سکتا اچھا کام جب ہوگا اچھا ہی ہوگا حدیث میں ہے فی الاسلام سنة حسنة الخ اس سے یہ امر ظاہر اور اصل کا حواض سے چلے نہ ہوتا بالکل واضح وابر کیا مساجد میں جمعہ کو یا کسی دن عورتیں آئیں اور ایسی بے حیائی اور بھلیں کہ مردوں کے ساتھ کھڑی ہوں اور وارے سے مردوں کے جھوم میں آئیں جاتیں تو ان کی اس ناجائز حرکت سے مسجد ہی کا خیر ادا کیا دیا جائے گا اور مسجد ہی کو ناجائز متاثر نہ ہائے گا جہاں جمعہ ہوتا ہے وہاں کے جمعہ کو نہ ہی آج کسی مسجد میں نیا جمعہ قائم ہوا کسی کو ہی۔ عورتوں کو وہاں حاضر سے خصوصاً اس بے حیائی کے ساتھ اس نے روکا جائے۔ وہ عورتیں اور جو اس بے حیائی سے راضی ہوں وہ سب گنہگار حرام کا مستحق ناریں۔

میلاد مبارک کی نسبت وہ حکم لکھا گیا ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ میلاد مبارک کا نام کر کے وہاں جائے میلاد مبارک مشتق اشارہ کا گونا گونا عورتوں کے جذبات کو ابھارنے مقصود ہو تو اس کے حرام ہونے میں کیا کام۔ وہ شخص نہایت بدگام ہے جس نے ایسا بکا کہ معتقلہ کا نام لے کر مگر کہ معتقلہ کو بھی عوام کعبہ ہی کہتے ہیں اس سے بظاہر اس کا مقصود بھی نفس کشی نہیں بلکہ شہر کشی ہے اور ان لوگوں پر بڑے عیسا اور عسکری کو اس جملہ سے روکتے ہیں پھر بھی اسے ایسا نہ کہنا چاہئے تھا اس کا اندازہ کلام بہت برا ہے۔ میلاد مبارک اگر وہ محسنیت سے کہتا ہے تو عورتوں کی بے پردگی کو روکے اس طرح بے حیائی سے انھیں شرکت سے

مافق ہونہ دیکھیں تو حسب وعدہ خود کے مردے کے استیئاس اور اسے ایصالِ ثواب کے لئے گروہ یہ کرتا ہے اس طرح گئے عورتیں نہ شریک ہوں چند روز بعد جب ان کی اس بے حیائی سے معذرت کا سبب ہو جائے تو جیسا چاہے کرے۔ میلاد مبارک نیک لوگوں سے وہ میرے ہوں تو مستور الحال اصحاب جو بظاہر مشرّع ہوں ان سے پڑھواتے فراق سے نہ پڑھواتے۔

اس نے اگر یہ جھوٹ بکبا ہے کہ خواب میں حضور نے اسے فرمایا حضور پر اقرار کیا ہے جب تو اس نے اپنا چھکا نہ جہنم نہ الیٰ تو کہے اور اللہ سے ڈرے۔ حضور پر اقرار کیا لعنت اس کے عظیم وبال و نکال کو ہلکا نہ جانے۔ اور اگر اس نے اقرار نہیں کیا تو یقین جانے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پاک قلب اس سے کہ اجنت شریعت طاہرہ کے خلاف خواب میں حکم فرمائیں یقین کرے کہ حضور نے فرمایا ہو گا کہ عورتیں جہاں چاہیں نہ جانے دو دم کیوں نہیں روکتے ہو اس کے سننے میں غلطی ہوئی پھر کوئی حکم خواب سے سچ ہو جائے تو کچھ اور دل کے خواہوں کو وہ بھی جھوٹا نہ کہہ سکے گا۔ اگر کوئی اس کی طرح یہ ادعا کرے کہ مجھے خواب میں ایسا حکم ہوا ہے کہ عورتوں کو مزار پر نہ آنے دو اور جو اس میں حرام ہو اس کی گردن مار دو جو مزار پر بیٹھ کر عشقیہ اشعار پڑھے پڑھواتے عورتوں کا منع کرے ان کے جذبات اچھے سے اسے مار ڈالو یا یہ مردوں کو افلاس شخص کی لائی ماں بہن وغیرہ سے نکاح کر لو وغیرہ وغیرہ تو وہ اس کو ان کے گناہ اس حکم کی پابندی کرے گا اور اسے مار نہ جائے گا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم و سلم۔

اگر وہ شخص جھوٹ بکبا ہے اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت نہ کی یوں ہی خواب دلتے سے گڑھا اور حضور پر وہ ناپاک اقرار کیا جب تو اس پر ارشاد فرما ہے جلد تو بکرا تفرس ہے اور اگر فی الواقع وہ اس دولت دیدار دیدار چار وار سرکار شہر کا نہ سے مشرف ہوا تو یقین کرے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہرگز وہ نہ فرمایا تھا اس کے سننے میں آیا یہ شیطان نے آواز دیا کہ میں تلیس کی اس کے کان میں کلام الیس ہو گیا۔ ملاحظہ فرمائیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ فرمایا ہو جو خلاف شرع مقدس ہے۔ فتاویٰ مغربیہ میں حضرت شاہ محمد الہی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔ مادہ قسم سوم شیطان کا ہے آواز دے دلائے تلیس کی کدو دوسرے کی اندر دھریں شہادت بعض روایات کہ در وقت قرأت سورۃ نجم وقت سکوت کا پنجاب شیطان حرف دوسرے گفتہ بعض سامعین مشرکین و مشتبہ سامعین در حین حیات اس مطلق ممکن باشد در خواب چرا ممکن نیست لہذا در شریعت غیر از احکام خواب ملامت نمی شانہ الخ

مولوی لکھیاں وہاں بلند آواز سے لعنت پڑھتی ہیں وہ گنہگار بزرگوار شفیق نادر ہیں۔ نیز وہ مردی جوان کی آواز پر کان دھرتے اور ان کی اس حرکت پر راضی ہوتے ہیں، جو رت کی آواز کی صورت ہے یہاں تک کہ اگر جماعت میں شامل ہو اور لہام کو ہو تو بوجہ ان کی کہہ سکتی لہام کو ہو سے یوں آکا کر کے کہ پشت پر ہر ہاتھ مارے جیسا یہ سنا محبوب الہی قدس سرہ العزیز کے ملفوظات طیبات سیر الاولیاء شریف میں ہے نماز میں تکبیر و قنوت کچھ آواز بلند نہیں پڑھ سکتی۔ تو دلی عزیمت یہ رسالہ نماز میں ہے آواز بلند بیچ وقت قنوت میں سخاوند و تکبیرات آواز کو بلند ہر را کہ سہ گزینہ بیچ جا آواز بلند کنند اسلام میں اس طور آہستہ ہر وقت ہر چیز را گفتہ باشند ان امور کو کہ وہاں ہائی نہ پائے کہ وہاں آواز بلند پڑھنا غیر میں لکھائی شعی سے ہے مثل القاضی عن جوامعہ تدریج التمام فی اللہ لا یصل عن الجوامع والسادق مثل طہذوا عما یصل عن مقدسہما یصل عن اللعن علیہ واعلم انہا انما قصدت الخرج کانت فی لعنة اللہ وملائکته واذا خرجت فحقها الشیاطین من کل جانب واذا امتنع العتوب ما یصل عنہا من المیت واذا رجعت کانت فی لعنة اللہ بکرمہ فی اناسہ خانیہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از میر محمد سرہ صاحب مولوی غلام علیانی صاحب مدرسہ اسلامیہ لاہور
اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس شعر پر یہ یا حضور کی قسم غفلت میں ہے تم الخ بظاہر ہے
شبہ ہوتا ہے کہ اس میں غیر ذات و صفات غزول کے ساتھ قسم لگائی گئی ہے جو شرعاً مکروہ ہے۔
اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو مختلف آوازیں کے اعتراض اس طور پر ہو کر تھے کہ بعض اصناف
بعض اشخاص کا خیال ہے کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا کمال ادب اس ترتیب کے عکس کا ممکن تھا
یعنی اپنا نام گائی نیچے اور سرکار وہاں اعلیٰ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک اور تحریر فرماتے معلوم ہوتا ہے
یہ ترتیب کاتب کی تراشیدہ ہے۔

الجواب۔ یہاں جواب یہ خیال میں آتا ہے کہ سامنے حلف بغیر اللہ مکروہ و حرام نہیں اور حرام و مکروہ حرمت و مکروہیت من سداویۃ الاقدام نہیں۔ بعض تو۔۔۔۔۔ اس قدر اشد حرام ہیں جیسے طواغی و انڈاؤ گناہ کے ساتھ حلف کہ ایک صورت میں کفر یعنی ایک میں۔۔۔۔۔ پھر وہ حلف بطواغی و اغیار۔۔۔۔۔ کے ساتھ خاص ہو جیسے امانت کے ساتھ حلف کہ ال کتب کا حلف تھا پھر حلف بالآہر و غیر و امانت میں ضرر و حدیث من حلف فقال فی حلفہ باللات والعزى لیقل لا اله الا الله یحتمل

ان کی ہر ایک سعادۃ اللہ سبحانہ و تعالیٰ لایزالہ الکریمۃ التوحید لایزالہ صلوۃ الکفر والافان کان علی قصد
 التطہیر لہو و کفر و ہرمتہ اذ یجب العود عنہ بالذخول فی الاسلام مرقاۃ میں ہے من عطف بالاصنام
 فقد اشترک باللہ فی التطہیر فوجب تدارکها بکلمۃ التوحید نیز مرقاۃ میں زرر حدیث ان اللہ یغفر
 ان تخلفوا بآباءکم من کان حالاً لم یخلف باللہ اولی صحت ہے کہ الخلف بغير اسم اللہ تعالیٰ وصفاً
 سواء فی ذلک النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و الکعبۃ والحشکۃ والامانۃ والحیاء والمرج وغیرہا
 من اشد ما کرہاً الخلف بالامانۃ۔

اشترک العبادت میں ہے باید کہ توبہ کنہ تدارک نماید بکلمۃ توحید اگر ان کو گنہ خوردان بذات و عزت
 بطریق سبق لسان دعا و عزت جاہلیت ست پس تدارک بکلمۃ توحید بہست بولان اوست صورت کفر و امی
 ست من ست و ظاہر آنست کہ مراد بین ست والا اگر قصد تطہیر بود و خرواۃ التلاصیح ست و واجب ست
 عود انزال و بیکار و اسلام اسی بیت زرر حدیث من خلف بالامانۃ فلیس مناسبت گفت آن حضرت
 کہنے کہ گنہ خورد بآبائست پس نیست آن کس از ما و بر طرف تہمید یا بلکہ از متشبہین بغير راست زرر لکان از داوت
 بل کتاب ست و از بہت ناودون او از اسماء و صفات الہی تعالیٰ بعض و کہ موصفاً خلف مگر بین مراد نہیں
 و قرقریر و تکیہ مقصود ہو جیسے بھی حسنہ نہ اکام میں ہے قصد نہ محض برائے انتقام زیادہ کیا جاوے
 نہ ہا تہذیر نہیں۔ حدیث میں ہے خود حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا اطلع فابہ مرقاۃ میں زرر حدیث
 ان اللہ بنہا کما ان تخلفوا بآباءکم ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یغفر الذنوب و یغفر الذنوب
 تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم الخ فابہ مقبواہ ان ہذا کلمۃ تجری علی اللسان لا یفصد بہا الیمن بل ہو
 من جملة قیامی و فی الاثر غیرہ و التشریع و التاکید و لا یزاد بہ القدر کما یزاد بصیغۃ التثنی و مجرد الایضا
 معن القصد فی الذنوب او استغفر۔

نیز امام نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں فان قبل الحدیث مخالفت لقولہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم اطلع فابہ ان حدیث فی جوابہ ان ہذا کلمۃ تجری علی اللسان لا یفصد بہا الیمن بحسب
 علی قاری کہتے ہیں والا ظہر ان ہذا اوقع قبل و ما وہ النہی و ایضا لا یباید ان لیسوا من یعد علی ان النہی
 لبس الخضر و توبہ عطف بغير اشد پر کہ گراہت تحریم نہیں یا حضور کی قسم میں بھی یا تو قسم مراد نہیں غیر تقریر
 و تکیہ مقصود ہے نہ قسم یا قسم مقصود ہو تو یا تو غیر خدا کی قسم نہیں یا غیر خدا کی قسم ہے مگر ناجائز نہیں یا تو

طہرقت طہرۃ مطہرہ دینی۔ کہے کہ اشترک العبادت جلد دوم ص ۱۱۰ و مرقاۃ مطہرہ مکرر اشترک کہ ہلد دوم ص ۱۱۰

کیا کہ شرک کے افراد ہر ایک میں رہا، خود قرآن عالم آپ ہی تو شرک ثابت کر کے ہیں اور خود اس کے
کہہ دے گا کہ خود حضور نے حلف لیا کہ شرک کہا اور خود افلیح و اہیہ فرما کر دعا قائل شرک کہا
ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم واللہ تعالیٰ اعلم

(۱۶) اعلیٰ حضرت قدس سرہ فتویٰ کے آخر میں اکثر یوں اپنا نام نامی تحریر فرماتے تھے کہ **میرزا محمد**
اور کسی اس طرح فقیر محمد خلیل جس طرح سوال میں نقل کئے ہیں یہ طرز حضرت قدس سرہ کا نہ
تھا کہ آپ کا ارادہ ہے اور یہ بھی سب اور اب نہیں کہ جہاں غیر نبوت صلی اللہ علیہ وسلم آکر وجہ مبارک و علم سے
یہ ادب معلوم ہو گا کہ اسم جلالت بالاکتوب تھا اس ترتیب پر میرزا قدس پشت مقدس پر بھی محمد رسول اللہ وہاں
قرآن مجید میں یوں بھی ہے محمد رسول اللہ تو معلوم ہوا کہ یہ بھی سب اولیاء ہیں واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ - (۱۷) اللہ تعالیٰ کی بخشش ہر جگہ ہوتی ہے یا کسی خاص خاص جگہ پر۔

(۱۷) اولیاء اللہ کا سایہ اپنی اولاد پر یا عام طور پر بصورت اعتقاد و موفیائے کرام ہر جگہ رہتا ہے یا بعض
مقامات و ایام متبرکے کی چار دیواری تک محدود رہتا ہے۔

الجواب - (۱۸) وہ جہاں پاس ہے اپنی بخشش اپنی رحمت اپنی برکت نازل فرماتے مگر بعض جگہ
اپنی بخشش نازل ہوتی ہے کسی جوار صانع میں اس صانع کی برکت سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۱۹) اولیاء کے مراتب متفاوت ہیں اولیاء سے فیض ان کے خدام ہی پر نہیں ملتا اور سے بھی ملتا ہے
مگر درجہ اور نزدیک ماضی ہونے میں زیادت توجہ کا فرق ہو سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ - از مشہور
زید میاں دشریف نے پوچھا ہے اور وہابیوں کی صحبت میں بیعت ہے اور وہابیوں کی بنائی شریعت پر مبنی
ہے زید نے دریافت کی کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دفن کرنے کے وقت ایک صحابی نے
خطاب کیا کہ اے قبر پریشانی میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم
کی اور والدہ ہیں جس میں رضی اللہ عنہا کی توقیر سے آواز آئی کہ یہ مجھ حسب نسب بیان کرنے کی نہیں ہے
یہاں عمل صانع کا ذکر کر رہا ہیں اسی کو کہنے میں کے عمل اچھے ہوں گے یہ رعایت صحیح ہے یا غلط ہے اگر غلط
ہے تو اس کے پڑھنے والے کو کیا حکم زید و وہابیوں کی صحبت میں بیعت ہے وہابیوں سے میل جول کتنا
ہے اور ان کے پاس بیعت کرانہیں کی گئی گفتگو کتنا ہے زید سے میلا دشریف نے پوچھا تھا کہ حسب نسب یا باہا ہے

اور نیک کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب

ایسا شخص جو دنیویوں سے بل جوں رکھتا ہے اتنا ہی نہیں بلکہ ان کے پاس بیٹھ کر ان کی بات میں ہاں ملاتا ہے اس سے ہرگز میلاد مبارک نہ پڑھوائیں اسے واعظ مسلمین نہ بنائیں یہ روایت میں نے کہیں نہ دیکھی جو بیان کرتا ہے کہ کس کس متبرہ کی بیان کرتا ہے شہوت میں کہے اگر کسی معتبرہ کتاب کی روایت یہ ہو بھی جب بھی اس سے اس کا اگر یہ مطلب ہو کہ نسب نبوی قطعاً غیر نافع ہے تو یہ مطلب مردود ہے حدیث میں ہے ما بال الفواریز عمون ان قواہی لا تنفع کل سبب و نسب و نفع یوم القیامة الا فی سبب فانما موصولة فی الدنیا و الاخرة۔ اس ہوا اور بھی احادیث میں اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا نسب کریم تو حضور کا نسب کریم ہے حضور کے صدقہ میں اوروں کے نسب بھی نافع ہوتے ہیں خود قرآن عظیم سے نفع نسب کا حال معلوم انبیاء اولیاء سے نسبت فیسی ہوا یہی وہ نافع ہوتی ہے اور اس کا انکار نہ کرے گا مگر وہابی ایک آنکھ کھولتا ہے اور ایسی حدیثیں دیکھ لیتا ہے جو تفسیر بالانساب کے رد کی ہیں اور دوسری پٹ کر لیتا ہے حدیث میں جہاں یہ فرمایا ہے ہا ہی حال العلماءین الناس یوم القیامة بالآخرة یحملونہا علی ظہورہم و ناقلونہا بالدنیا علی ظہورہم کما لا یغنی عنکم من اللہ شیئاً یہاں تک کہ حضرت سیدتنا فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت صفیہ بنت عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خطاب خاص فرمایا یا فاطمة بنت محمد یا صفیة بنت عبد المطلب یا بنی عبد المطلب لا ملأ لکم من اللہ شیئاً غدا ان لکم رحمہا سابلہا ببلالہا۔

وہابی ایک بھی پوری نہیں کھولتا کہ پوری کھولتا تو اسے یہ نظر آتا غدا ان لکم رحمہا سابلہا ببلالہا حضور مقام تنویف اپنے اہل بیت کو نشیۃ الشرا و تقوی طاعت پر ابھارنے کے لئے ایسا ارشاد فرماتے ہیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ نسب محض نافع ہے اس کے کوئی نفع نہیں امام ابن حجر کی جتنی مواضع میں فرماتے ہیں تنبیہ علمہ مما ذکری فی ہذہ الاحادیث عظیم نفع الانساب الیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم ولا یانفہ ما فی احادیث اخر من حدیث لعل بہت علی حب شفاء اللہ و انعامہ و صلواتہ وان القرب الیہ یوم القیامة انما هو بالتقوی و وجہ عدم انما فاقا کما قالہ المصنف الطبری وغیرہ مسن العلم انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم لا یملأ لکم شیئاً الا بحد شیئاً لا بحد شیئاً ولا بحد شیئاً ان اللہ عز وجل یملأ لکم نفعاً فادبہ بل و جمیع امتہ بالشفاعۃ العامة و الخاصة فہو لا یملأ لکم الا ما یملأ لکم و لہ و لاد

مسئلہ۔ شہادت نامہ، جنگ نامہ، نور نامہ، داستان امیر حمزہ پڑھنا درست ہے یا نہیں؟
الجواب۔ شہادت نامہ جس میں تمام تر صحیح روایات ہوں اس کا پڑھنا اچھا ہے جسے بخیر نیت
 اور جو قاطب و باطل روایات پر مشتمل ہو اس کا پڑھنا سخت بھلا اور ناجائز ہے۔ جنگ نامہ، نور نامہ دیکھا نہیں وہ
 اگر قاطب روایات، اقتضائات پر مشتمل ہوں تو ان کا حکم یہی ہے کہ ان کا پڑھنا جائز نہیں۔ داستان امیر حمزہ اور
 تاج الکذب و بہتان اقتضائے طوفان محض و دروغ ہے فروغ ہے اور داستان ہی نہیں چون کہ اس کا مصنف لادھنی تھا
 اس میں جو کچھ اصحاب کرام پر تہرا ہے اس کا پڑھنا حرام حرام حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ اگر فقہاء و علماء علیحدہ علیحدہ بیعت کر لیں گے تو ان کی بیعت ٹریڈنگ آئی آئی بری ملے گا۔ ۱۲۹۲ھ میں جو بزرگ
 نزدیک شخص سنی مسلمان ہے جو ثانی باندھتا ہے جس کے چار بھائی بھی ثانی لگاتے ہیں جو بزرگ
 روزگار ہیں اس کے بھائی بھی برس روزگار میں زندگی شادی ہوتی ہے وہ اس وقت ثانی نہیں باندھتا
 ہے لیکن اس کے بھائیوں کے ثانی لگی ہوتی ہے ایک علماء دین جو کہتے ہیں کہ ثانی باندھنا کفر ہے زندگی
 شادی میں شرکت کرتے ہیں کھانا وغیرہ بھی کھاتے ہیں اور اس نے زندگی کا نکاح بھی پڑھایا جب کہ اس کے
 چاروں بھائی ثانی باندھ کر نکاح میں شرکت جوئے تھے۔ اب زندگی کے یہاں کھانا کھانا حرام ہے یا نہیں
 اور اس علماء دین نے یہ جانتے ہوئے کہ ثانی باندھنا کفر ہے نکاح پڑھایا اور شادی میں شرکت کی اور کھانا
 وغیرہ بھی کھایا شریعت کی رو سے اس علماء پر کیا حکم ہے؟ صحیح جواب سے آگاہ کیجئے۔

الجواب۔ ثانی لگانا اشد حرام ہے وہ شعار کفار بجا انجام ہے نہایت ہکام ہے وہ کھانا و فرمانِ خداوند
 ذوالہلال والا کرام ہے۔ ثانی نصاریٰ کے یہاں ان کے عقیدہ باطل میں یادگار ہے حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام
 و السلام کے سولی دیے گئے اور سارے نصاریٰ کا فدیہ ہو جائے کی۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ ہر نصاریٰ بولت
 جاتی ہے کہ میں اولے رہتا ہے ہر نوپ میں۔ نشان صلیب رکھتا ہے جسے کراس مارک کہتے ہیں۔ ثانی
 کی طرح کراس مارک بھی روزگار میں ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ کہ قرآن فرماتا ہے: **لَا تَتَّخِذُوا الصَّلَاطَ وَالْمَسْكُونَةَ دِينًا** جو ہونے
 و مینے مسیح کو کھس کیا نہ سولی دی۔ **صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلِیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم** و علیہ و آلہ و سلم
 و علیہ و آلہ و سلم و علیہ و آلہ و سلم۔ مگر یہاں اس حقیقت سے ناواقف ہیں۔ وہ اپنے
 محض ایک وضع جانتے ہیں اس لئے انہیں اس کے لگانے پر کافر کہا جائے گا کفریت قول یا فعل اور
 ہمت ہے اور ترک کفر و ظہور اللہ تعالیٰ ہو والہادی و ہدایتی اعظم!

ثانی ہندوئے والا بیٹ لگائے والا اور ہر فاسق ملعون ظالمین میں ہے اور ان کے غرضوں پر فوٹا ہے
 تفسیر میں فلا تعد بعد الذکر ای مع القوم الظالمین عارفہ بالشرط احمدیوں استاذہ سلطان
 عالمگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے منہ سے تفسیرات احمدیہ میں فرماتے ہیں الظالمین بعد الفاسق والبتدع والکافر
 جن کے ساتھ جتنا منوع ان کے ساتھ مواکلت و مشارکت و تفریج السب سے اور زیادہ ممنوع، علمائے
 ہندو زیادہ بخیر الا لام و اللہ تعالیٰ اعلم
 مسئلہ۔ اس یعنی بیوی کی مال کا ہاتھ نہ لگایا جائے یا نہیں؟ ایک صاحب مفتی عالمیہ
 فرماتے ہیں کہ ہاتھ چومنا نہیں چاہیے۔ بسبب فساد زمانہ۔ حرامی بہن سے پردہ نہیں ہے لیکن علماء فرماتے
 ہیں کہ پردہ بہتر ہے۔

الجواب۔ ہے حکم دہنی عالم صحیح کہتے ہیں۔ ہرگز نہ چاہیے۔ جب کہ یہ اور وہ دونوں جوان ہوں
 ایک دونوں میں سے جوان ہو اور خوف قنہ ہو تو قبیل اس صورت میں تو ہاتھ میں ہاتھ لیتا بھی نہ
 چاہیے شہوت ہی سے ہاتھ میں ہاتھ لیتا یا ہاتھ نہیں ہے شہوت بھی ناہائز ہے جب کہ شہوت سے اس
 نہ ہو شہوت اس وقت نہیں اس وقت خالص عظیم رحمت ہی کے لئے ہوسہ دیا گیا کہ محبت ہی سے
 ہاتھ میں ہاتھ لے کر ہاتھ میں ہاتھ لے کر شہوت سے اس کو قبول کیا گیا کہ محبت معاشرہ ہی ہاتھ
 ہو کہ جیسے امت ابنیہ کو اس وقت ہاتھ لگانا ہاتھ نہیں اس کا اور اتنا نہیں کہ اس بارے میں ایک ہی حکم
 ہے۔ درختان میں چبئی سے ہے۔ و من عرسہ و امته الحلال نہ و طوطا الخرج المحبوسہ و انکابتہ
 و المشترکہ و مشکوۃ الخیر و المحرمۃ برضاح او مصاحفہ غمکھا کا لاجنبیہ۔ رافعات میں ہے۔ قولہ
 کا لاجنبیہ امی کا لاسۃ لاجنبیہ بدلیل مافی العانیۃ، حیث قال قہد یقولہ من امتہ الملق حلال لان
 حکمتہ المحبوسہ والحق فی الحد من الرسل حکمتہ الغریبی البظاہر لہا الان اہاحۃ النظر ان صحیح
 البدن معینہ علی حل الوہاء فیقول ہاتھ نہ ام
 اور اگر امت الغریبیہ ہے کہ اگر اپنے نفس پر اس پر شہوت کا خوف ہو تو ہاتھ لگانا ہاتھ نہیں درختان
 و کشت و کھیتی و غیرہ افسار میں ہے۔ و الاغظالہ (و حکمتہ غریبہ) و لہد ہرۃ اہام و لہد کلا

عہ لست الذکر و ہم المحبوسۃ و ہوا بہن من ریحہ ہلی قول العاصیۃ الشافی بدلیل مافی العانیۃ لہا الان لکامہ و انکام
 الاہنبۃ المحرمۃ فی البظاہر و لہد ہرۃ اہام و لہد کلا

لہ درختان و کھیتی و غیرہ افسار میں ہے۔ و الاغظالہ (و حکمتہ غریبہ) و لہد ہرۃ اہام و لہد کلا

فیظاہ البہا مکرمہ (وما حل نظره) سہل من ذکر او انشی (حل لہ) اذا من الشهوة علی نفسه وعلیہا وان لہ
 یا من ذلک او شہد، فلا یحل لہ النظر والنسب، الا من اجنبیة ذلک الشہد ہے۔ (قولہ الامس
 اجنبیة) ای غیر الامس، حدیث شریف میں شرح طریقہ محمدیہ میں ہے۔ ومن الافاق المہاسہ بشہوة الغیر من وجہ دلتہ
 الجلال لہ بخلاف الجوسیة التي انکسہا النظر و فیما اذا کان منہ ماہ او اخذہ من الرضاع او امرأۃ او ابنہا
 اور یہ نہ کہا جائے کہ اس صورت میں تو اپنی عمار کو دیکھتا یا اس کو بلکہ اپنی ماں کی طرف بھی نظر کرنا حلال نہیں
 حالانکہ یہی عمل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ من نہیں سہل اسہ فکانا قبلہ جنتہ الجنۃ تو کہہ یہی فتویٰ مال
 کے لئے بھی دیا جائے گا۔ احکام الفقہ عجزی علی الغالب من دون نظر الی الناس خیال میں ہے۔

مال بین کی طرف نظر لے انھیں مس کہنے میں ہرگز غلبہ احتمال شہوت نہیں بلکہ یقیناً اس کا عدم اس سے
 اس ہی غالب ہے ہاں اس کا امکان ہے تو یہاں اس بنا پر یہی کہا جائے گا کہ مال اور اور مجاہد بن سہیر کی بناء
 نظر اذان کے ان اعضا کا مس جن کی طرف نظر جانتے ہیں جانتے ہیں ہاں اگرچہ مال جانیہ سے شہوت کا انکسہ
 بھی ہو تو ہرگز نہیں اور ایہ غیر اور حرمت رضاع و صہر میں استعمال شہوت مس میں غالب ہے اولاً اقل و کثر
 احتمالوں میں کسی ہے اور بہر صورت یعنی غلبہ احتمال شہوت یعنی احتمال میں کسی ہے یا کسی کی کہ جانتے ہیں
 کہ مس حرام ہے ہاں اگر شہوت سے اس ہو جائے تو کسی کو شہوت کا اندیشہ نہ ہو تو جانتے ہیں۔ کیا نہ دیکھا
 کہ حضرات فقہائے کرام نے ان حرمت رضاع و صہر کو کالامۃ الاجنبیۃ قرار دیا۔ جب دیانۃ نظر و مس حرمت
 نہیں رضاع و صہر یہ دلتہ الغیر کا ایک ہی حکم تھا تو کالامۃ الاجنبیۃ سے بہتر کوئی تھا کہ یوں فرماتے کہ
 حرمت الرضاع و الصہر کا حرمت بالنسب حاصل نظریۃ و دلتہ من تلافی الحرمت بالنسب حل من ہذا
 التنبیہ البہا مکرمہ انھیں ان کی طرح نہیں فرماتے استہاجہ کی طرح کہتے ہیں اس میں یہی نکتہ معلوم
 ہوتا ہے اور اسی فرق کی جانب اشارہ جس کی تقریر بھی ہم نے کی وہی نکتہ
 دیکھو اس فرق کی بنا پر ہم غلو میں فرق ہے حرمت نہیں سے غلو ہے اور رضاع و صہر
 کے باہر صہر کو وہ جہاں ہے

درمیان میں ہے۔ والخلفۃ العہد مباحۃ الا الاحتیاط من مباحۃ الشاہد و المباح فی الرضاع
 قال فی الفتاویٰ القاضی العہد بالشہاد و فی الرضاع من الرضاع ان لا یحلوا بلست من الرضاع
 لان الغالب عند الوقوع فی الجماع اہ و اہا و العلامۃ البیری ان ینفی معانہ الوجوب ہاں قولہ و الصہر

المشابهة قال في القلمية ما ثبت عن خروج وارفعها ان يشك في دار واحدة اذا لم يجد فيها الفتنة وان كانت الصلوة
 شعبة فليصبر ان ان يغتصبها من الخافوا عليها الفتنة ام واحدا من الرجل كل ذي رحم محرم ومن لم يثبت
 عن الاحتياط محمد والامة مفروضة فانها الفتنة فتنبذ ابن ابي عمير في بيتها ونحوها كما لا يخفى
 وكما اجنبية کے ساتھ خلوت کو مطلقاً حرام فرمایا جیسے مس اور مختار کی عبارت نہ کو رہ بالا جو الامن اجنبی تک
 ہے اس میں اس لفظ کے بعد ہے فلا یصل من وجہها ولا یصل من امن الشهوة لانه اغلظ ولذا ثبت
 بحسب صیغۃ الصغیرة وهذا فی الشبهة وفي الاشياء المغلوبة بالاجنبية كخماره اور عزم نسبی کے ساتھ خلوت
 کی مباح فرمایا اور یہ ظاہر کہ اگر شہوت وقت نہ کا خوف ہو تو ان کے ساتھ بھی خلوت جائز ہیں اور عبارت میں کے
 ساتھ خلوت کو مباح نہ فرمایا اور ظاہر ہے کہ اگر خوف فتنہ نہ ہو تو ان کے ساتھ بھی خلوت جائز ہے۔ یہاں میں اس اجنبی
 سے ہے نہ خلوت و اجابت مطلقاً مکروہ و حرام ہے۔ وان امن الشهوة اور عبارت تنبیہ کا ہا تا نہ اگر شہوت سے امن
 ہو نہ تا ہا تا نہ اور عبارت میں سے کہ تا نہ اگر خوف شہوت وقت نہ ہو تو ہا تا نہ۔

اور یہ ہر تقریر فقیر نے کی تھی محض تنقیح تھی پھر دوبارہ خلوت یہ جو بحر بنا دیکھنا حضرت محمد اکبر علیہ السلام
 علیہ السلام العقول والمنقول اور متون بوجہ اختصار ایک جی عبارت میں بیان کر چکے ہیں اور شروع اس میں
 متون کے تابعی دعا ہی پائیں ہاں یہ حضرت بھی تصریحات بعد شرح کرتے ہیں اور بھی اشارات ہی سے کام
 لیتے ہیں اور میں اس حضرت بھی نفس میں کہیں کہیں اشارے کرتے ہیں اور اگر حرمت سے کہیں کہیں
 جوابہ نظر مثل اجنبیہ فرمایا گیا ہے دوبارہ میں اجنبیہ کی طرح اس نہاد فساد میں کہ اس غلط ہے تو وہ شبہ
 کو نامشعل ہو جائے گا اگر جس کا کوئی قائل نہ ہو ان کی وجہ مکرر مذکور ہے اب ہے اپنی شریعت کا اس نہاد
 فساد میں جب کہ جو ان زمین خصوصاً یہ وہ اس اور معافی ہاں یہ ہوں کو میرے نزدیک جس کا نظریہ غلط
 ہے کہ وہ ترجمان ان کے ہاں سے قاعدہ مذہب یعنی سبب فتنہ کا اس سے غیر الی ہاں ظاہر و کتب احکام
 مختلف بلکہ اختلافات الہیہ جیسے اتالیق کے نام کے ساتھ سفر و خلوت کے اس سے میں باوجود کے ان کی
 نسبت کوئی خاص حکم مذکور نہیں مشائخ و زون سائز مختلف ہوئے کسی نے محال فرمایا اور کسی نے حرام و زونا
 و زون کی تصحیح کی تھی اس کے بعد اس نے اس میں بوجہ غلبہ اہل فساد و فساد کشی نے علامہ ابن کمال سے جواب
 دیا کہ ہاں ہی نقل فرمایا ہوا ہی قول کا اس سے معنی یہ ہوا نقل فرمایا اور علامہ شامی نے اس کے قول کے ساتھ نقل
 کا اس سے الحاق فرمایا۔ شامی میں ہے۔ لعمریہ کہ محمد المغلوبة والاساقیہ بابا المغلوبة وقد اختلفت المشائخ

فی الحال وعدہ دہا فاولان صحابہ انقول انکن ہذا فی زمانہم لعلہا سید ذکرہ الشامخ عنہ ابن کمال اسہ
للقاخر الامۃ بلا محرم فی زمانۃ الغلبۃ اهل الفضل و بہ یبقی فتأمل۔

اور نفس تقبیل میں علماء کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ عالم دین و سلطان عادل کے علاوہ کسی کی
دست ہوگی نہ چاہئے بعض ان کے سوا اول کی دست ہوگی نہ کسی رخصت دیتے ہیں جب کہ اس سے متعلق
اس کے اسلام کا الام و تسلیم ہو پھر وہ جو یوں رخصت دیتے ہیں وہ بھی ترک کو اولیٰ ہر گز نہیں اور خود لفظ رخصت
اعلیٰ نماز و نادی کہ ترک اولیٰ ہے پھر تقبیل الرجل الرجل والمرأۃ المرأۃ کی رخصت کے تقبیل الرجل والمرأۃ
والمرأۃ الرجل کیونکہ نکل سکتی ہے۔ مگر یہ تفسیر شرح طریقہ محمدیہ میں فرمایا۔ تقبیل بعد الاذن ان العاقل العاقل بالعلوم
الشریعۃ والسلطان العادل جائز قال فی الاشیاء من قبل ید غیہ فسق الا اذا کان ذالعلم و شرف کذا فی
الظہیریۃ و بدلت السلطان العادل والامیر تحت ذی الشرف و تکتلف فی تقبیل ید غیہ ما قال بعضہم
ان اذا دہمہ ای بتقبیل الید تعطیہ المسلم لاسلامہ فلا بأس بہ و الاولیٰ للانسان ان لا یقبل ید غیر العاقل
والسلطان العادل ام محمد اسی میں ہے۔ رخصۃ الامراء و الشیخ طحس الامۃ الشیخ و بعض المتأخرین تقبیل
ید العاقل المتزوج علی سبیل التبرع و عن سفیان قال تقبیل بعد الاذن المستنۃ و تقبیل ید غیہ بالیس
فیہ قال سلمہ الشہید و ہوا الخناس و الذہ تعالیٰ اعلمہ اور اسی مجوزہ جس کی شہوت کا اندیشہ ہو نہ جس
پر شہوت کا شک ہو نہ اگرچہ اجنبیہ محمدیہ اس سے مصافحہ اور اس سے خلوت دار و اس کا اس کے ساتھ
مصرف کیا کہ جائز ہے۔ و ہذا المسائل جہاں صرحہ فی اکثر الکتاب الفقہیۃ مگر اس کی تقبیل کی نسبت
کسی نے نہ لکھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

ایم جنسی دور کا ایک یا دو کا فتویٰ

مسئلہ۔ از مرزا قاضی محمد رفیع رضوی پشاور (ایم جی)
سیدی مرشدی و مولائی حضور نبوی اعظمؐ ہند و اہم القیدیہ الاسلام علیکم و علیہم و علیہم السلام
کیا فرماتے ہیں علمائے دین خاندانی منسوبہ ہند کی (مجموعی یا تنگی) کے متعلق فقہندی کے آپشن کرنے
کے بارے میں (محدثین اور دونوں کے متعلق) کیوں کہ آج کل کوڈنٹ کی طرف سے ایسے احکام آئے ہیں
کہ فقہندی کا آپشن نہ کرنے والے کو کوڈنٹ طارنہ کو طارنہ ترقی دینی دینے کی (وہی وہی) میں نوازش ہوگی۔

حضور بذات خود تکلیف گوارا کر کے اس مسئلہ کو حل کر کے رفعا فرمائیں کیوں کہ میں گورنمنٹی ملازم ہوں اور کثرت
کماں کا جواب دینا ہے۔ فتویٰ قرآن و حدیث سے مدلل ہونا چاہیے؟

اجواب۔ بعون اللہ العالیٰ، الوہاب ضبط تو قریب کے قریب درج کی سہندی یا عورت کا آپریشن متعدد وجوہ
سے شرعاً ناجائز و حرام ہے۔ اس میں اللہ کی ہدایت ہوئی چیز کو بدلنا ہے اور قرآن و حدیث کی نص سے نہایت زور
حرام ہے قرآن مجید میں ہے۔ **لَا تَزْنِ وَمَنْ زَنَىٰ فَلْيُزَنِّ لَكَ حَتَّىٰ تَدْفَعَا فدية ثلثین ذراعاً فضةً** یعنی شیطاں بولائیں ان کو یہ کہ اول گناہ و اول
کی پیدائش جنہوں کو بدلنے کے تفسیر شراوی میں ہے۔ **من ذلک بعد ذلک لیسوا و اس میں سے ہے جس کی**
تفسیر اور تفسیر کشمکش ہے۔ ان معنی تفسیر خلق اللہ بعد ذلک لیسوا و الحسد اللہ یعنی اس آیت میں تفسیر خلق کی
خاصی کرنا اور غور ہے۔ بخاری و مسلم کی حدیث ہے۔ **لعن اللہ المفسدین خلق اللہ** مفسد یعنی اللہ کی لعنت
ان میں توں پرچہ اللہ کی بدلائی ہوئی چیز جس کی قدرتی بناوٹ کو بدلنے والی ہیں۔

نیز اس میں بے وجہ شرعی ایک کس اور حضور کا نام ہے وہ بھی ایسی کس ایسا حضور جو والد و تاسل کا ذکر
ہے اور بے ضرورت شرعی دوسرے کے سامنے سرور بھی مترقیہ کے مولا کہا ہے اور اس کو چھٹی بھی ہے
اور تینوں امور بھی حرام ہیں کما فی کتب الفقه اور یہ قاطع قوالد ہونے کے سبب متحی خصا میں داخل ہے
اور انسان کا خصی ہونا اور کثرت نامی پر نص قرآن حدیث حرام ہے جیسا کہ آیت و حدیث سے اوپر گذرنا۔

نیز حدیث میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ **لیس من امن خطی و اختصی یعنی جس نے دوسرے**
انسان کو خصی کیا یا خود خصی ہوا وہ ہم میں سے نہیں (مشکوٰۃ شریف) پھر یہ گمان کہ کثرت اولاد غلطی کا باعث ہے
غلط ہے۔ بلکہ اللہ و رسول کی نافرمانی و بے حیائی کے کام غلطی کے باعث ہے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ فرماتا ہے
وَلَا تَتَّبِعُوا الْاَوَّلَ الذِّمَّةِ مِنْ اَمْلَاقِ مَنْ سَرَفَ وَلَا تَمْلِكُوا بِالْاَحْیَاءِ مِنْ اَمْلَاقِ مَنْ اَمْلَکَ اور اس میں بھی اولاد کو
مصل کرنا غلطی کے باعث ہے جی تمہیں اور انھیں سب کو رزق دیتے ہیں اور بے حیائیوں کے اس نہایت زور
ان میں عمل ہیں اور صحیحی۔ **الحاصل** سہندی یا آپریشن شریعت اسلامیہ میں ہرگز جائز نہیں

لہذا اس سے نفرت و احتراز لازم ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

منقول از ماہنامہ علمی حضرت علامہ سید محمد رفیع صاحب مدظلہ العالی مطابق ۱۴۰۸ھ

مسئلہ۔ زید مومن نے اپنے اہتمام سے سوانح کراہت جو حد سے میں قدم پر محنت جمایا اور صرف
کراہت اس پر ایک کتاب ہے زید پر کراہت نہ ہوگی اس نے اپنی خوشی سے اپنے اہتمام سے سوانح کراہت لکھوائے

شیعہ زید کا فر ہو گیا اور جن مسلمانوں نے سوانگ دیکھا کیا ان کے نکاح خارج ہو گئے اور جن مسلمانوں نے سوانگ دیکھا اور اہل بھرتی سے پریش پھلائے اور بعد اتمام سوانگ یہ بھی کہا کہ اہل بھرتی وہ فعل ہے جس سے آدمی اور وہ کام اچھا دکھایا تو اس طرح دیکھنے اور کہنے والے مسلمانوں کا ایمان درست رہا یا نہیں جو اب مرحمت فرمایا جائے یا نہ ہو تو خبر دے

الجواب۔ سوانگ یا کوئی قرمانا کرنا اس کا دیکھنا اس سے لذت حاصل کرنا اس کی تعریف کرنا حرام حرام ہے۔ سوانگ کہنے والے اگر کفر کرتے ہوں۔ کلمات کفریہ کہتے ہوں۔ تو اس صحت میں جو اس سے ملتی ہو اس کی صورت اس کے نکاح سے خارج اس پر فرض ہے کہ توہم کہے تمہید اسلام کہے اور عورت سے بھرتی نہ کرے بھرتی نکاح کہے وہ سب لوگ جنہوں نے سوانگ دیکھا اس کی تعریف کی اشتہار کیا کفر حق بنا ہوتے اور عین قول داخل کفر کی جو قواں کا بھی حکم ہے کہ بھرتی مسلمان ہوں اور پھر سے نکاح بھرتی کریں واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سوگ منانے کو منشی شرع نے بتایا احترام ہے نزدیک کتاب ہے کہ جب ذکر شہادت ہو تب سے تو لوگ روتے ہیں یہ کیونکر؟ کیا سکوت کے عالم میں منہ بچا ہے دعویٰ کرے دینے حکم فرمایا جاتے ہیں تو خبر دے۔

الجواب۔ سوگ منانا اہل بیت ہے اور ذکر شہادت میں رقت طاری ہونا اور اہل بیت سے واللہ تعالیٰ اعلم **مسئلہ**۔ حلی احادیث کی طرہ کن ہیں اور کاغذ یا پرچہ احباب کے خیال سے جہاں ان کی راکھ کسی گوشہ میں جہاں پر نہ جاسکتے ہوں وہاں دفن کر دیں تو گناہ تو نہیں؟ بینوا تو خبر دے

الجواب۔ کچھ گناہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم **مسئلہ**۔ محرم میں یہ مشہور کر دیکھا ہے کہ صرف امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نذر نہ ہونی چاہئے اور کسی کی نہیں۔ اور ہرے کپڑے پہننا چاہئے اور روٹی کا بکٹ کا کتنا لڑ پڑے نہ چاہئے اور قلابہ جس میں سرخ اور ہرے رنگ کے ٹپے ہوتے ہیں اس کے گلے میں پہننا چاہئے اور طرفینہ نہ لگانا چاہئے اور مشرے تیر رنگ گھٹس جھاڑو نہ دینا چاہئے اور نام کسی چھو دینا چاہئے یا حکم فرمایا جائے کہ نہ کرنا بالاکام درست ہے؟ بینوا تو خبر دے

الجواب۔ یہ سب باتیں غلط ہیں۔ محرمیوں کے اختراع۔ ایسا کہنا اور کرنے والوں پر لعن و لعن واللہ اعلم

مسئلہ۔ ایک شخص سنی ہے اس کے یہاں ہلات کا کھانا ہے اس کے یہاں وہابی بھی کھانا کھاتے آتے ہیں لیکن اس شخص کے ایسا وہابی نہیں آیا کہ وہ شخص ہر گز کہتا ہے اور جو شخص سنی کھانا کھاتے جانتے ہیں تو ان سنی شخصوں کو چند لوگ کہتے ہیں کہ وہ بھی وہابی ہو گئے جو شخص سنی لوگوں کو وہابی کہتے ہیں وہ شخص خود تو وہابیوں سے ملے ہیں اور سنی لوگوں پر اعتراض کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے واسطے کیا حکم ہے؟

الجواب۔ وہابیوں سے میل ان کی طرف ادنیٰ میل سے ادنیٰ استحقاق ہوتا ہے۔ جو وہابیوں سے ملتے ہیں گناہ میں تو ہر کس شخص اتنی بات سے کہ وہابی سے ملے وہابی نہیں ہو جاتا۔ جب تک ان کی بد صحبت کا یہ نتیجہ بد نہ ہو کہ ان کے کسی عقیدہ میں ان کا اعتقاد ہو۔ ہاں میل جہل سے اس کا اندیشہ ہوتا ہے کسی نے ہر مذہب سے میل جہل اس کے پاس اٹھنا بیٹھنا اس کے ساتھ کھانا پینا منوع ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ علامہ شافعیہ اہانت شوہر ایک سیر کرکال کی سر پر ہوئی۔ کیا یہ مانع ہے کہ وہ اپنی اوجانت شوہر کے درست ہے یا نہیں؟

علامہ زید کا کہنا کہ جہل ان کا پاک تیو بار ہے مگر یہ اس میں جوہری کہتے ہیں یعنی جوہری کے مسائل سے جہل جلاتے ہیں تو جبکہ جواب دیا کہ یہ ان کا پاک تیو بار ہے لڑکی ابھی گوبر لپ کر گئی ہے حکم فرمایا پاک نہ کر و غاصت ادا ایمان تو نہ ہوا؟

علامہ زید اپنے شوہر کی اوجانت چھو کر ایک کمانی کر گئی ہے اور اہل ہے کہ میں اس کی انگلی چھو کر درست ہے؟

الجواب۔ سب سے بڑے شوہر کی اہانت و کاز نہیں ہاں شوہر اپنی اپنی اہانت و غیرہ نہ دیکھیں کہ یہ شخص پیری کے لائق ہے؟ بے محرم صحبت کا کہیں جانا درست نہیں کسی نامحرم کو اپنے گھر بلا کر گھر کے دروازہ کھولنے کے علم و اطلاع اور ان کی تحقیق کے بعد کسی لائق کو چہرہ نہ ملے واللہ تعالیٰ اعلم

علامہ زید پر قہر تو ہے کہ جس نے مشرکوں کے گھر کی آمد و رفت کی۔

علامہ صدیق جو پاک کمانی کرتی ہے بے شک وہی اس کی مالک ہے۔ شوہر کی حاجت بخدمت رک

کرتی ہے تو گناہ کا ہے ورنہ گناہ بھی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ زید کا دوست کرنے کی جگہ پر مشرک لڑکی میں کچھ مل گیا اور زید جہل کی سنتیں پڑھنے اندر مشرک میں چلا گیا اس کے بعد نہ کو دیا تو اس نے اعلان کیا تو جس شخص نے مشرک اور وہ نہ دیا اس نے زید کو جسے

مہر اس پر بیکہ نہ یہ بات مدہ ہوئے بھی یہ کلمہ ادا کئے کہ ہم لوگوں میں کوئی چیز کسی کی گری ہوئی پائے تو
 دینا نہیں اور ہندوں میں اس بات کا اتفاق ہے کہ کوئی چیز کسی کی گری ہوئی پائے تو معلوم ہوئے ہرے دینا
 تو ہم سے ہندوں کا ایمان نزدیک ہے لاکھ ایمان اچھا ہے۔ جبکہ حکم شرع فرمایا جائے کہ ایمان ثابت رہا یا
 نہیں؟ ہنوا تو حرام۔

الجواب

جس نے وہ بکلیاں تو بہ کرے محمد یا ایمان محمد بن مہاجر کہے و اللہ تعالیٰ اعلم!
 مسئلہ ایک جماعت بنائی جس میں ہاتھ مبر قائم ہوئے اور اس میں کچھ داری مندرے اور کچھ داری
 والے ہیں اور یہ جماعت نماز کے لئے بنائی گئی اور جماعت والے نماز پنجگنی نہیں پڑھتے۔ اور نہ ہی دوسروں
 کو پڑھنے کی تاکید کرتے ہیں اور خود نہیں پڑھتے۔ دو چاکھینے لوگوں نے پھر کچھ چھوڑ دی اس کی بابت نہ تو کسی
 کا حق ہند کی اور کسی پر نماز والا کسی کو نہ غلط سے الگ کیا اور محنت کے لئے چند جبر لیایا ہے اور جو کوئی
 دوسرے اس کا حق پانی بند کرتے ہیں ان مبروں کی بابت کیا حکم شرع ہے؟ کچھ لوگ صبح کے وقت نماز کے
 پانی کی حالت میں کنویں سے پانی بھر کر لوگوں کے گھر میں ڈال دیتے ہیں۔ کنویں کا پانی وضو غسل کے کام بھی آتا
 ہے تو وہ پانی وضو غسل کرنے کے قابل ہے یا نہیں۔ اور ان مخصوصوں کے واسطے کیا حکم ہے جو پانی کے
 حالت میں پانی بھرتے ہیں؟

الجواب

داری مندرے حرام ہے۔ نماز جان کر قضا کرنا بہت اشد حرام اشک کام ہے حدیث میں نماز
 کو دین کا ستون فرمایا اور فرمایا کہ جس نے نماز کو قائم رکھا اس نے دین کو قائم رکھا اور جس نے نماز کو ٹوڑا
 اس نے دین کو توڑ دیا۔ (العیاض) دوسری حدیث میں فرمایا کہ جس نے جان کر نماز ترک کی اس نے کفر کیا
 والعیاض ہاتھ۔ دوسروں کو نماز کی تاکید کرنے والا خود نماز چھوڑنے والا اس پر ایذا کی طرح ہے جو خود دین
 رہا ہے اور دوسروں کو قائم نہ ہو بخار رہا ہے۔ جبراً نہ کرنا ایمان نہ ہے جو نماز نہیں پڑھتے یا بے وجہ شرعی جماعت
 کے ہر ایک جنوں ان کا حق پانی بند کرنا انھیں برا داری سے نکالنا چاہئے ایسے لوگ جو نماز چھوڑنے والوں
 سے برا داری رکھتے ہیں انہما پر کلام تعزیر داری میں جو شرکت نہ کرے اس کا حق پانی بند نہ کرے تو اس سے
 چلتے ہیں ظالم حکم کا و حق اللہ اور حق العباد میں گرفتار سخت گذار ہیں ان پر تو یہ لازم کسی سبب کام پر تو جبر جائز
 ہے نہیں شدید کلام ہے ناپاک کام پر جبر کس اور جبر اشد حرام ہے ہر کام ہو گا کسی نیک کام کے لئے ہر چیز ہند
 لیکن گناہ ہے اور جب تک وہ شخص بطیب خاطر نہ دے اسے صرف کرنا یا برا کرنا لازم نہ ہو گا تعزیر داری جو شرعاً

ناپائز ہے اس کے لئے ہر چیز پر لینا کس قدر فطیح بات ہے۔ ناپائی کو جہاں تک جلد ہو سکے دفع کرنا چاہئے۔
مسل کر لیا جائے ایسے وقت تک اگر کوئی توخو کرے کہ نہ زینہات نے زمانہ کے وقت میں غسل کر کے نہ فریضے
لوگنہ جنیں پانی اگر استعمال سے بھرے گا اس کے جسم کے کسی حصہ پر پانی بہہ کر سر کن یا گونج نہیں منہ بجائے تو
پانی بھرنے میں بھی حرج نہیں۔ اگر کوئی ہاتھ دھو کر پانی بھرے تو ہاتھ پر جو پانی بہہ کر گرے گا اس میں کوئی
حرج نہیں جو کا حال تعالیٰ اعلم

مسئلہ نہ دیکھنے کے لئے کہ وہابی شیعہ کہتے ہیں کہ اولیاء اللہ خدا کی طرف سے چلے گئے اور کیا
 کہ میں نے خود دیکھا ہے کہ حجاز میں گشت پر گئے ہیں۔ اولیاء میں کچھ ترس ہے وہ کچھ کہتے نہیں ان
 الفاظ پر غور فرمادے جواب دے رہا تھا تو زید نے غرور کو خاموش کیا کہ تھیں اور نہ تھیں زید کے غامض
 کرنے پر ہاں کی اور تھیں گویا تو غرور پر سکوت وہاں کا حکم فرمایا ہائے کاس کے ایمان میں تو کوئی فرق نہ کیا
 زید کے مذکورہ بالا الفاظ حکم شرع کیسے میں ایسا میں جو غرور نے جواب نہ دیا وہ یہ کہ اکثر وہابی یوں ہی کہتے
 کہتے ہیں کہ اولیاء اللہ یعنی اللہ تعالیٰ انہیں میں کچھ نہیں ہے کہ ان کے عہدوں پر توفیق ہوتی ہے مگر اس کے
 اور خود میں جہاں جاتی ہیں اور لوگ ان کو ہاں سے بھگاتے ہاتے ہیں۔ غیر محرموں کو تو اولیاء اللہ نہیں
 کہتے اور نہ دیکھ رہے ہیں اور لوگ ان سے ملا رہے ہیں کہتے ہیں یہاں ہے وہاں ہے وہاں ہے وہاں ہے وہاں
 میں کچھ نہیں ہے صرف خدا سے مانگو۔ تو ان وہابی، احمدیوں، بھٹی کے پیروں کو جیسے معلوم کہ یہ کام اچھے
 سے، حرام، مشرک و کفران کا خدا کی انہیں دیکھ رہا ہے وہ کچھ نہیں کہتا اس میں بقول دہاویوں کے اسے
 کے خلاف میں کچھ نہیں اولیاء اللہ کو کچھ ذکر صرف خدا ہی سے مانگو۔ سب مانگا کہ اسباب اللہ کے بقول ان کے
 خلاف میں کچھ نہیں ہم تو اولیاء اللہ رضوان اللہ علیہم کے مراتب جانتے ہیں اور انہیں کے قوسل سے مانگتے ہیں
 یہ نہ مانگو کہ ہے کہ جو یہاں کے گویا ایسی بھڑے گا کہ اللہ شانائے حضور علیہ السلام کی رحمت کے سبب
 کا قبول کوئی مذہب سے دنیا میں بہت دی کہ سزا اور جزا سے خالی نہ پائے گا کوئی غمخیز ہوگی کچھ نہیں کہتے
 اور نہ دیکھ رہے ہیں کا سوال کیا یہ وہابی یا نہ پرغا کا ڈول ہے میں سامانی ہی آنکھوں میں لیے ہیں۔ ملعون،
 غیث، بنی، متحرک سے منہوں کو پرکاتے پھرتے ہیں۔ منہوں کو ان سے بات بھی نہیں کرنا پڑے اللہ تعالیٰ
 ان دشمنوں سے منہوں کو محفوظ رکھے کہ میں۔ تو یہاں غرور کے سہارا میں کوئی امر خلاف شرع تو نہیں؟
 جواب۔ زید نے کہا وہابی شیعہ کہتے ہیں اس سے تو یہ کہے ایسا نبی قول نہ کہنے والا ہوا ہے

الجواب۔ زید نے کہا وہابی ٹھیک کہتے ہیں اس سے تو بکے ایسا خیث قول کہنے والا ہمارا لڑکھو

کے لئے یہ جتنا ہے وہ یکسویں اور ڈاکٹروں کو خدا ناسا ہو گا جب تو اپنے اور اپنے مریضوں کے لئے ڈاکٹروں کیوں کو کافی الامراض دافع الکربات سمجھ کر پوچھتا ہے۔ اور کسی کو ان کے پاس جانے سے نہیں روکتا اور نہ روکنے سے اس وقت کچھ نہ کہا۔ رک گیا اگر رک جانا مصلحت تھا تو اس کا التزام نہیں، نہ روک مصلحت تھا اور رک تو پر کیا بہر حال اس نے اپنا فرض ادا کر دیا اور جو کچھ کہا ٹھیک کہا جزاء اللہ تعالیٰ، واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ چراغ کی بجی منبھال کر وہ ہاتھ دیوار سے یا کھات گئے وغیرہ سے پوچھنا؟

(۱) ایک چراغ سے دوسرا چراغ ملا کر روشن کرنا؟

(۲) سرس کی ککڑی کی کوئی چیز استعمال کرنا کہ جیسے اس کی ککڑی کے چوکت کو اڑا دینا؟

(۳) دیوالی دوسروں کے دیوں جادو سے بچنے کے لئے سرس کی ککڑی یا اپنی دیوانے پر لگانا یا نہ کرنا؟

الامور شرکاء درست ہیں یا نہیں؟

الجواب۔ کھات گئے دیوار کو صاف رکھنا چاہیے کسی شے سے انھیں لمٹ کر ہارے اور ناپاک چیز سے لمٹ کر نا ہارنا ہے۔ تیل اگر پاک ہے تو انگلی پاک رہی۔ ناپاک ہے تو انگلی ناپاک ہو گئی۔ صاف کرنے سے پاک نہ ہوگی۔ اسے پانی سے پاک کریں۔ ایک چراغ سے دوسرا چراغ ملا کر روشن کرنے میں کچھ حرج نہیں۔ سرس کی ککڑی کی چیز استعمال کرنے میں شرکاً کوئی ممانعت نہیں۔ جادو سے بچنے کا اگر ککڑی سرس کی مفید ہوتی ہو تو اسے لٹکا سکتے ہیں مگر اس کے دکانے میں مشابہت نہ ہو نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ (۱) خدا اور رسول کے مسئلے کو بیخ بھائی نہیں مانتے ان بیخ بھائیوں کے لئے حکم شریعت

کیا ہے؟

(۲) ایک شخص سے چند جبرہ لیا جا تا ہے تخت کے لئے کسی مرتبہ جبرہ کیا اس شخص نے غصے میں آگیا ہندو کے نام سے لے لو جو شخص چند جبرہ لیتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ امام حسین کو گالی دی گویا قتل دکھایا اور وہ شخص یہ کہتا ہے کہ میں نے فلاں نہیں دکھایا اس شخص پر تہمت رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا اور رسول سے اور انھیں سے مسائل مانگو وہ شخص خدا اور رسول سے ہر وقت معافی مانگتا رہتا ہے اور ان شخص جو جھوٹی تہمت رکھتے ہیں ان شخصوں کی کوئی گواہی نہیں دینا کہ جہاں سے سامنے گالی دی یا قتل دکھایا گویا سننے والے ہیں۔ وہ سب بیخ کہتے ہیں کہ دما و سلام چھوڑ دو۔ ان شخصوں کے بارے میں حکم شریعت کیا ہے جو جھوٹی تہمت رکھتے ہیں؟

الجواب۔ جو جبرہ چندہ لیتا ہے گناہ کرتا ہے۔ جو تہمت رکھتا ہے شدید گناہ ہے۔ جو حق مسلمان

کہ لڑائی اور اس کا ہوا تو ضرور برحق رہی پس نہ کہتا ہے ظالم کہ کتاب ہے خود ایسے کسی پرانی ناجائز حرکات سے تو یہ
 لہذا اس شخص سے معافی مانگنا لازم ہے یہ اگر تو بہرگز نہ کرے تو اس کا حق پرانی بین کیا جائے بیچ ہو تو اس کی
 جو حرمت تو لڑی پہا کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ بیکر فی ہے لیکن ایک ادبائی کی حمد و مدحی کتاب ہے کہ وہ بھی غی ہے اور کہتا ہے کہ نیا ذکر کلام
 میں ملا ہے اور حالانکہ وہ دو ادبائیوں سے نکاح وغیرہ ہو گیا ہے اور انھیں سے تعلق نہ کہتا ہے اور مثلاً
 سر اوغیر وہاں نہ شریک سمجھا ہے۔ اس میں سنی کے لئے کیا حکم ہے؟ بیوا تو جروا

الجواب۔ واپس نہ کہنا نہ مرد میں ان کی حمد و مدحی کتاب حرام ہے جو ہر ائمہ کے کو شریک کہتا ہے غلط کہنا
 ہے ادبائی ہے واپس کے اہل علم سے کہتا ہے۔ واللہ اعلم

مسئلہ۔ قزاق کے حمل سے جو اولاد پیدا ہوتی ہے اس پر کچھ کو تو کچھ حرامی کہہ کر پکارتے ہیں یہ شرعاً
 درست ہے؟ اور ان کا ران کو حرامی کہنا واجب ہے؟ حکم فرمایا جائے بیوا تو جروا

الجواب۔ زنا سے جو بچہ پیدا ہو وہ منوطاً لعلو اس ہے مگر اسے اس طرح کہنا کہ ناحق یا نیکو ہے کچھ بچہ
 نہیں پہنچے یہی ہے کہ ان کا کہنا نہ کہ حرام کا ہے حرامی نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ زید کہتا ہے کہ بائزید سلطان احمد علیہ السلام کے بیٹے ہیں؟ عمر و کہتا ہے کہ نہیں
 کیا ہے انھیں باہم کے درمیان کے صحت و عدم صحت نہیں ہونا چاہئے؟

الجواب۔ بیشک ایک خارج الشرط کے ساتھ بیعت صحیح کرے پھر دوسرے سے بیعت شریک
 نہیں طلب نہیں کر سکتا ہے مگر اگر شریک یا اس سے بھی زائد ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ انصاریان جہان مسجد بنائے گئی۔ عاصم بن حنیفہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تو پر ۱۹۵ھ

مخبر صحت اندیشی مرجع العلماء امام الفقہاء سیدنا الملقی الامام عظیم بن المونی الاکرم دامت برکاتہم العزیزہ
 اسلام علیکم ورحمۃ ربکم کہ مولانا محبوب علی خاں صاحب حفظہم ربہم کے قریب نے یہ جو استفتا پر علی شریف

ماضی خدمت کیا گیا تھا اس پر مسلمانان اہل سنت کے مرکزی دارالافتاء عالیہ سے جو فتوے دیے گئے ہیں کہ صلوات
 ہو اور صحت ہی دلیل و مفصل و مکمل ہے اس میں ان تینوں اشعار میں علیہ السلام کے تعلق تین احتمالات پر

جو کہ شرعی صاحب فرمایا گیا ہے وہ بالکل حق و صحیح ہے لیکن اصحاب و فیاض کے یہاں عرض یہ ہے کہ وہ غلط احتمال
 واقع نہیں بلکہ واقع ان تینوں احتمالات کے سوا جو تھا احتمال ہے کہ مولانا صاحب موصوف نے ان اشعار

کاتم نسخہ اور اس کی پہلیوں کے متعلق حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلام بھی سنگ و پستیان
 کا لباس ہو کہ حدیث شریف کے لفظ میں دیکھا جائے گا کہ مضمون بھی اور جیسے کہ قرآن عظیم میں مینا لوح بھی اللہ جل
 الصلاۃ والسلام کا فرمان مذکور ہے **وَمَا تَخْشَى خَشْيَةَ اللَّهِ فَإِنَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تُكْرَهُ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْغَنِيُّ** اور شریف میں بھی فقیر پرستہ رکھی ہوگی
 موجود ہے مثلاً **عَنْ شَرِيفِهِ دِيْنَا...** خیر اور جان میں راہی و کندہ را نہ دیدی و لفظ غلات مبارکہ
 اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقدمہ اول ص ۳۸ (۲۹) اور خالص الاعتقاد شریف کے حواشی میں بھی
 از تلو و بندرت پر استہراجا بجا موجود ہے **وَقَعَاتُ الْبَسَانِ شَرِيفٌ وَافْتِخَانُ الْبَسَانِ شَرِيفٌ** میں بھی جابجا
 کفریات تھا تو یہ پرستہراجا موجود ہے۔ ان تینوں اشعار کو بھی کافر عورتوں پر استہراجا تصور کرتے ہوئے حضور اعلیٰ حضرت
 قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان تقدس کے خلاف نہ سمجھا اور پریس میں کثرت و طباعت کے لئے دیے جانے
 والے مستودع میں ساتوں اشعار کو حدیث سیدتنا ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اشعار سے قطعاً علیحدہ
 کھالیکان کتاب کی حماقت یا حیانت کہ ان ساتوں شریفوں کو حضرت سیدتنا صدیقہ کبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
 کی رحمت کے اشعار کے درمیان دو جگہ درج کر دیا مولانا موصوف کو جب اس غلطی پر اطلاع ہوئی تو
 پریشانیاں کی بنا پر نیز یہ کہ کہ کنگڑوں پتھروں کو اگر کوئی شخص جو اہل سنت میں غلط کہے تو کنگڑے پتھر خود ہی بہت
 دین گئے کہ جو اہل سنت میں مسلمانوں کو ان تینوں اشعار کا مضمون خود ہی بتادے گا کہ ہم کو باوجود حضرت
 ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہرگز کچھ تعلق نہیں پھر بھی اگر کوئی غلطی غلط کسی کو کچھ شبہ بھی ہوگا تو حضرت علما نے
 اہل سنت اس کو سمجھا دیں گے کہ یہ اشعار ہرگز ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں نہیں بلکہ انھیں کافرو
 و موالین حجاز کے متعلق ہیں ان اشعار کی صحیح ترتیب شائع کرنے میں جو قابل و تقابل رہتا تھا اس کے مکمل
 مکمل اعلان صاف لفظوں میں تو بہ شائع فرمادی اور سائنسی ذی الحجۃ ۱۳۷۱ھ (۱۹۵۱ء)

استغفار یہ ہے کہ جب کہ مولانا موصوف نے اپنے اس قابل و تقابل کو اپنا کام دانتے ہوئے اس
 سے مکمل کھائی باز نہ کی تو بہ شائع فرمادی اور صحیح ترتیب کے ساتھ ورق چھپوا کر بار بار اعلان شائع
 فرمادیا کہ اس کے پاس کتاب مذکور ہو چاہے وہ کتاب میرے پاس بھیج کر مجھے قیمت واپس لے لے دے
 اس کے ۳۷ و ۳۸ والا ورق نکال کر میرے پاس بھیج کر میری ترتیب کے ساتھ چھپا ہوا ورق مجھے طلب
 کہے کہ کتاب میں لگائے جس میں سے ان ساتوں اشعار کو قطعاً نکال دیا ہے۔ صورت مستفہ میں مولانا موصوف
 کو اپنے اہم و خطیب انسانان کی اقتدا میں ہمارا دوا کرنا ہوتا ہے یا نہیں اور ان پر رب و تم و ملین و تقنی سے پرہیز

کہا کرتا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب - صحت متفقہ میں جب کہ واقعہ یہ ہے کہ مولانا سلاسلہ حفظہ اللہ جانے ان اشعار کو
امام زہد اور اس کی اسٹیبلز کے لئے سمجھا اور اسی لئے ان کو حدیث حضرت ام المومنین مائشہ صدیقہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا سے طبعہ لکھا تو ان پر الزام اہانت اصلاً نہیں ہو سکتا۔ وہ اس سے قطعاً کبریٰ تقدس کی طرف سے تو
وہ بری ہیں۔ لیکن اسے فعل سے بھی بری ہیں اور جو اہانت اہانت ہو اگرچہ قصد اہانت نہیں قصد حدیث کی کاہرہ
مولانا کا مسلمانوں کے ساتھ حسن ظن کو کھاتا مگر عوام کا لحاظ پھر بھی ضرور تھا کہ وہ خود تو ان اشعار کو یہ کہیں
گئے کہ وہ متعلق ام المومنین ہیں مگر عوام پر کانٹے سے پہنک سکتے ہیں یا ان کی ہڈی چلنے والے بہکانے والے
کہ ان کا ہر کانٹے والے بہت تھیں خصوصاً ولایت ماعز - مولانا سلاسلہ کو ان کی مدینہ دوزی کے لئے جسے ہی تھیں
اطلاع ملی تھی ویسے ہی فوراً بے باخیر صحت نامہ چھاپ دینا چاہئے تھا۔ مولانا سلاسلہ نے جو مسلمانوں کے ساتھ
حسن ظن فرمایا وہ صحیح اسی لئے ہر سہا برس گذرے ملائی بخشش حصہ سوم کہ جسے چھپے ہوئے کسی مسلمان نے ناب
سے پہلے کسی تحریر یا تقریر کو نہ جلوت میں نہ غلوت میں کہ کچھ گزند زبانی کہہ سکتی کہ نا اہلی دیکھا کہ یہ اشعار بے موقع
روح ہو گئے ہیں لہذا صحت نامہ چھاپ دیجئے یہاں تک کہ مولانا سلاسلہ کے جو بقی مخالفین معاندین ہیں
جن سے آج اس بارے میں وہ تصدروافت و معاشرت و ایسے ہوائی و اعتراف ملامت جو ہر تقریر
مستند ضروری ہے انھوں نے بھی اس سال سے پہلے کچھ نہ کہا صحت نامہ چھاپ دیے کا بھی مطالبہ نہ کیا۔
مجھے جہاں تک معلوم ہوا ہے غالباً کاظم علی دہلوی نے کامیو میں اپنی تقریر میں اسے ذکر کر کے
تقدیر اٹھا لیا۔ پھر جگہ جگہ وہ اس سے شکر کر اور دہلوی اسے دہرا کر باجوب بھی لوگوں کو اس کا خیال نہ ہوا۔
یہی سمجھا کہ کہ وہاں جیسے اور تقریرات دن رات کرتے پھرتے ہیں ویسے ہی یہ ہے کاش اس وقت
ہی مولانا خود صحت نامہ چھاپ دیتے یا انھیں ولایت کی اس تقریر یا تقریر دہلوی کی اطلاع نہ ہوتی
تھی تو کوئی نئی صاحب اس وقت مطالبہ تصحیح فرماتے خصوصاً مولانا کے مخالف لوگ۔ مولانا سلاسلہ نے
چھاپے میں تساہل کیا تھا غافل ہوا کہ وہ صاحبان انھیں اس پر اطلاع ہوتی انھوں نے بھی مطالبے میں تساہل
تھا غافل کہ کسی ان کے خاص عزائم قرآن الہ آبادی کو اہمال سے پہلے یہ توفیق ہوتی نہ ان کے خاص انکار
بلکہ ضروری بزرگ یا بزرگ فادے نے اب سے پہلے کچھ فرمایا نہ ناب سے پہلے ان بزرگ اور بزرگ لائے
تھے ملائی بخشش حصہ سوم کے اس سوڈے کے اپنے یہاں ہونے سے انکار فرمایا جس کا اہر ہو شریف

سے ملتا مولانا محبوب علی صاحب نے ظاہر فرمایا جسے برس گزر رہا تھا مولانا سلمہ زبیر حفظہ من شروا علمہ کو محض اس لئے کہ وہ برادر میں شیر پیشہ اہل سنت مولانا شمس علی صاحب سلمہ کے مطالبے میں مقرب ہوئے کسی سال گزر گئے ان پر عتاب کی اور وجہ کو کوئی خیال میں آتی نہیں اگر اس کا انکار فرض یا واجب تھا تو جب ہی فرمایا جائیگا پہلے فرض نہ تھا پہلے اس سے دینی دنیاوی اپنے اور اپنے خاندان کے لئے ضرر پیش نظر نہ ہوتے تھے اب کسی مصلحت کے پیش نظر اس سے انکار فرض یا واجب ہو گیا اگرچہ اس سے دین و مذہب کو کیا سی ضرر ہو سکتا ہی حد درجہ ہو سکتا وہ اپنی اور ہر مخالفت نکلیں بجائے مولانا سلمہ کے جھوٹ اور محض بے فائدہ جھوٹ کی صدا دینا اس کے ہاتھ آجائے کچھ ہو گیا اپنے مقرب کو نقصان پہنچوئے جائے وہ بچے اعتبار ہو جائے سنی عالم دین رسولے عام ہو جائے اس کی پروا نہیں یوں ساری سنی قوم بدنام ہو کہ اس کے علماء کا یہ حال ہے اس کا لحاظ نہیں فرمایا گیا۔

مولوی محبوب علی صاحب نے جب یہ حصہ چھاپا ہے ضرور حاضر خدمت کیا ہو گا کہ جب وہ محتوہ نہ تھے محبوب تھے۔ اولان کے برادران سے زیادہ اگر اس نے اذکار اظہار محبت و گرم و عنایت و دوا داز جانب بزرگ و اظہار غلامی و انقیاد از جانب مولانا سلمہ میں محبت نامہ چھاپنے کا حکم فرمایا ہا تو مولانا سلمہ ضرور قوی تعمیل فرمائے اگر اس نے اس میں یہ اشعار اس طرح غلط جگہ ان بزرگ اور بزرگ خاندان کے کو نظر نہ اور جب سے اب تک انھوں نے مطالبہ صحیح نہ کیا تب نہ فرمائی تو کیوں؟ کیا ان حضرات نے انھیں صبح صبح حاضر روضی اللہ تعالیٰ عنہا ہا اور اسے صحیح سمجھایا یہ سمجھا کہ یہ ہیں تو متعلق ائمہ زید و فیروز کہاں غلط اور ج ہو گئے فائدہ حاصل ہوا اور ہم نے جو کہا کہ عوام کا لحاظ نہ اور تھا اس کی صحت خود ظاہر ہو جانے والوں کے ہر کچھ میں کیا آگئے انقلاب یوں کے پروپیگنڈے کا کون کون شکار ہوئے؟ جسے کچھ اگر محض انقلابی وہابی جیسے رہتے اپنے گلے چھانڈتے تو جی فتنا ساز پھیلنا شدنی وہ جو بچے ہوئے نہ بچے یہ غفلت یا سہل انگاری ہو یا سنی ہو کر رہی۔

ہو سکتا ہے کہ وہ شمول علی حضرت قدس سرہ کے متعلق ائمہ زید و فیروز و سالن حجاز ہوں کہ وہ ابتدائی

عہد کے اس انکار کی محبت کا بے اندازہ نہیں وہ نے طوفان سے اس کا انکار فرمایا ہے ہر ان کی ہمت پر کسی کے کان کھاتے ہیں انہیں ہر صحت میں ہمت کی کہ اب کیوں ہو کہ اگر یہ شہادت نہ ہو تو ہر عالم ہاں صاحب رحمتہ تعالیٰ علیہ یوں و فیروز ہر کسی کو کوئی اور ہر ان کے لئے اس طرح شکار ہوں سے یہ ان یوں میں غلو ہو کے وہ دیکھا ہو کہ ہر ہر ان کے لئے بچے سے مولوی محمد غلام صاحب کو دیکھا ہو کہ ہر ہر ان کے لئے بچے سے مولوی محمد

کلام ہے بعض باتیں کسی موقع پر خلاف تقدیر بھی ہوتی ہیں اور وہی بعض مواقع پر کچھ نہانی تقدیر نظر نہیں آتے ان سوال میں حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مثنوی کے بعض الفاظ ذکر کرو گے انھیں مثنوی میں چکر لوں برس سے دیکھنے والوں میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہ نکالے گا جو حضرت مولانا رومی قدس سرہ کے تقدیر پر کوئی حروف رکھتا افضل الصواب حضرت میرنا ابوبکر محمد بن ربیع اللہ تعالیٰ عنہ نے درخوہ صید میں فرمایا کہ من سمعوا تفتنی سے جب کہ وہ حالت کفر میں گذار کر تشریف کے سفیر میں کرانے تھے، فرمایا تھا انتھمن بخرقہ الایم۔ پھر بان ندان کا بھی فرق ہوتا ہے۔ مرلی میں دی ہلت اتنی عیب نہیں ہوتی اور میں اس کا حکم کرتا کہ وہ عیب ہو گیا ہے۔ یوں ہی مرلی فارسی اردو کو سمجھے ایسے ہی انتھمن بخرقہ الایم کا شیعہ اردو کو سمجھ نہ سکے گا کہ میں نے نہ عیب دیا اسے سننا اگر اگاہ رہے گی۔

[illegible][illegible]

یہ کتاب عقائد فقہیہ۔ یہ لوگ ان صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے متعلق بھی یہی ادوام رکھتے ہیں تو پر تو غرض ہوئی
انھوں نے توبہ کی یا صحابہ ہی کے ساتھ حسن ظن لازم ہے۔ انھیں کے ساتھ بدگمانی حرام ہے اور مسلمانوں
کے ساتھ بدگمانی حلال ہے **فَالْجَائِزُ بِالْظَنِّ** کسی مسلم کی طرف کسی گناہ کی نسبت ہے ثبوت سے مستخرج ہے
میں کی جاسکتی دل کا حال یہ کہے جاتے ہیں کہ انھوں نے یہ بنا دئی تو توبہ و اہمیت کے لئے کی ہے حقیقی توبہ
میں کی اصلاح نہیں تو لوگوں پر تو توبہ کا دروازہ بند کرنا ہے پھر کوئی مسلمان ہوئے آئے تو یہ اسے دھکا دے
دیں گے کہ یہ تو نکال غرض سے اسلام لانا ظاہر کرنا چاہتا ہے یہ مسلمان نہیں کیا جاسکتا **وَلَا تَدْخُلُوا دَارَ الْمُشْرِكِينَ**
وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ فَلْيُكَلِّمُوا الْفَاسِقِينَ فقیر مصنف نے دعا قاری نے غفر اللہ عنہ **عجب احمد بن محمد صراط اللہ**
نویس۔ یہ فتویٰ کتاب فیصلہ مقدمہ شرعیہ قرآن سے اخذ کیا گیا ہے۔ محمد ابراہیم احمد عبدی مرتب

وقت ہو چکی ہے۔ لطف اللہ کی تعلیم اور شادی کے حقوق میری طرف سے کچھ اٹا ہونے کے ہیں۔ دھرم اللہ
میرے حکمت اللہ کی عمر میں اس وقت نو سال اور ایک سال ہے اور ان کی والدہ خدا کی مہربانی سے
دامیات ہے میری وصیت ہے۔

دام قلائد کاؤں والا مکان جو میرا اور میرے برادر شعیب میں فقیرانہ صاحب کا مشترک ہے اور جو
وہاں سے والد صاحب مرحوم کی وصیت ہے اس مکان کے سیرے نصف حصے میں میرے بیٹوں کو دینا
میرے ہر ایک کا مساوی حق ہے۔

دعا ملادہ ان میں جو کچھ میری ذاتی پیدا کردہ جائیداد متقولہ وغیرہ متقولہ ہے جس میں میرا شہر والا مکان واقع
قلائد محلہ میرے برادر شعیب کا مکان کی رقم شامل ہیں اور گھر دیہ پوسٹ آفس بیونگ رینگ میں واقع
وہ میرے ان سب کے ایک میرے دونوں چھوٹے بیٹے منت اللہ و حکمت اللہ اور میرے بیٹے منی اللہ کی والدہ پہلی
ہو ان میں میرے بڑے لڑکے لطف اللہ کو کسی قسم کا دخل یا حق حاصل نہ ہو۔ فقط صید اللہ اور چندی سترہ
الجواب۔ یہ وصیت میرا ہونا ہے۔ رافقہ و متقولہ بھی ہے کہ جو اس کا حصہ ہے اس کے بعد متقولہ
لڑکے موجود ہوں گے تو خود ہی ان کو شریعہ مطہرہ مساوی پائیں گے اور میری وصیت حق و شریعہ کے ہونا ہے
کہ وصیت وراثت کے لئے جائز نہیں۔ نزول کرتے ہوئے میرے وصیت پر لڑکے کا وصیت منسوخ ہو چکی خصوصاً
اُن کے بعد اس میں اللہ تعالیٰ ملید و لایم نے غلبہ عام حجۃ الوداع میں فرمایا اللہ اعلم بالصواب علی من اراد من حق
میرے وصیت کا حصہ ہے۔ شک اللہ میرے حق میں ہر ذی حق کو اس کا حق عطا فرمادے گا۔ اس کا حصہ نہ کرنا میرے
وصیت کے لئے وصیت نہیں۔ رواد الوداع و دوا بن ماجرہ و الترتیبی عن ابی لیسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ حدیث
مشکوٰۃ شریف میں بھی سنن ترمذی و ترمذی سے نقل فرمائی مشکوٰۃ میں بروایت دارقطنی ہے لا یموت صاحبہ و لولہ
کسی وصیت کی میراث قطع کرنا اس کو ضرر پہنچا کر حرام ہے ایسے شخص کے لئے لعنت و عید میں وارد حدیث
میں ہے ان الرجل لیموت و لولہ لوطۃ اللہ متین سترہ و عتصمہ و عتصمہ و عتصمہ فیضان فی اللہ الوصیہ فجب
لہذا اس مسئلہ کا شک موجود نہ ہو طاعت الہی میں ساتھ برس گذارے پھر میرے وقت یا بعد ان میں کر کے کسی
کو حصہ دینا یا اس کے حصے کو یا بقیہ و صفات شک پر زیادت کر کے تو ان کے لئے جہنم کی آگ واجبہ
نعم اللہ اللہ احمد و الترتیبی و الوداع و دوا بن ماجرہ کانی الشکاہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اس حدیث کو بیان فرما کر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ من بعد صبیۃ

لوگ کے دو لوگ یاں چھوڑ کر انتقال کیا اور اس بھی ایک بیوی کو چھوڑ کر اولاد انتقال کیا بکھ کے دونوں فرزندوں
 اپنی بیوی و فرزندوں اور خزان کو چھوڑ کر اپنے بعد دیگران انتقال کیا یہ سو دھڑکی فرزند و دختر خالہ و بیوی و پوتے
 و پوتیاں و عرو و دیگر فاس با خود ایک تقسیم جائداد منقولہ و غیر منقولہ نقد جس و تجارت و غیرہ کی ہوئی اور
 کارخانہ چھ حصہ بکھ کے پوتے کے حوالہ کیا گیا بکھ کے پوتوں نے اپنی بہنوں کو حصہ تقسیم نہیں کیا اور بکھ اپنے
 سس کے نام سے تجارت شروع کر دیا تجارت شروع کرنے کے لئے فانی بہنوں سے اجازت لی اور
 نہ اس کی بہنیں خرچہ نہیں سب بکھ کی ایک پوتی فرم سے ملیندہ بن چاہتی ہے اور اپنے حصہ کی طالب
 اور اصل و اشتقاق آج تک کاچا ہتی ہے لہذا شرعاً بکھ کی پوتی اپنے والد کی زندگی تک کا جس روز تقسیم
 ہوئی ہے اس روز تک کا اپنے بکھ کا اصل اور اشتقاق دونوں طا کر پائے گی یا نہیں ؟

الجواب۔ بکھ کی پوتی بعد موت والدہ خود اگر روز وفات والدہ سے آج تک خود عمل میں شریک رہی یا
 اس کی نیت سے عمل میں آج تک رہا ہو اس وقت تک وہ زندگی کی بھی مستحق ہے روز تقسیم تک کو ظاہر
 ہے کہ اس مذکورہ اس کا حصہ مل کر نہ مال و تجارت سے بکھ کے پوتوں کے حوالہ کیا گیا تو اس سے کہ
 عمل میں صحیح و نہ خود شریک ہے یا یوں کہ ان سب کی طرف سے عمل ہو گا اور وہ راضی ہے تو حاصل و
 زنج روز تقسیم تک حاصل ہوا اس میں اپنے حصہ کی قدر بکھ کی پوتی کا اشتقاق ہے ہی سبب اول بکھ کے پوتوں
 نے جو وہ کان مال شریک سے کھولی گرا سے خاص اپنے لئے کھوایا ہے تو اس صورت میں بکھ کی پوتی اپنے
 حصہ کے زوال حاصل ہی کی تھی ہے اس کے بجائے اس کے حصہ کے فانی بہنوں میں ان پر اس کے حصہ کا مال سے
 دے دینا لازم ہے نہ صرف ان کا حصہ کہ جو ان کے حصہ کا حصہ وہ طیب ہے اور اس تجارت میں جو اس
 کے حصہ کا حصہ وہ طیب اس کے حصہ کا حصہ یا نہ تصدیق کریں اور اقلیہ یا اکثریہ اس کو اپنی بہن کو دینا اور
 بہتر ہے۔

اور اگر اصول نے خاص اپنے لئے تجارت شروع نہ کی بلکہ سب کی نیت سے اور وہ ان تمام بکھ
 پر جس کو ان کا حصہ ہے کہ انھوں نے اسے خاص اپنے لئے نہیں کھولا ہے بلکہ یہ مال شریک ہے
 ایسے ہی وہ ان بھی شریک دیکھی ہے اور سوال کے یہ لفظ کتاب و فرم سے ملیندہ بن چاہتی ہے ہی سبب
 میں کہ وہ اور شرکاء سب اسے شریک فرم جیتے نہ ہے میں تو اس صورت میں بکھ کی پوتی آج تک کے نتائج
 کی بھی مستحق ہے مگر جب کہ سس میں لفظ و فرمائش کے ہی آتے ہوں لوگ یاں اس کے نیچے نہ آئی ہوں اور

لڑے کہ اس کے مدی ہوں کہ انھوں نے دوکان خاص اپنے لئے کی اس میں لڑکی کا کوئی حصہ نہیں رکھا۔
 عقود الدیور میں ہے۔ سئل فی اخوة خمسة تلقوا شركة عن ابویهم ولقد ذوا فی الاکتساب والعل فیما لعلیة
 کل حق قدرا متطابقة فی عدة معلومة وحصل ربح فی الدرة معلومة فلو تکن الشركة واصلوا بالاکتساب
 بوجہ صحیحہ وان اختلاف فی العمل والارای کثرة وصوابا والموافق لکل واحد منهم یعمل لنفسه ولخوته
 علی وجه الشركة اکیس سببہ الظاهر انما شركة مطلق لا یجوز فیها تفاوت فی الربح بل یکون مافی ابیہم
 وینهم سوية کما امر وهدیه المسألة فتع کثیرا من مسا فی اهل القرنی حیث یحوت المیت منهم وتلی فرکتہ بین
 ابی ذی نشت بلا قسمة یعملون فیها اور بما تعددت الاموات وھم علی ذلک وقد یتوہم انما شركة معاوضة
 وذلک باطلی راجع الی امر من ہے۔ ما یقع کثیرا فی الفلاحین ونحوهم ان احدهم یحوت فتقوم اولادہ علی
 شرکتہ بلا قسمة ویعملون فیها من حوث وراعة وبيع وشرام واستلانة ونحو ذلک، واما ان یکون یکیرھم
 هو الذی یتولی حسانہم ویعملون عندہ بامره وکل ذلک علی وجه الاطلاق والتشویص لکن بلا قسمة ربح
 بالحقل المعاوضة ولا یبان جمیع مقتضیاتھا ولا شاف ان هذا لیست شركة معاوضة، بل علی شركة مطلق فاما ان
 یجیرھا احد الدیور فینر لحدہ کل واحد منهم یعملہ یکون ملجوعا وشراکین بوجہ السویة وان اختلافوا
 فی العمل والارای کثرة وصوابا الم

سئل عن مال مشترك بین ایتام وامهم استرضیہ الوالی ثلاث ام
 حل تصف الاہم ربح نصیبھا والاہل یحسبون الم قفاوی علی انیر بھر قفاوی ہر نصیب میں اور مالیا لو تصرف لحدہ الویش
 فی الشركة لک شرکتہ وریح فالربح لا تصرف وحده۔ قفاوی خیر یہاں ہے سئل فی رجل انجر الم قفیر بھر عقود
 میں ہے۔ قبل لہ وھل یلزم الغاصب الاجر لہ لہ الدار فکتب لا لکن بیدنا تجوز علی المالک وھو الاولی
 شر سئل یلزم المصلح مالک امر للعاقد فقال للعاقد ولا یطیب لہ بل یزید علی المالک ومن ابی یصفی یصل
 بہ ما قال یصفی ان قدس سرعی فی عایشہ علی العقود قدسہ حوا بان علیہ استین امر وھل المالک او یصفی
 علی العقد الم اور اگر کوں نے کوئی خاص نیت نہ کی تھی نہ کہ خاص اپنے لئے اسے کھولنا نہ کہ کوئی شرکت
 نے شرکت کی بھی نیت کی بلکہ بے نیت خاص کام شروع کر دیا اور لڑکی سے اہانت نہ کی تو اس صورت میں
 بھی نہ کوں کوں کا ہے اس میں لڑکی کا کچھ استحقاق نہیں ہاں اس پر ردوائی ہے علامہ شافعی نے عقود الدیور
 میں بعد عبارت تاکد انیر قفاوی رسمیر فرمایا۔ اقول ایضا ویظہر من هذا ایضا قبلہ الم هذا ایضا یظہر من هذا

العقبات والعلوم بالحق عند ربی والواجب بالذات وهو تعالى اعلم وعلمه احکم۔

بسم الله الرحمن الرحيم

مسئلہ۔ اگر گورکھپور محلہ کہنہ گورکھپور مسلمہ مولوی الفت علی صاحب قادری برکاتی رضوی مصنف علی
۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۲۵۵ھ۔

سوال۔ سماء ہند اپنے شوہر کے انتقال کے بعد مرنے لگا تو اپنی ایاہیں صحت وہ عورتہ الاث
والمر عن الشرع قرار پاتے گی یا نہیں حالانکہ زانیہ منکوحہ کے فطرت احکام کا پاداشی حکم رجم ہے ساتھ ہی
اس کے حکومت حاضرہ بہرہ داری استحقاق لاث و مہر کے لئے ناقصہ قانون ہے۔ بیوہ لانا ہوا الصواب
الدلیل والکتاب۔

الجواب۔ ہر گز ایسی لاث سے عروم نہیں کرتی ورنہ صرف عینی ترکہ آیا جو ایسا متقی ہوتا جس سے
کبھی کوئی گناہ نہ ہوتا نہ ہو تاکہ تو ایسی چیز ہے کہ اس سے مکمل شریعت جو جائز ہے اور یوں ہی لاث سے عروم
ہو جاتی ہے۔ بے شک زنانے حصہ کے لئے رجم ہے اگر رجم ہوئی اور اس سے عروم ہو تو شوہر کی زندگی میں
مرنے سے شوہر کا ترکہ نہ پاتی کہ ترکہ کو شوہر کے بعد ہو گا اور وہ شوہر کے لئے نہ ہو گی۔ یہ عجیب کہ یہاں اسے
سزائے رجم نہیں دی جا سکتی ورنہ نہ ہے اور شوہر ہر گز تو چوں کہ کوئی گناہ لاث سے عروم نہیں کہتا نہ بھگت
عروم لاث کا سبب نہ ہو گا۔ لہذا ترکہ کی مستحق ہے اور مردہ تو بہر حال حیات کا یہی ہلے گا اگرچہ شوہر کی
زندگی میں مرے عروم رجم سے۔ و اللہ اعلم بالصواب والہ تعالیٰ اعلم

الجواب کتبہ واث تعالیٰ اعلم۔ فقیر محمد علی صفی عنہ

مسئلہ۔ اگر اول صلح بریلی منقولہ از مولوی عبد اللطیف صاحب ۲۲ ماہ ۱۲۳۳ھ
زیادہ کے والد نے جو بطین نہ ہونے کے ماق نامہ لکھ دیا کہ میری جائیداد سے کوئی تعلق نہیں تو کیا
شرعاً ماق نامہ مستحب ہے اور یہ بعد والد کے جائیداد کا وارث ہو گا یا نہیں؟

الجواب۔ مردہ وارث ہو گا اگرچہ بہرہ دار ماق نامے لکھنے سے عقوق سے وارث وغیرہ وارث نہیں ہو گا
اور ماق نامہ کر دیا تو جو نہیں جو ماق نامے ماق نہیں لکھنے سے ماق نہیں پہلے ہی سے ماق ہے ماق نامہ
لکھنے سے عقوق صحت گناہ ہے مگر گناہ کے سبب سے وارث سے عروم نہیں ہو سکتا۔ واث تعالیٰ اعلم
مسئلہ۔ مرسلہ شیخ محمد القیوم کٹر دہکنہ کو چاہ اول رجب الاخریٰ ۱۲۵۵ھ

زید کی منکوحہ نے اپنے ذاتی مال سے مبلغ ایک ہزار روپیہ بلا شرط اپنے شوہر زید کو دے دی اور یہ کہا کہ اگر زید
 لے لو اور جو تجارتی چیزیں اس کے گھر میں اختیار ہیں چنانچہ زید نے وہ رقم لے لی اور تقریباً دو سال بعد زید نے
 ایک تجارت شروع کی جس میں اپنے روپیہ کے ساتھ یہ روپیہ لگا دیا۔ اٹھانک کاروبار کرنے کے بعد
 دوکان میں آگ لگ گئی جس سے بہت نقصان پہنچا۔ زید کا فرم تقریباً آٹھ ہزار روپیہ کا مقروض ہو گیا لیکن زید نے
 پھر بازار سے مال قرض لے کر تجارت کو جاری کر دیا اور محنت کے متوالے حصہ میں اٹھانک کل قرض ادا کر دیا۔ انعام
 اس تک وہ فرم کھلیا لی کے ساتھ جاری ہے اب زید کی منکوحہ کا انتقال ہو گیا اور وہ میں صرف مال اور شوہر کے
 مال کا مطالبہ کرتی ہے کہ متوفی نے جو روپیہ زید کو دیا تھا اس میں شریعتاً اب میری حصہ ہے لہذا میری منت طلب
 میری ہے کہ متوفی اس رقم کی مالک تھی یا نہیں اس طرح بلا شرط دے دینے سے یہ ہوتا ہے یا نہیں اور
 آگ لگنے کے بعد کچھ حق رہتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ عورت نے اگر روپیہ بیعت ہبہ دیا تھا تو وہ زید کا ہو گیا اگر بطور قرض دیا تھا تو زید اس کا
 مقروض ہے عورت کے انتقال کے بعد اس کے ورثہ کا ہے جس میں زید بھی ہے عورت جب متوفی ہے
 اس کا بیان ہونا نہیں سکتا جس سے معلوم ہوا اس نے کس نیت سے دیا وہ قول ہا میں ممکن ہوا کہ زید میں عورتیں
 بہتے تو اپنے شوہر کو روپیہ پیسے دیتی ہیں اور قرض بھی بلکہ تجارت کے لئے بھی جس میں شوہر بطور مضارب
 ہوتا ہے یا محض کارکن عورت نے جس نیت سے وہ روپیہ دیا ضرور اس کے آثار ظاہر ہوں گے اس حرم
 میں مروجہ ہے جو کچھ اس روپیہ کی بابت کہا گیا ہو اس سے اس کی نیت کا حال معلوم ہوا اس نیت ہی پر حکم
 ہوگا اگر خاموش ہی رہی تھی تو اس صورت میں ظاہر ہوگی ہے کہ اس نے ہبہ کیا یا قرض دیا اللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از فتاویٰ مغربی الشیخ محمد صالح ۲۹ شعبان

زید نے جب کہ پھرین ہلے کا ارادہ کیا تو اس نے اپنی جائیداد کا انتظام اس طرح کیا کہ لوگوں کو حصہ
 نہیں ملا جو کچھ ہلہ دہی لوگوں کے نام تقسیم کر دی اور بوی کو اس کا حق کچھ کچھ جائیداد کا مالک بنا دیا۔ لوگوں کو اس
 خیال سے غور کیا کہ اگر میں کو مسئلہ سے واپس نہیں آیا یا میری زندگی نے وہاں نہیں کی تو قانون شرع محمدی سے
 لے لوگوں کو بھی پہنچ جائے گی اور میں لوگوں اور بوی کو کچھ اول جائیداد میری اور میری گورنمنٹ کے قانون کی
 رو سے میرے بچے قانون اسلام کی زد اور رہائی سے محفوظ رہیں گے اور میرے لوگوں کے بنائے کچھ نہ ہوگا اس
 خیال سے جائیداد کو تقسیم کرنے والا کس منزلے شرعی کا مرتکب ہے یا جہاں کا حق جس جہاں اور سزا کا مستحق ہے

سات تحریر فرمائی ہیں تو خدا

الجواب۔ وہ شخص جس نے لڑکیوں کو میراث سے محروم کیا وہ بھی ایسا کیا گنہگار ہوا بعض علما نے اسے کبر و تکبر فرمایا حدیث میں ہے: ثلثن فروع من سنن نبوت واسمہ قطع الخد میراث من الجنۃ لہما القیستہ۔ امام نووی تیسیر شرح جامع صغیر میں از میراث مذکور فرماتے ہیں۔ اعداۃ حدیث ابن عمر ان النوازل حرام و حدیثہا

عصہ من الکہان والذات تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از شہر بریلی عمارت کو تیاں مستولہ عبد المجید خاں مورخہ ۱۰۲۵ھ میں المکرم ۱۲۵۵ھ میں زید الدین صحت والجماعت الدنیک شادی عورت اہل صحت والجماعت سے ہوئی بعد ازاں کچھ عرصہ قریب دس سال کے عرصہ مذکور قادیانی ہو گئی اور ہے اب قریب دو سال بعد مذکور کا انتقال ہو گیا اب عورت کے منکر و منکر کے لئے کی مستحق ہے یا نہیں؟ غلط تو تھا۔

الجواب۔ مرتبہ مذکور میرا ہے کی ذاتہ لا یتعد الا مرتبہ او بعد الذات کہ اگر نہ پائے گی کی مرتبہ مسلم کی ذات نہیں اگر حرج کی مٹی پر ہی قول ہے وہ اس عدا کے سبب نکاح سے نہ نکلی بدستور بدیہی ہو مگر میراث نہ پائے گی یہاں بقائے نکاح موجب قواہت نہیں ہے قادیانی ہندو میں اس صورت میں کہ دولوں کے عرصہ میں نکاح باقی رہتا ہے یہی فرمایا کہ مرتبہ شوہر کی ذات نہیں اس مرتبہ کے بعد صحت معاشرہ کے ساتھ شوہر کے بعد میراث لہا نہ وان بقى النکاح ینفذ والذات تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از گورکھ نات مستولہ معرفت من صاحب ہر رجب ۱۲۵۵ھ میں از گورکھ نات ثبات عقل ہے لیکن میرے ساتھ میں اس طرح پیش آتا ہے کہ تخریب عرصہ میں سال سے مجھے بات نہیں کرتا ہے نیز تو میں کرتا ہے عزت کا خواہاں ہے میں برہمن صحت کلائی سے مقابلہ پڑانے میں بیجا ثابت ہوا تھا کہ میرے ہاتھ پر کیا ہے میں نے اس کی حرکت سے بھاؤں پر بخور کر کے یہ تحریر کیا ہے کہ میری زمین نداری و میر و میر و میر و میر کے بعد میرے سنی مذکور کو ماق نامہ لکھنے سے صاحب کے ہاتھ پر یا نہیں؟

الجواب۔ وہ لڑکا صحت فاسق فاجر شدید حرام کا لاشہ نہ کہ اس میں از صلیب غضب جبار ہوا تحریر قادیانی الذی مذکور ہے اس پر چلی اس غیث نہایت فاسق حرکت سے کہ وہ لازم ہے ہوا اپنے والد کے معافی چاہتا نہایت عاجزی پرورے انکا لاشہائی تذل کے انہ کے ساتھ یہاں تک معافی

چاہتا ہے کہ باپ معاف کر دے اور دل سے لاشی ہو جائے باپ کے ساتھ گستاخی کو لکھنا نہ چاہئے۔ سخت گھبراؤ اور عظیم فتنہ کی بات ہے۔ والد العزیز اللہ تعالیٰ گستاخی کو تہمت سخت ہے معصی نافرمانی جس سے انھیں ایذا ہو جس حقوق ہے اور حقوق حرام و کبیرہ ہے حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں علیہ الصلاۃ والسلام اللہ تعالیٰ عذرا لکم کہ ہر ایک کو دے گا یہاں کیا میں تمہیں سب کبیروں سے بچے کبیرہ کی خبر نہ دوں مہماب کی عرض پر فرمایا الاشرار علیہم السلام وحقوق الوالدین الخ خدا کا شرک کرنا اور مال باپ کو سنا۔ حقوق والدین کی نعمت سے محرومی کا باعث ہے اور بالکل محرومی کا سبب ہو سکتا ہے۔ والد العزیز اللہ تعالیٰ حقوق والدین کی نعمت سے محروم کرنا چاہئے کہ کلمۃ اسلام پر خاتمہ نصیب نہ ہو یا معاذ اللہ لکھان جی پر مروت سے محروم رہے۔

عقوق والدین لعنت کا سبب ہے حدیث میں ہے۔ ثلثہ لا یدخلون الجنة العاق لوالدہ
والدہوت ورجلہ النمام۔ عقوق والدین ایسی خبیثت ہوئی کہ اس کے بعد اس کو فسرہ
عقوق والدین ایسا شیخ کا کام ہے کہ حدیث میں دیوٹی سے بھی پہلے اس کو ذکر فرمایا دیوٹی سے بھی بدتر شہرہ
عقوق والدین ایسی ناپاکی ہے کہ اس کے ساتھ نہ فرض بقول نہ نفل حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے فرمایا۔ ملعون من حق والدہ ملعون من حق والدہ ملعون
من حق والدہ ما لب أب کے ساتھ گستاخی ملعون کا کام ہے حدیث میں ہے۔ لعن اللہ من سب والدہ
ما لب أب کا حق ماننا ان کا شکر گزارنا ایسا فرض ہے کہ اسے قرآن عظیم نے اللہ عزوجل کے حق کے بعد
ہی ذکر فرمایا کہ فرمایا اللہ اعلمی ووالدہ بعدہ۔ ما لب أب کو گالی دینا، کو گالی دینا انھیں آفت کہنا بھی حرام ہے
قرآن عظیم کا ارشاد ہے ولا تقل لہما اف وہ شخص اگر توبہ نہ کرے مسلمان اس سے میل جول و ربط غلط
برداشت مسلمان کلام چھوڑ دے یہاں تک کہ وہ توبہ کرے اور اپنے اس شدید جرم انفرادی انذار رسائی گستاخی کی
معافی والدہ سے چاہے۔ والدہ تو والدہ ہے کسی مسلمان کو ناحق ستانا یا عیب لانا یا اس کے رسول صلی
اللہ تعالی علیہ وسلم کو ایذا دینا ہے کافی حدیث۔

مگر جب تک وہ مسلمان ہے اس وقت تک یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ اپنے والد کا وارث بن جائے۔ یہ وارث بنانا والد کا کام نہیں کہ وہ جسے لکھ جائے وہ وارث ہو اور جس کو لکھ دے کہ یہ وارث نہ ہو وہ وارث نہ ہو عاق نامہ لکھنا یہ حق ہے۔ عاق کرنے سے عاق نہیں ہوتا۔ عاق تو وہ خود ہی ہے یہ عاق کہے یا نہ کہے عاق نامہ لکھے یا نہ لکھے اگر عاق کو یہ عاق نہ سمجھے نہ کہے نہ لکھے تو اس کی غلط فہمی ہے اس کا حقوق نہ ہاں کہہ گئے

یوں اگر خیر خواہ کو یہ لکھ دے یا کہہ دے تو اس کے کہنے سے وہ عاقبت ہوا ہے عجلہ جو عاقبت ہے وہ اس
عقوبت کی بنا پر وراثت سے محروم نہ ہو گا اور وہ گناہ کہ اسے سب سے تو اس کے گناہ سے اس کے والد کو گناہ کے
اجازت نہ ہو جائے گی میراث وارث سے بھاگنا گناہ ہے بعض علما نے تو اسے کبیر و فریا حدیث میں ہے۔
میں فرمیدہ روایت و امروہ قطع اللہ علیہ السلام الحجة يوم القيامة تفسیر شرح جامع صغیر میں اس حدیث
کے نیچے فرمایا۔ اقاوات حریم ان الوارث حرار و عتدا بعضہم من الکفار واللہ تعالیٰ اعلم

ضمیمہ

جہاڑی مصطفویہ کے کاتب سے ملے ہوئے کے بعد کچھ فرقہ کے
موصول ہوئے جو اسے جس نہیں تھے تو وہ اسے ضمیمہ کے
تحتے شامل کیے گئے۔ — مرتب غفرلہ

مسئلہ از شہر اکراپ تھا نیکو کو موضع کا ونچی بازار سرسولوی سکندر علی صاحبہ گال طالب علم
مدیر نیازیہ غیر گرامی سیالپور ۲۴ فرم الحرام ۱۳۴۹ھ
ما فوقہ بعد بمسندہ المصطفائی فی هذه السانہ فی حقہ نام نے راکہ در قرآن بت بہت رضائی مراد و تحقیقی قاسم
باشویمہ الہی کا مشاورد و ظن اوچاں بود کو موافق مذہب خود چا ازست۔ از علما ام استفتا نموده بود ایشان بصحت
نکستش قضا نمودند پس از چند سے علما سے اخاف بعد ہم جو انکا مشقتوں سے می دادند و جماعت مسلمین را با دہانت
و موا کشتش منعی کنند مادلے کہ تفریق نکاحش نکند۔

جواب ہنگالیان

بر تقدیر تصدیق مستول عنہا علمائے شریعت غرا و فضلاء سے طریقت بیضا الی صہ فقہائے مذہب خوف و
علمائے ملت مغیبت ملی نگاہ نہ کر چوں علمائے مذہب مستور شان مجتہد باشند یا مقلد نظر انہا پہنچا عمل کنند و حکم بکار
صادق نمایند و قضا بر آں تسخیر فرمایند و پس آں دالستند و قوف یا قنند کہ ہاں عمل و فعل زیر شان بدظن و بدست
بطین مذہب شان نہ بر دافتہ و مشرب کیے اندام و دیگر سے کہ نہ دود و محمد و بیعت جماعت مست و دعوہ مستور پس ہر
دیگر تحقیق و تردید انہا کر گنار و جاگز نہ باشند بلکہ پس مسلک تقلید نموده کہ ہم خال از تحقیق دار و ہاں عمل و فعل
الا حال صبح و درست دارند و نیز از پس تقلید فنی از مذہب مستور خود خارج نشوند و منسوب بدان مذہب دیگر گموند
پس مذاکحتہ قائم بدیں مہول مہین مسال صادقست کہ لا ریب و لا حال صبح و قاتر گردیدہ است اگرچہ بالعرض و
التقدیر بر مخالفت مذہب منعی آمد۔

عظمى ست وليس الزوج نفس المام شرا في ست رضى الله تعالى عنهم وشرح صحيح مسلم في رواية اما الرجل المتسبب فلاك الجن
الرب لمكونه زوج المرأة او يملكها بملك او شبهة فلهذا هنا ما ذهب العلماء كافة شيئا من خصوصية الرضا ع بينه
ويبين الرضخ ويصير ولده له واولاد الرجل اخواته ويكون اخواته من اخوة الرجل عام الرضخ و
اخواته حاتم ويكون اولاد الرضخ اولاد الرجل ولم يخالف في هذا الا اهل الظاهر من ابن علية -

این تصریح صریح این امام شافعیه ہیں کہ مذہب ماہم علمائے حرم است و در وظائف نگرددند نیز قریب مکاره و
ایمن علیہ و آفرینہ آنکہ مجیب جماعت مذکورہ نووی ازین جا نقل کر کے کہ بدخالت فی هذا الخ و صدر کلام کہ فرمودہ بود و
کہ مذہب ماہم مذہب بملہ علمائے حرم است و در پرورد افتخار داشت و امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ را ظاہر ابراہیل ظاہر شریعہ و
حال آنکہ ظاہر برہنہ ظاہر است مخالف امتداد برید و سائر مجتہدین شافعیہ و الغرض صاحب گفتہ اند او و ظاہر و متبعان
و ابراہیل منت و جماعت شریعت در مرتبہ ابراہیل و سفایات است و رافضیان کہ ظاہر برہنہ را سنی گرفته اقبال ایشان
بر ابراہیل منت اعتراض کی گرفته شاه صاحب جماعت و اندک گرفتار ظاہر برہنہ گرفتارناہمست نیست این جبل و سفایات
شماست کہ ایشان را سنی گرفته بر زمین ان طعن کی کنید امام این تحریر شافعی در کتب الرعا فرماید و اعلیٰ من الامت
صرحوا بان الظاہریۃ لا یجوز ولا یجوز تقلید احد منهم لانہم صلبوا العقول حتی انکروا التوحید
الجلیل نیز فرمود لانہما صاحب ظاہریۃ محضہ نکاح عقولہما نہ تکنون سفیحت ومن وصل الی انہ یقول ان
بال الشخص فی الیٰوی خمس او فی انما خمسہ فی الماء لو تخصیص کفین یتقام و من و یعد من العقلاء خلا
عن العلماء۔

چون ان صاحبان کا بر شافعیہ صریح تبیین نقل کرده اند و در مذہب خود برکت الزطاف نثار و اندو اسلہ کا براد
را مذہب و حکم را بر مذہب صاحب الزطاف و فقہائے اصحاب گرفته اند امام احمد مستطاب شافعی در در شا و اسلہ کا بری فرمودہ
وہیں علی ابن ابی النخل یحرم و حکم ثابت المروعة فی جہت صاحبہ اللہین نکاحیت فی جانب المروعة فان الذی
صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اہل جہت مروعة و جہتہ انتساب و لہذا مذہب الشافعی وافی حنیفہ و صحیح
و مالک و محمد کبھور الصحابة و التابعین و فقہام الانصار امام حافظہ مستطاب شافعی فرمت الباری فرمایہ
المجہور من الصحابة و التابعین و فقہام الانصار انی حنیفہ و صاحبہ فی اللہ و الشافعی و احمد و ابنہ احمد
الی ابن ابی النخل یحرم امام ابو یوسف و ابو یوسف شافعی در کتاب الانوار فرمایہ النخل الذی منہ اللہین ابوہ و والدہ
من المروعة و غیرہا الخوۃ و خواستہ علامہ مزین الدین شافعی تلمیذ ابن حجر مکی و در قواعد ابن فرایہ قصہ المروعة

۱۔ اربعہ شریعہ مسلم علیٰ، ۲۔ جلد ص ۳۰ برکت، ۳۔ جلد ضائع مطبوعہ بیروت

فرمود: اتقوا الله على ما بهر من الرضا ما بهر من النسب و حکم بر خلاف اجماع نفاذ نیست از آنکه نکات اشکال
از حکایات شافعه مافیل نبودند بلکه خود ذکر نمود و اندک از تصریح فرموده که درین مسئله نظر اهریه و امان علیه کس از خلاف
نیست چنانکه از امام قاضی عیاض مالکی و امام ابوکریم نووی شافعی و امام محمود عینی حنفی گشتن فن الغیب نسبت
الاعتبار الیه علی ما وقع فی فقه المغترب و اگر با فرض این جا قول ضعیف نمکی بود که اول سه فی المنع الغیب پس
حکم و حقوق بر قول ضعیف و مرجع خود حمل و خرق اجماع است که فی تصحیح القدری للعلاصه قاسم و الدارلینا و
ثبات حکم خلاف قاضی مجتهد است معتقد دارو اشود بر خلاف امام خود حکم کردن در تخریص الاجساد است تحتی فی
مجهول فیه خلاف ما یمکن لا یجوز مطلقا بیه یقنی و در رد مختار است سه و لو حکم القاضی بحکم مخالف، لذهب
بما صح اصله لخطره و ردوا الحاکم را آورد اما المقلد فلا یجوز مخالفه موجب جوازش از سابق و لاحقی قطع کرده آورد و خود
در قدر متحول خود اعتقاد می نماید.

را بیا اگر چه گزیده قضای شرعی چیز نیست که در حق خلاف می کند که در صورت خوانند و خود را بر مستدانی نشانند
هر چه نخواهند بر این اساس که خلاف مرتفع شود و نه به هر دو و مندرج حاشا شده لا یقول بمعامل فاعل فاعل
لما الله العفو والعافیه و الله تعالی اعلم.

فقیر مصطفی رضا قادری نوری خفیه

فی الواقع کما ذکر ما بطل و تمام محض است و برعکس هر قدر و خیر و از خودش فرموده او را بعد از شنیدن عرض است
تزوج اینها را حمل و تقید و ظلم شدید و الله تعالی اعلم.
(مستقول از قادی رضویه جلد پنجم ص ۳۳۳ تا ۳۳۲)

اشراف الانام، قرا تمام مبدل النظام و ہادی سبل السلام شرف الدین و عر الاسلام و خلیفۃ
 اللہ فی السموات والارضین، صلوات اللہ وسلامہ علیہ و علی آلہ الطاہرین، و صحبہ الطاہرین، و خلیفۃ
 المرشدین المورثین، و الہادیین المہدیین و علیہم و علی سائر ملتہم بجمعین، آمین، برکت اللہ
 علیہم جمیعاً و علیہم

بدر حمد و نعت۔ برادران اہلسنت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فقیرانید وادار کہ جو کچھ عرض کہے آپ
 اسے گوش حق نبیوش سے سنیں گے اور عین انصاف سے ملاحظہ فرمائیں گے حق جو قبول فرمائیے معاذ اللہ
 ہائے خود فرما دیجئے خبر سنئے اور فیض عباد اللہ میں یقیناً القول فیہ یحیون احسنہ اولیٰ اللہین
 ھذا تمحمد اللہ وادنیہم ھما و ثلوا لالیاب کے مصداق بنیے۔

عزیزان ملت! ہم آج دیکھ رہے ہیں کہ ہم مسلمان جس پستی میں ہیں کوئی قوم نہیں آج ہم کفایت کے قبضہ
 اختیار میں ہیں کل ان پر حکم آج ان کے محکوم ہیں کئی وہ ہمارے محتاج تھے آج ہم ان کے دست نگر
 کل وہ ہمارے قابو میں تھے آج وہ ہم پر بری ملائی طرح مسلط ہیں وہ ظلم کرتے ہیں ہم سب سے تیس وہ تم کہتے ہیں
 ہم دم نہیں مار سکتے۔ ہم ہیں اور دین و دھرم کے بہانہ ہم ہیں اور بیوم و الاکم کے گرائے ہمارا نام ہم روزانہ سنتی تھی
 سے دوچار ہیں سب سے دوسرے شامتیں ہم پر سوار ہیں۔ ہر دن ہم مصیبتوں کا شکار ہیں ایک مصیبت ملتی نہیں کہ دوسری
 اس سے سخت تر آجاتی ہے ایک آفت ہم نہیں چھوڑتی کہ اور اس سے بھی عظیم تر پہنچ جاتی ہے۔

ایک آفت سے دوسرے کے ہوا اعتبار بنا
 لگتی اور یہ کیسی مرے اللہ سختی

یہی کہتے گزرتی ہے کہیں آپ حضرت نے اس پر غور فرمایا کہ آخر یہ ظلم تغیر و تبدل یہ شدید اغیار و تبدل
 کیوں ہوا کہیں اس کے مل و اسباب کی تلاش فرمائی میں تو دلوں سرگرداں ہوا اور اس مسئلہ پر غور کر کے ہر مسلمان
 اوجہ اسلام پستی و تنزل اور عجز و ذل میں کیوں ہیں ہم سے تو جو اسے سب مالک و مولا تھا ایک قلعہ
 کا وعدہ صادق ہے لا یموتوا و لا یصلحون لا یصلحون تم سب اور تمہیں نہ ہو تم ہی غالب رہو گے تم ہی
 غالب ہو گے تم ہی حق و نصرت شوکت و شہادت جاہ و منصب و عزت ہائے مہمانی زبوں حالت بالکل بربط
 ہے بہت کہ غم کی کہ کہیں نہ آؤ ایک ایسا سنا تھا جس کا مل بہت دشوار زمانہ میں مسلمانوں کو مسلم
 خیال کر سکتا نہ تھا بعد اس فاجعہ قہار و جلال کے وعدہ صادق میں دہم شائبہ کذب لاسکتا تھا سنا ذاتی اسے

مفسد ملای و غیر ملای ہوتے ہوتے جتنا کیا ہے اسلام کی خدمت کے یہاں نے شکرین کے اتحاد و مناد ہا کیا ہے
قرآن و حدیث کی عزت و حرکت کی ہائی کافر کی حد خطبہ جو حدیں بلند نہر محمد پر خدا اللہ و حدہ لا شریک لہ سے ملای ہائی
اسے معاف اللہ شدت کیڑ مبعوث من اللہ کہا جاتا ہے بلکہ صاف صاف بالقوۃ کی ٹٹی لگا کر ہی مانا جاتا ہے اسے
تہا شمار روح اعظم و خضر و میرا کہا جاتا ہے انھیں مدعیان علم میں شمار ہے جسے تجتہ والوں نے کہا گاندھی
اور لاجپت رائے وغیرہ و شکرین کی طرح خدا سے ڈرنے والا کوئی خدا نے پیدا ہی نہ فرمایا۔ کان سہبہ نہر مختلف
نخستہ ، سواحد من جمیع الناس انسانا۔

یوں ملک عرش و فرش محبوب رب العرش سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہی انھیں بڑھا ایک
کی ہائی اٹھا کر رام رام ست ست کہتے ہا کر اسے سرگشت تک پہنچایا۔ گاندھی کی بجے کا پارہ و رازہ نعم و لکالیہ اپنے
ہاتھوں پر کفری طاعت قشقہ پہنچوایا۔ اور پھر فر کے ساتھ کہا قشقہ یعنی اور میں یہ شاہک کا ترک اسلام کیا و قشقہ
من الامور الشنیعة القبیحۃ الکفرۃ اعادنا اللہ و جمیع المسلمین منہا سچ سج کہنا کیا یہ امور اسلام کی مدد میں یا اس کا
ہدم۔ لطیف یہ کہ یہ امور سچ کن اسلام کر کے اسلام کو زہر ملا بلکہ فاکل دیتے اور اٹھی پھری سے ذبح کر ڈالتے ہی
کو متحید کیا جاتا ہے بلکہ فائدہ کو اس میں خضر سمجھا جاتا ہے کہ اگر ایسا نہ ہوا تو ترکوں کو کوئی فائدہ کسی طرح نہیں ہو سکتا
انھیں فائدہ جب ہی ہو گا جب کہ ہندی مسلمان ہندوؤں کی غلامی اختیار کریں گے۔ انھیں نبی امیں گے
جزئیۃ العرب سمجھی آراؤ ہو سکے گا جب ہندوؤں پر قرآن و حدیث کی قویک تیار کریں گے اور ملک اسلام
کی آزادی کی یہی صورت ہے کہ مرام کفر اختیار کئے جائیں اور شاعرانہ شائے ہائیں یہاں ترالدو ہے۔ لاول
والقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

بفرمن اعلیٰ یہ مفید بھی ہوتا ہے کسی سنگلیا۔ تو پہلے سبب اصلی کا افنا ضرور تھا کہ جب تک سبب
باقی مرض باقی رہیں تو ختم آتے تو طبیعت کا کام اصلاح خلط فاسد ہے نہ کہ نہرا شربت وغیرہ کوئی مسکن دینا
یا صرف لمس کی دفع حرارت کی کوئی تدبیر کرنیوں فساد و غلامی سے حرارت غریزی کا اٹھا ہوا ہے گا اور دن
بدن مرض بڑھتا جائے گا انجام کار حرارت غریزی کا ایجان باعث ہلاک مریض ہو گا غرض مرض کو دور کرنا اور
سبب کو باقی رکھنا سخت نادانی و حماقت اور اہلک وراثت ہے۔ چاہے یہ تھا کہ عقائد و احکام و حقوق اسلام
کی تعلیم دیتے سنائی کے از کتاب اور مفسر سے اجتہاد کی ہدایت کہتے تو یہ تو نہ ہوا بلکہ کیا ہوا یہ کہ جن باتوں
سے ہم نے قریب فرمن تھا اور جن کے اختیار کرنے سے نقصان پیشی تھا انھیں کہنے کا حکم دیا بیٹھے دیکھتے ہے

تعالیٰ علیہ وسلم سے دروہا سے غوث کر جب اسلام فرمادی ہوگا کہ مجھے میرا ہی نام لینے والوں نے ضیعت
کی مسلم کہلانے والوں نے میری جڑ کھودی۔ مجھے نہایت بے دردی سخت بے رحمی کے ساتھ اکیڑھیں لگا کر اور
تھپے سے سوال ہوگا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شقت ہائے عظیمہ بڑا شقت فرما کر بویا ہوا صحابہ کرام
رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اپنے مبارک خون کی ندیاں بہا کر ستیاں چلوں سر پہ چھوٹا اسلام کا درخت عم
نے کھون کاٹا کٹے دیا۔ کیا اس دن کے تم نے کوئی جواب تیار کر لیا ہے کہ اس دن جب واحد قہار کو
پہنچے فرما دے گا اللہ تعالیٰ کی لہجے کا کلمہ ہے گا کہ اَللّٰهُمَّ مَخْشُوْهُ عَلٰی اَنۡذِیۡہِ عَرُوْثُکَ اَبَدًا وَّہُوَ دَفَعَلُکَ اَبَدًا
تو کسی کا کوئی تیلہ بہانہ چل سکتا ہے فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ

اے اسلام کے دشمنوں کا انہو جاکو گاہو لہجہ خوش سنیا لو شام سر پہ سنا ہے۔ اب او کیا انتظار ہے
جو جہالت اٹی ہے۔ جب تک سراسر آتی ہے۔ غیبت ہاؤ عظیم سفر و قش ہے۔ ہاں کہہ جاں غیر مرغوش ہے
مستل کر دی ہے۔ بوجہ بھاری ہے تمہیں کہ نہ کہ نہیں۔ وہی غفلت شعاری ہے۔ اپنے کیا امت تمہاری ہے
کیسی تنگدستی ہے مگر محنت چست کرو۔ سامان سفر درست کرو۔ اپنے لب کے حضور سر نہ رکھنا کہ تو بدست
کے فلسفے سے یہ نہ ہوں کا گراں بڈا دروہا اس تعافل کے بدختر نے اور اس بدستی وہ بے ہوشی کے ہے
جیتے۔ تم نے اب تک دیکھے۔ اور اگر تم نے اپنی حالت نہ بدلی تو اس سے سخت تر آگے دیکھو گے۔ جب تک تم
وہی دانہ تھے تمہیں برسر حکومت و اقتدار تھے۔ تمہیں کا ایک۔ ایک نر اور بھاری تھا تمہاری خون آشام تلوار نے
کھارے کہ کھیل گرا دیں۔ ان کے خون کی ندیاں بہا دیں۔ ہر شکر کی دھجیاں اڑا دیں۔ عالم میں تمہاری دعا
تھی تمہارا سکھاری تھا تمہاری عزت و شوکت تھی تمہاری مطہر و صیبت تھی تمہاری زبانوں پر اللہ کے
کے بعد خدا کو نہاد کاغزو تھا جن سے ہر کافر کے بدن پر لڑنے تھا تمہارے غوث سے ہر دم کا فزائلا
تھا اور نہ طلب و شکر تم سے ترسنا تھا تمہاری جہت کا جا بجا تھا اور تمہاری شہادت کا عام شہوت تھا۔
غرض ہر فن میں طاقت تھی۔ شہر و آفاق تھے۔ اب وہی تم ہو کہ خود اپنی نظریں ڈالو۔ یہ بہت مائی
ہست ہو مگر سمجھو کہ جو قلیل جوابات یہ ہے کہ تم صحیح نہیں ملے ہو۔ ہر کوئی شہر سے ملے ان سے اتحاد کہتے
شکر اللہ سے محبت و دوستی کہ ان کی غلامی و انقاد کلام میرتے ہو واحد اللہ اور دشمنان رسول اللہ سے
میل جول کرتے ہو اور اس میں بھی خدا کی محبت لٹھا رکھی ہے کہ کہ اس واحد قہار سے مشغول کرتے ہو۔
اس سے استہزاء کر اس کے قہر سے دروہا کے غضب کو تو شائد کچھ اس کے صواب کو دیکھو اَللّٰهُمَّ

کفر کے کون ہیں اسلام کی گناہیں نہیں ان کی تکفیر کی۔ اکثر کا خطاب دیتے تھے ان مسلمانوں کے یہاں کفری
 یقین نہ تھا۔ آج خود واقعی کا کفر وہی ہے۔ آج ان کے یہاں بے شک کفری یقین ہے جس میں ازہر دہائی کفر کے
 قوت سے دھنسنے میں آسان کا قصور کا سہمہ پر تپتا ہے اور چاند پر شک ڈالنے کا یہی حاصل ہوتا ہے کہ وہ لوٹ کر اسی
 کے منہ پر ادا کھول میں پڑتی ہے جو اس پر شک ڈال رہا ہے۔ آج ان لوگوں کے نزدیک جو ہندوؤں سے انجیل
 کے لئے کافر ہے جو ہندوؤں سے محبت و درود کو مشن و دنیا جو کہے وہ کافر ہے۔ جو کھانہ پیئے کافروں کا
 ہے جو اگر بڑی ملازمت کے کافر ہے جو ہندوؤں کی غلامی نہ کرے اسلام کا کفر ہے۔ و لا حول ولا قوۃ الا باللہ
 مسئلہ اذان پر تو تعادل تعامل یکساں تھا۔ اسلام کا کفر کی رٹ تھی۔ جو درحقیقت غلط تھا جس کے
 کہ اصل دھڑل اور جن پر واقعی اسلام ہے جن پر فی الحقیقت تعادل ہے تو وہ تعادل و ایمان پر کھاتے و لسنے بات
 بات پر تھارٹ کی رٹ لگانے والے سنت کا نام لیے آئے۔ باہر چھوٹے والے اب کہاں ہے خود دیکھا
 میں اور خواب خوش خبر گوش ہیں مذہب کیوں خاموش ہیں مگر غم خوشی میں دار و کردہ گفتن نمی آید۔ اللہ عزوجل بہت
 ہے آمین۔

آج یہ فتنہ مخشیہ از خدا

تمہارے اسی ہمارا خدا اور محبت و درود اور غلامی و انقیاد کا نتیجہ ہے۔ یہ سچ کہو کیا پہلے کسی ایسے
 مسلمان کو بھی ہندو ہوئے دیکھا ہے۔ اللہ اکبر۔ دھوئی پر شاد اور یہ محبت گھاس گھلنے والوں میں یہ حریت
 آئے۔ یہ ایمان اسلام آگے نہیں بڑی کیا۔ تم نے انھیں یہ محبت دلائی تم نے انھیں
 دیکھا یا ہاں ہاں تم نے انھیں ایمان نہ تم ان پر ایسے ہوش کھوکھو اس لگا کر خداؤں کا ہوتے نہ وہ دیوں کہ ہیں
 غافل پاکر تمہارے حکمران کو تیار ہوتے نہ تم کہ اپنے انھوں پر تنگ لگواتے نہ تم کہ اپنے کھنجر اتے نہ تم کہ ان کی
 اٹھاتے اور اسے مرگٹ تنگ کر دیتے نہ تم کہ آرام سے کہتے ہاتے نہ تم کہ اسے لگاتے نہ تم کہ انھیں
 مسجدوں میں لے جاتے اور انھیں مسجد کے منبر پر مسلمانوں سے اونچا بٹھاتے نہ ان کو مسلمانوں کا و خطبہ
 نہ تم کہ ان کے نوٹ کھینچتے تصویر اترواتے نہ تم کہ روزہ نہ دیکھتے اور ادا دیں کو کھاتے آج میدان اسلام میں
 ہستی نام شر و دھاندا کا وہ نوٹ مسجد عام دی میں اس کے منبر پر بیٹھتے ہوئے اور کچھ دیکھ لیا گیا ہے لکھائی
 اور کھا دیکھا کہ درجہ کیا ہوا ہے۔

شرم شرم شرم۔ حق انشاء مٹھو۔ نہ تم ہندوؤں کے طاقتور گاندھی کو اپنا بادی اپنا راہبر اپنا امام اپنا
پیشوا اپنا راہنما اپنا قہر کہتے نہ تم اس کا اندھا دھند اتہال کہتے نہ تم اس پر قرآن و حدیث کی تمام عزت کر کے نہ تم اسے
مذکر معصوم من الہ جانتے نہ تم اسے نبی بالقوة مانتے۔ نہ تم اسے جبریل امین کا لقب روح اعظم دیتے نہ تم اسے
خضر و صیحا بلکہ تمام انبیاء و کسبہ الانبیاء سے افضل بتاتے نہ تم اس کے آگے مالک کے سر جھکا دیتے نہ تم آج ہندوؤں
کی جنتیں آگنی بڑھاتے کہ وہ یہ کہنے پاتے کہ مسلمانوں کے تمام تقاضات مقصدہ بلکہ کچھ نہ کہہ کر پر آدم کا جھنڈا گاڑیں گے
نہ تم یہ کہہ دیتے خود سے زار و روں کو سونے شرم شرم شرم۔ حق انشاء مٹھو۔

اسے کاش مسلمان اسب بھی بیدار ہوجائیں تو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ ہندو بے بہبود کو ان کی اس درجہ ذہنی
ان کی اس ناپاک حرکت اور صریح گستاخی اور سخت بدگمانی اور ہرزہ سرائی کا سزا بکھاری گئی کا دودھ یا دودھ لادیں
اور اپنے ہندوؤں کی یاد تازہ فرما دیں اسلام کا پرچم ان کے سروں پر لہرا دیں خدا کے پسندیدہ دین کا علم ان کے قلب
و دماغ میں نصب کر دیں شجر اسلام ان کے سینوں میں لگا دیں۔ مسلمانوں اٹھو، غلام اٹھو، استعمار کا وقت ہے
آزماؤش کا عہد ہے دیکھو دیکھو سوئی پر پورے اتر و پورے اسلام کی مدد کرو اگر خدا نخواستہ تم نے سب پرروانی
کی اور اس کی مدد نہ کی تو اللہ و اللہ رحمہ اللہ کہ اسلام کا کچھ نہ بچے گا اس کا ذرا نقصان نہ ہوگا کہ تم یہ بڑبڑاؤ گے
تم ہی نقصان اٹھاؤ گے تم ہی ٹوٹاؤ گے تم ہی خراب و خستہ دست و پابستہ قیامت میں آؤ گے بلکہ دنیا ہی میں
اس بے معنی اس بے ایمانی اس بے خبری کا سزا پڑے گا۔ اسلام مالک اسلام کا مافظہ اللہ واحد تھا ہے وہ
اس کی مخالفت کرنے والے اس کے دشمنوں کو برا کر دینے والا ہے۔ وہ خود فرما کر ہے۔ انشاء مٹھو۔ حق انشاء
و انشاء مٹھو۔ قوم نوح کو کس نے ہلاک کیا نمرود و دودھ کو کھیرے کس نے تباہ کیا۔ ماد و مود کو کس نے بہا کیا خرفوں
کو کس نے فرق کیا مسابا خیل کو چھوٹے سے ہندو بائبل سے کس نے صفت گول بیس بنایا۔

وہی ان ہندوؤں کی اس خوبصورت تصویر لائے گا مگر دیکھنا تمہارا ہے کہ تم کیا کام کرتے ہو تم کیا ساحت اسلام کہتے ہو
بسا تعجب ان مدعیان اسلام سے جو باوجود ہندو بے بہبود کی ان جس حرکات شنیعہ کے آج تک وہی پرانے ہیو
سے سرا لگاتے جاتے ہیں وہی اتحاد و اتفاق حرام کی سٹ لگاتے جاتے ہیں ملتے ہیں کلام اہلسنت کشر من اللہ و
شکر مساعیم نے بارہا ان کی جن لمبا طیل کار فرماؤں اور دودھ کا دودھ پانی کا پانی کر کے دکھایا ہے جو توں کو کھڑک بھونچا
دیا مگر وہ جس کو وہی فرماتے جاتے ہیں۔ اسلام پر یہ وقت ہے مگر انھیں فتنہ پرور تری جھگڑے بازی ہو گئی ہے
جگ جگ یہ جھگڑے اٹھاتے جاتے ہیں شاہجہان پوری و لاہوری سوالات کے جواب میں یہ رسالہ مبارک

اس نے اہل پہاڑی طرح ہاٹ کر ڈٹ گیا اور سرکار پر جاں نشاری کے لئے تیار ہو گیا۔ اٹھارے شجاعت و جوش و کھس ہوں ان کے منظر سے شیر کا پتہ پانی اور پہاڑ سے پہاڑ کا نہر و آب ہو جانے والی ہندو فقیہ میں تلواریں لئے ہم فقیہ ہندو فقیہوں کے سامنے آئے جسے سب گویا زمین نے پاؤں پکڑ لئے اس چنانچہ آپ پرفریس ہوئیں اور حضرت مانتھنا من زیر نمان گولی کھا کر شہید بھی ہوئے ۱۱

اٹھارہ ایس شورہ شوری ایس بے نیکی کہ نری معاملت سے آدمی کا فر ہو جائے یا کم از کم تاراج ہوا ٹھہرے۔ لطیف یہ کہ وہی انگریز ہیں وہی ان کا مذہب وہی ان کی گفتار وہی رفتار وہی کردار اور اس سے بڑھ کر نادان اور احمق کون ہو واقعہ فاجعہ کا پھر پیش نظر ہوتے ہوئے آنکھیں بند کر کے یہ کہہ دے کہ اب مسلمانوں کی محبت نے انھیں انگریزوں کے ساتھ طوطی بنائے پر مجبور کر دیا جب ترکوں پر مظالم دیکھے ہاں گدے اپنے بچاؤ کے لئے اپنے سرکاروں سر داروں مالکوں سے منہ موڑ لیا اپنے پیاروں سے وہ رشتہ ہاں نشاری توڑ لیا اگر کوئی بدعتل لایا کہے تو اس کا جواب اس سے بہتر اور کیا ہو سکتا ہے جو حدیث میں ارشاد ہوا کہ کفر، کشتی، بھین، دیوبند، کافراں اور دہلی کے مسلمان مسلمان نہ تھے کیا ان پر ظلم ہوتے کیا وہ مسلمان نہ تھے جو ہندو میں شریک تھے جن سے انگریزوں کی جانب سے یہ لٹے یا مسلمان تو تھے مگر اس ہندوئی کے قابل نہ تھے یہ ہندوئی ترکوں ہی کے لئے خاص ہے دوسرا اس میں ان کا شریک نہیں ہو سکتا اگر ہے تو جو فرق کیا ہے کہ ترکوں پر جو ظلم کرے وہ ایسی سزا کا مستحق نہ ہو اور نہ ہی دنیا کے مسلمانوں پر شوق سے ظلم کرے ان کی بلا جانے یہ جس سے جس نہیوں وہ فقرات صفحہ وار درج دیں ہیں جن میں انصاری کی وہ توضیحیں مددیں منتیں اور مسلمانوں کی وہ کچھ توڑتیں تحقیقیں تذلیس ہیں۔

ایں سرکار سے باقی صفحہ ۲۔ سرکاری خیر خواہ صفحہ ۲۔ اتحاد ہوں سرکاری قورج سے گھیر لیا گیا ہائیڈروکریٹک کے مخالف صفحہ ۷۔ سرکار پر جاں نشاری صفحہ ۷۔ سرکاری خیر خواہ صفحہ ۷۔ لانا کی سرکاری صفحہ ۷۔ سرکار کے نزدیک باوجود ہاں صفحہ ۷۔ سرکاری بغاوت صفحہ ۷۔ سرکاری خطا اور صفحہ ۷۔ آپ حضرت ابی ہریرہ بن سہل کے دلی خیر خواہ تھے تاہم بغاوت خیر خواہی ثابت رہے صفحہ ۷۔ آپ درویش احمد کہہ ہوئے تھے کس جسب حقیقت میں سرکار کا فراتر رہا ہوں تو مجھ سے الزام سے میرا کیا ہوگا اگر مالا بھی گیا تو سرکار کا سہارا سے انتہا ہے جو چاہے ہو کرے۔ لانا کی سرکاری صفحہ ۱۲۔ رحم دل کو رنجیت صفحہ ۲۔ ایسا صفحہ ۷۔ نیک دل عباسی صفحہ ۱۱۔ الزام بغاوت صفحہ ۲۔ ۷۔ ۷۔ وہاں تھا جس میں (گنگوہی) پرانی سرکار سے باقی ہوئے کا الزام لگایا گیا صفحہ ۲۔ بغاوت کا مکمل قاتل کیا فرمیں باقی ہوئیں صفحہ ۲۔ جس صاحب انگنٹے سے جو انہوں کی سرکاری کے لئے حکم صحت کا

کافر کو نیک دل کہنا کہ اسے ان پر ہاں نثار کرنے والے کا کیا حکم ہے۔ کافروں کی طرف سے مسلمانوں
 سے لڑنا کیا حکم رکھتا ہے۔ کافروں کے جانب دار گروہ سے اگر کوئی نکلی ہوگا اور شہید ہوگا۔ جماعت سے چھوٹے کے اس کا
 کیا حکم ہے۔ بغاوت کے کیا حکم ہیں۔ باغی کا کیا حکم ہے۔ کیا اللہ کے مسلمان باغی تھے۔ بلا وجہ شرعی مسلمانوں کی دشمنی
 و بغض کرنے والوں کا کیا حکم ہے۔ مسلمانوں کی باغی ایجادیں اور بایں دینے والے کی بابت کفر شرعی کیا ہے۔ کافروں
 کی کچھ چیزیں بلکہ مسلمانوں کی کچھ چیزیں کفر شرعی سے قطعاً ہوتے ہیں۔ انہیں عدالت کہا کر لیا ہے۔ اور قاتل کا کیا حکم ہے۔ جان بکر
 غور و ملو کہین۔ فساد فی جاہل شاران اور غنم و دی خیر خواہان اگرچہ ان متعلقین و مخالفین با مسلمانان متعین و دوزخین
 سونمان سے جوئل جول رکھے اس کی نسبت کفر شرعی کیا ہے۔ خصوصاً وہ لوگ جو ان کی ایک ایک وقت کی ولایت
 میں پہلے پانچ سو اڑتیس و بعد میں پچیس بلکہ غریب مسلمانوں نے جو روپیہ نہایت عرق ریزی محنت جانکاری سے کمایا
 اور اپنے مظلوم ترک بھائیوں کی امداد کے لئے دیا اس پر اس بے دردی سے ہلکی جلائی ان کا شالہ استیصال کیا
 کہ ان سے عرض کوئی وقت قتل کے اعزاز و اکرام کا امتیاز رکھیں انھیں صدر صلہ مدد و رعیت کر س بلکہ بعض کو شیخ الہند
 برائے کی آج سے پہلے اگرچہ انگریز تھے ان مسلمان جو نہاد میں پھانسیاں دیئے گئے وہ ان کے شوقیہ بھی گئے
 سخت مزاحمت و جھگڑا ہوئی کہ طرح کاٹ کر رکھ دیئے گئے وہ مسلمان نہ تھے۔ یہاں تک و عداوت و غارتگری
 میں ترک محالیت و جہاد کے احکام نہ تھے آج گاندھی نے جسے آپ لوگ مذکور مسیحیت من اٹھاتے ہیں جس کے

ہیں۔ یسوع مہاشایا۔

مسلمانوں اور جمعیت و کشمک کے لوگ جو کچھ جواب دیں مگر تم جانتے ہو کہ انگریز جب بھی انگریز ہی تھے مسلمان
 تھے اور اللہ کے مسلمان بھی ضرور مسلمان تھے اور قرآن عظیم میں یہ احکام بھی بلا ریب تھے اور یہ لوگ گاندھی
 جیسے سے پہلے ہی قرآن پڑھتے اور ان احکام الہیہ کا علم رکھتے تھے تو پھر ظاہر کہ بات وہی ہے جو ہم نے بیان کی
 کہ یہ لوگ پابند ہوا جو اس میں سب انگریزی سلطنت میں اپنے اندر سوچ بڑھا اور جہاں تھا انہماک وہ تھا سب
 ہوس سواراج اور آزادی خود مختاری کے نشا اور سلطنت کرنے کی خواہش کی ترنگ میں رنگ یہ ہے کہ گاندھی
 کے جندے میں جو وہ کہتا ہے وہی مانتے ہیں قرآن و حدیث تک اس پر نثار کرتے ہیں۔ ان سے عرض خلیفہ کے جندے
 وہ سب تھے نہ سب۔ قرآن کا اور اسلامی احکام نہ جب مانتے تھے نہ سب حوام کو یہ کہنا تھا وہ جانوں کو کھیلانے
 کے لئے ہم قرآن و حدیث کہ جس سے پہلے انگریزوں کے جاں نثار تھے اب گاندھی پر مرتے ہیں۔ اس وقت یہ
 مکر جادوئی دامن دشمن اسلام و مسلمین گاندھی بدین کا حکم ہے۔ جیسے پہلے ہجرت سے نقصان پہونچانے مسلمانوں

کے خلاف ہو کر لکھے ان کی بیش بہا ہندو اور اسلاموں کو ٹیوں میں بکھڑے سب کے کٹے کٹے غریب ہندو
 ہیں ان کے لیے کمال تحریک اپنے ہندو بھائیوں کو دلائے۔

یہ ہیں یہ مسئلہ ہندو کمال کو اس نے چاہا کہ مسلمانوں کو جن کی روح بالکل فنا ہو چکی ہے کچھ یوں ہی بقی باقی
 ہے یہ بھی کہیں نہ پائے بالکل تباہ کر کے اگرچہ بظاہر گاندھی کی پالیسی یہ تہہ و بالا وہ اندازوں میں یہ شائع کرتا
 ہو کہ ہندو سب کشت و خون کو دھوا نہیں رکھتا مگر ادنیٰ تاہل سے یہ نکتہ حل ہو سکتا ہے غور فرمائیے جو لوگ بے حکم
 گاندھی کو لے کر توڑیں وہ پھر اس کے مشورہ کے ایسے امیر عظیم کا نام کیجئے کہ بے مسلم ہو کر اس نے ان کو بے حکم
 کر کے ہندو ایک ہندو اس سے انگریزوں کو جو بے کر لہو میں دوسری پالیسی کے کامیابوں کا غفل ہوئی تو
 اس سے کہہ کر مسئلہ کو گاندھی نے لے لی مجھے کون۔

مسلمانوں نے دیکھا ہے کہ سب کو کھانے اور شادی کا اہتمام کرنا اور ان کے لیے کھانا اور شادی کا اہتمام کرنا
 اور ان کے لیے کھانا اور شادی کا اہتمام کرنا اور ان کے لیے کھانا اور شادی کا اہتمام کرنا اور ان کے لیے کھانا اور شادی کا اہتمام کرنا

ایک دن کے عشق ہے رونا ہے کیا

آج آجے دیکھنا ہوتا ہے کیا

کاش تو سب ہی سمجھتا اور ان کے اندر نہ ہو فرشتوں سے جہانگ ان کی قبولی تھا اس لیے کہ تم شفقت میں پڑو
 اور ان کے لیے کھانا اور شادی کا اہتمام کرنا اور ان کے لیے کھانا اور شادی کا اہتمام کرنا اور ان کے لیے کھانا اور شادی کا اہتمام کرنا

کب کے سوالات کے اصل حصہ کا جواب تو کھانا اور شادی کا اہتمام کرنا اور ان کے لیے کھانا اور شادی کا اہتمام کرنا اور ان کے لیے کھانا اور شادی کا اہتمام کرنا

اور ان کے لیے کھانا اور شادی کا اہتمام کرنا اور ان کے لیے کھانا اور شادی کا اہتمام کرنا اور ان کے لیے کھانا اور شادی کا اہتمام کرنا اور ان کے لیے کھانا اور شادی کا اہتمام کرنا

اور ان کے لیے کھانا اور شادی کا اہتمام کرنا اور ان کے لیے کھانا اور شادی کا اہتمام کرنا اور ان کے لیے کھانا اور شادی کا اہتمام کرنا اور ان کے لیے کھانا اور شادی کا اہتمام کرنا

اور ان کے لیے کھانا اور شادی کا اہتمام کرنا اور ان کے لیے کھانا اور شادی کا اہتمام کرنا اور ان کے لیے کھانا اور شادی کا اہتمام کرنا اور ان کے لیے کھانا اور شادی کا اہتمام کرنا

لے آئے ہیں آجے دیکھنا ہوتا ہے کیا اور ان کے لیے کھانا اور شادی کا اہتمام کرنا اور ان کے لیے کھانا اور شادی کا اہتمام کرنا اور ان کے لیے کھانا اور شادی کا اہتمام کرنا

نہ ہے کہ سوال عجیب ہے، نیز یہ بھی فرمائیں کہ اس فرض کی اہمیت اسلام میں کس درجہ کی ہے فتویٰ (استفتاء) تھا
 جناب کی خدمت میں بھیجا جا رہا ہے اس پر غور کیجئے (اور اگر خود علم نہ رکھتے ہوں تو انھیں لیا اور گاندھوی نکت کو
 دیکھ کر کہہ کر تحریر کریں) اور قرآن وحدیث نبوی سے اس کا شان نزول دیکھتے (یا وہ دیکھیں مگر قرآن عظیم سے
 شان نزول دیکھنا ہے عجیب) اور دیکھتے کہ آیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھا کجے علمائے مسلم بھروسہ
 لکھنے کو تحقیق شان رسالت اور لکھنے والے پر حکم کفر آیا ہے) نے ان آیات کو کیا سمجھا ان پر کس طور سے عمل
 کیا ہے اور اس سے کیا فوائد مرتب ہوئے کیا اب یہ آیات منسوخ ہیں یا اب شرک مشرک درجہ مسلمان ہو گئے
 کیا گاندھی اور اہل بیت کے لئے اور مدین مہدین والوی وغیرہ ان کو نہیں) یا ہمارے بھی کسی کوئی مفید سبق رکھتے ہیں
 اگر رکھتے ہیں تو کیا مسلمانوں (علماء) نے ان کی تبلیغ واضح طور پر فرمادی ہے اگر نہیں کی تو کیا اب کرنے کے لئے
 تیار ہیں یا نہیں اگر اب بھی تیار نہیں تو کیا اس آیت کے تحت میں آتے ہیں یا نہیں اَلَّذِينَ يَتَّبِعُونَكَ يَقُولُ بَلْ مُطِيعُوا
 وَنُحِيطُ بِمَا تَعْمَلُ..... وَاَنْتَ دَانِ بِمَا لَكَ اَلَمْ
 یست میں لکھا گیا ہے کہ انھیں رحمہم اگر آتے ہیں تو کہیں اب بھی خدا کا خوف نہیں کرتے اور کہیں اپنی
 ماتحت کو نائب ہو کر سنوا رہے ہیں نیز یہ بھی عرض ہے کہ اس بیچوی خود کیجئے یا لیا اور غور کریں) کہ ان آیات پر عمل
 نہ کرنے سے اسلام کو کس قدر نقصان پہنچ چکا ہے اور اگر آئندہ بھی عمل نہیں کیا گیا تو کس قدر نقصان پہنچے گا
 خدا کے لئے ہماری اس یاد دہانی سے قائمہ اٹھائیے اور شوق خدا کو راہ راست پر لائیے جس نے اپنا فرض ادا کر دیا
 ہے اور اب آپ سزا دہ لیا تھا، اپنا فرض ادا کریں۔ جو جواب آپ یاد دہ لیا تو ذکر اپنے ان سوالات کا دھرے بھی
 دیکھ جواب سمجھ لیں۔

میرا تاہم بات وہی ہے کہ ہر فرض بقدر قدرت و بشرط استطاعت ہے کہ یہ مذکورہ سوال میں خود بشرط
 سعی خود قرآن مجید سوال نہ ہوئی مگر آپ میں قوت واستطاعت ہے کہ ہم ان فرمائیے آپ کو کس لئے روکا
 کہ ہم فرمایا عرض محض بہ غرض غرضی اسلام و مسلمین اور ابتداء از نزول رب العالمین وحید رحیمہ علیہ السلام سے خدا
 ملا کے رہنے کے یا قریب یا سخت ناہرمین اور مخالفین ومعاذین کے اعتراضوں پر تاہم ان کے جواب کو قرآن سے
 ارشاد کہ تَنْتَظِرُ لِقَاءِ الْكَافِرِمْ مَعًا..... وَاعْلَمْ بِمَنْ هُوَ وَقَدْ عَلِمْتَهُ

سربراہ التفتیر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
 علیٰ آلہ وسلم
 حضرت امیر المومنین علیؑ

قتال علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے تم میں سب سے قریب سے میں۔ اور یہ اگرچہ خبر واحد سے لیکن جب کثرت
 البیہودہ صحت کی خبر مبنی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اس وقت جب کہ انصار و مہاجرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمعین میں
 ماموریت پر گفتگو تھیں تو میں فرمائی اول چاہتا تھا کہ امام انصار سے ہوا اور فریق عدم کی خواہش تھی کہ مہاجرین سے آخر
 اول نے کہا کہ ایک امام ہمارا نہیں ہے ہوا اور تمہارا کہ میں سے انصار پر محبت کے لئے روایت فرمایا اور اس پر
 کسی نے انکار نہ کیا انصار نے یہ ارشاد دیا کہ اگر آپ قرآن سے اسطاعت تم کیا وہ اصل پر چھوڑ دیا اپنا دعویٰ واپس لے لیا
 تو اس شرط قرینیت پر اجماع صحابہ ہو گیا اور اس میں امت کے کوئی بھی مخالف نہ ہوا اور حج اور چند مسئلہ نے
 خلاف کیا۔ اور امام کا ولایت مطلقہ کاملہ کا اہل بیہودہ شرط ہے یعنی مسلمان قرآن اقل بالغ ہو و مسلمان ہو کہ نہیں ہو سکتا
 کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر کافروں کو کوئی راہ نہ دی اور اگر آزاد ہو غلام نہ ہو اگر غلام ایک تو لے آئے گا کہ خدمت میں
 مشغول ہوگا (دوسرے) لوگوں کی نگاہ میں حقیر اور دم بھری کہ عورتیں مقل و دین میں مردوں سے کم ہوتی ہیں اور مقل
 بالغ ہو کہ بچہ اور اگر لڑکے ہیں اور انہوں نے تصرف فی مصالح اجماع سے قاصر ہیں اور شرط ہے کہ سیاست والا ہو یعنی ہوا
 مسلمان میں تصرف کا ملک ہو تفسیر احکام اور حفاظت دارالاسلام اور غلام کے مظلوم کا ہر لے لینے پر قادر ہو سکتی۔
 آج اس دور پر فتن میں جہاں اسلام پر اور چند در چند مصائب نازل ہیں۔ اختلاف و تشکیک و انحراف کی
 گرم ہزاری بھی ہے بلکہ یہ ساری مصیبتوں کی اصل الاصول ہے شرط قرینیت جس پر اجماع امت ہو چکا ہے
 اسے غیر ضروری اور بے کار ٹھہرا جائے اور اجماع صحابہ و اتفاق سائر ائمہ و اطباق صحیح علماء کو نہایت بے روی سے
 توڑا جائے کہ بے باوجود تصرفات علماء کی شرط قطعی ایمانی ہے مثلاً شروع موافقت و مقاصد ارشاد و معوا علیہ
 فساد و فلاح طاعنا علیہ الذہون ہاں شراط القرینۃ دیکھ کر بھی اگر ایک وچا ہوا اور دہانہ کا تاویلات سے کام
 لیٹنا چاہا جائے مثلاً کہ بھی کہا جائے کہ یہ حدیث عام نہیں خبر ہے جیسے القیاسی الاضمار۔ جیسے اس سے قضا
 انصافی میں مخصوص ہوتی ہو پس اس حدیث سے خلافت قریش میں۔

فقیر عرض کرتا ہے کہ یہ بھی کہ حدیث خبر ہے مگر کسی غیر قریشی خبر کہ جس کی بابت دوسری حدیث میں ارشاد
 ہوا انہوں نے خلاصہ صوفی القریب مافوق من الناس (یعنی) یہ امامت قریش ہی میں رہے گی جب تک سے
 انہوں میں سے دو جی رہیں کیا انصاف کے متعلق بھی کسی حدیث میں یہ ارشاد ہوا ہے کہ قضا
 انصافی میں رہے گی جب تک ان سے دو جی رہیں گے کہ بھی کہا جائے کہ علماء و ائمہ نے مسلمانوں کے لئے
 سے اس شرط کو خواہ مخواہ رد کیا ہے تاہم یہی یحییٰ سے اس کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔ یہ اجماع کا ثبوت مشکل

ملت تک رسد یہ پھر غلطیہ آئے اور وہیں تشریف رکھی سلطان محمد جامع کے امام مقرر ہوئے اور حضرت فاضل
سعدی پٹی برسرہ اللہ تعالیٰ کے دارالقرآن میں مدرس رہے اور شاگردوں میں وصال فرمایا دینی اللہ تعالیٰ عنہ وصالاً

عنا

اور اگر غنیہ ۱۲۹۳ھ سے پیشہ شری تصنیف ہو تو اگرچہ ان سلطان سلیم کے متعلق نہ بھی ذکر و تعلقانے عبا یہ کے
بعد سلطان سلیم عثمانی کے وقت تک بہت سی سلطنتیں ہوئیں اگر او کی سلطنت ہوئی اور ترکوں کی سلطنت ہوئی
جرا کہ یہ کی سلطنت ہوئی مگر جس کی کسی کے عہد میں غنیہ تصنیف ہوئی ہو اس کے متعلق ہے۔ مگر تقدیر کے آگے
نہے کہ کسی نے اس سے باز پرس نہ کی۔

اور مظاہر شامی نے تو غضب دہت کر دیا کہ خاص سلاطین ترک کا انقلاب مراحت سے فرمایا وہ المار
میں ہے۔ قد نکوت بالتغلب مع المایعة وهو الواقع فی سلاطین الزمان فصار مع الزجن
کہ زمان سرشار مان باذہ گاندھویت دیکھیں کہ ملایکی نہ ان میں اور ان کے قلم حق ہونے حق لکھنے سے کبھی نہیں کہتے
وہ اللہ واحد قیام اور اس کے رسول و انبیا کے مالک و عطا رطیہ الصلاۃ والسلام کے جو کسی سے خوف
نہیں کرتے مگر حکم ملامت و ملامت سے ملنے جی اپنے ہی احوال پر کرتا ہے قیاس انھیں اپنا سا جانتے ہوئے
خود خوشامد میں سمجھتا ہوئے کہ ان کے اللہ کے گھر کو ہر کہہ دے کہ سو نکات کی دہ گد بنا آئے۔ اس بعد علی ان
علم و تہذیب و ادب۔ ملایکی شان میں گستاخ نہ ہو۔ انھیں اپنے پر قیاس نہ کرو مولانا معنوی کے ارشاد سے

کار پا کلاں ما قیاس از خود گیر	گرچہ ماند روز نشین شیر و شیر
جلد عالم ز بسبب گراہ شد	کہ کسے ز یاد احق آگاہ شد
استیاد اودیدہ بیستہ نہ بود	نیک و بد و درود و شان یکساں بود
ہم سری با دنیا برداشت مند	اولی ما چو خود برداشت مند
گفت ایک ما بشیر و شال بشر	ما ویشاں بستہ خواہیم و غور
ایں ہمہ استندایشاں از معنی	ہست فرقتہ و ہماں بہت معنی

پر نظر رکھو اگر کام و ملامت عظام کی ہے ابوی کیل نہیں۔ آدمی کو کہاں سے کہاں پہونچا دیتی اور کیا سے کیا
جناوتی ہے۔ عزیزان ملت! ان لیا ذکر کو باوجود اعلیٰ سنت و جمالت و طہ و شہادت اس قید قطعی راہ کی
قرینت کو کھانے اور نماز کے حال اور مقرر کے چھندوں میں پھنسنے کی کیا حاجت ہے انھوں نے مسلمان

گوشت فقر کو دینے سے روکنا حرام ہے۔ الدلیل علی وجوب الاساقۃ منہا للصدق بحلیۃ لا ینحرج عن
 اللولبۃ ما التصدیق بفساد البطل الذی یفتحب حتی للولبۃ تصدق بہ ما ینام۔ زید بر قوب فرض ہے کسی
 نے اپنے اس قول میں کہ قرآنی کا ذکر ہو بلکہ کسی روپیہ جس سے قرآنی کو کئے غلاف میں لپیٹ کر انگوٹہ خدا کو بلا افتد
 میں دیدن دوسرے قرآنی کا ذکر نا جائز ہے۔ چار گناہ عظیم کے (۱) منہی عن المعروف (۲) امر منکر (۳) وکافہ
 کے فتویٰ دیانی شریعت کلامی اور شرع مقدس پر انکار اور حکم حدیث لعنت علیہ منکولات وارث کو اذہا کہ حدیث
 شب فرید بن اقی بعد علیہ لعنتہ منکولات و الخوف والارمن۔ وہ جب کہ بن عبد الرحمن بن مسعود
 بعد اللہ۔ دلیل ملاحظہ ہو کہ منقول ہے کہ کیونکہ امیر افغانستان و معاہداتان افغانستان نے اس بر فتویٰ
 سے دیا ہے کہ قرآنی کا ذکر گزرنے کی جاتے۔ اولاً وہ جو امیر صاحب کی طرف منسوب اشتہار شاہجہاں پور کے کسی
 ہندو نے طبع کر لیا ہے۔ وہ ہرگز نہیں صاحب کا نہیں۔ ان پر اور وہاں کے علماء پر بعض افتراء و عظیم بہتان ہے جبکہ
 قرآن عظیم میں صاف ارشاد ہے ان اللہ ہمارے خداوند ہوا جبر ہے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم کہتے
 تو کہ روئے اس سے مانع مسلمان آگاہ میں کوئی ایسا کی جاہل ہو گا جسے اس کا علم نہ ہو گا جس سنت سے ثابت کہ حضور
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرآنی کا ذکر فرمائی۔ تو ایک ایسے امر کو جو قرآن سے ثابت حدیث سے ثابت ہانڈی
 نہیں بلکہ سنوں اسے امیر صاحب ایدہ اللہ وضرہ خدا و ملا کہیے نا جائز فرما سکتے ہیں۔ ثانیاً بعض غلط
 صاحب کی اس جگہ بھی محبت شریعہ نہیں ماحول اللہ کے تمام کر سکتے اللہ کے ہاں انکر اللہ کے کسی کو
 جس میں رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ملا کہ فرمایا وہ ملا کہ ہے اور جسے انھوں نے حرام فرمایا وہ
 ہے۔ قول فرید بن ابی بول ہے اور اس پر عمل حرام حرام قرآنی کا و شہادۃ اللہ ہے۔ قال تعالیٰ والکذ
 و علیہم لعنتہ من شعاۃ اللہ مسلمانوں پر اس کا کرنا اور ہاں کرنا صاحب ہے و اللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب۔ (۱) اللہ کے رکاز کارکن تمکین فقیر ہے بے فقیر کو دینے اور ان کوئی دور عشا میں ہے و لا شفع
 الی مسجد بعد ما الغیبہ و حوالہ کنز و رکاز مسجد میں نہ صرف کیا جانے گا کہ تمکین فقیر نہیں اور وہ رکن ہے
 ترکوں میں جو فقرا بھول کر رکاز کا وہ نہ دیا جائے کہ وہ انھیں ان کی طرف سے دینے پر انکار
 ادا ہو جائے گی۔ خلافت کیسٹیل یا سوہا فندیش دینے سے اس کے یقین کا کوئی ذریعہ نہیں کہ وہ نہ رکاز و فقرو
 کو یہ ہو گا کہ روپیہ یہاں بھی صرف ہوتا ہے بلکہ بہت زیادہ وہی ہے جو یہاں رو جا گیا ہے۔ ایسی حالت میں
 یہ کیونکر یقین کیا جا سکتا ہے کہ رکاز کا وہ روپیہ جو حق فقرا و عداہ انھیں پہونچ گیا اور جب یقین نہیں تو لائے

نو کا وہ کام کہ کسی صحیح ہو سکتا ہے واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

حررہ الفقیر عبدہ الذنوب مصطفیٰ رضا

القادی النوری غفرلہ

۲۸ ذی الحجہ ۱۲۳۲ھ

الاجوبہ کہنا صحیحہ واللہ تعالیٰ اعلم۔ فقیر ابو العلامہ محمد علی عظمیٰ عفی عنہ

صح ابواب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ فقیر عبد الرحمن عفی عنہ

اصاب بن احباب۔ فقیر حسین رضا قادیانی قوری بریلوی

صح ابواب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ محمد شمس علی غفرلہ بریلوی

الاجوبہ کہنا صحیحہ۔ فقیر عبد الرضا محمد شمس علی قادیانی رضوی الشوی غفرلہ القوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابواب صواب والحبیب شایب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ فقیر اولاد رسول محمدیای قادیانی برکاتی ادبی علی غفرلہ

الاجوبہ کہنا صحیحہ وحبیبہ امیصیبت۔ فقیر عبد الرضا محمد طاهر الرضوی السہرانی غفرلہ اللہ الصمد

ہذا الجوابات کہنا صحیحہ وحبیبہ امیصیبت۔ حررہ العبد الفقیر ابو سراج عبد الحق رضوی عفی عنہ تلمیذ مولانا الفضل
اولاد المولوی محمد رمی احمد غفرلہ اللہ العلی

فی الواقع مسائل مستفسرہ میں حضرت فاضل جلیل عالم زبیل مدظلہ العالی نے جو تحقیق اذیق فرمائی ہے وہ
تمام ان بحثوں کو ختم کرتی ہے جن پر وہ حاضر میں تلاطم مچا ہوا ہے بحال بات صحیح و صواب میں غلط و الحبیب فقط
فقیر محمد طویل غفرلہ بریلوی حبیب ریاست بہاول پور۔

جہاںات صحیح ہیں۔ عمر نعیمی

۵۸۶۔ جزی اللہ القریب المحیب الفاضل المحیب اللیب خیر العباد ویشب فلفندہ جاد فہم افادہ و

اصاب فیہما امداد فی اللہ سبحانہ اعلم وعلیٰ عن اسمہ افقن واحکم۔

کت

العبد المقدم بکمل الشکر المتین

محمد نسیم الدین عفا اللہ عنہ

مسئلہ۔ اس وقت کثرت سے لوگ ایسے ہیں جو ملامت سے خارج ہیں کہ ان کے فعل ناجائز چشم دید سے شاہدین دکھا دیتے تھے۔ مگر یہ لوگ نہ امامت نہ کنا چھوڑتے ہیں اور نہ فعل ناجائز سے توبہ کرتے ہیں تو اس پر زیادہ ایسے اماموں کے پیچھے نماز جماعت نہیں پڑھتا۔ تو دیکھو دیکھو کہتے ہیں کہ ہم جماعت کا ٹولہ کیوں پھوٹیں کہ ناجائز کام کرنے والے اماموں کی کثرت ہے۔ اور نہ یہ کہتا ہے کہ یہی نہیں ہم تو ایسے خارج الشرع اماموں کے پیچھے نماز جماعت جمعہ بھی نہ پڑھیں۔ مطابق امام مقبول شرع و ورثے پر ہم نہ جاسکیں تو جمعہ کی نماز جمعہ ظہر کی اذا کر لیتے ہیں۔ لہذا اس صورت میں نزدیک گزار ہوتا ہے؟ اور غرض دیکھو دیکھو کہ احوال صحیح ہیں؟ سینا تو خدا۔

الجواب۔ یہ نہیں کہ امام معصوم ہو۔ امام فاسق معطل نہ ہو۔ فاسق معطل کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اور جمعہ کی نماز تو بے جماعت ہو ہی نہیں سکتی۔ اس کا امام اگر فاسق معطل بھی ہو اور کسی غیر فاسق معطل کے پیچھے نماز جمعہ نہ مل سکے تو اسی فاسق معطل کے پیچھے نماز پڑھنا لازم جمعہ کا ترک حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم!



سَيْفُ الْجَبَّارِ عَلَى كُفْرٍ زَمِينِدَار

الْقِسْوَرَةُ عَلَى إِذْوَارِ الْحُمِّ الْكَفَّةِ

۴۳ ————— ۱۳ هـ

ظفر علی رمتہ من کفر

۶۱۹ — ۲۵

ترجمہ

حضرت مولانا محمد حنیف خاں صاحب رضوی بریلوی

صدر المدینہ جامعہ نوریہ رضویہ باقر گنج بریلی شریف



عرض مترجم

سیدی و مرشدی حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ العزیز کا یہ فتویٰ اب سے تقریباً پچاس سال قبل انہیں
حنب الاضافہ لاہور کی جانب سے طبع ہوا تھا۔ بعد ازاں ایسا باب ہوا کہ اس کتاب کا مذکر سرکار مفتی اعظم ہند کے
تقاضیغ میں اب تک کسی مقام پر میری نظر سے نہیں گذر سکا بلکہ داری فرماں حضرت علامہ مین الدین صاحب قدس
امر موی علیہ الرحمہ کی نظر سے تقریباً تین سال قبل جب پہلی مرتبہ گذرنا تو انھوں نے بھی یہی فرمایا کہ میں نے بھی اب تک
حضرت کا یہ رسالہ نہیں دیکھا تھا۔ حالانکہ حضور مفتی اعظم ہند کی صحبت میں وہ ایک طویل عرصہ تک بریلی شریف میں
قیام پذیر رہے۔

مجھے بھی یہ رسالہ مطبوعہ تو نہیں مل سکا۔ البتہ جب محترم فاضل جلیل حضرت مولانا سید شاہد علی صاحب
رضوی دام پوری شیخ الحرمی رحمۃ الاسلامیہ دام پور نے فوٹو اسٹیٹ فیکٹری سے فرمایا جس پر ان کا شکریہ ادا ہوں
رسالہ اپنی کتابت و طباعت کے اعتبار سے قدیم طرز پر تصانیات و ماورائے اود و غیر عربی عبارت کا ترجمہ بھی نہیں تھا۔
میں نے اس کو نقل کیا اور پھر تمام عربی عبارات کا ترجمہ بھی کیا۔ آیات کا ترجمہ کو کثیر الامکان سے ہی نقل کیا۔ اور دیگر
عبارات کا ترجمہ خود کیا۔ اس طرح ترتیب جدید کے ساتھ یہ قارئین کو دیا ہوں جہاں کوئی غامی دیکھیں وہ اسی حیر
سراں تفسیر کی جانب منسوب کرتے ہوئے مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اسے درست کر دیا جائے۔ حضرت کا قلم اس
سے پاک ہے۔ چند آیات کا ترجمہ حضرت نے خود فرمایا ہے اس لئے ہر جگہ کثیر الامکان سے مطابقت بھی ضرور کی
جہیں۔

موفق تعالیٰ میری اس خدمت کو قبول فرمائے۔ آمین بجاہد البقی المکرم علیہ الصلاۃ والسلام۔
محمد حنیف خاں رضوی بریلوی
۱۰ صفر المظفر ۱۴۱۸ھ

دوسری طرف دیوبندی فتنہ کھڑا ہوتا ہے اور اللہ و رسول کی غفلت پر ناپاک عمل کرتا ہے۔ تیسری طرف نجدی مرتد ٹھکتا ہے۔ وہ معاذ اللہ تمام قرآن و حدیث کو باطل کر دیتا ہے۔ ایک گوشے کے پڑاوی فقیہت پر مدام ہوتا ہے اور وہ حضرت کے نائب اعظم خلیفہ مطلق و مطلقاً مہدی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو محض ایک ڈاکے کے برابر بنا کر ان کی تائید کر کے باطل بھڑکتا ہے۔ ایک سمت سے راضی فرقہ خارج ہوتا ہے اور قرآن عظیم کو ناقص مانتا ہے۔ چہرہ لیاہن علیہ السلام کو خائن بتاتا ہے اور کلام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو سب و شکم کرتا ہے۔ ایک طرف فرقہ ضالک نمودار ہوتا ہے اور ہر کلمہ گو بد مذہبوں مرتدوں کے ساتھ اتحاد و اتفاق کو فرض قطعی بلکہ ایمان بتاتا ہے۔ مرتدین و مبتدعین کے رد کو خدا اور رسول کی لہانت کرتا ہے۔ ایک طرف نجدی فتنہ رونما ہوتا ہے اور تمام اہل اسلام و مقلدین احمد اربعہ و متوسلین انبیاء اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام و دینی اللہ تعالیٰ کو کافر و مشرک قرار دے کر واجب النکاح مباح الدم کہتا ہے۔ ایک طرف سے گاندھویہ غلط فہمی کہتا ہے جس نے ان سب بد مذہبوں کو گاندھویشیز شریکین کو اپنے اندر داخل کر کے مل الاعلان دھوکے کر دیا کہ جو اس میں شریک نہ ہو مسلمان نہیں۔

پس اس پر حق نہ نہیں تو گول کو اپنا ایمان محفوظ رکھنا اور ان فتنوں سے بچنا انہیں دشوار ہے مگر جو بیکوہتم الرسول ہادی السبل سید النسل سید المولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بھی ارشاد ہے کہ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا تمام اہل باطل پر اس کو غلبہ حاصل ہو گا۔ خدا تعالیٰ اس نے اپنے فضل سے اس فرمان کا مصداق علما کے اہلسنت علیہم السلام اللہ تعالیٰ کو نکالنا انھوں نے اپنی بہان اپنی زبان و قلم و قدم و دھڑ سے دین حق کی تائید کی اور تمام بد مذہبوں کی سعی الاسلام بذریعہ تحریر و تقریر بکلی فرمائی اور اللہ تعالیٰ اس کی خدمت و حق میں مشغول و منہمک رہا اور مولیٰ سبحانہ تعالیٰ نے اپنے محبوب و مخلص صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدمے میں انھیں سر نہ لگایا اور کامیابی عطا فرمائی۔ غلامہ اللہ علی ذلالت۔ مگر یہ فتنہ پیدا ہوتے ہی اچھے ان کے بعد ایک بارہ فتنہ اور نکلا جو اپنے مرتدوں سے زیادہ شہ و جہ و عرش ہے یعنی فرقہ کہار یہ (مذہب غلطیہ)۔ ساتویں فتنہ میں مرکزی انجمن حسب الاحناف چمکا ہوا ہونے کے ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا اور بد مذہبستان و منہمک و منہمک و غیر وہادہ مختلفہ کے علما کے کرام و موقرہ و عظام کو دعوت دی اور خداوند کریم ان فتنوں کی ملت کو سلامت بکرامت زندہ رکھے کہ تکلیف سزاوار فرمائی اور سوائے ان کے قریب تشریف لے آئے۔

اصل مقصد انصاف و یکساہی کا یہ تھا کہ گذشتہ چند سال سے سیاسی تحریکات کی توجہ جیوں نے سطح اسلام پر جو خس و غاشاک پھیلا دی تھیں انھیں صاف کر کے جانے کفر و اسلام کی جماعت کی سے جو حق و باطل میں امتیاز

ملا بہا بہا اس کی روک تھام کی جائے۔ اور احقاق حق اور باطل باطل کر کے اپنے حق پہ شریعتوں
 کو غیر فرضی مطلب پرست اور عباد دنیا دار کام کے لئے اپنی حقانیت کی بنا پر پھیل جائے۔ الحمد للہ کہ علمائے کرام
 نے جو مواضع مسئلہ پر لکھے ان کا ہر خواہ اثر ہوا حق کے خالصین کو بھی اعتراضات کی بنا پر ایلرہ خیر الاحناف میں مالک
 شہید زین الدار کی وفات پر جو بلا خلافات کے کام سے ہر جگہ خلافات میں بار بار شائع ہوئی اور وہی نظر بعنوان فیصلہ کفر
 و اسلام پر جون ۱۹۲۵ء کے اخبار زمیندار میں دوبارہ چھپی، دوران و عطفاس نظم کے اشعار کو فریاد مند جو برسرا ہوا
 کا ذکر لکھ لیا اتفاق علمائے کرام نے ان اشعار کو کفر پر بتایا اس کے قائل و قائل کو کفر خارج انہما سلام فرمایا مگر کفر
 کی بات تو جوں کے تو جوں کے لیکن وہ کوئی طوطی نہیں اسلام کے عالم نہیں ہیں۔ عالم ہونا تو اہدات ہے موم و ملاق کے
 مسائل بھی بخوبی معلوم نہ ہوں گے۔ لہذا اگر ان سے شاعرانہ پرواز میں کوئی شری فریادداشت ہوئی تھی تو
 کوئی عجب نہ تھا اس کا انسان علاج بھی تھا کہ علمائے کرام کے حضور حاضر ہوتے اور اپنی غلطی کا اعتراف کرتے
 اور حکم شریعت سے رجوع کئے تاہم دستغفر ہوتے اور جس طرح اشعار شائع ہوئے تھے ویسے ہی کہہ دیتے
 انشاء اللہ کہ جس نے جو کہتا ہے اس کے وہ علمائے کرام و مفتیان مقام کو سب دشمن اور ناپاک اور مکش ہوجائیں
 جسے کہتے تھے کہ ان کے کالم کے کالم علمائے کرام کی توہین و تحقیر میں یہاں کہتے اور طرح طرح کے بہتان
 بندی اور افتراء بازی میں مشغول ہوجاتے۔ خصوصاً حضرت سربراہ برکت میر تقی میری قبیلہ و کبر قدر قدس السلام
 قید الدارین بھی راستہ قانع اللہ حضور بر نور اللہ مولوی سید ابو محمد محمد علی شاہ صاحب خطیب سہد
 وزیر خزان کی شان والا ہیں وہ وہ گستاخیاں مکش سرخیاں کہیں کہ مسلم کو سکر کفار و مشرکین بھی مشرک تھے۔
 خیال تھا کہ دنیا سے اسلام کی ملامت سے ناخبر ہو جاتے اور اپنے کفریات سے توبہ کرتے و شہرہ
 اور بہتان بندی اور افتراء بازی سے باز آجاتے۔ یہ خیال غلط نکلا اور بجائے اس کے وہ اپنے غری و من غلہ
 نہادان حقوٹا مسعود سے ہاتھ پر ہے۔ الجس وہیل الی الجس۔ یہ کابل ملحق ہو گیا کہ جو جب فوجی و ملحق
 ملا وطن حبیب الرحمن علیہ وسلم اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ جس قدر وہ من اللہ و من اللہ سے نکل جاتیں گے اللہ
 من اللہ سے جسے شہر کا ہے بار ہو جائے۔ شہر احمد و دین پیر و دین میں واپس نہ لوں گے چنانچہ مشرکین
 کفر کے اشغال میں ہے ابھی تک کوئی توبہ نامہ شائع نہیں ہوا بلکہ گراہی و بے دینی کے مضمون اشاعت یا
 ہے مگر ہم نے باوجود تمام تر کائناتوں کے اس وقت کوئی کفریہ اشاعت کو مٹوئی رکھا لیکن بعض اجنبی
 ابھی تک زمیندار کی غلط بیانی اور بہتان بندی کا اثر باقی ہے پس اس غلط آدمی کے دور کرنے کی فرض ہے

اسلمہ انجن کی خواہش پر وہ مستحق تھی مگر زمیندار مس تصدیقات جموہور علمائے ہندوستان و پنجاب و سندھ
و کراچی وغیرہ نقل و مطالبہ اصل رسالہ کی صورت میں اہدیہ تیار نہیں کر سکتے تھے یہ اب وہ لوگ جو آفتاب حق و
ہدایت کے چھوٹے آنکھیں بند کر کے بلا تامل کہہ دیا کرتے تھے کہ ہر ملی اور مسیحی و ہندوستان لاہور سے مسلمانوں پر
کفر کے فتوے لکھتے ہیں ان کے پاس کفر کی شین ہے سب کو کافر بتاتے ہیں۔ انکھیں کھولیں اور شہر بصیرت
و نور ایمان سے اس رسالہ بار بار کو نظر انصاف ملاحظہ کریں کہ یہ صرف علمائے بریلی اور حضرت مجدد الملوک علیہ السلام
العالی جی تکفیر فرما رہے ہیں یا تمام ہندوستان و پنجاب اور سندھ کے سنی و حنفی علمائے کرام۔

آخر میں اپنے خالص و مخلص ناواقف بھولے بھالے مسلمان بھائیوں سے یا وہ اب اتنا کٹا ہوں کہ وہ ایک
دفعہ اول سے آخر تک حرف بحرف نظر انصاف اس رسالہ کو ملاحظہ فرمائیں دوسروں کو سنائیں متروکین کو دکھائیں
حق یہ ہے کہ اور انصاف کو کام میں لائیں اللہ و رسول و قرآن کی عظمت و حرمت کو سامنے رکھ کر کہنے ایمان سے قوی
لیں انشاء اللہ تعالیٰ حق واضح اور عیاں ہے یہ سہ ماہی اپنے فرض سے بیک دوش ہوئے انبیاء حق و ابطال باطل
کر دیا تمام حجت ہو چکی خواہ آپ لوگ خوش ہوں یا ناخوش اللہ و رسول شہل جلال و صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشنودی
مطلوب ہے۔ محض مخالفہ اللہ و فصحاء المسلمین شائع کیا گیا ہے احمد مدظلہ و اذین خود بینی و مبارک و مبارک
جنگ و بدل سے اس میں تعلق نہیں۔ ہاں اس ضرور ہے الحاق سنی حقیقات کو خودی لگتی ہے کسی نے کیا خوب
کہا ہے۔

دکھتی ہوئی آنکھوں کو بالکل سب سے سوچ

یہ باتوں کو برا لگتا ہے پانی

(شیر فیض ابوالبرکات)

استفتاء

حاصلہ اذ صلیا وسلم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اشعار ذیل کے بارے میں کہ آیا یہ اشعار شرعاً درست ہیں یا خلاف شرع ہیں۔ در صورت ثانی شاعر کا کیا حکم ہے۔ ہمارے دیہات کے ملازم کام فرماتے ہیں کہ ان اشعار کو غرضاً کہہ دیا جائے اور نقل پر محمد و اسلام اور محمدی نکاح لازم اور اس طرح ان اشعار کی شاعت عام ہوئی اسی طرح توبہ بند کی اشاعت سنگی واجب ہے۔

بعض اشعار کا خیال ہے کہ ان اشعار کا مفہوم کفر نہیں ہے پس جتنا اب تک خدمت میں گذشت ہے کہ شاید ذیل کے مفہام پر غور فرما کر جو کچھ شرع شریف مولے دلائل فقہیہ سے غرضیں ہوواں میر فرما کر شد ذیل پر حتیٰ الوسع حلہ دیں اور فرمائیں کہ اسباب کے واسطے کثرت ماضیہ خدمت ہے، والسلام

اشعار یہ ہیں

یہ ہے اس پر خدا کا چلا نہیں تھا ابو	مگر ہم اس نیت کا فر کو رام کر لیں گے
بکارتے کہہ خدا کج کل ہے لندن میں	وہیں یہ پورے شمع کے رام اس سے کلا کر لیں گے
جو مولوی نے گاتو مالوی ہی سہی	خدا خدا کہ سہی رام رام کر لیں گے

یہ ہونا حقہ جروا

محمد الدین کا تھہر چٹ ناٹبہ ناٹم حزب الامانات لاہور

الجواب۔ اللہم حدیث الحق والحق صاحبہ رحمۃ اللہ علیہ انی استوفیتہ ومن حقہ لکاتب النجیۃ والکونین

ترتیب ان کے یہ ہے کہ یہ اشعار درست ہیں یا خلاف شرع کہ دینے والے سے ناک صاف کرنا بھی درست نہیں سمجھیں ہاتھ پہلے ایساں قدم رکھنا بھی درست نہیں سمجھتے آتے پہلے دہنا قدم نکالنا بھی درست نہیں سمجھیں ایسے قدم سے چلنا جس سے آواز پیدا ہو دھمک چڑھی گی خلاف شرع ہے۔ سمجھیں

نہ سے بولنا بھی خلاف شرع ہے مطلقاً غصے سے نہ سنا بھی خلاف شرع ہے۔ اسے برادر دینی یہ بوجھ کہے
 انھیں واضح کلمات میں جن میں شائبہ بھی ایمان کا نہیں۔ اور ایمان کے کفر ہونے کا وہ ان کے قائل و قائل
 کے کفر ہونے میں شک کرے اس کا کیا حکم ہے، بلکہ درحقیقت بات تو یوحیٰ کی یہ بھی نہیں کہ ہر مسلمان جانتا
 ہے کہ یہ قطعاً کفر نہیں بلکہ ایمان کا ایک حصہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ان اشعار کا قائل و قائل کا فرما ہوا اس
 کے کفر و متحق مذہب ہونے میں ادنیٰ شک کرے وہ بھی اسی کا ساتھی و شاد در و غار و غیرہ معتدات اسفار میں
 ملے شہادت کی ضرورت و مدارجہ فقہ کفر

شعرا و مل کے دونوں مصرع کفر خاص ہیں پہلے میں صاف تصریح کی کہ اس بیت پر خدا کا قائل نہ ہوا یہ
 انشراح و جبل کی کھلی توہین اور اس کی قدرت عظیمہ کا ملکہ کریم اللہ علیٰ نبی و دہر کا رد و انکار ہے کہ ایک
 شئی ایسی بھی ہے جس پر خدا کو قدرت نہیں اور اس پر اس کا قائل نہیں۔ اور وہ اس سے عاجز نہا۔

تَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ وَاللَّهُ أَكْبَرُ
 انشراح و جبل کی تمام باتوں سے سزاوارک ہے جن کو کلام
 وَلَا تَخْضَعُوا لِلْإِنْسَانِ وَاللَّهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ
 کہتے ہیں۔

یہ سرے سے الوہیت کا انکار ہوا کہ جو عاجز ہو خدا نہیں ہو سکتا تو مصرع غیبش لہجہ کے قائل نے الوہیت کی
 کا حقیقتاً رد و ابطال کیا۔ تو بے شک وہ اور جو اسے قبول کرے وہ ہر مسلمان کے نزدیک کافر ہو جائے گا کفر نہ
 جانے یا اس کے کفر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر کہ پہلے نے کفر کو کفر نہ تھا۔ الوہیت کی انکار اگر کفر نہ
 تھا تو اور کیا کفر ہوگا۔ ایمان کو ایمان جیسا ایمان ضروری ہے تو یہی کفر کو ماننا۔ جو کفر کو کفر نہ جانے گا وہ ایمان کو کیسا
 جانے گا کہ

الایمان یقرب باخذ اذھا۔
 جو یہ اپنی ضدوں سے بھلائی جاتی ہیں۔

انہما ردی کی قدر کیا جائے گا۔ اور دوسرے نے شک کیا۔ اور کفر کے کفر ہونے کی تصدیق ضروری ہے
 تو شک اور ایمان میں نہیں ہو سکتے کہ تصدیق ہی کا نام ایمان ہے اور وہ بحالت شک ناممکن۔ اور دوسرے
 مصرع میں جبرائیل اپنے آپ کو خدا سے زائد قدرت والا بنایا۔ تو اس کا مرتبہ گھٹایا اور اپنا مرتبہ اس سے بڑھایا۔ ہر
 مسلمان جانتا ہے کہ یہ کتنا غیبت و کفر طعون ہوا۔ اس دوسرے مصرع میں اپنی الوہیت کا اثبات کیا پہلے
 مصرع میں خدا کی الوہیت سے اسی نے انکار کیا تھا نظر ہے کہ مطلب یہ ہوا کہ لوگ جسے خدا کہتے ہیں اور
 ایک ایک تہ بہت عظیم مانتے ہیں اور اسے ہر شئی پر قادر جانتے ہیں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ ایک چیز ایسی ہے کہ

سے وہ عاجز ہوا وہ اسے اپنی قدرت سے دبا کر ہانک کر اس کا اس پر قابو نہ لیا۔ تو وہ خدا نہ ہو کہ خدا عاجز نہیں ہوتا
اور ہم اس چیز کو بھی رام کر لیں گے جس پر لوگوں کے خدا کا قابو نہ چل سکا اور جس سے وہ عاجز ہوا کسی طرح اسے علم
نہ کر سکا۔ تو ہم ہر شے پر قادر ہوتے تو ہم خدا ہوتے نہ کہ وہ عاجز ہے لوگوں نے تمنا کیا الیاء والحمد للہ سبحانہ
تعالیٰ کیا کوئی مسلمان اس کے کفر و طعون میں ادنیٰ شک لائے گا یہ شک ہر مسلمان کے گمراہی کا سبب ہے یا کفر
ہے اور اس کا قائل و قائل کا فر ہے

یونہی اس کا وہ دوسرا شریک نہیں کہ نہ نالہ ہے مسلمانوں کا دین مقدس اسلام اللہ کو ہم دیر سنا ہے
پاک بنا ہے۔ یہ مکان ہم کیسے کے لئے مخصوص ہے تو اللہ تعالیٰ مکان سے پاک ہے وہ مجبور نہیں نیز مکان
حق ہے وہ خالق ہے مکان حادث ہے وہ قدیم ہے یہ مکان ہم کو عطا ہوا ہے اور اللہ اس سے پاک
ہے کہ کوئی شے اس کا احاطہ کرے وہ اسے علم و قدرت سے ہر شے کو محیط ہے۔

تکلف بسک شیعہ محیط اور چرخہ حضرت تعالیٰ کا کلام ہے۔

اور شاعری کہ خدا کا مکان بنا ہے تو خدا کو ہم ہانک رہے اور ان کے کلام سے محیط ہوتا ہے جب تک کہ ہم
کلمہ حق کہہ نہیں نہیں اللہ میں ہے یہ ایک دواہل اسلام کے نزدیک کلام ہے اللہ رسول کے کلام
کا ہے یا وہ کہ مسلمان کہہ منظر کو بلکہ ہر مومن کو اس کے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ملک میں ہے اللہ کے لئے
مگر جو کہ منظر کو بلکہ مسلمان اور اللہ تبارک و تعالیٰ کو اس کا مکتبہ لائے ان کے نزدیک کافر ہے۔ یونہی
ہر مومن و مومن سے بھی پاک ہے کہ نہ انہی حادث و مخلوق ہے اور یوں بھی کہ اس کے منظر سے اللہ کو
نہ جلا کہہ مقدس کی توہین کی مگر جو یہ کہہ کی ایسی شدید توہین و تحقیر کہ جیسا کہ ایسے سے اس کی کبر
کلمہ ہے۔

اس جیسی غلطی کی کیا تندر و تندر

ما علی مثلہ بعد المصداق

یہاں اس احتمال کی بھی گمانش نہیں کہ مکان سے اس کے ہماری عقلی مراد ہوں اگرچہ اس طور پر بھی
یہ امکان درست نہ رہتا مگر اس شہروں کا تیسرا اور ایک میں خدا کا وجود نہ تھا اور وہ اللہ تعالیٰ
کا اس اسمان کو جس کے کلام کا احاطہ کر سکتا ہے۔ یونہی اس کا تیسرا شریک تھا اور اللہ تعالیٰ
جس کا اسم یہ ہے کہ مولوی و مولوی اس کے نزدیک بلکہ میں خدا اور ایک میں کفر و اسلام میں کفر و فرقہ
و لاجور ولا حقہ الا اللہ العلی العظیم۔

اس کے نزدیک خدا خدا نہ کیا رام رام کر لیا بات ایک ہی۔ ہے حاصل وہی ہے۔ حالانکہ ہرگز خدا رام نہیں اور ہرگز رام خدا نہیں۔

مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَوًا كَبِيرًا مَخْنُوعًا
 اللَّهُ عَمَّا يَصِفُونَ - جَنَّاتُ النَّارِ عَمَّا يَشْرِكُونَ -
 مشرکین کا مذہب نامہند ہے کہ خدا ہر چیز میں رہا ہوا سراسریت و حلول کئے ہوئے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ
 نے اور مخلوق کو جسے پاک ہے۔ مشرک خدا کو اپنے اسی عقیدہ غیبی کی بنا پر رام کہتے ہیں۔ تو خدا کو رام کہنا
 ہوا اور خدا خدا کرنا عبادت اور کفر کو عبادت جاننا کفر اور نہ کسی فرض کیجئے کہ وہ رام کے معنی میں سمجھا جائے۔
 جسے ہمارا خدا وہ نہیں جو ہر وہ ہے جسے وہ نامہند خدا ہے جسے مشرکین نے خدا سمجھ لیا ہے۔ قرآن مجید اس پر شاہد ہے۔
 اور فرماتا ہے۔

قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ لَا تَعْبُدُوا مَا تَعْبُدُونَ وَلَا
 أَنْتُمْ تَعْبُدُونَ وَلَا تَعْبُدُوا مَا تَعْبُدُونَ وَلَا
 تَعْبُدُوا مَا تَعْبُدُونَ - (پہ ۳۳) -
 تم خدا اسے کافر رہا نہیں جو تم کہتے ہو اور تم اس کی عبادت
 کرتے رہے جو تم کی عبادت میں کیا ہوا اور نہ تم اسے عبادت
 کیے کا کہتے ہو اور نہ وہ عبادت جو تم کی عبادت میں کیا ہوا۔

اور انھوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسا کہ اس کا حق تھا۔
 تو معلوم ہوا کہ اللہ وہ نہیں جو کفار کا مذہب عام ہے اور جسے وہ رام رام سے پکارتے ہیں۔ تو ظاہر ہوا کہ مسلمانوں
 کا خدا خدا کرنا اور کفار کا رام رام کہنا ہرگز ایک نہیں ہو سکتا۔ اور کفار کے رام رام جسے تو خدا کی یاد دلاتا ہے۔ شک الہاد
 ہوا اور مشرکین میں ان کا مذہب جو ہمارے کو تو دیکھو کہ خدا خدا نہ کہی رام رام کر لیں گے کہ مسلمانوں اور ان کے شیعوں
 کو یہ پوچھنے کے ساتھ ساتھ ان کے معبود و رب کی کاترک اور مشرکین میں گھٹنے کے لئے ان کے معبود باطل کا انتہا
 ہے اور نہ ترک اور اختیار و قبول کفر میں، والیسا یہ اللہ تعالیٰ کیسے اغضب کلمہ ہے۔ جو ہر کوئی نہ سنے گا تو
 ہی کہی، البتہ ہر کوئی نہ سنے گا تو وہ بد نصیب ہو توئی کے خدا کی کو پھر خود گے گا اور مشرکین کے طاغوت، مالوی کو
 اختیار کرنے کا اور مالوی کے خدا کو پوچھنے کے گا۔ خدا کی اصافیت چاہے وہ کسی صحیح لفظ ہی سے تعبیر کیا گیا ہو
 رام رام تو لفظ بھی صحیح اعلیٰ ہے مگر خدا اور اڈ اور معبود و رب وغیرہ سے تعبیر کر کے اسے حق کی طرف اصافیت
 کرنے کو اس نے الہی اور باطل کی طرف اصافیت ہو تو الہ باطل مراد ہوتا ہے جسے حق تبارک و تعالیٰ ایمان

جس کا امتنا فرمایا جس کی نشانی صحابہ کی عرض پر مامنا علیہ واصحابی۔ اور اشارہ ہوئے یعنی وہ فرقہ راہبست (ہجرات) راہ حق کا متبع ہے جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وحشی اللہ تعالیٰ منہم۔ اور ان نیاچہ خدا را اللہ تعالیٰ فی الدنیا والاخرتہ کے نزدیک وہ سارے باطل فرستے بھیجے مکے مسلمان ہیں کوئی کافر نہیں سب بالیمان ہیں ہماری نہیں ناجی از شر ان ہیں کہ عباد الرحمن ہیں۔ دیوبندی ہوں وہابی ہوں قادیانی ہوں۔ اپنی ہوں۔ رافضی ہوں ہندی ہوں۔ خودیہ پجری ہوں۔ اندوی ہوں۔ چکرا لوی ہوں، گاندھوی ہوں، غرض ہر بنام کھنڈن اسلام سے جو بھی ہوں جتنے متبعین شیطان ہیں ان کے نزدیک سب مسلمان ہیں۔ دلا حول ولا حورۃ ۱۶۱ خدا اللہ العظیم جو خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے وہ بھی ان کے نزدیک مسلمان ہے اور جو حال چاہے وہ بھی۔ جو بدعت تصریح کرے کہ وہ قوس کذب کے معنی درست ہو گئے یعنی معانی اللہ جھوٹ بول چکا وہ بھی ان کے خیال میں مسلمان ہے اور ایسے کو کافر جانے وہ بھی جو یہ کہے کہ قرآن ناقص ہے وہ بھی اور جو کلمہ۔

بیشمار نے انکار کیا ہے بقرآن اصحاب کرام خود اس کے پیچھے ہیں۔

اور

لَا تَقْبَلُوا لَهُ جَلالاً یُنْفِیْ عَنْ ذَکُوْرٍ لَّکُمْ خَلْقٌ (صحیح ۱۸) باطل کو اس کی طرف راہ نہیں اس کے لئے سے اس کے پیچھے ہے۔ اسے دخل بشری سے محفوظ ماننے اور کامل جاننے اور اس شخص کہنے والوں کی تکفیر کرے وہ بھی۔ جو یہ کہے کہ جہل و ظلم و جور و شراب خوری سے معاف نہ کی جاسکتی ہے کہ جو مقدور العبد ہے وہ مقدور اللہ ہے یعنی معاذ اللہ صاف کہ اللہ عزوجل ایک کذاب ہی نہیں ان عیوب پر بھی قادر ہے اور ان سے بھی طوط ہو سکتا ہے وہ بھی اور جو اللہ عزوجل کو ہر عیب سے پاک جانے اور کسی عیب سے طوط ہوئے کو نہ جانے خدا کی الوہیت کو باطلت ٹھہرا جانے اور اس پر اس قابل کی تکفیر کرے وہ بھی۔ جو یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبوت تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لئے بھی بھیجی جبریل علیہ الصلاۃ والسلام علی سے حضور کو دے گئے وہ بھی اور جو حضور کی تعقیص حضرت جبریل کی تو ہیں اور اللہ عزوجل پر ناپاک اقترا حضرت جبریل پر گناہ بہت ان جانے اور قائل کو کافر جانے وہ بھی۔ جو حضرت موسیٰ علی و حضرت فاطمہ زہرا علیہما السلام کو یحییٰ یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں کو نبی ماننے اور انہیں انبیاء کرام سے افضل جانے کو کفر مانتے اور ایسے کو کافر جانے اور کسی غیر نبی کو نبی سے افضل ہونے کو محال جانے وہ بھی۔ جو اللہ عزوجل کے جناب رب رب ذوالجلال کے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دے حضور کے علم عظیم کو شیطان از جسم کے علم سے گھٹائے حضور کے علم کو ہر کسی بلکہ ہر جنوں بلکہ ہر جن جنات و بہائم کے علم سے

ایک تشبیہ سے جو کہانے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میں اشرف علی سہول اللہ کے لئے حضرت
 میں کہانے نام نامی دام گامی حضرت رسالت بنامی صلی علیہ وسلم علیہ السلام اشرف علی سہول اللہ کے لئے کہ جسے جو
 کے کہ حضور کو تو دیوانے کے جیسے کہ بھی خبر نہ مآذ اللہ حضور کو اپنے خاتمہ کا بھی حال معلوم تھا۔ جو کہ مآذ اللہ
 حضور پر کشتی میں مل گئے۔ جہانگیر کو چوتھے ہمارے زیادہ ذلیل بہانے انہوں نے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک
 خیال کیا کہ اپنے کو اپنے گھر کے گاؤں کے خیال میں وہ بے ہوش سے باز چہا ہر تیرا نے وہ بھی۔ اور جو ان تمام
 نبیوں اسخت شہیدہ کفر و پران کے قاتلوں قاتلوں کو کافرانے وہ بھی جو حیرت و نار اور ملاک عاجز اور
 نماز و غیرہ کا منکر وہ بھی۔ اور جو ان کے دلوں کا قاتل اور فریفتہ اسلام و پیام و غیرہ کا معتقد ہوا و ان
 کے وجود و فریفتہ کے منکر و عقول کو کافرانے وہ بھی جو بد ختم نبوت اپنے آپ کو بھی کہتا ہوا یہ کیا ہو کہ آپ
 کے نماز میں آپ کے بعد بھی کہیں یا کوئی نبی ہو جب بھی آپ کی مائیت میں کوئی فرق نہ آئے گا وہ بھی۔ اور
 جو ایسوں کو کافرانے وہ محمد و حضرت جیسی کلمہ اللہ تعالیٰ علی نبینا و علیہ وسلم اسلام اللہ و سلام اللہ سے
 اپنے آپ کو افضل بتاتے ان کے معجزات، بارکات کو بزم کامل گمانے اور کہے کہ اگر میں اسے بہانہ بناں تو اس
 میں میں نے کسی نہ نہ رہتا جو قول ہے۔

[illegible]

منا قتلہ و قضا متنبی کو۔ (ج ۲ ص ۵۴) اور انھوں نے نہایت بے رحمی سے سولی دی۔

یہودیوں میں یہ یورپ کے مسیحیوں کی طرح تھا کہ قرآن کے مقابل تمام شونکے اور حضرت مسیح علیہ السلام کا کبر و مقتدر و صاحب ہانے وہ مجسمہ اور جھان سب کو کافر مانے اور تعالین وقت العین کو کافر جانے وہ بھی جو اسے لوگوں کو گرا کرچ ان سے کیسے ہی افعال و اقوال کفر و مکالمات سرزد ہوئے مسلمان جاننے وہ بھی اور انھیں اور خود کو اسے کفر و فخر تد جائے وہ بھی جو شریکین کی غلامی اور ان سے محبت و دوست کو فرض

ہائے اعدائے میں یہاں تک جناب ہو جائے کہ صاف کہہ دے کہ مشرک بھائیوں کی گمانی کر لو گے تو خدا مانع
کر لو گے۔ جو صاف کہنے جلنے کا مذہبی کو تمہارا فرض دینی یا دلائے کو سن کر کہنا کہ یہاں ہے۔ جو صاف کہہ دے کہ
اگر خدایت ختم نہ ہو گئی ہوگی تو کا مذہبی ہی ہوتے۔ جو صاف کہہ دے کہ میں نے اپنی ذات سے ارادہ کر لیا ہے کہ میں
ہندو بھائیوں سے نہیں لڑوں گا چاہے وہ میری ماں بہن بھو اور بیٹی کی عزت خراب کریں یا میرے قرآن شریف
کو کھانڈا لیں یا میری مسجدوں کو شہید کر ڈالیں۔ جو صاف لا انکشاف کہے کہ کا مذہبی اور لاجپت رائے وغیرہ سے بڑھ
کر خدا نے کسی کو نہ بنایا۔ کوئی انسان ان سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا پیدا نہ فرمایا ہے

میں بہت سے مختلف لکھنے سوا حرم من جمیع اناس انسانا۔ جو ہندوؤں کی رضا جوئی کے لئے شام
اسلام قرآنی کا ڈکے گئے پھر پھر پھر دے اسے حرام مردار جس بٹکے مثل سو پھر لے اور جسے کفر کے باطل
ہونے کا یقین نہ ہو کہ جو یہ کہے اسے ہندو بھائیوں کا دعا کر دے اگر ہندو مذہب بچا ہے تو پورا مذاہبے ہندو مذہب
پر اٹھائے جسے اسلام کے حق پرستوں میں شہید ہو کہ اسے مسلمانوں کا دعا کر دے اگر اسلام بچا ہو تو خدا مجھے مسلمانوں کے حق
پر اٹھائے وغیرہ وغیرہ۔ خرافات ملعونہ کفریات لعینہ بکتے والے بھی ان کے نزدیک سب مسلمان اور جو ان جناب کا
و کفریات پر ان قائلوں قائلوں کی تکفیر کریں وہ بھی۔ والہ اعذاب اللہ الملعون الدایان من مکائد الشیطان۔ ہاں
تکفیر کرنے والے ان کے نزدیک خطا کریں۔ قصور دار ہیں مجرم ہیں گناہگار ہیں۔ ان کے خیال میں کفر کن کفر کرنا
کچھ عیب نہیں کا کفر کرنا عیب ہے۔ جب تو کفر بکنے والوں کے طرفدار ہیں اور تکفیر کرنے والوں سے برسر پکادیا
کوئی کہتا ہے کہ صاحب ان کے یہاں تو کفر کی مشین ہے جس میں ملت دن کفر کے تھمے ڈھلتے ہیں۔ کوئی
کہتا ہے اہی ساری دنیا کافر ہے یہ مسلمان ہیں۔ یہ بھی کافر وہ بھی کافر جب کو کافر بکنے والے ہیں کوئی کہتا ہے
یہ سب کو کافر کہتے ہیں انھوں نے اسلام کا دائرہ تنگ کر دیا ہے بڑے تنگ نظر ہیں۔ بہت تنگ خیال ہیں۔
نہایت کم ظرف ہیں۔ نہ انصاف پر نگہبان اسلام پر محافظین ایمان و سنت حضرت خیر الامام علیہ الصلوٰۃ والسلام
جو اسلام کو برقرار و استوار رکھتے ہیں۔ یہ تو ایسے ویسے ہیں اور دشمنان دین و ایمان جو دین کو بیت ڈالنا چاہتے ہیں
جو مذہب کو مسخر و سستی سے خوف غلطی طرح محو کر دینا چاہتے ہیں۔ اسلام کی چار دیواری چھوڑ کر اس کے مددگار
کو ہریت و لالچہ کی پیروی سے کفر و فرعون دینا چاہتے ہیں۔ وہ بڑے وسیع النظر وسیع خیال مالی ظرف ہیں۔

فَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ آلِهَةً مَثَلًا ۚ وَكَانُوا يَوْمَئِذٍ

اللہ نہیں مانے کہ اللہ سے ہلتے ہیں۔

وَسَيَعْلَمُ الْإِنسَانُ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۚ (پہل ۱۵)

اور سب جاننا ہے کہ کمال کس کو دے رہا تھا میں نے۔

فَوَيْتَعَذَّلُ اللَّهُ الَّذِينَ ظَلَمُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَنُصِيفُ مَصْرَهُمْ يَوْمَئِذٍ ۖ وَلَهُمْ فِيهَا عَذَابٌ عَظِيمٌ (۴۲: ۲۷-۲۸)

کفر کی شین کا فخر کا راز تو یہی تک ہمارا ہے۔ جب تک کفر کی شین ہماری ہے آج تم سب کو ہمارے
دستی اپنی کفر کی شین تو خدا کو علمائے کرام پھر کفر کی شین نہ چلا تیس گے تباہی کے دل نہ پائیں گے یہ عباد خدا
محوئے بھالے سیدھے سادے مسلمانوں کو یوں چھتے اور غریب دیتے ہیں کہ اب یہ آجکل کے علماء ایسے پیدا
ہوتے ہیں جو بات بات پر لوگوں کو کافر کہتے ہیں کفر کا ہاتھ باندھتے ہیں اپنے کے علماء مار لیتے ہیں تھے سلام صاحب
توبہ فرماتے ہیں کہ جو شخص منافق ہے وہ جسے کافر ہو اور صرف ایک وجہ سے مسلمان ہو وہ مسلمان ہے کافر نہیں
مسلمان تو یہ ان کی یادوں کا عقیم کید ہے کیا اس وقت کے علماء کچھ اپنے گھر سے کہتے ہیں جو کہہ کہتے ہیں
کتاب و سنت و اقوال علماء ہمارے کہتے ہیں امام مالی مقام پر بیان کا اقرار کرتے خبیث ہے ہرگز کہیں امام اعظم
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہیں فرمایا اور کسی ادا نے اپنا کبلا اور کوئی ایسا کہنے فرما سکے کہ امام کو امام ہیں عالم کو
مال ہے کوئی ذرا سی عقل والا بھی ایسا نہیں کہہ سکتا کیا جو منافق ہے جس سے رفقاء بیت کو کہے اور ایک خدا کو وہ
مسلمان کہا پاسکے ہے ولا حول ولا قوة الا باللہ۔ اس امام نے تو یہ فرمایا ہے کہ اگر ایک مسلمان میں چند جوہر ملے
شک کی ایک قول کے سوا چھوٹے ہیں منافق اسے کفر کی طرف لے جاتے ہیں اور ایک اسلام کے
ساتھ لٹا ہے۔ سوئی ہو سکتے ہیں منافق کفر اور ایک اسلام کو خداوندیکہ عقین نہ ہو کاس قائل نہ ہے کہ
قول کے معانی کفر ہے کسی بھی کفر کا ادا دیا ہے اسے کافر نہ کہا جائے گا اور ایک پہلو کے اسلام ان منافق
کفر کی پہلوئوں پر غالب ہو گا اور قائل کی کفر سے باز کے ہو گا ممکن ہے کہ قائل نے ہی معنی مراد سے ہوں تو
معانی کفر پر کما ہی ایک معنی اسلام کو ترجیح ہوئی نہ کہاں کو۔

فان الحق بطلو ولا حول۔ کفری بلند ہو گیا ہے بہت بڑا ہو گیا۔

مجمع الامم شرح مفتی الاسلام شریف ہے۔

ہمہ کما لکے سلب سے چند جوہر کی شین میں ہوں اب ایک اسلام
کی تو امام کافر ہی اسلام ہی کی پہاں کہ اگر وہ چند جوہر کو کفر
یکہ سلامی دیر پر قائم نہیں ہو سکتا۔

یہ معاود حق ہے ان حق پر لوں نے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے محض باطل کہے کے دکھائی یہ تو یہ
جانتے ہیں کہ اگر طبرہ اسلام پر چڑھنے کے بعد ادنیٰ کچھ بھی کہے کافر نہیں ہوتا اور قرآن و حدیث میں برکت کے

ہیں کہ زمانہ قدس میں ایسے لوگ جو کہ اسلام پڑھتے تھے اور نہ صرف کلام اسلام ہی پڑھتے تھے بلکہ دریا و
سکون و بار بار رسالت میں حاضر ہو کر شہادتیں ادا کرتے تھے کہ ہر درخت و دروہے شگ و شیبہ یعنی حضور اللہ کے رسول
حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور کے پیچھے نمازیں پڑھتے حضور کے ساتھ جہا کرتے تھے مگر ان رسول
نے انھیں باوجود اس کے جو ثنائی کذاب منافق قریبا اور ان کے اس کو طیبہ پڑھنے اور بڑی بڑی باتیں
کے ساتھ شہادت رسالت دینے اور نمازیں ادا کرنے اور جہا میں شرکت ہو کر اپنی جانیں دینے اور کفار کی
جانیں لینے پر تکرار فرمائی سب کو بہار منثور افریبا قرآن فرماتا ہے۔

وَكُلُّ شَيْءٍ لَّيٌّ مَّا عَمِلُوا مِنْ خَيْرٍ لِّكَ مَا
عَمِلُوا مِنْ شَيْءٍ لَّيٍّ ۝ (۱۶۴-۱۶۵)

اور جو کچھ انھوں نے کام کیا ہے جسے تم نے تمہارے لیے کیا ان میں ایک ایک
جہا کے کلمہ جیسے جسے کہو کہ اللہ کی رحمت میں نظر آئے ہیں۔

اور ارشاد فرماتا ہے۔
وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لِّهٖ مَخْرَجًا ۝ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۝ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لِّهٖ مَخْرَجًا ۝ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۝ (۱۶۴-۱۶۵)

بعض وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ کی رحمت پر ایمان لائے ہیں
در حقیقت وہ مسلمان نہیں۔

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لِّهٖ مَخْرَجًا ۝ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۝ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لِّهٖ مَخْرَجًا ۝ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۝ (۱۶۴-۱۶۵)

وہ اللہ والوں کو فریب دینا ہے جو وہ واقع میں وہ اپنی نوا
کو فریب دے رہے ہیں اور انھیں اس کا شہرہ نہیں۔
ان کے دلوں میں یہاں تک ہے تو اللہ نے ان کے دل کو اس کا شہرہ دیا اور
ان کے لئے رحمت و نیک نیت ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔

اور ارشاد فرماتا ہے۔
إِذَا جَاءَ نَصْرُكَ وَالْغَلَبَةُ كُنْتَ تَكْثُرُ ۝ (۱۶۴-۱۶۵)

جب سامان پہلے حضور سے جوتے ہیں تو میں کہتے کہ تم کو
دیتے ہیں کہ تمہارے شہادتیں حضور اللہ کے رسول ہیں۔
اور اللہ تعالیٰ کہہ رہا ہے کہ رسول جہا اللہ شہادت ہے
یہ سامان پہلے سامان میں جو جوتے ہیں۔

دیکھا قرآن مجید کا یہ قہری نوحی ان کے حق میں جو نہ صرف کلام اسلام پڑھتے تھے بلکہ سب کچھ کہتے تھے
جو صرف مسلمان کیا کرتے تھے۔ خدمت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہی جوتے تھے۔ باجماعت نمازیں
بھی پڑھتے تھے جہا بھی کہتے تھے۔ سالہ ہی اعمال کرتے تھے اور سننے انھیں کلمہ پڑھنے والوں اور

کواچا دوست نہیں ان کے لئے محنت و دعا مانگنا طلب ہے۔

اس کے بعد انھیں کی نسبت ارشاد فرمایا ہے۔

مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ

خطبہ بعنوان غرر فی اصلاح المسلمین و ذکر کیفیہ انہیں دیکھ کر اور دیکھ کر انہیں کیا ہے۔ انہیں انشاء اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کائنات کا احاطہ فرمائی ہوئی شہادت ہے کہ اللہ کے لئے مسلمان ہوئے۔

618-1-40

پھر ارشاد فرماتا ہے۔

[illegible]

اور سنیے غزوہ تبوک کو جاتے ہوئے بعض انھیں حاضرین کے ساتھ اپنے اہل ان و اسلام کا تعین طلب کرنے والوں نے کہ ہذا محمد بن علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غزوت تبوک کی تحریر فرماتے ہیں: ہذا محمد بن علی الغیب اور وہ غیب کیا گیا ہے اللہ غزوہ قبل نے اس کی اطلاع اپنے حبیب علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرمادی اور یہی فرمان ہے۔

وَأَكْرَمُ بِالنَّهْدِ كَهْمُولٍ وَأَسْفَلَ تَخْتُمُونَ وَالْقَلْبَ

از کرم ان سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے ہم تو یوں ہی دنیا کی کمین

میں نے۔

اگر تم ان سے اپنے قرآن کے ساتھ اس استہزاکر کو چھو گے تو ضرور ضرور وہ مستعدانہ کہیں گے کہ تم کو اس میں ہنسی کھیل اور خوش گویاں کر رہے تھے کہ راہ قلعہ ہوا تو تم نے استہزاکر کا ارادہ کر لیا تھا اس پر ارشاد فرمایا۔

تم فرادہ کیا اور اس کی آڑوں احواس کے سوا کچھ سہرا کر کے
 جھوٹے پالنے پاتنے کے نام کا فریب چکے اپنے کان کے بعد

قُلْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا وَرَوِّدُوا كَثِيرًا مِّنْ ذِكْرِ رَبِّكُمُ اللَّيْلَ نَوْمًا وَالنَّهَارَ قِيَامًا (١٣)

میرزا -

وہ دانش کی عمیق کھاتے جو کہ انھوں نے نہیں کہا اور یہ ان کی عقل
نے نکال کر رکھا اور ان کا فرض ہے اپنے سامنے کھینچ لیں۔

يَعْلَمُونَ بِالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ الْوَالِدِينَ وَالْمُسْتَضَرِّينَ وَالْمُسْتَضَرِّينَ وَالْمُسْتَضَرِّينَ وَالْمُسْتَضَرِّينَ
وَالْمُسْتَضَرِّينَ وَالْمُسْتَضَرِّينَ وَالْمُسْتَضَرِّينَ وَالْمُسْتَضَرِّينَ (١٠-١١)

سیر ۱۶-۱۷

اور میں نے ان بڑے بڑے متوکلہ و دعویٰ ایمان و اسلام کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ اور کفار سے بدتر جانتا

وہ اگر غائب کہتے ہیں تو قرآن میں ہے۔

فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ﴿٥٣﴾ . اور اللہ وہاں لوگوں کو گمراہ نہیں کرتا۔

وہ اگر غائب و خاسر کہتے ہیں تو یہ بھی قرآن میں ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَبَعْدَهَا
وہی نشان میں آیا۔

وہ احمق نہیں ہماری جگہ بیٹاتے ہیں تو قرآن میرا ہے۔

وہ (دفعہ) اسے جس ان کو ہمیشہ اس میں رہنا۔

[illegible]

اَلَا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ اَشْكَاءَ لَدُنْكُمْ (اور تم خود کو) مستاءہ دہی اگن آہیں۔

وہ اگر انھیں مضد کہتے ہیں تو اس قرآن نے انھیں مضد فرمایا۔

اَلَا رَأَيْتُمْ كَيْفَ يَمْدُدُّ اَلْاَسْمَاقَ اَلْاَتَىٰ وَكَذٰلِكَ لَا تَسْمَعُونَ اَلْاٰهَادِثَ ۚ

سنتا ہے وہی نساوی اس مگر اہیں شعور نہیں۔

[illegible]

قرآن نے انھیں باہل بنایا۔

فَاَمَّا مَنْ مَعْنَى الْيُتْلَىٰ وَتِلْكَ فِي دُب ۱-۱۳۲

سَلَامٌ عَلَىٰ رُسُلِهِمْ وَتِلْكَ فِي دُب ۲-۱۳۲

قرآن نے انھیں گدھا بنایا۔

تِلْكَ فِي دُب ۳-۱۳۲

تِلْكَ فِي دُب ۴-۱۳۲

قرآن نے انھیں کتا بنایا۔

تِلْكَ فِي دُب ۵-۱۳۲

تِلْكَ فِي دُب ۶-۱۳۲

بلکہ سب سے بھی زیادہ بدتر فرمایا۔

تِلْكَ فِي دُب ۷-۱۳۲

تِلْكَ فِي دُب ۸-۱۳۲

تِلْكَ فِي دُب ۹-۱۳۲

تِلْكَ فِي دُب ۱۰-۱۳۲

تِلْكَ فِي دُب ۱۱-۱۳۲

تِلْكَ فِي دُب ۱۲-۱۳۲

تِلْكَ فِي دُب ۱۳-۱۳۲

تِلْكَ فِي دُب ۱۴-۱۳۲

تِلْكَ فِي دُب ۱۵-۱۳۲

تِلْكَ فِي دُب ۱۶-۱۳۲

تِلْكَ فِي دُب ۱۷-۱۳۲

تِلْكَ فِي دُب ۱۸-۱۳۲

تِلْكَ فِي دُب ۱۹-۱۳۲

تِلْكَ فِي دُب ۲۰-۱۳۲

تِلْكَ فِي دُب ۲۱-۱۳۲

تِلْكَ فِي دُب ۲۲-۱۳۲

تِلْكَ فِي دُب ۲۳-۱۳۲

تِلْكَ فِي دُب ۲۴-۱۳۲

تِلْكَ فِي دُب ۲۵-۱۳۲

اور باہلوں سے تھم بیرو۔

بس تم پر سلام ہم باہلوں کے فرمائی نہیں۔

گدھے کی مثال ہے جو پیشہ کرتا ہے۔

تو ان پر گدھے کی مثال ہے جو کٹھن سے بھاگتے ہیں۔

تک کی طرح ہے تو اس پر گدھے کی مثال ہے جو ان کے گدھے سے

تو ان کے گدھے۔

دو چاروں کی طرح اس کے گدھے سے جڑ کر گدھا۔

وہی تمام مخلوق میرا دشمن ہے۔

بھلائی اللہ تعالیٰ کا نام اپنے ہستی کو پہنچا اور ظاہر و باہر کو یہ عالم کہ کوئی تہذیب و دینے ادب بتانے والے

تہذیب و تمدن کے لیے اللہ تعالیٰ کا نام اپنے ہستی کو پہنچا اور ظاہر و باہر کو یہ عالم کہ کوئی تہذیب و دینے ادب بتانے والے

تہذیب و تمدن کے لیے اللہ تعالیٰ کا نام اپنے ہستی کو پہنچا اور ظاہر و باہر کو یہ عالم کہ کوئی تہذیب و دینے ادب بتانے والے

تہذیب و تمدن کے لیے اللہ تعالیٰ کا نام اپنے ہستی کو پہنچا اور ظاہر و باہر کو یہ عالم کہ کوئی تہذیب و دینے ادب بتانے والے

تہذیب و تمدن کے لیے اللہ تعالیٰ کا نام اپنے ہستی کو پہنچا اور ظاہر و باہر کو یہ عالم کہ کوئی تہذیب و دینے ادب بتانے والے

تہذیب و تمدن کے لیے اللہ تعالیٰ کا نام اپنے ہستی کو پہنچا اور ظاہر و باہر کو یہ عالم کہ کوئی تہذیب و دینے ادب بتانے والے

تہذیب و تمدن کے لیے اللہ تعالیٰ کا نام اپنے ہستی کو پہنچا اور ظاہر و باہر کو یہ عالم کہ کوئی تہذیب و دینے ادب بتانے والے

تہذیب و تمدن کے لیے اللہ تعالیٰ کا نام اپنے ہستی کو پہنچا اور ظاہر و باہر کو یہ عالم کہ کوئی تہذیب و دینے ادب بتانے والے

تہذیب و تمدن کے لیے اللہ تعالیٰ کا نام اپنے ہستی کو پہنچا اور ظاہر و باہر کو یہ عالم کہ کوئی تہذیب و دینے ادب بتانے والے

تہذیب و تمدن کے لیے اللہ تعالیٰ کا نام اپنے ہستی کو پہنچا اور ظاہر و باہر کو یہ عالم کہ کوئی تہذیب و دینے ادب بتانے والے

تہذیب و تمدن کے لیے اللہ تعالیٰ کا نام اپنے ہستی کو پہنچا اور ظاہر و باہر کو یہ عالم کہ کوئی تہذیب و دینے ادب بتانے والے

تہذیب و تمدن کے لیے اللہ تعالیٰ کا نام اپنے ہستی کو پہنچا اور ظاہر و باہر کو یہ عالم کہ کوئی تہذیب و دینے ادب بتانے والے

تہذیب و تمدن کے لیے اللہ تعالیٰ کا نام اپنے ہستی کو پہنچا اور ظاہر و باہر کو یہ عالم کہ کوئی تہذیب و دینے ادب بتانے والے

تہذیب و تمدن کے لیے اللہ تعالیٰ کا نام اپنے ہستی کو پہنچا اور ظاہر و باہر کو یہ عالم کہ کوئی تہذیب و دینے ادب بتانے والے

تہذیب و تمدن کے لیے اللہ تعالیٰ کا نام اپنے ہستی کو پہنچا اور ظاہر و باہر کو یہ عالم کہ کوئی تہذیب و دینے ادب بتانے والے

تہذیب و تمدن کے لیے اللہ تعالیٰ کا نام اپنے ہستی کو پہنچا اور ظاہر و باہر کو یہ عالم کہ کوئی تہذیب و دینے ادب بتانے والے

تہذیب و تمدن کے لیے اللہ تعالیٰ کا نام اپنے ہستی کو پہنچا اور ظاہر و باہر کو یہ عالم کہ کوئی تہذیب و دینے ادب بتانے والے

اسی میں ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ تَعَالَى فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ
وَأَنِ احْزَنْوْا لِكُلِّ فِتْنَةٍ مِّنْهُنَّ وَتَوَكَّلُوا
الَّذِينَ هُمْ يَرْجُونَ فَكُلِمَةٌ

اسی میں ہے۔

كُلِمَةٌ أَوْ كِتَابٌ مِّنَ اللَّهِ تَعَالَى فِي الْهُدَىٰ وَبُخْرٍ مُّذْنَبٍ

اسی میں ہے۔

أَن تَكُونَ مِثْلَ نَجَمٍ مُّذْنَبٍ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ تَعَالَى فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ
وَأَنِ احْزَنْوْا لِكُلِّ فِتْنَةٍ مِّنْهُنَّ وَتَوَكَّلُوا
الَّذِينَ هُمْ يَرْجُونَ فَكُلِمَةٌ

خدا سے کوئی مکان خالی نہیں کہنا ہے۔

محسب کے نزدیک کفر میں سے عمل زیادہ بد ہے اور اسے
مہر کے لیے لایا گیا کہ وہ تو وہ وہاں کا کفر ہے اور
بغیر وہاں کے کفر کے جس سے نصرت نہ ہوگا اور مسدود
ہوگا۔

بے شک ہے شبیر یقیناً ان سب پر توہم فرمیں ہے جرم کا ہیسا اعلان ہو ایسے ہی اعلان سے توہم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پریشان نہ ہو کہ تم نے
اور ملائکہ کے ملائے ہوئے۔

یہ گمان نہ کریں اس ضمن میں نہ ہیں کہ کفر ایک بار زبان سے یا قلم سے نکل گیا اس کے بعد ہزار
بار کفر فرما ہے اب تک کیا وہ کفر ناپا رہ گیا۔ اہل ہاں ویسا ہی باقی ہے اگرچہ بے شمار کفر چھایا ہو اور وہ ناپا
دراے کی تسبیح گمانی ہو جب بھی ماؤ قیام کہ اسی اعلان کے ساتھ اس نے ان کفریات سے توہم نہ کر دیا جو عذاب الہی
کے بغیر نہیں اسی مجمع الانہر شرح ملتقى الامم میں ہے۔

اور یہ دعوت اس کے کہ طہرہ فرمایا تو اس کے بعد
نہیں ہو گا کہ اس کو توہم نہ کرے کہ بغیر توہم نہ کرے
کے کفر نہیں ہے۔

ان کی عبادتیں اپنے ہو گئیں بعد دعوت جس سے چاروں مکان کر گشتی ہیں۔ واللہ اعلم وحده

وَأَنِ احْزَنْوْا لِكُلِّ فِتْنَةٍ مِّنْهُنَّ وَتَوَكَّلُوا
الَّذِينَ هُمْ يَرْجُونَ فَكُلِمَةٌ

ان کی عبادتیں اپنے ہو گئیں بعد دعوت جس سے چاروں مکان کر گشتی ہیں۔ واللہ اعلم وحده

لے قرآن و تفسیرات و تفسیرات و تفسیرات

فی التفسیر مصطفیٰ رضا قادری النوری البلوچی

- لغت اصناف من الجواب خوبید مر الطلبة محمد حسن رضا قادری النوری الرضوی مغفله
- مع الجواب والله تعالیٰ اعلم محمد منار احمد عقی عنہ صدیقی میر علی
- الجواب صحیح - محمد سراج الدین رام پوری
- لغت اصناف من الجواب - فقیر سرور علی بریلوی غفرلہ
- مع الجواب فی اللہ تعالیٰ اعلم بالانصواب - فقیر محمد تقدس علی الرضوی البلوچی غفرلہ
- یہ اشارت متعدد کفریات پر مشتمل اور قائل کافر، واللہ تعالیٰ اعلم فقیر ابو العلامہ محمد علی اعظمی عقی عنہ
- صدر مدرس دارالعلوم مدینہ عثمانیہ اجمیر شریعت
- مع الجواب واللہ تعالیٰ اعلم بالانصواب - محمد اسماعیل محمود اودی ضلع میتا پور توابات لکھنؤ
- ان اشارت کے کفر اور قائل کے کافر ہونے میں شک نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم محمد نعیم الدین عفا عنہ
- المعین
- جواب صحیح - سید غلام قطب الدین بہن ہند سہوانی
- هذا هو الجواب الصحيح والحق الصريح المصدق التفسير محمد ابراهيم عفا عنه ناظر جميعه الاحناف صوبه سندھ
- الجواب صحیح - فقیر محمد حسین البلوچستانی
- نصری لغت الجواب فی ما اجاب واطالب واسباب فاصح الانصواب عن الباب ابو العرفان فقیر محمد غلام جان قادری رضوی عقی عنہ مدرس انجمن نعمانیہ ہند لاہور
- نعم الجواب وبعده التوفیق وحسن تداء المصیب ومصاب ومثل من تلافى سوء العقاب واللہ تعالیٰ اعلم وحلمہ جل مجدہ لا اتعدوا حکمہ فقیر ابو الفتح عبد الرحمن محمد شمس علی قادری الرضوی لکھنؤ عقی عنہ جامع رضویہ نظر اسلام خاندان عالیہ قدسیہ رضویہ بریل شریعت
- واللہ کذا نعت والی صدق لکذا نعت - فقیر غلام رسول قادری مجاوی پوری عقی ریاست
- الجواب صحیح والمصیب صحیح الفقیر محمد علی قادری الحامدی مغفله هذا هو الحق - عبد الباقی المنار محمد

مجاہد پوری بقلم خود

○ ○ ○
 صاحب مصیح ۔ غلام محمد بنی امام پوری مدرس مدرسہ ارشاد العلوم رام پور۔
 ابتدا اشعار متعدد پر سوالیہ کفریات پر شمس جس کے کہنے والے کو کافر کہنے میں خدا بھی تامل نہیں
 ہے یہ اشعار کفر و کفر کہنے والا کافر بنا گیا ہے۔ العبد محمد عمران حسین محمدی الحمدوی نقشبندی
 ناظم مدرسہ ارشاد العلوم ریاست رام پور محلہ چاہ شور،
 ○ ○ ○
 الجواب مصیح و صواب والحبیب الایب مصیب و مثاب، عبد الفتی غفرلہ مدرس مدرسہ نعاثرہ لاہور مہمند۔
 ○ ○ ○
 ہے شک یہ اشعار کفریہ اور قابل و قابل ان اشعار کا کافر ہے کتبہ ہفتہ وقالہ ہفتہ العبد
 المذنب ابوالبرکات سید احمد غفرلہ الاحمد۔

فتویٰ

حضرت والا کرکت الاسلامت علامہ زمان محمدی دوران مولوی محمد ابراہیم صاحب قادری مدرس اولی
 دارالعلوم شمس العلوم دہلیوں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فقہائے کرام علیہم الرحمۃ نے فرمایا کہ جو شخص خدا سے تعالیٰ کو رسوا فاش کرے ایسے و مصغوں سے متصف
 کرے کہ اس کے لائق نہ ہوں یا خدا سے تعالیٰ کو باہل ماجر متعہ لے لے اس کے کسی نام کے ساتھ متحرک کرے
 اور اختیار ادا ایسے قول کہے (وہ تو میرا اور لکھا نہ ہوں) اگرچہ کہنے والا اسے کفر نہ جانے اور اس کا اعتقاد نہ لے لے
 وہ شرعاً محض ایسے قول کی بنا پر کافر ہو جائے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

○ ○ ○
 وکذا اذا صحت اللہ تعالیٰ لیس الاکثین شہادہ کہ جو اس کے لائق نہیں
 دیکھ کر خود اس کو کہے ان قال ہفتہ کہ الی اللہ تعالیٰ کافر
 ○ ○ ○
 جملہ فتاویٰ عالمگیری مع تاریخ جلد دوم صفحہ ۱۲۵ مطبوعہ بیروت

فتویٰ

فاضل طویل مالز نبیل سامی سنن ماحی فتن حضرت مولانا مولوی سید داؤد رسول محمد ریاض عباس
دہلوی برکاتی مجاہد شیعین مسکیناں ہرہ شریف، الحمد للہ ہدایۃ الحسن والصلوٰۃ۔

الجواب۔ شریعت دینیاً قطعاً کفر خالص ہے۔ اس میں نہایت صاف واضح الفاظ میں خدا کو ماجر کہہ
دیا ہے جو بھی کسی کو کہیں بہت کافر کہہ دے یا کہ اس شاعر کافر کے خود یہ قافیہ ہے خدا کا اس پر کچھ نہیں چلا۔ اور یہ
خدا کی طرف عز کی نسبت اور وہ بھی ایسی نسبتاً قطعاً اجماعاً کفر خالص ہے۔ فتاویٰ ہندویہ و کجالاتی علامہ نیرین
نجیم و احلام بقول اسلام امام ابن حجر کی طہیم رحمتہ اللعالمہ المقام میں کفر متفق علیہ کے بیان میں ہے۔

واللفظ اللہ صریحاً وادعیہ اللہ تعالیٰ بمالایقین مہ اوں سید آلی محمد والحق والصلوٰۃ والنعیم والصلوٰۃ
احلام میں فرمایا جو ان عز و جل کو کسی ایسی چیز سے موصوف مانے تو ان کی شان کرم کے لائق نہیں یا
اس کی طرف سبیل کی مسواہ و مدد رحمت اعتقاد او عباد او مستغنیہا یا یا عجز نقص کی نسبت کہے وہ قطعاً کفر
ہے برابر ہے کہ اس کا یہ قول اعتقاد او عباد او عباد او مستغنیہا یا یا عجز نقص کی نسبت کہے وہ قطعاً کفر

یہ شعر اپنے ہی معنی کفری میں نہایت واضح و صاف متعین ناقابل تاویل و توجیہ ہے جس میں کئی سی
ہوئی کی جگہ سے کفر کے نکال سکے اصلاً نہ تھا کس میں نہ لایے کفر صریح میں ادا مانے تاویل مقبول و صحیح نہ لائے
امام قاضی میاض میں ہے۔

• اذاعادہ التاویل فی لفظ مسرت لا یجوز۔ صریح لفظ میں تاویل کا کوئی نہیں سنا ہوا۔

نسیب المیاض علامہ شہاب نظامی میں ہے۔

ولا یجوز لفظ و بعد ہذا تاویل کی طرف التفت نہ ہو گا اور نہ ہی کہی ہونے گی۔

اس شاعر کے خسار و یسار کے لئے اس کا یہی ایک بلعون شکر کی کہ تھا۔ نہ کہ اس نے آگے اور نہ پچھا۔ اور
شریعت کے پہلے مصرع میں مشرک کو ہمارا ہر در ہونا دہی و بیہوا بنانے کی اپنی شکر دہی کو ایک تلبیق موجود کی
ہے معنی آگے کے ساتھ ظاہر کرنے کے بعد دوسرے مصرع میں صاف کہہ دیا کہ خدا خدا نہ کی ادا نام کر لیں گے
اس مشرک پر کہ تو زور و کامل علمائے اہلسنت کے رسائل میں ہے یہاں کہنا ہے کہ اس دوسرے مصرع میں

کلمہ اسلام خدا کو ایک کلمہ کفر رام رام سے مساوی ماننا۔ اور اس کلمہ اسلام کو جھوٹ کر اس کلمہ ملعونہ یعنی رام رام کو ثابت کرنا کہ ہے۔ اور یہ دونوں یقیناً کفر ہیں۔ کفر و اسلام کے مساوی جانتے کا کفر عیناً تو یہی ہے۔ اور اسلام کے معنی میں رام رام جو اسما یا جو شرک خدا کو اسی نے رام کہتے ہیں کہ وہ ان کے زعم فاسد میں ہر شے ہر ضلالتیں راہ ہوا پایا ہوا ہے۔ اور خدا کو کسی چیز میں رام رام ہونا یا یقیناً کفر ہے۔ شغلانے امام قاضی عیاض و اعلام ابن حجر میں ہے۔
واللفظ للاعلام من محمد بن الامام بن حنفیہ د
تعالیٰ یحل فی شئی من احاد الناس او غیرہم۔ ہر اسے وہ کفر ہے نہ۔

کھوکھڑا ام ملینا۔

اور کفر اس وقت کہے یا آئندہ اس کے کہنے کا ارادہ کرے۔ بہر حال اسی وقت کافر ہوا ہے گا۔
خدا کی ہند میں غلام سے ہے۔

واذا اضطر علی الکفر، ولو جلد مائتہ سنۃ یکفر فی المال، اگر کفر کا قصد کرے اگرچہ سو برس بعد اسی وقت کافر ہو جائے گا
ہذا۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلیٰ کل جلد کا استحقاق۔

کتبہ الفتح لعلہ رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم القادری البرکاتی المارہروی کان اللہ تعالیٰ اعلم
ہرقی الحدیث الحمد للہ

الجواب صحیح والنجیب اللیب یخیر نعمہ وقالہ ہشتاد العبد المذنب سید احمد الکلی بالی البکات
الشیخ القادری القسوی النوری۔ (مصر)

فتویٰ

حضرت مالی درجہ والا برکت فاضل طبعی عالم لوزی مولانا مولوی مفتی عبدالکیم صاحب دکن السنو
مفتی مفتی کراچی۔

الجواب۔ بچے کے تینوں شعر تراوی بکفر و مفتوی ارتداد ہیں ان تینوں شعروں میں کوئی نغظ یا
نہیں جس کے تحقیق معنی مجبورہ یا مستزادہ یعنی بے اثر وک الاستعمال ہو جس میں تاویل کی گنجائش ہو یا نہ ہو
لا یحق علی من لہ ادنی مسامحۃ فی الفن۔ تیسرے شعر کے جملہ یہ ہے کہ بے شاہدہ شکریہ ہے کہ

اور محمد باقر بن سید ذوالکمال الامتداد خالق کائناتی مخلوق پر قابو نہ لینے کی تحقیق اور اس کی مدہوشی اور آویزہ کر کے دھوکہ دینے کی شیخی خدا پر سے صاف صاف انکار ہو چکا وہ دھوکہ کھنچا صریح - اور دوسرے مصرع ذات خداوندی پر اپنی عزت ثبات کی سب سے خاک بھانسنے کا شش چھوٹے شجر کے پہلے مصرع سے اس موجود حقیقی کلمہ سے غلوا اور نزلن کی اس الامکان ذات کی امکان اور مقام قرار دینا گمراہی نہیں گمراہی کا ہے۔ تعالیٰ اللہ وحفایہ صوفیوں۔

روزِ المَحْتَمِلِ حَاشِیہ در مختار کے اب صلاۃ الجنائز میں ہے۔

قالی والعیاق عارف۔

ان شعروں کا قاتل کافر اور مرتد ہے الا ان یرجع ویستوب۔

حضرت مولانا محمد الکریم الدہس السنوی العظمیٰ حفظہ اللہ عنانہ کرامی۔

المبواب صحيح - فقیر محمد ابن عثمان اعصاب من احباب نقمہ الیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم والبرکات

سید احمد علی

فتویٰ

حضرت حامی سنت، اہی بدعت مولانا مولوی محمد ریحان حسین صاحب مثنوی مدرس و مفتی مدرسہ اہل سنت والجماعہ

[illegible]

الجواب۔ ہرگز نہ کہہ سکتے تھے کہ یہ مسلمان نہیں تھے۔ مسیح اور عیسائی شاہی ہندو غریبوں کو کتاب متبرعہ فقہ میں
مصرعہ ہے کہ حتی الامکان مسلمان ہر کم کو گزیرنا چاہئے یہاں تک کہ کفر کے وجود اگر متعدد ہوں اور عدم کفر کے
صرف ایک ہی وجہ اور وہ بھی اولیت صغیر تہہ بھی مستحق کو اسی وجہ کی بنا پر عدم کفر کے کرنا چاہئے لیکن یہ سب

لے سورۃ اعمہ آیت ۱۱۱ لے سورۃ فاطر آیت ۱۱۱ لے رد المحتار جلد اول صفحہ ۱۱۱ مطبوعہ کوئٹہ

ان جہانوں کو ذلیل کئے تو کیا ایسا ہی ہوتا فرماتے، جو شخص کسی کو اپنے سے ذلیل سمجھتا ہے اس سے ایسا ہی بڑا کرتا ہے، مگر یہ کہ خدا کی عبادت سے اس کا دل دے۔ آمین۔

فقیر الیوم الفقیر عبد الرحمن

محمد رحمت علی قادری رضوی مکنوی عفرہ والا بویہ ربہ القوی

الجواب صحیح۔ فقیر محمد علی قادری، مامدی، آنکھوں کی عفرہ

مسئلہ۔ اگر محمد علی ہر چند کہ کچھ ذرا ضائع ہو گیا

مومن مسیحیوں کا دل ضائع ہو گیا کیونکہ اس کی مسجد کا منبر بہت عظیم اور اونچا تھا ایک مٹی کا عالم نے نماز جمعہ کے بعد کرسی منگوائی اور اس پر بیٹھ کر فضائل نبویہ اور احکام شرعیہ بیان کئے۔ دنیا کی حالت طلب یہ اس سے کہ محراب و منبر کے پاس کرسی پر بیٹھ کر تقریر کرنا یا شرفاً یا خضوعاً یہ نہیں، بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہاں پر ایک دن بیٹھنا اور تعالیٰ انہیں جن میں سے کسی سے ثابت ہے کہ مسجد کے اندر کسی کرسی پر بیٹھ کر تقریر کرے یا اور کوئی مسجد میں نہ رہے پھر منبر کے پاس کرسی پر بیٹھنا محراب و منبر کے احترام کے خلاف ہے یا نہیں؟ بیٹھا تو جہاں۔

الجواب۔ منبر یا منبر نہ ہونے کا ہوا اگر کسی کا تخت ہو یا کرسی یا مقرر اس پر بیٹھا یا کھڑا ہو یا نہ ہو اسے تاکہ پورے مجمع تک آواز پہنچے اور پورا مجمع اس سے اور فقیر ذکر بھی اس سے حاصل ہوتی ہے۔ پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے منبر تھا پھر منبر بنایا گیا۔ کرسی پر بیٹھنا منبر و محراب کی توہین نہیں جیسے خود منبر جو مسجد کے لئے بنا ہوا ہے اس پر کھڑا ہونا یا بیٹھنا محراب کے احترام کے خلاف نہیں، کرسی نہ ہونی کوئی تخت نہ تھا یا کھڑا یا بیٹھنا ہوتا اس پر کرسی رکھی ہوتی اس میں منبر اور محراب کے احترام کے کیا خلاف ہوتا؟ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

خدا تعالیٰ فی سبیلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ۔ مرزا غالب محمد نظام الدین صاحب قادری برکاتی قادری رضوی عملہ کھاردار اور متفضل بالادب

شہر رحمت۔

۱) مرزا غلامی وصول طلبہ سارنگی وغیرہ کے ساتھ قوالی منٹا ہوا ہے یا ناہا؟ نیز یہ کہ کتاب ہے کہ مصنفوں کو مرزا میر کے ساتھ منٹا ہوا ہے اور یہ کہ کتاب ہے کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت، مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتاب احکام شریعت حصہ اول صفحہ ۳۳ و ۳۴ پر فرمایا میر کے ساتھ قوالی کو حرام لکھا ہے اور حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب نوافل العباد کا بھی حوالہ دیا ہے۔ لہذا مرزا میر کے

حضرت سلطان المشايخ سيد الصوفیہ سید راجہ شیخاں نے کہیں صوفیوں، چشتیوں کا حکم ملے وہ بیان کیا کہ سماع کے
 اجماع کی جو یہ شرطیں ہیں وہ غیر صوفیہ کے لئے ہیں اور چشتیوں، صوفیوں کے لئے آزاد ہے۔ ان کے لئے
 سلطان اجماع ہے۔ اور یہ بھی بتائیں کہ صوفیوں کو مزامیر ہی سلطان ہیں یا اجماع و امام کو کا گناہنا بھی فرق کیا
 ہے کہ ایک شے جو اوروں کے لئے شرط اجماع تھی ان کے حق میں نہ ہو اور دوسری ان کے حق میں بھی ہو اور
 اوروں کے لئے بھی۔ جو صحت صوفیوں کے لئے جو تازگی ہوگی وہ مزامیر کے ملاوہ صحت و امام کی آواز کے لئے بھی
 ہو سکتی ہے۔ نیز یہ فرق کیا ہے ؟ اللہ اعلم۔ چشتیت کا دعویٰ اور حضور سلطان المشايخ کے خلاف فتویٰ۔
 آن کی کے متعلقہ کا تو ذکر کیا۔ حضور سلطان المشايخ کے زمانہ کے بعض آستانہ دار و درویش حسب اس
 بابین مبتلا ہوئے تو حضور میں شکایت گندمی جو میر الاولیاء شریف میں یوں مذکور ہے۔

بخدمت حضرت سلطان المشايخ عرض داشت کہ دریں روز با بعض از درویشان آستانہ دار و درویش جمع
 ہوئے و باب و مزامیر کو رقص کر دینا فرمودہ کیونکہ وہ اجماع یا مشرور است یا سنیہ است
 یعنی ایک صاحب نے خدمت سلطان المشايخ قدس سرہ میں گزارش کی کہ بعض درویش جو آستانہ دار ہیں
 انھوں نے ایسے میں جہاں چنگ و باب و مزامیر تھے رقص کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا انھوں کے اچھا نہ
 کیا کہ جو چنگ و مشرور ہے یا سنیہ ہے یا سنیہ

اس سے بھی زیادہ اور کوئی نص دیا کہ ہے۔ آنکھیں چیر کر دیکھو کہ حضور سلطان المشايخ کس کو باہا نرفرا
 رہے ہیں۔ مزامیر و چنگ و باب کو اور خوب آنکھیں مل کر دیکھو کس کے لئے باہا نرفرا ہے ہیں۔ صوفیوں کا
 کہنے تو ایسی پرہیز نہیں۔ انہیں ملا لکے ہزار ہا کرتیں اور کروڑا کروڑ کرتیں اور ہر مرتبہ حضور سلطان
 المشايخ پر یوں کہ ان متعلقہ کے لئے بالکل جائز و مہذون باقی اور ان کے ہند متبوع و مذبوح کی کوئی تگ
 سب کو یہ چھوڑی۔

اسی میر الاولیاء شریف میں ہے کہ بعد ازاں یہ گفتہ جوں ایں طائفہ ازل مقام ہر دوں آستانہ
 یہ شان گفتہ کہ شامہ کہیدہ عدان محض مزامیر بود۔ سماع چاکورہ شنیہ نہ در قفس کر ویدائشال جواب دادند کہ ماچناں
 مستغرق سماع بودیم کہند انتم کہ ایں باخراہیہ دوست یا نہ حضرت سلطان المشايخ فرمودہ ایں جواب ہم چہیز نعمت
 ایں سخن در ہر محبتہا بایا یہ۔ یعنی بعد اس کے حضور کی خدمت میں شکایت گندمی اور حضور نے اس کا
 وہ جواب فرمایا۔ ایک صاحب نے ان کا یہ گفتہ گزارش کیا کہ حسب وہ طائفہ صوفیہ اس جگہ سے ابہر کیا۔ لوگوں نے

ان سے کہا یہ کیا کیا ہلے میں جہاں مزامیر تھے تم نے سماع کیسے سنا؟ اور کیوں کر تم کیباہ انھوں نے جواب دیا کہ ہم سماع میں ایسے مستغرق تھے کہ ہمیں خبر ہی نہیں تھی کہ یہاں مزامیر ہیں یا نہیں۔ حضور سلطان المشائخ نے ارشاد فرمایا یہ جہاں بھی کچھ نہیں کہ یہ غلطی اعلیٰ کو تمام مصیبتوں پر چھوکتا ہے۔

یعنی آدمی شریک ہے اور کہہ دے مجھے خبر ہی نہ تھی کہ یہ شریک ہے یا شریعت میں اس کے ساتھ حق کہے اور کہہ دے میں تو ایسا تو دیا ہوا تھا کہ معلوم ہی نہ کر سکا کہ یہاں ہے یا یہوکی۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ العلیٰ العظیم۔ نیز اسی سیر الاولیاء میں ہے کہ حضور سلطان المشائخ کی مجلس شریعت میں کسی نے حضور سے عرض کی کہ فلاں موضع میں اس وقت حضور کے مہر دیں کا جمع ہے۔ اس میں مزامیر و عمرات ہیں۔ فرمایا میں منع کر چکا ہوں کہ عمرات و عمرات در میان نہ ہوں انھوں نے اچھا نہیں کیا اور اس بارے میں بہت غلو فرمایا یہاں تک کہ ارشاد کیا کہ اگر جماعت یہو کی ہو اور جماعت میں جو تیس بھی ہوں اور امام کو ہوں کو نور و قیامان ان کے کلام کو سہو سے آگاہ کرے اور اگر عورت سہو پر کوفہ پائے تو وہ بیعت نہ کہے کہ اس کی آواز غیر عمرات کو سننا جائز نہیں ہے پشت دست کف دست پر ہائے اور تھیلی پر تھیلی نہ مارے کہ تالی ملائی سے ہے۔ یہاں تک ملائی و امثال ملائی سے پرہیز واریہ تو سماع میں بطریق اولیٰ ملائی سے کچھ نہ ہونا چاہئے۔ جب دستک میں اس قدر احتیاط ہے تو سماع میں مزامیر بطریق اولیٰ منع ہیں۔

عبادت سیر الاولیاء میں ہے۔ در مجلس حضرت سلطان المشائخ شخص نے تقریر کر کہ انھوں در موضع فلاں یا فلاں شہا جیسے کردہ اند و مزامیر و عمرات در میان است حضرت سلطان المشائخ فرمود کہ من منع کردہ ام کہ مزامیر و عمرات در میان نہ باشند۔ نیکنہ کردہ اند و دریں باب بسیار غلو کر دیا۔ مجھے کہ گفت کہ اگر اے در زمانہ باشند مجھے کہ در وقت ادستندی شوند و در آن جماعت عمرات ہم باشند۔ میں اگر امام را سہو افتد مرطنے کہ اتنا کردہ باشند مجھے کہ تسبیح اعظام دہد۔ بخیرید سبحان اللہ۔ میں چہ کند۔ او پشت بر کف دست زند۔ و کف دست بر کف دست زند کہ ان بہو کی مانتا میں ثابت از ملائی و امثال انک بر غیر آمدہ است۔ میں در سماع مزامیر بطریق اولیٰ منع است۔ آنکھیں کھولو دیکھو تم کہاں بنا رہے ہو۔

کس را کہ قوی روی برنگستان

ترسم نہ روی بکعبہ اسے اعرابی

کیا اب بھی رجوع مزامیر کا ہے سر راگ ملے جاؤ گے۔ کہ اب بھی وہی ہے وقت کی راغنی الہ ہے ہلاؤ۔ حضور سلطان المشائخ کے فرمان و نشان کے آگے سر تسلیم خم کیا تو اول سب غلط و باطل کہے پر نشان ہوا اور شرف

ایک حضور نے فرمایا کہ جو ان کے حلال و حرام و معصیت نہ فرمایا کیا حضور نے ان کی معصیت جو ان کے حلال و حرام کے ساتھ
 نہ فرمائی کیا خود صوفیہ کے لئے باہر نہ فرمایا کہ میں منع کر چکا ہوں۔ انھوں نے بڑا کینا شروع کیا کہ کیا یہ معصیت
 کہ پھر اسباب الہیہ وہ کون سے صوفی ہیں جو حضور سلطان المشائخ کے مریدوں سے بھی آگے ہیں اور جن میں بھی کوئی
 اور اطلاق یہ کہنا کہ صوفیوں کے لئے حرام ہے حلال ہیں کیونکہ جو حلال ہو گا۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔
 میں جو مکتب نہیں۔ یہاں مضطر ہیں، ان کے احکام ہمیشہ مکتب و مختار سے جدا ہیں۔ احکام اضطرار اور میں احکام
 اختیار اور۔ وہ ایک مزاج ہے کہ ہر امر میں پیغمبر ہیں۔ پھر کیا کوئی یوں کہہ سکتا ہے کہ سڑکا گوشت حلال ہے حالانکہ
 خود قرآن میں مضطر کا استشہاد ہے۔ استعصر علیہما کما ذلکما جو دو سب سے غیر مکتب پر تھا احکام شرعیہ کا اجر ہی نہیں
 کہ عقل شرط تکلیف ہے اور وہ اس میں مفقود ہے۔ یہاں مضطر سے اسی وقت اور اسنے ہی کی جس سے وہ نقصان
 عظیم سے محفوظ رہ سکے برخصت ہے، بعض اہل اکابر جو جنگ سنتے تھے اسے کبیر فرماتے ہیں۔

اسی سیر لا ولیا میں ہے۔ مولانا بہمان الدین علی بابا نور علی کمال صلا علیہ وسلم بوردہ است چنانکہ بار بار
 کہتے کہ خدا کے نزدیک میں مرزا بیچ کیونکہ وہ منافقہ پر سدا آگاہ حضرت سلطان المشائخ تیسیم کرد و فرمود کہ میں ہم کتنی غریب
 کہ کبیر و از پر سید نہ کہ کبیر و کلام است گفت سماع بیچنگ، کہ چنگ بیبا از شیدہ ام۔

یہ مولانا بہمان الدین علی ان اکابر سے جس جن کے فضل کے شاہد عدل حضور سلطان المشائخ قدس سرہ
 ہیں اور جن کے علاوہ حضور ہونے اللہ اسے عظیم وہ پہانے کی بیش کوئی حضور ہمام العصر بہمان الدین والہ الدین اوصاف
 ہائے عرفانی قدس سرہ انوار الی نے فرمائی کہ شاہان زمان ان کے دربار حاضر ہوں گے اور بارہ پائیں گے۔
 اسی سیر لا ولیا میں ہے۔ سخن در مذکر کی مولانا بہمان الدین علی آستان فرمود کہ بہمان الدین حکایت کرد
 کہ سن خود بودم بیست و پنج سالہ کہ در شہر بلر بند خود در اسے بی رقم مولانا بہمان الدین عرفانی صاحب
 ہائے پرورشید بدین اقصیٰ تماشائی کرد و در کوچہ دگر رفت۔ مرا بہ جائے گذشت چوں کو کبیر مولانا بہمان الدین
 مذکور رسید بدین پیش رقم و سلام کرد۔ در سن تیر و پیدای سخن تیر گفت۔ کہ سن دریں کو کوک نور طریقیہ میں
 امی سخن شنیدم پیش رقم و سلام شد۔ مولانا بہمان الدین بہمان مبارک امی لفظ رائدہ مرا خدا کے
 تعالیٰ جن میں بی گویا کہ میں کو کوک در روزگار خود ملائم صہر غبار شد۔ مولانا بہمان الدین بی گویا کہ سن امی جن میں
 شنیدم۔ وہم چنان میں پیش رقم بہ مولانا بہمان الدین عرفانی فرمود کہ خدا کے تعالیٰ مرا پیش میں بی گویا کہ
 میں کو کو کہہ چنان بزرگ شو کہ کلام شاہان بردار و بارید و بار نیار بند۔

ایسے مالی مرتبت جلیل القدر بزرگ علامہ روزگار بادشاہ کے خود اسما فرماتے مگر اسے کبیر ہی کہتے
ان کے یہ کلمات علیہ رحمۃ کے عزائم و حمل مراد پانچ کبیر و خواہ پر پیر ہاں اس کا اعلان کر رہے ہیں کہ وہ ایسے مال میں ہیں
کہ نہ زکوٰۃ کی حکایت ہی نہیں۔ نیز آگے ان کا یہ ارشاد کہ وہ اس ساعت ہم بشنوم مگر باشد ہاں کے بعد بھی بے وقت کی
وہی شہنائی رہے گی کہ موسیوں کو خیر مراد ہیں۔ والہ اعجاز باللہ تعالیٰ والہ تعالیٰ اعلم و علامہ جلیل مجدداً
و شہیداً۔

فوائد الفوائد شریف ملحوظات حضور سلطان المشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عبارت دیکھ کر بھی جس کی یہ
حالات سے تو ایسے شخص کے کیا امید کہ میرا لا و لا ہر شریف کی یہ عبارت دیکھ کر اپنی غلطی تسلیم کرے گا مگر مولیٰ فرمود
کے فضل و کرم سے ہر آن امید ہے۔

اسے فضل کہتے نہیں گئی بار نہ ہوا اس سے ایسے امیدوار

شاید بوقت ہدایت آگیا ہو اور یہ ثواب اس فقیر کے حصہ کا ہو۔ والہ عندنا حسن الثواب
والہ المرجع والکتاب و هو تعالیٰ اعلم بالصواب۔

وہ وہ خود بے ایمان ہے جو حکم شرع کو بے ایمانی اور اس پر عامل کو بے ایمان بتاتا ہے سبے شک ہر
غیر محرم سے پردہ فرض ہے جس کا ان در رسول نے حکم فرمایا جن جلالہ و صل اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم دیکھ
پر پردہ کا محرم نہیں ہو گیا۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سے بڑھ کر امت کا یہ کون ہو گا وہ یقیناً ابوالروح ہوتا
ہے یا کبیر ہونے سے آدمی محرم ہو گیا کہ تو پاس سے تھا کہ نبی سے اس کی امت سے کسی عورت کا نکاح نہ ہو گیا
حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سے بڑھ کر کون پر ہو گا۔ پھر حضور نے اپنی اتنی بیویوں سے نکاح فرمایا
یا نہیں یہ کیا معاذ اللہ جن کے محرم تھے ان سے نکاح فرمایا۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔

سیدنا بلی شریف میں حضرت فلک ہدایت و مرکز امور و ولایت سیدنا المتقین سید العلماء المصلین میر
عبدالواحد لکھنوی قدس سرہ الشانی فرماتے ہیں۔ باید دانست کہ در جہاں نہ جو مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم
ہوئے پر باشد نہ جو ابوبکر ہوئے ہوئے اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه عنہ۔

جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرید ہوئے تو حضرت سیدنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مریدہ کہ
یمنی۔ ان جہاں ہے کہ وہ کہ نزدیک معاذ اللہ ہوئی۔ اور پوئی سے نکاح کر لیا۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ۔ اللہ
تعالیٰ جہاں سے محفوظ رکھے۔ الحق لفظ منہ سے نکال دیتے ہیں اور اس کے نتیجہ بدکارانہ نہیں کرتے غیر

اس مسئلہ پر ذرا اور تفصیل کرنا اگر ضرورت سمجھتا ہوں مگر چونکہ "السواد الاعظم" میں اس کا کافی جواب چھپ چکا ہے اس لئے اسی پر اکتفا کرتا ہے کہجئے والا اسی سے سمجھ سکتا ہے اور بدقتل بے سمجھ کے لئے دفتر بے کار۔ واللہ تعالیٰ

(۱۲) جہاں تک فقیر سمجھتا ہے وہ یہ ہے کہ بیت جب ایک جامع شرط کے تحت پر کرے پھر دوسرے کے تحت پر نہیں کر سکتا کہ جو ایک کے تحت ایک چکا اس کا نظام ہو چکا جب تک آزاد ہو غلامی نکال نہ دے ورنہ اس سے بیت نہیں لے سکتا۔ یہ دوسرے کے تحت ایک نہیں سکتا پریشان نظر دہندہ پھر اور ذلیل و خوار رہتا۔ قد سکتا اور کہیں سے فیضیاب نہیں ہو سکتا۔ جو کسی کے تحت پر بیت کر لے اور پھر پریشان نظری کرے وہ دھوٹی کا کتے نہ گھر نہ گھاٹ کا۔ اور جو ایک کا جو ہے وہ نہ صرف فیضیاب ہو سکتا ہے مگر ہر جامع شرط ہو اگر چہ صاحب فیض نہ ہو کہ اس مسئلہ میں جو صاحب فیض ہو گا اس کی اس پر نظر کر م ہوگی اور وہ اس پر فیض ڈالے گا بعض لوگ اور کے مطابق اس کے قیام میں۔ طلب فیض اسی شرط میں اور یہ طلب فیض اس کا نام ہے۔

خود اعلیٰ حضرت قدس سرہ باوجودیکہ قادری تھے اور مسال سے بھی فیضیاب تھے مگر سہروردی، نقشبندی وغیرہ مسال کی بھی حضور پر فتوح کو اجازت تھی۔ یہ اجازت کیا فیض نہیں دے گا ایک دیگر وہ حکم بھی پر عمل کرنے والے انھیں بظاہر کہیں سے ملے و یقین بھی کرتے ہیں کہ مجھے اسی در سے طلب ہے جس سے بیت منتسب ہوں۔ ملفوظات اعلیٰ حضرت قدس سرہ میں آپ نے تین قلندروں کی حکایت ملاحظہ فرمائی ہوگی جو خدمت حضور پر نور سلطان المشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ایک مراد میل کھا کر حاضر ہوئے تھے انھوں نے عرض کی کہ میں یقیناً حضور سلطان المشائخ سے پایا۔ مگر میرے قریان ہم سے ہیں۔ کیوں کہ اگر میری نظر کر م نہ ہوتی تو حضرت سلطان المشائخ کیوں نظر فرم فرماتے اور فیض عطا کرتے۔ یہ ہے ایک دیگر وہ حکم کہ حضرت سلطان باوجود قدس سرہ کا مطلب تو واسطے ہے کہ جو اس مسئلہ مالہ کو ترک کرے اور دوسرا مسئلہ اندر سے بیت اختیار کرے اور حضرت مدنی بن مسافر کے ارشاد میں غالباً بیعت سے مراد بیعت ارادت نہیں بلکہ یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ کوئی طلب فیض کے لئے آئے۔ میں ہر ایک کو فیض عطا کرتا ہوں۔ مگر جو قادری ہو گا کو کچھ اور گھر کے اس کوں آئے۔ یا یہ کہ کسی مسئلے کا مراد بیعت تو ترک کر آئے تو میں اس سے بیعت لے لیتا ہوں۔ مگر قادریوں کی بیعت نہیں کرنا کہ وہ پریشان نظر نہیں ہوتے کہ وہ جانتے ہیں کہ حضور غریب اعظم کو میں اور میں نہیں ادا کرنا کے مرید پھر پریشان نظر ہوتے ہیں۔ اپنے ہر پر کابل اعتماد اور پورا اعتماد نہیں رکھتے۔ وہ اگر بیعت تو ترک کر آئے

پس تو میں بیعت کے لیے آیا ہوں۔ خدا اے صدیق والہ علم والحق عندہ رہی۔ واللہ تعالیٰ اعلم
فقیر مصطفیٰ رضا قادری غفرلہ

- صحیح الجواب، مخدم العلم والعلوم محمد حسین رضا خاں
- ذلک کہ اللہ محمد اسماعیل محمود آبادی سنی ریاست ہلال آباد ضلع فیروز پور
- لخد اصحابہ المحیب رحمہم الہی قادری رشوی غفرلہ
- مصطفیٰ رضا قادری آل الرحمن محمد رفیع البواہر کاتحی الدین جیلانی
- الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم فقیر احمد حسن صدیقی کبیری علی اللہ تعالیٰ عن ذنبہ الجلیل والحق
- اصحابہ المحیب وایجاد عبد العزیز مصطفیٰ غفرلہ قادری رشوی مدرس مدرسہ اہلسنت
- اللہ رحمہ المحیب فقیر سید وار علی عفی عنہ
- الجواب صحیح البواہر محمد نور الہادی عفی عنہ
- الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم فقیر احسان علی مظفر پوری مدرسہ منظر اسلام ۹ فریقہ ۲۳۴۴